ہست قرآن در زبانِ پہلوی

مثنوی معنوی

مصنف: مولانا جلال الدین رومیؒ

ترجمہ

مولینا قاضی سجاد حسین صاحب

PDFBOOKSFREE.PK

حامد اینڈ کمپنی ۳۸۰ - اردو بازار لاہور ۲

www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدّمہ

دفترِ اوّل کی اشاعت

جس وقت میں نے مثنوی کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا خود بھی مذبذب تھا اور احباب بھی مختلف الرائے تھے۔ کچھ احباب ہمت بندھاتے تھے تو کچھ احباب مخلصانہ طور پر اس اقدام کی مخالفت کرتے تھے لیکن میں نے خدا پر بھروسہ کر کے عواقبِ انجام سے قطع نظر کی اور اشاعت کے کاموں میں لگ گیا۔ جب دفترِ اوّل مکمل ہوا تو سوچا کہ اس کا اجرا کسی جلسہ میں کرایا جائے۔ میں اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ بعض احباب نے توجہ دلائی کہ اس سال جبکہ مولانائے روم کی سات سو سالہ یادگار منائی جا رہی ہے اور دیگر ممالک میں اس سلسلہ میں بہت سے اجتماعات ہو رہے ہیں ہندوستان میں بھی اس طرح کی تقریب منانی چاہیئے اور اسی میں دفترِ اوّل کے اجرا کی رسم ادا کی جائے۔ میں نے یہ خیال جناب پروفیسر سید نورالحسن صاحب وزیرِ تعلیم حکومت ہند کے سامنے ظاہر کیا تو موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور اپنے ہاتھوں دفترِ اوّل کا اجرا کرنا منظور کر لیا۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء کو غالب اکیڈمی بستی نظام الدین میں جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی کی زیرِ صدارت جشن ۷۰۰ سو سالہ مولانائے روم کے عنوان سے ایک کامیاب اجتماع ہوا جس میں جناب کوکب دری زاد لطفہٗ کا مجھے بھرپور تعاون حاصل رہا اور جناب مسعود حسن خاں صاحب وائس چانسلر جامعہ ملیہ نے ایک علمی مقالہ پڑھا۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایمبسی دہلی نے مولانا روم اور مثنوی پر ایک فاضلانہ تقریر کی اور جناب محمد اعظم کامران نے اپنے دلنواز نغمہ سے مولانا روم کی ایک غزل سنائی۔ دہلی کے اکثر علم دوست احباب اس میں شریک ہوئے، بقول بعض احباب کے یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہلِ علم کا ایک قابلِ ذکر اجتماع تھا۔ دہلی کے انگریزی ہندی اور اردو اخبارات نیز آل انڈیا ریڈیو دہلی اور ٹیلی ویژن نے اس اجتماع اور مثنوی کے دفترِ اوّل کے اجرا اور اس کی پسندیدگی پر خوب خوب خبریں شائع کیں۔ محکمہ ٹیلی ویژن نے تو صرف اس اجتماع کو رونما کرنے پر بس نہ کی بلکہ میری اور مثنوی کی مستقل فلم تیار کر کے اس کو مختلف اسٹیشنوں سے مختلف اوقات میں دکھایا۔ اس کے بعد سے آج تک شاید ہی اُردو کا کوئی موقر اخبار یا رسالہ ایسا ہوگا جس نے دفترِ اوّل پر سیر حاصل تبصرہ نہ کیا ہو اور مثنوی شریف کے پورے دفتروں کی تکمیل کا اصرار نہ کیا ہو۔ میں

www.pdfbooksfree.pk

مُنعمِ وہّاب کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اُس کی رحمتِ بے پایاں سے اُس کی قبولیت وہم وگمان سے بھی زیادہ ہوئی۔ مُلک کے اہلِ علم نے بذریعہ خطوط اُس کی تعریف وتوصیف کی اور مُلک کے ہر ہر گوشہ سے اُس کی مانگ شروع ہوگئی۔ میں نے اُس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی دفترِ دوم پر کام شروع کر دیا، آج جبکہ میں یہ مقدمہ پُردِ قلم کر رہا ہوں یہ دفترِ دوم اِس قابل ہوگیا ہے کہ اُس کی طباعت شروع کرا سکوں اور قریبی عرصہ میں اہلِ علم کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ دفترِ اوّل کی اشاعت کے بعد سے بقیہ دفتروں کی اشاعت وتکمیل کے لئے جو سہولتیں میسّر آرہی ہیں اُن کا تفصیلی ذکر تو طویل ہے البتہ اِس سلسلہ میں اگر میں پروفیسر سیّد نورالحسن صاحب وزیرِ تعلیم اور وزارتِ تعلیم ہند کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاس گذاری ہوگی۔ میں موصوف اور اُن کی وزارت کا انتہائی شکر گذار ہوں کہ موصوف نے دفترِ اوّل کی بڑی تعداد میں خریداری کرا کر دیگر دفاتر کی اشاعت کو آسان بنا دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کے لئے ایک گراں قدر مالی اعانت کرنا بھی منظور کر لیا ہے۔ خدا کے فضل وکرم سے دفترِ دوم تو عنقریب ہی سامنے آجائیگا۔ اب میں نے تیسرے دفتر پر کام شروع کر دیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اُس کو نصف کے قریب لکھ چکا ہوں۔ اب جبکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کی مالی مشکلات سے میں بے نیاز ہو چکا ہوں ناظرین سے استدعا ہے وہ دعا فرمائیں ربّ العزت مجھے وہ طاقت بھی عطا فرما دے کہ میں قلمی اعتبار سے اِس خدمت کی جلد از جلد تکمیل کر سکوں۔ گو سنِ قتالہ میں پہنچ گیا ہوں اور اپنی عمر کی ۶۵ ویں منزل طے کر رہا ہوں، قوائے جسمانی بھی انحطاط پذیر ہیں لیکن مولائے کریم سے پُر اُمید ہوں کہ وہ اِس ناکارہ کو وہ طاقت عطا فرما دے گا جس سے میں اپنی اِس تمنا کو پورا کر سکوں گا۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز۔

مولانائے رومؒ اور مثنوی

دفترِ اوّل کے مقدمہ میں مولانا کے حالات اور مثنوی کے بارے میں کچھ معروضات کی گئی ہیں اُس کی اشاعت کے بعد ماہ مئی، جون، جولائی ۱۹۷۵ء کے رسالہ "جامعہ" کے شماروں میں اِسی موضوع پر مسز انیماریا شمیل پروفیسر ہارورڈ یونیورسٹی کے مقالہ کا ترجمہ از سید فیضار الحسن صاحب ندوی نظروں سے گذرا اُس میں بعض جدید معلومات تھیں۔ موصوفہ مستشرق خاتون ہیں جو مولانائے رومؒ پر ایک سند تسلیم کی جاتی ہیں۔ وہ امسال ماہ ستمبر میں ہندوستان بھی آئیں اور مجھے بھی اُن سے ملنے اور اِس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مناسب سمجھا گیا کہ اُس کی تلخیص واقتباس دفترِ دوم کے اِس مقدمہ میں بشکریہ رسالہ جامعہ ہدیۂ ناظرین کروں، اب مطالعہ کرنے والوں سے گذارش ہے کہ اِس تلخیص اور غیر مرتب اقتباس کو دفترِ اوّل کے مقدمہ کے مضمون کے ساتھ ملا کر مطالعہ کریں تاکہ پوری افادیت حاصل ہو سکے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے جو آج کل مملکت افغانستان کے زیرِ نگین ہے۔ اِس تاریخِ ولادت پر مورخین کا اتفاق ہے لیکن مولانا کی کتاب "فیہ مافیہ" کی ایک

www.pdfbooksfree.pk

عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مولاناؒ خوارزم شاہ کے سمرقند کے محاصرہ کے جو کہ ۱۲۰۶ء میں ہوا تھا چشم دید واقعات بیان کر رہے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولاناؒ کی پیدائش یقیناً اس سے کم از کم دس بارہ سال قبل ہو چکی تھی۔

بلخ اس دور میں علمی و دینی مرکز تھا، قدیم زمانے میں یہ شہر بودھ مذہب کا بھی مرکز رہ چکا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ تصوف کے قدیم رجحانات میں جھلکنے والے بعض بودھ افکار اسی شہر کی دین ہوں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم اسی شہر کی پیداوار ہیں۔ دنیا سے اُن کی بیزاری گوتم بودھ کے زہد اور ترکِ دنیا سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مولانائے رومؒ نے بچپن میں فلسفی مفکر امام فخر الدین رازی کا زمانہ بھی پایا تھا، امام رازی کو سلطان خوارزم کے دربار میں بہت رسوخ تھا اور سلطان کو صوفیوں کے خلاف کر دینے میں اُن کا بہت بڑا حصہ تھا۔ ۱۲۰۹ء میں صوفی مجدد الدین بغدادی کے نہر جیحون میں ڈوب کر جان دیدینے کا سبب بھی یہی بنے تھے۔ مولانائے رومؒ کے والد شیخ بہاؤ الدین ولد سے بھی امام کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ مولانائے رومؒ بھی دینی معاملات میں عقل و فلسفہ کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے۔ اِن کے دوست اور شیخ شمس الدین تبریزی تو امام فخر الدین رازی کو "الکافر الاحمر" سرخ کافر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مولانائے رومی کا یہ شعر

گر باستدلال کارِ دیں بُدے — فخرِ رازی رازدارِ دیں بُدے

اگر دین کا معاملہ دلیل بازی پر موقوف ہوتا — تو فخر الدین رازی دین کے رازدار ہوتے

بھی اِن حالات کی غمازی کرتا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین ولد کے بلخ چھوڑنے کی بنیاد امام رازی کی عداوت کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازی کی وفات ۱۲۱۰ء میں ہو گئی تھی جبکہ شیخ بہاؤ الدین نے بلخ ۱۲۱۸-۱۹ء میں چھوڑا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین ۱۲۲۰ء میں وسطِ روم میں پہنچے۔ یہاں سے مولانا جلال الدینؒ کے نام کے ساتھ رومی کی نسبت شروع ہوئی۔ ایک عرصہ تک شیخ بہاؤ الدین "لارندا" میں مقیم رہے۔ مولانائے رومؒ کی والدہ کی یہاں ہی وفات ہوئی۔ لوگ آج بھی اُس قبر اور مسجد کی زیارت کو جاتے ہیں جو مولاناؒ نے اُن کی یادگار میں بنائی تھی مولانائے رومؒ نے یہاں ہی جوہر نامی ایک سمرقندی دوشیزہ سے شادی کی جس سے اُن کے عزیز ترین بیٹے سلطان ولد پیدا ہوئے جو آگے چل کر مولانائے رومؒ کے خلیفہ دوم اور مولاناؒ کے بہترین سوانح نگار اور اُن کی کتابوں کے شارح بنے۔ سلطان علاؤ الدین کیقباد نے شیخ بہاؤ الدین ولد کو قرمان (لارندا) میں بُلوا لیا تھا۔ قرمان، قونیہ سے تیس کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ سلطان علاؤ الدین نے قلعہ کے قریب ایک ٹیلہ پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی، قونیہ اُس دور میں پُر رونق مدرسوں اور مسجدوں سے آباد تھا۔ شیخ بہاؤ الدین ولد اور اُن کے خاندان کے آجانے سے اس کی رونق دوبالا ہو گئی۔ ۲۲ جنوری ۱۲۳۱ء کو شیخ بہاؤ الدین اِس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

شیخ بہاؤ الدین کی وفات کے چند سال بعد اُن کے شاگردِ رشید برہان الدین محقق ترمذی بھی قونیہ پہنچ گئے۔ مولانا رومؒ نے

www.pdfbooksfree.pk

اِنہی سے علومِ لدنی، حکمتِ الہامی اور صوفیانہ زندگی کے رموز و اسرار کی معرفت حاصل کی اور پھر اُنہی کے حکم کی تعمیل میں آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ اوحد الدین کرمانی کے حلقے کے بڑے بڑے صوفیوں سے آپ نے ملاقاتیں کیں۔ ہو سکتا ہے کہ ممتاز صوفی شمس الدین تبریزی سے پہلی ملاقات آپ کی یہاں ہی ہوئی ہو۔

برہان الدین محقق ۱۲۴۰ء میں قونیہ چھوڑ کر قیصریہ چلے گئے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی اور آج بھی ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

منگول نے ۱۲۴۲ء میں روم کے علاقہ پر قبضہ کر لیا، اناطولیہ بھی اُن کے قبضہ میں آگیا قیصریہ بھی جلد ہی منگول کی لوٹ مار کی نذر ہو گیا۔ اِنہی حالات میں قونیہ پر منگول کا تسلط ہو چکا تھا، اِس سیاسی تاریکی کے باوجود مولانائے رومؒ نے شمس دوام کو اپنے سامنے درخشاں دیکھ لیا تھا۔ جنوری ۱۲۴۴ء کے اواخر میں مولاناؒ کی شمس الدین تبریزی سے ملاقات قونیہ میں ہوئی۔ مولانائے رومؒ اور شمس الدین تبریزی کی پہلی ملاقات کے بارے میں بہت سی روایتیں ہیں اُن میں سب سے زیادہ قرینِ قیاس وہی روایت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بایزید بسطامی کے فرقِ مراتب کے سلسلہ میں باہمی گفتگو کی ہے، اِس ملاقات کے بعد دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہوئے کہ چھ ماہ تک ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوئے۔ صلاح الدین زرکوب کی دوکان تھی اور اُس پر اِن دونوں کی مجلس اِس طور پر ہوتی تھی کہ نہ کھانے پینے کی فکر ہوتی نہ ضروریاتِ زندگی کی خبر، پورے چھ ماہ اِسی عالم میں گذر گئے، یہ شمس الدین تبریزی کون تھے جو مولانائے رومؒ کی زندگی میں اِس قدر انقلاب کا سبب بنے اُن کے صحیح واقعات تو پردۂ خفا میں ہیں لیکن اِس قدر ضرور معلوم ہے کہ اُن کی سخت تنقید سے اُس دور کے صوفیاء میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ شام و عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے شمس الدین نے ملاقاتیں کیں۔ ان کی ملاقاتوں کا سب سے زیادہ دلچسپ قصہ وہ ہے جو اوحد الدین کرمانی کی ملاقات کے دوران پیش آیا۔ اوحد الدین کرمانی ان صوفیوں میں سے تھے جو مخلوق کی صورتوں میں خالق کا جمال دیکھتے اور اس کی پرستش کرتے تھے، انسانی شباب میں انھیں جمالِ خداوندی نظر آتا تھا۔ ایک مرتبہ اوحد الدین نے شمس الدین سے کہا کہ میں چاند کو اس وقت دیکھتا ہوں جبکہ وہ پانی کے پیالے میں عکس ریز ہوتا ہے، شمس الدینؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ اگر تمہاری گردن میں کجی نہیں ہے تو تم اس کو آسمان پر ہی کیوں نہیں دیکھتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین کی ملاقات محی الدین عربیؒ سے بھی ہوئی ہے۔ شیخ اکبر کے تصنیفی اور علمی شہ پارے اور اُن کے خیالات و افکار بھی شمس الدین کی نگاہِ تنقید سے نہیں بچ سکے ہیں۔ شمس الدینؒ ابنِ عربی کو نوآموز و خام کار سمجھتے تھے۔ وہ مولانائے رومؒ کو موتی سے تشبیہ دیتے تھے تو شیخ محی الدین عربی کو کنکریوں سے۔ شمس الدین صوفیائے کس سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا ہے۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انھیں خواب میں براہِ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

www.pdfbooksfree.pk

سے خرقۂ تصوف حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ہمیں ترک عالم عبدالباقی کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ وہ عملاً قلندر اور ایک جہاں گشت درویش تھے۔ شمس الدین کے بعض جملے اور عبارتیں بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں جن میں وہ قلندریت کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ اُن کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ عاشقیت ہی سے نہیں بلکہ معشوقیت کے مقام سے بھی آگے نکل گئے تھے۔ وہ تمام مراحل طے کر کے قطب المعشوقین کے مقام پر سرفراز تھے۔

سخت حیرت ہے کہ شمس الدین کی چند ماہ کی صحبت سے مولانائے روم نے تمام سماجی ذمہ داریوں بلکہ فرائض اور واجبات کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا اسی بنیاد پر مولاناؒ کے متعلقین میں غیض و غضب کی وہ آگ بھڑکی کہ شمس الدین کو قونیہ چھوڑنا پڑا، اس جدائی کا مولانائے روم پر یہ اثر پڑا کہ اُن کو اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے رقص و سرود اور نغمۂ موسیقی کی پناہ لینی پڑی، ایک عرصہ کے بعد مولاناؒ کو پتہ چلا کہ شمس الدین شام کے مرغزاروں میں فروکش ہیں تو مولاناؒ نے اپنے بیٹے سلطان ولد کو اُن کو واپس لانے کے لئے روانہ کیا شمس الدین واپس آئے تو مولاناؒ پر سرور و انبساط کا عالم طاری ہوا، دونوں کی ملاقات ہوئی تو یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ اُن میں طالب کون ہے اور مطلوب کون ہے۔ مولاناؒ نے اُن کو قونیہ کا پابند کرنے کے لئے کیمیا نامی ایک دوشیزہ سے اُن کی شادی کرادی اور پھر دونوں میں ہفتوں بلکہ کئی کئی ماہ مسلسل رُوحانی اور وجدانی گفتگو میں گزرنے لگے۔ یہ بات پھر مولاناؒ کے عقیدتمندوں پر گراں گذرنے لگی جس سے اُنکے اندر پھر شمس الدین کے خلاف غم و غصہ کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ اسی دوران ۱۲۴۸ء میں "کیمیا" کا انتقال ہو گیا تو پھر شمس الدین قونیہ سے ایسے غائب ہوئے کہ ڈھونڈنے سے بھی کبھی نہ ملے۔ شمس الدین کی اس رُوپوشی کے بارے میں متضاد کہانیاں ملتی ہیں۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ شمس الدین قونیہ سے نامعلوم مقام کی طرف رُخصت ہوئے "افلاکی" صراحت کرتے ہیں کہ اُن کو مولاناؒ کے صاحبزادے فخر العلماء علاؤالدین ولد کی دشمنی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا لیکن یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ ایسے محترم خانوادے کا کوئی فرد قتلِ عمد جیسے معیوب اور ذلیل جُرم کا ارتکاب کرے یا کرائے۔

بہر حال کہا جاتا ہے کہ ۵ دسمبر ۱۲۴۸ء کی رات تھی دونوں بزرگ شب کے آخری حصہ تک باہمی گفتگو میں محو تھے کہ کوئی شخص شمس الدین کو باہر بُلا کر اُن پر پے در پے قاتلانہ حملے کرنے لگا اور اُن کو قتل کر کے قریب کے ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ یہ کنواں آج تک موجود ہے جس کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ صبح کو مولاناؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کو خبر ملی تو انھوں نے اُن کی نعش کو کنویں سے نکال کر ایک قبر میں دفن کر دیا۔ اب یہی شمس الدین کی آخری آرامگاہ ہے جس پر ایک یادگاری تختی لگا دی گئی ہے۔ حال ہی میں جو کھدائی کی گئی ہے اُس سے ایک بڑی قبر کا سراغ ملتا ہے جس کا تعلق عہدِ سلجوقی سے معلوم ہوتا ہے۔ مولانا میوزیم کے ڈائرکٹر سید محمد اوزند، افلاکی کے اس بیان کی تائید

www.pdfbooksfree.pk

کرتے ہیں۔ مولانائے رومؒ سے اِس جانگسل واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا لیکن پھر بھی مولاناؒ کے بعض اشعار بتاتے ہیں کہ اُن کو اِس سانحہ کا علم ہوگیا تھا۔ بعض لوگوں نے اُن سے کہا کہ شمس الدین دیارِ شام میں مقیم ہیں تو مولانا وہاں پہنچ گئے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اُس نے شمس الدین کو دیکھا ہے تو اُس سے پوچھو کہ اُس فردوسِ بریں کا راستہ کدھر ہے؟ اِس کے بعد مولاناؒ کے اشعار میں شمس الدین کی ایسی چھاپ نظر آتی ہے کہ اُن کو ہر طرف شمس الدین ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک غزل میں کہتے ہیں

تنہا میں ہی شمس الدین شمس الدین نہیں گاتا رہتا ہوں بلکہ اُدھر بطخیں اور سارس تالابوں میں اور ٹیلوں پر بلبلیں چمن زاروں میں وارفتگی کے عالم میں نغمہ سرا ہیں، اِدھر میں سرِ شام گنگناتا ہوں۔

شمس الدین کانِ جواہر، شمس الدین روز و شب، شمس الدین شام و سحر، شمس الدین جامِ جم، شمس الدین بحرِ بیکراں، شمس الدین دمِ عیسیٰ، شمس الدین یدِ بیضا، شمس الدین جمالِ یوسف۔

مولانا کو اگرچہ جلد ہی شمس الدین کی وفات کا علم ہوگیا تھا لیکن اِس کا اعتراف واقرار ان پر سخت گراں تھا۔

اِس کے بعد بھی شمس الدین تبریزی کی شخصیت کے بارے میں بہت سے حالات معرضِ خفا میں ہیں حتیٰ کہ بعض محققین اُن کے بارے میں اِس درجہ مشکوک ہیں کہ وہ سرے سے اِس جیسی شخصیت ہی کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ عظیم کلاہِ درویشی جو قونیہ میوزیم میں آج بھی موجود ہے اِس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اِس جیسی شخصیت ایک زمانہ میں موجود تھی، آنکھوں نے اُس کو دیکھا ہے اور اُس کے نقوش آج بھی تازہ ہیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں مولانائے رومؒ اور شمس تبریزی کی باہمی انوکھی ملاقاتیں، باہمی شیفتگی اور یہ ربط صوفیائے اسلام میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

بعض لوگ شمس الدین تبریزی کو سقراط سے تشبیہ دیتے ہیں جس نے اپنے پیچھے تحریری شکل میں کچھ نہ چھوڑا لیکن افلاطون جیسا شاگرد چھوڑا جو اُس کی عظمت کا سبب بنا۔ اسی طرح مولاناؒ ایک چراغ کے مانند تھے اور شمس الدین وہ چنگاری تھے جو اُس چراغ کو روشن کر گئی۔

شمس الدین تبریزی کی جدائی کے بعد مولاناؒ کی روح، الہام و کشف کے ایک نئے سرچشمہ سے مانوس ہونے لگی۔ وہ ایک روز قونیہ میں صرافہ کے بازار سے گذر رہے تھے وہاں صلاح الدین زرکوب کی دکان پر زرکوبی کی کھٹ کھٹ کی آواز ایک دلکش نغمہ کی طرح مولاناؒ کے کان میں پڑی اور مولاناؒ بے اختیار رقص کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین زرکوب بھی اس رقصِ مستانہ میں شریک ہوگئے۔ اِس طرح کچھ دیر دونوں سرِ بازار رقص کرتے رہے پھر صلاح الدین تو اپنی دکان کے کاموں میں لگ گئے اور مولانا گھنٹوں اسی عالم میں رقصاں رہے۔ صلاح الدین زرکوب مولانا برہان الدین محقق سے فیض یافتہ تھے، زہد و تقشف میں

www.pdfbooksfree.pk

شیخ و مُرشد کی بولتی تصویر تھے۔ اِسی بنا پر شیخ محقق نے باوجود اُن کی ناخواندگی کے اُن کو اپنا روحانی وارث اور اکلوتا خلیفہ قرار دیا تھا۔ شمس الدین تبریزی کے بعد مولاناؒ کو پھر صلاح الدین زرکوب کی صحبتوں میں وہی پُرانا کیف و سرور حاصل ہونے لگا، صحبتوں کا سلسلہ طویل ہونے لگا۔ بالآخر اس اتحاد و شیفتگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولاناؒ نے اپنے صاحبزادے سلطان ولد کی شادی صلاح الدین زرکوب کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ ایک وقت آیا کہ صلاح الدین بیمار ہوئے۔ مولاناؒ اُن کی تیمارداری میں اِس قدر منہمک اور مصروف ہوئے کہ اپنے معمولات سے بھی غافل رہے اور بہت ہی کم صلاح الدین سے جُدا ہوتے تھے۔ جب وہ وقت آیا کہ صلاح الدین زرکوب اِس دُنیا سے رخصت ہوئے اور اُن کی روح عالمِ ارواح کے تصرفات سے لطف اندوز ہونے لگی تو مولاناؒ تدفین سے فارغ ہو کر گھر واپس آئے۔ مولاناؒ نے اُن کا جو مرثیہ لکھا اُسمیں تحریر فرمایا:-

اے وہ شخص جو زمین و آسمان کو چھوڑ جانے والے پر بھی روتا تھا تیرے عہدِ زرّیں کی یاد میں ہوش و حواس اشکبار ہیں اور رُوح کرب زدہ اور غمگسار ہے، اب کوئی نہیں جو تیری جگہ لے سکے، مکان و لامکان تیرا ماتم کر رہے ہیں، جبرئیلِ امین کے پَر تیرے غم میں پیلے پڑ گئے ہیں، اولیا و انبیاء سب کی آنکھیں نم ہیں۔ اے صلاح الدین تم ایک بلند پرواز برق رفتار طائر تھے تم کیا اُڑے کہ وہ شاخ بھی اُڑ گئی جس سے کبھی تم تیر کی مانند اُڑتے تھے۔

یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ مولاناؒ صوفیانہ جذب و کیف اور رقص و سرود میں منہمک رہنے کے باوجود عین اِسی وجدانی کیفیت کے دوران بھی صحیح شرعی رائے یا فتویٰ دینے سے کبھی قاصر نہ رہے۔ سپہ سالار نے جنھیں برسوں مولاناؒ کی خدمت کا موقع ملا ہے، نماز اور اُس کے آداب سے اُن کے شغف اور اُن کی طویل روزہ کشی کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

مولاناؒ کا حُسنِ سلوک حُسنِ معاشرت اور شریعت کی غیر معمولی پابندی ہی لوگوں کو اُن کے دَر تک کھینچتی تھی۔ مولاناؒ کے دروازے خواص اور مالداروں سے زیادہ عوام اور غریبوں کے لئے کُھلے رہتے تھے۔ مولاناؒ کے معتقدین میں جہاں مَردوں کے انبوہ در انبوہ نظر آتے ہیں وہاں معتقد عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ سُلطان غیاث الدین کی بیگم جو قونیہ سے قیصریہ چلی گئی تھیں، جب مولاناؒ کی جُدائی برداشت نہ کر سکیں تو اُنھوں نے ایک بازنطینی آرٹسٹ سے مولاناؒ کی تصویر بنوائی جس کو وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ خود مولاناؒ کی پوتی سلطان ولد کی صاحبزادی ایک عرصہ تک کامیابی کے ساتھ طریقِ مولویت کی نشر و اشاعت کرتی رہیں۔ مولاناؒ کی دوسری بیوی کرا خاتون کو بھی وہ روحانی مقام حاصل تھا کہ مولاناؒ ان کو "سارہ" ثانی اور "مریم زمانہ" کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

تیسری شخصیت جو مولاناؒ کے جذب و کشش کا محور بنی وہ حسام الدین ملپی کی شخصیت ہے۔ حسام الدین بن حسن اخی ترک قونیہ کی سوسائٹی میں درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حسام الدین

www.pdfbooksfree.pk

مولاناؒ کی زندگی میں اچانک نمایاں نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ برسوں پہلے سے اُن کی صحبت میں رہتے آئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شمس الدین تبریزی نے اُن کو جو نہاری کی حالت میں دیکھا تھا تو اُن پر اپنی پوری توجہ مبذول کی تھی۔ حسام الدین اِس قدر روشن ضمیر تھے کہ وہ دوستوں اور محبت کرنیوالوں کی تکلیف کو خود بخود اِس طرح محسوس کر لیا کرتے تھے جیسے کہ وہ تکلیفیں خود اُن کے روح اور جسم میں پائی جاتی ہوں۔ وہ تصوف اور سلوک کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ مولاناؒ نے اُن کو اپنے بعض خطوط میں "جنیدِ عصر" سے تعبیر فرمایا ہے اور کہتے تھے کہ وہ مجھ سے باپ اور بیٹے کی مانند قریب ہیں اور مجھے وہ نورِ عین کی طرح عزیز ہیں۔ مولاناؒ کے الہامی افکار اور اُن کی حکمت و تعلیمات کی تشریح اور تفسیر کا سہرا حسام الدین ہی کے سر پر ہے جنھوں نے مولاناؒ کے صوفیانہ فلسفہ اور حکمت کو اصل صورت میں محفوظ کر دیا اور مولاناؒ کی تحریروں کو اُن کے عقیدتمندوں اور مُریدوں نے یکجا کر دیا۔ مولاناؒ نے اِنہی کی فرمائش پر اپنا روحانی سرمایہ جس کو مثنوی معنوی کہا جاتا ہے اُن کو املا کرایا۔ چند برس تک حسام الدین مولاناؒ کے ساتھ رہے۔ مولاناؒ کی زبان سے جو شعر نکلتا وہ اُس کو قلمبند کر لیتے۔ سڑک ہو یا گھر، حمام ہو یا بازار، محفلِ سماع ہو یا خلوت خانہ، سایہ کی طرح مولاناؒ کے ساتھ رہتے تھے۔

مثنوی کی ابتدا کی تاریخ متعین کرنا تو دشوار ہے لیکن بقول عبدالباقی کے دفترِ اوّل کی بعض حکایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت تک بغداد میں عباسی حکومت قائم تھی۔ ۱۲۵۸ء میں جب تاتاریوں نے مستعصم باللہ عباسی خلیفہ کو قتل کیا اُس وقت دفترِ اوّل کا املا مکمل ہوا تھا۔ دفترِ اوّل کی تکمیل کے بعد حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو مولاناؒ کے اشعار کا الہامی سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور کافی تاخیر سے دفترِ دوم شروع کیا۔ مولاناؒ جب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تب ہی مثنوی کے املا کا سلسلہ ختم ہوا۔

۱۲۷۳ء کے موسمِ خزاں میں مولاناؒ کی نقاہت بڑھ گئی۔ طبیب مرض کی تشخیص میں ناکام ہو گئے طبیبوں نے بہر حال یہ محسوس کر لیا کہ مولاناؒ کے پھیپھڑے میں پانی اُتر آیا ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء کی شام ایک پُرملال شام تھی جس میں مولاناؒ ہمیشہ کے لئے اِس دارِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے۔ اُن کی وفات سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی متاثر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مولاناؒ کی بلّی نے بھی اُن کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد وہ اپنی زندگی کی بساط لپیٹ کر چل دی جس کو مولاناؒ کی اہلیہ نے مولاناؒ کے پہلو میں دفن کرایا۔

مولانائے رومؒ کی احادیث و تفسیر اور سیرِ صحابہ

اِس موضوع پر میں دفترِ اوّل کے مقدمہ میں کچھ باتیں لکھ چکا ہوں۔ اِس سلسلہ میں آیات کی تفسیر سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "غایۃ المقال" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرات صوفیہ بعض آیات کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس پر کوئی نقل شاہد نہیں ہوتی ہے اِس پر بعض جہلاء اُن کو کفر کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ اُن کی

www.pdfbooksfree.pk

مراد حقیقی تفسیر نہیں ہوتی ہے بلکہ صرف ایک اشارہ مقصود ہوتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التفرقہ بین الاسلام والزندقہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اصحاب غلبۂ ظن سے بلا دلیل کسی آیت کی تاویل کرنے لگتے ہیں اُن پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں عجلت سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ غور کرنا چاہیئے اگر اُن کی یہ تفسیر و تاویل اصولی عقائد سے متعلق نہیں ہے تو اُن کی کسی طرح سے تکفیر جائز نہ ہوگی اور ایسی تاویل کے قائل کو مُبتدع اور کافر نہیں کہا جاسکتا ہے۔ جہاں تک احادیث اور سیر انبیاء و صحابہ کی بحث ہے اِس کے متعلق بھی میں دفترِ اوّل کے مقدّمہ میں کچھ عرض کر چکا ہوں۔ مولاناؒ نے دفترِ دوم میں "سجدہ کردنِ یحییٰ و مسیح در شکمِ مادر یک دگر را" کے ماتحت جو کلام فرمایا ہے اُس میں حضرت مسیح اور حضرت یحییٰ کے ماؤں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنے پر معترضین کے اعتراضات نقل کئے ہیں اور پھر فرمایا ہے :-

این بداند آنکہ اہلِ خاطرست	غائب از آفاق اُو را حاضرست
اِس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحبِ دل ہے	آفاق سے غائب (چیز) اُس کے لئے حاضر ہے
پیشِ مریمؑ حاضر آمد در نظر	مادرِ یحییٰؑ کہ دور ست از بصر
حضرت مریمؑ کی نگاہوں کے سامنے آگئی	حضرتِ یحییٰؑ کی ماں جو نگاہ سے دُور تھی

اور پھر فرمایا :-

ور ندیدش نز برون و نز دروں	از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں
اور اگر مریمؑ نے انکو ظاہری اور باطنی طور پر نہ بھی دیکھا ہو	اے ناقص! اِس حکایت سے معنیٰ اخذ کر لے
نے چناں افسانہا بشنیدۂ	ہمچو شیں بر نقشِ آں چسپیدۂ
کیا تو نے ایسے افسانے نہیں سُنے ہیں	تو اُن کے نقش پر شین کی طرح چپکا ہوا ہے

اور پھر فرمایا کہ کلیلہ و دمنہ اور گل و بلبل کے افسانے تم سنتے ہو اور ایسے نتائج اخذ کرتے ہو اِسی طرح مثنوی کے قصّص اور حکایات کو سمجھ لو اور اُن سے صحیح نتائج اخذ کر لو۔

مولاناؒ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ بعض بزرگوں نے افسانوی قصّوں سے بہترین نتائج نکالے ہیں۔ شیخ فریدالدین عطار نے "منطق الطیر" لکھی اور پرندوں کی زبانی مسائل کو سمجھایا، کلیلہ و دمنہ بھی حکمت و دانائی سے لبریز بہترین کتاب سمجھی گئی ہے لیکن اِس فرق کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ افسانوں کو حدیث اور سیر صحابہ کر کے پیش کرنے کی جو مضرتیں ہیں وہ اُن کی افادیت سے زیادہ ہیں۔ اِس سلسلہ میں مَیں نے دفترِ اوّل کے مقدّمہ میں جو معروضات پیش کی ہیں وہ بہر حال مثنوی شریف کے مطالعہ میں پیشِ نظر رہنی چاہئیں۔

www.pdfbooksfree.pk

دفترِ دوم کی تصوّف کی چند اصطلاحیں

فتوح عبادات و مکاشفات اور علم و معارف کا دروازہ کھل جانا۔ **فتح** ۔ بندہ پر ذاتِ احدیت کی تجلیات کا نزول شروع ہو جانا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ میں اِس مقام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ **حسِ خفاش** انسان کے مادّی حواسِ ظاہرہ اور حواسِ باطنہ۔ **حسِ دُرپاش** ۔ روحانی حواس۔ **مراقبہ** ۔ غیر اللہ سے توجہ ہٹا کر حضورِ دل کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ **حضورِ یار** ۔ معیتِ حق تعالےٰ۔ **ظاہر** ۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کو کہتے ہیں۔ **مظہر** ۔ صورت اور مرآۃ کو کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے تو وہ شخص ظاہر ہے اور صورت و آئینہ مظہر ہے۔ **رُوح** ۔ صوفیہ کی اصطلاح میں صورتِ نوعیہ کو کہتے ہیں۔ **روحِ اعظم** ۔ انواع کی صورِ نوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے۔ صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں، جو ذاتِ باری سے سب سے پہلے صدور میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربّی ہے اُس کو روحِ اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روحِ اعظم، روحِ محمدی ہے جیسا کہ حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا ہے) میں مذکور ہے۔ **لاہوت** ۔ ذاتِ باری بلالحاظ اسماء و صفات۔ **جبروت** ۔ مرتبۂ صفاتِ باری تعالیٰ۔ **ملکوت** ۔ مرتبۂ اسمائے باری تعالےٰ۔ **حظیرۂ قدس** ۔ وہ مقام ہے جہاں ملاءِ اعلیٰ اور روحِ اعظم کے انوار کا باہمی تداخل ہوتا ہے۔ **ملاءِ اعلیٰ** ۔ افضل ملائکہ کی جماعت۔ **علم الیقین** ۔ وہ علم ہے جو کسی سچے خبر دینے والے کی خبر سے حاصل ہو جیسے کسی سچے انسان کے کہنے سے آگ کے جلانے کا علم۔ **عین الیقین** ۔ وہ علم ہے جو خود اپنی آنکھ کے دیکھنے سے حاصل ہو۔ مثلاً آگ کے جلانے کا علم جبکہ آگ سے کسی چیز کو جلتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ **حق الیقین** ۔ وہ علم ہے جو اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے حاصل ہو جیسا کہ آگ کے جلانے کا علم جبکہ خود آگ نے اُس کو جلایا ہو۔ **قطب الاقطاب غوثِ اعظم** ۔ وہ ولی ہوتا ہے جو تمام عوالم پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقائے عالم کا سلسلہ اُس کی بقا سے قائم رہتا ہے اور دوسرے تمام اولیاء اُس کے تابع ہوتے ہیں۔ شیخِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحاتِ مکیہ میں فرمایا ہے کہ اُن قطبوں میں سے بعض کو خلافتِ باطنہ کے ساتھ خلافتِ ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسے کہ خلفائے اربعہ، امام حسن، حضرت امیر معاویہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ اور بعض کو محض خلافتِ باطنی حاصل ہوتی ہے جیسے شیخ احمد سبتی، حضرت بایزید بسطامی وغیرہ۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے قطبِ حقیقی اور غوثِ ازلی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک ہے۔ دنیا کے دیگر اقطاب اِس روحِ پاک کے خلیفہ ہیں اور اُن اقطاب میں سے بعض کو تحکّمِ عظیم حاصل ہے اور یہ مقام شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "کلیدِ مثنوی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ سالک پر ابتداءً حق تعالیٰ کے افعال کا ظہور ہوتا ہے اُس کو تجلیِ افعال کہتے ہیں پھر صفات کا ظہور ہوتا ہے اُس کو تجلیِ صفات کہتے ہیں۔ پھر ذاتِ بحت کا اُس کو تجلیِ ذات کہا جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

شخصیتیں

واصل بن عطا۔ یہ معتزلہ کے فرقہ کا بانی ہے۔ بہت ذہین شخص تھا لیکن اس کے عقائد فلسفۂ یونان سے متاثر تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اُس نے بحث شروع کی اور دعویٰ کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ بین بین ہے اس پر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِعْتَزَلَ عَنَّا یعنی وہ ہم (اہل سنّت والجماعت) سے کنارہ کش ہو گیا۔ اُس وقت سے اُس کو اور اُس کے ہم عقیدہ لوگوں کو معتزلی کہا جانے لگا۔

سکندر ذوالقرنین۔ یہ ایک خدا پرست اور برگزیدہ بادشاہ تھا، جس کا قصہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے۔ آبِ حیات کی جستجو اور اُس سے محرومی کا قصہ بھی اِسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ سکندرِ اعظم (جس کو سکندر رومی بھی کہتے ہیں) کے علاوہ شخصیت ہے، سکندرِ رومی شاہِ یونان تھا جس نے دارا شاہِ ایران کو شکست دی تھی۔ یہ سکندر ذوالقرنین سے صدیوں بعد گذرا ہے۔

نمرود۔ یہ کافر بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی بنا تھا جس کی سزا میں قدرت نے ایک مچھر اُس پر مسلط کر دیا تھا جو اُس کے دماغ میں گھس گیا تھا جس کی کلبلاہٹ اور اذیت رسانی اُس وقت تک ختم نہ ہوتی تھی جب تک کہ نمرود کے سر پر جوتے کی دس پندرہ ضربیں نہ پڑیں۔

خضرؑ۔ حضرت خضرؑ کے نسب اور خاندان اور حالات سے متعلق مستند روایات ہمیں کم ملتی ہیں، بہر حال اس قدر ثابت ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اُن سے ملاقات کی تھی اور وہ علمِ لدنی اور تکوینیات کے بہت بڑے عالم تھے تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ اکثر علماء اِس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندۂ جاوید شخصیت ہیں اور اہلِ معرفت اور صوفیاء اِس عقیدہ پر متفق ہیں۔

جرجیسؑ۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کے شاگرد تھے۔ فلسطین میں رہتے تھے۔ اُس دور میں موصل کا بادشاہ بہت بڑا ظالم تھا جو لوگوں کو بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اُنھوں نے اُس کو نصیحت کی تو اُس نے اُن کے قتل کے احکام جاری کر دیئے۔ یہ متعدد بار قتل کئے گئے لیکن قدرتِ الٰہی ہر بار اُن کو زندہ کر دیتی تھی۔ اِس معجزے سے بہت سے لوگ اُن کے پیرو ہو گئے۔ لیکن سرکشوں کی سرکشی ختم نہیں ہوئی اور بالآخر وہ اِنہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سامری۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص گذرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت کوہ طور پر گئے تو اُس نے قوم میں شرارت پیدا کر دی۔ ایک گئوسالہ بنا کر قوم کو اُس کی پرستش پر لگا دیا، جس سے حضرت موسیٰؑ بہت برہم ہوئے اور اُس کو بد دعائیں دیں جس سے وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

برصیصا۔ بنی اسرائیل میں سے ایک عیسائی راہب کا نام ہے جو بہت بڑا عبادتگذار تھا۔ ستر سال تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہا لیکن شیطان نے اُس پر غلبہ حاصل کیا اُس کو ابتداءً عملیات سکھائے جس سے اُس کی بہت شہرت ہوئی۔ شاہِ وقت کی ایک لڑکی اس کے پاس دعا کرانے آئی تو اُس سے زنا کر بیٹھا،

www.pdfbooksfree.pk

شہزادی حاملہ ہوگئی تو اُس کو قتل کر ڈالا۔ اِس کی پاداشت میں وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

امام محمد بن عسکری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور یہ اثنا عشری شیعہ صاحبان کے بارھویں امام ہیں اور اُن کے عقیدے کے مطابق اُن کو حضرت خضر کی طرح عمرِ جاوید دی گئی ہے اور وہ اِس وقت سُرَّ مَنْ رَأَی مقام کے ایک غار میں رُوپوش ہیں۔ قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا اور ان صاحبان کے نزدیک وہی مہدی موعود ہیں، جو قیامت کے قریب ظاہر ہو کر دنیا سے ظلم و فساد کو مٹائیں گے۔ اہلِ سُنّت ان کی وفات کے قائل ہیں اور مہدی موعود بھی ان کو نہیں کہتے ہیں بلکہ مہدی موعود محمد بن عبداللہ کو مانتے ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گے اور قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا۔

بلعم بن باعور۔ بنی اسرائیل یا قومِ عمالقہ میں سے ایک بہت بڑا زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات شخص تھا۔ شیطان نے اس کا اغوا کیا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف ہوگیا جس کی پاداش میں اس کی تمام برکتیں مسلوب ہوگئیں اور کفر کی حالت میں اس کی موت ہوئی۔

عوج بن عنق۔ قومِ عمالقہ میں سے ایک کافر شخص کا نام ہے، جس کے قد اور عمر کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے منقول ہیں۔ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ مظہری میں اُس کے حالات نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ اُس کے حالات بغوی نے بہت مبالغہ آمیز لکھے ہیں جن کو کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی ہے اور محدثین بھی اُن کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں وہ قوم جبابرہ میں سے ایک بڑے قد اور بڑی طاقت کا آدمی تھا اور یہ قوم بہت قد آور ہیبت ناک تھی۔

ابو عامر راہب۔ یہ مدینہ کا رہنے والا تھا اُس نے آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل مسیحیت اختیار کر لی تھی اور توریت و انجیل کا کافی مطالعہ کر لیا تھا۔ آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل نبی آخر الزماں کی بشارتیں لوگوں کو سُناتا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد اُس کو حسد و رشک پیدا ہوگیا اور آنحضورؐ کی مخالفت کرنے لگا۔ آنحضورؐ نے اُس کو فہمائش کی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ جنگِ بدر کی فتح کے بعد یہ مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ معظمہ میں جا بسا اور قریش کو آنحضورؐ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ جنگِ احد میں قریشِ مکہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اسی نے مسلمانوں پر سب سے پہلا تیر چلایا۔ پھر جب مکہ فتح ہوگیا تو یہ بھاگ کر ہرقل شہنشاہِ روم کے دربار میں پہنچ گیا اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں اور آنحضورؐ کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ منافقوں نے قبا میں مسجدِ ضرار اسی کے مشورے سے بنائی تھی اور اُن کا ارادہ تھا کہ اُس کو بُلا کر اِس مسجد میں بٹھائیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیں۔ آنحضورؐ نے اِس سازش کو کامیاب نہ ہونے دیا اور یہ منافقانہ حالت میں مدینہ نہ پہنچ سکا اور اسی حالت میں روم میں مرا۔

جعفرِ طرار۔ یہ ایک بہت بڑا حیلہ ساز اور چالاک شخص تھا جیب تراشی میں بھی ماہر تھا۔ اُس نے دو مصنوعی پر بھی بنوائے تھے جن کے ذریعہ

www.pdfbooksfree.pk

یہ ہندوں کی طرح اُچھل کود کر لیتا تھا۔

مذہبی فرقے

مُشبّہ۔ وہ فرقہ ہے جو خدا کو مخلوقات اور ممکنات سے تشبیہ دیتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیدِ مثنوی میں فرمایا ہے کہ بعض کامل مشبّہ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ممکنات کی مخصوص صفات کو بھی حضرت حق تعالیٰ کیلئے ثابت کرتے ہیں جیسے شکل وصورت اور مکان اور جسم وغیرہ۔ پھر اُن کامل مشبّہ میں باہمی اختلاف ہے۔ حق تعالےٰ کے لئے کوئی ایک شکل ثابت کرتا ہے تو دوسرا کوئی دوسری شکل ثابت کرتا ہے۔

منزّھہ۔ یہ وہ فرقہ ہے جو حضرت حق تعالےٰ کو ممکنات کی صفات سے پاک وخالی مانتا ہے۔ اُس میں بھی ایک کامل منزّہ ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو ممکنات کے ساتھ مختص اور غیر مختص جملہ صفات سے حضرتِ حق کو پاک مانتے ہیں حتیٰ کہ صفتِ علم سے بھی۔ **جامعۃ بین التشبیہ والتنزیہ**۔ یہ وہ جماعت ہے جو اللہ تعالےٰ سے اُن صفات کی تو نفی کرتی ہے جو ممکن کے لئے مخصوص ہیں لیکن وہ صفات جو ممکن کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں اُن کو اللہ کے لئے ثابت کرتی ہے پھر اُن میں بھی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو نفسِ صفات کی نفی کرتا ہے مگر صفات کے آثار اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے اور اُن آثار کا منشاء ذاتِ باری تعالیٰ کو بتاتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ خدا علیم ہے لیکن صفتِ علم اُس کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ انکشاف کا منشا اُس کی ذات ہے۔ اِسی طرح وہ قدیر ہے لیکن صفت قدرت اُس کے لئے ثابت نہیں۔ قدرت کے جو آثار ہیں اُن کا منشا بھی اُس کی ذات ہے۔ یہ گروہ معتزلہ کا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صفات کو بھی ثابت کرتا ہے۔ پھر اُس دوسرے گروہ میں بھی دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ گروہ ہے جو اُن نصوص کی تاویل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کے لئے صفتِ استواء، صفت بطش، صفت ضحک، ید، وجہ وغیرہ آیا ہے یہ گروہ متکلمین کا ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو اِن آیتوں کی تاویل نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہتا ہے کہ اِن صفات کے وہ معنیٰ نہیں ہیں جن معنیٰ کے اعتبار سے یہ ممکنات کے لئے بولی جاتی ہیں اور ان صفات کی حقیقت کو اللہ کے علم کی طرف مفوض کرتا ہے۔ یہ گروہ محدثین کا ہے۔

معتزلہ۔ یہ فرقہ واصل ابن عطا کا پیرو ہے۔ اِس کی بہت سی شاخیں ہیں جن کے عقائد یہ ہیں قرآن مخلوق ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ تقدیر کا عقیدہ غلط ہے۔ کبیرہ گناہ کرنے والا مومن نہیں ہے۔ خدا کی صفات نہیں ہیں۔

دہریہ۔ وہ فرقہ ہے جو خدا کو نہیں مانتا ہے اور کہتا ہے کہ عالم کا کاروبار بغیر کسی متصرف کے خود چل رہا ہے اور اسی طرح قدیم سے چلا آرہا ہے۔ چونکہ یہ خود دہر اور زمانے کو متصرف مانتا ہے اس لئے اُن کو دہریہ کہا گیا ہے۔

ثنویہ۔ یہ فرقہ دو خداؤں کا قائل ہے۔ ایک کو یزداں کہتا ہے جو خالقِ خیر ہے دوسرے کو اہرمن کہتا ہے جو خالقِ شر ہے

فرقہ اباحیہ۔ یہ فرقہ اِس بات کا قائل ہے کہ اگر انسانی

www.pdfbooksfree.pk

قلب کا تصفیہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے ہر کام جائز ہے۔
پھر اس کے لئے شریعت کے اوامر اور نواہی یکساں ہیں۔
اس سے کسی کبیرہ گناہ کا بھی مواخذہ نہ ہوگا۔

جبریہ۔ اس فرقے کے عقائد ہیں کہ بندہ اپنے افعال میں مجبورِ محض ہے۔ اس فرقہ کے انتہا پسند بندے کی طرف افعال کی نسبت کرنے کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ جمادات کی طرف کسی فعل کی نسبت کی جائے۔

قدریہ۔ یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے اور بندہ کو اپنے افعال پر قادرِ مطلق مانتا ہے۔

سوفسطائیہ۔ یہ فرقہ توہم پرست فلاسفہ کے ایک گروہ کا پیرو ہے۔ یہ فلاسفہ اشیاء کی حقیقت کے منکر ہیں ان کی کئی شاخیں ہیں۔

عنادیہ۔ یہ فرقہ اشیاء کی حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جن کو حقیقتیں سمجھا جاتا ہے وہ محض اوہام اور خیالات ہیں۔

عندیہ۔ یہ فرقہ بھی اشیاء کی حقیقتِ واقعیہ کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جس چیز کی جو حقیقت فرض کر لی جائے وہی اس کی حقیقت ہے۔ جوہر کو اگر جوہر فرض کر لیا جائے تو وہ جوہر ہے اگر اس کو عرض فرض کر لیا جائے تو وہ عرض ہے۔

لاادریہ۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ نہ کسی چیز کے وجود کا علم ممکن ہے نہ عدم کا۔ بلکہ ہر چیز کا عدم و وجود مشکوک ہے اور یہ شکوک بھی مشکوک ہی ہے۔

سجاد حسین
۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ
یکم فروری ۱۹۷۶ء

422
www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُدّتے[1] ایں مثنوی تاخیر شُد — مُہلتے بایست تا خوں شیر شُد

ایک مدت کی اِس مثنوی میں تاخیر ہوئی — مُہلت درکار ہے تاکہ خون، دودھ بنے

تا نزاید بختِ تو فرزندِ نو — خوں نگردد شیرِ شیریں خوش شنو

جب تک تیرا نصیب نیا بچہ نہ جنے — خون شیریں دودھ نہیں بنتا، خوب سُن لے

چوں ضیاء الحق حُسام الدّیں عِنان — باز گردانید ز اَوجِ آسماں

جب ضیاء الحق حسام الدّین نے باگ — آسمان کی بلندی سے موڑی

چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بُود — بے بہارش غُنچہا نشگفتہ بُود

چونکہ وہ حقائق کی معراج میں پہنچے ہوئے تھے — اُن کی بہار کے بغیر، غُنچے نہ کھلے تھے

چوں ز دریا سوئے ساحل باز گشت — چنگِ شعرِ مثنوی باساز گشت

جب وہ دریا سے کنارے کی طرف واپس آئے — مثنوی کے اشعار کی سارنگی باساز بن گئی

مثنوی کہ صیقلِ[2] ارواح بُود — بازگشتش روزِ استفتاح بُود

وہ مثنوی جو رُوحوں کے لئے صیقل تھی — اُن کی واپسی (مثنوی کیلئے) روزِ استفتاح ہوئی

مُطلعِ تاریخِ ایں سودا و سُود — سالِ ہجرت ششصد و شصت و دو بُود

اِس سودے اور نفع کی تاریخ کا مطلع — چھ سو ۶۶۲ باسٹھ ہجری کا سال تھا

---

[1] مُدّتے۔ مثنوی کا دوسرا دفتر تاخیر سے شروع ہوا۔ اِس کی کئی وجہیں ہوئیں۔ (۱) مولانا حسام الدین جو مثنوی کی تحریر کرتے تھے اُنکو اپنی اہلیہ کے انتقال سے پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ (۲) سالکین کی بے التفاتی کو شوق سے بدلنا تھا۔ (۳) مولانا نے دفتر دوم کے مضامین کو برسوں میں جمع کیا۔ بختِ نصیبہ۔ خون۔ بچہ پیدا ہونے پر خون دودھ بنکر پستان میں آتا ہے۔ عنان۔ باگ۔ اوج۔ بلندی۔ معراج۔ سیر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی گئی تھی۔ بہار۔ یعنی روحانی فیض۔ غُنچہا۔ یعنی وہ مضامین عالیہ جن کا دوسرے دفتر میں بیان ہے۔ دریا۔ یعنی عالم ملکوت۔ ساحل۔ دریا کا کنارا یعنی عالم ناسوت۔ چنگ۔ سارنگی۔ باساز۔ ساماں۔

[2] صیقل۔ قلبی استفتاح۔ کھولنا۔ یعنی علوم و معارف کا جو دروازہ بند ہو گیا تھا اُس کا کھولنا۔ رجب کی پندرہ تاریخ جسمیں رحمتِ خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور خانۂ کعبہ کا دروازہ زائرین کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ مطلع تاریخ وہ شعر یا عبارت جس کے حروف سے ابجدی حساب سے تاریخ نکلتی ہے۔ سودا۔ سامانِ تجارت۔ سود۔ نفع۔

423

www.pdfbooksfree.pk

بُلبلے[1] زینجا برفت و باز گشت
بُلبل اِس جگہ سے گئی اور واپس لوٹی

بہرِ صیدِ ایں معانی باز گشت
اِن معانی کے شکار کے لئے باز بن گئی

سَاعِدِ شہ مَسکنِ ایں باز باد
(خدا کرے) اِس باز کا ٹھکانا شاہ کی کلائی ہو

تا اَبد بر خَلق ایں در باز باد
قیامت تک مخلوق پر یہ دروازہ کُھلا رہے

آفتِ ایں در ہوا و شہوت ست
اِس دروازہ کی آفت خواہشِ نفسانی اور شہوت ہے

ورنہ اینجا شربت اندر شربت ست
ورنہ یہاں پر شربت ہی شربت ہے

ایں دہاں بر بند تا بینی عیاں
اِس مُنہ کو بند رکھ تاکہ تو (اَسرار و معارف) کو آنکھ سے

چشم بندِ آں جہاں حلق و دہاں
اُس جہانِ (معرفت) کیلئے مُنہ اور حلق آنکھوں کی پٹّی ہیں

اے[2] دہاں تو خود دہانہ دوزخی
اے مُنہ! تو دوزخ کا دہانہ ہے

وے جہاں تو بر مثالِ برزخی
اور اے دنیا! تو برزخ جیسی ہے

نورِ باقی پہلوئے دنیائے دُوں
ناچیز دنیا کے پہلو میں باقی (رہنے والا) نور ہے

شیرِ صافی پہلوئے جوہائے خوں
خون کی نہروں کے پہلو میں صاف دودھ ہے

چوں دروگامے زنی بے احتیاط
اگر تو اِس میں ایک قدم بغیر احتیاط کے رکھے گا

شیرِ تو خوں می شود از اختلاط
خلط ملط ہو کر تیرا دودھ خون بن جائیگا

یک قدم زد آدمؑ اندر ذوقِ نفس
نفس کی خوشی میں آدمؑ نے ایک قدم رکھا

شُد فراقِ صدرِ جنّت طوقِ نفس
(تو جنت کے صدر (مقام) کی جُدائی گلے کا ہار بنگئی

ہمچو دیو از وے فرشتہ می گریخت
فرشتہ اُن سے ایسا بھاگتا تھا جیسا کہ شیطان

بہرِ نانِ چند آبِ چشم ریخت
چند روٹیوں کی وجہ سے کس قدر آنسو بہائے

گرچہ[3] یک مو بُد گنہ کو جُستہ بُود
اگرچہ وہ گناہ جو اُنھوں نے کیا بال برابر تھا

لیک آں مو در دو دیدہ رُستہ بُود
لیکن وہ بال (گویا) دونوں آنکھوں میں اُگا تھا

بود آدمؑ دیدۂ نورِ قدیم
آدمؑ تو قدیم نور کی آنکھ تھے

مُوئے در دیدہ بُود کوہِ عظیم
(لیکن) آنکھ میں بال، بڑا پہاڑ ہوتا ہے

---

[1] بُلبلے یعنی مولانا حسام الدینؓ جو کثیر مضامین عالیہ کا شکار نہیں کرتے تھے زینجا یعنی عالم ناسوت، برفت۔ یعنی عالم ملکوت میں گئے۔ باز گشت۔ واپس ہوئے۔ باز شاہین یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار کرنے کے قابل ہو گئے ایں در یعنی مضامین عالیہ کے فیضان کا دروازہ جو مثنوی کے ذریعہ کھلا ہے۔ آفت۔ اس فیض سے وہ بہرہ مند ہوگا جو حرص اور شہوتِ نفس سے بچے گا۔ ایں دہاں یعنی حلق اور زبان کی لذتوں سے دست کش ہو جا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

اندروں از طعام خالی دار
تا دہد نورِ معرفت بینی

یا آں کہ کہا ہوا پیش سے اعضاء کی پٹی یعنی معصوم اور ممنوعہ کی لذتیں اسرارِ معرفت سے مانع ہیں

[2] اے دہاں۔ اگر انسان حرام لقمہ کھاتا ہے تو دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ برزخ۔ دو متضاد چیزوں کے درمیان آڑ دنیا دوی زندگی، جنت اور دوزخی زندگی کے درمیان ہے اس میں جنت اور جہنم دونوں کی آثار ہیں نورِ باقی۔ ابدی روشنی، بدنیت۔ شیرِ صافی یعنی اعمالِ صالحہ جو ہائے خوں یعنی معاصی کے مقام۔ قدم۔ احتیاط۔ بچاؤ۔ شیرِ تو یعنی نیکی برائی سے بدل جائیگی۔ ذوقِ نفس خلود کے شوق میں ممنوعہ درخت سے کھالیا

فراق۔ یعنی جنت سے جُدائی ہو گئی۔ دیو۔ آدمؑ سے شیطان متنفر تھا اب فرشتے بھاگنے لگے۔
بہرِ نان۔ یعنی گیہوں کے لئے۔

[3] گرچہ۔ حضرت آدمؑ کی خطا معمولی تھی لیکن "نزدیکاں رابیش بود حیرانی" کی رُو سے اُن پر عتاب ہو گیا بود آدمؑ۔ معمولی خطا حضرت آدمؑ کے اعتبار سے بڑی سمجھی گئی جیسا کہ آنکھ جیسی شفاف چیز میں معمولی مال بھی بڑا پہاڑ بن جاتا ہے۔

426
www.pdfbooksfree.pk

گر دراں دم[1] اُو بکردے مشورت — در پشیمانی نگفتے معذرت

اگر وہ اُس وقت مشورہ کر لیتے — (تو) شرمندگی میں معذرت نہ کرتے

زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شُد — مانعِ بد فعلی و بد گفت شُد

اسلئے کہ ایک عقل جب دوسری عقل کی شریک بنی — (تو) بُرے کام اور بُری بات سے مانع ہوئی

نفس با نفسِ دگر چوں یار شُد — عقلِ جزوی عاطل و بیکار شُد

ایک نفس جب دوسرے نفس کا یار بنا — ناقص عقل معطل اور بے کار ہوئی

گر ز تنہائی چو ناہیدے شوی — زیرِ ظلِ یار خورشیدے شوی

اگر تو تنہائی میں زہرہ جیسا بنے گا — یار (پیر) کے سایہ میں آفتاب بنے گا

رَو بجو یارِ خدائے را تو زُود — چوں چُناں کردی خدا یارِ تو بُود

جا، خدا کے دوست کی جلد تلاش کر لے — جب تو نے ایسا کر لیا تو خدا تیرا دوست ہے

آنکہ در خلوت نظر بَر دو خت ست — آخر آں را ہم زیار آموخت ست

جس نے خلوت کو مطمحِ نظر بنا لیا ہے — آخر اُس (خلوت پسندی) کو بھی یار سے سیکھا ہے

خلوت از اغیار باید نے زیار — پوستیں بہر دے آمد نے بہار[2]

گوشہ نشینی غیروں سے چاہیئے نہ کہ یار سے — پوستین ماگھ کے مہینہ کیلئے ہے، نہ کہ موسمِ بہار کیلئے

عقل با عقلِ دگر دُو تا شود — نورافزوں گشت و رہ پیدا شود

عقل، دوسری عقل کے ساتھ ملکر دوگنی ہو جاتی ہے — روشنی بڑھ جاتی ہے اور راستہ نمایاں ہو جاتا ہے

نفس با نفسِ دگر دُو تا شود — ظلمت افزوں گشت و رہ پنہاں شود

نفس، نفس کے ساتھ مل کر دوگنا ہو جاتا ہے — اندھیرا بڑھ جاتا ہے اور راستہ چھپ جاتا ہے

یار چشمِ تست اے مردِ شکار — از خس و خاشاک اُو را پاک دار

اے شکاری! یار تیری آنکھ ہے — کوڑے کرکٹ سے اُس کو محفوظ رکھ

ہیں بیجا روب زباں گردے مکُن — چشم را از خس رہ آوردے مکُن

خبردار! زبان کی جھاڑو سے گرد نہ اُڑا — آنکھ کو تنکے کا تحفہ نہ دے

چونکہ مومن[3] آئینہ مومن بُود — روئے اُو ز آلودگی ایمن بُود

جبکہ مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے — اُس کا چہرہ آلودگی سے محفوظ رہنا چاہیئے

---

[1] گر دراں۔ گناہ سے بچ جانے کی ترکیب یہ ہے کہ اہلِ علم سے مشورہ کر لیا جائے۔ عقلے۔ یعنی مشورہ کرنیوالے کی عقل اور صاحبِ معرفت کی عقل۔ نفس۔ یعنی امارہ نفس۔ عقلِ جزوی۔ ناقص عقل لہٰذا بُری صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ ناہید۔ زُہرہ ستارہ یار۔ پیر کی صحبت، تنہائی کی عبادت سے زیادہ فیض رساں ہے۔ زُو۔ اہل اللہ کی صحبت اللہ کے قُرب کا سبب ہے۔ خلوت۔ تنہائی۔ نظر بر دوختن۔ کسی کو مطمحِ نظر بنا لینا۔ یار یعنی خلوت پسندی کے فوائد کسی شیخ کی صحبت میں ہی سیکھے ہیں لہٰذا صحبت مفید ہوئی۔ اغیار۔ بیگانے پوستین۔ بال دار کھال کا لباس دے۔ ماگھ کا مہینہ جس میں سخت سردی پڑتی ہے۔

[2] بہار۔ یعنی پھاگن کا مہینہ، ہر خلوت میں فضیلت نہیں ہے۔ اغیار سے خلوت مفید ہے یار کے ساتھ صحبت مفید ہے۔ دوتا۔ دوگونہ۔ نورافزوں گشت۔ شیخ کی صحبت نورافزا ہے اُس سے خلوت اختیار کرنا مفید نہیں ہے۔ نفس۔ بُرے ساتھی سے خلوت مفید ہے۔ یار۔ جبکہ صحبتِ شیخ ضروری ہے تو اُس کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مردِ شکار۔ شکاری۔ ہیں۔ شیخ کی شان میں بدگوئی نہ ہونی چاہیئے۔ پاک دار۔ شیخ راہِ ہدایت دکھاتا ہے لہٰذا آنکھ کا کام دیتا ہے

[3] مومن۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی جس طرح آئینہ عیب دکھا دیتا ہے اور اُس کو مشہور کرتا نہیں پھرتا ہے اسیطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے۔ ایمن۔ محفوظ۔

4125
www.pdfbooksfree.pk

یار آئینہ ست جاں را در حزن[1]
غم میں ، یار جان کا آئینہ ہے

در رخِ آئینہ اے جاں دم مزن
اے پیارے! آئینہ پر پھونک نہ مار

تا نپوشد روئے خود را از دمت
تاکہ تیری پھونک سے وہ اپنا منھ نہ چھپالے

دم فرو بردن بباید ہر دمت
ہر وقت تجھے سانس گھوٹے رہنا چاہیئے

کم زخاکی! چونکہ خاکے یار یافت
کیا تو مٹی سے بھی کم ہے؟ جب مٹی نے یار کو پالیا

از بہارے صد ہزار انوار یافت
ایک بہار سے لاکھوں کلیاں حاصل کرلیں

آں[2] درختے کو شود با یار جفت
وہ درخت جو یار کا ساتھی بنا

از ہوائے خوش زسر تا پا شگفت
عمدہ ہوا سے سر سے پیر تک کھل گیا

در خزاں چوں دید او یار خلاف
خزاں کے موسم میں جب اس نے مخالف ساتھی دیکھا

در کشید او زود سر زیر لحاف
اُس نے فوراً سر لحاف کے نیچے کرلیا

گفت یار بد بلا آشفتن ست
اُس نے کہا: بُرا ساتھی مصیبت ہے

چونکہ او آمد طریقم خفتن ست
جب وہ آگیا تو میرا شیوہ سوجانا ہے

پس بخسپم با ہم از اصحاب کہف
پس میں سوجاتا ہوں اصحاب کہف میں سے ہوجاتا ہوں

بہ ز دقیانوس باشد خواب کہف
غار میں سونا، دقیانوس (کی صحبت) سے بہتر ہے

یقظِ[3] شاں مصروفِ دقیانوس بود
اُنکی بیداری دقیانوس پر صرف ہوتی تھی

خواب شاں سرمایۂ ناموس بود
اُن کا سوجانا عزت کا سرمایہ تھا

خواب بیدار یست چوں با دانش ست
جو نیند عقلمندی سے ہے، وہ بیداری ہے

وائے بیدارے کہ با ناداں نشست
اُس بیدار پر افسوس ہے جو نادان کے ساتھ بیٹھا

چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند
چونکہ کوّوں نے باغ میں ڈیرے ڈال دیئے

بلبلاں پنہاں شدند و تن زدند
بلبلیں چھپ گئیں اور چپ ہوگئیں

زانکہ بے گلزار بلبل خامش ست
جس طرح کہ بغیر چمن کے بلبل چپ ہے

غیبتِ خورشید بیداری کش ست
سورج کا غروب بیداری ختم کردینے والا ہے

---

[1] حزن۔ غم یعنی حالتِ انقباض۔ دم زدن۔ پھونک مارنا، پھونک سے آئینہ دھندلا ہوجاتا ہے۔ ہر دمت۔ یعنی کسی وقت بھی شیخ کے سامنے لاف زنی نہ کرنی چاہیئے۔

[2] خاک۔ جب زمین اپنے یار (موسم بہار) سے ہم صحبت ہوتی ہے تو طرح طرح کے پھول اُگا دیتی ہے، مرید کو بھی شیخ کی صحبت سے اسی طرح کا استفادہ کرنا چاہیئے۔ انوار۔ جمع نور بمعنی غنچہ وکلی۔

[2] آں۔ موسم بہار، درخت کیلئے یار موافق ہے اسکی صحبت سے درخت شگفتہ ہوجاتا ہے اسی طرح پیر کی صحبت باعث شگفتگی ہوتی ہے۔ درخزاں۔ موسم خزاں درختوں کے لئے یار ناموافق ہے درخت اس کی صحبت پسند نہیں کرتے ہیں لہٰذا سوجاتے ہیں یعنی بدصحبت سے خلوت میں سوجانا بہتر ہے۔ اصحاب کہف۔ ان کا پورا قصہ دفتر اول میں گذر چکا ہے اُن کے دور میں دقیانوس ظالم بادشاہ تھا یہ بزرگ لوگ اس سے جدا ہوکر غار کی تنہائی میں جاکر سو گئے تھے۔

[3] یقظ۔ بیداری۔ مصروف زیر استعمال۔ ناموس۔ عزت۔ خواب۔ وہ سونا جو بہتر مقصد کے پیش نظر ہو اس بیداری سے بہتر ہے جس میں بُروں کی صحبت ملے۔ دانش۔ عقل۔ وائے۔ کلمۂ افسوس ہے۔ نادان۔ عرفانِ حق سے خالی۔ زاغاں۔ زاغ کی جمع ہے۔ کو۔ یعنی نااہل لوگ۔ خیمہ زدن۔ مقیم ہوجانا۔ بلبلاں۔ یعنی اہلِ حق۔ تن زدن۔ خاموش ہوجانا۔ گلزار۔ گلشن۔ یعنی حق کے طالب لوگ۔ غیبتِ خورشید۔ سورج کے غروب کرجانے سے بیداری کے پیچھے ختم ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح طالبین کے غائب ہوجانے سے شیخ پر خاموشی طاری ہوجاتی ہے۔

426

www.pdfbooksfree.pk

آفتاب[1] ار ترکِ ایں گلشن کُند — تا کہ تحت الارض را روشن کُند

سورج اگر اِس چمن کو چھوڑتا ہے — تو اِس لئے کہ زمین کے نچلے حصّہ کو روشن کرے

آفتابِ معرفت را انتقل نیست — مشرقِ اُو غیرِ جان و عقل نیست

معرفتِ (خداوندی) کے سورج (پیر) کیلئے منتقل ہونا — اس کی مشرق صرف روح اور عقل ہے

خاصہ خورشیدِ کمالِ کاں سَریست — روز و شب کردارِ اُو روشنگریست

خصوصاً وہ آفتابِ کمال جو اُس جانب کا ہے — اُس کا کام دن رات روشن کرنا ہے

مَطلعِ شمس آئی گر اسکندری — بعد ازاں ہر جا روی نیکو فری

اگر تو سکندر ہے تو سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر آ — اِس کے بعد جہاں جائے گا نیک بخت ہوگا

بعد ازاں ہر جا روی مشرق بُود — شرقہا بر مغربت عاشق شود

اِس کے بعد تو جہاں جائے گا مشرق ہوگی — مشرقیں تیری مغرب پر عاشق ہونگی

حِسِّ[2] خفاشت سوئے مغرب دواں — حسِّ دُرپاشت سوئے مشرق رواں

تیری چمگادڑ والی حِس مغرب کی طرف دوڑنے والی ہے — تیری موتی برسانے والی حِس مشرق کی جانب رواں ہے

راہِ حِسّ راہِ خراں ست اے سوار — اے خراں را تو مزاحم شرم دار

اے سوار! حِس کا راستہ گدھوں کا راستہ ہے — تو گدھوں سے بھڑتا ہے، شرم کر

پنج حِسّے ہست جُز ایں پنج حِسّ — آں چو زرِ سُرخ و ایں حِسّہا چو مس

اِن پانچ حواس کے علاوہ پانچ حِس اور ہیں — وہ سُرخ سونے کی طرح ہیں اور یہ حواس تانبے کی طرح ہیں

اندراں بازار کاہلِ محشر اند — حِسِّ مس را چوں حِسِّ زر کے خرند

جس بازار میں اہلِ محشر ہیں — تانبے کے حِس کو سونے کے حِس کی طرح کب خریدتے ہیں؟

حِسِّ اَبداں قوتِ ظلمت می خورد — حِسِّ جاں از آفتابے می چرد

بدنوں کی حِس ظلمت سے روزی حاصل کرتی ہے — رُوح کی حِس آفتاب سے غذا حاصل کرتی ہے

اے[3] ببردہ رختِ حِسّہا سُوئے غیب — دست چوں موسیٰ برُوں آور ز جیب

اے (وہ ذات) جو حِس کے سامان کو غیب کیطرف لے — موسیٰؑ کی طرح ہاتھ کو گریبان سے باہر نکال

اے صفاتت آفتابِ معرفت — وآفتاب چرخ بندِ یک صفت

اے وہ کہ تیری صفات پہچان کے لئے سورج ہیں — اور آسمان کا سورج ایک صفت کا پابند ہے

---

[1] آفتاب۔ سورج کو فیض رسانی کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ زمین کی فوقانی سطح سے منتقل ہوکر زمین کی تحتانی سطح کے باشندوں کو نور پہنچاتا ہے لیکن شیخ اپنی جگہ رہتا ہے اور زمین کے ہر حصّہ کے باشندوں کو فیض پہنچاتا ہے۔ آفتابِ معرفت۔ شیخِ کامل۔ مشرق۔ سورج کے طلوع کرنے کی جگہ۔ جان۔ شیخ کی توجہ سے روح اور عقل روشنی حاصل کرتی ہے۔ خورشیدِ کمال۔ اللہ تعالےٰ۔ آں سر۔ اُس جانب یعنی ذاتِ باری عالمِ امکان سے ورا ہے۔ روشنگری۔ روشنی پہنچانا۔ اسکندری۔ سکندر ذوالقرنین کا واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے، یہ نیک بادشاہ تھا اور اُس نے مشرق سے مغرب تک اپنی سلطنت کو وسیع کر دیا تھا۔ مَطلعِ شمس۔ اہل اللہ۔ نیکو فر۔ با اقبال۔ مشرق۔ یعنی مَطلعِ انوار۔ مغربت۔ یعنی تیرے وہ حالات جن میں انوار کی کمی ہوگی اُس پر مشرقیں قربان ہوں گی۔

[2] حِسِّ خفاشت۔ حواسِ خمسۂ ظاہرہ مادی چیزوں کا ادراک کرتے ہیں اور وہ ظلمت کے طالب ہیں۔ حِسِّ دُرپاش۔ انسان کے لطائفِ ستہ قلب، روح، نفس، سِرّ، خفی، اخفیٰ، مُراد ہیں جنکے انکشافات پر معرفتِ حق مبنی ہے۔ آں چو زر۔ مادی حواس لطائف کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بازار۔ آخرت کے بازار۔

[3] اے۔ یہاں سے مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ دست چوں موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ کا ید بیضا تاریکی کو دور کر دیتا تھا۔ برُوں آور۔ تاکہ تیری تجلّیِ نور ہمارے جہل کی تاریکی کو دور کر دے۔ صفاتت۔ صفاتِ خداوندی ذات کی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ آفتابِ چرخ۔ سورج بھی صفتِ باری کا مظہر ہے۔

4127
www.pdfbooksfree.pk

گاہ[1] خورشید و گہے دریا شوی
(تو) کبھی سورج اور کبھی دریا (میں متجلی) ہوتا ہے

تو نہ این باشی نہ آں در ذاتِ خویش
اپنی ذات میں تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے

روح[2] با علم ست و با عقل ست یار
روح علم اور عقل کی ساتھی ہے

از تو اے بے نقش با چندیں صُوَر
اے بے نقش! اتنے مظاہر کے ہوتے ہوئے تیری وجہ سے

گہ مُشبّہ را مُوحِّد می کُنی
تو کبھی اہلِ تشبیہ کو اہلِ توحید بنا دیتا ہے

گہ ترا گوید ز مستی بُوالحسن
کبھی مستی میں ابوالحسن تجھے کہتا ہے

گاہ[3] نقشِ خویش ویراں می کُند
کبھی وہ اپنے نقش کو مٹاتا ہے

چشمِ حِس راہست مذہب اعتزال
حِس کی آنکھ کا مذہب اعتزال ہے

سُخرۂ حِس اند اہلِ اعتزال
حِس کے پابند معتزلی ہیں

ہر کہ در حِس ماند او معتزلی ست
جو حِس میں (پھنسا) رہا وہ معتزلی ہے

ہر کہ از حِسِّ خدا دیدآیتے
جس نے حِسِّ خداوندی کے ذریعہ کوئی نشانی دیکھ لی

ہر کہ بیروں شد ز حِس سُنّی ویست
جو شخص حِس سے بالاتر ہو گیا وہ سُنّی ہے

گاہ کوہِ قاف و گہ عنقا شوی
کبھی کوہِ قاف (میں) اور کبھی عنقا (کی طرح بے نشان) ہوتا ہے

اے فزوں از وہمہا و زبیش بیش
اے وہ ذات جو وہموں سے آگے ہے اور آگے سے بھی آگے ہے

رُوح را با تازی و تُرکی چہ کار
روح کو تُرکی یا عربی سے کیا واسطہ؟

ہم مُشبّہ ہم مُوحِّد خیرہ سر
اہلِ تشبیہ بھی اور اہلِ توحید بھی حیران ہیں

گہ مُوحِّد را بصورت رہزنی
کبھی اہلِ توحید کا صورت کی وجہ سے رہزن ہوتا ہے

یا صغیرَ السِّنِّ یا رطبَ البدن
اے کم عمر! اے نازک بدن!

از پئے تنزیہ جاناں می کُند
تنزیہ کے لئے اپنی جان کھوتا ہے

دیدۂ عقل ست سُنّی در وصال
وصال کے معاملہ میں عقل کی آنکھ سُنّی ہے

خویش را سُنّی نماید از ضلال
غلطی سے اپنے آپ کو سُنّی ظاہر کرتے ہیں

گرچہ گوید سُنّیم از جاہلی ست
اگرچہ وہ کہے "میں سُنّی ہوں" نادانی ہے

دَر برِ حق ہست بہرِ طاعتے
وہ اطاعت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کی جناب میں ہے

اہلِ بینش چشمِ عقلِ خویش بست
اہلِ نظر نے اپنی عقل کی آنکھ بند کر لی ہے

---

[1] گاہ خورشید۔ یہ تمام چیزیں مظاہرِ قدرت ہیں۔ تو نہ مظاہرِ قدرت عین ذاتِ باری نہیں ہیں اُس کی ذات وہم سے بھی ورا الورا ہے۔

[2] روح۔ روح اگرچہ جسمانی بدن میں متصرف ہے لیکن مادی اثر سے منزہ ہے۔ مشبّہ۔ وہ لوگ جو خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مُوحِّد۔ وہ لوگ جو خدا کو ذات و صفات میں یکتا مانتے ہیں۔ خیرہ سر۔ حیران۔ یعنی دونوں گروہوں میں سے اُسکی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ گر مشبّہ مشبّہ حیران ہو کر تنزیہ کا قائل ہو جاتا ہے اور مُوحِّد بنجاتا ہے کبھی مُوحِّد حیران ہو کر تشبیہ کا قائل ہو جاتا ہے۔ ابوالحسن۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی کنیت ہے مراد عارفِ کامل ہے جو کسی بچہ میں جلوہ دیکھ کر مشبّہ کے الفاظ بول جاتا ہے۔ صغیر السّن۔ کم عمر۔ رطب البدن۔ نازک بدن۔

[3] گاہ۔ مُوحِّد غلبۂ تنزیہ میں اپنے وجود کو ہی معدوم سمجھنے لگتا ہے اور صرف ذاتِ واحد کو موجود مانتا ہے۔ چشمِ حِس۔ ظاہری آنکھ۔ مذہبِ اعتزال۔ معتزلہ کا عقیدہ کہ حشر میں بھی دیدارِ خدا ناممکن ہے۔ دیدۂ عقل۔ باطنی بصیرت کا تقاضہ ہے کہ دیدارِ حق ہو گا یہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ سُخرۂ حِس۔ جو سُنّی محض حِسِّ ظاہری رکھتے ہیں وہ بھی حقیقتاً معتزلی ہیں انکو بھی دیدارِ حق میسّر نہ آئیگا۔

سُنّی تو حقیقتاً وہ ہے جو باطنی بصیرت پیدا کرے اور دیدارِ حق کر سکے۔ حِسِّ خدا۔ حِسِّ باطن۔ آیت۔ نشانی۔ بر۔ پیش۔ جناب۔ بہرِ طاعتے۔ اللہ کی کسی نشانی میں اللہ کے جمال کا مشاہدہ کرنا مستقل عبادت ہے۔ اہلِ بینش۔ صاحبِ نظر عقل و حواس سے کام نہیں لیتا ہے وہ بصیرتِ قلبی سے کام لیتا ہے۔

468

www.pdfbooksfree.pk

گر بدیدے حسِّ[1] حیواں شاہ را
اگر حیوانی حس، شاہ کو دیکھ سکتی

پس بدیدے گاؤ و خر اللہ را
تو گاؤ اور خر (بھی) اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے

گر نبودے حسِ دیگر مر ترا
اگر دوسری حس تیرے لئے مخصوص نہ ہوتی

جز حسِ حیوان بیروں از ہوا
حیوانی حس کے علاوہ، خواہشِ نفسانی سے بالاتر

پس بنی آدمؑ مکرّم کے بُدے
تو بنی آدمؑ مکرّم کب ہوتے؟

کے بہ حسِ مشترک محرم شدے
مشترک حس کی وجہ سے محرم (راز) کب ہوتے؟

نامُصوّر[2] یا مُصوّر گفتنت
تیرا (خدا کو) باصورت یا بے صورت کہنا

باطل آمد بے ز صورت رفتنت
بے کار ہے جب تک کہ تو صورت سے نہ گزر جائے

نامُصوّر یا مُصوّر پیشِ اُوست
باصورت یا بے صورت تو اُس کے سامنے ہے

کُو ہمہ مغز ست بیروں شد ز پوست
جو مجسم مغز ہے، چھلکے سے بالا ہے

گر تو کوری نیست بر اعمیٰ حَرَج
اگر تو اندھا ہے تو اندھے پر کوئی گناہ نہیں

ورنہ رَو کالصّبرُ مفتاحُ الفَرَج
ورنہ جا "صبر کرنا کشادگی کی کنجی ہے"

پردہائے دیدہ را دارو ئے صبر
(ظاہری) آنکھ کے پردوں کو دارو ئے صبر

ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر
جلا بھی دیتی ہے اور شرحِ صدر بھی کر دیتی ہے

آئینہ[3] دل چوں شود صافی و پاک
دل کا آئینہ جب صاف و پاک ہو جائے گا

نقشہا بینی بروں از آب و خاک
تو آب و خاک سے بالاتر نقش دیکھے گا

ہم بہ بینی نقش و ہم نقاش را
نقش بھی دیکھے گا اور نقاش کو بھی

فرشِ دولت را و ہم فرّاش را
دولت کے فرش کو اور نیز فرش کرنیوالے کو

چوں خلیلؑ آمد خیالِ یارِ من
میرے یار کا خیال خلیل (اللہ) کی طرح ثابت ہوا

صورتش بُت معنیِ اُو بُت شکن
اُس کا ظاہر بُت اور اُس کی حقیقت بُت شکن ہے

شکر یزداں را کہ چوں اُو شد پدید
خدا کا شکر ہے کہ وہ جب ظاہر ہوا

در خیالِ اُو خیالِ حق رسید
اُس کے تصوّر میں اللہ تعالیٰ کا تصوّر حاصل ہوا

شکرِ مُعطی را کہ چوں اُو در رسید
داتا کا شکر ہے کہ جب وہ خیال میں آیا

در خیالش جاں خیالِ خود بدید
اُس کے خیال میں جان نے اپنا خیال دیکھا

---

[1] حسِّ حیواں۔ ظاہری حس۔ شاہ۔ اللہ تعالیٰ۔ حسِّ دیگر۔ حسِ باطنی۔ بیروں از ہوا و ہوس سے بالاتر۔ مکرّم۔ قرآن میں ہے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ "اور البتہ ہم نے بنی آدم کو عزت دی"۔ حسِّ مشترک یعنی وہ حواس جو حیوان اور انسان میں مشترک ہیں۔ محرم۔ رازداں۔

[2] نامصوّر۔ یعنی خدا کا باصورت ہونا یا صورت سے منزّہ ہونا اُس شخص کیلئے متحقق ہے جو مجاہدے کر کے سراپا مغز بن گیا ہو۔ کوری۔ کور مستی۔ اعمیٰ۔ نابینا۔ حرج۔ تنگی، گناہ۔ ورنہ اگر استعداد ہی مفقود ہے تو مجبوری ہے ورنہ صبر سے مجاہدات کرو گے تو یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ سوزد۔ یعنی صبر آنکھوں کے پردے ہٹا دے گا۔

[3] آئینۂ دل۔ بغیر اضافت کے پڑھا جائے۔ آب و خاک۔ عالمِ ناسوت۔ نقش یعنی مخلوق۔ نقاش یعنی خالق۔ فرشِ دولت۔ دربار۔ فرّاش یعنی اللہ تعالیٰ۔ خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ خیالِ یار۔ تصوّرِ شیخ، حضرت ابراہیمؑ نے ستارے کو دیکھ کر ھٰذَا رَبِّیْ "یہ میرا رب ہے" کہا یہ ایک دعویٰ تھا جو بظاہر بُت پرستی تھی لیکن دراصل اُس کا اثبات اس کے ابطال کیلئے تھا جو بُت شکنی تھی۔ اسی طرح تصوّرِ شیخ بظاہر بُت پرستی ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تک پہنچاتا ہے اسلئے حقیقتاً وہ بُت شکنی ہے۔ شکر یزداں۔ تصوّرِ شیخ

---

[1] نے اللہ تعالیٰ کے تصوّر تک پہنچا دیا۔ چوں او۔ تصوّرِ شیخ یعنی شیخ کے تصوّر کے ذریعہ ہمیں اپنے نفس کی حقیقت معلوم ہو گئی اور اُس کے ذریعہ معرفتِ خداوندی حاصل ہوئی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے خدا کو پہچان لیا"۔

۶۲۹
www.pdfbooksfree.pk

خاکِ درگاہت دلم را می فریفت[1]
تیری درگاہ کی خاک نے میرے دل کو فریفتہ کر دیا

خاک بر روئے کو ز خاکت می شگیفت
اُس پر خاک جس نے تیری خاک سے بے نیازی برتی

گفتم ار خوبم پذیرد ایں ازو
میں نے کہا اگر میں اچھا ہوں تو وہ (اللہ) اِس (خوبی) کو اُس (دل یعنی

ورنہ خود خندید بر من زشت رُو
ورنہ مجھ بد صورت پر ہنس دے گا

چارہ آں باشد کہ خود را بنگریم
تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں

درخورِ آنیم و یا نادر خوریم
ہم اُس کے لائق ہیں یا نالائق ہیں

اُو جمیل ست و یُحِبُّ لِلْجَمَال
وہ حسین ہے اور حُسن کو پسند کرتا ہے

کے جوانِ نو گزیند پیرہ زال
بوڑھی عورت کو نوجوان کب قبول کرتا ہے؟

طَیِّبات از بہرِ کہ لِلطَّیِّبِیں
پاکیزہ عورتیں کس کے لئے ہیں؟ پاک مَردوں کے لئے

خوب خوبی را کند جذب ایں یقیں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، یہ یقینی بات ہے

خوب خوبی را کند جذب[2] ایں بداں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، سمجھ لے

طیّبات و طیّبین بر وے بخواں
طیّبات اور طیّبین اُس پر پڑھ دے

در ہر آں چیزے کہ تو ناظر شوی
تو جس چیز کو بھی دیکھے گا

می کُند با جنس سیر اے معنوی
اے معنی شناس! وہ اپنی ہم جنس کیساتھ چلتی ہے

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد
دنیا میں ہر ایک چیز نے ایک چیز کو جذب کیا ہے

گرم گرمی را کشید و سرد سرد
گرم نے گرمی کو کھینچا اور سرد نے سردی کو

قسمِ[3] باطل باطلاں را می کشند
باطل قِسم باطلوں کو کھینچتی ہے

باقیاں از باقیاں ہم سر خوشند
باقی رہنے والے باقی رہنے والوں سے خوش ہیں

ناریاں مر ناریاں را جاذب اند
جہنّمی جہنّمیوں کو کھینچنے والے ہیں

نوریاں مر نوریاں را طالب اند
نوری، نوریوں کے طالب ہیں

صاف را ہم صافیاں را غب شوند
صاف لوگ، صاف کی طرف راغب ہوتے ہیں

دُرد را ہم تیرگاں جاذب بُوند
بد باطن، تلچھٹ کو حاصل کرتے ہیں

زنگ را ہم زنگیاں باشند یار
حبشی کے حبشی، دوست ہوتے ہیں

رُوم را با رومیاں افتاد کار
رومی کا، رومیوں سے واسطہ ہے

چشم چوں بستی ترا جاں کند نیست
تو نے جب آنکھ بند کی، تجھے بیقراری ہے

چشم را از نورِ روزن صبر نیست
آنکھ روزن کے نُور سے صبر نہیں کر سکتی ہے

[1] فریفتن۔ عاشق بنانا۔ شگیفتن۔ بے نیاز ہونا۔ ازو۔ ازدل۔ زِشت رو۔ بدصورت۔ چارہ۔ تدبیر۔ درخور۔ لائق۔ پیرہ زال۔ بوڑھی عورت۔ ایں یقیں۔ یہ یقینی بات ہے۔

[2] جذب۔ کشش۔ طیبات۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ "پاک عورتیں پاک مَردوں کے لئے ہیں"۔ ناظر۔ دیکھنے والا۔ اے معنوی۔ اے حقیقت بیں۔

[3] قسم۔ فرقہ، گروہ۔ باقیاں۔ اہلِ ہدایت۔ ناریاں۔ جہنّمی۔ نوریاں۔ جنّتی۔ صافیاں۔ صاف باطن۔ تیرگاں۔ سیاہ باطن۔ زنگ۔ حبشی۔ رُوم۔ رومی۔ جاں کندنی۔ گھبراہٹ۔ روزن۔ روشندان۔

430
www.pdfbooksfree.pk

چشم چوں بستی ترا تاسہ[1] گرفت
جب تو نے آنکھ بند کی تجھے گھبراہٹ نے پکڑا

نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت
آنکھ کا نور روزن کے نور سے کھلتا ہے

تاسۂ تو جذبِ نورِ چشم بُود
تیری بیقراری آنکھ کے نور کا جذبہ تھی

تا بہ پیوندد بہ نورِ روز زُود
تاکہ جلد دن کی روشنی سے وابستہ ہو جائے

چشمِ باز اَر تاسہ گیرد مر ترا
کھلی ہوئی آنکھ، اگر تجھے بیقرار کرے

دانکہ چشمِ دل بہ بستی بر کُشا
سمجھ لے کہ تو نے دل کی آنکھ بند کی ہے کھول لے

آں تقاضائے[2] دو چشمِ دل شناس
سمجھ لے یہ دل کی دونوں آنکھوں کا تقاضہ تھا

کو ہمی جوید ضیائے بیقیاس
کیونکہ وہ بے اندازہ روشنی چاہتی ہیں

چوں فراقِ آں دو نورِ بے ثبات
جبکہ دو ناپائدار نوروں کی جدائی نے

تاسہ آوردت کشادی چشمہات
تجھے بیقرار کر دیا، تو نے اپنی آنکھیں کھولدیں

چوں فراقِ آں دو نورِ پائدار
تو دو پائدار نوروں کی جدائی

تاسہ چوں آرد مر آں را پاسدار
کیسی بے قراری پیدا کرے گی، اس کا خیال رکھ

اُو چو می خواند مرا من بنگرم
وہ جب مجھے بلاتا ہے میں غور کرتا ہوں

لائق جذبم و یا بد پیکرم
میں کشش کے قابل ہوں یا بدصورت ہوں

گر لطیفے زشت را در پے کُند
اگر کوئی خوبصورت بدصورت کا پیچھا کرے

تسخُرے باشد کہ اُو بر وے کُند
یہ ایک مذاق ہوتا ہے جو وہ اُس سے کرتا ہے

کے ببینم رُوئے خود را اے[3] عجب
تعجب ہے، میں اپنا چہرہ کب دیکھتا ہوں؟

تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب
جو یہ کہوں کہ میں کس رنگ کا ہوں، میرا دن کیطرح ہوں یا رات

ق

نقشِ جانِ خویش می جُستم بسے
میں نے اپنی جان کا نقش بہت تلاش کیا

ہیچ می نمود نقشم از کسے
(لیکن) میرا نقش کسی سے رونما نہ ہوا

گفتم آخر آئینہ از بہرِ چیست
میں نے کہا آخر آئینہ کس لئے ہوتا ہے

تا بداند ہر کسے کہ جنسِ کیست
(اسی لئے) کہ ہر شخص یہ جان لے کہ وہ کس جنس کا ہے

آئینہ آہن برائے پوستہاست
لوہے کا آئینہ جسموں کے لئے ہے

آئینہ سیمائے جاں سنگیں بہاست
جان کے چہرے کا آئینہ بہت قیمتی ہے

آئینہ جاں نیست اِلّا روئے یار
جان کا آئینہ، یار کے چہرے کے علاوہ نہیں ہے

روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار
اُس یار کا چہرہ جو اُس دیار (عالمِ ملکوت) کا ہو

---

[1] تاسہ - بیقراری - نورِ چشم - آنکھ کا نور بیرونی نور کا طالب ہے ورنہ گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے چشمِ باز - آنکھ کھلی ہوئی ہونے پر اگر گھبراہٹ طاری ہو تو سمجھ لے کہ یہ اضطراب دل کی آنکھ بند ہونے کیوجہ سے ہے

[2] آں تقاضائے - دل کی گھبراہٹ، دل کی آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے ہوئی جو لا انتہا نور کا مشاہدہ چاہتی ہیں - دو نور - یعنی دل کی آنکھ کا نور اور لا محدود نور - بد پیکر - بد صورت - گر لطیفے - جب یہ طے ہے کہ ہم جنس ہم جنس کا طالب ہوتا ہے تو اگر حسین کسی بدصورت کا طالب بنتا ہے تو وہ محض مذاق کے لئے ہوتا ہے -

[3] اے عجب اس کا تعلق اگلے شعر کے دوسرے مصرع سے ہے - ہمچو روز - یعنی منور - چو شب - یعنی سیاہ باطن نقشِ جان - شیخ کے ذریعہ مرید کی حقیقی تصویر سامنے آجاتی ہے یعنی میں نے ایسا شیخ تلاش کیا جس کی وجہ سے مجھ پر اپنی حقیقت واضح ہو جائے - گفتم - آئینہ میں دیکھ کر اپنی خوبصورتی و بدصورتی پہچان لی جاتی ہے - آئینہ سیمائے جاں جس آئینہ میں باطن کی خوبصورتی و بدصورتی نظر آتی ہے وہ مرشد و شیخ ہے جو بہت قیمتی چیز ہے - روئے یار - شیخ کی صحبت میں اپنے نقائص نظر آجاتے ہیں - آں دیار - یعنی وہ شیخ جس کا تعلق عالمِ ملکوت سے ہو -

631
www.pdfbooksfree.pk

گفتم اے دل آئینہ[1] کُلّی بجُو
میں نے کہا اے دل! مکمل آئینہ تلاش کر

رَو بدریا کار برناید ز جُو
دریا پر جا، نہر سے کام نہ چلے گا

زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید
اِس طلب کی وجہ سے خادم تیرے کوچہ میں پہنچا

دردِ مریم را بخُرما بُن کشید
مریم کو درد کھجور کے درخت کی طرف لے گیا

دیدۂ تو چوں دلم را دیدہ شد
تیرا نور جب میرے دل کا نور بن گیا

صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
سینکڑوں نہ دیکھے ہوئے دل دیکھے ہوئے میں سما گئے

آئینہ کُلّی برآوردم زِ دود
میں نے دھوئیں سے مکمل آئینہ نکالا

دیدم اندر آئینہ نقشِ تو بود
میں نے دیکھا آئینہ میں تیرا نقش تھا

آئینہ کُلّی ترا دیدم اَبد
میں نے تجھے ہمیشہ مکمل آئینہ سمجھا

دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے تیری آنکھوں میں اپنا نقش دیکھا

گفتم[2] آخر خویش را من یافتم
میں نے کہا بالآخر میں نے اپنے آپ کو پالیا

دردو چشمش راہِ روشن یافتم
اُس کی دونوں آنکھوں میں روشن راستہ پایا

گفت وہم کاں خیالِ تُست ہاں
میرے وہم نے کہا کہ یہ تیرا خیال ہے، خبردار!

ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
اپنی ذات کو اپنا خیال سمجھ

نقشِ من از چشمِ تو آواز داد
میرے نقش نے تیری آنکھ میں سے آواز دی

کہ منم تو تو منی در اتحاد
کہ میں تو ہوں، تو میں ہے، یگانگت میں

کاندریں[3] چشمِ مُنیرِ بے زوال
اِس روشن، حقائق سے بے زوال آنکھ میں

از حقائق، راہ کے یابد خیال
خیال راستہ کب پا سکتا ہے!

دردو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود
میرے علاوہ کسی کی دونوں آنکھوں میں اپنا نقش

گر ببینی آں خیالے دان وردّ
اگر تو دیکھے تو اُسکو (محض) خیال اور (قابل) ردّ سمجھ

زانکہ سُرمہ نیستی در می کشد
اِس لئے کہ وہ نیستی کا سُرمہ لگاتا ہے

بادہ از تصویرِ شیطاں می چشد
(اور) شیطان کی تصویر سے شراب پیتا ہے

چشمِ او خانہ خیالست و عدم
اُس کی آنکھ عدم اور خیال کا گھر ہے

نیستہا را ہست بیند لاجرم
لامحالہ وہ معدوم کو موجود دیکھتا ہے

---

[1] آئینہ کلی۔ یعنی شیخ کامل فنا۔ یعنی شیخ کامل۔ جُو۔ نہر۔ یعنی ناقص پیر۔ مریم۔ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ۔ خرما بُن۔ کھجور کا درخت حضرت مریمؑ کو دردِ زہ کا اضطراب کھجور کے سائے، پھل اور ٹھنڈے پانی اور بچہ کے دیدار سے رفع ہوا تھا۔ صد دلِ نادیدہ۔ میرا دل جو بے معرفت ہونے میں سو دلوں کی برابر تھا۔ برآوردم زِ دود۔ یعنی میں نے نورِ مطلق کو تعینات کے دھوئیں سے جُدا کیا تو اُسمیں تیرا نقش محسوس کیا۔ آئینہ کلی۔ مکمل آئینہ۔ اَبد۔ ہمیشہ۔ چشمِ تو۔ دل کا دیدۂ بصیرت۔

[2] گفتم۔ شیخ کے آئینۂ دل میں اپنی صورت دیکھ کر اطمینان ہوگیا اور اُسی کی وجہ سے مجھے راہِ ہدایت حاصل ہوئی۔ خیال خیالی بات۔ ہاں۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔ ذات۔ نفسُ الامری صورت۔ نقش۔ میری صورت نے بتایا کہ یہ صورت واقعی ہے محض خیالی نہیں ہے۔

[3] کاندریں چشم۔ یعنی میرے نقش نے یہ بھی کہا کہ شیخ کی چشمِ دل میں جو کہ ہمیشہ حقائق سے وابستہ ہے کوئی غیر واقعی خیالی چیز نہیں سما سکتی۔ دردو چشمِ غیر۔ ناقص کی چشمِ دل میں غیر حقیقی چیز نمودار ہو سکتی ہے نیستی۔ عالمِ فانی۔ بادہ شراب۔ تصویرِ شیطان۔ می چشد۔ چونکہ وہ ناقص ہے اور اُس کی چشمِ بصیرت عالمِ سفلی میں پھنسی ہوئی ہے وہاں شیطانی تصور پہنچ جاتا ہے۔ خانۂ خیال۔ یعنی اُس کی آنکھ میں غیر حقیقی چیزیں گھر کیے ہوئے ہیں۔

432

www.pdfbooksfree.pk

چشمِ من چوں سُرمہ دید از ذوالجلال[1]
میری آنکھ نے جبکہ جلال والے (اللہ) کا سُرمہ دیکھا ہے

خانۂ ہستی ست نے خانہ خیال
وہ موجود کا خانہ ہے، نہ کہ خیال کا

تا یکے مُو باشد از ہستیِ تو
جب تک تیری ہستی کا ایک بال بھی رہے گا

در خیالت گم شود مستیِ تو
تیری مستی تیرے خیال میں گم ہو جائے گی

تا یکے مُو باشد از تو پیشِ چشم
جب تک تیرا ایک بال بھی آنکھ کے سامنے ہوگا

در خیالت گوہرے باشد چو یشم
تیرے خیال میں موتی، سنگِ یشم ہوگا

یشم را آنگہ شناسی از گہر
تو یشم (پتھر) اور موتی میں اُسوقت تمیز کر سکیگا

کز خیالِ خود کُنی کُلّی گذر
جب اپنے خیال سے بالکلیہ گذر جائے گا

یک حکایت بشنو اے گوہر شناس
اے موتی کو پہچاننے والے! ایک حکایت سن لے

تا بدانی تو عیاں را از قیاس
تاکہ تو مشاہدہ کو قیاس سے (جدا) جان لے

ہلال پنداشتنِ آں شخص خیال را در عہدِ امیر المومنین عمرؓ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کا خیال کو چاند سمجھ لینا

ماہِ[2] روزہ گشت در عہدِ عمرؓ
(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں رمضان آیا

بر سرِ کوہے دویدند آں نفر
سب پہاڑ کی چوٹی پر گئے

تا ہلالِ روزہ را گیرند فال
تاکہ روزے کے چاند سے (نیک) فال لیں

آں یکے گفت اے عمرؓ اینک ہلال
ایک شخص بولا، اے عمرؓ! چاند یہ ہے

چوں عمرؓ بر آسماں مہ را ندید
جب (حضرت) عمرؓ نے آسمان پر چاند نہ دیکھا

گفت کایں مہ از خیالِ تو دمید
فرمایا یہ چاند تیرے خیال سے چمکا ہے

ورنہ من بیناترم[3] افلاک را
ورنہ میں تو آسمانوں کو زیادہ دیکھنے والا ہوں

چوں نمی بینم ہلالِ پاک را
پاک چاند کو کیوں نہ دیکھ لوں گا؟

گفت تَر کُن دست و بر ابرو بمال
فرمایا ہاتھ تر کر اور ابرو پر مَل

آنگہاں تو بر نگر سُوئے ہلال
پھر تو چاند کی طرف دیکھ

چونکہ اُو تر کرد ابرو مہ ندید
جب اُس نے ابرو تر کر لی چاند کو نہ دیکھا

گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید
بولا، اے شاہ! چاند نہیں ہے، وہ غائب ہو گیا

گفت آرے مُوئے ابرو شد کماں
فرمایا ہاں ابرو کا بال کمان بن گیا

سُوئے تو افگند تیرے از گماں
اُس نے تیری جانب گمان کا تیر چلا دیا

---

[1] ذوالجلال۔ اللہ تعالےٰ کے تصوّر کے ساتھ باطل جمع نہیں ہو سکتا۔ تا یکے مُو۔ یعنی جب تک عالمِ ناسوت سے ادنیٰ تعلق رہے گا۔ مستیِ تو۔ عالمِ وجد۔ یشم۔ ایک کم قیمت پتھر ہے۔ کلی گذر۔ فنا کے بعد حقائق منکشف ہوں گے۔ عیاں۔ مشاہدہ۔ قیاس۔ تخمینی بات۔

[2] ماہِ روزہ۔ رمضان شریف۔ نفر۔ جماعت۔ فال۔ نیک شگون۔ از خیالِ تو۔ یعنی تیرا چاند محض خیالی ہے۔

[3] بیناتر۔ حضرت عمرؓ کی نگاہ اُس سے زیادہ تیز تھی یا حضرت عمرؓ کا اپنے کشف کی طرف اشارہ تھا۔

433
www.pdfbooksfree.pk

چوں یکے مُو کژ شد از ابروئے اُو
جب اُس کی ابرو کا ایک بال ٹیڑھا ہوا
شکلِ ماہے نو نمود آں موئے اُو
اُس کے اُس بال نے نئے چاند کی شکل نمودار کر دی

چوں یکے مُو کژ شد اورا راہ[1] زد
جب ایک بال ٹیڑھا ہوا اُس نے گمراہ کر دیا
تا بدعویٰ لافِ دیدِ ماہ زد
یہانتک کہ دعوے کیساتھ چاند دیکھنے کی ڈینگ ماری

موئے کژ چوں پردۂ گردوں بود
ٹیڑھا بال جب آسمان کا پردہ بن گیا
چوں ہمہ اَجزات کژ شد چوں بود
جب تیرے تمام اجزاء ٹیڑھے ہو جائیں تو کیا ہوگا

راست کُن اَجزات را از راستاں
سچوں کے ذریعہ اپنے اجزا سیدھے کر لے
سَر مکش اے راست رَو زاں آستاں
اے سیدھا چلنے والے اُس چوکھٹ سے سر نہ ہٹا

ہم ترازو را ترازو راست کرد
ترازو ہی ترازو کو برابر کرتی ہے
ہم ترازو را ترازو کاست کرد
ترازو ہی ترازو کو کم کر دیتی ہے

ہر کہ با ناراستاں ہم سنگ شد
جو گمراہوں کے ساتھ تُلا
در کمی اُفتاد و عقلش دنگ شد
کمی میں مُبتلا ہوا اور اُس کی عقل ماری گئی

رَو اَشِدَّآءُ[2] عَلَی الْکُفَّار باش
جا، کفار پر بھاری پڑ
خاک بر دلداریِ اغیار پاش
بیگانوں کی دلداری پر خاک ڈال

بر سرِ اغیار چوں شمشیر باش
بیگانوں کے سر پر تلوار بن
ہیں مکُن روباہ بازی شیر باش
خبردار! مکاری نہ کر، شیر بن

تا ز غیرت از تو یاراں نگسلند
تاکہ غیرت کی وجہ سے تجھ سے یار نہ کٹ جائیں
زانکہ آں خاراں عدوئے ایں گلند
اِسلئے کہ وہ کانٹے (اغیار) اِس گلستان (وحدت) کے دشمن ہیں

آتش[3] اندر زن بگرگانِ چو میں سپند
کالے دانہ کی طرح اُن بھیڑیوں (اغیار) میں آگ لگا دے
زانکہ ایں گرگاں عدوئے یوسف اند
کیونکہ یہ بھیڑیئے یوسف (محبوبِ حقیقی) کے دشمن ہیں

جانِ بابا گویدت ابلیس ہیں
خبردار! شیطان تجھے جانِ پدر کہے گا
تا بہ دَم بفریبدت دیوِ لعیں
تاکہ لعین شیطان تجھے فریب میں پھنسا لے

ایں چنیں تلبیس بابا بابات کرد
(شیطان نے) تیرے آبا (حضرت آدمؑ) سے ایسی ہی
آدمےؑ را ایں سیہ رُخ مات کرد
(حضرت) آدمؑ کو اُس سیاہ رُو نے ہرا دیا

بر سرِ شطرنج چُست ست ایں غراب
یہ کوّا شطرنج پر چُست (ہو کر بیٹھا) ہے
تو مبیں بازی بچشمِ نیم خواب
تو بازی کو ادنگھتی آنکھ سے نہ دیکھ

---

[1] راہ زد۔ گمراہ کر دیا۔ لاف۔ بیہودہ دعویٰ۔ اجزات۔ اجزائے تو۔ راستاں۔ عارفین۔ سرکش۔ روگردانی نہ کر۔ ترازو۔ یعنی ترازو کا باٹ۔ کاست۔ کم۔ ہم سنگ شدن۔ برابر تُلنا۔ دنگ شدن حیران ہونا۔

[2] اشدّاء۔ شدید کی جمع ہے سخت۔ اغیار۔ غیر کی جمع ہے۔ پاش۔ چھڑک۔ روباہ بازی۔ مکاری۔ تا ز غیرت۔ غیروں سے جُڑنا، اپنوں سے ٹوٹنا ہے۔ خاراں۔ یعنی اللہ سے بیگانے۔ گُل۔ ذاتِ خداوندی۔

[3] آتش زدن۔ برباد کرنا۔ گرگاں۔ یعنی اللہ کے دشمن۔ سپند۔ کالا دانہ جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے اور نظرِ بد کے دفع کرنے کیلئے اُسکو جلایا جاتا ہے۔ یوسفؑ یعنی محبوبِ حقیقی، حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کھا لیا، اگرچہ یہ غلط تھا مولانا نے اُن کے قول کے مطابق بھیڑیئے اور حضرت یوسفؑ کی دشمنی کو ذکر کر دیا ہے۔ جانِ بابا۔ نورِ نظر، لاڈلا بیٹا۔ دَم۔ فریب۔ بابا بابا۔ بابائے تو مات۔ شاہِ شطرنج کو مقید کر دینا جس شطرنجی کا شاہ مقید ہو جائے وہ ہار جاتا ہے، لہٰذا "مات کردن" مطلقاً ہرا دینے کے معنیٰ میں مستعمل ہو جاتا ہے

436

www.pdfbooksfree.pk

زانکہ فرزین[۵۱] بند ہا داند بسے — کہ بگیرد در گلویت چوں خسے
اس لئے کہ وہ فرزین کے بہت سے گھراؤ جانتا ہے — تاکہ تیرے گلے میں تنکے کی طرح پھنس جائے

در گلو ماند خسِ او سالہا — چیست آں خس مہرِ جاہ و مالہا
اُس (شیطان) کا تنکا گلے میں سالہا رہتا ہے — وہ تنکا کیا ہے؟ رُتبہ اور مال کی محبت

مال خس باشد چو ہست آں بے ثبات — در گلویت مانعِ آبِ حیات
مال چونکہ فانی ہے، وہ تنکا ہے — تیرے گلے میں وہ آبِ حیات سے مانع ہے

گر بَرد مالت عدوِّ پُر فنے — رہزنے را بُردہ باشد رہزنے
اگر کوئی چالاک دشمن تیرا مال لے جائے — ایک ڈاکو، دوسرے ڈاکو کا مال لے گیا

دزدیدنِ مار گیرے مارے را از مار گیرے دیگر
ایک سپیرے کا دوسرے سپیرے کے سانپ کو چُرانا

دُزدے[۵۲] کے از مار گیرے مار بُرد — زابلہی آں را غنیمت می شمرد
ایک چور، ایک سپیرے کا سانپ لے گیا — بیوقوفی سے اُس کو (مال) غنیمت سمجھ رہا تھا

وارہید آں مار گیر از زخمِ مار — مار کُشت آں دزد را بس زار زار
وہ سپیرا، سانپ کے زخم سے بچ گیا — سانپ نے اُس چور کو بُری طرح مار ڈالا

مار گیرش دید پس بشناختش — گفت از جاں مارِ من پرداختش
سپیرے نے اُس کو دیکھا تو پہچان گیا — بولا، اُس کو میرے سانپ نے بے جان کیا ہے

در دُعا می خواستے جانم ازو — کِش بیابم، مار بستانم ازو
دعا میں میری جان اُس کو طلب کرتی تھی — کہ میں اُس کو پکڑ لوں، سانپ اُس سے لے لوں

شکرِ حق را کاں دُعا مردود[۵۳] شد — من زیاں پنداشتم آں سود شد
اللہ (تعالیٰ) کا شکر ہے کہ وہ دعا مردود ہو گئی — میں نے نقصان سمجھا تھا وہ نفع ہوئی

بس دُعا ہا کاں زیانست و ہلاک — از کرم می نشنود یزدانِ پاک
بہت سی دعائیں جو نقصان اور ہلاکت ہیں — اللہ پاک اُن کو کرم کی وجہ سے قبول نہیں کرتا ہے

مُصلح ست او مصلحت را داند او — کاں دعا را باز می گرداند او
وہ مُصلح ہے اور مصلحت کو جانتا ہے — کہ اُس دعا کو وہ لوٹا دیتا ہے

واں دُعا گوینده شاکی می شود — مے بَرد ظنِّ بَد و آں بَد بُود
دعا کرنے والا شاکی ہوتا ہے — بُرا گمان کرتا ہے اور یہ بدگمانی بُری ہوتی ہے

---

۵۱ فرزین۔ شطرنج کے مُہروں میں بمنزلہ وزیر کے ہوتا ہے جو دو رُخی چال چل سکتا ہے اُس کے گھر جانے سے مات دیدینا آسان ہو جاتا ہے، فرزین بند ایسی چال کو کہا جاتا ہے جس میں فرزین گھر جائے۔ خس۔ گھاس کا تنکا۔ قہر۔ محبت۔ جاہ۔ مرتبہ۔ بے ثبات۔ ناپائیدار۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ پُر فن۔ مکار۔ رہزنے۔ مال بھی راہزن ہے، گمراہ کر دیتا ہے۔

۵۲ دزدک۔ کمینہ چور۔ مار گیر۔ سپیرا۔ وارہید۔ نجات پا گیا۔ زخمِ مار۔ سانپ کا ڈسنا۔ زار۔ بُری حالت۔ پرداخت۔ خالی کر دیا۔ دردعا۔ یعنی سانپ کے مِل جانے کی دُعا کرتا تھا۔ کِش۔ کہ اش۔

۵۳ مردود۔ نامقبول۔ زیاں۔ نقصان۔ سُود۔ فائدہ۔ مُصلح۔ بہتری کرنے والا۔ باز گرداند۔ لوٹا دینا۔ شاکی۔ شکوہ کرنے والا۔ بدبود۔ یعنی بدگمانی بُری ہوتی ہے۔

635

www.pdfbooksfree.pk

می نداند کہ بلائے خویش خواست
وہ نہیں سمجھتا کہ اُس نے اپنی مصیبت کی دُعا کی ہے

وز کرم حق آں بدو[1] ناورد راست
اور خدا نے کرم کر کے اُس کو قبول نہیں کیا ہے

اِلتماس کردن ہمراہِ عیسٰی علیہ السّلام بزندہ کردنِ استخوانہا از عیسٰی علیہ السّلام

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے ساتھی کا اُن سے ہڈیوں کو زندہ کر دینے کی درخواست کرنا

گشت با عیسیٰؑ یکے ابلہ رفیق
ایک بیوقوف (حضرت عیسٰیؑ کا سفر کا ساتھی بنگیا

استخوانہا دید در گورے عمیق
اُس نے ایک گہری قبر میں ہڈیاں دیکھیں

گفت اے ہمراہ نامِ آں سَنی[2]
کہنے لگا کہ اے ساتھی! اُس بلند ذات کا نام ق

کہ بداں تو مُردہ زندہ می کُنی
جس کے ذریعہ تم مُردے کو زندہ کرتے ہو

مر مرا آموز تا احساں کُنم
مجھے سکھا دو، تاکہ میں اچھا کام کروں

استخوانہا را بداں با جاں کُنم
اُس کے ذریعہ ہڈیوں کو جاندار بنا دوں

گفت خامش کُن کہ آں کارِ تو نیست
فرمایا چُپ رہ کہ وہ تیرا کام نہیں ہے

لائقِ اَنفاس و گفتارِ تو نیست
تیرے سانسوں اور گفتار کے لائق نہیں ہے

کاں نفس خواہد ز باراں پاک تر
وہ (نام ؟) ایسا سانس چاہتا ہے جو بارش سے زیادہ

وز فرشتہ در روش چالاک تر
اور رفتار میں فرشتہ سے زیادہ تیز ہو

عمرہا بایست تا دم پاک شُد
عمریں چاہئیں تاکہ سانس پاک ہو

تا امینِ مخزنِ افلاک شُد
اور آسمانوں کے خزانے کا امین بنے

خود گرفتی ایں عصا در دستِ راست
یہ لاٹھی تو نے داہنے ہاتھ میں پکڑلی ہے

دستِ ادستانِ موسیٰ از کجاست
ہاتھ میں موسوی اعجاز کہاں ہے؟

گفت گر من نیستم اَسرار خواں
وہ بولا، اگر میں اَسرار کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوں

ہم تو بر خواں نام را بر استخواں
(تو) آپ ہی ہڈیوں پر نام پڑھ دیجئے

گفت عیسیٰؑ یارب ایں اَسرار[3] چیست
حضرت عیسٰیؑ نے کہا اے خدا! یہ کیا راز ہے؟

میلِ ایں ابلہ دریں گفتار چیست
اِس بیوقوف کا میلان اِس گفتگو کی طرف کیوں ہے؟

چوں غمِ جاں نیست ایں مُردار را
اِس مُردے کو (اپنی) جان کا غم کیوں نہیں ہے؟

چوں غمِ خود نیست ایں بیمار را
اِس بیمار کو اپنا غم کیوں نہیں ہے؟

---

[1] بدو۔ باُو۔ ناورد۔ نیاورد۔ راست۔ مقبول، لہٰذا راضی برضاءِ الٰہی رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ تمہاری دعا قبول بھی نہ کرے تو۔ یہی سمجھنا چاہیئے کہ بھلائی اِسی میں تھی۔ اِلتماس کردن۔ اِس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ انسان ایک بات کی خواہش کرتا ہے لیکن اُس کی بھلائی اُس میں نہیں ہوتی ہے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گور۔ قبر، بعض نسخوں میں گوئے ہے جو گڑھے کے معنی میں ہے۔

[2] سنی۔ بلند۔ احسان۔ اچھا کام کرنا۔ باجان۔ جاندار۔ خامش کُن۔ چُپ ہو جا۔ اَنفاس۔ نفس کی جمع، سانس۔ عصا۔ لاٹھی۔ راست۔ دایاں۔ دستاں۔ افسوں، اعجاز۔

[3] اسرار۔ راز۔ نام۔ اسمِ اعظم۔ چوں۔ دوسرے کے لئے اسمِ اعظم کا خواہاں ہے۔

436

www.pdfbooksfree.pk

مُردۂ[1] خود را رہا کرد دست اُو — مُردۂ بیگانہ را جوید رَفُو

اُس نے اپنے مُردے کو چھوڑا ہے — غیر کے مُردے کی بھلائی چاہتا ہے

گفت حق اِدبار اگر ادبار جوست — خار روئیدن جزائے کِشتِ اوست

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا بدبخت ہے اگر بدبختی کا جویا ہے — اُس کی کھیتی کا نتیجہ کانٹوں کا اُگنا ہے

آنکہ تخمِ خار را کارَد در جہاں — ہاں وہاں او را مجو در گُلستاں

جس شخص نے دنیا میں کانٹے کا بیج بویا — خبردار، خبردار! اُس کو گلستاں میں تلاش کر

گر گُلے گیرد بکف خارے شود — در سُوئے یارے رود مارے شود

اگر وہ ہاتھ میں پھول لے گا تو وہ کانٹا بنجائیگا — اگر دوست کی طرف جائیگا تو سانپ بنجائیگا

کیمیائے زہر مار است آں شقی — بر خلافِ کیمیائے مُتّقی

وہ بدبخت سانپ کے زہر (کی طرح) کی کیمیا ہے — مُتّقی کی کیمیا کے برخلاف

ہیں مکُن بر قول و فعلش اعتمید[2] — کو ندارد میوۂ مانندِ بید

خبردار! اُس کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کر — وہ (درخت) بید کی طرح پھل نہیں رکھتا ہے

اندرز کردنِ صوفی خادم را در تیمار داشتِ بہیمہ و لاحول گفتنِ آں خادم

صوفی کا خادم کو جانور کی خبر گیری کرنے کی نصیحت کرنا اور اُس خادم کا لاحول پڑھنا

صوفیئے می گشت در دورِ اُفق — تا شبے در خانقاہے شد قُنُق[3]

ایک صوفی دنیا کے اطراف میں گشت کرتا تھا — ایک رات ایک خانقاہ میں مہمان ہو گیا

یک بہیمہ داشت در آخُر بہ بست — اُو بصدرِ صُفّہ با یاراں نشست

اُس کا ایک چوپایہ (سواری کا) تھا جس کو اصطبل میں باندھ دیا — وہ دوستوں کے ساتھ چبوترے کے صدر مقام پر بیٹھ گیا

پس مُراقِب گشت با یارانِ خویش — دفترے باشد حضورِ یار بیش

پھر اپنے دوستوں کے ساتھ مراقبہ کرنے لگا — یار کی صحبت بہت بڑا دفتر ہوتی ہے

دفترِ صوفی سوادِ[4] و حرف نیست — جُز دلِ اسپید ہمچوں برف نیست

صوفی کا دفتر، سیاہی اور حرف نہیں ہے — برف کی طرح سفید دل کے سوا کچھ نہیں ہے

زادِ دانشمند آثارِ قلم — زادِ صوفی چیست انوارِ قِدم

عقلمند کا توشہ قلم کے نشانات ہیں — صوفی کا توشہ کیا ہے، اللہ (تعالیٰ) کے انوار

---

[1] مُردۂ خود یعنی اپنی مُردہ رُوح۔ مُرفو۔ سلائی، اِصلاح۔ اِدبار۔ بدبختی، مبالغۃً بدبخت کے معنی میں بولا گیا ہے۔ کشت۔ کھیتی۔ کارد۔ کاشتن بمعنی بونا کا مضارع ہے۔ مارے شود۔ دوست کی صحبت ہلاکت کا سبب بنجائیگی۔ کیمیا۔ وہ فن ہے جس کے ذریعہ چیزوں کی ماہیت بدلتے ہیں، تانبے کو سونا بنا دیتے ہیں۔ شقی یعنی شقی سانپ کے زہر کی طرح کی کیمیا ہے جو زندہ کو مردہ کر دیتا ہے۔ مُتّقی۔ یعنی مُتّقی شخص بُرے کی ماہیت تبدیل کر کے اُن کو بھلا بنا دیتا ہے۔

[2] اعتمید۔ اِعتماد کا امالہ ہے، بھروسہ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔ اندرز۔ نصیحت۔ بہیمہ۔ چوپایہ، یعنی سواری کا جانور۔ دورِ افق۔ اطرافِ عالم۔ قُنُق۔ ترکی لفظ ہے بمعنی مہمان۔ آخُر۔ اصطبل۔ صدر۔ صدر مقام۔ صُفّہ۔ چبوترہ۔ مراقب۔ مراقبہ کرنے والا یعنی ماسوا اللہ سے توجہ ہٹا کر خدا کی طرف متوجہ ہونے والا۔ حضورِ یار۔ معیتِ حق تعالیٰ۔ اکثر و بیشتر۔

[3] سواد۔ سیاہی۔ اسپید۔ سفید۔ زاد۔ توشہ۔ آثارِ قلم۔ یعنی نوشتۂ قلم۔ انوارِ قدم۔ انوارِ الٰہی۔

436
www.pdfbooksfree.pk

ہمچو صیادے[1] سوئے اشکار شُد
اُس شکاری کی طرح جو شکار کے پیچھے لگا

گامِ آہو دید و بر آثار شد
ہرن کے قدم دیکھے اور نشانِ قدم پر چل پڑا

چند گاہش گامِ آہو درخورست
اُس کو کچھ دیر ہرن کے قدموں کی ضرورت ہے

بعد ازاں خود نافِ آہو رہبرست
اُس کے بعد خود ہرن کا نافہ اُس کا رہنما ہے

چونکہ شکرِ گام کرد و رہ بُرید
چونکہ اُس نے نشانِ قدم کی قدر کی اور راستہ طے کیا

لاجرم زاں گام در کامے رسید
لامحالہ اُس قدم سے مقصد تک پہنچ گیا

رفتنِ یک منزلے بر بُوئے ناف
نافہ کی خوشبو پر ایک منزل چلنا

بہتر از صد منزلِ گام و طواف
چکر کی سَو منزلوں سے بہتر ہے

آں[2] دلے کو مطلعِ مہتابہاست
وہ دل جو بہت سے سورجوں کا مشرق ہے

بہرِ عارف فُتِحَتْ اَبْوَابُہَاست
عارف کے لئے فُتِحَتْ اَبْوَابُہَا (کا مصداق) ہو

با تو دیوارست و با ایشاں درست
(وہ دل) تیرے لئے دیوار اور اُن کیلئے دروازہ ہے

با تو سنگ و با عزیزاں گوہرست
تیرے لئے پتھر اور پیاروں کے لئے موتی ہے

انچہ تو در آئینہ بینی عیاں
تو جو کچھ آئینہ میں مشاہدہ کرتا ہے

پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
پیر، لوہے کے ٹکڑے میں جس سے پہلے دیکھ لیتا ہے

پیر ایشانند کایں[3] عالم نبود
وہ اُس وقت سے پیر ہیں جبکہ یہ جہان نہ تھا

جانِ ایشاں بود در دریائے جود
اُن کی روحیں دریائے حق میں تھیں

پیش ازیں تن عمرہا بگذاشتند
اِس جسم سے پہلے اُنھوں نے عمریں گزاری ہیں

پیشتر از کشت بَر برداشتند
اُنھوں نے کھیتی سے پہلے ہی پھل چُنے ہیں

پیشتر از نقشِ جاں پذرفتہ اند
وہ جسم سے پہلے جان حاصل کر چکے ہیں

پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند
دریا سے پہلے ہی وہ موتی پرو چکے ہیں

مشورت کردن خدائے تعالیٰ با فرشتگان در ایجادِ خلق

مخلوق کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ کرنا

---

[1] صیاد = شکاری۔ اِشکار۔ شکار۔ گام۔ یعنی نشانِ قدم۔ آثار۔ اثر کی جمع ہے نشانِ قدم۔ چندگاہ۔ کچھ دیر، سالک ابتداءً تجلیاتِ افعال کا مشاہدہ کرتا ہے پھر فرطِ شوق میں مطلوبِ حقیقی کے منازلِ قرب طے کرنے لگتا ہے پھر منجانب اللہ جذب و کشش ہوتی ہے تو منازل کی دشواریاں کم ہونے لگتی ہیں اور تجلی صفاتی اور تجلی ذاتی ہو جاتی ہے، سلوک کا تعلق سالک کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہے اور اُسمیں غلطی کا امکان ہے، جذب منجانب اللہ ہے لہٰذا اُسمیں شیطانی مداخلت ممکن نہیں ہے اِسی وجہ سے مجذوب سالک سے بدرجہا افضل ہے۔ بوئے ناف۔ نافۂ ہرن کی خوشبو یعنی منجانب اللہ جذب۔ بہتر۔ کسی بزرگ نے کہا ہے۔ جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الرَّحْمٰنِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ اللہ کی جانب سے ایک کشش جن و انس کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

[2] آں دلے۔ پہلے کہا تھا صوفی کیلئے اُس کا دل دفتر ہے۔ اب کہتے ہیں کہ اُس دل کے ذریعہ معارف کے دروازے کھلتے ہیں فُتِحَتْ اَبْوَابُہَا۔ قرآنِ پاک میں فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھولدیئے جائینگے۔ شعر میں ضرورت کی وجہ سے فُتِحَتْ کی پہلی تا کو مشدد اور ابوابُہا کی دوسری با کو ساکن پڑھنا پڑیگا۔ با تو۔ عامی ہے کچھ نہیں

[3] ایں عالم۔ عالمِ ناسوت، اولیاء کی روحیں عالمِ ارواح میں وہ سب کچھ حاصل کرتی ہیں جو عوام کو عالمِ ناسوت میں آنے کے بعد حاصل ہوگا۔ کشت۔ عالمِ ناسوت کے اعمالِ صالحہ۔ بَر۔ پھل یعنی اجر۔ نقش۔ یعنی جسمِ عنصری۔ بحر۔ یعنی عالمِ ناسوت۔ در۔ یعنی اعمالِ صالحہ کے نتائج۔

پڑھ سکتا لہٰذا اُس کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے۔ عزیزاں۔ گرامی قدر لوگ۔ خشت۔ مراد وہ لوہے کا ٹکڑا ہے جس کو صیقل کرکے آئینہ بنایا جاتا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

مشورت می رفت[۵۱] در ایجادِ خلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا

جانِ شاں در بحرِ قدرت تا بحلق
اُنکی روح گلے گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی

چوں ملائک مانع آں می شدند
جب فرشتے اُس کے لئے مانع بنے

بر ملائک خفیہ خنبک می زدند
اُنھوں نے فرشتوں پر چپکے سے تالی پیٹی

مُطّلع بر نقشِ ہر چیہ ہست شد
وہ ہر اُس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی

پیش ازاں کیں نقشِ گل پابست شد
اُس سے پہلے کہ یہ صورت مٹی کی پابند ہو

پیشتر ز افلاک کیواں دیدہ اند
اُنھوں نے آسمانوں سے پہلے زحل کو دیکھا ہے

پیشتر از دانہا ناں دیدہ اند
اُنھوں نے دانوں سے پہلے روٹی دیکھی ہے

بے دماغ و دل پُر از فکرت بُدند
وہ دماغ اور دل کے بغیر غور و فکر سے پُر تھے

بے سپاہ و جنگ بر نُصرت زدند
اُنھوں نے بغیر لشکر اور جنگ کے (شیطان پر) فتح حاصل کی

آں[۵۲] عیاں نسبت بایشاں فکرت ست
وہ مشاہدہ اُن کے اعتبار سے (بمنزلہ) فکر کے ہے

ورنہ خود نسبت بدوراں رویت ست
ورنہ دور والوں کے اعتبار سے (وجود کے بعد) مشاہدہ ہوگا

فکرت از ماضی و مستقبل بود
فکر (کا تعلق) ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے

چوں ازیں دو رست مُشکل حل شود
جبکہ اُن کا فکر اِس (ماضی و مستقبل) سے متعلق نہیں مسئلہ حل ہو گیا

دیدہ چوں بے کیف ہر با کیف را
چونکہ اُنھوں نے ہر باکیف کو بے کیف دیکھ لیا ہے

دیدہ پیش از کاں صحیح و زیف را
اُنھوں نے کان (کے وجود) سے پہلے ہی کھرے کھوٹے کو

پیشتر[۵۳] از خلقتِ انگورہا
انگوروں کی پیداوار سے پہلے ہی

خوردہ میہا و نمودہ شورہا
اُنھوں نے شرابیں پی لی ہیں اور مستیاں دکھائی ہیں

در تموزِ گرم می بینند فے
وہ ساون میں، ماگھ کو دیکھتے ہیں

در شعاعِ شمس می بینند فے
وہ سورج کی شعاع میں، سایہ دیکھتے ہیں

در دلِ انگورِ مے را دیدہ اند
اُنھوں نے انگور کے دل میں شراب کو دیکھا ہے

در فنائے محض شیٔ را دیدہ اند
اُنھوں نے عدمِ محض میں وجود کو دیکھا ہے

رُوح از انگورِ مے را دیدہ است
رُوح نے انگور کے اندر شراب کو دیکھا ہے

رُوح از معدوم شیٔ را دیدہ است
رُوح نے معدوم سے موجود کو دیکھا ہے

---

۵۱ می رفت۔ می آمد۔ ایجاد۔ آفرینش۔ تا بحلق یعنی غرق۔ مانع۔ فرشتوں نے ایجادِ انسان اور اُس کی خلافت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ خنبک زدن۔ تالی بجانا، چونکہ اولیا کی ارواح کو مصالح کا علم تھا لہٰذا فرشتوں کی رائے پر از راہِ بے تکلفی ہنسی اُڑائی۔ نقش۔ جسمِ عنصری کیواں۔ زحل ستارہ بلندی میں مشہور ہے۔

۵۲ پیشتر۔ یعنی اعمال کے نتائج کا اُن کو علم تھا۔ بے دماغ۔ اُن کا دل میں قوتِ علمیہ حاصل تھی۔ بے سپاہ۔ اُن کو ازل میں نصرت حاصل تھی۔

۵۲ آں عیاں۔ عالمِ ناسوت کی خلق سے قبل جو کچھ اُس کی چیزوں کا مشاہدہ اولیاء کو ہوا وہ اُن کے علوم میں بمنزلہ فکر کے ہے جس کے ذریعہ ادنیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عوام کو یہی مشاہدہ اگر حاصل ہوگا تو بمنزلہ رویت کہلاتا ہے جس کے ذریعہ اعلیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے اِسلئے کہ عوام کے علوم میں اِس سے زیادہ اعلیٰ کوئی علم نہیں ہے۔ دوراں۔ وہ لوگ جو تجلّیِ حق سے دُور ہیں۔ فکرت۔ فکر کا تعلق ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے۔ حل شود۔ چونکہ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے لہٰذا اُن کا فکر فکر نہیں ہے بلکہ مشاہدہ ہے۔ بے کیف۔ وہ حقائق جو ادی نہیں ہیں، ذاتِ باری۔ زیف۔ کھوٹا۔

۵۳ پیشتر۔ ممکنات کے وجود سے پہلے ہی وہ اُن کی کیفیات حاصل کر چکے تھے۔ تموز۔ ماگھ، ساون کے بعد آتا ہے۔ شعاعِ سورج ڈھلے سایہ نمودار ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

آسماں در دورِ ایشاں جرعہ نوش[1]
آسمان ان کے دَور (جام) میں شراب نوش ہے

آفتاب از جودِ شاں زربفت پوش
سورج ان کی سخاوت سے زربفت پوش ہے

چوں از ایشاں مجتمع بینی دو[2] یار
جب تو اُن میں سے دو یاروں کو اکٹھا دیکھے

ہم یکے باشند و ہم شش صد ہزار
وہ ایک ہوں گے اور چھ لاکھ (بھی)

بر مثالِ موجہا اعدادِ شاں
اُن کی شمار موجوں جیسی ہے

در عدد آوردہ باشد بادشاں
جن کو ہوا گنتی میں لے آئی ہے

مُفترق شد آفتابِ جانہا
روحوں کا سورج جدا جدا ہو گیا ہے

در درونِ روزنِ ابدانہا
جسموں کے سوراخوں میں

چوں نظر در قرصِ ذاری خود یکیست
جب تو سورج کی ٹکیہ کو دیکھے تو وہ ایک ہے

آنکہ شد محجوبِ ابداں در شکیست
جو بدنوں کے حجاب میں ہے وہ شک میں ہے

تفرقہ در روحِ[2] حیوانی بود
تعدد، حیوانی روح میں ہوتا ہے

نفسِ واحد روحِ انسانی بود
انسانی روح ایک جان ہوتی ہے

روحِ انسانی کنفسِ واحدست
انسانی روح ایک نفس کی طرح ہے

روحِ حیوانی سفالِ جامدست
حیوانی روح جامد ٹھیکرا ہے

گفت حق رَشَّ عَلَیْھِمْ نُوْرَہٗ
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اُن پر اپنا نور چھڑک دیا ہے

مُفترق ہرگز نہ گردد نورِ اُو
اُس کا نور متعدد نہیں ہو سکتا ہے

عقلِ[3] جزو از رمزِ ایں آگاہ نیست
ناقص عقل اِس راز سے آشنا نہیں ہے

واقفِ ایں سِرّ بجز اللہ نیست
اِس راز سے اللہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں ہے

عقل را اندر چنیں سودا چہ کار
اِس معاملے میں عقل کا کیا کام؟

کرِّ مادرزاد را سرنا چہ کار
پیدائشی بہرے کو شہنائی سے کیا واسطہ؟

یک زماں بگذار اے ہمرہ ملال
اے ساتھی تھوڑی دیر کیلئے ملال کو چھوڑ دے

تا بگویم وصفِ خالے زاں جمال
تاکہ میں تجھ سے اُس حُسن کے ایک تِل کی تعریف کروں

در بیاں ناید جمالِ حالِ اُو
اُس کی خوبی کا حُسن بیان نہیں کیا جا سکتا

ہر دو[2] عالم چیست عکسِ خالِ اُو
دونوں جہان کیا ہیں؟ اُس کے تِل کا عکس

چونکہ من از خالِ خوبش دم زنم
جب میں اُس کے حسین تِل کا بیان کرتا ہوں

نطق می خواہد کہ بشگافد تنم
گویائی چاہتی ہے کہ میرے جسم کو پھاڑ ڈالے

---

[1] جرعہ گھونٹ۔ زربفت۔ ایک قسم کا ریشمین سنہرا کپڑا۔ چوں از ایشاں۔ رُوحِ اعظم میں سب کا اشتراک ہے لہٰذا تمام اولیا حقیقت میں متحد اور ایک ہیں۔ ہم ششصد ہزار۔ تشخص کے اعتبار سے اُن میں دوئی ہے اور باطنی قوت کے اعتبار سے وہ دو قائم مقام چھ لاکھ کے ہیں۔ برمثالِ موج۔ موجوں کا تعدد ہوا کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں سب سمندر ہیں۔ مفترق۔ سورج کا تعدد مختلف روزنوں کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ایک ہے۔

[2] روحِ حیوانی۔ اُس کا خاصہ درندگی اور شہوت ہے جو تفرقہ کا سبب ہے۔ روحِ انسانی۔ تعدد کے باوجود حقیقت میں متحد ہے۔ نورِ اُو۔ خدا کے نور میں تفرقہ ممکن نہیں ہے۔

[3] عقلِ جزو۔ ناقص عقل، عام انسانی عقل۔ رمز۔ اشارہ، بھید کی بات۔ کرّ۔ بہرا۔ مادرزاد۔ پیدائشی۔ سرنا۔ شہنائی۔ خال۔ تِل، مُراد روحِ اعظم ہے۔ بشگافد تنم۔ جوش کے اظہار کے لئے صرف زبان کافی نہیں ہوتی، بدن پھٹ پڑنا چاہتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

چون کُنم لب را کشادن نیست راہ
میں کیا کروں لب کشائی کا موقع نہیں ہے

فکرتے کُن تا نماید رہ اِلٰہ
تدبیر کر تاکہ خدا رہنمائی کر دے

ہمچو مورے[1] اندریں خرمن خوشم
اِس ڈھیر میں میں چیونٹی کی طرح خوش ہوں

تا فزوں از خویش بارے میکشم
اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اُٹھا رہا ہوں

بستہ شدن تقریرِ معنیِ حکایت بسببِ میلِ مُستمع باستماعِ صورتِ ظاہرِ حکایت و غیرآں

حکایت کے معنی کی تقریر کا بند ہو جانا چونکہ سننے والے کا رجحان حکایت کے ظاہر کی طرف ہے وغیرہ

کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست
(اسرار کی) وضاحت پر رشک (کرنیوالی ذات) کب موقع دیتی ہے؟

تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست
کہ میں فرض اور کہنے کی بات کہوں

بحر کف پیش آرد و سَدّے کُند
سمندر سامنے جھاگ لے آتا ہے اور بندش کر دیتا ہے

جرّ کُند وز بعدِ جرّ مَدّے کُند
کھینچ کرتا ہے اور کھینچ کے بعد ڈھیل دے دیتا ہے

ایں زماں بشنو چہ مانع شد، مگر
اب سُن کہ مانع کیا پیش آیا، شاید

مُستمع را رفت دل جائے دگر
سننے والے کا دل دوسری جگہ پہنچ گیا

خاطرش[2] شد سوئے صوفیِ قنُق
اُس کا دل مہمان صوفی کی طرف چلا گیا

اندراں سودا فرو شد تا عُنُق
اِس معاملہ میں وہ گردن تک ڈوب گیا

لازم آمد باز رفتن زیں مقال
اِس گفتگو سے پلٹنا ضروری ہو گیا

سُوئے آں افسانہ بہرِ وصفِ حال
اُس افسانہ کی طرف، حال بیان کرنے کیلئے

صوفیِ صورت مپندار اے عزیز
اے عزیز! ظاہری صوفی نہ سمجھنا

ہمچو طفلاں تا کے از جوز و مویز
بچوں کی طرح اخروٹ اور منقّی سے کب تک دل بہلاؤ گے؟

جسمِ ما جوز و مویز ست اے پسر
اے بیٹا! ہمارا جسم اخروٹ اور منقّی ہے

گر تو مَردی زیں دو[3] چیز اندر گذر
اگر تو مرد ہے تو اِن دونوں چیزوں سے گزر جا

ور[4] تو اندر نگذری اِکرامِ حق
اگر تو خود، نہ گذر سکے گا تو اللہ (تعالیٰ) کا کرم

بگذراند مر ترا از نہ طبق
تجھے "نو آسمانوں" سے گزار دے گا

بشنو اکنوں صورتِ افسانہ را
اب افسانہ کی صورت سُن لے

لیک ہیں از کہ جُدا کن دانہ را
لیکن خبردار! بھُس سے غلّہ کو جُدا کر لینا

---

[1] مور: چیونٹی۔ خرمن: انبار۔ فزوں: زیادہ۔ بار: بوجھ۔ رشکِ روشنی: اللہ تعالیٰ جو اسرار کے اِفشار سے روکتا ہے۔ بحر: سمندر۔ کف: جھاگ۔ سَدّ: روک۔ جرّ: کھینچنا۔ مَدّ: پھیلانا۔

[2] مُستمع: سننے والا۔ خاطر: طبیعت، دل۔ قُنق: ترکی لفظ ہے مہمان۔ عُنُق: گردن۔ مقال: بات چیت۔ صوفیِ صورت: ظاہری صوفی۔ جوز: اخروٹ۔ مویز: منقّی۔ جسم: مادی جسم کی مشغولیت طفلانہ حرکت ہے

[3] دو: تن۔ اگر انسان فانی کوشش سے روح کے منازل طے نہیں کر پاتا ہے تو خدا کی مدد شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ نہ طبق: نو آسمان یعنی ملاءِ اعلیٰ۔ دانہ را: یعنی قصّہ کی روح کو سمجھ لے۔

www.pdfbooksfree.pk

التزام کردنِ خادم تعہدِ بہیمہ را و تخلف نمودن

خادم کا چوپائے کی نگرانی اپنے ذمہ لینا اور وعدہ خلافی کرنا

حلقۂ آں صوفیانِ مُستفید[1]
استفادہ کرنے والے صوفیوں کا حلقہ

چونکہ در وجد و طرب آخر رسید
جب وجد اور طرب میں ختم ہوا

خواں بیاوردند بہرِ میہماں
وہ مہمان کے لئے خوان لائے

از بہیمہ یاد آوردآں زماں
تب اُس نے چوپائے کو یاد کیا

گفت خادم را کہ در آخُر برو
خادم سے کہا اصطبل میں جا

راست کُن بہرِ بہیمہ کاہ و جَو
چوپائے کے لئے گھاس اور جَو تیار کر

گفت لاحول ایں چہ افزوں گفتنست
اُس نے کہا لاحول یہ کیا زیادہ کہنے کی بات ہے

از قدیم ایں کارہا کارِ منست
یہ کام تو میرے ہمیشہ کے کام ہیں

گفت ترکُن آں جَوش را از نخست[2]
اُس نے کہا اُس کے جَو کو پہلے بھگو لینا

کاں خرک پیر ست و دندانہا سَمَست
کیونکہ گدھا بوڑھا ہے اور اُسکے دانت کمزور ہیں

گفت لاحول ایں چہ می گوئی مہا
اُس نے کہا لاحول یہ جناب کیا فرماتے ہیں!

از من آموزند ایں ترتیب ہا
یہ باتیں لوگ مجھ سے سیکھتے ہیں

گفت پالانش فرو نہ پیش پیش
اُس نے کہا اُس کا فوراً پالان اُتار دے

دار وئے منبل بنہ بر پُشتِ ریش
زخمی کمر پر منبل دوا مل دینا

گفت لاحول[3] آخر ایں حکمت گذار
اُس نے کہا لاحول اِس حکمت کو رہنے دے

جنسِ تو مہمانکم آمد صد ہزار
تجھ جیسے ہزاروں مہمان میرے یہاں آئے ہیں

جملہ راضی[3] رفتہ انداز پیشِ ما
ہمارے پاس سے سب خوش گئے ہیں

ہست مہمان جانِ ما و خویشِ ما
مہمان تو ہمارا اپنا اور جان ہے

گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم
اُس نے کہا اُس کو پانی پلا دے لیکن نیم گرم

گفت لاحول از تو ام بگرفت شرم
اُس نے کہا لاحول میں تو تجھ سے شرمندہ ہو رہا ہوں

گفت اندر جَو تو کمتر کاہ کُن
اُس نے کہا جَو میں گھاس کم ملانا

گفت لاحول ایں سخن کوتاہ کن
اُس نے کہا لاحول، بات مختصر کر

گفت جایش ابروب از سنگ و پُشک
اُس نے کہا اُس کا تھان کنکر اور لید سے صاف کر دینا

در بود تر ریز بر وے خاکِ خُشک
اگر گیلا ہو خشک مٹی ڈال دینا

[1] مُستفید۔ فائدہ حاصل کرنے والا۔ وجد۔ کیفیتِ وجدیہ جو صوفیا پر طاری ہوتی ہے۔ خوان۔ کھانے کی سینی۔ بہیمہ۔ چوپایہ، یعنی صوفی کا گدھا۔ آخر۔ اصطبل، چراگاہ۔ کاہ۔ گھاس۔ افزوں گفتن۔ زیادہ کہنا۔

[2] نخست۔ ابتدا۔ خرک۔ معمولی گدھا۔ قہا۔ بزرگ، بڑا۔ پالاں۔ گدھے کا چارجامہ۔ منبل۔ ایک دوا کا نام ہے جو زخموں پر لگائی جاتی ہے۔ ریش۔ زخم، زخمی۔ صد ہزار۔ لاکھ۔

[3] راضی۔ چونکہ میں نے اچھی خدمات انجام دی ہیں۔ شیر گرم۔ نیم گرم۔ شرم۔ آپ کی غیر ضروری باتوں سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ پُشک۔ مینگنی، لید۔

۴۶۲

www.pdfbooksfree.pk

گفت لاحول اے پدر لاحول کُن
اُس نے کہا لاحول، اے باوا! لاحول پڑھ

بارسولِ[1] اہل کمتر کُن سخن
لائق قاصد سے بات کم کر

گفت بستاں شاں نہ پشت خر بخار
اُس نے کہا گھر پر لے، گدھے کی کمر پر پھیر دے

گفت لاحول اے پدر شرمے بدار
اُس نے کہا لاحول اے باوا! شرم کر

گفت دُم افسار را کوتہ بہ بند
اُس نے کہا پھاڑی چھوٹی کر کے باندھ

تا زغلطیدن نیفتد اُو بہ بند
تاکہ لوٹنے میں اُس میں نہ پھنس جائے

گفت لاحول اے پدر چندیں منال
اُس نے کہا لاحول، اے باوا! اِس قدر نہ رو

بہرِ خر چندیں مَرَو اندر جُوال
گدھے کے لئے اِس قدر پریشان نہ ہو

گفت برپشتش فگن جُل[2] زود تر
اُس نے کہا کہ اُس کی کمر پر جلد جُول ڈال دے

زانکہ شب سرماست آکانِ ہُنر
اے ہُنرمند! چونکہ سردی کی رات ہے

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو
اُس نے کہا لاحول، اے باوا! اِس قدر باتیں نہ کر

استخواں در شیر چوں نبوَد مجو
دودھ میں ہڈی نہیں ہوتی ہے، تلاش نہ کر

من زتو اُستاترم در فنِ خود
میں اپنے فن میں تجھ سے زیادہ اُستاد ہوں

میہماں آید مرا از نیک و بد
میرے پاس اچھے اور بُرے مہمان آتے رہتے ہیں

لائقِ ہر میہماں خدمت کُنم
میں مہمان کے مناسب خدمت کرتا ہوں

من زخدمت چوں گل و چوں سوسنم
میں خدمت ہی کی وجہ سے پھول اور سوسن کی طرح ہوں

خادم ایں گفت و میان[3] بست چست
خادم نے یہ کہا اور کس کر کمر باندھی

گفت رفتم کاہ و جَو آرم نخست
بولا، جاتا ہوں پہلے گھاس اور جَو لاؤں

رفت و زآخر نکرد اُو ہیچ یاد
وہ چلا گیا اور اصطبل کی کوئی بات یاد نہ رکھی

خواب خرگوشے بداں صوفی فتاد
اُس صوفی کو غفلت کی نیند آگئی

رفت خادم جانبِ آوباش[4] چند
خادم چند آواروں کے پاس پہنچا

کرد بر اندر زِ صوفی ریشخند
صوفی کی نصیحت کی مذاق اُڑائی

صوفی از رہ ماندہ بود و شد دراز
صوفی راستہ کا تھکا ہوا تھا، لیٹ گیا

خواب ہاں دید با چشمِ فراز
بند آنکھوں سے خوابیں دیکھ رہا تھا

کاں خرش در چنگ گرگے ماندہ بود
کہ وہ گدھا ایک بھیڑیئے کے پنجے میں ہے

پارہا از پشت و رانش می ربود
وہ اُس کی کمر اور ران کے ٹکڑے اُڑا رہا ہے

---

[1] رسولِ اہل۔ سمجھدار قاصد۔ شائستہ۔ یعنی گھر پر لے۔ دُم افسار۔ پچھاڑی۔ بخلطیدن۔ لوٹنا۔ منال۔ نہ رو۔ مجوآں۔ مناسب۔ غیاث نے بمعنی بورا جس میں فقہ یا گھاس بھر کر گھوڑے گدھے پر لادا جاتا ہے نیز بمعنی جسم لکھا ہے۔ بعض شارحین نے در جُوال افتن کے معنی دھوکا کھانا اور پریشان ہونا لکھا ہے ہم نے اِسی اعتبار سے ترجمہ کر دیا ہے۔

[2] جُل۔ جُول۔ استوآن۔ دودھ میں ہڈی ڈھونڈنا فضول کام ہے۔ اُستا۔ استاد۔ سوسن۔ آسمانی رنگ کا ایک خوشبودار پھول ہے۔ خواب خرگوش۔ کچھوے اور خرگوش کی دوڑ کی بازی کے مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے، یعنی خوابِ غفلت۔

[3] اوباش۔ فارسی میں مُفرد سمجھا جاتا ہے، کمینہ، آوارہ۔ ریشخند۔ مذاق، دل لگی۔ خفتہ دراز۔ لمبے پیر کر کے سو گیا۔ بعض نسخوں میں شب دراز ہے یعنی شب دراز بود۔

443
www.pdfbooksfree.pk

گفت لاحول ایں چہ مالیخولیاست[1]
بولا، لاحول، یہ کیا دیوانگی ہے؟

اے عجب آں خادمِ مشفق کجاست
ہائے تعجب! وہ مہربان نوکر کہاں ہے؟

باز میدید آں خرش در راہرو
پھر اُس نے دیکھا کہ اُس کا وہ گدھا راستہ چلتے میں

گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو
کبھی کنوئیں میں گرتا تھا، کبھی گڑھے میں

گوناگوں می دید ناخوش واقعہ
قسم قسم کے ناخوشگوار واقعات دیکھتا تھا

فاتحہ می خواند با اَلْقَارِعَہ
سورۂ الحمد مع سورۂ القارعہ کے پڑھتا تھا

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند
اُس نے کہا تدبیر کیا ہو دوست تھکے ہوئے ہیں

رفتہ اند و جملہا در بستہ اند
سب چلے گئے ہیں اور دروازہ بند کر لیا ہے؟

باز می گفت اے عجب آں خادمک
پھر کہتا ہائے تعجب، وہ نالائق نوکر

نے کہ با ما گشت ہم نان و نمک
کیا ہمارا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہیں بنا ہے

من نکردم با وے الّا لطف و لیں
میں نے تو اُسکے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی برتی

اُو چرا با من کند بر عکس کیں
وہ کیوں برعکس کینہ کرتا ہے؟

مر عداوت را سبب باید سَنَد
دشمنی کی بنا کے لئے کوئی سبب ہونا چاہیئے

ورنہ جنسیّت و فا تلقیں کُند
ورنہ ہم جنس ہونا، وفاداری سکھاتا ہے

باز می[2] گفت آدمؑ با لطف و جود
پھر کہتا کہ مہربانی اور کرم کرنیوالے آدمؑ نے

کے بر اں ابلیس جورے کردہ بود
کب اُس شیطان پر ظلم کیا تھا؟

آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد
آدمی نے سانپ اور بچھو کے ساتھ کیا کیا ہے؟

کو ہمی خواہند اُورا مرگ و درد
کہ وہ اُس کی تکلیف اور موت کے خواہاں ہیں

گرگ را خود خاصیّت بدریدن ست
بھیڑیئے کی اپنی خاصیت پھاڑ ڈالنا ہے

ایں حسد در خلق آخر روشن ست
مخلوق میں یہ حسد کرنا کھلا ہوا ہے

باز میگفت این گمانِ بد خطاست
پھر کہتا یہ بدگمانی بُری ہے

بر برادر ایں چنیں ظنّم چراست
بھائی کے بارے میں یہ میرا گمان کیوں ہے؟

باز گفتے حزم سوءِ الظنِّ تست
پھر کہتا بدگمانی تیری پختہ کاری ہے

ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست
جو بدظن نہیں ہے وہ کب بچتا ہے؟

صوفی اندر وسوسہ و آں خر چناں
صوفی وسوسوں میں، اور وہ گدھا اِس حال میں

کہ چناں[3] باد اجزائے دشمناں
کہ دشمنوں کی یہ سزا ہو

[1] مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ گو۔ گڑھا۔ گوناگوں۔ قسم قسم۔ فاتحہ۔ سورۂ الحمد، القارعۃ۔ یہ دونوں سورتیں مصیبت کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ خستہ۔ تھکا ماندہ۔ خادمک۔ کاف تحقیر کا ہے۔ لُطف۔ مہربانی۔ لیّن۔ نرمی۔ کین۔ کینہ وری۔ تنند۔ ٹیک، بنیاد۔ جنسیت۔ ہم جنس ہونا۔ تلقین۔ پڑھانا، سکھانا۔

[2] باز می گفت۔ پہلے سوچا کہ بدی کرنے کا کوئی سبب ہوتا ہے، پھر خیال آیا کہ بُرائی کرنے والے بلاوجہ بھی بُرائی کرتے ہیں۔ جود۔ ظلم کژدم۔ بچھو۔ شعر

نیش عقرب نہ از پئے کینست
مقتضائے طبیعتش اینست

حسد۔ اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے انسان دوسرے کے ساتھ بلاوجہ بُرائی کرتا ہے۔ برادر۔ یعنی خادم۔ سوءِ الظن۔ بدگمانی حزم۔ پختہ کاری، احتیاط۔

[3] کہ چناں۔ گدھا ایسی مصیبت میں مبتلا تھا کہ دشمن کو نصیب ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

آں خرِ مسکیں میانِ خاک و سنگ
وہ بیچارہ گدھا پتھر اور مٹی میں

کژ شدہ پالاں دریدہ پالہنگ[1]
پالان ٹیڑھا اور باگ ڈور شکستہ

خستہ از رہ جملۂ شب بے علف
راستہ کا تھکا ماندہ، تمام رات بغیر گھاس کے

گاہ در جاں کندن و گہ در تلف
کبھی جاں کنی میں، اور کبھی ہلاکت میں

خر ہمہ شب ذکر می کرد اے اٰلہ
گدھا تمام رات کہتا تھا، اے خدا!

جَو رہا کردم کم از یکمشت کاہ
میں نے جَو چھوڑے، ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے

با زبانِ حال می گفت اے شیوخ
زبانِ حال سے کہتا تھا، اے بزرگو!

رحمتے کن سوختم زیں خامِ شوخ
رحم کرو میں اِس ناتجربہ کار بے شرم کے ہاتھوں مل گیا

آنچہ آں خر دید از رنج و عذاب
جو رنج اور عذاب اُس گدھے نے دیکھا

مُرغِ خاکی بیند اندر سیلِ آب
خشکی کا پرند پانی کے بہاؤ میں دیکھتا ہے

بس بہ پہلو گشت آں شب تا سحر
رات سے صبح تک بہت پہلو بدلتا رہا

آں خرِ بیچارہ از جوعُ[2] البقر
وہ بیچارہ گدھا، بھوک کی شدت سے

نالہ می کرد از فراقِ کاہ و جَو
گھاس اور جَو کی جدائی میں روتا تھا

مُستمنداز اشتیاقِ کاہ و جَو
گھاس اور جَو کے شوق میں غمزدہ تھا

ہمچنیں در محنت و درد و سوز
درد و سوزش اور تکلیف میں اِسی طرح

نالہا می کرد آں شب تا بروز[3]
اُس رات (میں) دن تک روتا رہا

روز شد خادم بیامد با مداد
دن ہوا، خادم صبح کو آیا

زود پالاں چُست بر پشتش نہاد
بہت جلد اُس کی کمر پر پالان کَس دیا

خر فروشانہ دو سہ زخمش بزد
گدھے بیچنے والوں کی طرح دو تین چوٹیں لگائیں

کرد با خر آنچہ زاں سگ می سزد
گدھے سے وہ کیا جو کتے کے لائق ہوتا ہے

خر جہندہ گشت از تیزیِ نیش
چوٹ کی تیزی سے گدھا کودنے لگا

کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش
زبان کہاں تھی کہ گدھا اپنی حالت بتاتا؟

گمان بُردنِ کاروانیاں کہ بہیمۂ صوفی رنجورست
قافلہ والوں کا گمان کرنا کہ صوفی کا گدھا بیمار ہے

چونکہ صوفی بر نشست و شد رواں
جب صوفی بیٹھا، اور روانہ ہوا

خر بر و افتادن آمد در زماں
اُس وقت گدھا مُنہ کے بل گرنے لگا

[1] پالہنگ۔ باگ ڈور۔ علف۔ گھاس، چارہ۔ جاں کندن۔ نزع، جان نکلنا۔ تلف۔ ہلاکت۔ خر۔ یعنی گدھا (عاکر تا تھا کہ جَو نہ سہی ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے۔ خام یعنی ناتجربہ کار مالک جس نے خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ شوخ شریر۔ مرغِ خاکی۔ خشکی کا پرندہ۔ سیل۔ بہاؤ۔

[2] جوعُ البقر۔ بیل کی سی بھوک، ایک مرض ہے جب انسان اُس میں مبتلا ہو جاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے کسی وقت بھوک بند نہیں ہوتی۔ مستمند۔ رنجیدہ۔

[3] بامداد۔ صبح۔ زخم۔ چوٹ۔ بزد۔ تاکہ وہ تیز چلنے لگے۔ آنچہ۔ یعنی مارنا، ڈانٹنا۔ جہندہ۔ کودنے والا۔ نیش۔ یعنی ڈنڈے کی چوٹ۔ بہیمہ۔ یعنی گدھا۔ رنجور۔ بیمار۔ بر و افتادن۔ مُنہ کے بل گرنا۔

۶۶۵
www.pdfbooksfree.pk

ہر زمانش خلق[1] می برداشتند
ہر موقع پر لوگ اُس کو اُٹھا دیتے

جملہ رنجورش ہمی پنداشتند
سب ہی نے اُس کو بیمار سمجھا

آن یکے گوشش ہمی پیچید سخت
کوئی اُس کا کان، سخت مروڑتا

واں دگر در زیرِ گامش جست لخت
کوئی دوسرا اُس کے قدم کے نیچے کنکر تلاش کرتا

واں دگر در نعلِ اُو می جست سنگ
کوئی اُس کے کُھر میں پتھر ڈھونڈتا

واں دگر در چشمِ اُو می دید رنگ
کوئی اُس کی آنکھ کی رنگت دیکھتا

باز می گفتند اے شیخ این چیست
پھر کہتے اے شیخ! اِس کو کیا ہوا ہے؟

دی ہمی گفتی کہ شکر این خر قویست
کل تو کہتا تھا کہ (خدا کا) شکر ہے یہ گدھا مضبوط ہے

گفت آن خر کو بشب لاحول خورد
اُس نے کہا وہ گدھا جس نے رات کو لاحول کھائی ہے

جزبدیں شیوہ نداند راہ بُرد
اِس طریقہ کے علاوہ راستہ طے نہیں کر سکتا ہے

چونکہ قوتِ خر بشب لاحول بود
چونکہ رات کو گدھے کی خوراک لاحول تھی

شب مسبح بود و روز اندر سجود
رات کو تسبیح خواں تھا اور دن میں سجدہ میں ہے

چوں ندارد کس غمِ تو ممتحن[2]
اے مُبتلا! جب کسی کو تیری فکر نہ ہو

خویش کارِ خویش باید ساختن
اپنا کام خود کر لینا چاہیئے

آدمی خوارند اغلب مردماں
اکثر لوگ مردم خور ہیں

از سلام علیکِ شاں کم جو اماں
اُن کی سلام علیک سے مطمئن نہ ہو

خانۂ دیوست دلہائے ہمہ
سب کے دل شیطان کا مسکن ہیں

کم پذیر از دیوِ مردم دمدمہ
انسانی شیطان سے فریب نہ کھا

از دمِ دیو آنکہ اُو لاحول خورد
جو شیطان کے افسوں سے دھوکا کھا گیا

ہمچو آں خر بر سر آید در نبرد
معرکہ میں وہ گدھے کی طرح سر کے بل گریگا

ہر کہ در دنیا خورد تلبیسِ[3] دیو
جو دنیا میں شیطان کا دھوکا کھاتا ہے

وز عدوّے دوست رُو تعظیم و ریو
اور دوست نما دشمن سے تعظیم پر پھولتا اور فریب کھاتا ہے

در رہِ اسلام بر پولِ صراط
اسلامی طریقہ کے مطابق پُل صراط پر

در سر آید ہمچو آں خر از خباط
حماقت کی وجہ سے اُس گدھے کی طرح سر کے بل گریگا

عشوہائے یارِ بد منیوش ہیں
خبردار! شریر دوست کے نخرے نہ سہہ

دام بیں ایمن مرو تو بر زمیں
جال کو دیکھ، زمین پر بے پروا ہو کر نہ چل

---

[1] خلق۔ لوگ۔ پنداشتند۔ اُس کے گرنے سے اُس کو بیمار سمجھنے لگے۔ گام۔ قدم۔ لخت۔ یعنی کوئی سخت ٹکڑا۔ در چشمِ اُو۔ جانور کی آنکھوں کے رنگ سے بیماری کی شناخت کی جاتی ہے۔ زبیست۔ گرنے کا کیا سبب ہے۔ دی۔ کل گذشتہ۔ کو۔ کہ او۔ لاحول خورد۔ یعنی اُس گدھے نے چارے کے بجائے خادم کی لاحول کھائی ہے۔ شیوہ طریقہ راہ بردن۔ چلنا۔ مسبح۔ تسبیح پڑھنے والا۔ سجود۔ مُنہ کے بل گرنے کو سجدہ سے تعبیر کیا ہے۔

[2] ممتحن۔ مبتلائے آزمائش۔ آدمی خوار۔ مردم خور۔ اغلب۔ اکثر۔ کم، نفی کے معنی میں ہے۔ دیو۔ شیطان۔ دیوِ مردم شیطان سیرت انسان۔ دمدمہ۔ فریب۔ لاحول خوردن۔ دھوکے میں آجانا۔ در سر آمدن۔ سر کے بل گرنا۔

[3] تلبیس۔ فریب۔ ریو۔ مکر۔ پوک۔ پُل۔ خباط۔ دیوانگی، بیوقوفی۔ عشوہ۔ ناز و انداز، فریب۔ منیوش۔ نہ سُن۔ دام۔ جال۔ ایمن۔ مطمئن۔

۶۶۶

www.pdfbooksfree.pk

صد ہزار ابلیس لاحول آر بیں
لاحول پڑھنے والے لاکھوں شیطانوں کو مدنظر رکھ

آدماً ابلیس را در مار بیں
اے آدمؑ! شیطان کو سانپ میں دیکھ

دم دہد گوید ترا اے جانِ دوست
دھوکا دے گا تجھے "اے جانِ دوست" کہے گا

تا چو قصّابے کشد از گوشت پوست
تاکہ قصاب کی طرح گوشت سے کھال کھینچ لے

دم دہد تا پوستت بیروں کشد
وہ فریب دے گا تاکہ تیری کھال کھینچ لے

وائے آں کز دشمناں افیوں خرید
اُس پر افسوس ہے جو دشمنوں سے افیون کھائے

سر نہد بر پائے تو قصّاب وار
قصائی کی طرح تیرے پیر پر سر رکھتا ہے

دم دہد تا ریزدت خوں زار زار
فریب دیتا ہے تاکہ خوب تت سے تیرا خون بہادے

ہمچو شیراں صیدِ خود را خویش کن
شیر کی طرح اپنے لئے خود شکار کر

ترکِ عشوہ اجنبی و خویش کن
اپنے اور غیر کے مکر سے بچ

ہمچو خادم داں مراعاتِ خساں
کمینوں کی رعایت خادم جیسی سمجھ

بیکسی بہتر ز عشوہ ناکساں
نالائقوں کی ناز برداری کرنے سے بیکسی بہتر ہے

در زمینِ مردماں خانہ مکن
دوسروں کی زمین میں گھر نہ بنا

کارِ خود کن[۵۲] کارِ بیگانہ مکن
اپنے کام میں لگ جا بیگانے کے کام کو چھوڑ

کیست بیگانہ تنِ خاکیِ تو
بیگانہ کون ہے تیرا خاکی جسم ہے

کز برائے اوست غمناکیِ تو
جس کے لئے تو فکرمند ہے

تا تو تن را چرب و شیریں می دہی
جب تک تو جسم کو تر اور میٹھے (لقمے) دیتا ہے

جوہرِ جاں را نہ بینی فرّہی
روح کے جوہر میں تو نُٹاپا نہ پائے گا

گر میانِ مُشک تن را جا شود
اگر جسم کی جگہ مُشک میں (بھی) ہو گی

روزِ مُردن گندِ او پیدا شود
موت کے دن اُس میں بدبُو پیدا ہو جائیگی

مُشک[۵۳] را بر تن مزن بر دل بمال
مُشک کو جسم پر نہ مَل، دل پر مَل

مُشک[۵۳] چہ بود نامِ پاکِ ذوالجلال
مُشک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اسمِ گرامی ہے

آں منافق مُشک بر تن می نہد
منافق جسم پر مُشک مَلتا ہے

روح را در قعرِ گلخن می نہد
روح کو بھٹی میں جھونکتا ہے

بر زباں نامِ حق و در جانِ او
زبان پر اللہ (تعالیٰ) کا نام اور اُسکی رُوح میں

گندہا از کفرِ بے ایمانِ او
بے ایمان کفر کی گندگیاں ہیں

---

۵۱ لاحول آر۔ یعنی لاحول پڑھنے والے۔ آدما۔ اے آدمؑ۔ ابلیس درمار۔ مشہور ہے کہ جنت میں حضرت آدمؑ کو دھوکا دینے کیلئے شیطان سانپ کے پیٹ میں چھپ کر گیا تھا۔ جانِ دوست۔ دھوکا دینے کے لئے جانِ من کہتا ہے اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ دم دہد۔ دھوکا دیتا ہے۔ افیون چشیدن۔ کسی کی باتوں سے دھوکا کھا جانا۔ زار زار۔ بُری طرح۔ عشوہ۔ ناز و انداز۔ خادم۔ یعنی خانقاہ والا خادم۔ مراعات۔ رعایتیں۔ خساں۔ کمینے لوگ۔ ناکس۔ نالائق۔

۵۲ کارِ خود۔ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ کیست۔ لوگ بیگانہ صرف غیر آدمی کو سمجھتے ہیں لیکن جسمِ خاکی بھی بیگانہ ہے جو ساتھ نہ دیگا۔ تا تو تن۔ تن پروری بھی بیگانے کے کام میں لگنا ہے۔ جوہرِ جاں۔ تن پروری سے روح کمزور ہوتی ہے۔ گر میان۔ گل سڑ جانے والی چیز کی نگہداشت زیادہ مناسب نہیں ہے۔

۵۳ مُشک۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روح مُعطّر ہوتی ہے۔ قعر۔ گہرائی۔ گلخن۔ بھٹی، دوزخ۔ بر زباں۔ منافق بظاہر خدا کا نام لیتا ہے لیکن اُس کے دل میں گندگی ہے۔

۶۶۶

www.pdfbooksfree.pk

ذکرِ[1] با او ہمچو سبزہ گلخن ست — بر سرِ مبزر گلست و سوسن ست

اُس کا ذکر (و فکر) کوڑی کے سبزہ کی طرح ہے — پاخانہ پر پھول اور سوسن ہے

آں نبات آنجا یقین عاریت ست — جائے آں گل مجلس ست و عشرت ست

وہ سبزہ اُس جگہ پر یقیناً عارضی ہے — اُس پھول کی جگہ مجلس اور (مقام) عشرت ہے

طیّبات آمد برائے طیّبین — لِلْخَبِیْثٰتُ الْخَبِیْثِیْنَ ست ہیں

اچھی چیزیں اچھوں کے لئے ہیں — ہاں، بُرائیاں بُروں کے لئے ہیں

کیں مدار آنہا کہ از کیں گمرہند — گورِشاں پہلوئے کیں داراں نہند

کینہ وری نہ کرو وہ لوگ جو کینہ کی وجہ سے گمراہ ہیں — اُن کی قبر کینہ وروں کے پہلو میں بنائینگے

اصلِ کینہ دوزخست[2] و کینِ تو — جزوِ آں کلّست و خصمِ دینِ تو

کینہ کی اصل دوزخ ہے اور تیرا کینہ — اُس کُل کا جُز ہے اور تیرے دین کا دشمن ہے

چوں تو جزوِ دوزخی پس ہوش دار — جزو سُوئے کلِّ خود گیرد قرار

چونکہ تو دوزخ کا جُز ہے، لہٰذا سمجھ لے — جُز اپنے کُل کی جانب ہی قرار پکڑتا ہے

وَر تو جزوِ جنّتی اے نامدار — عیشِ تو باشد ز جنت پائدار

اے نامور! اگر تو جنّت کا جُز ہے — تیری زندگی جنّت کی وجہ سے پائیدار ہوگی

تلخ با تلخاں یقیں ملحق شود — کے دمِ باطل قرینِ حق شود

یقیناً کڑوا، کڑوؤں کے ساتھ مل جاتا ہے — باطل بات (حق (بات) کیساتھ کب مل سکتی ہے؟

اے[3] برادر تو ہمیں اندیشہ — ما بقی تو استخوان و ریشہ

اے بھائی! تو فقط غور (و فکر) ہے — باقی تو ہڈیاں اور رگیں ہیں

گر گلست اندیشۂ تو گلشنی — ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

اگر تیرا فکر پھول ہے تو تو گلزار ہے — اور اگر کانٹا ہے تو تو بھٹی کا ایندھن ہے

گر گلابی بر سر و جیبت نہند — ور تو چوں بولی برونت افگنند

اگر تو گلاب ہے تو سر اور گریبان پر ملینگے — اگر تو پیشاب ہے تو تجھے باہر پھینک دینگے

طبلہا در پیشِ عطّاراں ببیں — جنس را با جنسِ خود کردہ قریں

عطّار کے سامنے ڈبیوں کو دیکھ — جنس کو جنس کے ساتھ ملا رکھا ہے

جنسہا با جنسہا آمیختہ — زیں تجانس زینتے انگیختہ

ہم جنسوں کو ہم جنسوں میں ملائے ہوئے ہے — اِس جنسی مناسبت سے رونق بڑھائی ہے

---

[1] ذکر۔ ذکرِ خداوندی کا مقام منافق نہیں ہے۔ گلخن۔ یعنی کوڑی۔ مبزر۔ بیت الخلاء۔ سوسن۔ مشہور خوشبودار پھول ہے۔ نبات۔ اُگنے والی چیز۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ عشرت۔ عیش و راحت۔ کیں مدار۔ کینہ وری نہ کرو۔ یہ پاکیزہ بننے کی ترکیب ہے۔

[2] دوزخ۔ شعر
کینہ دل کا اک بڑا آزار ہے
کینہ کیا ہے اک عذاب النار ہے
خصم۔ دشمن، حدیث شریف میں ہے کینہ ور جنّت میں نہ جائیگا۔ جُز و دوزخی جبکہ کینہ کی اصل دوزخ ہے تو کینہ ور دوزخ کا جزو ہے۔

[3] اے برادر۔ جنّتی اور دوزخی ہونے کا مدار خیالات اور اعتقادات پر ہے اور یہی انسان کی خصوصیت ہے ورنہ گوشت و پوست تو دیگر حیوانات میں بھی ہے۔ گل۔ اعمالِ صالحہ۔ خار۔ یعنی بُرے اعمال۔ گلابی۔ نیک کاموں کی وجہ سے اگر تو بمنزلہ گلاب کے ہے۔ بول۔ پیشاب۔ طبلہ۔ ڈبیہ، ڈبیہ عطّار عطر فروش۔ قرین۔ ساتھی۔ تجانس۔ دو چیزوں کا ہم جنس ہونا۔

۴۱۹۴

www.pdfbooksfree.pk

تو رہائی جو ز ناجنساں بجد[1]
تو کوشش کر کے ناجنسوں سے رہائی حاصل کر لے

صحبتِ ناجنس گورست و لحد
ناجنس کی صحبت قبر اور لحد ہے

گر در آمیزند عود و شکرش
اگر اس کی شکر اور عود گڑبڑ ہو جائیں

برگزیند یک بیک از دیگرش
ایک کو دوسرے سے چھانٹ لے گا

طبلہا بشکست و جانہا بختند
ڈبیاں ٹوٹیں اور روحیں بہہ پڑیں

نیک و بد در ہمدگر آمیختند
اچھی اور بری آپس میں مل گئیں

حق فرستاد انبیا را با ورق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو کتابیں دیکر بھیجا

تا گزید ایں دانہا را بر طبق
یہاں تک کہ اِن دانوں کو (مختلف) طبق پر چن دیا

حق فرستاد انبیا را بہر دیں
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو اسلئے بھیجا ہے

تا جُدا گردد ز ایشاں کفر و دیں
تاکہ اُن کی وجہ سے کفر اور دین جدا ہو جائے

مومن و کافر مسلمان و جہود
مومن اور کافر، مسلمان اور یہودی

پیش از ایشاں جملہ یکساں می نمود
اُن سے پہلے سب یکساں نظر آتے تھے

پیش از ایشاں ما ہمہ یکساں بدیم
اُن سے پہلے ہم سب یکساں تھے

کس ندانستہ کہ ما نیک و بدیم
کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم نیک ہیں یا بُرے

قلب[2] و نیکو در جہاں بودے رواں
کھوٹا اور کھرا دنیا میں چالو تھا

چون جہاں شب بود و ما چوں شبروان
چونکہ دنیا رات تھی اور ہم رات کے مسافروں کیطرح تھے

تا بر آمد آفتاب انبیا
یہاں تک کہ نبیوں کا آفتاب طلوع ہوا

گفت اے غش[1] دور شو صافی بیا
اُس نے کہا اے کھوٹ تو دور ہو (اور اے) صاف تو آ

چشم داند فرق کردن رنگ را
آنکھ رنگ میں فرق کرنا جانتی ہے

چشم داند لعل را و سنگ را
آنکھ لعل اور پتھر کو جانتی ہے

چشم داند گوہر و خاشاک را
آنکھ موتی اور تنکے کو جانتی ہے

چشم رازاں می خلد خاشاکہا
اِسی لئے آنکھ میں تنکا کھٹکتا ہے

دشمنِ روزند ایں قلابگاں[3]
یہ کھوٹے سکے ڈھالنے والے دن کے دشمن ہیں

عاشقِ روزند آں زرہائے کاں
کان کے سونے، دن کے عاشق ہیں

زانکہ روز ست آئینہ تعریف را
اِس لئے کہ دن پہچاننے کا آئینہ ہے

تا بہ بیند اشرفی تشریف را
تاکہ اشرفی بلند رتبے کو دیکھ لے

[1] جد۔ کوشش۔ صحبت ناجنس۔ شعر
پارسا را بس ایں قدر زنداں کہ بود ہم طویلۂ رنداں
[2] قلب۔ کھوٹا سکہ۔ رواں۔ رائج۔ شب روان۔ رات کے مسافروں میں باہمی امتیاز نہیں ہوتا ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ صافی۔ خالص۔ چشم داند انبیا بمنزلہ آنکھ کے ہیں جو اچھے بُرے کو پہچان لیتے ہیں۔ نی خلد۔ آنکھ کو تنکا اسی لئے ستاتا ہے کہ وہ اسکی قدر گھٹا دیتی ہے۔
[3] قلابگاں۔ کھوٹا سکہ بنانے والے، یہ لوگ اندھیرے سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ زرہائے۔ چونکہ وہ خالص ہے اور دن میں اُس کی قدر بڑھتی ہے۔ اشرفی۔ زیادہ شریف، بعض نسخوں میں اشرفی ہے جو کہ ایک سونے کا سکہ ہے تشریف۔ اعلیٰ منزلت۔ بلند مرتبہ۔

www.pdfbooksfree.pk

حق قیامت[1] را لقب زاں روز کرد — روز بنماید جمالِ سُرخ و زرد

اللہ (تعالیٰ) نے قیامت کا لقب اسیوجہ سے دن بنایا ہے کہ دن سُرخ اور زرد کا حُسن دکھا دیتا ہے

پس حقیقت روز سرِّ اولیاست — روز پیشِ مہرِ شاں چوں سایہاست

پس (اُس) روزِ (قیامت) کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے — اُنکے چاند کے مقابلہ میں دن سایوں کی طرح ہے

عکسِ رازِ مردِ[2] حق دانید روز — عکسِ ستّاریش شامِ چشم دوز

دن کو مردِ حق کے باطن کا عکس سمجھو — آنکھ کو بند کر دینے والی شام اُسکی ستاری کا عکس ہے

زاں سبب فرمود یزداں والضحیٰ — والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰ[3]

اِسی وجہ سے اللہ (تعالیٰ) نے (قسم ہے) ضحیٰ کی فرمایا ہے — اور ضحیٰ مصطفیٰؐ کے دل کا نور ہے

قولِ دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست — ہم برائے آنکہ ایں ہم عکسِ اوست

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ چاشت کا وقت دوست (خدا) نے — وہ بھی اِسلیئے کہ یہ (چاشت کا وقت) اُنکے (دل کے نور کا) عکس ہے

ورنہ بر فانی قسم گفتن خطاست — خود فنا چہ لائقِ گفتِ خداست

ورنہ فانی چیز پر قسم کھانے کو کہنا غلطی ہے — کیا فنا (کا ذکر) اللہ تعالیٰ کے قول کے مناسب ہے؟

از خلیلے لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْن — پس فنا چوں خواستِ ربُّ العالمین

خلیل (اللہ) نے فرمایا میں غروب کر جانیوالوں کو پسند — تو فانی کو ربّ العالمین نے کیسے پسند فرما لیا؟

لَا اُحِبُّ الْآفِلِیں گفت آں خلیل — کے فنا خواہد ازیں ربِّ جلیل

میں غروب کر جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا خلیل نے فرمایا — ربِّ جلیل فنا کو کب پسند کرے گا؟

باز وَاللَّیل ست ستّاریِ اُو — واں تنِ خاکیِ زنگاریِ اُو

پھر "وَاللَّیل" آنحضورؐ کی ستاری ہے — اور آپ کا زنگاری، خاکی جسم ہے

آفتابش[3] چوں برآمد زاں فلک — باشبِ تن گفت ہیں ما وَدَّعَک

اُن (آنحضورؐ) کا آفتاب (اللہ تعالیٰ) جب فلکِ — جسم کی رات کو فرمایا خبردار! اُسنے تمہیں چھوڑا نہیں ہے

وصل پیدا گشت از عینِ بلا — زاں حلاوت شد عبارت ما قلیٰ

خود ابتلاء سے وصل پیدا ہو گیا — "اُس نے کینہ وری نہیں کی" کی تعبیر شیریں ہوئی

اش۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ فلک۔ یعنی آسمانِ الوہیت۔ شبِ تن۔ رات کی طرح جسم بھی نور کے لئے ساتر ہے۔ ما وَدَّعَک۔ اُس خدا نے تجھے چھوڑا نہیں ہے۔ عینِ بلا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود نے روح کی حقیقت کا سوال کیا آنحضورؐ نے بتانے کا وعدہ کیا لیکن انشاءاللہ کہنا بھول گئے۔ اِس پر بطور تنبیہ کچھ دن کیلئے وحی منقطع ہو گئی اور پھر سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا خدا نے تمہیں چھوڑا نہیں ہے یعنی تمہیں وصل حاصل ہے لہٰذا اُنھیں اِبتلاء سے وصل کی بشارت دی۔

---

[1] قیامت۔ قرآن میں قیامت کو دن بتایا گیا ہے۔ حقیقت صوفیاء کی اصطلاح میں ظاہر کو حقیقت اور مظاہر کو صورت کہا جاتا ہے، تمام کائنات اسماءِ الٰہی کا مظہر ہے اور اسماءِ الٰہی ظاہر حقیقت ہیں اور تمام کائنات میں انسان مظہرِ اتم ہے قیامت کے دن کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے چونکہ وہ اسمِ مُقسِط کا مظہر ہے تو کھوٹے کھرے کو جدا کرنے کا مظہر قیامت کا دن ہے اور اُس کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے۔

[2] مردِ حق۔ اولیاء کے قلوب میں کھرے کھوٹے کو جدا کر دینے کی صلاحیت ہے اور پردہ پوشی کی بھی۔ لہٰذا دن اور رات اُن کے قلوب کا عکس ہیں۔

والضحیٰ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اِس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک کا نور مراد ہے جس کی قسم خدا نے کھائی ہے۔ اگر دوسرے مفسرین کے قول کے مطابق ضحیٰ کے معنی چاشت کے وقت کے لئے جائیں تب بھی اُس کی قسم اسی بنیاد پر ہے کہ وہ نورِ مصطفوی کا مظہر ہے ورنہ محض چاشت کا وقت ایک فانی چیز ہے جو خدا کی قسم کی لائق نہیں ہے

وَاللَّیل۔ خدا نے جو رات کی قسم کھائی ہے اُس سے آنحضورؐ کی ستاری اور جسدِ عنصری مراد ہے جس میں نور پنہاں ہے۔

[3] آفتاب۔ ذاتِ خداوندی

450

www.pdfbooksfree.pk

ہر عبارت[1] خود نشانِ حالتیست — حال چوں دست و عبارت آلتیست

ہر عبارت ایک حالت کی علامت ہے — حال بمنزلہ ہاتھ کے اور عبارت بمنزلہ آلہ کے ہے

آلتِ زرگر بدستِ کفشگر — ہمچو دانہ کشت کردہ ریگ در

سُنار کا اوزار موچی کے ہاتھ میں — ایسا ہی ہے جیسے ریتے میں بویا ہوا دانہ

وآلتِ اسکاف پیشِ بزرگر — پیشِ سگ گُستوان در پیشِ خر

اور موچی کا اوزار کاشتکار کے سامنے — کتے کے سامنے گھاس اور گدھے کے سامنے ہڈی ڈالنا ہے

بود اَنَا الحق در لبِ منصور نور — بود اَنَا اللہ در لبِ فرعون زور

"اَنَا الحق" منصور کے لب پر نور تھا — "میں خدا ہوں" فرعون کے لب پر جھوٹ تھا

شُد عصا[2] اندر کفِ موسیٰؑ گوا — شُد عصا اندر کفِ ساحر ہبا

لاٹھی موسیٰؑ کے ہاتھ میں گواہ بنی — جادوگر کے ہاتھ میں لاٹھی بیکار ہوئی

زیں سبب عیسیٰؑ بداں ہمراہِ خود — در نیامو زید آں اسمِ اَحدؔ

اِسی وجہ سے (حضرت) عیسیٰؑ نے اپنے ساتھی کو — اللہ کا نام (اسمِ اعظم) نہ سکھایا

کو نداند نقص بر آلت نہد — سنگ بر گِل زن تو آتش کے جہد

کیونکہ وہ (اپنا) نقص نہ سمجھے گا آلہ پر (الزام) دھرے گا — تو چقماق کو مٹی پر مارتا شعلہ کب دے گا؟

دست و آلت ہمچو سنگ و آہن ست — جُفت باید جُفت شرطِ زادن ست

ہاتھ اور آلہ، چقماق اور لوہے کی طرح ہے — جوڑا چاہیئے جننے کے لئے جوڑا شرط ہے

آنکہ[3] بے جُفتست و بے آلت یکیست — در عددِ شک ست و آں یک بے شکیست

جو (ذاتِ خدا) بے جوڑ کے اور بے آلے کے ہے وہ ایک ہے — (اسکے) چند ہونے میں شک ہے اور اسکا ایک ہونا بیشک ہے

آنکہ[4] دو گفت و سہ گفت و بیش ازیں — متفق باشند در واحد یقیں

جنھوں نے (اسکو) دو کہا اور تین کہا اور اس سے زیادہ کہا — یقیناً وہ ایک (کے وجود) میں متفق ہیں

اَحولی چوں دفع شد یکساں شوند — آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند

بھینگا پن جب جاتا رہا، یکساں ہو جائیں گے — دو تین کہنے والے ایک کہنے والے ہو جائیں گے

گر یکے گوئی تو در میدانِ اُو — گرد بر میگرد از چوگان اُو

اگر تو (خدا کو) ایک کہتا ہے تو اُس کے میدان میں — اُس کے بَلّے پر چکر کاٹ

در عدد۔ چند خدا ہونا ثابت نہیں ہیں۔ دو گفت۔ چند خداؤں کے ماننے والے بھی ایک خدا کے تو لامحالہ قائل ہوئے۔ اَحولی۔ بھینگا پن جس کی وجہ سے ایک کے چند نظر آتے ہیں۔ گر یکے۔ موحّد کے لئے ضروری ہے کہ اُس کا تابع فرمان بنے۔

---

[1] ہر عبارت۔ عبارت کے ذریعہ کسی حالت کو بیان کیا جاتا ہے اور اُن دونوں کی وہی نسبت ہے جو ہاتھ اور کاریگر کے اوزار کی ہے۔ اگر ہاتھ اور اوزار میں مناسبت ہے، تو کام ٹھیک ہوگا ورنہ غلط۔ اِسی طرح عبارت اگر حال کے مطابق ہوگی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ آلتِ زرگر۔ ہر آلہ ہر ہاتھ میں کام نہیں کرتا ہے ہاتھ اور آلہ میں تناسب ضروری ہے۔ پیشِ سگ۔ کُتا گھاس نہیں کھا سکتا نہ گدھا ہڈی چبا سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گھاس کھا سکتا ہے نہ کہ تمہری۔ منصور۔ حلاج نے اپنے آپ کو فنا کر کے اَنَا الحق کہا تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت تھی۔ فرعون۔ نے خدائی کی نفی کے لئے کہا جو جھوٹ تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت نہ تھی۔

[2] عصا۔ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں ہاتھ کی لکڑی اژدہا بنی جو معجزہ ہونے کی وجہ سے رسالت کی گواہ بنی، آلہ اور ہاتھ میں مناسبت تھی۔ ساحر۔ ہار گئے اور اُنکی لاٹھیاں بیکار ہو گئیں۔ زیں سبب۔ جب ہاتھ کام کا نہ ہو تو اوزار کام نہ کریگا۔ کو۔ اپنا قصور نہ سمجھے گا اسمِ اعظم کو غلط کہے گا۔ سنگ۔ یعنی چقماق۔ مجفت۔ جوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

[3] آنکہ۔ صحیح نتیجہ کیلئے جوڑا اور صحیح آلہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ انسانوں کیلئے ہے خدا جوڑے اور آلہ سے پاک ہے۔

451

www.pdfbooksfree.pk

گوئی[1] آنگہ راست و بے نقصاں شود
گیند اُس وقت صحیح اور بے عیب ہوتی ہے
کو ز زخمِ دستِ شہ رقصاں شود
جبکہ وہ بادشاہ کے ہاتھ کی ضرب سے ناچے

گوش دار اے اُحول اینہا را بہوش
اے بھینگے! اِس کو ہوش سے سُن لے
دار وئے دیدہ بگشا از راہِ گوش
کان کے راستے سے آنکھ کی دوا لگالے

بس کلامِ پاک در دلہائے کور
بہت سے پاک کلام ہیں جو اندھے دلوں میں
می نیاید می رود تا اصلِ نور
نہیں ٹھہرتے ہیں، اصل نور کی طرف چلے جاتے ہیں

واں فسونِ دیو در دلہائے کژ
شیطان کے منتر ٹیڑھے دلوں میں
می رود چوں کفشِ کژ در پائے کژ
اتر جاتے ہیں جیسے ٹیڑھی جوتی ٹیڑھے پیر میں

گرچہ حکمت را بہ تکرار آوری
اگرچہ دانائی کی باتوں کو تو دُہرائے
چوں تو نااہلی شود از تو بری
جبکہ تو نااہل ہے، وہ تجھ سے علیحدہ رہیگی

ور[2] چہ بنویسی نشانش می کنی
اگرچہ تو لکھ لے، اُس کی پہچان بنالے
ور چہ می لافی بیانش می کنی
اگرچہ تو ڈینگے مارے اُس کو بیان کرے

اُوز تو رُو در کشد اے پرستیز
اے جھگڑالو! وہ (باتیں) تجھ سے مُنہ پھیر لیں گی
بندہا را بگسلد بہرِ گریز
بھاگنے کے لئے پھندے توڑ دیں گی

ورنہ خوانی و ببیند سوزِ تو
اگر تو (علمِ ظاہری) نہ پڑھے اور وہ (خدا) تیرے شوق کو دیکھ لے
علم باشد مُرغِ دست آموزِ تو
علم تیرے ہاتھ کا پلا ہوا پرند ہوگا

اُو نیاید پیشِ ہر نااوستا
وہ بے اُستادے کے پاس نہیں ٹھہرتا ہے
ہمچو بازِ شہ بخانہ رُوستا
جیسے کہ شاہی باز دیہاتی کے گھر میں

یافتن بادشاہ بازِ گم کردہ را بخانۂ پیر زن
بادشاہ کا گم شدہ باز کو بوڑھی عورت کے گھر میں پالینا

علمِ آں باز لیست کو از شہ گریخت
علم، وہ باز ہے جو بادشاہ سے بھاگا
گُندہ[3] پیرِ از جہل پیشش کاہ ریخت
بوڑھی نے نادانی سے اُسکے سامنے گھاس ڈالی

علمِ باز ے داں کہ اُو از شہ گریخت
علم کو وہ باز سمجھ جو بادشاہ سے بھاگا
سوئے آں کمپیر کو می آرد بیخت
اُس بوڑھی کے پاس جو آٹا چھانتی تھی

تا کہ تتماجے پزد اولاد را
تاکہ بچوں کے لئے حریرہ پکائے
دید آں بازِ خوش خوش زادرا
اُس نے اُس خوبصورت اچھی نسل کے باز کو دیکھا

[1] گوئی۔ صحیح گیند وہی ہے جو بلّے کی مار کے مطابق حرکت کرے۔ مُوحِد کو بھی چرخِ قضا کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔
راہِ گوش۔ نصیحت سُن کر صحیح عقیدہ قائم کرلے۔ بس نصیحت اُسی پر اثر کرتی ہے جو دل کا اندھا نہ ہو۔ فسونِ شیطانی باتوں کو بھی دل قبول کرتا ہے چونکہ وہ باتیں بھی ٹیڑھی ہیں۔
گرچہ حکمت۔ علم سیکھنے کے لئے مناسبت شرط ہے۔

[2] ور چہ۔ علم حاصل کرنے کی سب تدبیریں کرے۔ لافیدن۔ شیخی بگھارنا۔ رُو کشیدن۔ مُنہ موڑنا۔ پرستیز۔ جھگڑالو۔
ورنہ خوانی۔ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، معارف کا سرچشمہ ہے۔ نیاید۔ پائیدار نہیں ہوتا۔
رُوستا۔ دیہاتی۔

[3] گُندہ پیر۔ بوڑھی جہل۔ یعنی باز کی خوراک سے ناواقف۔
کمپیر۔ بوڑھی۔ می آرد بیخت۔ آرد می بیخت۔ تتماج۔ حریرہ۔
خوش۔ خوبصورت۔ خوش زاد۔ اعلیٰ نسل والا۔

452

www.pdfbooksfree.pk

پایکش[1] بست و پَرش کوتاه کرد
اُس کے نازک پیر باندھے اور اُس کے پر کاٹے

ناخنش ببرید و قوتش کاه کرد
اُسکے ناخن چھانٹے اور اُس کو گھاس کا چارہ دیا

گفت نااہلاں نکردندت بساز
بولی، نااہلوں نے تجھے درست نہ کیا

پَر فزود از حدّ و ناخن شد دراز
پَر حد سے بڑھ گئے، اور ناخن لمبے ہو گئے

دستِ ہر نااہل بیمارت کند
ہر نااہل کا ہاتھ تجھے بیمار کر دے گا

سوئے مادر آ کہ تیمارت کند
ماں کے پاس آ، تاکہ تیری خبر گیری کرے

مہرِ جاہل را چنیں داں اے رفیق
اے دوست! جاہل کی محبت کو ایسا ہی سمجھ

کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق
جاہل راستہ میں ہمیشہ ٹیڑھا چلتا ہے

جاہل اَر با تو نماید ہمدلی
جاہل اگر تجھ سے ہمدردی ظاہر کرے

عاقبت زخمت زند از جاہلی
نادانی سے آخرکار تجھے زخمی کر دے گا

روزِ شہ در جستجو[2] بیگاہ شد
بادشاہ کا دن تلاش میں بیکار گیا

سوئے آں کمپیر و آں خرگاہ شد
(بالآخر) اُس بڑھیا اور اُسکے خیمہ کی طرف روانہ ہوا

دید ناگہ باز را در دود و گرد
اچانک باز کو دھویں اور غبار میں دیکھا

شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد
بادشاہ اس پر رو پڑا اور نوحہ کرنے لگا

گفت ہر چند ایں جزائے کارِ تست
بولا، درحقیقت تیرے کام کی یہی سزا ہے

کہ نباشی در وفائے مادرست
کیونکہ تو ہماری وفاداری پر قائم نہ رہا

چوں کنی از خلد در دوزخ فرار
تو جنت سے دوزخ میں ٹھکانا کیوں کرتا ہے؟

غافل از لَا یَستَوِی اَصحَابُ نَار
اے لَا یَستَوِی اَصحَابُ النَّارِ سے غافل

ایں سزائے آنکہ از شاہِ خبیر[3]
یہی اُس کی سزا ہے جو جانکار بادشاہ سے

خیرہ بگریزد بخانہ گندہ پیر
شوخی سے بھاگ کر بوڑھی عورت کے گھر جائے

گندہ پیرِ جاہل ایں دنیا دنی ست
جاہل، بوڑھی یہ کمینی دنیا ہے

ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبی ست
جو اُس کی طرف جھکا، ذلیل اور بیوقوف ہے

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست
دنیا جاہل اور جاہل پرست ہے

عاقل آں باشد کزیں جاہل برست
عقلمند وہ ہے جو اُس جاہل سے نجات پالے

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز
جو جاہل کا ہمراز ہوگا بالآخر

آں رسد با او کہ با آں شاہ باز
اُس کو وہ ملے گا جو اُس شاہباز کو

---

[1] پایکش۔ پایک اش کا تصغیر کے لئے ہے۔ کوتاہ کرد۔ کاٹ کر چھوٹے کر دئے۔ قوت۔ خوراک۔ کاہ۔ گھاس۔ ساز۔ ساخت پرداخت۔ دست۔ نااہل کے ہاتھوں بُری گت بنتی ہے۔ مادر۔ بڑھیا نے محبت میں اپنے آپ کو باز کی ماں کہا ہے۔ مہر۔ شعر۔ بود محبتِ ناداں بلا کہ یوسفِ طرب سرائے زلیخا تمام زندان است

[2] در جستجو۔ بانکے ڈھونڈنے میں۔ بیگاہ۔ ضائع، بیکار۔ خرگاہ۔ خیمہ۔ دود۔ بڑھیا کے چولہے کا دھواں۔ کار۔ یعنی بے وفائی۔ لَا یَستَوِی۔ قرآن پاک میں ہے "دوزخی اور بہشتی برابر نہیں ہو سکتے ہیں بہشتی نجات پانیوالے ہیں"۔

[3] خبیر۔ باخبر، حق شناس۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت۔ دنی۔ کمینہ۔ بدو۔ باو۔ غبی۔ کُند ذہن۔ جاہل پرست۔ دنیا جاہلوں کی زیادہ قدرداں ہے۔ باز۔ پھر، بالآخر۔

453
www.pdfbooksfree.pk

بازمی مالید پر بر دستِ شاہ
باز، بادشاہ کے ہاتھ پر بازو ملتا تھا

پس کجا زارد کجا نالد لئیم
کمینہ کہاں زاری کرے، کہاں روئے!

سر کجا بنہد ظلومِ شرمسار
ظالم، شرمندہ سر کہاں جھکائے!

لطفِ شہ جاں را جنایت جو کند
شاہ کی مہربانی، جان کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے

رو مکن زشتی کہ نیکیہائے ما
گناہ کا رُخ نہ کر، کیونکہ ہماری نیکیاں (بھی)

خدمتِ[۵۲] خود را سزا پنداشتی
تو نے اپنی عبادت کو اچھا سمجھا

چوں ترا ذکر و دعا دستور شد
چونکہ تجھے ذکر اور دعا کی عادت ہو گئی ہے

ہم سخن دیدی تو خود را با خدا
تو نے اپنے آپ کو خدا سے ہمکلام سمجھا

گرچہ[۵۳] با تو شہ نشیند بر زمیں
اگرچہ بادشاہ تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جائے

باز گفت اے شہ پشیماں می شوم
باز نے کہا، اے شاہ! میں شرمندہ ہوں

آنکہ تو مستش کنی و شیر گیر
جس کو تو مست اور نیم مست کرے

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا
اگرچہ ناخن جاتے رہے (لیکن) جب تو میرا ہو گا

ورچہ پرّم رفت چوں بنوازیم
اگرچہ میرے پر جاتے رہے (لیکن) جب تو مجھے نوازے

بیزباں[۵۱] می گفت من کردم گناہ
بغیر زبان کے کہتا تھا کہ میں نے خطا کی

گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم
اے کریم! اگر تو نیک کے علاوہ کسی کی (دعا) قبول نہیں کرتا ہے

جز بدرگاہِ تو اے آمرزگار
تیری درگاہ کے سوا، اے بخشنے والے!

زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کند
کیونکہ شاہ ہر برائی کو بھلائی کر دیتا ہے

زشت آید پیشِ آں زیبائے ما
اُس ہمارے محبوب کے سامنے بری نظر آتی ہیں

تو لوائے جرم ازاں افراشتی
اِسلئے تو نے خطاکاری کا جھنڈا بلند کر دیا

زاں دعا کردن دلت مغرور شد
اِس دُعا سے تیرا دل مغرور ہو گیا ہے

اے بسا کو زیں گماں افتد جدا
بہت سے لوگ اِسی گمان کی وجہ سے دور جا پڑے ہیں

خویشتن بشناس و نیکو تر نشیں
اپنے آپ کو پہچان، اور سلیقے سے بیٹھ

توبہ کردم نو مسلماں می شوم
میں نے توبہ کی، از سرِ نو مسلمان ہوتا ہوں

گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
اگر مستی کی وجہ سے ٹیڑھا چلے تو اُس کا عذر قبول فرما

بر کنم من پرچمِ خورشید را
میں سورج کا جھنڈا اکھاڑ دوں گا

چرخ بازی کم کند در بازیم
آسمان مجھ سے گردش میں بازی نہیں جیت سکتا

---

۵۱ بے زباں یعنی زبانِ حال۔ زار۔ زاریدن کا فعلِ ماضی ہے۔ لئیم۔ کمینہ، گنہگار۔ ظلوم۔ بہت ظلم کرنے والا۔ جنایت جُز۔ خطاکار۔ نیکو کند۔ برائیوں کو بھلائیوں میں بدل دیتا ہے۔ رو مکن۔ خدا کی رحمت کے بھروسے پر گناہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ نیکیہائے ما۔ ہماری نیکیاں بھی اُس کے شایانِ شان نہیں ہیں۔

۵۲ خدمت۔ یعنی عبادت۔ سزا۔ یعنی خدا تعالےٰ کے لائق۔ لوا۔ جھنڈا۔ جرم۔ گناہ۔ مغرور شد۔ ہماری دعا قبولیت کے لائق کہاں ہے۔ زیں گمان۔ عبادت کا گھمنڈ، ہلاکت کا سبب ہے۔

۵۳ گرچہ۔ بڑے کی بے تکلفی سے انسان کو گستاخ نہ ہونا چاہیئے۔ باز۔ یہاں سے پھر باز کی گفتگو ہے۔ نو مسلماں۔ از سرِ نو فرمانبردار۔ شیر گیر۔ وہ مست جو اپنی گفتار و قد پر قابو رکھتا ہو۔ کژ۔ کج۔ ناخن رفت۔ بوڑھی نے ناخن تراش دیئے تھے۔

۹۵۶
www.pdfbooksfree.pk

گر کمر[1] بخشیم کُہ را بر کنم
اگر تو میرے پٹکا باندھ دے پہاڑ کو اکھاڑ دوں

گر دہی کِلکم عَلَمہا بشکنم
اگر تو مجھے (قلم کا) پورا دیدے میں جھنڈے گرادوں

آخر از پشہ نہ کم باشد تنم
آخر میرا جسم مچھر سے کم نہ ہوگا

مُلکِ نمرودی بپر بر ہم زنم
نمرودی سلطنت کو پر سے زیر و زبر کر دوں

در ضعیفی تو مرا بابیل گیر
کمزوری میں مجھے ابابیل سمجھ

ہر یکے خصمِ مرا چوں پیل گیر
میرے ہر مقابل کو ہاتھی جیسا سمجھ

قدرِ قُندق افگنم بُندق خریق
قندق کی بقدر پھاڑنے والا گولہ پھینکوں گا

بُند قم در فعلِ صد چوں منجنیق
میرا حملہ کام میں تو گوپھنوں کی طرح ہوگا

گرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود
اگرچہ میرا پتھر چنے کی بقدر ہے

لیک در ہیجا نہ سَر ماند نہ خود
لیکن جنگ میں نہ سر بچے گا نہ خود

رفت موسیٰ[2] در وغا با یک عصاش
موسیٰؑ جنگ میں ایک لاٹھی لے کر گئے

زد بر اں فرعون و بر شمشیر ہاش
اس کو فرعون اور اس کی تلواروں پر چلایا

ہر رسولے یک تنہ کاں در زد دست
ہر پیغمبر تنہا جو اس جنگ میں داخل ہوا ہے

بر ہمہ آفاق تنہا بر زد ست
تمام جہان پر تنہا غالب آیا ہے

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید از و
نوحؑ نے جب اُس (اللہ) سے تلوار چاہی

موجِ طوفاں کرد حق شمشیرِ او
اللہ (تعالےٰ) نے طوفان کی موج کو اُنکی تلوار بنا دیا

احمدا خود کیست اِسپاہِ زمیں
اے احمدؐ! یہ زمین کے سپاہی کیا ہیں؟

ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں
آسمان پر چاند کو دیکھ اور اس کی پیشانی چیرے

تا بداند سعد و نحسِ بے خبر
تاکہ نیک بخت اور جاہل بدبخت جان لے

دور دورِ تُست نے دورِ قمر
یہ تیرا دور دورہ ہے نہ کہ قمر کا

دورِ تُست ایرا کہ موسیٰؑ کلیم
یہ تیرا دور ہے اسی لئے موسیٰؑ کلیم (اللہ)

آرزو می بُرد زیں دورت مقیم[3]
تیرے اس دور میں مقیم ہونے کی آرزو کرتے تھے

چونکہ موسیٰؑ رونقِ دورِ تو دید
چونکہ موسیٰؑ نے تیرے دور کی رونق دیکھی

کاندرو صبحِ تجلّی می دمید
کہ اُس میں تجلّی کی صبح چمکتی ہے

گفت یارب ایں چہ دورِ رحمتست
کہا، اے خدا یہ کیسا رحمت کا دور ہے؟

آں گذشت از رحمت اینجا رویدست
وہ تو رحمت سے (بھی) بڑھ گیا اس جگہ تو دیدار ہے

---

[1] کمر۔ پٹکا۔ بخشیم۔ بخشی ہوا۔ کِلک۔ قلم کا پورا۔ عَلَم۔ جھنڈا۔ پشہ۔ مچھر، نمرود ایک ظالم بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی تھا، ایک مچھر اسکی ناک میں گھس گیا جو اسکی ہلاکت کا سبب بنا۔ ابابیل۔ ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے لشکر سے حملہ کیا، چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھرمٹ نے اُس لشکر پر حملہ کیا اور معمولی کنکریاں اپنے پنجوں کے ذریعہ اوپر گرا کر ان کو ہلاک کر دیا۔ خصم۔ مقابل، دشمن۔ پیل۔ ہاتھی۔ قُندق۔ عتاب کی وضع کا ایک پھل ہے، چھوٹی گیند۔ بُندق۔ گولہ۔ خریق۔ پھاڑنے والا۔ نخود۔ چنا۔ ہیجا۔ جنگ۔ خود۔ لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں اوڑھی جاتی ہے۔

[2] موسیٰؑ۔ ساحروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰؑ عصا لیکر گئے تھے۔ وغا۔ جنگ۔ یک تنہ۔ تنہا۔ در۔ دروازہ۔ زد۔ داخل ہوا، تاراج کیا۔ نوحؑ۔ حضرت نوحؑ کے طوفان کی موجوں نے وہ کام کیا جو تلواریں کرتی ہیں۔ احمدا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اِسپاہ۔ سپاہ۔ ماہ۔ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا نے دورِ قمر۔ ستاروں اور چاند کی پرستش کا زمانہ ختم ہوگیا ہے۔

[3] مقیم۔ ابو نعیمؒ نے کتاب حلیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں حضرت موسیٰؑ کی اس تمنا

455
www.pdfbooksfree.pk

غوطۂ خور موسیا اندر بحار
اے موسیٰؑ! سمندروں کے اندر غوطہ لگا

وز میانِ دورِ احمدؐ سر برآر
اور احمدؐ کے دور کے درمیان سر ابھار دے

گفت یا موسیٰؑ بداں بنمودمت
(اللہ نے) فرمایا اے موسیٰؑ اسی لئے میں نے تمہیں دکھایا ہے

راہِ آں خلوت بداں بگشودمت
اس خلوت کا راستہ تم پر اسی لئے کھولا ہے

گر تو زاں دوری دریں دور اے کلیم[1]
اے کلیم! اگرچہ تو اس دور سے دور ہے (لیکن) اسی لئے

پا بکش زیرا دراز است ایں گلیم
پیر پھیلا دے اس لئے کہ یہ کمبلی دراز ہے

من کریمم ناں نمایم بندہ را
میں کریم ہوں، بندہ کو روٹی دکھا دیتا ہوں

تا بگریاند طمع آں زندہ را
تاکہ اس زندہ کو لالچ رُلا دے

بینیِ طفلے بمالد مادرے
ماں بچے کی ناک ملتی ہے

تا شود بیدار و وا جوید خورے
تاکہ جاگ جائے، اور کھانا مانگے

کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر
کہ وہ بھوکا بے خبر سویا ہوا ہوتا ہے

واں دو پستاں می چکد از مہر در
اور دونوں پستان محبت سے دودھ ٹپکاتے ہیں

کنتُ[2] کنزاً رحمۃً مخفیۃً
میں رحمت کا ایک چھپا ہوا خزانہ تھا

فانبعثتُ امۃً مہدیۃً
تو میں نے ایک ہدایت یافتہ اُمت پیدا کی

ہر کرامائے کہ میجوئی بجاں
جن عطاؤں کو تو جان (و دل) سے چاہتا ہے

او نمودت تا طمع کردی دراں
اُس نے وہ تجھے دکھا دیں تاکہ تو اُن کا لالچ کرے

چند بت بشکست احمدؐ در جہاں
احمدؐ نے دنیا میں چند بت توڑے

تا کہ یا رب گوی گشتند امتاں
تو امتیں یا رب کہنے والی بن گئیں

گر نبودے کوششِ احمدؐ تو ہم
اگر احمدؐ کی کوشش نہ ہوتی، تو بھی (اے مخاطب)

می پرستیدی چو اجدادت صنم
اپنے باوا دادا کی طرح بت پوجتا

ایں سرت وارست[3] از سجدہ صنم
تیرا یہ سر بت کو سجدہ کرنے سے بچ گیا

تا بدانی حقِ او را بر اُمم
خبردار، امتوں پر اُن کے حق کو سمجھ لے

گر بگوئی شکرِ ایں رستن بگو
اگر تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے تو کہہ

کز بتِ باطن ہمت برہاند او
کہ اندرونی بت سے بھی تجھے چھٹکارا دلا دے

مر سرت را چوں رہانید از بتاں
جس طرح اُس نے تیرے سر کو بتوں سے آزاد کر دیا

ہم بداں قوت تو دل را وا رہاں
اسی طاقت کے ذریعہ سے تو دل کو (بت پرستی سے) آزاد کر

---

[1] کلیم۔ اگرچہ تیرا زمانہ دورِ احمدیؐ سے دور ہے لیکن تو اس سے متمتع اور نفع اندوز ہے۔ گلیم۔ چادر، یعنی آنحضورؐ کا زمانہ۔ من کریم۔ میں دینا چاہتا ہوں اور بندوں کو اپنی نعمتوں کی جھلک دکھا دیتا ہوں تاکہ وہ اُنکی خواہش میں گریہ وزاری کریں اور میرا دریائے رحمت جوش میں آجائے، حضرت موسیٰؑ کو دورِ احمدیؐ کی جھلک اسی لئے دکھائی گئی۔ مادرے۔ ماں سوئے ہوئے بچہ کو بیدار کرتی ہے تاکہ وہ روئے اور پستان سے دودھ جوش مار کر نکلے اور وہ اُس کو پلائے۔

[2] کنتُ۔ حدیث شریف ہے۔ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ۔ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اُمۃً مہدیۃً ہدایت یافتہ اُمت یعنی امتِ محمدی جس کو معرفتِ ذات و صفات کا پورا علم عطا کیا گیا ہے۔ احمدؐ آنحضورؐ کی بعثت بھی انہی عطیات میں سے ہے جس کی نمائش کی وجہ سے اشرف المخلوقات نے اپنا مقام پالیا ورنہ اپنے سے ادنیٰ کے سامنے سربسجود تھا۔

[3] وارست۔ چھوٹ گیا۔ بگو۔ اُس کا شکریہ مزید نعمت کا سبب بنے گا اور انسان باطنی بت سے بھی نجات پالیگا۔ قوت۔ یعنی آنحضورؐ کے اتباع کی توفیق

www.pdfbooksfree.pk

سر[1] ز شکرِ دیں ازاں برتافتی — کز پدر میراثِ ارزاں یافتی

دین کے شکریہ سے تو نے اِس لئے مُنھ موڑا ہے — کہ تو نے باپ سے سستی میراث پالی ہے

مردِ میراثی چہ داند قدرِ مال — رُستمے جاں کند مجّاں یافت زال

وراثت پانے والا انسان مال کی قدر کیا جانے؟ — رستم نے جان کھپائی، بوڑھی نے مفت حاصل کرلیا

چوں بگریانم بجوشد رحمتم — آں خروشندہ نیوشد نعمتم

جب میں رُلاتا ہوں میری رحمت جوش مارتی ہے — وہ رونے والا سُن لیتا ہے "میں نعمت ہوں"

گر نخواہم داد خود ننمایمش — چونش کردم بستہ دل بکشایمش

اگر میں دینا نہ چاہوں تو اُس کو نہ دکھاؤں — جب میں اُسکو سنگدل بناتا ہوں تو اُس دل کو کشادہ کر دیتا ہوں

رحمتم موقوفِ آں خوش گریہ ہاست — بعد ازاں از بحرِ رحمت موج خاست

میری رحمت خوب رونے پر موقوف ہے — اُس کے بعد رحمت کے دریا سے موج اٹھتی ہے

تا نگریدؔ[2] طفل کے جوشد لبن — تا نگریدابر کے خندد چمن

جب تک بچہ نہ روئے، دودھ کب جوش مارتا ہے؟ — جب تک ابر نہ روئے چمن کب ہنستا ہے؟

حلوا خریدنِ شیخ احمد خضرویہ از جہتِ غریماں بالہامِ حق تعالےٰ

اللہ تعالےٰ کے اِلہام سے شیخ احمد خضرویہ کا قرض خواہوں کے لئے حلوا خریدنا

بود شیخے دائماً اُو وام دار — از جوانمردیکہ بود اُو نامدار

ایک شیخ ہمیشہ قرض دار رہتے تھے — اُس سخاوت کی وجہ سے جس میں وہ مشہور تھے

دہ ہزاراں وام کردے از مہاں — خرچ کردے بر فقیرانِ جہاں

وہ مالداروں سے ہزاروں قرض لیتے تھے — دنیا بھر کے فقیروں پر خرچ کر دیتے تھے

ہم بوام اُو خانقاہے ساختہ — جان و مال و خانقہ در باختہ

اُنھوں نے قرض ہی سے خانقاہ بنائی تھی — گھر بار اور خانقاہ (قرض میں) کھو چکے تھے

احمدِ خضرویہؒ بودے نامِ اُو — خدمتِ عشّاق بودے کامِ اُو

اُن کا نام احمد خضرویہؒ تھا — (خدا کے) عاشقوں کی خدمت اُن کا کام تھا

وام اورا حق زہر جامی گذارد — کردِ حق بہرِ خلیلؑ از ریگ[3] آرد

اللہ (تعالےٰ) اُن کے قرض کہیں نہ کہیں سے اتار دیتا تھا — خدا (تعالےٰ) نے (حضرت) ابراہیمؑ کیلئے ریت سے آٹا کر دیا

نہ ملا تو واپسی پر شرمندگی سے بچنے کے لئے اُس نے اونٹ پر ریت لاد لیا۔ جب گھر واپس آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا گیہوں کی بجائے آٹا لائے ہو۔ اب اُس خادم نے دیکھا تو وہ ریت نہ تھا بلکہ آٹا تھا۔

---

[1] سر۔ نسلی مسلمان کو نعمتِ اسلام کی قدر نہیں ہے۔ انسان جس قدر ذاتی کمائی کی قدر کرتا ہے میراثِ پدر کی اتنی قدر نہیں کرتا میراثی۔ جس کو ورثہ میں مال مل گیا ہو۔ رستم۔ یعنی کمانے والا بہادری اور محنت سے مال کماتا ہے وارث اُس کو اُڑا ڈالتے ہیں۔ زال۔ یعنی وارث۔ چوں۔ یہاں سے پھر پہلے مضمون کو شروع کیا ہے کہ گریہ وزاری سے میری رحمت کو جوش آتا ہے۔ نعمتم۔ یعنی نعمتِ خداوندی پکارتی ہے کہ میں موجود ہوں۔ گر نخواہم۔ جس کو دینا مقدر نہیں ہوتا ہے اُسکو نعمت کی جھلک بھی نہیں دکھاتا ہوں۔ چونش۔ جب وہ شوق کی وجہ سے دل گرفتہ ہوتا ہے تو اُسکو دیکر خوش کر دیتا ہوں۔

[2] تا نگریدؔ۔ اِس سنّت اللہ کا مشاہدہ کائنات میں کرلو۔ بچّہ کے رونے سے ماں کے پستان میں دودھ جوش مارتا ہے، ابر کے رونے اور پانی برسانے سے باغ شگفتہ ہوتا ہے۔ حلوا خریدن۔ اِس قصہ کا مقصد بھی گریہ کی فضیلت اور اُس پر نعمتوں کے نزول کا بیان ہے۔ خضرویہ۔ فارسی والے یاء پر زبر ہاء کو ساکن کرکے پڑھتے ہیں۔ وام۔ قرض۔ جوانمردی۔ سخاوت۔

[3] ریگ آرد۔ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خادم کو مہمانوں کی خاطر گیہوں قرض لینے بھیجا وہاں اُس کو قرض

456
www.pdfbooksfree.pk

گفت پیغمبر کہ در بازار ہا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بازاروں میں

دو فرشتہ می کنند از دل دُعا[1]
دو فرشتے دل سے دُعا کرتے ہیں

کاے خدا تو مُنفِقاں را دہ خَلَف
کہ اے خدا تو خرچ کرنے والوں کو عوض دیدے

وے خدا تو مُمسِکاں را دہ تَلَف
اے خدا تو بخیلوں کو ہلاکت دیدے

خاصہ آں مُنفِق کہ جاں اِنفاق کرد
خصوصاً وہ خرچ کرنیوالا جس نے جان خرچ کی

حَلقِ خود قُربانیِ خلّاق کرد
اپنے گلے کو اللہ (تعالےٰ) کی قربانی بنایا

حَلق بہرِ ایشں آورد اسماعیلؑ وار
(حضرت) اسماعیلؑ کی طرح اُس نے گلا پیش کر دیا

کارد بر حَلقش نیارد کردگار
خدا اُس کے گلے پر چُھری نہ چلائے گا

پس شہید اِنزندہ زیں رو ہند و خوش
پس شہید اِسی لئے زندہ اور خوش ہیں

تو بداں قالب بمنگر گبر وَش
تو اُنکے (اِس خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ

چوں خَلَف دادست شاں جانِ بقا
چونکہ انکو (اللہ تعالےٰ نے) باقی رہنے والی جان عوض

جانِ ایمن از غم و رنج و شقا
وہ جان جو غم اور رنج اور بدبختی سے محفوظ ہے

شیخ وامی[2] سالہا ایں کار کرد
قرض لینے والے شیخ نے سالوں یہ کام کیا

می ستد می داد ہمچوں پائمرد
مستقل مزاج کی طرح لیتے دیتے رہے

تخمہا می کاشت تا روزِ اَجَل
مرنے کے دن تک (نیکیوں کی) تخم ریزی کرتے رہے

تا بُوَد روزِ اجل میرِ اجل
تاکہ موت کے دن بڑے سردار بنیں

چونکہ عمرِ شیخ در آخر رسید
جب شیخ کی آخری عمر آ گئی

در وجودِ خود نشانِ مرگ دید
اُنھوں نے اپنے جسم میں موت کے آثار دیکھے

وام خواہاں گردِ اُو بنشستہ جمع
قرض خواہ اُن کے گرد جمع ہو کر بیٹھ گئے

شیخ بر خود خوش گدازاں ہمچو شمع
شیخ شمع کی طرح اپنے آپ میں پگھل رہے تھے

وام خواہاں گشتہ نومید و تُرش
قرض خواہ نا امید اور ناراض تھے

دردِ دلہا یار شد با دردِ شش
دلوں کا درد پھیپھڑے کے درد کا ساتھی ہو گیا تھا

شیخ گفت ایں بدگماناں[3] را نگر
شیخ نے فرمایا اِن بدگمانوں کو دیکھ

نیست حق را چار صد دینارِ زر
(کیا) اللہ کے پاس سونے کی چار سو اشرفیاں نہیں ہیں

کودکے حلوا ز بیروں بانگ زد
ایک لڑکے نے باہر سے حلوے کی آواز لگائی

لافِ حلوا بر اُمیدِ وانگ زد
پیسے کی امید پر حلوے کی تعریف کی

---

[1] دعا۔ یعنی فرشتے ندا دیتے ہیں۔ مُنفِق۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے والے۔ خلف۔ یعنی خرچ کا بدلہ۔ مُمسِک۔ بخیل۔ تلف۔ ہلاکت۔ حلق۔ حلقوم۔ خلّاق۔ اللہ تعالےٰ۔ اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کی خواب کے مطابق حضرت اسماعیلؑ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ قالب۔ شہداء کو اُخروی حیاتِ ابدی ملی ہے اُن کے جسمِ خاکی کو دیکھ کر کافر اِس کا مُنکر بنتا ہے۔ جانِ بقا۔ باقی رہنے والی جان۔

[2] وامی۔ قرض لینے کا عادی۔ پائمرد۔ مستقل مزاج۔ اَجَل۔ موت کا وقت۔ اَجَل۔ بزرگ۔ نشانی۔ علامت۔ شمع۔ شیخ شمع کی طرح پگھل رہے تھے۔ تُرش۔ بدمزاج۔ شش۔ پھیپھڑا یعنی دلوں کو درد کے ساتھ پھیپھڑے کے درد کا بھی اضافہ ہو گیا۔

[3] بدگماناں۔ قرض خواہ جو قرض کی ادائیگی میں بدگمان تھے۔ چار صد۔ شیخ کے ذمہ چار سو اشرفیوں کا قرض تھا۔ دینار۔ سونے کا ایک سکہ ہے جس کا وزن مثقال کی برابر یعنی ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ لاف۔ شیخی بگھارنا۔ وانگ۔ چھ رتی کا ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

شیخ اشارت کرد خادم را بسرّ[1]
شیخ نے خادم کو سر سے اشارہ کیا

کہ برو آں جملہ حلوا را بخر
کہ جا تمام حلوا خرید لے

تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند
کیونکہ قرض خواہ جب وہ حلوا کھا لیں گے

یک زمانے تلخ در من ننگرند
تھوڑی دیر تیکھی نظر سے مجھے نہ دیکھیں گے

در زماں[2] خادم بروں آمد ز در
فوراً خادم دروازے سے باہر آیا

تا خرد آں جملہ حلوا ازاں پسر
تاکہ سارا حلوا لڑکے سے خرید لے

گفت اورا جملۂ حلوا بچند
خادم نے) اس سے پوچھا سب حلوا کتنے کا ہے؟

گفت کودک نیم دینار ست و اند
لڑکے نے کہا کہ آدھے دینار سے کچھ زائد کا ہے

گفت نے از صوفیاں افزوں مجو
اس نے کہا صوفیوں سے زیادہ نہ مانگ

نیم دینارت درہم افزوں مگو
تجھے آدھا دینار دوں کا زیادہ نہ بول

او طبق بنہاد اندر پیش شیخ
اس نے اندر جا کر طباق شیخ کے سامنے رکھ دیا

تو ببیں اسرارِ ستر اندیش شیخ
(اب) تو راز کو سوچنے والے شیخ کے اسرار کو دیکھ

کرد اشارت با غریماں کیں نوال[3]
(شیخ نے) قرضخواہوں کو اشارہ کیا کہ یہ عطا ہے)

نک تبرک خوش خورید ایں را حلال
یہ تبرک ہے اس کو حلال سمجھ کر خوب کھاؤ

بہر فرماں جملگی حلقہ زدند
حکم کے مطابق سب نے حلقہ باندھ لیا

خوش ہمی خوردند حلوائے چو قند
قند جیسے حلوے کو خوب کھایا

چوں طبق خالی شد آں کودک ستد
جب طباق خالی ہو گیا اس لڑکے نے اٹھا لیا

گفت دینارم بدہ اے پُر خرد
بولا، اے دانشمند میرا دینار دے

شیخ گفتا از کجا آرم درم
شیخ نے فرمایا، درہم کہاں سے لاؤں

دام دارم میروم سوئے عدم
میں مقروض ہوں۔ (ملکِ) عدم کی طرف جا رہا ہوں

کودک از غم زد طبق را بر زمیں
لڑکے نے غم کے مارے طباق زمین پر پٹخ دیا

نالہ و گریہ برآورد و حنین
رونا اور چیخنا شروع کر دیا

بانگ می کرد و فغاں و ہائے ہائے
شور کرتا اور روتا اور ہائے ہائے کرتا تھا

کاشکے مُردے مرا شکستہ بودے ہر دو پائے
کہ میرے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے ہوتے

کاشکے من گردِ گلخن گشتمے
کاش میں بھٹی کے گرد ہی چکر لگاتا

بر درِ ایں خانقاہ نگذشتمے
اس خانقاہ کے دروازے سے نہ گزرتا

[1] بسرّ۔ سر سے اشارہ کیا، بولنے کی طاقت نہ رہی تھی۔
[2] درزماں۔ فوراً۔ بجید۔ کس قیمت کا ہے۔ آلہ مفہم صد کے لئے بولا جاتا ہے جس کا اطلاق ایک سے نو تک ہوتا ہے۔ افزوں مگو۔ زیادہ نہ بول۔ اسرار، سر کی جمع ہے، راز، بھید۔ اندیش۔ راز کو سوچنے والا۔
[3] نوال۔ عطیہ۔ نک۔ اینک کی تخفیف ہے بمعنی اینست واکنوں۔ دَرم۔ دِرہم ایک سکہ ہے جس کا وزن ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ حنین۔ رونا چلانا۔ گلخن۔ بھٹی یعنی حلوا پکانے کی بھٹی۔

۴۵۹
www.pdfbooksfree.pk

صوفیانِ طبلِ[1] خوارِ لقمہ جو — سگ دلانِ ہمچو گربہ روئے شو

پیٹو صوفی ، لقمہ ڈھونڈنے والے — کتوں کا دل رکھنے والے، بلی کی طرح منہ دھونے والے

از غریوِ کودک آنجا خیر و شر — گرد آمد گشت بر کودک حشر

لڑکے کے شور و غل سے اس جگہ بھلے اور برے — جمع ہو گئے ، لڑکے پر بھیڑ لگ گئی

پیشِ شیخ آمد کہ اے شیخِ درشت[2] — تو یقیں داں کہ مرا استاد کشت

شیخ کے سامنے آیا، کہ اے سنگدل شیخ! — تو یقین کر لے کہ استاد نے مجھے مار ہی ڈالا

گر رَوم من پیشِ او دست تہی — او مرا بکشد اجازت میدہی

اگر میں اس کے سامنے خالی ہاتھ جاؤں — وہ مجھے مار ڈالے گا، تو روا رکھتا ہے؟

وآں غریباں ہم بانکار و جحود — رو بشیخ آوردہ کایں بازی چہ بود

قرضخواہ بھی تردید اور انکار کے ساتھ — شیخ کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیا تماشہ تھا؟

مالِ ما خوردی مُظالم می بَری — از چہ بود ایں ظلمِ دیگر بر سَری

ہمارا مال مارا، حقوق لے جا رہا ہے — علاوہ ازیں یہ کیا ظلم تھا؟

تا نمازِ دیگر آں کودک گریست — شیخ دیدہ بست و در وے ننگریست

عصر کی نماز تک وہ لڑکا روتا رہا — شیخ نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کی طرف دیکھا بھی نہیں

شیخ فارغ از جفا و از خلاف — در کشیدہ روی چوں مہ در لحاف

شیخ ظلم اور جھگڑے سے فارغ (البال) تھے — چاند جیسا چہرہ لحاف میں چھپائے ہوئے تھے

با ازل خوش با ابد خوش شاد کام — فارغ از تشنیع و طعنِ خاص و عام

ازل (مقدر) سے خوش ابد (آخرت) سے خوش شاد کام رہا — خاص و عام کے لعن طعن سے بے نیاز تھے

آنکہ[3] جاں در روئے او خند چو قند — از ترشروئیِ خلقش چہ گزند

جس کی جان اس کے سامنے قند کی طرح (میٹھی) مسکراہٹ ہو — اس کو مخلوق کی بد مزاجی سے کیا نقصان؟

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشمِ او — کے خورد غم از فلک و زخشمِ او

وہ آسمان اور اس کے غصہ کا غم کب کرتا ہے؟ — جس کی آنکھوں پر جان بوسہ دے

در شبِ مہتاب مہ را بر سماک — از سگاں و عوعوِ ایشاں چہ باک

چاندنی رات میں چاند کو سماک پر — کتوں اور ان کے بھونکنے سے کیا خوف ہے؟

سگ وظیفہ خود بجا می آورد — مہ وظیفہ خود بر رخ می گسترد

کتا اپنا کام کر رہا ہے — چاند اپنا کام (روشنی) رخ پر ڈال رہا ہے

---

[1] طبل خوار۔ طبل، ڈھول یعنی کما کر ڈھول سا پیٹ پھلانے والے۔ گربہ۔ بلی اپنا زہد دکھانے کے لئے اپنا منہ اپنے لعاب سے صاف کرتی رہتی ہے۔ غریو۔ شور و غل۔ خیر و شر۔ بھلے برے لوگ۔ جمع۔

[2] درشت۔ یعنی سنگدل۔ استا۔ استاد۔ بکشت۔ مار ڈالے گا۔ دست تہی۔ خالی ہاتھ۔ جحود۔ دیدہ و دانستہ انکار۔ باز می ستاند۔ مظالم حقوق، مطالبات۔ برمی۔ علاوہ۔ نمازِ دیگر۔ نماز اول ظہر، دوسری نماز عصر۔ دیدہ۔ آنکھ۔ فارغ۔ خالی۔ جفا۔ ظلم۔ خلاف۔ لڑائی جھگڑا۔ ازل۔ یعنی مقدر۔ ابد۔ یعنی انجام۔ تشنیع۔ لعنت ملامت کرنا۔

[3] آنکہ۔ جس کی روح اس کے سامنے مسکرائے کسی کا منہ بنانا اس کے لئے مضر نہیں ہے۔ شبِ مہتاب۔ چاندنی رات۔ سماک۔ قمر کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے۔ عوعو۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز۔ وظیفہ۔ معمول۔

۶۶۵

www.pdfbooksfree.pk

کارکِ[۵۱] خود می گذارد ہر کسے
ہر شخص اپنا کام کرتا ہے

آب نگذارد صفا بہرِ خسے
تنکے کی وجہ سے پانی اپنی صفائی نہیں چھوڑتا ہے

خس خسانہ می رود بر روئے آب
تنکا کینوں کی طرح پانی کے اوپر جا رہا ہے

آبِ صافی می رود بے اضطراب
صاف پانی بغیر پریشانی کے بہہ رہا ہے

مصطفیٰؐ مہ می شگافد نیم شب
(حضرت) مصطفیٰؐ، آدھی رات چاند کو شق کر رہے ہیں

ژاژ می خاید زکینہ بولہب
کینہ کی وجہ سے ابولہب بکواس کر رہا ہے

آں مسیحا مُردہ زندہ می کُند
(حضرت) عیسیٰؑ مردے کو زندہ کر رہے ہیں

واں جہود از خشم سُبلت می کند
یہودی غصہ میں اپنی مونچھیں نوچ رہے ہیں

بانگ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ
کتوں کی آواز کبھی چاند کے کان میں پہنچی ہے؟

خاصہ ماہے کو بود خاصِ اِلٰہ
خصوصاً وہ چاند جو اللہ (تعالیٰ) کا مخصوص ہو

مے خورد شہ بر لبِ جُو تا سحر
بادشاہ نہر کے کنارے صبح تک مے نوشی کرتا ہے

در سماع از بانگِ چُغراں بے خبر
گانے میں مینڈکوں کی آواز سے بے خبر

ہم شدے توزیع[۵۲] کودک دانگ چند
لڑکے کے چند پیسے چندہ بھی ہو سکتے تھے

ہمتِ شیخ آں سخا را کرد بند
شیخ کی باطنی توجہ نے اُس سخاوت کو روک دیا

تا کسے ندہد بکودک ہیچ چیز
تاکہ کوئی شخص لڑکے کو کچھ نہ دے

قوّتِ پیراں ازیں بیش ست نیز
بزرگوں کی قوت اِس سے بھی بڑھ کر ہے

شُد نمازِ دیگر[۵۳] آمد خادمے
عصر کی نماز ختم ہوئی تو ایک خادم آیا

یک طبق بر کف زپیشِ حاتمے
ایک طباق ہاتھوں پر دھرے کسی سخی کے پاس سے

صاحبِ مالے وحالے پیشِ پیر
ایک صاحبِ مال و حال نے پیر کی خدمت میں

ہدیہ بفرستاد کزوے بُد خبیر
ہدیہ بھیجا کیونکہ وہ اُس کی حالت سے باخبر تھا

چار صد دینار بر گوشہ طبق
طباق کے کنارے پر چار سو دینار

نیم دینارِ دگر اندر ورق
آدھا دینار اور، کاغذ میں

خادم آمد شیخ را اکرام کرد
خادم آیا، شیخ کی تعظیم کی

واں طبق بنہاد پیشِ شیخِ فرد
اور اُس طبق کو یگانہ (زمانہ) شیخ کے سامنے رکھ دیا

چوں طبق را از عطا بکشود زود
جب فوراً عطیہ کے طباق کو کھولا

خلق دیدند آں کرامت بے جحود
لوگوں نے وہ کرامت اقرار کے ساتھ دیکھی

---

۵۱ کارک: معمولی کام۔ خس۔ تنکا۔ خسانہ۔ کینہ پن۔ اضطراب۔ پریشانی۔ دریا کا جوش۔ مُصطفیٰ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔ ژاژ خائیدن۔ بکواس کرنا۔ ابولہب۔ آنحضورؐ کا چچا جو آپ کی دشمنی میں مشہور ہے۔ مسیحا۔ حضرت عیسیٰؑ جن کا معجزہ مردے کو زندہ کرنا تھا۔ جہود۔ یہودی لوگ۔ سُبلت۔ مونچھ۔ مے خورد۔ شراب می نوشد۔ برلبِ جو۔ دریا کے کنارے شراب نوشی فرید لکف کا سبب ہوتی ہے۔

۵۲ توزیع۔ تقسیم چندہ مراد ہے۔ آں سخا۔ لوگوں کے چندہ دینے میں شیخ کی باطنی توجہ مانع بنی۔ کودک۔ یعنی حلوا بیچنے والا لڑکا۔ قوت۔ باوجود دوسرے تر فخواہوں کے لڑکے کے قرض کی ادائیگی دوسروں سے پسند نہ کی اِسلئے کہ بزرگوں کی قوتِ باطنی کے مقابلہ میں یہ سب قرض ہیچ تھا۔

۵۳ نمازِ دیگر۔ عصر کی نماز، اوّل نماز ظہر کی کہلاتی ہے چونکہ فرضیت نماز کے بعد امامتِ جبرئیل میں پہلی نماز ظہر کی ادا ہوئی ہے۔ حاتم۔ یعنی سخی۔ بد خبیر۔ وہ سخی شیخ کے مقروض ہونے سے واقف تھا۔ نیم دینار جس کا طلا خریدا تھا۔ فرد۔ یگانۂ زمانہ۔ کرامت۔ بزرگوں سے عجوبات غیبی نظام کے ماتحت۔ وہ امر سنت اللہ کے خلاف ظاہر ہو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

آہ و افغاں از ہمہ برخاست زُود
فوراً سب کی آہ و فغاں بلند ہوئی

ایں چہ سِرّست اینچہ سلطانیست باد
یہ کیا راز ہے؟ اور یہ کیسی شہنشاہی ہے؟

ماندانستیم ما را عفو کن
ہم نہ سمجھے، ہمیں معاف کر دیجئے

ماکہ کورانہ عصا ہا می زنیم
ہم جو اندھا دُھند لاٹھی گھماتے ہیں

ماچو کراں ناشنیدہ یک خطاب
ہم بہروں کی طرح ہیں ایک بات سُنے بغیر

ما ز موسیٰؑ پند نگرفتیم کُو
ہم نے (حضرت) موسیٰؑ (کے واقعہ) سے نصیحت حاصل نہیں کی

باچناں چشمے کہ بالا می شتافت
ایسی آنکھوں کے ذریعہ جو عالمِ (بالا) کی طرف جاتی تھیں

کردہ با چشمت تعصب موسیا
اے موسیٰ! (شیخ خضر دیہ) تیری آنکھوں کے ساتھ تعصب برتنا

شیخ فرمود آں ہمہ اِنکار و قال
شیخ نے فرمایا وہ سب اِنکار اور گفتگو

سِرِّ آں ایں بود کز حق خواستم
اُس کا راز یہ تھا کہ میں نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی

گفت ایں دینار اگرچہ اندک ست
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ اگرچہ تھوڑے سے دینار ہیں

تا نگرید کودکِ حلوا فروش
جب تک حلوہ فروش کا لڑکا نہ روئے

اے برادر طفلِ چشمِ تست
اے بھائی! بچہ تیری آنکھ ہے

کاے سَرِ شیخاں و شاہاں ایں چہ بود
کہ اے بزرگوں اور بادشاہوں کے سردار یہ کیا تھا!

اے خداوندِ خداوندانِ راز
اے رازداروں کے آقا!

بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
وہ بہت بیہودہ باتیں جو ہم سے ہوئیں

لاجرم قندیلہا را بشکنیم
یقیناً قندیلوں کو توڑ دیتے ہیں

ہر زہ گویاں از قیاسِ خود جواب
اپنے اندازے سے بیہودہ جواب دیتے ہیں

گشت از اِنکارِ خضرؑے زَرد رُو
(حضرت) خضرؑ پر اعتراض کر کے شرمندہ ہوئے

نورِ چشمش آسماں را می شگافت
اُنکی آنکھوں کا نور آسمان کو چاک کرتا تھا

از حماقت چشمِ موشِ آسیا
حماقت کیوجہ سے (ہماری) چکی کے چوہے (جیسی) آنکھ نے

من بحل کردم شما را آں جدال
وہ لڑائی جھگڑا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے

لاجرم بنمود راہِ راستم
لامحالہ اُس نے سیدھا راستہ مجھے دکھا دیا

لیک موقوفِ غریوِ کودک ست
لیکن بچہ کے رونے پر موقوف ہیں

بحرِ بخشش در نمی آید بجوش
بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا

کامِ خود موقوفِ زاری دان نخست
پہلے اپنے مقصد کو رونے پر موقوف سمجھے

---

۵۱ سَر۔ سردار۔ سِتر۔ راز۔ خداوند۔ آقا۔ قند یکہا، یعنی بزرگوں کے روشن دل۔ ماچو کراں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ عوام بزرگوں کی بات کی تہ تک نہیں پہنچتے ہیں اور اپنے قیاس سے اٹکل پچو باتیں بنانے لگتے ہیں۔ موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کے کاموں کی تہ تک نہ پہنچے تھے اور اعتراضات کر کے شرمندہ ہوئے تھے۔

۵۲ باچناں چشمے۔ اولیاء کی چشمِ بصیرت آسمانوں کو پار کر جاتی ہے۔ تعصب۔ بیجا حمایت۔ موسیا یعنی شیخ خضر دیہ۔ موش۔ چوہا۔ آسیا چکی۔ اِنکار۔ یعنی وہ تمام بیہودہ باتیں جو ان لوگوں نے کی تھیں۔ بحل کردم۔ میں نے معاف کر دیں۔ جدال۔ لڑائی جھگڑا۔

۵۳ گفت۔ یعنی میری دعا پر اللہ نے فرمایا۔ غریو۔ شور و غل۔

اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ جس طرح بخشش کا دروازہ حلوا فروش بچے کے رونے سے کھلا اسی طرح تو بھی اپنے مقاصد کو سمجھ۔

962

www.pdfbooksfree.pk

کامِ خود موقوفِ زاریٔ دل ست — بے تضرع[1] کامیابی مشکل ست
اپنا مقصد دل کے رونے پر موقوف ہے — گڑگڑائے بغیر کامیابی مشکل ہے

گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود — خارِ محرومی بگل مبدل شود
اگر تو چاہتا ہے کہ مشکل حل ہو جائے — محرومی کا کانٹا پھول میں بدل جائے

گر ہمی خواہی کہ آں خلعت رسد — پس بگریاں طفلِ دیدہ بر جہد
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے — تو آنکھ کے بچے کو جسم (کی ضرورت) پر رُلا

ترسانیدنِ شخصے زاہدے را کہ کم گریی تا کور نہ شوی
ایک شخص کا ایک زاہد کو ڈرانا کہ کم رویا کر تاکہ تو اندھا نہ ہو جائے

زاہدے را گفت یارے در عمل — کم گری تا چشم را ناید خلل
عمل (تصوف) کے ایک ساتھی نے ایک زاہد سے کہا — کم رویا کر تاکہ آنکھ کو نقصان نہ پہنچے

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال — چشم بیند یا نہ بیند آں جمال
زاہد نے کہا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہے — اُس حُسن کو آنکھیں دیکھیں گی یا نہ دیکھیں گی

گر بہ بیند نورِ حق خود چہ[2] غم ست — در وصالِ حق دو دیدہ کے کم ست
اگر وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور کو دیکھ لیں گی تو پھر کیا غم ہے؟ — اللہ (تعالیٰ) کے وصال میں دو آنکھیں کیا کم ہیں

ور نہ خواہد دید از حق نور و ضو — ایں چنیں چشمِ شقی گو کور شو
اور اگر وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور اور روشنی کو نہ دیکھ سکینگی — تو کہہ دو ایسی آنکھیں اندھی ہو جائیں

غم مخور از دیدہ کاں عیسیٰ[4] تُراست — چپ مرو تا بخشدت او چشمِ راست
آنکھوں کی فکر نہ کر، عیسیٰ (خدا) تیرا ہے — ٹیڑھا نہ چل تاکہ وہ تجھے صحیح آنکھیں بخش دے

عیسیِ روحِ تو با تو حاضرست — نصرت از وے خواہ کو خوش ناصرست
تیری روح کا عیسیٰ (خدا) تیرے پاس موجود ہے — مدد اُس سے مانگ کہ وہ بہترین مددگار ہے

لیک بیگارِ تنِ پُر استخواں — بر دلِ عیسیٰ مَنِہ تو ہر زماں
لیکن ہڈیوں بھرے جسم کی بیگار — کسی وقت (بھی) عیسیٰ (خدا) کے دل پر نہ رکھ

ہمچو آں ابلہ[3] کہ اندر داستاں — ذکرِ او کردیم بہرِ راستاں
اُس بیوقوف کی طرح جس کا قصہ میں — اہلِ حق کے لئے ہم نے اُس کا ذکر کیا ہے

زندگیِ تن مجو از عیسیت — کامِ فرعونی مخواہ از موسیت
اپنے عیسیٰ (خدا) سے جسم کی زندگی کا طالب نہ بن — اپنے موسیٰ (خدا) سے فرعونی مقصد نہ چاہ

---

[1] تضرع - عاجزی، گڑگڑانا۔ خارِ محرومی یعنی مصیبتیں نعمتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ خلعت - شاہی لباس۔ یکدرِ عمل - یارِ طریقت، ہم مشرب۔ گری - گریستن سے صیغہ امر ہے۔ خلل - نقصان۔ گفت یعنی زاہد نے جواب میں کہا میں اللہ کی یاد میں رو کر آنکھیں خراب کر رہا ہوں تو اب دو صورتیں ہیں یا تو اس رونے کے نتیجہ میں میری آنکھیں برباد ہونگی اور مجھے دیدارِ حق میسر آجائیگا۔ تو پھر مجھے اِن جسمانی آنکھوں کی بربادی کی کوئی پروا نہیں اور اگر دیدارِ حق میسر نہ آئے تو پھر ایسی آنکھوں کا برباد ہو جانا ہی بہتر ہے جو دیدارِ حق سے محروم ہوں۔

[2] چہ غم - یعنی جسمانی آنکھوں کی بربادی کا کوئی رنج نہیں ہے۔ دو دیدہ - جو آنکھیں دیدارِ حق کیلئے ملیں گی۔ عیسیٰ - یعنی وہ خدا جو مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ چپ مرو - کجروی نہ اختیار کر۔ راست - درست۔ عیسیِ روح - یعنی اللہ تعالیٰ جو روحوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ نُصرت - مدد۔ بے گار - بے مزدوری کا کام۔ بر دلِ عیسیٰ - یعنی اللہ تعالیٰ سے رُوح کی زندگی چاہو۔

[3] ابلہ - حضرت عیسیٰؑ کا وہ بیوقوف ساتھی جس نے ہڈیوں کو زندہ کرنے پر اصرار کیا۔ کامِ فرعونی - یعنی تن پروری کی لذاتِ جسمانی۔ موسیٰ - یعنی اللہ تعالیٰ۔

www.pdfbooksfree.pk

بر دلِ خود کم نہ اندیشہ معاش[1] — عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر — معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ

ایں بدن خرگاہ آمد رُوح را — یا مثالِ کشتیِ مر نوحؑ را
یہ جسم روح کا خیمہ ہے — یا کشتی جیسا ہے، نوحؑ کے لئے

تُرک چوں باشد بیابد خرگہے — خاصہ چوں باشد عزیزِ درگہے
سپاہی جب (ملازم) ہوتا ہے اُسکو خیمہ ملجاتا ہے — خصوصاً جبکہ وہ دربار میں باعزت ہو

تمامی قصہ زندہ شدنِ استخوانہا بدُعائے عیسیٰ علیہ السلام

(حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے ہڈیوں کے زندہ ہوجانے کے قصہ کی تکمیل

چونکہ عیسیٰؑ دید آں ابلہ رفیق — جز کہ استیزہ نمیداند طریق
جب (حضرت) عیسیٰؑ نے اُس بیوقوف ساتھی کو دیکھا — کہ جھگڑے کے سوا کوئی طریقہ نہیں جانتا ہے

می نگیرد پند را از ابلہی — بخل می پندارد اُو از گمرہی
بیوقوفی کی وجہ سے نصیحت قبول نہیں کرتا ہے — نادانی کی وجہ سے (اسم اعظم نہ پڑھنے کو) بخل سمجھتا ہے

خواند عیسیٰؑ نامِ حق[2] بر استخواں — از برائے التماسِ آں جواں
(حضرت) عیسیٰؑ نے ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ دیا — اُس جوان کے اصرار کی وجہ سے

حُکمِ یزداں از پئے انجامِ مرد — صورتِ آں استخواں را زندہ کرد
اللہ (تعالیٰ) کے حکم نے (اُس) انسان کے انجام کیلئے — اُن ہڈیوں کے ڈھانچہ کو زندہ کردیا

از میاں برجست یک شیرِ سیاہ — پنجہ زد کرد نقش را تباہ
درمیان سے ایک کالا شیر کودا — اُس (شیر) نے پنجہ مارا اور اُس کے نقش کو مٹادیا

کلّہ اش برکند و مغزش ریخت زود — ہمچو جوزے کاندرے مغزے نبود
اُسکی کھوپڑی اُکھاڑ دی اور جلد اُس کا بھیجا بکھیر دیا — اُس اخروٹ کی طرح جس میں گری نہ تھی

گر وُرا مغزے بُدے ز اشکستنش — خود نبودے نقص الّا بر تنش
اگر اُس میں گودا ہوتا، اُس کے ٹوٹنے سے — محض اُس کے جسم کو نقصان پہنچتا

گفت[3] عیسیٰؑ چوں شتابش کو فتی — گفت زاں رُو کہ تو زو آشوفتی
(حضرت) عیسیٰؑ نے اُس (شیر) سے فرمایا تو نے اسقدر جلد کیوں کیا — اُس نے کہا اِس لئے کہ تم اُس سے پریشان ہوئے

گفت عیسیٰؑ چوں نخوردی خونِ مرد — گفت در قسمت نبودم رزقِ خود
(حضرت) عیسیٰؑ نے فرمایا تو نے اُسکا خون کیوں نہ پیا؟ — اُس نے کہا میری قسمت میں اپنی روزی نہ تھی

[1] معاش یعنی جسمانی زندگی کا گذارا۔ درگاہ یعنی بارگاہِ خداوندی۔ خرگاہ خیمہ یعنی جسم روح ہے اور جسم محض اُس کی قیامگاہ ہے۔ کشتی۔ اس حدیث نوحؑ کی ذات تھی اور کشتی محض اُنکی نشست گاہ تھی۔ تُرک یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے وفادار سپاہی بنوگے تو وہ خود تمہارا بندوبست فرمادے گا۔ عزیز۔ باعزت۔ استیزہ۔ لڑائی جھگڑا۔ طریق۔ راستہ۔ پند یعنی حضرت عیسیٰؑ کی نصیحت بخل حضرت عیسیٰؑ کے اسم اعظم نہ پڑھنے کو اُن کے بخل پر محمول کر رہا تھا۔

[2] نامِ حق یعنی اسم اعظم۔ جواں یعنی حضرت عیسیٰ کا بیوقوف ساتھی۔ از میاں یعنی گڑھے کے اندر سے یا فوراً۔ شیرِ سیاہ۔ کالا شیر، خوفناک شیر۔ نقش یعنی ہستی۔ ہمچو یعنی کھوپڑی خالی اخروٹ کی طرح رہ گئی۔ مغزے یعنی عقل ہوتی۔

[3] گفت عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ نے شیر سے کہا۔ آشوفتی۔ اُس نے بے جا سوال کرکے حضرت عیسیٰؑ کو پریشان کیا تھا۔ در قسمت۔ شیر اپنی مقدر روزی کھاکر طبعی موت مرا تھا۔

466

www.pdfbooksfree.pk

اے لبا[1] کس ہمچو آں شیرِ ژیاں
صیدِ خود ناخوردہ رفتہ از جہاں

اے (مخاطب) بہت سے لوگ اُس غضبناک شیر کی طرح
دنیا سے اپنا شکار بغیر کھائے چلے گئے

قسمتش کاہے نہ دو حرصش چو کوہ
جُستہ بے وجہے وجوہ از ہر گروہ

اُنکی قسمت میں ایک تنکا نہیں اور اُنکی حرص پہاڑ جیسی ہے
ہر گروہ سے بے طریقہ آمدنیوں کا جویاں ہے

جمع کردہ مال و رفتہ سوئے گور
دشمناں در ماتمِ او کردہ سُور

مال کو جمع کیا، اور قبر میں چلا گیا
دشمنوں نے اُس کے ماتم میں جشن منایا

اے میسّر کردہ بر ما در جہاں
سُخرہ و بیگار ما را وارہاں

اے (وہ ذات) تو نے دنیا کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے
فرمانبرداری اور بیگار سے ہمیں نجات دے

طُعمہ بنمودہ بما و آں بودہ شست
آنچناں بنما بما آں را کہ ہست

ہمیں چارہ نظر آیا، اور وہ مچھلی کا کانٹا تھا
ہمیں اُسی طرح دکھا دے جس طرح سے وہ ہے

گفت آں شیر اے مسیحا ایں شکار
بود خالص از برائے اعتبار

اُس شیر نے کہا، اے مسیحا! یہ شکار
محض عبرت کے لئے تھا

گر مرا روزی بُدے اندر جہاں
خود چہ کار ستے مرا با مُردگاں[2]

اگر دنیا میں میرا رزق ہوتا
میرا مُردوں سے کیا واسطہ ہوتا؟

ایں سزائے آنکہ یابد آب صاف
ہمچو خر در جو بمیزد از گزاف

یہ اُس کی سزا ہے جو صاف پانی پائے
بیہودگی سے گدھے کی طرح اُسمیں پیشاب کر دے

گر بداند قیمتِ آں جوئے خر
او بجائے پا نہد در جوئے سر

اگر گدھا اُس نہر کی (قدر و) قیمت جانتا
وہ نہر میں پیر کی جگہ سر رکھتا

او بیا بد آنچناں پیغمبرے
میرِ آبِ زندگانی پرورے

وہ ایسا پیغمبر پائے
جو زندگی کے پرورش کرنے والے پانی (آبِ حیات) کا سردار ہے

چوں نمیرد پیشِ او از امرِ[3] کُن
اے امیرِ آب مارا زندہ کن

(لفظِ) کُن کے حکم سے (اُس) کے سامنے جان کیوں
اے آبِ حیات کے سردار ہمیں زندہ کر دے

ہیں سگِ ایں نفس را زندہ مخواہ
کُو عدوِ جانِ تست از دیرگاہ

خبردار! اپنے نفس کُتے کی زندگی نہ چاہ
کیونکہ وہ مُدّت سے تیری جان کا دشمن ہے

خاک بر سر استخوانے را کہ آں
مانع ایں سگ بود از صیدِ جاں

اُن ہڈیوں پر خاک، جو کہ
اِس کُتے کو جان کا شکار کرنے سے روکیں

---

[1] اے لبا کس۔ یہاں سے مولانا نے نصیحت شروع کی ہے۔
کاہ۔ کاہ، تنکا، معمولی مال۔
کوہ۔ پہاڑ، بڑی چیز، بے حد۔
ناموزوں۔ وجوہ۔ آمدنیاں۔
ماتم۔ سوگ۔ سُور۔ محفلِ نشاط، جشنِ مسرت۔ سُخرہ۔ بیگار، بغیر اُجرت کی مزدوری۔ طعمہ۔ خوراک۔ بہشت۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ خالص۔ محض۔ اعتبار۔ عبرت پکڑنا یعنی تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزرگوں کو لاحاصل سوال کر کے پریشان کرتے ہیں۔

[2] مُردگاں۔ یعنی میں مر کر مُردوں میں شامل نہ ہوتا۔
بمیزد۔ میزیدن بمعنی پیشاب کرنا یہ فعل مضارع ہے۔
گزاف۔ بیہودگی، اس بیوقوف کو حضرت عیسیٰؑ کی ذاتِ گرامی میسّر آئی جو بمنزلہ صاف پانی کے تھے، ان کے ذریعہ اُس کو اپنی روح کی پاکیزگی کرنی چاہیئے تھی لیکن اُس نے گدھے کی طرح ان کا غلط استعمال کیا۔

[3] امرِ کُن۔ یعنی خدائی حکم۔
امیرِ آب۔ یعنی آبِ حیات کے سردار۔ عدو۔ حدیث میں آیا ہے تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔ استخواں۔ یعنی جسمِ انسانی۔ جاں۔ یعنی روحانی کمالات۔

www.pdfbooksfree.pk

سگ[۵۱] نہ بر استخواں چوں عاشقی — دیوچہ وار از چہ بر خوں عاشقی

تو کتا نہیں ہے ہڈیوں پر کیوں عاشق ہے؟ — جونک کی طرح خون پر تو کس وجہ سے عاشق ہے؟

آں چہ چشمست آنکہ بینائیش نیست — زامتحانہا جز کہ رسوائیش نیست

وہ بھی کیا آنکھ ہے جس میں بینائی نہیں ہے — امتحانوں میں رسوائی کے سوا اُس کیلئے کچھ نہیں ہے

سہو باشد ظنّہا را گاہ گاہ — اینچہ ظنّ ست اینکہ کور آمد براہ

گمانوں میں کبھی کبھی بھول ہوتی ہے — یہ کیا گمان ہے جو راستہ سے اندھا ہو!

کردۂ بر دیگراں نوحہ گری — مدتے بنشیں و بر خود می گری

تو دوسروں پر رویا ہے — کچھ عرصہ بیٹھ اور اپنے اوپر رُو

زابرِ گریاں شاخ سبز و تر شود — زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود

رونے والے ابر سے شاخ سبز و تازہ بنتی ہے — جیسا کہ شمع، رونے سے اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے

ہر کجا نوحہ کنند آنجا نشیں — زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنیں

جہاں نوحہ کریں وہاں بیٹھ — کیونکہ رونا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

زانکہ ایشاں[۵۲] در فراقِ فانی اند — غافل از لعلِ بقائے کانی اند

کیونکہ وہ فنا ہونیوالے (مُردے) کے فراق میں (جتلا) ہیں — بقا کی کان کے لعل سے غافل ہیں

زانکہ بر دل نقشِ تقلید ست بند — رَو بآب چشم بندش را برند

کیونکہ دل پر تقلید کا نقش رُکاوٹ ہے — جا، آنسوؤں سے اُس رکاوٹ کو صاف کر دے

زانکہ تقلید آفتِ ہر نیکوییست — کہ بود تقلید گر کوہِ قوی ست

کیونکہ تقلید ہر نیکی کی تباہی ہے — تقلید اگر مضبوط پہاڑ (بھی) ہے تو وہ تنکا ہے

گر ضریرے[۵۳] لمتریست و تیز خشم — گوشت پارہ اش دال کہ او را نیست چشم

اگر کوئی اندھا موٹا اور غصیل ہے — اُسکو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کیونکہ اُس کے آنکھ نہیں ہے

گر سخن گوید ز مُو باریک تر — آں سَرش را زاں سخن نبود خبر

اگر وہ بال سے زیادہ باریک بات کہے — اُس کے دماغ کو اُس بات کا پتہ نہیں ہے

مستیِ دارد ز گفتِ خود ولیک — از بروے تا بمے راہست نیک

اپنی گفتگو سے مست ہے لیکن — اُس سے شراب تک بڑا لمبا راستہ ہے

فربہ، موٹا۔ تیز خشم غضبناک۔ سخن یعنی باریک نکتے۔ سَرش جب تک حال نہ ہو قال بیکار ہے۔ از بروے میں نے لفظ بر کو زیادہ مان کر ترجمہ کیا ہے۔ مے۔ یعنی عشقِ خداوندی کا نشہ۔

---

۵۱ سگ نہ۔ انسانی جسم ہڈیوں اور خون کا مجموعہ ہے۔ ہڈی کتے کی خوراک ہے اور خون جونک کی خوراک ہے۔ دیوچہ۔ جونک، دیمک۔ آں چہ۔ اگر تمہاری نگاہ میں چھلکے اور مغز میں کوئی فرق نہیں تو تمہاری آنکھیں بیکار ہیں امتحان کے وقت رُسوا ہوں گی۔ سہو۔ اگر انسان لذائذِ جسمانی اور اُخروی نعمتوں میں فرق نہیں کر سکتا ہے تو قابلِ معافی بھول نہیں ہے یہ تو اندھا پن ہے۔ بر دیگراں۔ یعنی دوسروں کے عیب۔ بر خود۔ یعنی اپنے مصائب پر رونا چاہیئے۔ زابرِ گریاں۔ جس طرح بارش سے نباتات کا فروغ ہے اسی طرح اپنے مصائب پر رونے سے روح کا فروغ ہوتا ہے۔ از گریہ۔ موم پگھل کر آنسوؤں کی صورت میں ٹپکتا ہے۔ نوحہ۔ مُردے پر رونا۔ حنیں۔ رونا چلانا۔

۵۲ ایشاں۔ مردے پر رونے والے۔ فانی۔ یعنی مرنے والا انسان۔ لعلِ کانی۔ معنی لعلِ یعنی ابدی زندگی۔ زانکہ۔ نوحہ اسلئے ممنوع ہے کہ وہ دیکھا دیکھی کا رونا ہے اس ممانعت کو پُرخلوص رونے سے ختم کر دو۔ برند۔ صاف کر دے رندیدن بمعنی سترون سے امر کا صیغہ ہے۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند کسی کی پیروی کرنا۔ کہ تو۔ تقلیدی کام خواہ بڑا ہو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

۵۳ ضریر۔ ناقص، اندھا۔ لمتر۔

۹۶۶

www.pdfbooksfree.pk

ہمچو[۵۱] جوئیست اُو نہ آبے میخورد
آب از و بر آب خواراں بگذرد

اُس کی مثال نہر کی سی ہے جو پانی نہیں پیتی
اُسکا پانی، پانی پینے والوں تک چلا جاتا ہے

آب در جُوزاں نمی گیرد قرار
زانکہ آں جُو نیست تشنہ و آب خوار

پانی اِس وجہ سے نہر میں نہیں ٹھہرتا
کہ وہ نہر پیاسی اور پانی پینے والی نہیں ہے

ہمچو نائے نالہ و زاری کُند
لیک بیگارِ خریدارے کُند

جیسا کہ بانسری نالہ و زاری کرتی ہے
لیکن وہ خریدار کی بیگار کرتی ہے

نوحہ[۵۲] گر باشد مُقلِّد در حدیث
جُز طمع نبُود مرادِ آں خبیث

نوحہ گر بات میں مُقلّد ہوتا ہے
اُس خبیث کا لالچ کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے

نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک
لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک

نوحہ گر دردناک بات کہتا ہے
لیکن دل کی جلن اور پھٹا ہوا دامن کہاں ہے؟

از مُقلِّد تا مُحقِّق فرقہاست
کیں چو داؤد و دست و آں دیگر صداست

مُقلّد اور مُحقّق میں بہت فرق ہے
یہ داؤدؑ کی طرح ہے اور وہ صدائے بازگشت ہے

مُنبع گفتارِ ایں سوزے بُوَد
واں مقلّد کہنہ آموزے بُوَد

اُسکی بات کا سرچشمہ سوز ہوتا ہے
اور وہ مقلّد کہنہ آموز ہوتا ہے

ہیں مشو غرّہ[۵۳] بداں گفتِ حزیں
بار بر گاوست بر گردوں چنیں

اُس غمناک بات سے دھوکے میں نہ پڑنا
بوجھ بیلوں پر ہے گاڑی میں چوں چوں ہے

ہم مُقلّد نیست محروم از ثواب
نوحہ گر را مُزد باشد در حساب

مُقلّد بھی ثواب سے محروم نہیں ہے
نوحہ گر کی مزدوری بھی حساب میں لگتی ہے

کافر و مومن خدا گویند و لیک
درمیانِ ہر دو فرقے ہست نیک

کافر اور مومن (یا) خدا کہتے ہیں، لیکن
دونوں میں بہت فرق ہے

آں گدا گوید خدا از بہرِ ناں
مُتّقی گوید خدا از عینِ جاں

بھکاری (یا) خدا روٹی کے لئے کہتا ہے
مُتّقی (دل و) جان سے خدا کہتا ہے

اَللہ اَللہ می زنی از بہرِ ناں
بے طمع پیش آ و اللہ را بخواں

تو روٹی کے لئے اللہ اللہ کی ضربیں لگاتا ہے
لالچ کے بغیر آگے بڑھ اور اللہ اللہ کہہ

گر بدانستے گدا از گفتِ خویش
پیشِ چشمِ او نہ کم ماند نہ بیش

اگر بھکاری اپنی بات کی (قدر) جانتا
اُس کی نظر میں (دنیا کا) کم و بیش نہ رہتا

---

۵۱ ہمچو۔ یعنی واعظِ بے عمل اور مقلّدِ بے بصر کی مثال نہر اور بانسری کی سی ہے، نہر خود نفع نہیں اُٹھاتی بانسری کے دل میں سوز نہیں ہے۔

۵۲ نوحہ گر۔ وہ عورت یا مرد جو اُجرت پر رونے کا پیشہ کرے۔ مقلّد۔ نوحہ گروں میں سے ایک کچھ کہتا ہے دوسرے اُسی کو دُہراتے ہیں۔ خبیث یعنی نوحہ گرِ محقّق۔ وہ شخص جو اپنی تحقیق سے بات کی تہ تک پہنچے۔ داؤدؑ۔ مشہور نبی ہیں جن کا لحن و لہجہ بڑا پُراثر تھا انسانوں کے علاوہ حیوانات تک وجد کرنے لگتے تھے۔ صدا۔ آوازِ بازگشت۔

۵۳ غرّہ۔ مغرور، دھوکے میں پڑا ہوا۔ حزیں۔ غمناک۔ گردوں۔ گاڑی، چھکڑا۔ مقلّد۔ اچھے کام کی تقلید بھی باعثِ ثواب ہے۔ مزد۔ مزدوری۔ در حساب طے شدہ۔ خدا گویند۔ خدا کا نام لیتے ہیں یا خدا کے قائل ہیں۔ بہرِ نان۔ روٹی کمانے کے لئے۔ عینِ جان۔ یعنی تہ دل۔ گفتِ خویش۔ یعنی اللہ کا نام۔

466

www.pdfbooksfree.pk

سالہا گوید خدا آں نان خواہ[1] — ہمچو خر مصحف کشد از بہرِ کاہ
روٹی مانگنے والا سالوں (یا) خدا کہتا ہے — گدھے کی طرح گھاس کے لئے قرآن اٹھاتا ہے

گر بدل در تافتے گفتِ لبش — ذرہ ذرہ گشتہ بودے قالبش
اگر اُس کے ہونٹ کی بات دل پر چمکتی — تو اُس کا جسم ذرہ ذرہ ہو جاتا

نامِ دیوے رہ بُرد در ساحری — تو بنامِ حق پشیزے می بَری
جادوگری میں شیطان کا نام کام کرتا ہے — تو اللہ کے نام کے ذریعہ دمڑی حاصل کرتا ہے

خریدن روستائی در تاریکی شیر را بہ ظنِ آنکہ گاؤست

ایک دیہاتی کا شیر کو سہلانا اِس خیال سے کہ وہ گائے ہے

روستائی[2] گاؤ در آخُر بہ بست — شیر گاوش خورد و بر جایش نشست
ایک دیہاتی نے گائے کو سال میں باندھ دیا — شیر نے اُس کی گائے کھالی اور اُسکی جگہ بیٹھ گیا

روستائی شد در آخُر سوئے گاؤ — گاؤ را می جُست شب آں کنجکاؤ
دیہاتی سال میں گائے کے پاس گیا — وہ تلاش کنندہ رات میں گائے کو ڈھونڈتا تھا

دست می مالید بر اعضائے شیر — پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر
شیر کے اعضاء پر ہاتھ پھیرتا تھا — کمر اور کروٹ پر، کبھی اوپر، کبھی نیچے

گفت شیر ار روشنی افزوں[3] بدے — بر دریدے زہرہ اش دل خوں شدے
شیر نے کہا اگر روشنی تیز ہوتی — اُس کا پتا پھاڑ دیتی اُس کا دل خون بنجاتا

ایں چنیں گستاخ زاں می خاردم — کو دریں شب گاؤ می پنداردم
اِس طرح نڈر ہو کر مجھے سہلا رہا ہے — کیونکہ وہ رات میں مجھے گائے سمجھ رہا ہے

حق ہمی گوید کہ اے مغرورِ کور — نے زِ نامم پارہ پارہ گشت طور
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اے دھوکے میں مبتلا اندھے! — کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتَابًا لِّلْجَبَلْ — لَانْصَدَعَ ثُمَّ انْقَطَعَ ثُمَّ ارْتَحَلْ
کہ اگر ہم (اپنی) کتاب پہاڑ پر اُتارتے — تو وہ پھٹ جاتا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پھر جگہ سے ہل جاتا

از من ار کوہِ اُحد واقف بُدے — پارہ گشتے و دلش پُر خوں شدے
اگر اُحُد پہاڑ مجھ سے واقف ہوتا — ٹکڑے ہو جاتا اور اُس کا دل پُر خون ہو جاتا

از پدر و زمادریں بشنیدۂ — لاجرم غافل ازیں بیچیدۂ
تو نے ماں باپ سے یہ سُنا ہے — لامحالہ تو غفلت سے اِس میں لگا ہوا ہے

---

[1] نان خواہ۔ روٹی کا بھکاری۔
ہمچو خر۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے ان لوگوں کی مثال جو تورات کے حامل بنائے گئے اور پھر اُنھوں نے اُس پر عمل نہ کیا اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ قالبش۔ اُس کا جسم۔ بہ نام حق۔ اللہ کے نام کی تجلی سے... پارہ پارہ ہو جاتا۔ بنامِ دیو۔ سفلیات میں جادوگر شیطان کے نام سے کام لیتے ہیں۔ پشیز۔ دمڑی۔

[2] روستائی۔ دیہاتی۔ آخُر۔ جانوروں کے باندھنے کی جگہ۔ کنج گاؤ۔ کونے کونے کو کھودنے والا، کنج گوشہ۔ گاؤ، کاوید سے بنا ہے، کھودنے والا۔

[3] افزوں۔ رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شیر کو گائے سمجھ کر اُس پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ زہرہ۔ پتا۔ گستاخ۔ نڈر۔ حق ہمی گوید۔ جس طرح سے ناواقفیت کی وجہ سے شیر پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود اُس دیہاتی کا دل فق نہ ہوا۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی کما حقہ معرفت نہ ہونے سے اُس کے نام کا تحمل ہو جاتا ہے ورنہ کوہِ طور کی طرح جسمِ انسانی پارہ پارہ ہو جائے۔ ک۔ قرآن پاک میں ہے کہ اگر ہم اِس قرآن کو ایک پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اُسکو دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا۔ اُحد۔ مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے۔ از پدر و مادر۔ باپ سے جو ملتا ہے انسان اُس کی زیادہ قدر نہیں کرتا ہے لاجرم۔ لامحالہ۔

www.pdfbooksfree.pk

گر تو بے تقلید ازیں واقف شوی — بے نشاں از لُطف چوں ہاتف[1] شوی
اگر بغیر تقلید کے تو اُس سے واقف ہو جائے — ہاتف کی طرح لطافت کی وجہ سے بے نشان ہو جائے

بشنو ایں قصّہ پئے تہدید را — تا بدانی آفت تقلید را
تنبیہ کے لئے یہ قصّہ سُن لے — تاکہ تو تقلید کی ہلاکت کو سمجھ لے

فروختن صوفیاں بہیمۂ صوفی مسافر را بجہت سماع

سماع کی خاطر صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کی سواری کو بیچ ڈالنا

صوفی در خانقاہ از رہ رسید — مرکبِ خود بُرد و در آخر کشید
ایک صوفی (سفر کے) راستے سے ایک خانقاہ میں پہنچا — اپنی سواری کو لے گیا اور اصطبل میں باندھ دیا

آبکش داد و علف از دستِ خویش — نے چو آں صوفی کہ ما گفتیم پیش
اپنے ہاتھ سے اُس کو تھوڑا سا پانی اور چارا دیا — اُس صوفی کی طرح نہیں جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے

احتیاطش کرد از سہو و خُباط[2] — چوں قضا آید چہ سود ست احتیاط
اُس (صوفی) نے اُس (سواری) کی بھول اور بیوقوفی [2] — جب قضا آتی ہے تو احتیاط سے کیا فائدہ ؟

صوفیاں درویش بودند و فقیر — کَادَ فَقْرٌ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کَبِیْر
صوفی درویش اور فقیر تھے — قریب ہے کہ فقر بڑا کفر بن جائے

اے تونگر تو کہ سیری[2] ہیں مخند — بر گزیِ آں فقیرِ دردمند
اے مالدار تو کہ پیٹ بھرا ہے، نہ ہنس — اس دکھی فقیر کی کج روی پر

از سرِ تقصیر آں صوفی رمہ — خرفروشی در گرفتند آں ہمہ
اس صوفی گروہ نے غلط کاری سے — سب نے خرفروشی شروع کر دی

کز ضرورت ہست مُردار مباح — بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
کیونکہ ضرورت کی وجہ سے مُردار جائز ہے — بہت سی خرابیاں ہیں جو ضرورت میں جائز ہو جاتی ہیں

ہمدراں دم آں خرک[3] بفروختند — لوت آوردند و شمع افروختند
فوراً ہی انھوں نے وہ گدھا بیچ دی — مزیدار کھانا لائے اور شمع روشن کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ — کامشباں لوت و سماع ست و وَلَہ
خانقاہ میں غُل مچ گیا — کہ آج رات لذیذ کھانا ہے، سماع ہے، مستی ہے

چند ازیں زنبیل و زیں دریوزہ چند — چند ازیں صبر و ازیں سہ روزہ چند
کہاں تک یہ کشکول اور کہاں تک بھیک ! — کب تک یہ صبر اور کب تک یہ تین دن کا فاقہ !

---

[1] ہاتف۔ وہ فرشتہ جس کی آواز سنائی دے اور نظر نہ آئے۔ تہدید۔ دھمکی، تنبیہ۔ فروختن۔ اس قصّہ کا مقصد یہ ہے کہ کسی سنائی بات کو رٹ لینا اور حقیقت پر غور نہ کرنا بہت مُضر ہوتا ہے۔

[2] مُرکّب۔ یعنی گدھا۔ آبکش۔ تھوڑا پانی۔ کے۔ پہلے جس صوفی کا ذکر گذرا ہے اُس نے خود اپنے گدھے کو چارہ پانی نہ دیا تھا خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ سہو۔ بھول۔ خباط۔ خبط، دیوانگی۔ کاد کفر۔ حدیث میں ہے قریب ہے کہ افلاس کفر بنجائے یعنی مفلس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔

[2] سیری۔ پیٹ بھرا۔ کوری۔ کھردری۔ رمہ۔ بکریوں کا ریوڑ، یہاں صوفیوں کا گروہ مراد ہے۔ خرفروشی یعنی انھوں نے اُس مسافر کے گدھے کے بیچنے کا معاملہ کر ڈالا۔ کز ضرورت۔ شرعی اصول ہے، مجبوریاں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔ بس۔ ضرورت کے وقت مردار کھانا جائز ہے۔

[3] خرک۔ معمولی گدھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ سماع۔ سننا یعنی قوالی سننا۔ وَلَہ۔ مستی، جوشِ عشق سے دَوڑنا۔ اِسمیں ہالنسبت کی ہے اور اُس کا موصوف محذوف ہے یعنی خاقہ۔ زنبیل۔ چمڑے کا تھیلا جس میں فقراء اپنے کھانے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ دریوزہ۔ بھیک مانگنا۔

٤٦٩
www.pdfbooksfree.pk

ما ہم از خلقیم جاں داریم ما
ہم بھی مخلوق ہیں، ہم بھی جان رکھتے ہیں

تخمِ[1] باطل را ازاں می کاشتند
باطل کا بیج انھوں نے اس لئے بویا

واں مسافر نیز از راہِ دراز
وہ (صوفی) مسافر، طویل راستہ کی وجہ سے

صوفیانش یک بیک بنواختند
ایک ایک صوفی نے اس کو نوازا

آں یکے پایش ہمی مالید و دست
ایک اس کے ہاتھ پیر دبا رہا تھا

واں یکے افشاند گرد از رختِ او
ایک اس کے سامان کی گرد کو جھاڑتا تھا

گفت چوں می دید میلانِ شماں بوے
جب اس نے ان کا جھکاؤ اپنی طرف دیکھا تو کہا

لوت خوردند و سماع آغاز کرد
سب نے کھانا کھایا اور سماع شروع ہوا

دودِ[2] مطبخ، گردِ آں پاکوفتن
دھواں مطبخ کا، گرد رقص کی

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند
کبھی بھاؤ دکھاتے ہوئے رقص کرتے تھے

دیر یابد صوفی از روزگار
صوفی زمانہ سے مراد دیر میں پاتا ہے

جز[3] مگر آں صوفیِ کز نورِ حق
مگر سوائے اس صوفی کے جو اللہ کے نور سے

از ہزاراں اند کے زیں صوفی اند
ہزاروں میں بہت تھوڑے ایسے صوفی ہیں

دولت امشب میہماں داریم ما
آج رات دولت ہماری مہمان ہے

کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
کہ جو جان نہیں ہے اس کو انھوں نے جان سمجھا

خستہ بود و دید آں اقبال و ناز
تھکا ہوا تھا اور اس نے توجہ اور مہربانی دیکھی

نردِ خدمتہاش خوش می باختند
اس کی خدمتگذاری کی اچھی چالیں چل رہے تھے

واں یکے پرسیدش از جا نشست
ایک اس کی نشست گاہ کو دریافت کرتا تھا

واں یکے بوسید دستش را و رو
دوسرا اس کے ہاتھ اور منہ کو چومتا تھا

گر طرب امشب نخواہم کرد کے
اگر آج (میش و) طرب نہ کرونگا تو کب کرونگا؟

خانقہ تا سقف شد پر دود و گرد
خانقاہ، چھت تک دھوئیں اور گرد سے بھر گئی

ز اشتیاق و وجدِ جاں آشوفتن
شوق اور وجد کی وجہ سے جان کا پریشان ہونا

گہ بسجدہ صفہ را می رفتند
کبھی سجدوں سے چبوترہ پر جھاڑو دیتے تھے

زاں سبب صوفی بود بسیار خوار
اسی لئے صوفی پرخور ہوتا ہے

سیر خورد و فارغ ست از ننگ و دق
پیٹ بھرا ہوا اور ذلت اور (دروازہ) پیٹنے سے بے نیاز ہو

باقیاں در دولتِ آں می زیند
باقی اُن کی بدولت جیتے ہیں

---

[1] تخمِ باطل۔ یعنی بُرے اعمال۔ کانکہ۔ انھوں نے نفسِ امارہ کو روح سمجھ کر اس کی پرورش شروع کر دی۔ اقبال۔ متوجہ ہونا۔ ناز۔ مہربانی۔ یک بیک۔ بااتصال کے لئے ہے جیسے دربدر۔ نواختن۔ نوازنا۔

[2] نردباختن۔ چال چلنا، دھوکا دینا۔ پرسید۔ یعنی کھانے کیلئے جائے نشست کے بارے میں پوچھتا تھا یا قیامگاہ کو پوچھتا تھا۔ رخت۔ سامان۔ گفت یعنی مسافر صوفی نے دل میں کہا۔ میلان۔ توجہ۔ طرب۔ مستی، وجد میں رقص کرنا۔

[3] دود۔ دھواں یعنی مطبخ کا دھواں۔ گرد۔ یعنی رقص کی۔ پاکوفتن۔ رقص کرنا۔ دست افشاندن۔ ہاتھ نچاتے ہوئے یعنی بھاؤ دکھاتے ہوئے۔ گہ بسجدہ۔ کبھی سجدہ رو ہو کر چبوترے پر پیشانی گھستے تھے گویا کہ پیشانیوں سے چبوترے پر جھاڑو دے رہے ہیں۔ آز۔ حرص، مقصد۔ زاں سبب۔ بھوکا زیادہ کھاتا ہے۔

[4] جز۔ یعنی حقیقی صوفی کسی حالت میں بھی بسیار خور نہیں ہوتا ہے۔ ننگ۔ یعنی بھیک مانگنے کی ذلت۔ دق۔ کوٹنا یعنی دروازہ کھٹکھٹانا۔ در دولت۔ بناوٹی صوفی بھی حقیقی صوفیوں کے بدولت کھا کما لیتے ہیں۔

۶۶۵

www.pdfbooksfree.pk

چوں سماع آمد ز اوّل تا کراں[1]
جب سماع (کا سامان) اوّل تا آخر ہو گیا

مُطرِب آغاز ید یک ضربِ گراں
گویے نے ایک مؤثر گت شروع کی

خَر بِرفت خَر بِرفت آغاز کرد
گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا (کی دھن) کو شروع کیا

زیں حرارہ جملہ را انباز کرد
اِس گرمی نے سب کو (دھن میں) شریک کر دیا

زیں حرارہ پائے کوباں تا سحر
اِس گرم جوشی میں صبح تک رقص کرتے ہوئے

کف زناں خَر رفت و خَر رفت اے پسر
تالیاں بجاتے ہوئے اے لڑکے گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا (گاتے رہے)

از رہِ تقلید آں صوفی ہمیں
بطور تقلید کے (مسافر) صوفی نے (بھی) یہی

خَر بِرفت آغاز کرد اندر حنیں
روتے ہوئے (گدھا چلا گیا گانا) شروع کر دیا

چوں گذشت آں نوش و جوش و آں سماع
جب وہ (کھانا) پینا اور جوش اور سماع ختم ہوا

روز گشت و جملہ گفتند الوداع
دن نکل آیا اور سب رخصت ہو گئے

خانقہ خالی شد و صوفی بماند
خانقاہ خالی ہو گئی اور (مسافر) صوفی رہ گیا

گرد از رَخت آں مسافر می فشاند
وہ (صوفی) مسافر سامان سے گرد جھاڑنے لگا

رَخت از حُجرہ بروں آورد او
اُس نے حجرے سے سامان باہر نکالا

تا بخر بندند آں ہمراہ جو
تاکہ وہ ساتھیوں کو تلاش کر نکلے (صوفی) گدھے پر

تا رسد در ہمرہاں[2] خوش می شتافت
بہت جلدی کر رہا تھا تاکہ ساتھیوں سے جا ملے

رفت در آخُر خرِ خود را نیافت[3]
اصطبل میں گیا (تو) اپنا گدھا نہ پایا

گفت آں خادم بآبش بردہ است
(دل میں) کہا کہ خادم اُس کو پانی پلانے لے گیا ہے

زانکہ خَر دوش آب کمتر خوردہ است
اِس لئے کہ گدھے نے کل رات پانی کم پیا تھا

خادم آمد گفت صوفی خَر کجاست
خادم آیا (تو) صوفی نے کہا گدھا کہاں ہے؟

گفت خادم ریش[3] بیں جنگے بخاست
خادم نے کہا اپنی داڑھی کا خیال کر (اسپر دونوں میں) جھگڑا

گفت من خَر را بتو بسپردہ ام
(صوفی نے) کہا میں نے گدھا تیرے سپرد کیا ہے

من ترا بر خَر مُوکّل کردہ ام
میں نے تجھے گدھے کا محافظ بنایا ہے

بحث با توجیہ کُن حجّت میار
مدلل بات کر، حجت بازی نہ کر

وانچہ من بسپردمت واپس سپار
جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے، واپس دے

از تو خواہم انچہ من دادم بہ تو
جو میں نے تجھے دیا ہے تجھ سے (لینا) چاہتا ہوں

بازدہ انچہ کہ بسپردم بہ تو
جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے، واپس کر

---

[1] کراں۔ کنارہ، آخری حد۔ مُطرِب۔ گویا۔ قوال۔ ضربِ گراں۔ بھاری چوٹ، ایسی گت جو بے چین کر دے۔ حرارت۔ گرمی۔ انباز۔ شریک کار۔ پاکوبیدن۔ رقص کرنا۔ کف زناں۔ تالیاں بجاتے ہوئے۔ تقلید۔ دیکھا دیکھی۔ حنین۔ آہ و بکا۔ الوداع۔ رخصت کرنا۔

[2] ہمرہاں۔ یعنی سفر کے وہ ساتھی جو پہلے روانہ ہو گئے تھے۔ دوش۔ گذشتہ رات، گذشتہ دن کے معنی صحیح نہیں ہیں۔

[3] ریش۔ یعنی اپنی داڑھی کا خیال کر اور مجھ سے غلط سوال نہ کر۔ موکّل، وکیل، محافظ۔ بحث۔ گفتگو۔ توجیہ۔ دلیل پیش کرنا۔ حجت۔ دلیل۔

۴۶۱
www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] پیغمبرؐ کہ دستت ہر چہ بُرد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہاتھ جو کچھ لے

بایدش در عاقبت واپس سپرد
اُس کو آخر میں واپس کرنا چاہیئے

ورنہ از سرکشی راضی بدیں
اور اگر سرکشی سے تو اس پر راضی نہیں ہے

نِک من و تو خانۂ قاضیِ دیں
ابھی میں ہوں اور تو ہے اور شریعت کے قاضی کا گھر ہے

گفت من مغلوب بودم صوفیاں
(خادم نے) کہا، میں مجبور تھا، صوفیوں نے

حملہ آوردند و بودم بیمِ جاں
حملہ کر دیا، اور مجھے جان کا خوف تھا

تو جگر بندے[2] میانِ گربگاں
تو کلیجہ کو بلیوں میں

اندر انداز یِ وجوئی زاں نشاں
پھینکتا ہے اور اس کا نشان ڈھونڈتا ہے

در میانِ صد گرسنہ گردۂ
تنو بھوکوں میں ایک روٹی

پیشِ صد سگ گربۂ مُردہ
مری بلی تنو کتوں کے سامنے

گفت گیرم کز تو ظلماً بستند
(صوفی نے) کہا مانتا ہوں تجھ سے وہ ظلماً چھین کر لیگئے

قاصدِ خونِ منِ مسکیں شدند
مجھ غریب کے خون کے درپے ہوئے

تو نیائی و نگوئی مر مرا
تو نہیں آتا اور مجھ سے نہیں کہتا ہے

کاں خرت را می برند اے بینوا
کہ اے مفلس! وہ تیرا گدھا لے جا رہے ہیں

تا خر از ہر کہ بُرد من واخرم[3]
تاکہ جس نے گدھا لیا میں اس سے واپس لے لیتا

ورنہ تو زیعے کنند ایشاں رَمَم
ورنہ وہ چندہ کر کے میری قیمت دیدیتے

صد تدارک بود چوں حاضر بُدند
جب وہ تھے تو سو بندوبست ہو سکتے تھے

ایں زماں ہر یک بہ اقلیمے شدند
اب تو ہر ایک، ایک ملک کو روانہ ہو گیا

من کرا گیرم کرا قاضی برم
میں کس کو پکڑوں؟ کس کو قاضی کے پاس لیجاؤں؟

ایں قضا خود از تو بر آمد سرم
یہ مصیبت تیری وجہ سے میرے سر پر آئی ہے

چوں نیائی و نگوئی کاے غریب
تو کیوں نہ آیا اور نہیں کہا کہ اے بے وطن!

پیش آمد ایں چنیں ظلمِ مُہیب
ایسا خوفناک ظلم پیش آیا ہے

گفت واللہ آمدم من بارہا
(خادم نے) کہا، خدا کی قسم میں کئی بار آیا

تا ترا واقف کنم زیں کارہا
تاکہ تجھے اِن کارناموں سے واقف کردوں

تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر
تو کہتا تھا، اے بیٹا! گدھا چلا گیا

از ہمہ گویندگاں بَاذوق تر
سب کہنے والوں سے زیادہ ذوق سے

[1] گفت۔ حدیث میں ہے۔ علی الید ما اخذت حتی تؤدی۔ ہاتھ جو کچھ لے اُس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ورنہ، یعنی ورنہ راضی۔ مغلوب۔ عاجز۔ بیمِ جان۔ جان کا خوف۔

[2] جگر بند۔ جگر، پھیپھڑے اور دل کا مجموعہ۔ گربگان۔ گربہ کی جمع یعنی بھوکے صوفی۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ گردہ۔ روٹی، پہیلی، خیمہ۔ گیرم۔ میں مانتا ہوں۔

[3] واخرم۔ میں لوٹا لیتا۔ تدارک۔ تلافی۔ تقسیم، چندہ۔ زر۔ یعنی گدھے کی قیمت۔ تدارک۔ فوت شدہ چیز کو حاصل کر لینا۔ اقلیم۔ ملک، ولایت۔ قضا۔ مصیبت یعنی گدھے کا بک جانا۔ غریب۔ مسافر، بے وطن۔ مُہیب۔ خوفناک۔ کارہا۔ یعنی صوفیوں کے کارنامے۔ باذوق تر۔ یعنی دوسرے صوفیوں سے بھی زیادہ ذوق سے کہتا تھا۔

462

www.pdfbooksfree.pk

بازمی گشتم کہ اُو خود واقف ست
میں واپس ہو جاتا تھا کہ وہ تو واقف ہے

زیں قضا راضیست مردِ عارف[1] ست
اِس مصیبت پر راضی ہے، عارف انسان ہے

گفت آنرا جملہ می گفتند خوش
(صوفی نے) کہا وہ سب اُسکو ذوق سے گا رہے تھے

مرمرا ہم ذوق آمد گفتنش
اُن کے کہنے سے میرے اندر بھی ذوق پیدا ہو گیا

مرمرا تقلیدِ شاں برباد داد
مجھے اُن کی تقلید نے برباد کیا

کہ دو[2] صد لعنت بر آں تقلید باد
ایسی تقلید پر دو سو لعنتیں ہوں

خاصہ تقلیدِ چنیں بے حاصلاں
خصوصاً ایسے بیہودہ لوگوں کی تقلید

کابرو را ریختند از بہرِ ناں
جنھوں نے روٹی کی خاطر آبرو لُٹا دی

عکسِ ذوقِ آں جماعت میزدے
اُس جماعت کے ذوق کا عکس پڑ رہا تھا

دیں دلم از عکس ذوقیں می شدے
میرا دل عکس سے صاحبِ ذوق بن رہا تھا

عکسِ چنداں باید از یارانِ خوش
اچھے دوستوں کا عکس اِس قدر درکار ہے

کہ شوی از بحرِ[2] بے عکس آب کش
کہ تو بے عکس سمندر سے سیراب ہو

عکس کاوّل زد تو آں تقلید دان
شروع میں جو عکس پڑے تو اُس کو تقلید سمجھ

چوں پیاپے شد بود تحقیق آں
جب پے در پے ہو تو وہ تحقیق ہو گی

تا نشد تحقیق از یاراں مُبر
جبتک تحقیق (کا درجہ حاصل) نہ ہو دوستوں سے نہ کٹ

از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر
جب تک قطرہ موتی نہ بنے سیپ سے جُدا نہ ہو

صاف خواہی چشمِ عقل و سمع را
اگر تو عقل کی آنکھ اور کان کو صاف رکھنا چاہتا ہے،

بر دراں تو پردہائے طمع را
تو لالچ کے پردوں کو چاک کر دے

زانکہ[3] آں تقلیدِ صوفی از طمع
اسلئے کہ لالچ کی وجہ سے اُس صوفی کی تقلید نے

عقلِ اُو بربست از نور و لمع
اُس کی عقل کو نور اور چمک سے روک دیا

زانکہ صوفی را طمع بُردش ز راہ
کیونکہ صوفی کو لالچ نے گمراہ کیا

ماند در خسران و شد کارش تباہ
ٹوٹے میں پڑا اور اُس کا کام برباد ہو گیا

طمعِ لوت و طمعِ آں ذوقِ سماع
مزیدار کھانے کا لالچ اور سماع کے ذوق کا لالچ

مانع آمد عقلِ اُو را زِ اطلاع
اُس کی عقل کے لئے باخبر ہونے سے مانع بن گیا

گر طمع در آئینہ برخاستے
لالچ، اگر آئینہ میں پیدا ہو جائے

در نفاق آں آئینہ چوں ماستے
نفاق میں وہ آئینہ بھی ہم جیسا ہو جائے

---

[1] مردِ عارف۔ باخدا انسان۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے پیروی کرنا۔ بہتان۔ یعنی شکم پُری کے لئے اُن صوفیوں نے خیانت کی۔ عکس۔ یعنی اُن لوگوں کے ذوق نے میرے اندر بھی ذوق پیدا کر دیا۔ یارانِ خوش۔ اچھے دوست یعنی مُرشدینِ کاملین، سچی تقلید کا بیان ہے۔

[2] بحرِ بے عکس۔ ذاتِ ہستا، اللہ تعالےٰ۔ عکس کا دل سالک ابتداءً مُرشدِ کامل کی تقلید کرتا ہے اور کمال حاصل ہو جانے پر یہ مُقلد، مُحقق بن جاتا ہے۔ تبحر۔ منقطع نہ ہو تاکہ وہ شیخِ کامل تربیت کرتا رہے۔ صَدَف۔ سیپ، یعنی شیخ۔ دُر۔ موتی۔ صاف خواہی۔ شیخ سے مُستفیض ہونے کے لئے بُرے اخلاق کا ترک ضروری ہے۔

[3] زانکہ۔ اِس لئے کہ۔ طمع۔ لالچ۔ لمع۔ چمک۔ ز اطلاع۔ یعنی صوفیوں کی سازش کی خبر۔ آئینہ۔ آئینہ حقیقتِ حال کو صحیح طور پر واضح کر دیتا ہے۔ لہٰذا وہ صاف گوئی میں ضربُ المثل ہے۔

463
www.pdfbooksfree.pk

گر ترازو[1] را طمع بودے بمال
اگر ترازو کو مال کا لالچ ہوتا

راست کے گفتے ترازو وصفِ حال
(تو) ترازو سچی حالت کب بتاتی؟

گفت گیرم از طمع قارون شوی
(ترازو نے) کہا میں مانتی ہوں لالچ سے تو قارون بنجائیگا

آخر الامر اندریں ہامون شوی
انجام کار اسی جنگل (قبرستان) میں پہنچے گا

ہر نبی می گفت با قوم از صفا
ہر نبی اپنی قوم سے اخلاص سے کہتا تھا

من نخواہم مزدِ پیغام از شما
میں تم سے پیغام (بری) کی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

من دلیلم حق شمارا مشتری
میں راہ نما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ (تعالیٰ) ہے

داد حق دلّالیم ہر دو سری
اللہ (تعالیٰ) نے مجھے دونوں طرف کی دلالی دیدی ہے

ہست مزدِ کارِ مر دلّال را
ہر دلال کی اجرت ہوتی ہے

مزد باید داد تا گوید سزا
اُجرت دینی چاہیئے تاکہ وہ ٹھیک بات کہے

چیست مزدِ کارِ من[2] دیدارِ یار
میرے کام کی اجرت کیا ہے؟ یار کا دیدار

گرچہ خود بوبکر بخشد چل ہزار
اگرچہ ابوبکرؓ خود چالیس ہزار دے دیں

چل ہزار او نباشد مزدِ من
اُن کے چالیس ہزار میری مزدوری نہیں ہوسکتے

کے بود شبہ شہ دُرِّ عدن
پوتھ، عدن کے موتی کی طرح کب ہوتا ہے؟

یک حکایت گویمت بشنو بہوش
میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں ہوش سے سُن لے

تا بدانی کیں طمع شد بندِ گوش[3]
تاکہ تو سمجھ جائے کہ یہ لالچ کان کی ڈاٹ ہے

ہر کرا باشد طمع اُلکن شود
جس میں لالچ ہوتا ہے وہ گونگا ہوجاتا ہے

با طمع کے چشمِ دل روشن شود
لالچ کے ہوتے ہوئے دل کی آنکھ کب روشن ہوتی ہے

پیشِ چشمِ او خیالِ جاہ و زر
اُس کی آنکھ کے سامنے رُتبے اور مال کا خیال

ہمچناں باشد کہ موی اندر بصر
ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ آنکھ میں بال

جز مگر مستے کہ از حق پُر بود
ہاں سوائے اُس مست کے کہ جو حق سے بھرا ہو

گرچہ بدہی گنجہا او حُر بود
اگرچہ تو اُس کو خزانے بخشدے وہ آزاد ہوتا ہے

ہر کہ از دیدار برخوردار شد
جو (دیدارِ خداوندی) سے بہرہ ور ہوگیا

ایں جہاں در چشمِ او مُردار شد
یہ دنیا اُس کی نظر میں مُردار ہوگئی

لیک آں صوفی ز مستی دور بود
لیکن وہ صوفی مستی سے دُور تھا

لاجرم از حرصِ خود بے نور بود
لامحالہ اپنے لالچ کی وجہ سے بے نور تھا

---

[1] ترازو۔ ترازو بھی کم و بیش کو صحیح صحیح بتادیتی ہے قارون حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کا مشہور مالدار بخیل ہے۔ ہامون جنگل یعنی قبرستان جہاں مالدار اور فقیر یکساں ہیں۔ ہر نبی۔ حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ وغیرہ سب نے قوم سے یہی کہا تھا۔ دلیل۔ راستہ بتانے والا، دلّال۔ مُشتری۔ خریدار۔ ہر دو سری۔ دونوں جانب، دلّال دونوں جانب سے دلالی وصول کرتا ہے۔ سزا۔ مناسب، دلّال کو دلالی ملجاتی ہے تو ٹھکانے کی بات کرتا ہے۔

[2] من۔ یعنی یہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ بوبکرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ پر اپنی تمام دولت صرف کرڈالی۔ بعض روایات میں ہے کہ جس وقت وہ مسلمان ہوئے اُن کی ملکیت میں چالیس ہزار دینار تھے۔ شبہ۔ شین کے زیر کے ساتھ بمعنی مثل اور شین کے زبر کے ساتھ بمعنی پوتھ۔

[3] بندِ گوش۔ یعنی لالچ میں پڑکر انسان کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ اُلکن۔ ہکلا یعنی لالچی آدمی صحیح بات کہنے پر قادر نہیں رہتا۔ پیشِ چشم۔ مال و جاہ کا لالچ انسان کو بے بصیرت بنادیتا ہے۔ حُر بود۔ جو مئے حق کا مست ہے وہ آزاد ہوتا ہے کسی کا بے جا دباؤ قبول نہیں کرتا ہے۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ مردار۔ حدیث شریف میں ہے دُنیا مردار ہے اُس کے طلبگار کتے ہیں۔ صوفی۔ صوفیہ کے اصطلاح میں کہلانے والے۔

466

www.pdfbooksfree.pk

صد حکایت بشنود مدہوشِ حرص — در نیاید نکتہ در گوشِ حرص

حرص سے مدہوش سو قصے سنتا ہے — لیکن حرص کے کان میں ایک نکتہ بھی نہیں آتا ہے

تعریف[1] کردنِ منادیانِ قاضی مفلس را گردِ شہر

قاضی کے اعلانچیوں کی شہر کے چاروں طرف ایک مفلس کی تشہیر کرنا

بود شخصے مفلسے بے خان و مان — ماند در زندان و بندِ بے اماں

ایک شخص مفلس اور خانہ خراب تھا — جو قید خانہ اور بے اماں قید میں تھا

لقمۂ زندانیاں خوردے گزاف — بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف

خواہ مخواہ قیدیوں کا کھانا کھا جاتا — لالچ کیوجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر کوہِ قاف کیطرح (بھاری) تھا

زہرہ نے کس را کہ او لقمہ خورد — زانکہ آں لقمہ رُبا چابک بَرد

کسی کا پتہ نہ تھا کہ وہ لقمہ کھائے — کیونکہ وہ لقمہ چھین لینے والا فوراً (اُڑا) لے جائے گا

ہر کہ دور از رحمتِ رحماں بود — او گدا چشم ست گر سلطاں بود

جو رحمان کی رحمت سے دُور ہو — اگرچہ وہ بادشاہ کیوں نہ ہو اسکی آنکھ بھکاری کی ہے

مر مروت را نہادہ زیرِ پا — گشت زندانِ دوزخے زاں نانِ رُبا

اُس نے مروت کو پامال کر رکھا تھا — اُس روٹی اُچکے سے قید خانہ دوزخ بن گیا تھا

گر گریزی بر اُمیدِ راحتے — زاں طرف ہم پیشت آید کوفتے

اگر تو راحت کی تمنا میں بھاگے گا — اُس طرف سے بھی تیرے سامنے کوئی مصیبت آئیگی

ہیچ کُنجے بے دد[2] و بے دام نیست — جز بخلوتگاہِ حق آرام نیست

کوئی گوشہ درندے اور چرندے کے بغیر نہیں ہے — حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں راحت نہیں ہے

کُنجِ زندانِ جہانِ ناگزیر — نیست بے یامزد و بے دَقُّ الحصیر

دنیا کے جبری قید خانہ کا گوشہ — محنت اور بھاگ دوڑ سے خالی نہیں ہے

واللہ ار سوراخِ موشے در روی — مبتلائے گربہ چنگالے شوی

خدا کی قسم اگر تو کسی چوہے کے سوراخ میں بھاگا — کسی بلی کے پنجے میں پھنسے گا

آدمی[3] را فربہی ہست از خیال — گر خیالاتش بُود صاحب جمال

خیالات کی وجہ سے آدمی کی فربہی ہے — اگر اُس کے تصورات حسین ہوں

ور خیالاتش نماید ناخوشے — می گُدازد ہمچو موم آتشے

اگر اُس کے خیالات ناخوشگواری ظاہر کریں — آگ (پر) کے موم کی طرح پگھل جائے گا

---

[1] تعریف کردن۔ تشہیر کرنا۔ خان و مان۔ خان، خانہ مان گھر سامان، یعنی بے گھر بے در۔ گزاف۔ بیہودہ۔ کوہِ قاف۔ ایران کا مشہور پہاڑ ہے۔ زہرہ۔ پتا۔ چابک۔ تیزی، جلدی۔ گدا چشم۔ فقیر کی آنکھ والا، لالچی۔

[2] دد۔ درندہ۔ دام۔ چرندہ۔ زندانِ جہاں۔ پہلے رسمی قید خانہ کے مصائب کا ذکر تھا اب دنیا جو ایک مومن کا قید خانہ ہے اُسکے مصائب کا ذکر ہے۔ ناگزیر۔ دنیوی زندگی میں اِس جہان سے چھٹکارا نہیں ہے۔ یامزد۔ محنت، مزدوری۔ دَقُّ الحصیر۔ دق، کوٹنا حصیر بوریا، جم کر بیٹھنے اور مشقت کا کام کرنے سے نیچے کا بوریا جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے معنی محنت و مشقت کے آتے ہیں۔

[3] آدمی۔ پہلے اشعار میں انسان کے خارجی مصائب میں مبتلا ہونے کا بیان تھا۔ اب اِن اشعار میں اُن مصائب کا ذکر ہے جن کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں۔ مصاحبِ جمال۔ اچھے خیالات انسان کی تروتازگی کا سبب ہیں۔ ناخوشے۔ اگر انسانی خیالات کوئی ناخوشگوار تصور باندھا دیتے ہیں تو انسان موم کی طرح پگھل جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

در میانِ مار و کژدم گر ترا
اگر تجھے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان

باخیالاتِ خوشاں دارد خدا
عمدہ تصورات کے ساتھ خدا رکھے

مار و کژدم مر ترا مونس شود
سانپ بچھو تیرے غم خوار ہو جائیں گے

کاں خیالت کیمیائے مس شود
کیونکہ تیرے وہ خیالات تانبے کیلئے کیمیا ہو جائینگے

صبر شیریں از خیالِ خوش شدست
اچھے خیال سے صبر شیریں بنا ہے

کاں خیالاتِ فرح پیش آمدست
کیونکہ وہ خوشی کے خیالات پیش آئے ہیں

آں فرح آید ز ایماں در ضمیر
دل میں خوشی، ایمان سے آتی ہے

ضعفِ ایماں ناامیدی وز زحیر
ایمان کی کمزوری نا اُمیدی اور ناخوشی ہے

صبر از ایماں بیابد سرکلہ
صبر نے ایمان کا تاج پہنا ہے

حَیْثُ لَا صَبْرَ فَلَا اِیْمَانَ لَہٗ
جس کو صبر (نصیب) نہیں اُس کا ایمان نہیں ہے

گفت پیغمبرؐ خدایش ایماں نداد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا خدا نے اسکو ایمان نہیں دیا

ہر کرا صبرے نباشد در نہاد
جس کی فطرت میں صبر (کرنا) نہ ہو

آں یکے در چشمِ تو باشد چو مار
ایک شخص تیری نظر میں سانپ ہوتا ہے

ہم وے اندر چشمِ آں دیگر نگار
وہی دوسرے کی نظر میں محبوب ہوتا ہے

زانکہ در چشمت خیالِ کفر اوست
اس لئے کہ تیری نظر میں اُس کے کفر کا خیال ہے

واں خیالِ مومنی در چشمِ دوست
دوست کی نگاہ میں اُس کے مومن ہونے کا خیال ہے

کاندریں یک شخص فعلے ہر دو راست
ایک شخص میں دونوں کے کارنامے ہیں

گاہ ماہی باشد او گاہ شست
کبھی وہ مچھلی ہوتا ہے کبھی مچھلی پکڑنے کا کانٹا

نیمِ او مومن بود نیمش گبر
اُس کا نصف مومن ہوتا ہے، نصف کافر

نیمِ او حرص آوری نیمش صبر
اُس کا نصف حرص پسندی نصف صبر ہوتا ہے

گفت یزدانت فمنکم مؤمنٌ
تیرے خدا نے فرمایا ہے پس تم میں سے مومن ہیں

باز منکم کافرٌ گبر کہن
پھر فرمایا، تم میں سے کافر ہیں پرانے کافر

ہمچو گاوے نیمۂ جلدش سیاہ
ہمچو بیل کی طرح جس کی آدھی کھال کالی ہے

نیمۂ دیگر سپید و ہمچو ماہ
اور دوسری آدھی چاند کی طرح سفید ہے

ہر کہ ایں نیمہ ببیند رد کند
جو اس آدھے کو دیکھتا ہے اُس کو رد کر دیتا ہے

ہر کہ آں نیمہ ببیند کد کند
جو اُس آدھے کو دیکھتا ہے (خریداری کی) کوشش کرتا ہے

---

۱ درمیانِ مار۔ انسان اچھے خیالات کی بنا پر دشمنوں میں بھی راحت سے زندگی گذار لیتا ہے۔ مس۔ یعنی اچھے خیالات دشمنوں کو دوست بنا دیتے ہیں۔ خیالِ خوش۔ یعنی صبر کے ثواب کا خیال۔ فرح۔ خوشی۔ زِ ایماں۔ مومن کا ایمان ہوتا ہے کہ صبر کا ثواب ملے گا۔ سرکلہ۔ کلاہِ سر۔ نداد۔ حدیث شریف میں ہے صبر ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ضمیر۔ دل۔ زحیر۔ بیچین، ناخوشی۔

۲ آں یکے۔ خیالات جس طرح اثرات کے اعتبار سے مختلف ہیں اسی طرح اپنی ذات کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں، ایک ہی انسان کے بارے میں ایک انسان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ڈسنے والا سانپ ہے دوسرا اُس کو اپنا دوست خیال کرتا ہے۔

زانکہ۔ سانپ سمجھنے والے کی نظر میں اُس کی برائیاں ہیں دوست سمجھنے والے کے خیال میں اُس کی بھلائیاں ہیں۔

۳ کاندریں۔ ہر شخص میں نفس الامر میں بُرے اور بھلے اخلاق ہوتے ہیں۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ نیم او۔ ہر انسان میں کافرانہ صفات بھی ہوتی ہیں، مومنانہ صفات بھی۔ ہمچو گاوے۔ انسان کی مثال چتکبرے بیل کی طرح سمجھو۔ ایں نیمہ یعنی کالا حصہ آں نیمہ۔ یعنی سفید حصہ۔

www.pdfbooksfree.pk

از جمالِ یوسفؑ[1] اخواں بس نفور
یوسف (علیہ السلام) کے حُسن سے بھائی سخت متنفر

لیک اندر دیدۂ یعقوبؑ نور
لیکن وہ یعقوب (علیہ السلام) کے نورِ چشم تھے

از خیالِ بَدمر اُورا زشت دید
(بھائیوں نے) بُرے خیال کی وجہ سے انکو بدشکل دیکھا

چشمِ فرع و چشمِ اصلی ناپدید
(انکی) فروعی آنکھ تھی اور اصلی آنکھ ناپید تھی

چشمِ ظاہر سایۂ آں چشمِ داں
ظاہری آنکھ کو اُس آنکھ کا پرتو سمجھ

ہر کہ آں بیند بگردد ایں بداں
جو وہ (دل کی آنکھ) دیکھے گی یہ اِسی طرف گھوم جائیگی

سایۂ اصل ست فرع اَمّا کجا
فرع، اصل کا سایہ ہے، لیکن کہاں

سایہ با خورشید دارد پا بجا
ٹھہرتا ہے سایہ سورج کے سامنے؟

تو مکانی[2] اصلِ تو در لامکاں
تو مکانی ہے، تیری اصل لامکان میں ہے

ایں دکاں بربند و بکشا آں دکاں
یہ دکان بند کردے وہ دکان کھول لے

شش جہت مگریز زیرا در جہات
چاروں طرف بھاگ اِس لئے کہ تمام جانبوں میں

ششدر ست و ششدرہ مات ست مات
پھنسادُ کی جگہ ہے اور پھنسادُ والے کیلئے ہار ہی ہار ہے

ایں سخن را نیست حدّ زندانیاں
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، قیدی

مُضطرانداز دستِ آں خرتقلتباں
اُس دیوث، گدھے سے پریشان ہیں

شکایت کردنِ اہلِ زنداں پیشِ وکیلِ قاضی از دستِ آں مفلس

قیدیوں کا اُس مُفلس کی قاضی کے وکیل سے شکایت کرنا

با وکیلِ قاضیِ اِدراک مند
عقلمند۔ قاضی کے وکیل سے

اہلِ زنداں در شکایت آمدند
قیدی شکایت کرنے لگے

کہ سلامِ ما بقاضی برکنوں[3]
کہ اب ہمارا اسلام قاضی کو پہنچا

باز گو آزارِ ما زیں مردِ دوں
پھر اُس کمینہ انسان سے جو تکلیف ہمیں پہنچ رہی ہے وہ بیان

کاندریں زنداں بماند او مُستمر
وہ ہمیشہ اِس قید خانہ میں رہتا ہے

یاوہ تاز و طبل خوار ست و مُضِر
فضول گشت کرنے والا، پُرخور اور تکلیف دہ ہے

مردِ زندانی نیابد لقمۂ
قیدی کو (اوّل تو) روٹی ملتی نہیں ہے

در بصد حیلت کشاید طعمۂ
اگر تو تدبیروں سے وہ کھانا کھولتا ہے

در زماں پیش آید آں دوزخ گلو
وہ جہنم (جیسے) حلق والا فوراً آجاتا ہے

حُجّتش اینکہ خدا گفتہ کُلُوا
اُس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کھاؤ

---

[1] یوسفؑ۔ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کے نورِ نظر تھے اور اُنکو اُن کے بھائی بُرا سمجھتے تھے۔ از خیال۔ چونکہ اُن کے بھائیوں کے خیالات بُرے تھے اُن کو یوسف بُرے نظر آئے۔ چشمِ اصلی۔ دل کی آنکھ۔ چشمِ ظاہر۔ جسم کی آنکھ۔ آں چشم۔ دل کی آنکھ۔ ہر کہ۔ جسمانی آنکھ دل کی آنکھ کے تابع ہے۔ اصل یعنی دل کی آنکھ۔ فرع۔ یعنی جسمانی آنکھ۔

[2] تو مکانی۔ انسان میں اصل روح ہے اور اُس کا مسکن عالمِ بالا ہے لہٰذا انسان کو عالمِ اَرواح کے کاروبار میں لگنا چاہیئے۔ شش جہت۔ چھ جانبیں، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، ششدر۔ وہ جگہ جس سے رہائی مشکل ہو۔ وہ چھ خانے جس میں نرد کا مہرہ پھنس کر مشکل سے بچتا ہے۔ ششدرہ۔ نرد کا وہ مہرہ جو ششدر میں پھنس جائے۔ مات۔ شاہِ شطرنج کا گرفتار ہو جانا جس کی وجہ سے بازی میں ہار ہو جاتی ہے۔

[3] برکنوں۔ بُردن سے امر کا صیغہ ہے۔ آزار۔ تکلیف۔ دوں۔ کمینہ۔ مُستمر۔ ہمیشہ۔ یاوہ تاز۔ بیکار پھرنے والا، آوارہ گرد۔ طبل خوار۔ کھا کر پیٹ کو ڈھول کی طرح بنا لینے والا۔ طُعمہ۔ خوراک۔ دوزخ گلو۔ وہ شخص جس کا گلا ہر وقت کھانا مانگے۔ کُلُوا۔ تم کھاؤ۔ یہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

۶۶۶
www.pdfbooksfree.pk

چوں مگس حاضر شود بر ہر طعام
ہر کھانے پر مکھی کی طرح گرتا ہے

ازوقاحت[1] بے صلاح و بے سلام
بے شرمی سے، بغیر بُلائے اور بغیر سلام کے

پیشِ او ہیچست لوتِ شصت کس
اُس کے لئے ساٹھ آدمیوں کا کھانا کچھ بھی نہیں ہے

کر کند خود را اگر گویش بس
اگر اُس کو بس کہو تو اپنے آپ کو بہرا بنا لیتا ہے

زیں چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد
اِس تین سالہ قحط سے فریاد ہے، فریاد ہے

ظلِّ مولانا ابد پایندہ باد
جناب کا سایہ ہمیشہ قائم رہے

گوز زنداں تا رَوَد ایں گاؤمیش
حکم دیدیجئے کہ یہ بھینسا قید خانہ سے چلا جائے

یا وظیفہ کن زِ وَقفے لقمہ ایش
یا اُس کے کھانے کا کسی وقف سے وظیفہ مقرر کر دیجئے

اے زتو خوش ہم ذکور[2] و ہم اناث
اے وہ کہ تجھ سے سب مرد و زن راضی ہیں!

دادکن اَلمُستَغاث اَلمُستَغاث
انصاف کیجئے اَلمدد اَلمدد

سوئے قاضی شد وکیلِ بانمک
خوش مزاج وکیل، قاضی کے پاس گیا

گفت با قاضی شکایت یک بیک
ایک ایک کر کے قاضی سے شکایتیں کر دیں

خواند از زنداں وُرا قاضی بہ پیش
قاضی نے اُس کو قید خانہ سے (اپنے) سامنے بلایا

پس تفحص کرد از اعیانِ خویش
اور اپنے لوگوں سے تحقیق کی

گشت ثابت پیشِ قاضی آں ہمہ
وہ سب کچھ قاضی کے سامنے ثابت ہو گیا

کہ نمودند از شکایت آں رَمہ
جو شکایت میں اُس جماعت نے ظاہر کیا تھا

گفت قاضی خیز زیں زنداں برو
قاضی نے کہا اُٹھ اس قید خانہ سے چلا جا

سوئے خانہ مُردہ[3] ریگِ خویش شو
اپنے موروثی گھر کی جانب (روانہ) ہو

گفت خان و مانِ من احسانِ تست
اُس نے کہا میرا گھر بار تو تیرا احسان ہے

ہمچو کافر جنتم زندانِ تست
کافر کی طرح میری جنت تیرا قید خانہ ہے

گر ز زندانم برانی تو بَرَد
اگر تو دھکے دے کر مجھے قید خانہ سے نکال دیگا

خود بمیرم من ز درویشی و کَد
میں مُفلسی اور مشقت سے مر جاؤں گا

ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام
شیطان کی طرح کہ کہتا تھا اے خدا!

رَبِّ اَنظِرنِی اِلیٰ یَومِ القِیَام
مجھے قیامت تک مُہلت دیدے

کاندریں زندانِ دنیا من خوشم
کہ اِس دنیا کے قید خانہ میں مَیں خوش ہوں

تا کہ دشمن زادگاں را می کُشم
تاکہ دشمن کی اولاد کو ہلاک کروں

[1] وَقاحت۔ بے شرمی۔ صلاح۔ بُلانا، کھانے کیلئے بُلانا۔ کر کند یعنی اگر اُسے کھانا کھانے سے روکو تو بہرا بن جاتا ہے۔ قحطِ سہ سالہ۔ وہ پیشو شاید تین سال سے جیل خانہ میں تھا۔ گاؤمیش بھینس۔

[2] ذکور۔ ذکر کی جمع، مرد۔ اناث۔ اُنثیٰ کی جمع، عورت۔ اَلمُستغاث۔ وہ شخص جس سے مدد مانگی جائے۔ بانمک۔ خوش مزاج، باذاق۔ یک بیک۔ ایک ایک۔ تفحص۔ جستجو۔ اعیان۔ سردار۔ رَمہ۔ جماعت، گروہ۔

[3] مُردہ ریگ۔ موروثی چیز۔ ہمچو۔ حدیث میں ہے "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے" کَد۔ محنت، مشقت۔ رَبِّ۔ قرآن پاک میں شیطان کا مقولہ مذکور ہے "اے میرے پروردگار مجھے روزِ قیامت تک مہلت دے"۔ دشمن زادگان۔ بنی آدم حضرت آدمؑ سے شیطان کی دشمنی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر کہ اُورا قُوتِ[1] ایمانے بود
جس کے پاس ایمان کی روزی ہو
وز برائے زادِ رہ نانے بود
اور توشہ کے لئے روٹی ہو

می ستانم گہ بمکر و گہ بریو
(اُس سے) کبھی مکر سے کبھی دھوکے سے چھین لونگا
تا برآرند از پشیمانی غریو
تاکہ شرمندگی سے چیخنے لگے

گہ بدرویشی کُنم تہدیدِ شاں
کبھی اُن کو اِفلاس سے ڈراؤں
گہ بزلف و خال بندم دیدِ شاں
کبھی اُن کی نگاہ زُلف اور تل میں پھنساؤں

قُوتِ[2] ایمانی دریں زنداں کم ست
اِس قید خانہ میں ایمان کی روزی کم ہے
وانکہ ہست از قصدِ ایں سگ در خم ست
جو ہے وہ اِس کتّے کی وجہ سے (یعنی) خم میں ہے

از نماز و صوم و صدقہ بیچارگی
نماز اور روزہ اور ہر قسم کے عجز سے
قُوتِ ذوق آید بُرد یکبارگی
ذوق میسّر آتا ہے، جس کو وہ ایکدم لے بھاگتا ہے

اَستَعِیذُ اللّٰہَ مِن شَیطَانِہٖ
میں اللہ سے اُس کے شیطان سے پناہ چاہتا ہوں
قَد ھَلَکنَا آہ مِن طُغیَانِہٖ
آہ، ہم اِس کی سرکشی سے ہلاک ہو گئے ہیں

یک سگ ست و در ہزاراں می رود
ایک کُتا ہے اور ہزاروں میں گھس جاتا ہے
ہر کہ در وے رفت اُو آں می شود
جس میں وہ گھستا ہے وہ وہی بن جاتا ہے

ہر[3] کہ سردت کرد میداں کو درست
جو تجھے (اللہ کی عبادت میں) سُست بنائے سمجھ لے
دیو پنہاں گشت اندر زیرِ پوست
کھال کے اندر شیطان چھُپا ہے

چوں نیاید صورت آید در خیال
جب (اپنی) صورت میں نہ آئے تو تصوّر میں آ جائیگا
تا کشاند آں خیالت در وبال
تاکہ وہ تصوّر تجھے وبال میں ڈال دے

از خیالاتِ تو می آید بَلا
تیرے خیالات سے مصیبت آتی ہے
چوں خیالت فاسد آمد جا بجا
چونکہ تیرا خیال ہر جگہ فاسد ہوتا ہے

گہ خیالِ فرجہ و گاہے دُکاں
کبھی کشادگی کا خیال اور کبھی دُکان (کا خیال)
گہ خیالِ علم و گاہے خان و ماں
کبھی علم کا خیال اور کبھی گھر در (کا خیال)

گہ خیالِ مکسب و سوداگری
کبھی پیشے اور سوداگری کا خیال
گہ خیالِ تاجری و داوری
کبھی تاجر ہونے اور عہدہ کا خیال

گہ خیالِ نقرہ و فرزند و زن
کبھی زر اور اولاد اور بیوی کا خیال
گہ خیالِ بُوالفُضُول و بُوالحَزَن
کبھی بکواسی اور غمزدہ کا خیال

---

[1] قُوت۔ خوراک۔ زادِ راہ۔ یعنی راہِ آخرت۔ نانے۔ یعنی کوئی نیک عمل۔ می ستانم۔ یعنی میں اُس کی زادِ راہ چھین لیتا ہوں۔ ریو۔ مکر و فریب۔ عریو۔ شور و غل۔ گہ بدرویشی۔ قرآن پاک میں ہے "شیطان تمہیں اِفلاس کے اِحتمال میں مبتلا کر دیتا ہے اور تم کو بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے"

[2] قُوت۔ اِس دنیا کے قید خانہ میں مُومن اور شیطان کی وہی صورت ہے جو دوسرے قیدیوں کی تھی اور اس پیٹو مفلس کی تھی۔ از نماز۔ عبادات سے جو روزی حاصل ہوتی ہے اُس کو شیطان اُڑا دیتا ہے۔ یک سگ۔ ابلیس ایک ہے اُس کی ذرّیت بہت سے شیاطین ہیں۔ شیطانی اثر سے انسان بھی شیطان بن جاتا ہے۔

[3] ہر کہ۔ ہر وہ چیز جو انسان کی عبادت کی سرگرمیوں کو سرد کر دے اُس میں شیطانی اثر سمجھو۔ چوں۔ شیطان کی تباہ کاری کے لئے اُس کا مجسّم ہو کر سامنے آنا ضروری نہیں ہے وہ انسانی خیالات میں شیطنت ملا دیتا ہے جو تباہی کا سبب بنجاتے ہیں۔ از خیالات۔ انسان کی تباہی اُس کے فاسد خیالات سے ہوتی ہے۔ گہ خیال۔ اِن تمام چیزوں میں فاسد خیالات کی آمیزش تباہی کا سبب ہے۔ بُوالفضول۔ بیہودہ انسان۔ بُوالحزن۔ غمگین۔

۴۶۹
www.pdfbooksfree.pk

گر خیالِ آسیا[1] و باغ و راغ
کبھی چکی اور باغ اور جنگل کا خیال

گر خیالِ میغ و ماغ و لیغ و لاغ
کبھی ابر اور کہر اور بد دلی اور شوخی کا خیال

گر خیالِ آشتی و جنگہا
کبھی صلح اور لڑائیوں کا خیال

گر خیالِ نامہا و ننگہا
کبھی نام آوریوں اور ذلتوں کا خیال

گر خیالِ کالہ و گاہے قماش
کبھی سامان کا خیال کبھی عمدہ چیزوں کا

گر خیالِ مفرش و گاہے فراش
کبھی فرش بچھانے کی جگہ کا خیال اور کبھی فرش کا

ہیں بروں کن از سرایں تخییلہا
خبردار! ان خیالات کو سر سے نکال دے

ہیں بروب از دل چنیں بد حیلہا
خبردار! ان بری تدبیروں کو دل سے نکال دے

ہاں[2] بگو لاحولہا در ہر زماں
خبردار! ہر وقت لاحول پڑھ

از زباں تنہا نہ بل از عینِ جاں
صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل سے

تتمۂ قصۂ آں مُفلس
اُس مفلس کے قصہ کا بقیہ

گفت قاضی مُفلسی را وانما
قاضی نے کہا، مُفلسی کو ثابت کر

گفت اینک اہلِ زندانت گواہ
اُس نے کہا یہ قیدی آپ کے (سامنے) گواہ ہیں

گفت ایشاں مُتّہم[3] باشند چوں
(قاضی نے) کہا وہ متہم ہوں گے کیونکہ

می گریزند از تو می گریند خوں
وہ تجھ سے گریزاں ہیں تیری وجہ سے خون کے آنسو بہا کر

وز تو می خواہند تا ہم وا رہند
وہ چاہتے ہیں کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کریں

زیں غرض باطل گواہی می دہند
اس وجہ سے غلط گواہی دیں گے

جملۂ اہلِ محکمہ گفتند ما
محکمہ کے سب لوگوں نے کہا کہ ہم

ہم برادِ بار و بر افلاسش گوا
بھی اُس کی نحوست اور مفلسی کے گواہ ہیں

ہر کرا پُرسید قاضی حالِ او
قاضی نے جس سے بھی اُس کا حال پوچھا

گفت مولا دست زیں مُفلس بشو
اُس نے کہا جناب! اس سے دستبردار ہو جائیں

گفت قاضی کش بگردانید فاش
قاضی نے کہا اُس کو علی الاعلان گھماؤ

گرد شہر ایں مفلس ست و ہم قلاش
شہر کے چاروں طرف کہ یہ مُفلس اور کنگال ہے

کُو بکو او را منادیہا کنید
کوچہ بکوچہ اُس کے بارے میں اعلانات کردو

طبلِ افلاسش عیاں ہر جا زنید
علی الاعلان اسکے افلاس کا ہر جگہ ڈھول پیٹ دو

[1] آسیا۔ چکی۔ راغ۔ جنگل۔ میغ۔ بادل۔ ماغ۔ کہر، غبار۔ لیغ۔ بد دل۔ لاغ۔ شوخی کار۔ سامان۔ قماش۔ ریشمین کپڑا، گھر کا ساز و سامان۔ مفرش۔ فرش بچھانے کی جگہ۔

[2] ہاں۔ اِن فاسد خیالات کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ انسان دل و جان سے لاحول پڑھتا رہے۔ وانما اگر مفلس کا اِفلاس ثابت ہو جاتا ہے تو اُس کو قید نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ گواہ۔ یعنی قیدی اِفلاس ثابت کر دینگے۔

[3] متہم۔ اگر گواہی میں گواہ کی غرض ثابت ہو جاتی ہے تو اُس کی گواہی معتبر نہیں رہتی ہے۔ غرض۔ صاحبِ غرض کی گواہی معتبر نہیں ہوتی۔ کش۔ کہ اش۔ تلاش۔ مفلس، کنگال۔

680
www.pdfbooksfree.pk

تا کسے نسیۂ[۵۱] نبفروشد بدو
تاکہ کوئی اُس کے ہاتھ اُدھار نہ بیچے

قرض ندہد ہیچکس اورا تسو
کوئی اُس کو آدھا جَو (بھی) قرض نہ دے

ہر کہ دعویٰ آردش اینجا بفن
جو کوئی اُس پر اِس جگہ چالاکی سے دعویٰ کریگا

پیشِ زندانش نخواہم کرد من
اُس کو میں قید میں نہ ڈالوں گا

پیشِ من اِفلاس اُو ثابت شدست
میرے روبرو اُس کا افلاس ثابت ہوگیا ہے

نقد و کالا[۵۲] نیستش چیزے بدست
نقد اور جنس کچھ اُس کے پاس نہیں ہے

آدمی در حبسِ دنیا زاں بود
انسان دنیا کے قید خانہ میں اِسیوجہ سے ہوتا ہے

تا بود کا فلاسِ اُو ثابت شود
تاکہ اُس کا اِفلاس ثابت ہو جائے

مُفلسیِّ دیو را یزدانِ ما
ہمارے خدا نے شیطان کی مُفلسی کا

ہم منادی کرد در قرآنِ ما
بھی ہمارے قرآن میں اعلان کر دیا ہے

کو دغا و مُفلِس ست و بَدسخن
کہ وہ (مجتم) دغا اور مُفلِس اور بدکلام ہے

ہیچ با اُو شرکت و سودا مکُن
تو کبھی اُس کے ساتھ شرکت اور معاملہ نہ کر

ور کُنی اورا بہانہ آوری
اگر تو کرے گا تو اُسکے لئے بہانہ مہیا کرے گا

مُفلس ست اُو صَرفہ از وے کم بَری
(وہ) مُفلس ہے اُس سے ڈگری وصول نہ کر سکیگا

حاضر آوردند چوں فتنہ فروخت[۵۳]
جب فتنہ روشن ہوگیا (لوگ) لائے

اُشترے کُردی کہ ہیزم می فروخت
ایک کُردی کا اونٹ جو ایندھن بیچتا تھا

کُرد بے چارہ بسے فریاد کرد
بیچارے کُردی نے بہت فریاد کی

ہم مُوکّل را بدانگے شاد کرد
سپاہی کو بھی ایک دانگ دے کر خوش کیا

اُشترش بُردند از ہنگامِ چاشت
چاشت کے وقت سے اُس کا اونٹ لے گئے

تا شبِ افغانِ اُو سودے نداشت
رات تک کے لئے اور اُس کا رونا دھونا مفید نہ ہوا

بر شُتر بنشست آں قحطِ گراں
وہ بھاری قحط اونٹ پر بیٹھ گیا

صاحبِ اُشترپئے اُشتر دواں
اونٹ والا، اونٹ کے پیچھے دوڑ رہا تھا

سُو بسُو و کُو بکُو می تاختند
ہر ہر جانب اور کوچہ بکوچہ دوڑتے تھے

تا ہمہ شہرش عیاں بشناختند
یہانتک کہ تمام شہر نے اُسکو نمایاں طور پر پہچان لیا

پیشِ ہر حمّام و ہر بازار گہ
ہر حمّام اور ہر بازار کے سامنے

کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ
سب لوگوں نے اُسکی صورت پر نگاہ ڈال لی

---

۵۱ نسیہ۔ ادھار۔ تسو۔ چار جَو کا وزن۔ ہرکہ۔ تادیبند کی سزا قید ہے لیکن جبکہ اُس کا اِفلاس ثابت ہو جائے تو پھر قید نہیں کیا جا سکتا۔

۵۲ کالا۔ سامان۔ آدمی۔ انسان کو دنیا کی قید میں قدرت نے اِسی لئے مقید کیا ہے تاکہ عملِ صالح سے اُس کا افلاس یا مالداری ثابت ہو سکے۔ مُفلسی۔ اللہ تعالےٰ نے شیطان کی مُفلسی کا اِسی لئے اعلان کیا ہے تاکہ کوئی اُس سے کسی قسم کا معاملہ نہ کرے جیسا کہ قاضی نے اُس مُفلس کے بارے میں کرایا تھا۔ صرفہ۔ یعنی زرِ ڈگری۔

۵۳ حاضر آوردند۔ چونکہ اُس مُفلِس کا اعلان اور تشہیر کرنی تھی اور مُفلِس کو سارے شہر میں گھمانا تھا۔ کُرد۔ ایک صحرا نورد قوم ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ مُوکّل۔ کارندہ۔ دانگ۔ چھ رتی کے وزن کا سکّہ ہے۔ فتاد کرد۔ یعنی سپاہی کو ایک دانگ دے کر خوش کرنا چاہا تاکہ اُس کا اونٹ چھوڑ دے۔ قحطِ گراں۔ یعنی وہ مُفلِس قیدی چونکہ وہ سب کو بھوکا مارتا تھا۔ نگہ۔ اُس کو شناخت کرنے کے لئے سب نے اُس کو دیکھا۔

۶۹۱
www.pdfbooksfree.pk

دہ[1] منادیگر بلند آوازیاں — ترک و کرد و رومیان و تازیاں
دس بلند آواز منادی کرنے والے — ترک، اور کرد، اور رومی، اور عرب
جملگاں آوازہا برداشتہ — کایں ہمہ تخمِ جفاہا کاشتہ
سب چیختے تھے — کہ اس نے سب بدمعاملگیوں کا بیج بویا ہے
مفلس ست و ایں ندارد ہیچ چیز — تا کس اُورا قرض ندہد یک پشیز
یہ مفلس ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے — ہرگز اس کو کوئی ایک دمڑی قرض نہ دے
ظاہر و باطن ندارد حبّہ[2] — مفلسے قلبے دغائے دِبّہ[3]
کھلا ڈھپا اس کے پاس ایک حبہ نہیں ہے — مفلس ہے کھوٹا ہے دغا بازی ہے مٹی کا ڈھیر ہے
بینوائے بَدادائے[4] بے وفا — ناں رُبائے نرگدائے بے حیا
مفلس ہے، نادہند ہے، بے وفا ہے — روٹی کا اچکا ہے، بھکاری ہے، بے شرم ہے
ہاں وہاں با اُو حریفی کم کنید — چونکہ گاز آرد گرہ محکم زنید
خبردار! خبردار! اس کے ساتھ معاملہ نہ کرنا — چونکہ قینچی رکھتا ہے اسلئے مضبوط گرہ لگالو
ور بحکم آرید ایں پژمردہ را — من نخواہم کرد زنداں مُردہ را
اس موئے کو اگر تم عدالت میں لاؤ گے — میں مُردے کو قید نہ کروں گا
خوش دم ست و آں گلویش بس فراخ — با شعارِ نو دثارِ شاخ شاخ
بہت بنا (باتونی) ہے اور اس کا حلق بہت پھیلا ہوا ہے — اوپر کا لباس نیا ہے اندرونی تار تار ہے
گر بپوشد[5] بہرِ مکر آں جامہ را — عاریہ است آں تا فریبد عامہ را
اگر مکاری کے لئے وہ کوئی کپڑا پہنے — وہ مانگا ہوا ہے تاکہ عوام کو فریب دے
حرفِ حکمت بر زبانِ ناحکیم — حُلّہائے عاریت داں اے سلیم
نادان کی زبان پر دانائی کی بات — اے عزیز! مانگی ہوئی پوشاک سمجھ
گرچہ دُزدے حُلّہ پوشیدہ است — دست تو چوں گیرد آں بریدہ دست
اگرچہ ایک چور نے پوشاک پہن لی ہے — (مصافحہ میں) وہ تیرا ہاتھ کیسے پکڑے گا اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے
چوں شبانگہ از شتر آمد بزیر — کُرد گفتش منزلم دور ست دیر
رات کو جب وہ (مفلس) اونٹ سے نیچے اترا — کُردی نے اس سے کہا میرا مکان دور ہے اور دیر ہو گئی ہے
بر نشستی اشترم را از پگاہ — جَو ہا کردم کم از اخراجِ کاہ
تو صبح سے میرے اونٹ پر بیٹھا ہے — جَو میں نے چھوڑے کم از کم گھاس کا خرچہ (دے)

[1] دہ - دس آدمی مختلف زبانوں میں منادی کر رہے تھے۔
پشیز - تانبے کا سکہ، پیسہ، دھیلا۔ حبّہ - دانہ، رتی بھر چاندی کا سکہ۔ قلب - کھوٹا۔ دِبّہ - دال کے زیر کے ساتھ، مٹی کا ڈھیر دال کے ضمہ کے ساتھ ریچھنی۔

[2] بَدادا - نادہند، بدمعاملہ۔ تر - بڑا۔ حریفی - معاملہ چونکہ یہ گرہ کٹ ہے، جیب کی حفاظت رکھو۔ حکم - یعنی محکمۂ قضا۔ خوش دم - چرب زبان، باتونی۔ شعار - اوپری لباس۔ دثار - اندرونی لباس، یعنی بظاہر بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن باطن بُرا شخص ہے۔

[3] گر بپوشد - مانگ کر اچھا لباس پہن کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ حرفِ حکمت - بیوقوف شخص دانائی کی بات کہتا ہے تو وہ بھی کسی اور کی کہی ہوئی ہوتی ہے۔ گرچہ - چور کا عموماً ہاتھ کٹا ہوا ہوتا ہے اگر وہ چھپانے کے لئے دراز آستین قمیص بھی پہن لے تو مصافحہ کے وقت راز کھل جاتا ہے، یہی بیوقوف کا حال ہے۔ شبانگہ - رات کے وقت۔ آمد - یعنی وہ مفلس اترا۔ پگاہ - صبح۔ رہا کردم - میں نے جو معاف کئے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت تا اکنوں چہ میکردیم پس — ہوشِ تو کو[1] نیست اندر خانہ کس

(مُفلس نے) کہا ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟ — تیرے ہوش کہاں ہیں؟ بے وقوف!

چرخِ اِفلاسم شنید اے پُر طمع — تو نہ شنیدی بگوشِ بے لمع

اے لالچی! میرے افلاس (کی بات) آسمان نے سُن لی — پھوٹے کان سے تونے نہ سُنی

طبلِ[2] اِفلاسم بچرخِ سابعہ — رفت و تو نشنیدۂ ایں واقعہ

میرے افلاس کا ڈھنڈورا ساتویں آسمان تک — پہنچ گیا اور تونے یہ واقعہ نہ سُنا

گوشِ تو پُر بودہ است از طمعِ خام — پس طمع کر می کند گوش اے غلام

تیرا کان بیہودہ لالچ سے پُر ہے — اے لڑکے! لالچ کان کو بہرا بنا دیتا ہے

تا کلوخ و سنگ بشنید این بیاں — مُفلس ست و مُفلس ست این قلتباں

یہ بیان اینٹ اور پتھر تک نے سُن لیا — (کہ) یہ دیوث مُفلس ہے، مُفلس ہے

تا بشب گفتند و در صاحبِ فشتر — بر نزد کو از طمع پُر بود و پُر

وہ (منادی کرنیوالے) رات تک کہتے رہے اور اونٹ والے پر اثر نہ کیا کیونکہ وہ لالچ سے بھرپور تھا

ہست بر سمع و بصر مُہرِ خدا — در حُجب بس صورت ست و بس صدا

کان اور آنکھ پر خدا کی مُہر ہے — بہت سی صورتیں اور بہت سی آوازیں پردوں میں ہیں

آنچہ[3] اُو خواہد رساند آں بہ چشم — از جمال و از کمال و از کرشم

جس کو وہ چاہتا ہے آنکھ تک پہنچا دیتا ہے — (یعنی) حُسن اور کمال اور کرشمہ (کو)

وانچہ اُو خواہد رساند آں بگوش — از سماع و از بشارت و ز خروش

جس کو وہ چاہتا ہے کان تک پہنچا دیتا ہے — (یعنی) قوالی اور خوشخبری اور شور (کو)

گرچہ تو ہستی کنوں غافل ازاں — وقتِ حاجت حق کند آنرا عیاں

اگرچہ تو اب اُن سے غافل ہے — ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اُنکو ظاہر کر دیگا

گفت پیغمبر[5] کہ یزدانِ مجید — از پئے ہر درد درماں آفرید

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے — ہر درد کا علاج پیدا فرمایا ہے

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں — کائے خدا درمانِ کارِ من بساں

اگرچہ تو علاج تلاش کرے اور دل سے کہے — کہ اے خدا میرے کام کا علاج کر دے!

لیک زاں درماں نہ بینی رنگ و بو — بہرِ دردِ خویش بے فرمانِ اُو

لیکن تو اُس علاج کا رنگ و بو نہیں دیکھے گا — اُس کے حکم کے بغیر اپنے درد کے لئے

---

[1] کو کجا نیست اندر خانہ کس۔ گھر میں کوئی لائق آدمی نہیں ہے۔ یہ محاورہ اُس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے۔ چرخ۔ آسمان۔ لمع۔ نور، روشنی، قوتِ سماعت مراد ہے۔

[2] طبل۔ ڈھول۔ سابعہ۔ ساتواں۔ طمعِ خام۔ بیہودہ لالچ۔ کر۔ بہرا۔ قلتبان۔ دیوث، بھڑوا۔ حُجب۔ حجاب کی جمع ہے، پردہ۔ بس۔ بہت۔

[3] آنچہ۔ تمام تاثیرات اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہیں۔ کرشم۔ ناز و انداز۔ بگوش۔ آنکھ، کان وغیرہ اپنا کام جب کرتے ہیں جب خدا چاہتا ہے۔ وقت۔ قیامت کے روز سب باتیں عیاں ہو جائیں گی۔ درماں آفرید۔ حدیث شریف میں ہے "خدا نے جو بیماری پیدا کی ہے اُس کی دوا بھی پیدا کی ہے"۔ لہٰذا حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکنے کے مرض کی بھی دوا ضرور ہے لیکن۔ اِس مرض کی دوا بھی بتائیدِ خداوندی حاصل ہو سکے گی۔

www.pdfbooksfree.pk

چشم را اے چارہ جو در لامکاں[1]
اے علاج کی جستجو کرنیوالے! آنکھ کو لامکان میں ڈھونڈ

ہیں بنہ چوں چشم کشتہ سوئے جاں
لگائے رکھ جس طرح مقتول کی آنکھ جان کیطرف لگی رہتی ہے

کوں پُر چارہ است و سیت چارہ اے
دنیا علاج سے پر ہے اور تیرا کوئی علاج نہیں ہے

تا کہ ناگشاید خدایت روزنے
جب تک خدا تیرے لئے راہ نہ کھول دے

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست
کہ ز بے جائے جہاں را جا شدست
یہ جہان بے جہت (خدا) سے پیدا ہوا ہے
لامکاں (خدا کی قدرت) سے دنیا کو (عالم وجود میں) جگہ ملی ہے

باز گرداز ہست سوئے نیستی
گر تو از جاں طالب مولیستی
ہستی سے نیستی کی طرف لوٹ
اگر تو (دل و) جان سے مولا کا طالب ہے

جائے دخل ست ایں عدم از دو مرا
جائے خرج ست ایں وجود بیش و کم
یہ نیستی آمدنی کی جگہ ہے اس سے گریز نہ کر
یہ گھٹنے بڑھنے والا وجود خرچ کی جگہ ہے

کارگاہِ صُنعِ حق چوں نیستی ست
جز مُعطّل در جہانِ ہست کیست
اللہ (تعالےٰ) کی کاریگری کا محل نیستی ہے
عالم ہستی میں بیکار کے علاوہ کچھ نہیں ہے

فی المناجات

اے خدائے پاک بے انباز[2] و یار
دست گیر و جرم ما را در گذار
اے خدائے پاک جو لاشریک اور مددگار سے مستغنی ہے
دست گیری فرما اور ہماری خطا سے درگذر فرما

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق
کہ تُرا رحم آورد آں اے رفیق
ہمیں رقت آمیز باتیں سکھا دے
اے مہربان! جو تیرے رحم کا سبب بنیں

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو
ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
(دعا کی توفیق) بھی تیری جانب سے ہے اور قبولیت بھی
اطمینان تیری طرف سے ہے، ڈر بھی تجھی سے ہے

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کُن
مُصلحی تو اے تو سُلطانِ سُخن
اگر ہم غلط بات کہیں تو اس کی اصلاح کر دے
اے کہ تو کلام کا بادشاہ ہے تو ہی اصلاح کرنیوالا ہے

کیمیا[3] داری کہ تبدیلش کُنی
گر چہ جُوئے خوں بود نیلش کُنی
تیرے پاس کیمیا ہے تو اس کو تبدیل کر سکتا ہے
اگر خون کی نہر ہو تو اسکو (دریائے) نیل بنا دیتا ہے

ایں چنیں بیناگریہا کارِ تست
ایں چنیں اکسیرہا اسرارِ تست
ایسی مینا کاری تیرا کام ہے
ایسی کیمیائیں تیرے بھید ہیں

[1] لامکاں۔ عالمِ ملکوت۔ چوں چشم کشتہ۔ مقتول کی آنکھیں عموماً پھیل رہ جاتی ہیں تو گویا وہ اپنی جان کو دیکھ رہا ہے تو بھی درد کے علاج کے لئے عالمِ ملکوت پر نظر رکھ۔ ایں جہاں۔ اس عالمِ کون و مکان کو ذاتِ بے جہت اور لامکان نے پیدا کیا ہے تو اسی کی طرف نظر رکھ اور جہت و مکان سے نگاہ ہٹا لے۔ عدم۔ یعنی لامکان عالمِ ملکوت۔ عدم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ کارگاہ۔ اللہ تعالےٰ نیست سے ہست کرتا ہے تو اس کی ایجاد کا تعلق نیستی سے ہے لہٰذا اپنے آپ کو نیست بنا لے

[2] انباز۔ شریک، ساتھی، یار۔ مددگار۔ ہم دعا۔ خدا ہی ایسی دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کو وہ قبول کرلے۔ ایمنی۔ خدا کی غفاریت سے اطمینان ہے اور اس کی قہاریت سے ڈر ہے۔ گر خطا۔ دعا میں اگر کوئی غلط بات نکلے تو اس کی اصلاح فرما دے۔

[3] کیمیا۔ جس طرح کیمیا تانبے کو سونا بنا دیتی ہے اللہ تعالےٰ بھی سیئات کو حسنات میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ میناگری۔ کسی چیز میں آبگینے جڑنا یعنی خطا کو صواب بنا دینا۔ اکسیرہا۔ یعنی گناہوں کو نیکیاں بنا دینا۔

۹۸۶
www.pdfbooksfree.pk

آبؔ[1] را و خاک را بر ہم زدی — زآب و گل نقشِ تنِ آدمؑ زدی

تو نے پانی اور مٹی کو ملایا — پانی اور مٹی سے آدمؑ کے جسم کی صورت بنادی

نسبتش دادی بجفت و خال و عم — با ہزاراں اندیشۂ شادی و غم

(پھر) تو نے اُسکے ساتھ شوہر اور ماموں (وغیرہ) کی (نسبتیں قائم کردی)۔ — مع ہزاروں شادی اور غمی کے خیالات کے

باز بعضے را رہائی دادۂ — زیں غم و شادی جُدائی دادۂ

پھر تو نے بعض کو چھٹکارا دے دیا — اِس غم اور خوشی سے جدا کردیا

بُردۂ از خویش و پیوند و سرشت — کردۂ در چشمِ اُو ہر خوب زشت

(اُس کو) اپنے (دوستوں) عزیزوں اور سرشت سے نکال دیا — اُس کی نظر میں ہر لبھانے والی چیز کو بُرا بنادیا

ہر چہ محسوس ست اُو رد می کند — وانچہ ناپیداست مسند می کند

وہ ہر محسوس چیز کو رد کردیتا ہے — جو غیر محسوس ہے اُس کو سہارا بناتا ہے

عشقِ اُو پیدا و معشوقش نہاں — یار بیروں فتنۂ اُو در جہاں

اُس کا عشق ظاہر ہے اور اُس کا معشوق پوشیدہ ہے — یار (کائنات سے) باہر ہے جہان میں اُسکا فتنہ ہے

ہیں[2] رہا کن عشقہائے صورتی — نیست بر صورت نہ بر روئے زنی

خبردار! صورت کے عشقوں کو چھوڑ دو — وہ (عشق) بیوی کے چہرہ اور صورت پر نہیں ہے

آنچہ معشوقست صورت نیست آں — خواہ عشقِ اینجہاں خواہ آنجہاں[3]

جس سے عشق ہے وہ صورت نہیں ہے — خواہ اِس جہان (عالمِ ناسوت) کا عشق ہو یا اُس جہان کا

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ — چوں بروں شد جاں چرایش ہشتۂ

جس کی صورت پر تو عاشق ہو رہا ہے — جب (اُسکی) جان نکل گئی تو اُسکو کیوں چھوڑا ہے

صورتش برجاست این سیری ز چیست — عاشقا واجوکہ معشوقِ تو کیست

اُس کی صورت موجود ہے، یہ دل بھرنا کیوں ہے؟ — اے عاشق! ڈھونڈ کہ تیرا معشوق کون ہے؟

آنچہ محسوس[3] ست گر معشوقہ ایست — عاشقستے ہر کہ اُو را حس ہست

اگر محسوس چیز ہی معشوق ہے — تو جس میں بھی حِس ہے وہ عاشق ہوتا

چوں وفا آں عشق افزوں می کند — کے وفا صورت دگرگوں می کند

جب وفاداری عشق کو بڑھاتی ہے — (تو) وفا صورت میں کب تغیر کرتی ہے؟

صورت کو تو وہ بھی دیکھتے ہیں۔ چوں وفا۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی تیسری دلیل ہے معشوق کی وفا سے عشق میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ صورت وہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ عشق کا تعلق صورت سے نہیں ہے۔

[1] آب۔ جب اللہ تعالیٰ پانی اور مٹی سے اشرف المخلوقات بنادیتا ہے تو برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کرنا معمولی بات ہے۔ نسبتش۔ معمولی آب و گل میں یہ نسبتیں بھی پیدا فرمادیں اور اُس کو ایسا ذی حس بنادیا کہ اُس میں غم و شادی کے جذبات ہیں۔ بازِ۔ پھر انہی انسانوں میں سے بعض کو تمام دنیا سے بے نیاز کرکے اپنا بنالیا۔ پیوند۔ تعلقات۔ سرشت۔ بناوٹ، خمیر۔ ہر خوب۔ یعنی وہ چیزیں جو خدا سے غافل بنائیں۔ محسوس۔ یعنی دنیاوی چیزیں۔ ناپید۔ یعنی حواسِ ظاہر سے غیر محسوس، اللہ تعالیٰ۔ مسند۔ بھروسہ کی چیز، معتمد علیہ۔ بیروں۔ یعنی دنیا و عقبیٰ سے باہر۔ فتنہ۔ یعنی اُس کے عشق میں جہان مبتلا ہے۔

[2] ہیں۔ پہلے اشعار میں عشقِ حقیقی کا ذکر تھا اب عشقِ مجازی سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے۔ اینجہاں یعنی عالمِ ناسوت کا عشق۔ آنجہاں یعنی عالمِ ملکوت کا عشق۔ آنچہ۔ اگر معشوق در اصل صورت ہے تو مرجانے کے بعد بھی تو وہ صورت باقی ہے اب اُس سے عشق کیوں نہیں ہے، یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

[3] محسوس۔ صورت کے معشوق نہ ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ یعنی صورت جس کا حواس سے ادراک ہوتا ہے اگر وہی معشوق ہے تو جانوروں کو بھی اُس سے عشق ہونا چاہیئے تھا۔ کیوں کہ

www.pdfbooksfree.pk

پرتوِ خورشید[1] بر دیوار تافت
آفتاب کا عکس دیوار پر پڑا
تابشِ عاریتے دیوار یافت
(تو) عارضی چمک دیوار نے حاصل کرلی

بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم
اے سادہ لوح! ڈھیلے سے کیا دل لگاتا ہے
واطلب اصلی کہ اُو تابد مقیم
اصلی کو طلب کر جو ہمیشہ چمکتا ہے

اے کہ تو ہم عاشقی بر اصلِ خویش
اے وہ کہ تو بھی (اپنے زعم میں) اصل پر عاشق ہے
خویش بر صورت پرستاں دیدہ بیش
اپنے آپ کو صورت پرستوں سے زیادہ (افضل) سمجھتا ہے

پرتوِ عقل ست آں بر حسِّ تو
تیرے (اس) احساس پر عقل کا سایہ پڑ گیا ہے
عاریت میداں ذہب بر مسِّ تو
اپنے تانبے پر سونے کو عارضی سمجھ

چوں زر اندود[2] دست خوبی در بشر
انسان کا حُسن مُلمّع کی طرح کا ہے
ورنہ چوں شُد شاہدِ تو پیرِ خر
ورنہ تیرا معشوق بوڑھے گدھے کی طرح کیوں ہوا؟

چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شُد
فرشتہ جیسا تھا، بھوت جیسا بن گیا
کاں ملاحت اندرو عاریہ بُد
کیونکہ اُس میں حُسن عارضی تھا

اندک اندک می ستاند آں جمال
(اللہ تعالیٰ) اُس حسن کو تھوڑا تھوڑا واپس لیتا رہتا ہے
اندک اندک خشک می گردد نہال
آہستہ آہستہ (ہرا بھرا) پودا خشک ہو جاتا ہے

رو نُعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ بخواں[3]
جا نُعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ کو پڑھ
دل طلب کُن دل مَنِہ بر استخواں
دل کی طلب کر، ہڈی سے دل نہ لگا

کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست
کیونکہ دل کا حُسن باقی رہنے والا حُسن ہے
دو لبش از آبِ حیواں ساقی ست
اُس کے دونوں ہونٹ آبِ حیات کے ساقی ہیں

خود ہم اُو آبست و ہم ساقی و مست
خود وہی پانی ہے وہی پلانے والا ہے اور مست ہے
ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست
جب تیرا طلسم ٹوٹا تینوں ایک ہوئے

آں یکے را تو ندانی از قیاس
تو اکیلے (خدا) کو عقل سے نہ سمجھے گا
بندگی کُن ژاژ کم خا ناشناس
اے جاہل! عبادت کر، بکواس نہ کر

معنیِ تو صورت ست و عاریہ
تیری اصل (بھی) صورت (ہی) ہے اور عارضی ہے
بر مناسب شادی و بر قافیہ
مناسب (اعضا) اور موزونیت پر تو خوش ہے

---

[1] خورشید۔ یعنی اللہ تعالیٰ اصل جمال، جمالِ حق ہے اور ممکنات پر اُس کا پرتو ہے لہٰذا اِس سے عشق کا تعلق ہے، جب یہ حال ہے تو پھر عشق اصل ہی سے کرنا چاہیئے۔ کلوخ یعنی جس پر اصل جمال کا پرتو پڑا ہے۔ اے کہ تو۔ بعض لوگ مجازی معشوق کو معشوقِ حقیقی کا مظہر قرار دے کر اُس سے عشق کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صورت پرستوں سے افضل سمجھتے ہیں، یہ محض اُن کے عقلی ڈھکوسلے ہیں اور یہ اُن کی مُلمّع سازی ہے عقلی دلائل کے زور سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

[2] زر اندود۔ مُلمّع کیا ہوا۔ شاہد۔ معشوق یعنی حسین معشوق بھی بڑھاپے میں بوڑھے گدھے جیسا نظر آنے لگتا ہے۔ اندک اندک۔ اللہ تعالیٰ اپنے جمال کو انسان سے واپس لے لیتا ہے اور سرسبز شاداب چیز جھاڑ بن جاتی ہے

[3] نُعَمِّرْہُ۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ "اور جس کو ہم بڑی عمر دیتے ہیں اُسکو بناوٹ میں اُلٹا گھٹاتے ہیں"۔ دل۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ استخواں۔ یعنی ممکنات۔ جمالِ دل۔ اللہ تعالیٰ کا حُسن۔ دو لبش۔ اُس کے دونوں ہونٹ، بعض نسخوں میں دو لبش ہے یعنی اُس کا عشق۔ خود ہم اُو۔ جب انسان کی خودی مٹ جاتی ہے تو تمام ممکنات میں وہ محض صورت ہے اور تیرا عشق اسکو وجودِ واحد ہی نظر آتا ہے۔ یکے۔ یعنی ذاتِ احد۔ قیاس۔ یعنی عقلی دلائل۔ بندگی۔ یعنی ذاتِ خداوندی کو مجاہدات کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے۔ ژاژ۔ ایک کڑوی اور خار دار گھاس ہے جسکو اونٹ بھی نہیں کھا سکتا ہے اسی سے ژاژ خائیدن یعنی بکواس کرنا بنا ہے۔ معنی تو۔ یعنی جسکو تو حقیقت سمجھ کر عاشق ہوا ہے وہ بھی محض صورت ہے اور تیرا عشق مجازی۔ عاریہ۔ عارضی۔ قافیہ۔ موزونیت۔

486
www.pdfbooksfree.pk

آں[1] بود معنیٰ کہ بستاند ترا
اصل تو وہ ہوتی ہے جو تیری خودی کو ختم کردے

بے نیاز از نقش گرداند ترا
تجھے صورت سے بے نیاز بنادے

نبود آں معنیٰ کہ کور و کر کند
اصل وہ نہیں ہے جو اندھا اور بہرا بنائے

مر ترا بر نقش عاشق تر کند
تجھے صورت پر زیادہ عاشق کردے

کور را قسمت خیالِ غم فزاست
اندھے کا حصہ غم بڑھانے والے خیالات ہیں

بہرۂ چشم ایں خیالاتِ فناست
(ظاہری) آنکھ کا حصہ فانی خیالات ہیں

حرفِ قرآں را ضریر[2] آں معدنند
اندھے، قرآن کے حروف کی کان ہیں

خر نہ بینند و بپالاں بر زنند
گدھے کو نہیں دیکھتے ہیں اور پالان کو کوٹتے ہیں

چوں تو بینائی لے خر رو کہ جست
اگر تو بینا ہے، گدھے کا پیچھا کر جو کہ کود گیا

چند ازیں پالاں گری اے تن پرست
اے تن پرست! یہ پالان گری کب تک؟

خر چو ہست آید یقیں پالاں ترا
جب گدھا ہے تو تجھے پالان یقیناً مل جائے گا

کم نگردد ناں چو باشد جاں ترا
جب تک تیری جان ہے رزق ناپید نہ ہوگا

خر چو باشد کم نیاید اے عمو
اے چچا! جب گدھا ہوگا پالان کی کمی نہ ہوگی

خود بہ پشتش رو نہد پالانِ او
خود بخود اس کی کمر پر اس کا پالان آجائے گا

پشت خر دکانِ مال و مکسب ست
گدھے کی کمر مال اور کمائی کی جگہ ہے

جانِ تو سرمایۂ صد قالب ست
تیری جان تو قالبوں کا سرمایہ ہے

خر بر[3] ہنہ بر نشین اے بوالفضول
اے بکواسی! ننگی پشت والے گدھے پر چڑھ جا

خر بر ہنہ نے کہ راکب شد رسول
کیا ننگی پشت والے گدھے پر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سوار

اَلنَّبِیُّ قَدْ رَکِبَ مَعْرُوْرِیًا
نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ننگے پشت (گدھے) پر سوار ہوئے

وَالنَّبِیُّ قِیْلَ سَافَرَ مَاشِیًا
کہا گیا ہے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیدل سفر کیا

بلکہ آں شہ ہم پیادہ رفتہ است
بلکہ وہ شاہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدل بھی چلے ہیں

بارِ ایں و آں بسے بذر رفتہ است
اس کا اور اس کا بوجھ بہت اٹھایا ہے

شد خرِ نفسِ تو بریش بہ بند
تیرا خرِ نفس (قبضہ سے) نکل گیا اسکو کھونٹے سے باندھ

چند بگریزد ز کار و بارِ چند
تو کاروبار سے کب تک گریز کرے گا؟

بارِ صبر و شکر اُو را بُردنیست
صبر اور شکر کا بوجھ اس کو اٹھانا ہے

خواہ در صد سال خواہی سی و بیست
خواہ سو سال میں خواہ تیس اور بیس سال میں

---

[1] آں بود حقیقت کا عشق انسان کی خودی مٹاتا ہے اور صورت پرستی سے بے نیاز بنادیتا ہے۔ کور و کر: یعنی حقیقت سے۔ کور را: یعنی حقیقت بینی سے محروم شخص۔

[2] ضریر۔ اندھا۔ معدن۔ کان۔ خر نہ بینند چشم بصیرت کے اندھے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر فریفتہ ہیں۔ چوں تو بینائی۔ صاحب بصیرت کو اصلی مقصود کے درپے ہونا چاہیئے فروعات میں نہ پھنسنا چاہیئے۔ خر چو ہست۔ جب مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے لوازم بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔ پشتِ خر: ایک چیز، ایک چیز کے اعتبار سے مقصود بالذات ہوتی ہے۔ اور دوسری چیز کے اعتبار سے وہ اصلی مقصد نہیں ہوتی ہے۔ گدھا، پالان کے اعتبار سے مقصود ہے لیکن کمائی کے اعتبار سے اصلی مقصد نہیں ہے بلکہ گدھے سے کما کر کھانا اصلی مقصد ہے۔

[3] خر بر ہنہ۔ اصل مقصد سے سروکار رکھنا چاہیئے خواہ فروع نہ حاصل ہوں اگر پالان نہ بھی ہو تو گدھے پر سوار ہو جانا چاہیئے اور اگر گدھا بھی نہ ہو تو نزل تک پیدل ہی چلنا چاہیئے۔ خندِ خرِ نفس۔ نفسِ امارہ کو قابو میں رکھنا چاہیئے اور اس کی حیلہ جوئی کی وجہ سے مجاہدات سے باز نہ رہنا چاہیئے۔ بارِ صبر۔ انسان کو لامحالہ اپنے فرائض انجام دینے ہیں۔

486
www.pdfbooksfree.pk

هیچ وازرِ[1] وزرِ غیرے برنداشت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھایا

هیچکس ندرود تا چیزے نکاشت
کسی نے نہ کاٹا جب تک کہ کچھ نہ بویا

طمعِ خام ست آں مخور خامے اپسر
خام لالچ ہے اے صاحبزادے! تو کچا نہ کھا

خام خوردن علّت آرد در بشر
کچا کھانا انسان میں بیماری پیدا کر دیتا ہے

کاں فلانے یافت گنجے ناگہاں
کہ فلانے نے اچانک خزانہ پا لیا

من ہم آں خواہم چرا جوئم دکاں
میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں دوکان کی جستجو کیوں کروں؟

کارِ نخبت ست آں وآنہم نادر ست
یہ مقدر کی بات ہے اور وہ بھی بہت نادر ہے

کسب[2] کردن گنج را مانع کے ست
کمائی خزانہ کے لئے کب رکاوٹ ہے؟

تا نگردی تو گرفتارِ اگر
تو اگر مگر میں ہرگز نہ پھنس

کز اگر گفتن رسول باوفاق
باتوفیق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر کہنے سے

کاں منافق در اگر گفتن بمُرد
کیونکہ منافق "اگر مگر" میں ہی مر گیا

اے بسا کس مُردہ در بوک[3] و مگر
بہت سے انسان "شاید کہ ہو" اور "اگر" میں مر گئے

ور نمی یابی تو نقصانِ اگر
اگر تو "اگر مگر" کے نقصان کو نہیں سمجھا

کسب باید کرد تا تن قادر ست
جب تک بدن میں جان ہے کمائی کرنی چاہیئے

پا مکش از کار آں خود دیلے ست
کام سے قدم نہ ہٹا وہ (تیرے) بیمار ہے

کہ اگر ایں کردمے یا آں دگر
کہ اگر میں یہ کرتا یا وہ کرتا

منع کرد و گفت ہست آں از نفاق
منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ نفاق ہے

وز اگر گفتن بجز حسرت نبرد
اور اگر مگر کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا

از نہالِ عاقبت ناخوردہ بر
آخرت کے درخت کا پھل چکھے بغیر

ایں مثل بشنو کہ دریابی مگر
تو یہ قصہ سن لے شاید تو سمجھ جائے

حکایت در معنیٰ ایں بیت اگر را با مگر ہم جفت کردند
اس شعر کے معنیٰ سے متعلق قصہ انھوں نے اگر اور مگر کی شادی کر دی اُن سے

از ایشاں بچہ آمد کاشکے نام
"کاشکے" نامی بچہ پیدا ہوا

یک غریبے خانہ می جُست از شتاب
ایک مسافر جلدی میں گھر تلاش کر رہا تھا

دوستے بُردش سوئے خانہ خراب
ایک دوست اُس کو گرے ہوئے گھر کے پاس لے گیا

[1] وازر۔ بوجھ اٹھانے والا۔ وِزر۔ بوجھ۔ ہیچکس۔ بغیر عمل کے کوئی پھل نہیں ملتا ہے۔ طمعِ خام۔ بے بنیاد لالچ۔ خام۔ کچا۔ علت۔ بیماری۔ کاں فلانے۔ یہ بے بنیاد لالچ ہے۔ کسب باید۔ شیخ چلی کی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک انسان میں طاقت ہے کام کرنا چاہیئے۔

[2] کسب کردن۔ انسان جس غیبی خزانے کے لالچ میں پڑا ہے، کما کر کھانا اس کیلئے کب مانع ہے، اگر ملنا ہے تو وہ بھی خود مل جائیگا۔ تا نگردی۔ اگر مگر میں پھنسنا، کسب اور عمل سے مانع بنتا ہے اور اس سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کز۔ اگر مگر میں پھنسنا یقین کے منافی ہے اور یقین عین ایمان ہے لہٰذا اگر مگر میں پھنسا ہوا انسان مومن نہیں ہے۔ منع کرد۔ آنحضورؐ نے فرمایا اِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔ اگر مگر کا خیال شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے۔

[3] بوک۔ یہ "بود کہ" کا مخفف ہے یعنی شاید کہ یہ جملہ بھی شکی انسان بولتا ہے۔ اگر۔ یعنی لفظ اگر کہنے کا نقصان۔ اگر را با مگر۔ "اگر" اور "مگر" کا نکاح کیا اُس سے "کاشکے" بچہ پیدا ہوا۔ خانہ خراب۔ ڈھیا ہوا گھر۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت اُو ایں را اگر سقفے بُدے
اُس (دوست) نے کہا کہ اگر (اُس گھر پر) چھت ہوتی

پہلوئے من مر ترا مسکن شُدے
میرے پڑوس میں تیرے رہنے کی جگہ ہوتی

ہم عیالِ[1] تو بیاسودے اگر
تیرے بال بچّوں کو بھی آرام مِلتا ، اگر

درمیانہ داشتے حجرہ دگر
دوسرا حجرہ درمیان میں ہوتا

ور رسیدے میہماں روزے ترا
اگر کسی روز تیرا مہمان آجاتا

ہم بیاسودے اگر بودیت جا
وہ بھی آرام پاتا اگر تجھے جگہ مِل جاتی

کاشکے معمور بودے ایں سرا
کاش یہ مکان آباد ہوتا

خانۂ تو بودے ایں معمورِ ما
تو ہمارا یہ آباد گھر تیرا گھر ہوتا

گفت آرے پہلوئے یاراں خوش است
(مسافر نے) کہا بیشک (دوستوں کا پڑوس اچھا ہے

لیک اے جاں در اگر نتواں نشست
لیکن اے جانِ (من) ، اگر میں سکونت نہیں ہوسکتی ہے

ایں ہمہ عالم طلبگارِ خوش اند
یہ تمام جہان اچھائی کا طلبگار ہے

وز خوش تزویر اندر آتش اند
لیکن بناوٹی اچھائی سے آگ میں ہیں

طالب زر گشتہ جملہ پیر و خام
تمام بوڑھے اور نوجوان سونے کے طلبگار ہیں

لیک قلب از زر ندانند چشمِ عام
لیکن عام آنکھ (کھرے) سونے کو کھوٹے سے نہیں پہچانتی ہے

پرتوے[2] بر قلب زد خالص ببیں
دیکھ خالص نے کھوٹے کو چمکا دیا ہے

بے محک زر را مکن از ظن گزیں
بغیر کسوٹی کے (محض) اندازے سے سونا نہ لے

گر محک داری گزیں کُن ورنہ رَو
اگر تو کسوٹی رکھتا ہے لے ورنہ جا

نزدِ دانا خویشتن را کُن گرو
اپنے آپ کو کسی دانا کے سُپرد کردے

پس محک[3] باید میانِ جانِ خویش
کسوٹی اپنے اندر ہونی چاہیئے

ورنداری رہ مرو تنہا بہ پیش
اگر تیرے پاس نہیں ہے تو تنہا آگے نہ بڑھ

بانگِ غولاں ہست بانگِ آشنا
چھلاووں کی آواز دوست کی آواز ہے

آشنائے کو کشد سوئے فنا
(لیکن) ایسا دوست جو ہلاکت کیطرف کھینچتا ہے

بانگ می دارد کہ ہاں اے کاروال
وہ (چھلاوا) پکارتا ہے کہ خبردار اے قافلے!

سوئے من آئید نکِ راہ و نشاں
میری جانب آؤ یہ راستہ اور نشان (منزل) ہے

نامِ ہر یک می برد غول آفلاں
چھلاوا ہر ایک کا نام پکارتا ہے اے فلانے!

تا کُند آں خواجہ را از آفلاں
تاکہ اُن صاحب کو ہلاک شدگان میں (شامل) کردے

---

[1] عیال۔ بال بچے۔ مُعمور۔ آباد۔ آرے۔ ہاں۔ ور اگر۔ اگر مگر کا جو خیالی مکان ہے اُس میں رہائش نہیں ہوسکتی ہے۔ ایں ہمہ عالم۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو لیکن شیطان اُن کو گمراہ کردیتا ہے اور وہ آتشِ حسرت میں جلتے ہیں جیسا کہ اِس مسافر کے ساتھ اُس دوست نے کیا۔ طالبِ زر۔ ہر انسان نیک عمل چاہتا ہے لیکن شیطان نے جو مکر سازی کی وہ نہیں پہچان سکتا ہے۔

[2] پرتوے۔ شیطان بُرے اعمال کو مُزیّن کرکے دکھادیتا ہے اگر کوئی ایسا صاحبِ باطن ہو کہ خود اُس فریب کو سمجھ سکے تو اِمتیاز کرکے عمل کرے ورنہ اپنے آپ کو کسی شیخِ کامل کے سُپرد کردے تاکہ وہ شیطانی اور رحمانی عمل میں اِمتیاز کردے۔

[3] محک۔ کسوٹی، یعنی بُرے بھلے میں تمیز کرنے کا نورِ فراست۔ بانگِ غولاں۔ چھلاوے جو مسافر کو راستہ سے بھٹکادیتے ہیں۔ آشنا۔ دوست دنک۔ اینک، اینست۔ نشاں۔ یعنی نشانِ منزل۔ آفلاں۔ آفل کی جمع ہے، غائب ہونے والا۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں رسد آنجا بہ بیند گرگ و شیر — عمر ضائع راہ دور و روز دیر

وہ جب اس جگہ پہنچتا ہے بھیڑیا اور شیر دیکھتا ہے — عمر برباد (ہوئی)، راستہ دور (رہ گیا)، اور دن بے وقت (ہو گیا)

چہ[۵۱] بُود آں بانگِ غُول اے نیکخو — مال خواہم جاہ خواہم آبرو

مال چاہتا ہوں، رتبہ چاہتا ہوں، آبرو (چاہتا ہوں)

اے نیک مزاج! چھلاوے کی آواز کیا ہوتی ہے؟

از درونِ خویش ایں آوازہا — منع کُن تا کشف گردد رازہا

اپنے اندر سے اِن آوازوں کو — روک دے تاکہ راز کھل لیں

ذکرِ حق کُن بانگِ غُولاں را بسوز — چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز

اللہ کا ذکر کر، چھلاووں کی آواز کو پھونک دے — نرگس جیسی آنکھ اس گدھ سے بند کر لے

صبحِ کاذب را ز صادق وا شناس — رنگِ مے را باز داں از رنگِ کاس

صبحِ صادق کو صبحِ کاذب سے پہچان — شراب کے رنگ کو پیالہ کے رنگ سے علیحدہ کر

تا بُود کز دیدگانِ[۵۲] ہفت رنگ — دیدہ پیدا کند صبر و درنگ

ہو سکتا ہے کہ سات پردوں والی آنکھوں کی بجائے — صبر اور استقلال ایک آنکھ پیدا کر دے

رنگہا بینی بجز ایں رنگہا — گوہراں بینی بجائے سنگہا

ان رنگوں کے علاوہ تو اور رنگ دیکھے — سنگریزوں کی بجائے تو موتی دیکھے

گوہرے چہ بلکہ دریائے شوی — آفتابِ چرخ پیمائی شوی

موتی کیا بلکہ تو دریا بن جائے — آسمان کو طے کرنے والا سورج بن جائے

کارکُن در کارگاہ باشد نہاں — تو برو در کارگہ بینش عیاں

کارگیر، کارخانہ میں چھپا ہوتا ہے — تو جا، کارخانہ میں اس کا مشاہدہ کر لے

کار[۵۳] چوں بر کارکُن پردہ تنید — کارکُن بر کارگہ باشد پدید

کام نے جبکہ کارکن پر پردہ ڈال رکھا ہے — کارگیر کارخانہ میں رونما ہو گا

خارجِ ایں کار تو انیش دید — منتظر در کارگہ آید پدید

کام سے علیحدہ تو اس کو نہ دیکھ سکے گا — جس کا انتظار ہے وہ کارخانہ میں ظاہر ہو گا

کارگہ چوں جائے باشِ عاملست — آں کہ بیرونست از و غافلست

جبکہ کارخانہ کاریگر کا ٹھکانا ہے — جو اس (کارخانہ) سے باہر ہے وہ اس سے غافل ہے

---

۵۱ چہ بُود۔ چھلاوے کی آواز انسان کے اپنے اندرونی جذبات ہیں، جو مال اور جاہ اور آبرو سے متعلق ہیں۔ رازہا۔ یعنی حقیقت کے اسرار۔ چشم چوں نرگس۔ نرگس کی آنکھ بے نور اور حسین ہونے میں ضرب المثل ہے یہاں دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کرگس۔ گدھ مردہ خوری میں مشہور ہے۔ صبح۔ آسمان کے مشرقی کنارے پر پہلے سفیدی آتی ہے وہ صبحِ کاذب کہلاتی ہے اس لئے کہ اس کے بعد پھر تاریکی آجاتی ہے اس تاریکی کے بعد کی سفیدی کو صبحِ صادق کہا جاتا ہے جو دراصل صبح ہے، یعنی اصل کو عارضی چیز سے جدا کر لینے کی استعداد پیدا کر۔

۵۲ دیدگانِ ہفت رنگ۔ انسان کی آنکھ میں سات پردے ہیں جن کو ہفت رنگ کہا ہے۔ دیدہ۔ یعنی صبر و استقلال دل کی آنکھ کھول دے گا۔ رنگہا۔ جب قلب کی آنکھ کھل جائیگی تو اصل حقیقت واضح ہو جائیگی۔ گوہرے۔ یعنی صرف گوہر کو دیکھنا ہی نہیں بلکہ تو ایسا سمندر بن جائیگا جس میں موتی پیدا ہوتے ہیں اور عالمِ بالا کی سیر کرنے لگے گا۔ کارکن۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی مصنوعات و مخلوقات میں دیکھا جا سکتا ہے، مصنوع سے صانع کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے۔

۵۳ کار۔ اللہ کی صنعت اس کے لئے پردہ پوش ہے تو اب اس کو کارگاہِ عالم ہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کارگر۔ کاریگر کارخانہ میں ہوتا ہے اس کو باہر تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔

۶۹۵

www.pdfbooksfree.pk

پس در آدر کارگہ یعنی[1] عدم
تا بہ بینی صُنع و صانع را بہم

لہٰذا کارخانہ یعنی عدم میں آ
تاکہ تو کام اور کاریگر کو اکٹھا دیکھے

کارگہ چوں جائے روشن دیدگیست
پس برونِ کارگہ پوشیدگیست

کارخانہ چونکہ کھلے طور پر دیکھنے کی جگہ ہے
پس کارخانہ کے باہر پوشیدگی ہے

رُو بہ ہستی داشت فرعونِ[2] عنود
لاجرم از کارگاہش کور بود

سرکش فرعون (اپنے) وجود کی طرف متوجہ ہوا
لامحالہ اُس کے کارخانہ سے اندھا تھا

لاجرم میخواست تبدیلِ قدر
تا قضا را باز گرداند ز در

یقیناً وہ تقدیر کو بدلنا چاہتا تھا
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کو دروازہ سے واپس لوٹا دے

خود قضا بر سُبلت آں حیلہ مند
زیرِ لب می کرد ہر دم ریشخند

فیصلہ (خداوندی) اُس حیلہ گر کی مونچھوں پر
ہر وقت زیرِ لب مُسکرا رہا تھا

صد ہزاراں طفل کُشت او بے گناہ
تا بگردد حُکم و تقدیرِ الٰہ

اُس نے لاکھوں معصوم بچے قتل کر ڈالے
تاکہ (اللہ تعالیٰ کا) فیصلہ اور تقدیر ٹل جائے

تاکہ موسیٰؑ نبی ناید بروں
کرد در گردن ہزاراں ظلم و خوں

تاکہ موسیٰؑ نبی ظاہر نہ ہوں
اُس نے (اپنی) گردن پر ہزاروں ظلم اور خون لئے

آں ہمہ خوں کرد و موسیٰؑ زادہ شُد
وز برائے قہرِ او آمادہ شُد

اُس نے بہت (کشت و) خون کیا اور موسیٰؑ پیدا ہو گئے
اور اُس کی سرکوبی کے لئے آمادہ ہو گئے

گر بدیدے کارگاہِ لایزال
دست و پایش خشک گشتے ز اختیال

اگر وہ (خدائے) لایزال کا کارخانہ دیکھ لیتا
حیلہ گری سے اُس کے ہاتھ پیر خشک ہو جاتے

اندرونِ خانہ اش موسیٰؑ معاف
وز بروں می کُشت طفلاں را گزاف

اُس کے گھر میں موسیٰؑ آرام سے تھے
وہ باہر خواہ مخواہ بچوں کو قتل کر رہا تھا

ہمچو[3] صاحب نفس کو تن پرورد
بردِ گر کس ظنِ حقدے می بَرد

اُس نفسانی (انسان) کی طرح جو تن پروری کرے
دوسرے پر دشمنی کا گمان کرے

کایں عدو و آں حسود و دشمن ست
خود حسود و دشمنِ او آں تن ست

کہ یہ دشمن، اور وہ حاسد اور مخالف ہے
(حالانکہ) اُس کا حاسد اور دشمن خود وہ جسم ہے

---

[1] یعنی عدم۔ اپنے وجود اور ہستی کو فنا کرنے کے بعد ہی وجودِ واحد کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ کارگہ۔ کارخانۂ عالم۔ ہستی کو ختم کر کے مشاہدۂ حق کرنے کا مقام ہے۔ جب تک انسان اپنی ہستی کا قائل ہے وہ مشاہدہ سے محروم ہے۔

[2] فرعون۔ فرعون اپنی ہستی کی طرف متوجہ تھا لہٰذا وہ کارگاہِ عدم سے اندھا تھا۔ تبدیلِ قدر۔ مقدر یہ ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اُس کی سلطنت کو زیر و زبر کر دینگے۔ سُبلت۔ مونچھ۔ بر سُبلت کے خندیدن کے معنیٰ ہیں کسی کو بنظرِ حقارت دیکھنا۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ طفل۔ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ تاکہ موسیٰؑ۔ فرعون کو اُس کی ایک خواب کی تعبیر میں بتایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا اُس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کارگاہِ لایزالی۔ اللہ تعالیٰ کا کارخانۂ قدرت۔ باختیال۔ قضاءِ الٰہی سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل۔ اندرونِ خانہ۔ حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہو رہی تھی اور باہر اُس نے قتلِ عام کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

[3] ہمچو صاحبِ نفس۔ جو انسان تن پروری کر رہا ہے اور دوسروں پر دشمنی کا گمان کر رہا ہے اُس کی مثال فرعون کی سی ہے کہ اصل دشمن موسیٰؑ کو پال رہا تھا اور بے قصور بچوں کو قتل کرا رہا تھا۔ آں تن ست۔ تن پروری روح کی موت کا سبب ہے تو اصل دشمن انسان کا تن ہے۔

۶۹۱
www.pdfbooksfree.pk

اُو[1] چو موسیٰؑ و تنش فرعونِ اُو — اُو بہ بروں می دود کہ کو عدوِ؟
وہ موسیٰؑ کی طرح ہے اور اُس کا جسم اُسکا فرعون ہے — وہ باہر بھاگا پھرتا ہے، کہ دشمن کہاں ہے؟

نفس اندر خانۂ تن نازنیں — بر دگر کس دست می خاید بکیں
نفس جسم کے گھر میں نازوں میں پل رہا ہے — وہ دوسروں پر کینہ سے ہاتھ چبا رہا ہے

ملامت کردنِ مردم شخصے را کہ مادر را کشت بہ تہمت

لوگوں کا ایک شخص کو ملامت کرنا جس نے ماں کو تہمت کی وجہ سے قتل کر ڈالا

آں یکے از خشم مادر را بکشت — ہم بزخمِ خنجر و ہم زخمِ مشت
ایک شخص نے غصہ میں ماں کو مار ڈالا — خنجر کے زخم اور مکوں کی مار سے

آں یکے گفتش کہ از بدگوہری — یاد ناوردی تو حقِ مادری
ایک شخص نے اُس سے کہا کہ بدذاتی کی وجہ سے — تونے ماں کا حق یاد نہ کیا

ہے چرا کشتی ورا اے زشت رُو — می نگوئی اُو چہ کرد آخر بتو
افسوس! اے بدرُو تونے اُسکو کیوں مار ڈالا؟ — کیوں نہیں بولتا؟ آخر اُسنے تیرے ساتھ کیا کیا تھا؟

ہیچ کس کُشت ست مادر اے عَنود — می نگوئی کو چہ کرد آخر چہ بُود
اے سرکش! کسی نے ماں کو (بھی) قتل کیا ہے؟ — کیوں نہیں بولتا کہ اُسنے کیا کیا؟ آخر کیا بات تھی؟

گفت کارے[2] کرد کان عارِ ولیست — کشتمش کاں خاک شارِ ولیست
اُس نے کہا، اُس نے وہ کام کیا جو اُسکے لئے عار تھا — میں نے اُسکو قتل کر دیا کیونکہ وہ ولی (اللہ) کی پردہ پوشی کرنیوالی ہے

متہم شد با یکے زاں کشتمش — غرقِ خوں در خاک گور آغشتمش
وہ ایک کیساتھ متہم ہوئی اسلئے میں نے اُسکو قتل کر دیا — خون میں نہلا کر میں نے قبر کی مٹی میں اُسکو ملا دیا

گفت آں کس را بکش اے محتشم — گفت بس ہر روز مردے را کشم
اُس نے کہا، ارے بھلے اُس شخص کو قتل کر — اُس نے کہا تو پھر ہر روز ایک مرد کو قتل کروں

کشتم اُو را رستم از خونہائے خلق — نائے او بُرّم بہ است از نائے خلق
میں نے اُس کو قتل کر دیا، لوگوں کے خون سے چھٹکارا پا گیا! — اُس کا گلا کاٹوں یہ اُس سے بہتر ہے کہ لوگوں کا گلا

نفسِ[3] تست آں مادرِ بد خاصیت — کہ فسادِ اُوست در ہر ناحیت
وہ بد عادت ماں تیرا نفس ہے — کہ ہر جانب اِسی کا فساد ہے

ہیں بکش اُو را کہ بہرِ آں دَنی — ہر دمے قصدِ عزیزے می کُنی
آگاہ! اُسی کو قتل کر اُس کمینے کی وجہ سے — تو ہر وقت کسی عزیز (کی جان لینے) کا قصد کرتا ہے

---

[1] اُو — یعنی اُس کی روح۔ نفس اندر تن — یعنی نفسِ امّارہ۔ نازنیں — نازوں سے پلا ہوا۔ ملامت کردن — اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ بُرائی کی جڑ کو ختم کرنا چاہیئے نفسِ امّارہ ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہے۔ زخمِ مشت — گھونسوں کی چوٹ۔ بدگوہری — اس میں یار کو صدائے اور خطاب کے لئے مان کر دو طرح ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ عَنود — سرکش۔

[2] کارے — یعنی وہ ایک ایسی سے ملوث تھی۔ خاک — یعنی قبر کی مٹی ہی اُس کی پردہ پوش ہے۔ آں کس — یعنی جس کے ساتھ وہ متہم ہوئی تھی۔ خونہائے خلق — یعنی لوگ جس سے متہم ہے اُس کو قتل کر دوں کل کو کسی دوسرے سے متہم ہو تو اُس کو قتل کروں۔

[3] نفس — انسان کی تمام بُرائیاں نفسِ امّارہ کی وجہ سے ہیں۔ ناحیت — گوشہ، جانب۔ آں دنی — کمینہ نفس۔

۸۹۲
www.pdfbooksfree.pk

از پئے ایں دنیائے خوش بر تست تنگ
اسی کی وجہ سے یہ بھلی دنیا تجھ پر تنگ ہے

از پئے اُو باحق و با خلق جنگ
اسی کے لئے اللہ (تعالےٰ) اور مخلوق سے جنگ ہے

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار
(اگر) تو نے نفس کو مار ڈالا عذر خواہی سے چھوٹ جائیگا

کس ترا دشمن نہ ماند در دیار
دنیا میں تیرا کوئی دشمن نہ رہے گا

گر شکال آرد کسے بر گفت ما
اگر ہماری بات پر کوئی اشکال (اعتراض) کرے

از برائے انبیا و اولیا
انبیاء اور اولیاء کی وجہ سے

کانبیارا نے کہ نفس کشتہ بود
کہ نبیوں کا نفس کیا مرا ہوا نہ تھا

پس چرا شاں دشمناں بود و حسود
تو اُن کے حاسد اور دشمن کیوں تھے؟

گوش نہ تو اے طلبگار صواب
اے بھلی بات کے طالب! کان دھر

بشنو ایں اشکال و شبہت را جواب
اِس اِشکال اور شبہ کا جواب سُن لے

دشمنِ[۵۲] خود بودہ اند آں منکراں
وہ منکر خود اپنے دشمن تھے

زخم بر خود می زدند ایشاں چناں
اِس طرح وہ اپنے ہی کو زخمی کر رہے تھے

دشمن آں باشد کہ قصدِ جاں کند
دشمن تو وہ ہوتا ہے جو جان (لینے) کا ارادہ کرے

دشمن آں نبود کہ خود جاں می کند
دشمن وہ نہیں ہوتا جو خود دم توڑ دے

نیست خفاشک عدوِ آفتاب
چمگادڑ، سورج کی دشمن نہیں ہے

او عدوِ خویش آمد در حجاب
وہ در پردہ اپنی ہی دشمن ہے

تابشِ خورشید او را می کشد
سورج کا نور اُس کو مارے ڈالتا ہے

رنج او خورشید ہرگز کے کشد
اُس کی تکلیف سورج کب برداشت کرتا ہے؟

دشمن آں باشد کز و آید عذاب
دشمن وہ ہوتا ہے جس سے تکلیف پہنچے

مانع آید لعل را از آفتاب
لعل کے لئے آفتاب سے مانع بنے

مانعِ خویشند جملہ کافراں
تمام کافر اپنے لئے روک ہیں

از شعاعِ جوہرِ پیغمبراں
پیغمبروں کے گوہر کی شعاع سے

کے[۵۳] حجابِ چشم آں فرزند خلق
لوگ اُس یکتا کی آنکھ کا حجاب کب ہیں؟

چشمِ خود را کور و کژ کردند خلق
لوگوں نے اپنی آنکھ کو اندھا اور اپنے آپ کو بہرا بنا لیا ہے

چوں غلامِ ہندوی کو کیں کشد
ہندوستانی غلام کی طرح کہ وہ کینہ رکھتا ہے

از ستیزِ خواجہ خود را می کشد
آقا کی دشمنی میں اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے

۵۱ از پئے۔ اِس نفس کی وجہ سے۔ اِعتذار۔ عذر خواہی ایک دوسرے سے دشمنی کرتا ہے اور پھر اُس کو معذرت بھی کرنی پڑتی ہے، جب دشمنی ختم ہو جائیگی تو معذرت کی ضرورت نہ رہیگی۔ کانبیا۔ یہ اشکال کی وضاحت ہے کہ انبیا اور اولیا نے تو اپنے نفسِ امارہ کو مار دیا تھا پھر اُنسے دشمنی اور حسد کیوں تھا۔

۵۲ دشمنِ خود۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کے دشمن اُنکے دشمن نہ تھے بلکہ اپنے دشمن تھے کیونکہ دشمنی کے نقصانات خود اُن کو پہنچتے تھے قصدِ جاں یعنی روح اور اُس کے مراتب کو نقصان پہنچائے۔ نمی کند خود مخالفوں کی روح تباہ ہوئی خفاشک۔ ذلیل چمگادڑ خود ہی آفتاب کے نور سے محروم ہے اس کے نور میں خلل انداز نہیں ہے۔ عذاب۔ یعنی دشمن تو وہ ہے جس کی دشمنی سے منافع کو نقصان پہنچے۔ لعل۔ لعل آفتاب سے فیض حاصل کرتا ہے۔

۵۳ کے حجاب۔ اپنے زمانہ کے یکتا کے ساتھ دشمنوں کی دشمنی اُنکی آنکھ کا حجاب نہیں بن سکتی ہے بلکہ دشمن خود اپنے آپ کو اندھا اور بہرہ بنا لیتے ہیں۔ کیں۔ کینہ ستیز۔ لڑائی جھگڑا۔

493
www.pdfbooksfree.pk

سَرنگوں می افتد از بامِ سَرا — تا زیانے کردہ باشد خواجہ[1] را
کوٹھے پر سے اوندھا گر جاتا ہے — تاکہ آقا کو نقصان پہنچائے

گر شود بیمار دشمن با طبیب — ور کند کودک عداوت با ادیب
اگر بیمار، طبیب کا دشمن ہو جائے — اگر بچہ اُستاد سے عداوت کرے

در حقیقت دشمنِ جانِ خودند — راہِ عقل و جانِ خود را خود زدند
در حقیقت وہ خود اپنی جان کے دشمن ہیں — اپنی عقل اور جان کا راستہ خود کاٹتے ہیں

گازر[2] ے گر خشم گیرد ز آفتاب — ماهیے گر خشم می گیرد ز آب
دھوبی اگر سورج پر غصہ کرے — مچھلی اگر پانی سے دشمنی کرتی ہے

تو بکو بنگر کرا دارد زیاں — عاقبت کہ بُود سیاہ اختر ازاں
تو غور کر، نقصان کس کا ہے — آخر کار اُس سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا؟

گر ترا حق افرید زشت رُو — ہاں مشو ہم زشت رو ہم زشت خُو
اگر تجھے اللہ (تعالیٰ) نے بدصورت پیدا کیا ہے — خبردار، بدصورت اور بدعادت نہ بن

ور بود کفشت مرو در سنگلاخ — ور دو[2] شاخستت مشو تو چار شاخ
اگر تیرے پاس جوتا ہے تو پتھریلی زمین میں نہ چل — اگر تیرے دو شاخیں ہیں چار شاخوں والا نہ بن

تو حسودی[3] کز فلاں من کمترم — می فزاید کمتری در اخترم
تو اس پر حاسد ہے کہ میں فلاں سے کم ہوں — وہ میرے نصیب میں کمتری بڑھا رہا ہے

خود حسد نقصان و عیبِ دیگرست — بلکہ از جملہ بدیہا بدترست
خود حسد ایک دوسرا عیب اور نقصان ہے — بلکہ تمام بُرائیوں سے بُرا ہے

آں بلیس از ننگ و عارِ کمتری — خویشتن افگند در صد ابتری
شیطان نے کمتری کی ذلت اور عار سے — اپنے آپ کو سینکڑوں تباہیوں میں پھنسا دیا

از حسد می خواست تا بالا بُود — خود چہ بالا بلکہ خوں پالا بُود
اُس نے حسد کی وجہ سے چاہا کہ اُونچا بنے — اُونچا تو کیا بنتا، بلکہ خون آلود ہو گیا

آں ابوجہل از محمدؐ ننگ داشت — وز حسد خود را بالا می فراشت
ابوجہل کو محمدؐ سے ذلت محسوس ہوئی — اور حسد کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اونچا کرتا

بُوالحکم نامش بُد و بُوجہل شد — اے بسا اہل از حسد نااہل شد
اس کا نام بُوالحکم تھا، بُوجہل ہو گیا — بہت سے لوگ حسد کی وجہ سے نااہل بنے

[1] خواجہ را۔ خواجہ کو نقصان کیا پہنچتا دشمنی میں خود اُس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ راہِ عقل۔ نہ عقل کی تکمیل ہوگی نہ جان کی بالیدگی ہوگی۔

[2] گازر۔ دھوبی کو کپڑے سکھانے کیلئے دھوپ کی ضرورت ہے۔ ماہیے۔ مچھلی کو اپنی زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ سیاہ اختر۔ بدنصیب۔ گر ترا۔ ایک عیب ہے تو اسمیں اضافہ نہ کرنا چاہیے۔ انبیا اور اولیاء کے دشمنوں میں جہل تو تھا ہی دشمنی کر کے اور اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ وَر کبود۔ پیادہ پا جوتے پہن کر چلنا ایک مصیبت ہے۔ اُسکو پتھریلی زمین میں چل کر دوگنا نہ کر۔ شاخ سینگ، ٹہنی، ٹکڑا۔ مشو۔ یعنی اپنی مصیبت میں اضافہ نہ کر۔

[3] تو حسودی۔ حسد کی بنیاد دوسرے کے مال و جاہ کی زیادتی ہے، حاسد کا مال تو کم ہی ہوتا ہے۔ حسد کر کے اور مصائب میں اضافہ کرتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے حضرت آدمؑ پر حسد کیا اور سو مصیبتوں میں اپنے آپ کو پھنسا دیا۔ از حسد۔ حسد کی وجہ سے بلندی تو کیا ملتی تباہ ہو گیا۔ ابوجہل۔ آنحضورؐ کے چچا عمر بن ہشام کو ابوالحکم کہا جاتا تھا وہ سب کے فیصلے کرتا تھا حسد میں مبتلا ہوا تو ابوجہل یعنی نادان لقب پڑا۔

۱۹۶
www.pdfbooksfree.pk

من ندیدم در جہانِ جستجو
میں نے تگ و دو کی دنیا میں نہیں دیکھی

ہیچ اہلیّت بہ از خوئے[1] نکو
کوئی اہلیت نیک عادت سے بہتر

انبیا را واسطہ زاں کرد حق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کا واسطہ اسی سے بنایا ہے

تا پدید آید حسدہا در فلق
تاکہ حسد، روشنی میں نمایاں ہو جائے

درگذر از فضل و زچستی و فن
بڑائی اور چالاکی اور ہنر سے درگزر کر

کار خدمت دارد و خلقِ حسن
خدمت اور اچھے اخلاق کام کے ہیں

زانکہ[2] کس را از خدا عاری نبود
اس لئے کہ خدا سے تو کسی کو عار نہ تھی

حاسدِ حق ہیچ دیّاری نبود
کوئی بانسندہ اللہ (تعالیٰ) کا حاسد نہ تھا

آں کسے کش مثلِ خود پنداشتے
جس شخص کو تو اپنا جیسا سمجھتا ہے

زاں سبب با او حسد برداشتے
اُس سے اسی وجہ سے تو حسد کرتا ہے

چوں مقرّر شد بزرگی رسولؐ
جب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بڑائی طے ہو گئی

پس حسد ناید کسے را از قبول
تو کسی (مومن) کو ماننے میں حسد نہیں آتا

پس[3] بہر دورے ولی قائم ست
ہر زمانے میں ایک ولیِ قائم ہے

تا قیامت آزمائش دائم ست
قیامت تک دائمی آزمائش ہے

ہر کرا خوئے نکو باشد بَرَست
جس کی اچھی عادت ہوگی وہ نجات پا گیا

ہر کسے کو شیشۂ دل باشد شکست
جس کا دل شیشے کا ہوگا وہ ٹوٹ گیا

پس امامِ حیّ و قائم آں ولی ست
زندہ اور قائم امام وہ ولی ہے

خواہ از نسلِ عمرؓ خواہ از علیؓ ست
خواہ (حضرت) عمرؓ کی نسل سے ہو یا (حضرت) علیؓ کی

مہدیؑ و ہادی ولیست اے نیکبخ
اے نیک بخت! مہدی اور ہادی وہی ہے

ہم نہان و ہم نشستہ پیشِ رُو
چھپا ہوا بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے

اُو چو نور ست و خرد جبرئیلِ اُو
وہ نور کی طرح ہے اور عقل اس کا جبرئیلؑ ہے

آں ولیِ کم از و قندیلِ اُو
اُس سے کم (درجہ کا) ولی اُس کا قندیل ہے

امامِ حیّ و قائم ہے، مہدی بھی وہی ہے اور ہادی بھی وہی ہے، اُس کی یہ خوبیاں مخفی ہوتی ہیں اور وہ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق وہ لوگوں کی نگاہوں سے سُرَمَنْ رَآی کے غار میں پوشیدہ ہیں۔ خرد جبرئیلِ او۔ اُس کی عقل اُس کے لئے منجانب اللہ پیغام رساں ہے۔ قندیلِ اُو۔ دوسرے اولیاء اُس کے ہی نور سے فیض پہنچاتے ہیں۔

---

[1] خوئے نیکو۔ نیک خصلت ہونا سب سے بڑی خوبی ہے۔ انبیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان انبیا کو واسطہ اسی لئے بنایا ہے تاکہ حاسدوں کا مخلصوں سے امتیاز ہو جائے۔ کارِ خدمت گذاری اور خوش خلقی ہی کام کی چیزیں ہیں۔

[2] زانکہ۔ اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کا واسطہ نہ بناتا تو حاسدوں کا حسد ظاہر نہ ہوتا۔ اللہ کو کوئی بھی اپنے برابر کا تصور کر کے حسد نہ کرتا۔ آں کسے۔ انسان کے حسد کی بنیاد یہی ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے برابر کا سمجھتا ہے پھر اُس کی بڑائی پر حسد کرتا ہے۔

[3] پس۔ رسولوں کا سلسلہ ختم ہو جانے سے حاسدوں کے حسد کے اظہار کا موقع ختم نہیں ہوا، اب اولیاء اللہ کی ذات بھی حاسدوں کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ ولیِ قائم۔ قطب الاقطاب جو تمام عوالم پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقاءِ عالم اُسکی بقا سے ہے۔ ہر کرا۔ اچھی عادت والے اُس کا اتباع کر کے نجات حاصل کر لیں گے تُنک مزاج محروم رہیں گے۔ امامِ حیّ و قائم۔ شیعہ حضرات بارھویں امام محمد مہدیؑ کو زندہ اور قائم مانتے ہیں چونکہ اُن کے نزدیک امام صرف اہلِ بیت میں سے ہی ہو سکتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ امام کے لئے نسلی کوئی خصوصیت نہیں ہے ہر دور کا قطب الاقطاب

۶۹۵
www.pdfbooksfree.pk

وانکہ زیں قندیل کم مشکوٰۃِ ماست
اور جو اُس قندیل سے کم (درجہ کا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے

زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق
اِسلئے کہ اللہ (تعالیٰ) کا نور سات سو پردے رکھتا ہے

از پسِ ہر پردہ قومے را مقام
ہر پردے کے پیچھے ایک جماعت کا مقام ہے

اہلِ صفِ آخریں از ضعفِ خویش
آخری صف والے، اپنی کمزوری کی وجہ سے

واں صف پیش از ضعیفیِ بصر
اگلی صف، نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے

روشنیِ کو حیاتِ اوّل ست
وہ روشنی جو پہلی (صف) کی زندگی ہے

اَحولیہا اندک اندک کم شود
اِس کی کمزوری تھوڑی تھوڑی کم ہوتی ہے

آہنے را کاصلاحِ آہن یا زرست
وہ آہن جو لوہے یا سونے کی (باعثِ) اِصلاح ہے

سیب و آبی خامیی دارد خفیف
سیب اور بہی تھوڑا سا کچا پن رکھتے ہیں

لیکن آہن را لطیف آں شعلہا ست
لیکن لوہے کے لئے وہ شعلے ہلکے ہیں

ہست آں آہن فقیرِ سخت کش
سختی کو برداشت کرنے والا درویش وہ لوہا ہے

حاجبِ آتش بود بے واسطہ
وہ بلا واسطہ آگ کی روک بنتا ہے

نور را در مرتبہ ترتیبہاست
مرتبہ میں نور کی ترتیبیں ہیں

پردہائے نور داں چندیں طبق
تو اِن مراتب کو نور کے پردے سمجھ

صف صف اند ایں پردہا شاں تا امام
اُن کے یہ پردے اِمام تک صف بہ صف ہیں

چشمِ شاں طاقت ندارد نورِ بیش
اُنکی آنکھ زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

تاب نارد از شعاعِ بیش تر
زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

رنجِ جان و فتنۂ ایں احول ست
اِس کمزور آنکھ والے کی جان کیلئے مصیبت و آفت ہے

چوں ز ہفصد بگذرد او یم شود
جب سات سو پردوں سے گزر جاتا ہے تو وہ ہوں ہو جاتا ہے

کے صلاحِ آبی و سیبِ ترست
تازہ سیب اور بہی کی (باعثِ) اِصلاح کب ہے؟

نے چو آہن تا بشے خواہد لطیف
لوہے جیسا نہیں، (اِسلئے) ہلکی گرمی چاہتے ہیں

کو جذوبِ تابشِ آں اژدہاست
کیونکہ وہ گرمی کے اُن اژدہوں کو خوب جذب کرنے والا ہے

زیرِ تنبک آتش ست او سُرخ و خوش
ہتھوڑے اور آگ کے نیچے وہ اور سُرخ اور خوش ہے

در دلِ آتش رَود بے رابطہ
بغیر کسی ذریعہ آگ کے درمیان گھس جاتا ہے

شعلے۔ فقیرِ سخت کش۔ وہ درویش جو مجاہدات کی بھٹی میں تپتا ہے اس کی حالت لوہے کی طرح ہے۔
حاجب۔ وہ اُس آگ کو براہِ راست بدن پر لے لیتا ہے۔

۱؎ وانکہ۔ قُطب الاقطاب، نور ہے جو اولیاء اُس سے مُستفید ہیں وہ بمنزلہ قندیلوں کے ہیں دیگر بزرگ جو اُن اولیاء سے منتفید ہیں اُن کی مثال طاقچہ کی سی ہے جو قندیل سے منور ہوتا ہے۔ ہفصد۔ یعنی بہت سے طبق۔ یعنی اولیاء کے طبقات۔ از پسِ۔ اولیاء کے مختلف طبقات ہیں جو قطب الاقطاب پر جاکر ختم ہو جاتے ہیں۔

۲؎ اہلِ صف۔ آخری صف والے زیادہ تجلی کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ صفِ پیش۔ یعنی آخری صف سے اگلی صف والے۔ ضعاع۔ یعنی نورِ خداوندی۔ حیاتِ اوّل۔ یعنی وہ تجلی جو صفِ اوّل کے لئے باعثِ حیات ہے۔ اَحول۔ بھینگا، کمزور نگاہ والا۔ اَحولیہا۔ یعنی تیسرے درجہ کے اولیاء بھی مجاہدات کے ذریعہ ترقی کرکے اور مجابات طے کرکے عارفِ کامل بن جاتے ہیں۔ اَو یم۔ میں وہ ہوں، وحدت کی طرف اشارہ ہے۔

۳؎ آہنے۔ یعنی جس طرح محسوسات میں ہر آگ کو ہر چیز برداشت نہیں کر سکتی اسی طرح ہر تجلی کا ہر شخص متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر وہ آہن جو لوہے کیلئے مُفید ہے سبزی پر ڈال دی جائے تو وہ جل کر خاک ہو جائیگی۔ آبی۔ بہی۔ آں شعلہا۔ جو سخت آہن لوہے کیلئے درکار ہے لوہے کے لئے وہی لطیف ہے۔ اژدہا۔ یعنی

www.pdfbooksfree.pk

بے حجابے آب و فرزندانِ[1] آب
پانی اور پانی کی پیداوار بغیر آڑ کے

واسطہ دیگے بُود یا تابہ
دیگ کا واسطہ ہو، یا توے کا

یا مکانے درمیاں تا آں ہوا
یا درمیان میں الگ جگہ ہو تاکہ وہ ہوا

پس فقیر آنست کُو بے واسطہ ست
درویش وہ ہے جو بغیر واسطہ کے ہے

پس دلِ عالَم ویست ایراکہ تن
وہ درویش عالَم کیلئے (بمنزلہ) دل ہے کیونکہ جسم

دل نباشد تن چہ داند گفتگو
اگر دل نہ ہو جسم گفت گو کیا جانے؟

پس نظرگاہِ شعاعِ آں آہن ست
لہٰذا شعلے کا منظورِ نظر، لوہا ہے

بازایں دلہائے جزوی چوں تن ست
پھر یہ جزوی دل جسم کی طرح ہیں

بس مثال و شرح خواہد[2] ایں کلام
یہ کلام بہت سی مثالیں اور شرح چاہتا ہے

تا نہ گردد نیکوئی ما بدی
تاکہ ہماری نیکی، بدی نہ بن جائے

پائے کژرا کفشِ کژ بہتر بود
ٹیڑھے پیر کے لئے ٹیڑھا جوتا بہتر ہوتا ہے

پختگی زآتش نیابند و خطاب
آگ سے نہیں پکتی ہے اور نام نہیں پاتی ہے

ہمچو پارا در روشِ پاتابہ
جس طرح چلنے میں پیر کے لئے جوتا

میشود سوزاں و می آرد نما
گرم ہو، اور بڑھائے

شعلہ را با وجودش رابطہ ست
شعلوں کو اُس کی وجود سے تعلق ہے

می رسد از واسطہ ایں دل بفن
اِسی دل کے واسطے سے فن (ہنر) تک پہنچتا ہے

دل نہ جوید تن چہ داند جستجو
دل جستجو نہ کرے تو جسم جستجو کرنا کیا جانے؟

پس نظرگاہِ خدا دل نے تن ست
خدا کا منظورِ نظر دل ہے، نہ کہ جسم

بادلِ صاحبدلے کو معدن ست
صاحبِ دل کے دل کے مقابلے میں جو کان ہے

لیک ترسم تا نہ لغزد فہمِ عام
لیکن میں ڈرتا ہوں کہ عوام کی سمجھ لغزش نہ کھا جائے

ایں کہ گفتم ہم نہ بُد جُز بیخودی
یہ بھی جو کچھ میں نے کہہ دیا سوائے بیخودی کے

مُرگدارا دستگہ بر در بُود
گداگر کی جگہ دروازے پر ہوتی ہے

امتحانِ[3] بادشاہ آں دو غلام کہ نو خریدہ بُود

بادشاہ کا اُن دو غلاموں کا امتحان کرنا جن کو نیا خریدا تھا

بادشاہے دو غلام ارزاں خرید
ایک بادشاہ نے دو سستے غلام خریدے

تا یکے زاں دو سخن گفت و شنید
ان دونوں میں سے ایک سے بات کہی اور سُنی

---

[1] فرزندانِ آب۔ پانی کی پیداوار خ طاب۔ یعنی ان کو خشک روٹی، پلاؤ وغیرہ نہیں کہا جاتا۔
تابہ۔ توا، آتا جب توے کے واسطے سے آگ پر پکے گا تب اُس کو روٹی کہا جائیگا۔ پاتابہ۔ جوتہ، نما۔ گرم ہوا سے درخت وغیرہ نشوونما پاتے ہیں۔ پس فقیر۔ عارفِ کامل راہِ راست کسبِ فیض کرتا ہے۔ ولیست۔ قطب الاقطاب عالم کے لئے بمنزلہ دل کے ہے۔ دل نباشد۔ جسم کے سارے کمالات دل کی وجہ سے ہیں۔ نظرگاہ خدا دل خدا کا منظورِ نظر قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ دلہائے جزوی۔ یعنی اُس زمانے کے دیگر اولیاء باادل صاحب دلے۔ قطب الاقطاب دیگر اولیاء کو فیض پہنچاتا ہے۔

[2] ایں کلام۔ اولیاء کے مراتب کی وضاحت کے لئے مفصل کلام درکار ہے جس کا مآل وحدت الوجود کا مسئلہ ہے جو عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تا نہ گردد نیکی بر باد گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے۔ پائے کژ۔ عوام کے ذہن کے مطابق عوام سے بات کرنی چاہیئے، باریک مسائل اُن کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ مُرگدارا۔ فقیر دروازے پر سے بھیک مانگے گا تو کچھ مل جائیگا گھر میں گھسے گا تو گت بن جائے گی۔

[3] امتحان پہلے کہا گیا تھا کہ ہر شخص کے مناسب حال اس سے بات

www.pdfbooksfree.pk

یافتش زیرک دل و شیریں جواب
اُس نے اُس کو ذہین اور شیریں جواب پایا

آدمی مخفیست در زیرِ زبان
انسان زبان میں پوشیدہ ہے

چونکہ بادے پردہ را درہم کشید
جب ہوا نے پردہ ہٹا دیا

کاندراں خانہ گہر[۵۲] یا گندم ست
کہ اُس گھر میں موتی ہیں، یا گیہوں

یا در و گنجست و مارے بر کراں
یا اُس میں خزانہ ہے اور کنارے پر سانپ ہے

بے تامّل اُو سخن گفتے چناں
وہ بے تامّل ایسی باتیں کرتا

گفتے در باطنش دریاستے
گویا اُس کے اندر ایک دریا ہے

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شدے
[۵۳] ہر موتی (بات) کا نور جو اُس سے چمکتا

نورِ فرقاں فرق کردے بہرِ ما
قرآن کا نور ہمارے لئے جدا کر دیتا

نورِ گوہر نورِ چشمے ما شدے
موتی کا نور ہماری آنکھ کا نور ہو جاتا

چشم کرکردی دو دیدی قرصِ ماہ
تو نے آنکھ کو ٹیڑھا کر لیا، چاند کی ٹکیا کو دو دیکھا

راست گرداں چشم را در ماہتاب
چاند (کو دیکھنے) میں اپنی آنکھ سیدھی کر لے

از لبِ[۵۱] شکّر چہ زاید شکّر آب
حسین ہونٹوں سے کیا ٹپکتا ہے؟ شربت

ایں زباں پردہ است بر درگاہِ جاں
یہ زبان جان کے دربار کا پردہ ہے

سرِّ صحنِ خانہ شُد بر ما پدید
گھر کے صحن کا راز ہم پر کھل گیا

گنجِ زر یا جملہ مار و کژدم ست
سونے کا خزانہ ہے یا سب سانپ اور بچھو ہیں

زانکہ نبود گنجِ زر بے پاسباں
اِسلئے کہ سونے کا خزانہ محافظ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

کز پسِ پانصد تامّل دیگراں
جو دوسرے پانچسو بار غور کر کے (کرتے)

جملہ دُر یا گوہرِ گویاستے
جو موتی ہی موتی ہے یا وہ (غلام) بولتا موتی ہے

حق و باطل را ازاں فرقاں شُدے
حق اور باطل اُس سے الگ الگ ہو جاتا

ذرّہ ذرّہ حق و باطل را جُدا
حق اور باطل کے ذرّے ذرّے کو علیحدہ

ہم سوال و ہم جوابِ ما بُدے
ہمارا سوال بھی ہمارا جواب بھی ہو جاتا

چوں سوال ست ایں نظر در اشتباہ
اِشتباہ کے معاملہ میں یہ ٹیڑھی نظر سوال (اعتراض) جیسی ہے

تا یکے بینی تو مہ را نیک جواب
تاکہ تو چاند کو ایک دیکھے، یہ جواب ہے

---

۵۱ لبِ شکّر۔ شیریں دہن۔
زیرِ زبان۔ عربی کا مشہور محاورہ ہے۔ اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِہٖ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ چونکہ۔ جب آدمی بول پڑا تو زبان کا پردہ ہٹ گیا۔
صحنِ خانہ یعنی انسان کا باطن۔
۵۲ گہر۔ یعنی اچھی خصلتیں۔
گندم یعنی معمولی خصلتیں۔ مار و کژدم یعنی بُری خصلتیں۔ یا در و۔ یعنی اُس میں اچھی اور بُری دونوں خصلتیں ہیں۔ زانکہ۔ عموماً اچھوں میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہی ہے۔
بے تامّل۔ وہ برجستہ ایسی بات کہتا تھا کہ دوسرا سینکڑوں بار سوچ کر بھی نہ کہہ سکے۔ تاباں۔ چمکنے والا۔ فرقان۔ الگ الگ نظر آنا
۵۳ نورِ فرقان۔ پہلے اشعار میں مولانا نے اُس غلام کی باتوں کے بارے میں فرمایا کہ اُس سے حق و باطل میں اِمتیاز ہو جاتا تھا اِس پر شبہ ہوا کہ یہ صفت تو قرآن میں بھی نہیں ہے ورنہ دنیا میں کوئی گمراہ نہ رہتا۔ اِن اشعار میں مولانا نے اِس شبہ کا جواب دیا ہے کہ بیشک قرآن میں اپنی جگہ یہی خوبی ہے لیکن دیکھنے والے کی آنکھ کی بھی اس میں آڑے آجاتی ہے۔ فرقان۔ کلام اللہ کا نام ہے چونکہ وہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ گوہر۔ یعنی قرآن کی آیتیں۔ ہم سوال۔ جو شبہ پیدا ہوتا اُس کا جواب خود قرآن میں مل جاتا۔ چشم کژ۔ بھینگے کو صحیح حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔ نیک جواب۔ جواب یہی ہے کہ تو اپنی نظر کو صحیح کر لے قرآن کی فرقانیت واضح ہو جائے گی۔

www.pdfbooksfree.pk

فکرتت را راست کُن تیکو نگر
اپنی فکر کو سیدھا کرلے، اچھی طرح دیکھ

ہر جوابے کاں ز گوش آید بدل
جو جواب کان کے ذریعہ سے دل میں پہنچتا ہے

گوش دلّالست و چشم اہلِ وصال
کان (تو) دلّال ہے اور چشم (بصیرت خود) صاحبِ مال ہے

در شنیدِ گوش تبدیلِ صفات
کان سے سننے میں صفات کی تبدیلی ہے

ز آتش ار علمت یقیں شد لے سخن
بلاشبہ اگر آگ کا تجھے علم الیقین ہوگیا ہے

تا نسوزی نیست آں عینُ الیقیں
جب تک آگ تجھے جلا نہ دے عینُ الیقین نہیں ہے

گوش چوں ناقد بود دیدہ شود
کان اگر پرکھنے والا ہو تو (چشمِ البصیرت) بنجاتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے، واپس لوٹ

ہست[1] ہم نور و شعاعِ آں گہر
وہ بھی اسی موتی کا نور اور شعاع ہے

چشم گفت از من شنو آں را بہل
چشمِ البصیرت کہتی ہے مجھ سے سُن، اُس کو جھوڑ

چشم صاحبِ حال و گوش اصحابِ قال
چشمِ (البصیرت) صاحبِ حال ہے اور کان زبانی بات کرنیوالوں میں سے ہے

در عیانِ دیدہا تبدیلِ ذات
مشاہدوں سے ذات کی تبدیلی ہے

پختگی جُو در یقیں منزل مکن
یقین میں پختگی طلب کر، ٹکاؤ نہ کر

ایں یقیں خواہی در آتش نشیں
تو یہ یقین چاہتا ہے، تو آگ میں بیٹھ

ورنہ قُل در گوش پیچیدہ شود
ورنہ بات کان میں لپٹ (کر رہ) جاتی ہے

تا کہ شہ با آں غلامانش چہ کرد
دیکھ، بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کیا کیا؟

رواں کردن بادشاہ یکے را ازاں دو غلام و ازیں دیگر حال پرسیدن

بادشاہ کا اُن دو غلاموں میں سے ایک کو روانہ کردینا اور دوسرے سے حالات دریافت کرنا

آں غلامک[3] را چو دید اہلِ ذکا
جب اُس (شاہ) نے اُس پیارے غلام کو ذہین سمجھا

آں دگر را کرد اشارت کہ بیا
دوسرے کو اشارہ کیا کہ آجا

کافِ رحمت گفتمش تصغیر نیست
میں نے (غلامک میں) کاف محبت کیلئے بولا ہے تحقیر کا

جُز چو گوید طفلکم تحقیر نیست
دادا جب میرا بچو نگڑا کہتا ہے تو تحقیر نہیں ہے

چوں بیامد آں دوم در پیشِ شاہ
جب وہ دوسرا بادشاہ کے سامنے آیا

بود اُو گندہ دہاں دنداں سیاہ
وہ گندہ دہن اور کالے دانتوں والا تھا

لگایا جاتا ہے اُس کو چھوٹا کرکے ظاہر کرنا ہوتا ہے، اب یہ چھوٹا ظاہر کرنا کبھی اُس چیز کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے) بندے اور پیار کے اظہار کے لئے۔

[1] ہست۔ صحیح فکر خدا کی دین ہے۔ گہر۔ یعنی ذاتِ باری۔ ہر جوابے۔ کسی شبہ کا حقیقی جواب صحیح فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کا جواب سُن لینے سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ گوش۔ سنی سنائی بات اور صحیح فکر سے حاصل شدہ بات میں وہی نسبت ہے جو ایک دلّال اور محبوبہ میں ہے۔ صاحبِ حال۔ جو کسی کیفیت میں خود مبتلا ہو اصحابِ قال۔ وہ لوگ جنھوں نے اُس کیفیت کو لوگوں سے سُنا ہو۔

[2] در شنید۔ کسی بُری بات کے نتیجہ کو سُن کر انسان اُس سے پرہیز کرتا ہے جس میں یہ ممکن ہوتا ہے کہ اُس بُرائی کو پھر کر بیٹھے لیکن انجام بد میں پھنس کر ایسی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ اُس بُرائی کا ارتکاب ممکن نہیں رہتا ہے۔ یقین۔ آگ کے جلا دینے کی اگر کوئی مخبرِ صادق خبر دے اُس سے جو یقین آگ کے جلانے پر حاصل ہوا وہ علم الیقین ہے۔ کسی کو آگ میں جلتے دیکھ کر جو اُس کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ عینُ الیقین ہے، خود اپنا ہاتھ آگ میں جلنے سے جو آگ کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ حقُ الیقین ہے۔ گوش۔ کان کو اگر کمال حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بھی آنکھ کا کام کرنے لگتا ہے اور سننا بھی دیکھنے کے قائم مقام بن جاتا ہے۔

[3] غلامک۔ اِس میں کاف تصغیر کا ہے یعنی جس میں یہ

499
www.pdfbooksfree.pk

گرچہ شہ ناخوش شد از گفتارِ اُو
بادشاہ اگرچہ اُسکی گفتگو سے (اُسکی بدبو کی) ناخوش ہوا

جستجوئے کرد ہم زاَسرارِ اُو[1]
(تاہم) اُس کے بھیدوں کی جستجو کی

گفت با ایں شکل و گندہ دہاں
اُس بادشاہ، نے کہا اِس شکل اور مُنہ کی بدبو کے ہوتے ہوئے

دور بنشیں مرکب ایں سو تر مَراں
پرے ہو کر بیٹھو، سواری اِس جانب زیادہ نہ بڑھا

کہ تو زاہلِ نامہ و رُقعہ بُدی
کیونکہ تو نامہ و پیام کے لائق ہے

نے جلیس و یار ہم بُقعہ بُدی
نہ کہ ہم نشین اور ہم مجلس دوست ہونے کے

تا علاجِ آں دہانِ تو کُنیم
جبتک کہ ہم تیرے مُنہ کا علاج کریں

تو جلیب و ما طبیبِ پُر فنیم
تو پیارا ہے اور ہم ہُنرمند طبیب ہیں

بہرِ کیکے نو گلیمے سوختن
ایک پیتو کی وجہ سے نئی گدڑی کو جلانا (مناسب نہیں)

نیست لائق از تو دیدہ دوختن
(اِسی طرح) تجھ سے آنکھیں بند کر لینا مناسب نہیں ہے

لیک قابل تر بُدی زاں یارِ خود
لیکن تو اپنے دوست سے زیادہ قابل ہے

نزدِ ما آ کہ تو بہ زاں یارِ بد
ہمارے پاس آجا کیونکہ تو اُس بُرے دوست سے بہتر ہے

باہمہ بنشیں دُو سہ دَستاں بگو[2]
سب کچھ ہوتے ہوئے بیٹھ جا دو تین قصے سُنا

تا بہ بینم صورتِ عقلت نکو
تاکہ میں تیری عقل کی حالت اچھی طرح دیکھ لوں

آں ذکی[2] را پس فرستاد اُو بکار
پھر اُس ذہین کو اُس نے کام کیلئے بھیج دیا

سُوئے حمّامے کہ رو خود را بخار
حمام کی جانب کہ جا اپنے آپ کو مَل دَل

وِیں دِگر را گفت تو چہ زیرکی
اُس دوسرے سے کہا تو کتنا سمجھدار ہے

صد غلامی در حقیقت نے یکی
درحقیقت تو سَو غلام (کی برابر) ہے نہ کہ ایک کے

آں نہ کاں خواجہ تاشِ تو نمود
تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ تیرے ساتھی نے ظاہر کیا ہے

از تو مارا سَرد کرد آں حسود
اُس حاسد نے ہمیں تجھ سے برگشتہ کیا ہے

گفت کو دُزد و کژ نشست و کژ نشیں[3]
اُس نے کہا ہے کہ وہ تو چور اور بدچلن ہے اور بدصحبت ہے

خیرہ نامرد و چنانست و چنیں
کم ہمت (ہے) اور نامرد ہے) اور ایسا ہے اور ویسا ہے)

گفت[3] پیوستہ بُدست او راست گو
اُس نے کہا، وہ ہمیشہ سے سچا ہے

راست گوئے مَن ندیدستم چو اُو
اُس جیسا سچا میں نے نہیں دیکھا

راستی و نیک خوئی و حیا
سیدھا پن، اور نیک خصلتی اور شرم

حِلم و دینداریؔ و احسان و سخا
بُردباری، اور دینداری اور احسان اور سخاوت

---

[1] اَسرار۔ بھید۔ مرکب۔ یعنی دُور تو بیٹھو لیکن اِس قدر دُور نہیں کہ بات ہی نہ سُن سکے

کہ تو۔ چونکہ تو گندہ دہن ہے اِس لئے تو ہم مجلس تو بنے گا لیکن تجھ سے نامہ و پیام کا کام لیا جائیگا یا تجھ سے آمنے سامنے بات نہ کی جائیگی بلکہ نامہ و پیام کے ذریعہ تجھ سے کام لیا جائیگا۔

بہرِ کیکے۔ جس طرح ایک پیتو کی وجہ سے گدڑی جلا دینا حماقت ہے اِسی طرح محض گندہ دہنی کی وجہ سے تجھ سے جدائی مناسب نہیں ہے۔

لیک۔ چونکہ راز معلوم کرنا تھا اِس لئے اِس طرح کی گفتگو شروع کی۔ یارِ بد۔ یعنی دوسرا غلام۔ باہمہ۔ یعنی گندہ دہنی وغیرہ کے ہوتے ہوئے۔ دستاں۔ داستان۔

[2] ذکی۔ ذہین، روشن طبع۔ بخار۔ یعنی بدن ملکر غسل کرلے۔ زیرکی۔ زیرک ہستی۔ غلامی۔ غلام ہستی۔ یکی۔ یک ہستی خواجہ تاش۔ آقا شریک۔ سرد کردی۔ برگشتہ بنانا۔ کژ۔ ٹیڑھا۔ بدچلن۔ کژ نشین۔ آوارہ، بدصحبت۔ خیرہ۔ مُخنّث، نامرد۔

[3] گفت۔ یعنی مخاطب بدصورت غلام نے جواب میں کہا۔ بُدست۔ بودہ است۔ راستی۔ سچائی۔ حیا۔ شرم۔ حِلم۔ بُردباری۔

www.pdfbooksfree.pk

راست[1] گوئی در نہاد[2] خلقتست
(اور) سچائی اُس کے مزاج میں پیدائشی ہے

ہر چہ گوید من نگویم تہمتست
وہ جو کچھ کہتا ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ (وہ) تہمت ہے

کژ نداند آں نکو اندیشش را
میں اِس نیک خیال کو ٹیڑھا نہیں سمجھتا ہوں

متہم دارم وجودِ خویش را
اپنے آپ کو ملزم ٹھہراتا ہوں

باشد او در من بہ بیند عیبہا
ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ میں عیبوں کو دیکھتا ہو

من نہ بینم در وجودِ خود شہا
اے بادشاہ! میں اپنے اندر نہیں دیکھتا ہوں

ہر کسے گر عیبِ خود دیدے ز پیش
ہر شخص اگر پیشگی اپنا عیب دیکھ لیتا

کے بدے فارغ دے از اصلاحِ خویش
اپنی اِصلاح سے کب فارغ ہوتا؟

غافل اند ایں خلق از خود اے پدر
اے باوا! یہ لوگ اپنے آپ سے غافل ہیں

لاجرم گویند عیبِ ہمدگر
لامحالہ ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے ہیں

من نہ بینم روئے[2] خود را اے شمن[2]
اے صورت پرست! میں اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہوں

من بہ بینم روئے تو تو در روئے من
میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، تو میرا چہرہ

آں کسے کہ او بہ بیند روئے خویش
جو شخص اپنا چہرہ دیکھتا ہے

نورِ او از نورِ خلقان ست بیش
اُس کا نور لوگوں کے نور سے بڑھا ہوا ہے

گر بمیرد نورِ او باقی بود
اگر وہ مر (بھی) جائے اُس کا نور باقی رہتا ہے

زاں کہ دیدش دیدِ خلاقی بود
کیونکہ اُس کی نظر خدائی نظر ہوتی ہے

نورِ حسی نبود آں نورے کہ او
وہ نورِ حسی نہیں ہوتا جو کہ وہ

روئے خود محسوس بیند پیشِ رو
اپنے چہرے کو آئینے سامنے محسوس کرے

گفت[3] تو ہم عیبِ او گو مو بمو
(اُس نے کہا) تو بھی اسکے عیب ایک ایک کرکے کہہ دے

آنچناں کہ گفت او از عیبِ تو
جس طرح اُس نے تیرے عیب کہے ہیں

تا بدانم کہ تو غم خوارِ منی
تاکہ میں سمجھ جاؤں کہ تو میرا غمخوار ہے

کہ خدائے مملکت یارِ منی
سلطنت کا منتظم (اور) میرا دوست ہے

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش
اُس (غلام) نے کہا اے شاہ! میں اسکے عیوب [illegible]

گرچہ ہست او مر مرا خوش خواجہ تاش
اگرچہ وہ میرا اچھا ساتھی ہے

عیبِ او مہر و وفا و مردمی
اُس کا عیب محبت اور وفاداری اور انسانیت ہے

خوئے او صدق و ذکا و ہمدمی
اُسکی خصلت سچائی اور ذہانت اور ہمدردی ہے

[1] راست گوئی - سچی بولنا۔ نہاد - طبیعت۔ ہر چہ گوید - وہ جو کچھ بھی میرے بارے میں کہتا ہے۔ متہم - تہمت زدہ، بدنام۔ باشد - ہو سکتا ہے، ممکن ہے۔ شہا - اے شاہ۔ ہر کسے - یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ بدے - بودے۔ لاجرم - لامحالہ۔

[2] شمن - بت پرست، عابد۔ روی - مُنہ، یعنی عیب۔ خلقان - مخلوق۔ باقی بود - خدائی نور باقی رہنے والا ہے۔ روئے خود - اپنے عیوب اُس کو ایسے صاف نظر آتے ہیں جیسا کہ دوسرے کے۔

[3] گفت - یعنی بادشاہ نے اُسے ابھار کر دوسرے غلام کی بابت پوچھا۔ کد خدا - مہتمم، منتظم۔ مملکت - سلطنت۔ عیبِ او - یہ اُس طریقہ پر تعریف ہے جو بظاہر عیب جوئی ہے۔ مردمی - انسانیت۔ ذکا - ذہانت۔ ہمدمی - غمخواری۔

501
www.pdfbooksfree.pk

کمترین عیبش جوانمردی و داد
اُس کا سب سے چھوٹا عیب سخاوت اور بخشش ہے

آں جوانمردی کہ جاں را ہم بداد
ایسی سخاوت جو جان بھی بخش دے

صد ہزاراں جاں خدا کردہ پدید
خدا نے لاکھوں جانیں پیدا فرمائی ہیں

چہ جوانمردی بود کاں را ندید
جس نے انکو نہ دیکھا اُس سے (جان کی) سخاوت کیا ہوگی

در بدیدے[52] کے بجاں بخشش بدے
اگر (اُن جانوں کو) دیکھ لیتا (اپنی) جان پر کب بخل کرتا؟

بہر یک جاں کے چنیں غمگیں شدے
(اپنی) ایک جان کی وجہ سے کب ایسا غمگین ہوتا؟

بر لبِ جو بخلِ آب آں را بود
نہر کے کنارے پر پانی کا بخل اُس میں ہوگا

کو ز جوئے آب نابینا بود
جو نہر کے پانی سے اندھا ہوگا

گفت پیغمبر[ص] کہ ہر کس از یقین
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر

داند او پاداشِ خود در یومِ دین
قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا

ہر یکے را دہ عوض می آیدش
کہ اُس کو ایک کے بدلے میں دس ملیں گے

ہر زماں جودے دگر گوں زایدش
اُس سے ہر وقت نئی قسم کی سخاوت صادر ہوگی

جود جملہ از عوضہا دیدن ست
سب کی سخاوت بدلوں کو دیکھ لینے کی وجہ سے ہے

پس عوض دیدن ضد ترسیدن ست
بدلے کو دیکھ لینا (فقر سے) ڈرنے کی ضد ہے

بخل[53] نادیدن بود اعواض را
بدلوں کو نہ دیکھنا بخل (کا سبب) ہوتا ہے

شاد دارد دیدِ دُر غوّاص را
موتی کی دید، غوطہ خور کو خوش رکھتی ہے

پس بعالم ہیچ کس نبود بخیل
(اگر بدلے کی دید ہر شخص کو حاصل ہو جائے) تو دنیا میں کوئی

زانکہ کس چیزے نیارد بے بدیل
اس لئے کہ بدلے کے بغیر کوئی کچھ نہیں دیتا ہے

پس سخا از چشم آمد نے ز دست
تو سخاوت کا تعلق آنکھ سے ہوا نہ کہ ہاتھ سے

دید دارد کار جز بیناں نرست
معاملہ دیکھنے پر ٹھہرا (دیکھ لینے والے کے سوا کسی نے بخل نہیں کیا)

عیب دیگر آنکہ خود بیں نیست او
(اُس غلام میں) دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ خود بین نہیں ہے

ہست در ہستیِ خود او عیب جو
وہ اپنے اندر عیوب کو تلاش کرنے والا ہے

عیب گوی و عیب جوئیِ خود بدست
وہ خود اپنا عیب گو اور عیب جو ہے

باہمہ نیکو و با خود بد بدست
سب کیا تم بھلا اور اپنے لئے بُرا ہے

شیطان فقر سے ڈرا کر سخاوت سے روکتا ہے۔ [53] بخل۔ انسان بخل جب ہی کرتا ہے جبکہ آخرت کے بدلوں پر اُسکو یقین نہ ہو۔ اعواض۔ عوض کی جمع بدلہ۔ غواص۔ غوطہ خور۔ از چشم۔ بدلہ کا عین الیقین سخاوت کا سبب ہے۔ تے زدست۔ ہاتھ محض آلۂ کار ہے۔ نرست۔ بخل سے وہی چھٹکارا پائیگا جسکو بدلہ نظر آرہا ہو۔ بدست۔ بودہ است۔

---

[52] در بدیدے۔ اگر ایک جان کے بدلے میں بہت سی ابدی جانیں مل جانے کا یقین ہو تو جان دینے میں کوئی بھی بخل نہ کرے۔ بر لبِ جو۔ نہر کے کنارے پر پانی پر وہی بخل کرے گا جو نہر کا پانی نہ دیکھ رہا ہو۔ پاداش۔ جزا، بدلہ۔ یوم دین۔ بدلہ کا دن، روز قیامت۔ ہر یکے۔ حدیث شریف ہے کُلُّ عَمَلِ ابنِ آدَمَ بِعَشَرَةِ اَمثَالِهَا۔ انسانوں کو ہر عمل کا بدلا دس گنا ملیگا۔ ترسیدن۔

502
102
www.pdfbooksfree.pk

گفت شہ جلدی مکن در مدحِ یار
بادشاہ نے کہا دوست کی تعریف میں جلدی نہ کر

مدحِ[1] خود در ضمنِ مدحِ اُو میار
اُس کی تعریف کے ضمن میں خودستائی نہ کر

زانکہ من در امتحاں آرم ورا
اِس لئے کہ میں اُس کو آزماؤں گا

شرمساری آیدت در ماجرا
(اِس) قصہ میں تجھے شرمندگی ہوگی

قسمِ غلام در صدق و وفائے یارِ خود از طہارتِ ظنِ خود نزدیکِ شاہ
بادشاہ کے سامنے غلام کا اپنے دوست کی سچائی اور وفاداری کی اپنے گمان اور پاکیزگی کی وجہ سے قسم کھانا

گفت[2] لے واللہِ باللہِ العظیم
اُس (غلام) نے کہا نہیں خدا کی قسم اُس خدا کی قسم جو بزرگ ہے

مالکِ المُلکِ و رحمٰن و رحیم
سلطنت کا مالک ہے اور مہربان ہے اور رحم والا ہے

آں خدائے کہ فرستاد انبیا
وہ خدا جس نے نبی بھیجے

نے بحاجت بل بفضل و کبریا
مجبوری سے نہیں بلکہ (اپنی) بڑائی اور فضل سے

آں خداوندیکہ از خاکِ ذلیل
وہ خدا جس نے حقیر مٹی سے

آفرید اُو شہسوارانِ جلیل
بڑے بڑے (روحانی) شہسوار پیدا فرمائے

پاک شاں کرد از مزاجِ خاکیاں
اُن کو خاکیوں کے مزاج سے پاک کر دیا

بگذرانید از تگِ افلاکیاں
آسمان والوں کی دوڑ سے آگے کر دیا

برگرفت از نار و نورِ صاف ساخت
آگ سے اُن کو علیحدہ کر دیا اور صاف نور بنایا

وانگہ او بر جملۂ انوار تاخت
تب وہ (نور) تمام نوروں سے بازی لے گیا

آں سنا[3] برقے کہ بر ارواح تافت
وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی

تا کہ آدمؑ معرفت زاں نور یافت
یہانتک کہ (حضرت) آدمؑ نے اُس نور سے معرفت حاصل کی

آں کز آدمؑ رُست و دست شیثؑ چید
(وہ نور) کہ (حضرت) آدمؑ سے پھوٹا اور اُسکو (حضرت) شیثؑ نے چنا

پس خلیفہ اش کرد آدمؑ کاں بدید
جب اُس (نور) کو (حضرت) آدمؑ نے دیکھا تو اُن (حضرت) شیثؑ

نوحؑ ازاں گوہر چو بر خوردار شد
جب (حضرت) نوحؑ اُس موتی (نور) سے نفع اندوز ہوئے

در ہوائے بحرِ جاں دُربار شد
جان کے سمندر کے تموج سے موتی برسانے لگے

جانِ ابراہیمؑ ازاں انوارِ رفت
اِنہی عالیقدر نوروں کی وجہ سے (حضرت) ابراہیمؑ کی جان

بے حذر در شعلہائے نار رفت
بلا جھجک آگ کے شعلوں میں گھس گئی

[1] مدحِ خود۔ انسان بسا اوقات دوسروں کی تعریف اِس لئے کرتا ہے کہ لوگ اُسکی نیکی کے قائل ہو جائیں۔ ماجریٰ جو ہوا واقعہ۔

[2] لے یعنی جو میں تعریف کرتا ہوں غلط نہیں ہے۔ واللہ۔ یہاں سے قسم شروع ہوتی ہے اور سینتالیس ۴۷ شعروں تک قسم کا ہی مضمون ہے اور اڑتالیسویں ۴۸ شعر "کہ در صفاتِ خواجہ تاش" جواب قسم ہے۔ لے بحاجت یعنی خدا انبیا کو بھیجنے میں مجبور نہ تھا بلکہ انبیا کی رسالت بھی اُس کا کرم ہے۔ شہسواراں یعنی انبیا اور اولیا۔ خاکیاں۔ عنصری مخلوق تگ۔ رفتار۔ افلاکیاں آسمانی مخلوق۔ نار۔ آگ۔ بُرے اخلاق۔ تاخت۔ چڑھ دوڑا۔

[3] سنا۔ روشنی، حدیث شریف میں ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کر کے اُنپر نور برسایا جس پر وہ نور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔ معرفت۔ خدائی عرفان۔ شیثؑ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے ہیں جو حضرت آدمؑ کے بعد نبی ہوئے اور حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں اُن کو اپنا جانشین بنایا۔ نوحؑ حضرت آدمؑ کی وفات کے ایکسو چالیس ۱۴۰ سال بعد حضرت نوحؑ کی ولادت ہوئی جوان ہوتے ہی رسول بنا دیے گئے۔ ابراہیمؑ نمرود کا زمانہ تھا جس وقت حضرت ابراہیمؑ شائیس ۲۹ سال کے تھے انکو نمرود نے آگ میں جلا دینا چاہا۔

503
www.pdfbooksfree.pk

چونکہ اسماعیلؑ[1] در جویش فتاد — پیشِ دشنہ آبدارش سر نہاد

چونکہ (حضرت) اسماعیلؑ اُس (نور) کی نہر میں گھسے — اور اُس کے تیز خنجر کے سامنے سر رکھ دیا

جانِ داؤدؑ از شعاعش گرم شد — آہن اندر دست بافش نرم شد

(حضرت) داؤدؑ کی جان اُس (نور) کی شعاع سے گرم ہوئی — لوہا اُن کے بُننے والے ہاتھ میں نرم ہو گیا

چوں سلیمانؑ بُد وصالش را رضیع — دیو گشتش بندہ فرمان و مطیع

چونکہ (حضرت) سلیمانؑ اُس (نور) کے وصال سے شیر خوار تھے — دیو (اور پری) اُن کے حکم کے غلام اور فرمانبردار ہو گئے

در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئے پسر

(حضرت) یعقوبؑ نے جب (نور کے آنے سے) خدائی حکم کے آگے — تو بیٹے کی خوشبو سے آنکھوں کو روشن کیا

یوسفِ[2] مہ رو چو دید آں آفتاب — شد چناں بیدار در تعبیرِ خواب

چاند سے مکھڑے والے (حضرت) یوسفؑ نے جب اُس نور کا — تو خواب کی تعبیر دینے میں بہت بیدار (متعبر) ہو گئے

چوں عصا از دستِ موسیٰؑ اژدہ خورد — مُلکتِ فرعون را یک لقمہ کرد

جب لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ سے سیراب ہوئی — فرعون کی سلطنت کو ایک لقمہ بنا لیا

جانِ جرجیسؑ از فرش چوں راز یافت — ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت

(حضرت) جرجیسؑ کی جان نے جب اُس (نور) کی غذا — سات مرتبہ جان نثار کی اور پھر پائی

چونکہ زکریاؑ ز عشقش دم زدے — کرد در جوفِ درخت جاں فدے

(حضرت) زکریاؑ نے (اُس نور کی وجہ سے) اُسکے عشق کا دم بھرا — اُس کے درخت کے بیچ میں جان قربان کر دی

چونکہ یونسؑ[3] جرعہ زاں جام یافت — در درونِ ماہی او آرام یافت

چونکہ (حضرت) یونسؑ نے اُس (نور کے) جام سے ایک — مچھلی کے (پیٹ کے) اندر انھوں نے آرام کیا

چونکہ یحییٰؑ مست گشت از ذوقِ او — سر بطشتِ زر نہاد از شوقِ او

چونکہ (حضرت) یحییٰؑ اُس (نور) کے ذوق سے مست ہوئے — اُس کے عشق میں سونے کے طشت میں سر دیدیا

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا — چشم را درباخت از بہرِ لقا

جب (حضرت) شعیبؑ اُس (نور کی وجہ سے) عرفیت سے آگاہ ہوئے — ملاقات کے لئے آنکھیں ہار دیں

---

[1] اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم ہوا کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ قربان ہونے کیلئے فوراً تیار ہو گئے۔ داؤدؑ۔ حضرت شمویلؑ اور اس دور کے بادشاہ طالوت کے بعد۔ بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے، رسول بنائے گئے اور زبور اُن پر نازل ہوئی اُن کا معجزہ تھا کہ لوہا اُن کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا جس سے وہ زرہیں بناتے تھے۔ سلیمانؑ۔ حضرت داؤدؑ کے فرزند ہیں اور اپنے والد کی طرح سلطنت اور نبوت کے جامع تھے۔ آپکی سلطنت جن اور انس پر تھی۔ رضیع۔ شیر خوار۔ دیو جن بھی فرمانبردار تھے۔ یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی پھر حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو سے بینائی لوٹی۔

[2] یوسفؑ۔ حُسن اور خواب کی تعبیر میں عدیم النظیر تھے جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عصا۔ نباتات میں پانی زندگی کا سبب ہے خشک لکڑی حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ کی وجہ سے زندہ ہو کر سانپ بنی تو گویا اُسنے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے پانی حاصل کیا۔ مُلکت۔ ملک۔ لقمہ کرد۔ حضرت موسیٰؑ کا معجزہ سلطنت کے زوال کا سبب بنا۔ جرجیسؑ۔ حضرت عیسیٰؑ کے حواری کے صاحبزادے اور پیغمبر ہیں ان کی قوم نے انکو کئی مرتبہ ہلاک کیا لیکن وہ زندہ ہو گئے۔ زکریاؑ۔ خدا کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں ہیں قوم نے ستایا تو انھوں نے ایک درخت میں پناہ لی جسکو قوم نے آرے سے چیر کر انکو شہید کر دیا۔

[3] یونسؑ۔ آپ نینوا میں مبعوث ہوئے، قوم کو سمجھایا انکی نافرمانی سے ناراض ہو کر اس خیال سے کہ اب انپر عذاب نازل ہوگا مع اہل و عیال کے اس بستی سے نکلکر چلے گئے عذاب نازل نہ ہوا تو شرمندگی کیوجہ سے کسی اور طرف چلدیئے اسپر انپر عتاب ہوا جس کشتی میں سوار ہوئے وہ نہ چلی تو دریا میں پھینکے گئے اور مچھلی نے انکو نگل لیا۔ توبہ کی تو مچھلی کے پیٹ سے زندہ برآمد ہوئے۔

یحییٰؑ۔ مردوس نامی بادشاہ کے دور میں مبعوث ہوئے اُسنے ایک عورت کی سازش سے انکو قتل کرایا اور سونے کے طشت میں انکا سر رکھ کر اُس عورت کو پیش کر دیا۔ شعیبؑ۔ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیلئے مبعوث ہوئے لیکن نافرمانی کیوجہ سے وہ لوگ صاعقہ اور

www.pdfbooksfree.pk

شکر کرد ایوبؑ[1] صابر ہفت سال
(حضرت) ایوبؑ صابر نے (اُس نور کی بدولت) سات سال شکر ادا کیا

در بلا چوں دید آثارِ وصال
مصیبت میں جبکہ وصال کے آثار دیکھے

خضرؑ و الیاسؑ از میش چوں دمند
(حضرت) خضرؑ اور الیاسؑ نے جب اُس (نور) کی شراب کا گھونٹ پیا

آبِ حیواں یافتند و کم زدند
اُنھوں نے آبِ حیات پالیا، اور پروا نہ کی

نَرد بانش عیسیٰؑ مریمؑ چو یافت
(حضرت) عیسیٰؑ ابنِ مریم نے جب اُس (نور) کی سیڑھی پالی

برفرازِ گنبدِ چارم شتافت
چرخِ چہارم کی بلندی پر چڑھ گئے

چوں محمدؐ یافت آں مُلک و نعیم
جب (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (نور کی) وہ دولت

قرصِ مہ را کرد اندر دم دو نیم
نوراً چاند کی ٹکیا کے دو ٹکڑے کر دیئے

چوں ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد[10]
جب (حضرت) ابوبکرؓ (نور کی بدولت) توفیقِ (خداوندی) کے

باچناں شہ صاحب و صدیق شد
ایسے بادشاہ کے ساتھی اور تصدیق کرنیوالے ہوئے

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد
جب (حضرت) عمرؓ اُس معشوق (نور) کے شیدا بنے

حق و باطل را ز دل فاروق شد
دل سے حق اور باطل میں امتیاز کرنیوالے ہو گئے

چونکہ عثمانؓ آں عیاں را عین گشت
چونکہ (حضرت) عثمانؓ اُس (نور) مشاہدہ کی آنکھ بنے

نور فائض بودہ ذوالنورین[12] گشت
نورِ فیضان رساں تھا وہ ذوالنورین بن گئے

چوں ز نورش مرتضیٰؓ شد درفشاں
جب اُسکے نور سے (حضرت علی) مرتضیٰؓ موتی برسانیوالے بنے

گشت اُو شیرِ خدا در مرجِ جاں
تو وہ جان کے جنگل میں شیرِ خدا ہو گئے

روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند
چونکہ حسنینؓ اُس کے نور سے روشن پیدا ہوئے

عرش را دُرّیں و قرطین آمدند
عرش کے لئے دو موتی اور دو بالے بن گئے

آں[13] یکے از زہر جاں کردہ نثار
اُس ایک نے زہر سے جان نثار کر دی

واں سرافگندہ براہش مست وار
اور اُس (دوسرے) نے مستانہ وار اُسکی راہ میں سر دیدیا

چونکہ سبطینؓ از سرش واقف بُدند
چونکہ حسنینؓ اُس (نور) کے راز سے واقف تھے

گوشوارِ عرشِ ربانی شدند
خدا کے عرش کے گوشوارے بن گئے

سبطِ پاکش ہم حسینؓ و ہم حسنؓ
اُن کی پاک اولاد حسینؓ بھی اور حسنؓ بھی

گوشوارِ عرشِ حیِّ ذوالمِنَن
حیِّ ذوالمِنَن کے عرش کے گوشوارے ہیں

چوں جنیدؒ از جندِ او دید آں مدد
جب (حضرت) جنیدؒ نے اُس انور کے لشکر کی مدد دیکھی

خود مقاماتش فزوں شد از عدد
اُن کے مرتبے شمار سے (آگے) بڑھ گئے

---

[1] ایوبؑ۔ اُنکی طرح طرح سے آزمائش ہوئی مال و اولاد تباہ ہوئی جسم پھوٹنے لگا لیکن اُن کے صبر و شکر میں فرق نہ آیا۔

خضر و الیاسؑ۔ حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجے گئے لیکن قوم نے اُن کا کہنا نہ مانا تو حضرت المسیعؑ کو قائم مقام بنا کر روپوش ہو گئے اُن کو اور حضرت خضرؑ کو روئے زمین پر زندہ مانا جاتا ہے۔ عیسیٰؑ صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر زندہ ہیں، اُن کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام میں مشہور ہے۔ قرصِ مہ۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ سے مکہ میں ظاہر ہوا۔ صاحب۔ ساتھی۔ صدیق۔ راست گو، تصدیق کنندہ۔ فاروق۔ جُدا کرنے والا۔

[12] ذوالنورین۔ دو نوروں والا حضرت عثمانؓ کی شادی حضورؐ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ رضؓ اور حضرت ام کلثوم رضؓ سے یکے بعد دیگرے ہوئی، اسلئے اُن کا یہ لقب پڑا۔

مرتضیٰ حضرت علیؓ۔ درفشاں موتی برسانے والا۔ مرج۔ چراگاہ، جنگل۔ سبطین۔ دو بیٹے، حسن حسین رضی اللہ عنہما۔ دُرّین۔ دو موتی۔ قرطین۔ دو گوشوارے۔

[13] آں یکے۔ حضرت حسنؓ کو زہر دیدیا گیا جس سے اُنکی شہادت ہو گئی۔ واں۔ حضرت حسینؓ کو دشتِ کربلا میں شہید کر دیا گیا۔

جنید۔ مشہور بزرگ ہیں، تصوف میں صاحبِ تصانیف ہیں شریعت و طریقت کے جامع

www.pdfbooksfree.pk

بایزیدؒ[1] اندر مزیدش راہ دید — نامِ قطب العارفیں از حق شنید

(حضرت) بایزیدؒ نے اُس (نور) کی زیادتی میں راستہ پایا — خدا سے قطب العارفین کا لقب سُنا

چونکہ کرخیؒ کرخ او را شد حرس — شد خلیفہ حق و ربانی نفس

چونکہ (حضرت) کرخیؒ اُس کے کرخ کے محافظ بنے — خدا کے خلیفہ اور خدائی سانس والے بن گئے

پورِ ادہمؒ[2] مرکب آں سو راند شاد — گشت او سلطانِ سلطانانِ راد

ادہمؒ کے بیٹے نے خوشی سے اُسطرف سواری ہانکی — تو انصاف کے بادشاہوں کے بادشاہ بن گئے

واں شقیقؒ از شقِ آں راہِ شگرف — گشت او خورشید رای و تیز طرف

(حضرت) شقیقؒ اُس عجب راستہ کو طے کرنیکی وجہ سے — آفتاب جیسی رائے والے اور تیز نگاہ بن گئے

شد فضیلؒ از رہزنی رہ پیرِ راہ — چوں بلحظِ لطف شد ملحوظِ شاہ

(حضرت) فضیلؒ راستہ کی رہزنی سے راہِ (طریقت) کے — جب شاہ کی مہربانی سے منظورِ نظر بنے

بشر حافیؒ را مبشر شد ادب — سر نہاد اندر بیابانِ طلب

بشر حافیؒ کے لئے ادب بشارت دینے والا بنا — تو وہ طلب کے بیابان میں چل پڑے

چونکہ ذوالنونؒ[3] از غمش دیوانہ شد — مصرِ جاں را ہمچو شکر خانہ شد

چونکہ (حضرت) ذوالنونؒ اُس کے غم میں دیوانہ بنے — روح کی بستی کے لئے شکر خانہ جیسا بنگئے

چوں سریؒ بے سر شد اندر راہِ او — بر سریرِ سروراں شد جاہِ او

جب سریؒ اُس کے راستہ میں فنا ہوگئے — شاہوں کے تخت پر اُن کی جگہ ہوگئی

رحمت و رضوانِ حق در ہر زماں — باد بر جان و روانِ پاکِ شاں

ہر زمانہ میں اللہ (تعالیٰ) کی رضامندی اور رحمت — اُن کی پاک جان اور روح پر رہے

صد ہزاراں بادشاہانِ مہاں — سر فراز انند زاں سوئے جہاں

لاکھوں بڑے بڑے شاہِ (طریقت) ق — جو اُس عالم کی جانب سے سرفراز ہیں

نامِ شاں از رشکِ حق پنہاں کماند — ہر گدائے نامِ شاں را بر نخواند

اُن کا نام اللہ (تعالیٰ) کے رشک کی وجہ سے — کسی درویش نے بھی اُن کا نام ظاہر نہ کیا

---

[1] بایزیدؒ۔ بسطامی کہلاتے ہیں اُن کا لقب قطب العارفین ہے۔ کرخیؒ۔ کرخ کا رہنے والا۔ کرخ بغداد یا بلخ کا ایک گاؤں ہے۔ یہ حضرت معروفؒ کا لقب ہے۔ حرس۔ نگہبان۔ چوں کہ حضرت معروفؒ مقامِ کرخ میں رات بھر بیداری اور گریہ زاری میں مصروف رہتے اسلئے اُن کو کرخ کا نگہبان کہا ہے۔

[2] پورِ ادہمؒ۔ ادہم کا بیٹا، یعنی حضرت ابراہیمؒ شاہی خاندان سے تھے، بلخ کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور جامع طریقت و شریعت تھے۔

[3] شقیقؒ بلخ کے رہنے والے مشہور تاجر تھے پھر سب کچھ خیرات کرکے فقیری اختیار کرلی تھی امام ابویوسفؒ کے شاگرد تھے فضیلؒ۔ ابتدائی زندگی میں ڈاکو تھے لیکن بھیس صوفیا کا بنائے رکھتے تھے نماز باجماعت کے پابند تھے بالآخر ہدایت ملی اور اولیاء کاملین میں سے ہوگئے۔ بشر حافیؒ ننگے پیر رہنے والے بشر یہ بڑے عالم تھے اور پھر بہت بڑے ولی ہوئے۔ مبشرِ شد ادب۔ بشر نے ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پڑی پائی، ادب سے اسکو اٹھایا اور اُس پر خوشبو لگا کر ایک طاق میں رکھا اُن کا یہ ادب اُن کے روحانی عروج کا سبب بنا اور اولیاء کاملین میں شمار ہوئے۔

[3] ذوالنونؒ مصری مشہور بزرگ ہیں۔ ملامتیہ فرقہ میں آپ کا شمار ہے۔ سریؒ۔ بوزن علی مشہور بزرگ ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ سقطی بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ آپ کپڑا فروشی بھی کرتے تھے، معروف کرخیؒ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ماموں ہیں۔ بے سر شد یعنی خود کو فنا کردیا، یا اپنے سر سے انانیت کو نکال دیا۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں اولیاء اللہ کو ایسے محبوب ہیں کہ خدا رشک کی وجہ سے اُن کو مخفی رکھتا ہے اور اس کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ دوسرے اُنکو پہچانیں۔

www.pdfbooksfree.pk

حقِّ آں نور و حقِ نورانیاں
قسم ہے اُس نور کی اور قسم ہے اُن نور والوں کی

کاندراں بحر اند ہمچو ماہیاں[1]
جو اُس (نور کے) سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں

بحرِ جان و جانِ بحرار گویمش
اگر میں اُس (نور کے سمندر) کو جان کا سمندر اور سمندر کی

نیست لائق نامِ نو می جویمش
مناسب نہیں ہے اسکے لئے نیا نام تلاش کرونگا

حقِّ آں آنے کہ این و آں از وست
اُس ملکیت کی قسم کہ یہ اور وہ اُسی سے ہے

مغزہا نسبت بدو باشند پوست
اُسکے اعتبار سے مغز (بمنزلہ) چھلکے کے ہیں

کہ صفاتِ[2] خواجہ تاشں و یارِ من
کہ ساتھی اور میرے یار کی خوبیاں

ہست صد چنداں کہ این گفتارِ من
میرے اِس بیان سے سو گنا ہیں

آنچہ می دانم ز وصفِ آں ندیم
اُس دوست کی خوبی جو میں جانتا ہوں

باورت ناید چہ گویم اے کریم
اے صاحبِ کرم! میں کیا بتاؤں آپ یقین نہیں

شاہ گفت اکنوں از آنِ خود بگو
شاہ نے کہا، اب اپنی بات کہہ

چند گوئی آنِ این و آنِ اُو
اُس کی اور اِس کی کب تک کہے گا؟

توچہ داری وچہ حاصل کردۂ
تیرے پاس کیا ہے؟ اور تونے کیا حاصل کیا ہے؟

از تگِ دریا چہ دُر آوردۂ
دریا کی تہہ سے کیا موتی لایا ہے؟

روزِ مرگ ایں حسِّ تو باطل شود
مرتے وقت تیری یہ حس تو بیکار ہو جائے گی

نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود
تیرے پاس روح کا نور بھی ہے جو دل کا رفیق بنے

در لحد کیں چشم را خاک آگنند[3]
قبر میں اِس آنکھ کو مٹی بھر دے گی۔

ہست آنچہ گور را روشن کند
وہ کچھ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے

نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار
اے جگری دوست! دل کا نور روح سے ہوتا ہے

مستعار آں را مدال اے مستِ عار
اے مغرور! اُس کو مانگی ہوئی چیز نہ سمجھ

آں زماں کیں دست و پایت بر درد
جس وقت تیرے یہ ہاتھ پیر ریزہ ریزہ ہو جائینگے

پر و بالت ہست تا جاں بر پرد
بال و پر ہیں کہ روح پرواز کرے

آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند
جس وقت یہ حیوانی روح نہ رہے گی

جانِ باقی بایدت بر جا نشاند
اُس کی جگہ باقی رہنے والی جان بٹھانی چاہیئے

شرطِ «مَن جَاءَ بِالحَسَن» نیکی کردن ست
"جو شخص نیکی لایا" کی شرط نیکی کرنا نہیں ہے

بل حسن را سوئے حضرت بردن ست
بلکہ نیکی کو دربار میں لے جانا ہے

---

[1] ہمچو ماہیاں۔ اولیاء کاملین کی تشبیہ مچھلیوں سے دیجاتی ہے کیونکہ جس طرح مچھلی بغیر پانی زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح وہ لوگ تقرب الٰہی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نیست لائق۔ خدا کی پوری صفات اُس کا کوئی نام ظاہر نہیں کر سکتا۔ مغزہا۔ اور ملکیتیں خواہ کتنی ہی مضبوط ہوں وہ ملکیتِ خداوندی کی بہ نسبت ہیچ ہیں۔

[2] کہ صفات۔ یہ شعر اوپر کی قسموں کا جواب ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس، ہم پیالہ۔ باور۔ یقین۔ کریم۔ سخی، بزرگ۔ آن۔ طرز و انداز۔ تگ۔ تہ۔ ایں حس۔ قوائے ظاہری۔ نورِ جاں یعنی قوائے باطنی۔

[3] لحد۔ قبر میں روشنی نیک اعمال سے ہوگی۔ پر و بال یعنی روحانی کمالات۔ جانِ حیوانی۔ حیوانی روح موت پر فنا ہو جاتی ہے۔ جانِ باقی۔ روحِ انسانی مَن جَاءَ بِالحَسَن۔ قرآنِ پاک میں ہے مَن جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ "جو ایک نیکی لایا تو اُس کے لئے دس گنا اجر ہے۔" مولانا فرماتے ہیں کہ اِس شرطیہ جملہ میں مَن جَاءَ بِالحَسَنَة کا مطلب محض نیکی کرنا نہیں ہے بلکہ نیکی کو خدا کے دربار میں پیش کرنا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

جوہرے[1] داری زانساں یا خری
تو انسانیت کا جوہر رکھتا ہے یا نرا (گدھا) ہے

ایں عرضہائے نماز و روزہ را
یہ نماز، روزہ عرض

نقل نتواں کرد مر اعراض را
اعراض کو منتقل نہیں کیا جاسکتا ہے

تا مبدّل گشت جوہر زیں عرض
اِن اعراض سے جوہر میں تبدیلی ہوجاتی ہے

گشت پرہیز عرض جوہر بجہد
کوشش سے پرہیز (عرض) جوہر (کو مکمل کرنیوالا) بنگیا

از زراعت[2] خاکہا شد سنبلہ
کھیتی کرنے سے مٹی بال بن گئی

آں نکاح زن عرض بُد شد فنا
عورت سے نکاح کرنا عرض تھا جو فنا ہوگیا

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض
گھوڑے اور اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے

ہست[3] آں بستاں نشاندن ہم عرض
باغ لگانا بھی عرض ہے

ہم عرض داں کیمیا بُردن بکار
کیمیا گری کو بھی عرض سمجھ

صیقلی کردن عرض باشد شہا
اے شاہ! صیقل کرنا عرض ہوتا ہے

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام
تو یہ نہ کہہ میں نے عمل کیے ہیں

ایں عرضہا کہ فنا شد چوں بری
یہ اعراض جبکہ فنا ہوگئے (انکو) کیسے لیجائیگا؟

چونکہ لا یبقیٰ زمانین اِنتفا
جبکہ دو زمانوں میں باقی نہیں رہتے ہیں ناپید ہوگئے

لیک از جوہر برند امراض را
ہاں (یہ اعراض) جوہر سے امراض خارج کردیتے ہیں

چوں ز پرہیزے کہ زائل شد مرض
جیسا کہ پرہیز سے مرض جاتا رہتا ہے

شد دہانِ تلخ از پرہیز شہد
کڑوا منہ پرہیز سے میٹھا بن گیا

داروئے مُو کرد مُورا سِلسلہ
بالوں کی دوا نے بالوں کو بڑھا دیا

جوہرِ فرزند حاصل شد زما
فرزند جوہر ہم سے برآمد ہوگیا

جوہرِ کُرّہ بزائیدن عرض
مقصود بچہ۔ جوہر جننا ہے

گشت جوہر میوہ اش اینک عرض
اُس کا پھل جوہر بن گیا یہ مقصود ہے

جوہرے زاں کیمیا گر شد بیار
کیمیا گر کے پاس سے جوہر دوست کے پاس آگیا

زیں عرض جوہر ہمی زاید صفا
یہ عرض جوہر میں صفائی پیدا کردیتا ہے

دخلِ آں اعراض را بنما مَرم
اِن اعراض کی پیداوار دکھا، بھاگ نہیں

---

[1] جوہر۔ موتی، ہنر، اصطلاح میں وہ چیز جوہر کہلاتی ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج نہو بلکہ بالذات قائم ہو۔ خری۔ خر ہستی۔ عرض۔ وہ چیز جو خود قائم نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ۔ نماز و روزہ۔ حرکات اور اقوال کا مجموعہ ہے جن کا وجود آنی ہے۔ زمانۂ وجود کے بعد دوسرے زمانہ میں اُن کا وجود نہیں رہتا ہے۔ اعراض۔ عرض کی جمع ہے، عرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جوہر۔ روح۔ امراض۔ یعنی بُرے اخلاق۔ پرہیز عرض ہے اُس کے ذریعہ امراض دور ہو جاتے ہیں اور انسان میں تبدیلی آجاتی ہے۔ وہاں صفراوی مریض پرہیز کرتا ہے تو منہ کی کڑواہٹ چلی جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہوجاتی ہے۔

[2] زراعت۔ کھیتی کرنا عرض ہے خاکہا۔ زمین کی مٹی جو جوہر ہے تبدیل ہوکر اناج کی بال بن جاتی ہے۔ دوا۔ دوا کرنا عرض ہے۔ مُو۔ بال جوہر ہے جس میں دوا کی آئی۔ نکاح۔ عرض ہے جس سے بچہ جو جوہر ہے پیدا ہو۔ جفت کردن۔ گھوڑے یا اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے۔ بچہ۔ جوہر ہے۔

[3] ہست۔ باغ کا لگانا عرض ہے، اُس کا پھل جوہر ہے۔ جو مقصود ہے۔ ہم عرض داں۔ کیمیا گری ایک عرض ہے اُس سے جو سونا بنتا ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ صیقلی۔ صیقل کرنا، عرض ہے اُس سے جو چیز صاف ہوجاتی ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ پس مگو۔ بادشاہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی عبادات وغیرہ سب اعراض ہیں جو ناقابلِ انتقال ہیں اور دربارِ خداوندی میں پیش نہیں کیجائینگی بلکہ روح پیش ہوگی جو جوہر ہے اور عبادات وغیرہ سے اُسکی نشوونما

www.pdfbooksfree.pk

ایں صفت کردن[1] عرض باشد خمش
اسی طرح "کرنا" عرض ہوگا، چپ رہ

سایۂ بز را پئے قرباں مکش
قربانی کے لئے بکری کے سایہ کو ذبح نہ کر

گفت شاہا بے قنوطِ عقل نیست
اُس (غلام) نے کہا اے شاہ عقل کیلئے مایوسی کے سوا

گر تو فرمائی عرض را نقل نیست
اگر آپ یہ کہیں کہ عرض منتقل نہیں ہوتا ہے

بادشاہا جز کہ یاسِ بندہ نیست
اے شاہ! (یہ بات) بندہ کی مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر عرض کاں رفت و باز آئندہ نیست
(کہ) جو عرض چلا گیا واپس آنے والا نہیں ہے

گر نبودے مر عرض را نقل و حشر
اگر عرض کیلئے نقل ہونا اور جمع ہونا نہیں ہے

فعل بودے باطل و اقوال قشر
"کرنا" باطل ہوگا اور کہنا پھلکا ہوگا

ایں عرضہا نقل شد لونِ دگر
یہ اعراض دوسری طرح منتقل ہوں گے

حشرِ ہر فانی بود کونِ دگر
ہر فانی کا حشر دوسری ہستی میں ہوگا

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش
ہر چیز کا منتقل ہونا اُس کے مناسب ہوگا

لائقِ گلہ[2] بود ہم سائقش
گلہ بان، گلہ کے مناسب ہوتا ہے

وقتِ محشر ہر عرض را صورتیست
حشر کے وقت ہر عرض کی ایک صورت ہوگی

صورتِ ہر یک عرض را نوبتیست
ہر عرض کی صورت کیلئے ایک نوبت (معین) ہے

بنگر اندر خود کہ تو بودی عرض
تو خود اپنے اندر غور کر، تو عرض تھا

جنبشِ جفتے بہ جفتے باغرض
ایک جوڑے کی جوڑے کیساتھ حرکت خواہش کیساتھ تھی

بنگر اندر خانہ و کاشانہا
محلوں اور گھر کو دیکھ

در مہندس بود چوں افسانہا
انجینیر (کے ذہن) میں خیالات کی طرح تھے

کاں فلاں خانہ کہ ما دیدیم خوش
کہ فلاں گھر جو ہم نے دیکھا ہے بہت خوبصورت تھا

بود موزوں صفّہ[3] و سقف و درش
اسکا دالان اور چھت اور دروازہ بہت موزوں تھا

از مہندس آں عرض و اندیشہا
انجینیر کا وہ عرض اور خیالات

آلت آورد و ستوں از بیشہا
آلہ اور جنگلوں سے ستون لائے

چیست اصل و مایۂ ہر پیشہ
ہر پیشہ کی اصل اور سرمایہ کیا ہے؟

جز خیال و جز عرض و اندیشہ
سوائے خیال اور عرض اور سوچ کے

---

[1] کردن۔ یعنی انسان کا فعل جز۔ بکری جوہر ہے اس کا سایہ عرض ہے بکری کی قربانی تقرب کا سبب بنے گی نہ کہ سایہ کی قربانی۔ گفت۔ غلام کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عبادات کو اعراض کہہ کر ناقابلِ انتقال کہا جائیگا تو عبادات کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور عابدوں میں مایوسی پیدا ہوگی اور یہ کہنا کہ عبادات اعراض ہیں انکو دربارِ خداوندی میں دنیا سے کیسے منتقل کیا جا سکتا ہے جب صحیح ہے کہ یہ اعراض اعراض رہیں لیکن اگر ان اعراض کی تبدیلی بصورتِ جواہر کر دیجائے تو پھر اُن کے منتقل ہونے میں کوئی عقلی اشکال نہیں ہے اور شریعت نے بتایا ہے کہ انسان کی ہر عبادت اور عمل ایک خاص جوہری شکل اختیار کریگا اور دربارِ خداوندی میں پیش ہوگا۔

[2] لائقِ گلہ۔ اونٹوں کا چرواہا اور ہوتا ہے اور بکریوں کا چرواہا اور ہوتا ہے۔ نوبتیست۔ عرض مختلف جواہر کی صورت اختیار کریگا جس کے لئے وقت مقرر ہے۔ بنگر۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرض جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مجنبش۔ ماں باپ کی ہمبستری عرض ہے اسی نے بچہ کی جوہری صورت اختیار کر لی۔ مہندس۔ انجینیر کا ذہنی خاکہ عرض ہے جو مکان کی جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

[3] صفّہ۔ ایسا مسقف حصہ جس پر چہار دیواری نہ ہو۔ سقف۔ چھت۔ بیشہا۔ جنگلات۔ ہر پیشہ۔ صرف انجینیری میں ہی نہیں بلکہ ہر پیشہ میں کاریگر ایک تصور قائم کرتا ہے جو عرض ہے اور پھر وہ تصور جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

جملہ اَجزائے جہاں را بے غرض
دنیا کے تمام اَجزاء کو بے غرض (ہو کر)
در نگر حاصل نشد جز از عَرَض
دیکھ سوائے عرض کے اور کچھ حاصل نہیں ہے

اوّل[1] فکر آمد آخر در عمل
پہلے فکر آیا، پھر عمل
بِنیت عالَم چناں دان در ازل
ایسے ہی عالَم کی بناء ازل میں (سمجھ)

میوہا در فکرِ دل اوّل بُوَد
پھل، اوّل دل کے خیال میں ہوتے ہیں
در عمل ظاہر بآخر می شوَد
آخر میں عملی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

چوں عمل کردی شجر بنشاندئ
جب تو نے عمل کیا، شجر کاری کی
اندر آخر حرفِ اوّل خواندئ
(گویا) آخر میں پہلا حرف پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّل ست
اگرچہ اُس (درخت) کی شاخ اور پتے اور جڑ پہلے ہے
آں ہمہ از بہرِ میوہ مُرسَل ست
وہ سب میوے کے لئے بھیجے ہوئے ہیں

پَس سَرے کہ مغزِ ایں اَفلاک بود
پس وہ سردار جو ان آسمانوں کا مغز تھا
اندر آخر خواجۂ[2] لولاک بود
آخر میں صاحبِ لولاک ہوا

نقلِ اَعراض ست ایں[3] بحث و مقال
یہ بحث اور گفتگو اَعراض کی نقل ہے
نقلِ اَعراض ست ایں شیر و شگال
یہ شیر اور گیدڑ اَعراض کی نقل ہے

جملہ عالَم خود عَرَض بودند تا
تمام عالَم خود عرض تھا۔ یہاں تک
اندریں معنیٰ بیامد ھَل اَتیٰ
کہ اِسی مقصد کے لئے ھَل اَتیٰ (قرآن میں) آیا ہے

ایں عَرَضہا از چہ زائید از صُوَر
یہ اَعراض (دنیا) کس چیز سے پیدا ہوئے صُورِ (مثالی) سے
دیں عَرَض ہم از چہ زائید از فکر
اور یہ عرض (صورِ مثالی) کس چیز سے پیدا ہوا فکر (صُورِ علمیہ) سے

ایں جہاں یک فکرتست از عقلِ کُل
یہ دنیا ایک عقلِ کُل (اللہ) کا ایک عِلم ہے
عقل چوں شاہ است و فکر تہا رُسُل
عقل (اللہ) گویا بادشاہ ہے اور فکر (صُورِ علمیہ) قاصد ہیں

عالَمِ اوّل جہانِ امتحان
پہلا عالَم امتحان کی دنیا ہے
عالَمِ ثانی جزائے این و آں
دوسرا عالَم اِس اور اُس کا بدلہ ہے

چاکرت شاہا خیانت می کُند
اے شاہ! آپ کا نوکر بد دیانتی کرتا ہے
آں عَرَض زنجیر و زنداں می شوَد
وہ عَرَض زنجیر اور قید خانہ بن جاتا ہے

---

[1] اوّل فکر۔ مشہور مقولہ ہے۔ اَوَّلُ الفِکرِ آخِرُ العَمَلِ یعنی پہلے تجویز پھر عمل۔ در ازل۔ جملہ اَجزائے عالَم ازل میں صُورِ علمیہ تھے پھر اُن کا وجود خارج میں ہوا۔ میوہا۔ باغ لگانے کا نقشہ یہی ہوتا ہے اور اُسکے پھل پھول سب تصوراتی ہوتے ہیں، آخر میں عملی صورت وجود میں آتی ہے۔ اندر آخر۔ تصور کا ابتدائی نقطہ عمل کے آخر میں وجود میں آتا ہے۔ گرچہ۔ شاخ و برگ اصلی مقصد نہیں ہے مقصود پھل ہے جو آخر میں وجود میں آتا ہے۔

[2] خواجۂ لولاک۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، ایک حدیث قدسی ہے۔ لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلاکَ یعنی اے محمدؐ اگر تمہارا وجود پیشِ نظر نہ ہوتا تو میں عالَم کو نہ پیدا کرتا، عالَم کی پیدائش سے اصل مقصود حضورؐ کی ذاتِ گرامی ہے اِسی لئے سب سے آخر میں ظہور پذیر ہوئے، محدثین کے نزدیک مضمون تو صحیح ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

[3] ایں بحث۔ اَعراض کے منتقل ہونے نہ ہونے کی یہ بحث بھی عرض ہی کو منتقل کرنا ہے۔ ابتداءً تصورات تھے بعد کو بصورتِ جوہر وجود میں آئے شیر و شگال۔ شیر گیدڑ وغیرہ کے انسانے پہلے اُن کا تصور کیا جاتا ہے پھر لکھے جاتے ہیں شگال۔ شغال، گیدڑ ھَل اَتیٰ۔ قرآن مجید میں ہے "بیشک انسان پر ایسا وقت آیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا" اِس سے معلوم ہوا کہ عالَمِ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے۔ از صُوَر۔ یعنی مثالی صورتیں جو عالَمِ شہود سے پہلے عالَمِ مثال میں تھیں۔ دیں عَرَض۔ یعنی یہ مثالی صورتیں اللہ تعالیٰ کی صُورِ علمیہ سے پیدا ہوئی ہیں۔
عقلِ کُل۔ ذاتِ باری تعالیٰ۔ عالَمِ اوّل۔ دنیا۔ عالَمِ ثانی۔ آخرت۔ خیانت۔ نوکر کی چوری ایک عَرَض ہے وہ بصورتِ زنجیر و قید خانہ تجسیم پاتا ہے

S10
www.pdfbooksfree.pk

بندہ اَت چوں خدمتِ[1] شائستہ کرد
آپ کے غلام نے جب اچھی خدمت کی

آں عَرَض نے خلعتے شد در نبرد
وہ عَرَض کیا معرکہ میں خلعت نہیں بنی؟

ایں عَرَض با جوہر آں بیضہ است و طیر
اِس عَرَض (کی نسبت) جوہر کیسا تھا انڈے اور پرند کی؟

ایں ازاں و آں ازیں زاید بہ سیر
یہ اُس سے اور وہ اِس سے مسلسل پیدا ہوتا ہے

گفت[2] شاہنشہ چُنیں گیر المُراد
شاہنشاہ نے فرمایا، مطلب یہی سمجھو

ایں عَرَضہائے تو یک جوہر نزاد
تیرے اِن اَعراض نے ایک جوہر نہ بنایا

گفت مخفی داشت ہست آلِ اخرد
اُس (غلام) نے کہا عقل (اللہ) نے اُسکو پوشیدہ رکھا ہے

تا بُوَد غیب ایں جہانِ نیک و بَد
تاکہ یہ جہانِ نیک و بد، پوشیدہ رہے

زانکہ گر پیدا شدے اَشکالِ فکر
اِس لئے کہ اگر خیالات کی شکلیں ظاہر ہو جاتیں

کافر و مومن نگفتے جُز کہ ذکر
(تو) کافر اور مومن سوائے ذکرِ (خداوندی) کے زبان پر نہ لاتا

پس عیاں بودے نہ غیب اَے شاہِ دیں
اے دین کے بادشاہ! مشاہدہ ہوتا نہ کہ غیب

نقشِ دین و کفر بودے بر جبیں
پیشانی پر دین اور کفر کا نشان ہو جاتا

کے دریں عالم بُت و بُتگر بُدے
اِس عالم میں بُت اور بُتگر کب ہوتے؟

چوں کسے راز ہرہ تسخر بُدے
کس طرح کسی کو مذاق اُڑانے کا حوصلہ ہوتا؟

پس قیامت بودے ایں دنیائے ما
ہماری یہ دنیا حشر بن جاتی

در قیامت[3] کے کُند جُرم و خطا
(اور) حشر میں جُرم و خطا (کوئی) کب کر سکتا ہے؟

گفت شہ پوشید حق پاداشِ بد
بادشاہ نے فرمایا اللہ (تعالےٰ) نے بُرائی کی سزا پوشیدہ

لیک از عامہ نہ از خاصانِ خود
لیکن عام انسانوں سے نہ کہ اپنے خاص سے

گر بدامے افگنم من یک اَمیر
اگر میں (سزا کے) جال میں کسی ایک سردار کو ڈالوں

از امیراں مخفیہ دارم نز وزیر
سرداروں سے مخفی رکھوں گا نہ کہ وزیر سے

حق بمن بنمود بس پاداشِ کار
اللہ (تعالےٰ) نے عملوں کا بدلہ میرے لئے نمودار کر دیا ہے

وز صُوَرہائے عملہا صد ہزار
لاکھوں عملوں کی صورتوں کے ذریعہ

تو نشانے دِہ کہ من دانم تمام
تو (اپنے اعمال کی) نشاندہی کر میں سب جان جاؤنگا

ماہ را بر من نمی پوشد غمام
ابر چاند کو میرے سامنے نہیں چھپا سکتا

وزیر کی مثال خاصانِ خدا کی ہے۔ حق بمن بنمود۔ شاہ، عارفِ کامل تھا اور خاصانِ خدا میں سے تھا۔
تو نشانے دہ۔ تو اپنے عمل کی صورت بتا میں سمجھ لوں گا کہ وہ اچھا ہے یا بُرا۔

---

[1] خدمت۔ خدمت کرنا عَرَض ہے وہ بصورتِ خلعت ظاہر ہوتا ہے جو جوہر ہے۔ ایں عَرَض، عَرَض اور جوہر کی وہی نسبت ہے جو انڈے اور مُرغی کی ہے، انڈے سے مرغی، مُرغی سے انڈا بنتا رہتا ہے، اِسی طرح عَرَض سے جوہر اور جوہر سے عَرَض صادر ہوتا رہتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ عَرَض ناقابلِ انتقال ہے یا عَرَض کا جوہر میں تبدیل ہونا ممکن نہیں ہے غلط بات ہے۔

[2] گفت شاہنشہ۔ بادشاہ نے کہا کہ چلو یہی صحیح کہ عَرَض جوہر بن جاتا ہے تو تمہارا کوئی عمل جوہر بنا۔ گفت۔ غلام نے کہا کہ عَرَض بصورتِ جوہر دنیا میں نمایاں نہیں کیا جاتا ہے قدرت کو یہی منظور ہے ورنہ دنیا آزمائش کی جگہ نہ رہے گی۔ اشکالِ فکر یعنی اَعراض بشکلِ جواہر نمودار ہو جائیں۔ پس۔ مومن کے اَعمال اچھی صورتوں میں اور کافر کے اَعمال بُری صورتوں میں نمایاں ہو جاتے کہ۔ نہ کوئی کافر ہوتا اور نہ دین کا مذاق اُڑانے والا۔ پس قیامت۔ تو یہ دنیا محشر بن جاتا جس میں اَعمال اپنی شکلوں میں ظاہر ہونگے۔

[3] در قیامت۔ محشر میں سب مُطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ گفت شہ۔ بیشک عمل کی جزا پوشیدہ ہے لیکن عوام کے لئے، خاصانِ خدا کی نظروں کے سامنے ہے۔ یک امیر۔ امیر کی مثال عوام کی ہے اور

511
www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] پس از گفتِ من مقصود چیست
چوں تو میدانی کہ آں چہ بود چیست

اُس (غلام) نے کہا پھر میرے کہنے کا کیا فائدہ ہے؟ — جبکہ آپ جانتے ہیں کہ جو (عمل) تھا وہ کیسا ہے

گفت شہ حکمت در اظہارِ جہاں
آنکہ دانستہ بروں آید عیاں

شاہ نے فرمایا دنیا کو پیدا کرنے کی حکمت — یہ ہے کہ (اللہ کا) جانا ہوا مشاہدہ میں آجائے

آنچہ می دانست تا پیدا نکرد
بر جہاں ننہاد رنجِ طلق و درد

جبتک (اللہ تعالےٰ نے) اُسکو پیدا نہ کر دیا جسکو وہ جانتا تھا — دنیا پر درد زہ اور تکلیف کو مسلط نہیں کیا

یک زماں بیکار نتوانی نشست
تا بدی با نیکیٔ از تو نجست

تو تھوڑی (دیر ابھی) بیکار نہیں بیٹھ سکتا ہے — جب تک کہ کوئی بدی یا نیکی تجھ سے سرزد نہو

ایں[2] تقاضاہائے کار از بہرِ آں
شد مُوکّل تا شود سرّت عیاں

کام کے یہ تقاضے اِس لئے — مسلط ہوئے تاکہ تیرا بھید کھل جائے

ورنہ کے گیرد کلابہ تن قرار
چوں ضمیرت می کشد او را بکار

ورنہ (یہ کیوں ہے کہ) بدن کا چرخہ کب قرار پکڑتا ہے؟ — چونکہ تیرا دل اُس کو کام کی طرف کھینچتا ہے

پس کلابہ تن کجا ساکن شود
چوں سرِ رشتہ ضمیرش می کشد

جسم کا چرخہ کہاں ٹھہرتا ہے؟ — جبکہ دل کا دھاگا اُس کو چلاتا ہے

تاسہ[3] تو شد نشانِ آں کشش
بر تو بیکاری بود چوں جاں کنش

اُس کشش کی علامت تیری بے چینی ہے — بیکاری تیرے لئے جان کنی ہے

تاسۂ تو آں کشش را شد نشاں
ہست بیکاری چو جاں کندن عیاں

تیری بے قراری اُس کشش کی علامت ہے — ظاہر ہے کہ بیکاری جان کنی کی طرح ہے

ایں جہان و آں جہاں زاید ابد
ہر سبب مادر اثر از وے ولد

یہ جہاں اور وہ جہاں ہمیشہ (نتائج) پیدا کرتا ہے — ہر سبب ماں ہے مسبّب اُس کا بچہ ہے

چوں اثر زائید آں ہم شد سبب
تا بزاید زو اثرہائے عجب

جب مسبّب پیدا ہوا وہ بھی سبب بن گیا — یہاں تک کہ اُس نے عجب مسبّبات پیدا کئے

ایں سببہا نسل بر نسل ست لیک
دیدۂ باید منوّر نیک نیک

یہ اسباب نسل در نسل ہیں لیکن — بہت روشن آنکھ چاہیئے

---

[1] گفت۔ غلام نے کہا کہ جب آپ کا کشف اِس قدر بڑھا ہوا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ گفت شہ سنت اللہ یہی ہے کہ وہ زبان سے کہلواتا ہے ورنہ اُس کے علم میں سب کچھ ہے اِسی لئے اُس نے عالم کو بنایا ہے اور پھر اُس کو عالمِ تکلیف قرار دیا ہے۔ یک زماں۔ انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا لامحالہ اچھا یا بُرا کام کرتا ہے۔

[2] ایں تقاضائے کار۔ انسان کو کام پر اسی لئے مجبور کیا ہے تاکہ اُس کی پوشیدہ نیکی اور بدی وجود اور مشاہدہ میں آجائے۔ ورنہ۔ یعنی اگر تجھے یہ تسلیم نہیں ہے کہ پوشیدہ بُرائی بھلائی کو عالمِ وجود میں لانا تھا تو یہ بتا کہ انسانی بدن کا چرخہ ہر وقت کیوں گھومتا ہے اور اُس کو قرار کیوں نہیں ہے۔ کلابہ۔ چرخہ، آٹی۔

[3] تاسہ۔ بے چینی، بیکاری میں انسان کی بے چینی اس کی دلیل ہے کہ اُس کا قلبی تقاضا ہے کہ وہ عمل کرے۔ جاں کنش۔ جاں کنی۔ ایں جہاں۔ دنیا کو عالمِ اسباب بنایا اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اثر متعین کیا جو اُس سے وجود میں آجاتا ہے یہ سب اِسی لئے ہے کہ اللہ کو اپنی معلومات کا خارجی وجود پیدا کرنا تھا۔ چوں اثر۔ ایک سبب کی وجہ سے ایک مسبّب وجود میں آتا ہے پھر وہ مسبّب سبب بن کر کسی دوسرے مسبّب کو موجود کر دیتا ہے۔ باپ سبب بنا بیٹے کے وجود کا اور بیٹا مسبّب ہوا۔ پھر یہ بیٹا سبب بن گیا پوتے کے وجود کا۔ یہی سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔

512

www.pdfbooksfree.pk

شاہ[1] با او در سخن اینجا رسید
بادشاہ اُس کے ساتھ گفتگو میں یہاں تک پہنچا

تا بدید از وے نشانے یا ندید
(نہ معلوم) اُس (غلام کے عمل) کا کوئی نشان دیکھا یا نہیں

گر بدید آں شاہِ جویا دُور نیست
اگر اس جستجو کرنیوالے بادشاہ نے دیکھ لیا ہو تو بعید نہیں

لیک مارا ذکر آں دستور نیست
لیکن اُس کا ذکر کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے

چوں ز گرما بہ بیامد آں غلام
جب وہ غلام حمام سے آیا

سوئے خویشش خواند آں شاہِ ہُمام
تو مَلِکِ معظّم نے اُس کو اپنی طرف بُلایا

باز پرسیدن حالِ آں غلام
پھر اُس غلام کی حالت پوچھنا

گفت صحّا لک[2] نعیماً دائماً
اُس (بادشاہ) نے کہا خدا کرے تو تندرست رہے (اور تیرے لئے) نعمت دائم ہو

بس لطیفی و ظریف و خوبرُو
تو بہت پاکیزہ اور خوش طبع اور خوبصورت ہے

پس سوئے کارے فرستاد آں دگر
پھر اُس دوسرے (غلام) کو ایک کام کیلئے بھیج دیا

تا ازیں دیگر شود او باخبر
تاکہ اُس دوسرے سے وہ باخبر بنے

پیش بنشاندش بصد لُطف و کرم
بڑی مہربانی اور کرم سے اُس کو سامنے بٹھایا

بعد ازاں گفت اے چو ماہ اندر ظلم
اُس کے بعد کہا، اے تاریکی کے چاند جیسے!

ماہ روئی جعد مُوئی مُشکبُو
تیرا چہرہ چاند جیسا نکھرا ہے تو گھنگریالے بال والا ہے مشک کی سی خوشبو ہے

نیک خُوئی نیک خُوئی نیک خُو
تو نیک خُو ہے، تو نیک خُو ہے، نیک خُو ہے

اے دریغا گر نبودے در تو آں
ہائے افسوس! اگر تجھ میں وہ باتیں نہ ہوتیں

کہ ہمی گوید برائے تو فلاں
جو فلاں نے تیرے بارے میں کہی ہیں

شاد گشتے ہر کہ رویت دیدئے
جو بھی تیرا چہرہ دیکھتا خوش ہوتا

دیدنت مُلکِ جہاں ارزیدئے
تیرا دیکھنا دنیا کی سلطنت کی قیمت کا ہوتا

گفت رمزے[3] زاں بگو اے بادشاہ
اُس (غلام) نے کہا اے شاہ! اِسمیں سے کچھ بتائیے

کز برائے من چہ گفت آں دیں تباہ
اُس بے ایمان نے میرے بارے میں کیا کہا ہے؟

گفت اوّل وصفِ رویت کرد
اُس (شاہ) نے کہا پہلے تو اُسنے تیرے روئے خوب ہونے کی

کاشکارا تو دوائی خفیہ درد
کہ بظاہر تو دوا ہے، بباطن درد ہے

خُبثِ یارش را چو از شہ گوش کرد
جب اُسنے بادشاہ سے اپنے دوست کی خباثت سُنی

در زماں دریائے خشمش جوش کرد
فوراً ہی اُس کے غصہ کا دریا جوش میں آگیا

---

[1] شاہ با او۔ غلام اور بادشاہ کی گفتگو یہاں تک ہوئی کہ بادشاہ نے غلام کے اعمال کی صورتیں دیکھنے کا ذکر کیا اُسنے صورتیں دیکھیں یا نہیں دیکھیں یہ بات ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا ہم اِس کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ دُور نیست۔ چونکہ بادشاہ عارفِ کامل تھا لہٰذا وہ بذریعہ کشف دیکھ بھی سکتا تھا۔ گرما بہ۔ حمام۔ ہمام۔ معظّم۔

[2] صحّا۔ صحّ صحّا جملہ دعائیہ ہے خدا تجھے تندرست رکھے۔ لک نعیماً دائماً۔ یہ بھی جملہ دعائیہ ہے، خدا کرے تجھے باقی رہنے والی نعمت حاصل ہو۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ ظریف۔ خوش مزاج۔ آں دگر۔ گذشتہ دن غلام ازیں۔ وہ غلام جو نہا کر آیا تھا۔ ماہ اندر ظلم۔ چاند کا حسن رات کی تاریکی میں ہی نمایاں ہوتا ہے، دن میں اُس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جعد مُو۔ گھنگریالے بال۔ فلاں۔ یعنی گذشتہ دن غلام۔ دیدئے۔ دیدے ماضی تمنائی ہے اس میں ایک یاء زیادہ لگادی گئی ہے۔

[3] رمزے۔ اشارہ۔ دیں تباہ۔ بے دین، فاسق۔ زود رویٔ۔ دو غلا پن، منافقت۔ کاشکارا۔ کہ آشکارا۔ دوائی۔ دوا ہستی بجہت۔ بدباطنی۔ گوش کرد۔ سنا۔ خشم۔ غصہ۔

513
www.pdfbooksfree.pk

کف[1] برآورد آں غلام و سُرخ گشت
وہ غلام مُنہ میں جھاگ بھرلایا اور سُرخ ہوگیا

تا کہ موجِ ہجوِ او از حد گذشت
یہاں تک کہ مذمت کرنے کا جذبہ حد سے گذر گیا

کوزِ اوّل دم کہ با من یار بود
کہ وہ شروع ہی سے جب سے کہ میرا دوست تھا

ہمچو سگ در قحط ہر گیں خوار بود
قحط میں کتے کی طرح گوبر کھانے والا تھا

چوں دمادم کرد ہجو ش چوں جرس
جب اُس نے اُس کی گھنٹے کی طرح دمادم مذمت کی

دست بر لبِ زد شہنشاہش کہ بس
شہنشاہ نے اُس کے ہونٹ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بس

گفت دانستم ترا از وے بداں
اُس (بادشاہ) نے فرمایا میں تجھے اور اُسے سمجھ گیا، سمجھ لے

از تو جاں گندست از زیارت دہاں
تیری روح گندی ہے اور اُس کا مُنہ گندہ ہے

پس نشیں اے گندۂ[2] جاں از دور تو
بس اے گندہ رُوح! تو دُور بیٹھ

تا امیرِ او باشد و مامور تو
تاکہ وہ حاکم بنے اور تو محکوم (بنے)

بہرِ ایں گفتند اکابر در جہاں
اِسی لئے دنیا بھر کے بزرگوں نے کہا ہے

راحۃُ الانسانِ فی حفظِ اللسان
انسان کی راحت زبان کی حفاظت میں ہے

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ ریاکاری کیساتھ تسبیح

ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا
اے عقلمند! کوڑی کا سبزہ سمجھ

پس بداں کہ صورتِ خوب نکو
پس سمجھ لے بھلی، اچھی صورت

با خصالِ بد نیرزد یک تسو
بُری عادتوں کے ہوتے ہوئے چمار جو کے لائق نہیں ہے

ور بُود صورت حقیر و ناپذیر[3]
اگر صورت حقیر اور نہ بھانے والی ہو

چوں بُود خُلقش نکو در پاش میر
جب اُسکے اخلاق اچھے ہوں تو اُسکے قدموں میں جان دیدے

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں
سمجھ لے، ظاہری صورت فنا ہوجائے گی

عالمِ معنیٰ بماند جاوداں
باطن کا عالم ہمیشہ (باقی) رہے گا

چند باشی عاشقِ صورت بگو
بتا، صورت کا عاشق کب تک (بنا) رہے گا؟

طالبِ معنیٰ شو و معنیٰ بجو
سیرت کا طلبگار بن اور باطن کی تلاش کر

چند بازی عشق با نقشِ سبُو
ٹھلیا کے نقش سے عشق بازی کب تک؟

بگذر از نقشِ سبو و آب جُو
ٹھلیا کے نقش (و نگار) کو چھوڑ اور پانی تلاش کر

صورتش دیدی ز معنیٰ غافلی
تونے اُس کی صورت دیکھی اُسکی سیرت سے غافل ہے

از صدف دُر را گزیں گر عاقلی
سیپ میں سے موتی چُن اگر تو عقلمند ہے

[1] کف۔ جھاگ۔ ہجو۔ مذمت۔ ہجو۔ کتا خود ذلیل جانور ہے اور اُسکی دنائت ہے کہ بھوک میں نہ کھانے کی چیز کھا جاتا ہے۔ دمادم۔ دم بدم۔ جرس۔ گھنٹا، اُس کی آواز مسلسل ہوتی ہے۔ لب۔ ہونٹ، یعنی خود اپنے ہونٹ پر یا غلام کے ہونٹ پر دانستم۔ یعنی میں تیرے اور اُس کے فرق کو جان گیا۔ بداں۔ دانستن کا صیغۂ امر ہے۔ دہان۔ وہ گندہ دہن تھا۔

[2] گندہ جاں۔ گندی روح والے۔ از دور۔ از زیادہ ہے۔ راحۃ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے۔ مَن سَکَتَ نَجیٰ وَراحۃُ الانسانِ فی حفظِ اللسانِ "جو خاموش رہا بچا اور انسان کی راحت زبان کی نگہداشت میں ہے"۔ در حدیث۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل خوبی باطن کی ہے حسنِ صورت معتبر نہیں ہے۔ گولخن۔ گلخن، آگ کی بھٹی، کوڑی۔ پس۔ خوبصورت غلام چونکہ بدسیرت تھا لہٰذا اُس کی کوئی قیمت نہ تھی۔

[3] ور بود۔ صورت کی نہیں بلکہ سیرت کی قدردانی ہونی چاہیئے۔ در پاش۔ در پائے اُو۔ صورت۔ جسم خاک میں مل جاتا ہے اچھے اخلاق دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ معنیٰ۔ سیرت، اخلاق، حقیقت۔ نقشِ سبو یعنی ظاہر آب۔ یعنی سیرت اور باطن۔ از صدف دُر۔ سیپ ظاہر ہے، موتی باطن ہے۔

516

www.pdfbooksfree.pk

این صد فہائے قوالب در جہاں
جسموں کے یہ سیپ، دنیا میں

گرچہ جملہ زندہ انداز بحرِ جاں[1]
اگرچہ سب جان کے سمندر (اللہ تعالیٰ) سے زندہ ہیں

لیک اندر ہر صدف نبود گہر
لیکن ہر سیپ میں موتی نہیں ہوتا ہے

چشم بکشا در دلِ ہر یک نگر
آنکھ کھول اور ہر ایک کے اندر دیکھ لے

کانچہ دارد دیں چہ دآدمی گزیں
اُس میں کیا ہے، اِس میں کیا ہے، چَن

زانکہ کم یاب ست آں در ثمیں
کیونکہ قیمتی موتی نایاب ہے

گر بصورت می روی کوہے بشکل
اگر تو صورت پر جاتا ہے تو پہاڑ شکل میں

در بزرگی ہست صد چنداں کہ لعل
بڑائی میں لعل سے کئی سو گنا زیادہ ہے

ہم بصورت دست و پا و پشم تو
نیز تیرے ہاتھ اور پیر اور بال

ہست صد چنداں کہ نقشِ چشمِ تو
تیری آنکھوں کے وجود سے کئی سو گنا بڑے ہیں

لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں
لیکن یہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے

کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزیں
کہ تمام اعضاء میں دو آنکھیں خائف ہیں

از یک اندیشہ[2] کہ آید در دروں
ایک خیال جو دل میں آتا ہے اُس سے

صد جہاں گردد بیک دم سرنگوں
سو جہان فوراً اوندھے ہو جاتے ہیں

جسمِ سلطاں گر بصورت یک لوبو
بادشاہ کا جسم اگرچہ بظاہر ایک ہوتا ہے

صد ہزاراں لشکرش دارد پئے دود
(لیکن) اُس کے پیچھے ہزاروں کا لشکر دوڑتا ہے

باز شکل و صورتِ شاہِ صفی
پھر (اُسی) منتخب بادشاہ کی صورت

ہست محکوم یکے فکرِ خفی
ایک مخفی خیال کے تابع ہے

خلقِ بے پایاں ز یک اندیشہ[3] بیں
دیکھ (اللہ تعالیٰ کے) ایک ارادہ سے لاانتہا خلق

گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں
زمین پر بہاؤ کی طرح روانہ ہو گئی ہے

ہست آں اندیشہ پیشِ خلقِ خرد
(اگرچہ) وہ ارادہ لوگوں کی رائے میں چھوٹا ہے

لیک چوں سیلے جہانرا خورد و برد
لیکن بہاؤ کی طرح اُس نے دنیا کو خورد برد کر دیا

خلقِ عالم چوں مہ ست و خوش شباں
دنیا والے ریوڑ کی طرح ہیں اور اللہ (تعالیٰ) چرواہا

میدواند جملہ را روز و شباں
شب و روز سب کو دوڑا رہا ہے

چرواہا۔ شباں۔ خلافِ قیاس شب کی جمع ہے۔

[1] بحرِ جاں۔ جان کا سمندر یعنی ذاتِ حق تعالیٰ بعض نسخوں میں از بہرِ جاں ہے تو ترجمہ ہوگا جان کی حفاظت کیلئے۔
لیک۔ ہر انسان میں روح ہے لیکن ہر روح پاکیزہ نہیں ہے۔
کانچہ۔ ہر روح میں خوبیاں نہیں ہیں جسمیں خوبیاں ہوں اُس کو پسند کرو۔ در ثمین۔ قیمتی موتی۔
گر بصورت۔ جسم کی بڑائی اور خوبی کوئی چیز نہیں ورنہ پہاڑ، لعل سے افضل ہوتا ہم بصورت انسان کا باقی بدن اُس کی آنکھوں سے چند گنا لیکن شرافت آنکھوں کو حاصل ہے۔ گزیں۔ برگزیدہ۔

[2] اندیشہ۔ فکر و خیال بھی ایک معنوی چیز ہے جو صد جہاں (ظاہر) کو زیر و زبر کر ڈالتا ہے۔ ایک شاہی ارادہ و خیال سے سینکڑوں ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ جسم سلطان۔ بادشاہ کا ایک جسم لشکریوں کے ہزاروں جسموں پر حکمران محض اپنی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہے۔ باز۔ پھر یہی حکمران کا جسم اُس کے خیال اور فکر کا فرمانبردار ہے تو فضیلت کا مدار معنی اور باطن پر ہے۔

[3] اندیشہ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ قرآن پاک میں ہے۔ اللہ تم جب کسی بات کا ارادہ فرماتے ہیں تو کلمہ کُن سے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اندیشہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فوراً تباہ ہو جاتی ہے۔ ترجمہ۔ ریوڑ شباں۔

515
www.pdfbooksfree.pk

پس[1] چو می بینی کہ از اندیشۂ
پس جب تو دیکھے کہ ایک ارادہ سے

قائم ست اندر جہاں ہر بیشۂ
ہر چیز دنیا میں قائم ہے

خانہا و قصرہا و شہرہا
مکانات، محلات اور شہر

کوہہا و دشتہا و نہرہا
پہاڑ اور جنگل اور نہریں

ہم زمین و بحر ہم مہر و فلک
زمین اور دریا بھی، سورج اور آسمان بھی

زندہ از وے ہمچو از دریا سمک
اسی کی وجہ سے زندہ ہیں جیسا کہ مچھلی دریا سے

پس چرا از ابلہی پیشِ تو کور
تو مجھ اندھے کے سامنے حماقت سے

تن سلیمان ست و اندیشہ چو مور
جسم سلیمانؑ جیسا ہے اور ارادہ چیونٹی جیسا

می نماید پیشِ چشمت کہ بزرگ
تیری نگاہ کے سامنے پہاڑ بڑا ہے

ہست اندیشہ چو بیش و کوہ گرگ
ارادہ بھیڑ کی مانند ہے اور پہاڑ بھیڑیا

عالم[2] اندر چشمِ تو ہول و عظیم
جہاں، تیری نظر میں خوفناک اور بڑا ہے

زابر و برق و رعد داری لرزہ و بیم
ابر، بجلی اور کڑک سے تو لرزتا اور ڈرتا ہے

وز جہانِ فکرتی اے کم ز خر
اور اے گدھے سے کم (عقل)! تو عالمِ فکر سے

ایمن و غافل چو سنگِ بے خبر
بے علم، پتھر کی طرح غافل اور مطمئن ہے

زانکہ نقشی و ز خرد بے بہرہ
کیونکہ تو ایک تصویر ہے اور عقل سے بیگانہ ہے

آدمی خو نیستی خر کرّہ
تو آدمی خصلت نہیں ہے، گدھے کا بچہ ہے

جہلِ محضی و ز خرد بیگانہ
تو خالص جہل ہے اور عقل سے بیگانہ ہے

بو نداری از خدا دیوانہ
خدا کی تجھ میں بو بھی نہیں ہے تو پاگل ہے

سایہ را تو شخص می بینی ز جہل
نادانی سے تو سایہ کو وجود سمجھتا ہے

شخص ازاں شد نزدِ تو بازی سہل
اسی لئے وجود تیرے نزدیک کھیل اور بے وقعت ہے

نک ز غیبت[3] یک نمودار آتش ست
دیکھ، آگ عالمِ غیب کا ایک نمونہ ہے

کز لطافت چوں ہوا دلکش ست
جو لطافت میں دلکش ہوا کی طرح ہے

تا بجسمے در نمی پیچد کثیف
جب تک کسی کثیف جسم میں نہ لگے

آگہی نبود بصر را زاں لطیف
اُس لطیف کا آنکھ کو پتہ نہیں چلتا ہے

---

[1] پس چو می بینی۔ تو غور کریگا تو دنیا کی تمام کائنات اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے قائم ہے اور تمام چیزوں کی بقا اللہ کے ارادے سے وابستہ ہے جس طرح مچھلی کی زندگی دریا سے وابستہ ہے پس چرا جبکہ اتنی مثالوں سے یہ سمجھا دیا گیا کہ اصل خوبی باطن کی ہے نہ کہ ظاہر کی تو جسم کو حضرت سلیمانؑ جیسا اور فکر و خیال کو چیونٹی جیسا سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ کوہ کا مخفف ہے یعنی جسم کی بڑائی کی وجہ سے پہاڑ کی عظمت کا خیال حماقت ہے۔ اندیشہ خیال اور ارادہ کو بکری اور پہاڑ کو بھیڑیا سمجھنا غلطی ہے۔

[2] عالم۔ تو اجسام سے ڈرتا ہے ابر، بجلی اور کڑک کی تباہی سے خوفزدہ ہے۔ وز جہانِ فکر، فکر اور خیال سے جو تباہیاں آتی ہیں اُس سے بے خبر اور مطمئن ہے۔ نقشی۔ تو تصویر ہے جو عقل سے کوری ہوتی ہے آدمی خو۔ انسان کی فضیلت عقل و خرد اور فکر کی وجہ سے ہے جو معرفتِ حق پیدا کرتی ہے۔ سایہ۔ تو نے غیر مقصود کو مقصود اور مقصود کو غیر مقصود سمجھا ہے

[3] ز غیبت۔ انسان غیر مقصود کو مقصود اسلئے سمجھتا ہے کہ حقیقت بین نظر سے محروم ہوتا ہے لیکن ایک وقت وہ آئے گا جب صحیح حقیقت سامنے آجائیگی، غائب از نظر حقیقت کو آگ کی مثال سے سمجھایا ہے، آگ ایک لطیف شے ہے جو نظروں سے غائب ہے، نظر جب آتی ہے جب وہ کسی کثیف جسم میں لگ جاتی ہے۔

516

www.pdfbooksfree.pk

بازا فزون ست ہنگامِ اثر
پھر تاثیر کے وقت وہ بڑھی ہوئی ہے

از ہزاراں[1] تیشہ و تیغ و تبر
ہزاروں تیشوں اور تلواروں اور تبر سے

باش تا روزیکہ آں فکر و خیال
اُس دن تک ٹھہر جبکہ وہ فکر اور خیال

برکشاید بے حجابے پر و بال
کُھلم کُھلا بال و پر نکالے

کوہہا[2] بینی شدہ چوں پشمِ نرم
تو پہاڑوں کو نرم اُون کی طرح دیکھے گا

نیست گشتہ ایں زمینِ سرد و گرم
یہ سرد و گرم زمین نابود ہو جائے گی

نے سما بینی نے اختر نے وجود
نہ تو آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود

جز خدائے واحدِ حیّ وَدُود
ایک خدا، حیّ اور ودود کے علاوہ

یک فسانہ راست آید یا دروغ
ایک قصہ خواہ سچا ہو یا جھوٹا (جو کہا جاتا ہے)

تا دہد مر راستیہا را فروغ
تاکہ وہ سچائیوں کو فروغ دے

حسد کردنِ حشم بر غلامِ خاص
غلاموں کا مخصوص غلام پر حسد کرنا

پادشاہے بندہ را از کرم
ایک بادشاہ نے کرم کرکے ایک غلام کو

برگزیدہ بود بر جملہ حشم
تمام غلاموں میں سے پسند کر لیا تھا

جامگی[3] او وظیفہ چل امیر
اُس کی تنخواہ چالیس سرداروں کی تنخواہ (کی برابر) تھی

دہ یکے قدرش ندیدہ صدر وزیر
شہ وزیروں نے بھی اُسکے مرتبہ کا دسواں حصہ نہ دیکھا تھا

از کمالِ طالع[3] و اقبال و بخت
بہتر اور اقبال اور نصیب کے کمال کی وجہ سے

اُو ایازے بود و شہ محمودِ وقت
وہ ایاز تھا اور بادشاہ محمودِ دوراں (تھا)

روحِ اُو با روحِ شہ در اصلِ خویش
اُسکی روح شاہ کی روح کے ساتھ اپنی اصل میں

پیش ازیں تن بودہ ہم پیوند و خویش
اُس جسم سے پہلے جڑی ہوئی اور یگانہ تھی

کار آں دارد کہ پیش از تن بدست
(اصل) معاملہ وہی ہے جو جسم سے پہلے ہوا ہے

بگذر از اینہا کہ نو حادث تست
اِن (تعلقات) کو رہنے دے کہ یہ نئے پیدا ہوئے ہیں

چشمِ عارف راست گو نے احول است
عارف کی آنکھ ٹھیک دکھانے والی ہے نہ کہ بھینگی

چشمِ او بر کشتہائے اوّل ست
اُس کی نظر پہلی کھیتیوں پر ہے

چشمِ راست گو۔ صحیح دکھانے والی آنکھ۔ احول۔ بھینگا جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ کشتہائے اوّل۔ تقدیرِ ازلی۔

---

[1] از ہزاراں۔ آگ جنگلوں کو اِس درجہ تباہ کر دیتی ہے کہ ہزاروں تیغ و تبر بھی اُس کو اِس قدر تباہ نہیں کر سکتے ہیں۔ باش۔ ارادۂ الٰہی جو نظروں سے مخفی ہے اُس کی تاثیرات بھی ایک دن ظاہر ہونگی۔

[2] کوہہا۔ ارادۂ الٰہی سے قیامت کے دن بڑے سے بڑا وجود حقیر اور لاشئی ہو جائیگا۔ پشم۔ اُون۔ سما۔ آسمان۔ حیّ۔ زندہ، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ وَدود۔ محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ فسانہ۔ اِن اللہ تعالیٰ کے غیبی ارادہ سے غافل ہے اِس قصہ کے ضمن میں بھی اِسی امر کو واضح کیا ہے کہ دوسرے غلام شاہ کے فکر اور ارادہ سے غافل تھے یہی حسد کی وجہ ہوتی ہے۔ جامگی۔ ظیفہ۔ تنخواہ، راتبہ۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ چل چہل، چالیس۔ دہ یک۔ ایک بٹا دس، دسواں حصہ۔

[3] طالع۔ ستارۂ قسمت۔ بخت نصیبہ۔ آیاز۔ سلطان محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا۔ دونوں کا باہمی تعلق ضرب المثل ہے۔ سلطان محمود کی وفات ۴۲۱ھ میں ہوئی اور غزنی میں دفن ہوئے اصل۔ یعنی علمِ الٰہی یا عالمِ روح۔ کار آں دارد۔ اہمیت اِنہی باتوں کی ہے جو جسمِ عنصری کے قبل پیش آئی ہیں۔ اینہا جو معاملات عالمِ اجسام میں پیش آتے ہیں۔ نو حادث۔ تازہ وقوع میں آنے والا۔ عارف۔ وہ جس کو معرفتِ خداوندی حاصل ہو گئی ہے۔

516
www.pdfbooksfree.pk

انچہ گندم[1] کاشتند ش وانچہ جَو
جو اُنھوں نے گیہوں بویا ہے اور جَو

چشمِ اُو آنجاست روز و شب گرَو
اُس کی نظر شب و روز اُس طرف لگی ہے

آنچہ آبست شب جُز آں نزاد
رات جس سے حاملہ ہے اُسکے سوا اُسنے نہیں جَنا

حیلہا و مکرہا جملہ ست باد
حیلے اور تدبیریں سب بیکار ہیں

کے شود دل خوش بحیلتہائے گش
چالو حیلوں سے وہ شخص کب دل خوش ہوتا ہے

آنکہ بیند حیلۂ حق بر سرش
جو اللہ تعالےٰ کی تدبیر کو اپنے سر پر (مسلط) دیکھتا ہے

او درونِ دام[2] و دامے می نہد
وہ جال میں ہے اور ایک جال اور بچھاتا ہے

جانِ تو نے آں جہد نے ایں جہد
تیری جان کی قسم نہ اِس سے نکلتا ہے نہ اُس سے نکلتا ہے

گر بروید در بریزد صد گیاہ
اگر سینکڑوں گھاسیں اُگیں یا اُگائے

عاقبت بر روید آں کشتِ اِلٰہ
انجام کار اللہ (تعالےٰ) کا بویا ہوا اُگے گا

کشتِ نو کارید بر کشتِ نخست
پُرانی کھیتی پر تو نے نئی کھیتی بو دی

ایں دوم فانیست و آں اوّل درست
دوسری فنا ہونے والی ہے، پہلی ٹھیک ہے

تخمِ اوّل کامل و برگزیدہ است
پہلا بیج مکمل اور منتخب ہے

تخمِ ثانی فاسد و بو سیدہ است
دوسرا بیج خراب اور سڑا ہوا ہے

افگن[3] ایں تدبیر خود را پیشِ دوست
اپنی اِس تدبیر کو دوست کے سامنے ڈالدے

گرچہ تدبیرت ہم از تدبیرِ اوست
اگرچہ تیری تدبیر بھی اُسی کی تدبیر کی وجہ سے ہے

کارآں دارد کہ حق افراشت ست
اہم کام وہی ہے جو خدا نے قائم کیا ہے

آخر آں روید کہ اوّل کاشت ست
آخر میں وہی اُگے گا جو پہلے بویا ہے

ہر چہ کاری از برائے اُو بکار
جو بوئے اُس کے لئے بو

چوں اسیرِ دوستی اے دوستدار
اے دوست! جبکہ تو دوست کا پابند ہے

گردِ نفسِ دُزد و کارِ اُو مپیچ
چور نفس کے گرد اور اُس کے کام میں نہ لگ

ہر چہ آں نے کارِ حق ہیچست و ہیچ
جو اللہ (تعالےٰ) کا کام نہیں ہے وہ ہیچ در ہیچ ہے

پیش ازاں کہ روزِ دیں پیدا شود
اِس سے قبل کہ قیامت کا دن ظاہر ہو

نزدِ مالک دُزدِ شب رُسوا شود
مالک کے سامنے رات کا چور رسوا ہو

رخت دُزدیدہ بتدبیر و فنش
تدبیر اور اُسکے ہنر سے چُرایا ہوا مال

ماندہ روزِ داوری در گردنش
انصاف کے دن اُس کی گردن پر ہوگا

[1] گندم۔ یعنی اعلیٰ افعال۔ کاشتند۔ کارکنانِ قضا و قدر نے جو لکھ دیا ہے۔ جَو۔ یعنی گھٹیا اعمال۔ شب۔ یعنی جو مقدر میں مکتوب ہے وہی سامنے آئیگا۔ گش۔ خوب۔ حیلۂ حق۔ اللہ کی قدرت۔

[2] دام۔ یعنی تقدیرِ الٰہی کا جال۔ دامے۔ یعنی اپنی تدبیر کا جال۔ صد گیاہ۔ یعنی سینکڑوں تدبیریں۔ کشتِ الٰہ۔ یعنی جو خدا نے مقدر کر دیا ہے۔ کشتِ نو۔ یعنی تدبیر۔ کشتِ نخست۔ یعنی تقدیر۔ ایں دوم۔ یعنی تدبیر۔ تخمِ اوّل۔ تقدیر کے تدبیر پر غلبہ کی توجیہ ہے۔

[3] افگن۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ تقدیر تدبیر پر غالب ہے تو معاملہ تقدیر کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ ہر چہ کاری۔ جب خدا سے دوستی کا دعویٰ ہے تو اُس کی شریعت پر عمل کرنا چاہیئے اور اُس کے لئے مخلصانہ عمل کرنا چاہیئے۔ نفس۔ یعنی امارہ۔ ہر چہ۔ نفسِ امارہ کے کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں۔ پیش ازاں۔ قیامت کے دن شیطانی کاموں سے علیحدگی بے معنی بات ہوگی۔ داوری۔ دادرسی۔ منصفی۔

www.pdfbooksfree.pk

صد[1] ہزاراں عقل باہم بر جہند
لاکھوں عقلیں مل کر کوشش کرتی ہیں

تا بغیر دامِ اُو دامے نہند
تاکہ اُسکے (تقدیر کے) جال کے سوا کوئی (تدبیر کا) جال بچھائیں

دامِ خود را سخت تر یابند و بس
اپنی (تقدیر کے) جال کو اور سخت پاتے ہیں اور بس

کے نماید قوّتے با بادِ خس
تنکا، آندھی کے مقابلے میں کیا طاقت دکھائے؟

ور نداری باور از من روبہیں
اگر میری بات کا تجھے یقین نہیں ہے، جا دیکھ

در نبی واللہ خیرُ الماکرین
قرآن میں ہے "اور اللہ سب سے اچھا داؤ کرنیوالا ہے"

گر[2] تو گوئی فائدہ ہستی چہ بُود
اگر تو کہے ہستی (عالمِ تدبیر) کا کیا فائدہ تھا

در سوالت فائدہ ہست اے عنود
اے سرکش! کیا تیرے (اس) سوال میں فائدہ ہے؟

گر ندارد ایں سوالت فائدہ
اگر تیرے اِس سوال میں فائدہ نہیں ہے

چہ شنوم ایں را عبث بے عائدہ
(تو) میں اُس کو بیکار بے نتیجہ کیوں سُنوں؟

ور سوالت فائدہ دارد یقیں
اگر تیرے سوال میں یقیناً فائدہ ہے

پس جہاں بے فائدہ نبوَد ببیں
تو غور کر عالمِ (تدبیر) بے فائدہ نہ ہوگا

از سوالت ار بود بس فائدہ
اگر تیرے سوال سے بہت سے فائدے ہیں

چوں بجوید در جہاں کس فائدہ
تو عالمِ (تدبیر) میں کوئی شخص فائدہ کیوں تلاش کریگا؟

ور سوالت را بسے فایدہ ہست
اگر تیرے سوال میں بہت سے فائدے ہیں

پس جہاں بے فائدہ آخر چرا ست
تو عالمِ (تدبیر) آخر بے فائدہ کیوں ہے؟

ور[3] جہاں از یک جہت بے فائدہ است
اگر عالمِ (تدبیر) ایک اعتبار سے بے فائدہ ہے

از جہت ہائے دگر پر عائدہ است
دوسری جہتوں سے فائدہ سے پُر ہے

فائدہ تو گر مرا فایدہ نیست
اگر تیرا فائدہ میرا فائدہ نہیں ہے

مر ترا چوں فائدہ است از وے مایست
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اُس سے باز نہ رہ

فائدہ تو گر مرا نبوَد مُفید
اگر تیرا فائدہ میرے لئے مفید نہیں ہے

چوں ترا شد فائدہ گیر اے مُرید
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اے مرید! تو اُسے اختیار کر

ور منم زاں فائدہ حُر ابن حُر
اگر میں اِس فائدہ سے آزاد ہوں

مر ترا چوں فائدہ است از وے مبُر
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اُس سے نہ کٹ

حُسنِ یوسفؑ عالمے را فائدہ
یوسفؑ کے حُسن میں عالم کا فائدہ تھا

گرچہ برادراں عبث بُد زائدہ
اگرچہ وہ بھائیوں کے لئے بیکار عبث تھا

---

[1] صد ہزاراں۔ تقدیر کے خلاف عقلاء کی تدبیریں بالکل بیکار ہیں۔ بابا دخس۔ باد تقدیرِ الٰہی ہے اور خس تدبیرِ عقلاء۔ واللہ۔ تو اچھے داؤ کے بالمقابل ناقص داؤ کیا کر سکتا ہے۔

[2] گر تو گوئی۔ اِعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تقدیر کے مقابلہ میں تدبیر بیکار ہے تو خدا کا عالمِ تدبیر کو پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ در سوالت۔ الزامی جواب ہے کہ تیرے اس اعتراض میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں اگر بے فائدہ ہے تو بے فائدہ سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تیرا سوال مفید ہے اور عبث نہیں تو اللہ کا عالمِ تدبیر کو پیدا کرنا کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے۔ در سوالت۔ جب ایک انسان کا فعل عبث نہیں تو حکیم و علیم کا فعل کیسے عبث ہو سکتا ہے۔

[3] در جہاں۔ ہر چیز کا ہر حیثیت سے مفید ہونا ضروری نہیں ہے، اگر عالم تدبیر بمقابلہ تقدیر بے فائدہ ہے تو اس میں دوسری حیثیت سے بہت سے فائدے ہیں۔ فائدہ تو۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ہر شخص کے لئے مُفید ہو، ایک چیز ایک کے لئے بیکار ہے تو دوسرے کے لئے مُفید ہوتی ہے۔ حُسنِ یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ کے حُسن کی افادیت سب کے لئے تھی لیکن بھائیوں کیلئے نہ تھی۔

519

www.pdfbooksfree.pk

لحنِ[1] داؤدی چناں محبوب بود — لیک بر محروم نامطلوب بود

داؤدی نغمہ کس قدر محبوب تھا — لیکن محروم (منکر) کے لئے ناپسندیدہ تھا

آبِ نیل از آبِ حیواں بُد فزوں — لیک بر قبطیِ مُنکر بود خوں

نیل کا پانی آبِ حیات سے بھی بڑھا ہوا تھا — لیکن مُنکرِ قبطی (فرعون) پر خون تھا

ہست بر مومن شہیدی زندگی — بر مُنافق مُردنست و ژرندگی

مُومن کے لئے شہادت زندگی ہے — منافق کے لئے موت اور تباہی ہے

چیست[2] در عالم بگو یک نعمتے — کہ نہ محروم انداز وے اُمتے

بتا، دنیا میں کونسی نعمت ہے؟ — کہ اس سے کچھ لوگ محروم نہیں ہیں

گاؤ و خر را فائدہ چہ در شکر — ہست ہر جاں را یکے قوتے دگر

گدھے اور بیل کے لئے شکر میں کیا فائدہ ہے؟ — ہر جاندار کی جداگانہ غذا ہے

لیک گر آں قوت بروے عاریست — پس نصیحت کردن او را اقتضیست

لیکن اگر وہ اس کی عارضی غذا ہے — تو نصیحت کرنا، اُس کو سدھانا ہے

چوں[3] کسے کو از مرض گِل داشت دوست — گرچہ پندارد کہ آں گِل قوتِ اوست

جب کوئی کسی مرض کی وجہ سے مٹی (کھانا) پسند کرے — اگرچہ وہ سمجھ رہا ہو کہ مٹی اسکی (اصل) غذا ہے

قوتِ اصلی را فراموش کردہ است — روئے در قوتِ مرض آوردہ است

(لیکن) اُس نے اصلی غذا کو بُھلا دیا ہے — بیماری کی غذا کی طرف رُخ کر لیا ہے

نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است — قوتِ علت ہمچو چوبش کردہ است

شہد کو چھوڑ کر زہر کھایا ہے — بیماری کی غذا نے اُس کو لکڑی جیسا بنا دیا ہے

قوتِ اصلیِ بشر نورِ خداست — قوتِ حیوانی مر او را ناسزاست

انسان کی اصل غذا خدا کا نور ہے — حیوانی غذا اُس کے لئے مناسب نہیں ہے

لیک از علت دریں افتاد دل — کہ خورد او روز و شب از آب و گِل

لیکن بیماری کیوجہ سے (اُس کا) دل اِسمیں پڑا ہے — کہ شب و روز وہ پانی مٹی (کی پیداوار) کھائے

روئے زرد و پشت و دل سُبک — کو غذائے وَالسَّمَاذَاتِ الْحُبُک

چہرہ زرد، پیر سُست، اور دل کمزور — کہاں راستوں والے آسمان کی غذا؟

ترکاریاں، پھل وغیرہ۔ روئے زرد۔ یہ غذائیں اُس کی رُوح میں کمزوری کی علامتیں پیدا کر دیتی ہیں۔ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُکِ۔ سورۃ والذاریات کی یہ آیت ہے یعنی قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔

[1] لحنِ داؤدی۔ حضرت داؤدؑ کا نغمہ پرندوں تک کے لئے مفید تھا لیکن کافروں کیلئے مُفید نہ تھا۔ آبِ نیل۔ دریائے نیل کا پانی مخلوقِ خدا کیلئے مفید تھا فرعون کیلئے مُہلک بنا۔ شہیدی۔ شہادت مُومن کیلئے مفید ہے کافر کیلئے مُضر ہے۔

[2] چیست۔ دنیا کی ہر نعمت کا یہی حال ہے کہ کچھ انسانوں کیلئے وہ مُفید ہے اور محروم انسانوں کیلئے مفید نہیں ہے۔ در شکر۔ اللہ تعالےٰ نے ہر نعمت ہر ایک کیلئے نہیں پیدا فرمائی ہے، شکر انسانوں کے لئے نعمت اور غذا ہے، حیوانوں کیلئے نہیں ہے لیک۔ بعض اصل غذا کو چھوڑ کر دوسری غذا کے عادی ہو جاتے ہیں تو نصیحت اُن کیلئے کارگر ہوتی ہے اور وہ اصل غذا حاصل کرنے لگتے ہیں۔ رانضی۔ گھوڑے کو سدھانا۔

[3] چوں کسے۔ بعض لوگ مرض کی حالت میں مٹی کو غذا بنا لیتے ہیں اور اُس کو اپنی غذا سمجھتے ہیں۔ نوش۔ اصلی غذا شہد کی طرح مُفید ہوتی ہے اور بیماری کیوجہ سے جس چیز کو اُس نے غذا سمجھ لیا ہے وہ اُسکے لئے مضر اور زہر ہوتی ہے جو اُس کو فربہ کرنے کی بجائے لکڑی جیسا خشک بنا دیتی ہے۔ نورِ خدا۔ نورِ معرفتِ خداوندی۔ قوتِ حیوانی جسمانی تقاضوں و نفسانی شہوتوں۔ از آب و گِل۔ یعنی مٹی پانی کی پیداوار گوشت،

520

www.pdfbooksfree.pk

آں[1] غذائے خاصگانِ دوست است — خوردنِ آں بے گلو و آلت است

وہ دربار کے مخصوص لوگوں کی غذا ہے — اُس کا کھانا بغیر حلق اور برتنوں کے ہے

شد غذائے آفتاب از نورِ عرش — مر حسود و دیو را از دود فرش

آفتاب کی غذا عرش کا نور ہے — حاسد اور شیطان کی (غذا) زمین کا دھواں ہے

در شہیداں یُرزَقُونَ فرمود حق — آں غذا را نے دہاں نے طبق

اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں یُرزَقُونَ فرمایا ہے — اُس غذا کے لئے نہ منہ ہے نہ طباق

دل ز ہر یارے غذائے می خورد — دل ز ہر علمے صفائے می برد

دل ہر محبوب چیز سے غذا حاصل کرتا ہے — دل ہر علم سے صفائی حاصل کرتا ہے

صورتِ[2] ہر آدمی چوں کاسہ ایست — چشم از معنیِ او حساسہ ایست

ہر آدمی کی صورت پیالے کی طرح ہے — آنکھ اُس کے باطن کا ادراک کرنے والی ہے

از لقائے ہر کسے چیزے خوری — وز قرانِ ہر قریں چیزے بری

تو ہر شخص کی ملاقات سے کچھ حاصل کریگا — تو ہر ساتھی کے ملنے سے کچھ حاصل کرے گا

چوں ستارہ با ستارہ شد قریں — لائق ہر دو[2] اثر زاید یقیں

جب ایک ستارہ دوسرے ستارہ سے ملتا ہے — یقیناً دونوں کے مناسب اثر بڑھتا ہے

از قرانِ مرد و زن زاید بشر — وز قرانِ سنگ و آہن ہم شرر

مرد اور عورت کے ملنے سے انسان پیدا ہوتا ہے — اور پتھر اور لوہے کے ملنے سے چنگاریاں (نکلتی ہیں)

وز قرانِ خاک با بارانہا — میوہا و سبزہا ریحانہا

مٹی اور بارشوں کے ملنے سے — میوے اور سبزے (اور) خوشبودار گھاسیں (پیدا ہوتی ہیں)

وز قرانِ سبزہا با آدمی[3] — دل خوشی و بے غمی و خرمی

انسان کے ساتھ سبزوں کے جمع ہونے سے — دل خوشی اور بے غمی اور سرور (پیدا ہوتا ہے)

وز قرانِ خرمی با جانِ ما — می بزاید خوبی و احسانِ ما

ہماری جان کے ساتھ خوشی کے ملنے سے — خوبی اور کمالات پیدا ہوتے ہیں

قابلِ خوردن شود اجسامِ ما — چوں برآید از تفرج کامِ ما

ہمارے جسم (کھانا) کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں — جبکہ تفریح سے ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے

---

[1] آں غذا۔ آسمانی غذا اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص بندوں کی غذا ہے جس کے کھانے کے لئے عالمِ ناسوت کے وسائل اور ذرائع کی ضرورت نہیں ہے۔ دودِ فرش۔ عالمِ ناسوت کی غذا۔ یُرزَقُونَ۔ قرآن پاک میں شہیدوں کیلئے فرمایا گیا ہے۔ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ "بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں جن کو غذا دیجاتی ہے"۔ آں غذا جنت کی یہ غذا بغیر مادی ذرائع اور وسائل کے کھائی جاتی ہے۔ دل۔ جس طرح دنیا داروں اور اہل اللہ کی غذائیں اور دنیا اور آخرت کی غذا میں فرق ہے اسی طرح انسان کے مختلف اعضا کی مختلف غذائیں ہیں، دل کی غذا، دوست کی ملاقات اور حصولِ علم ہے۔

[2] صورت۔ چشمِ بصیرت کی غذا انسان کے باطنی اوصاف ہیں۔ از لقائے۔ ہر چیز ایک دوسرے سے مل کر کچھ نہ کچھ غذا اور قوت حاصل کرتی ہے۔ چوں ستارہ۔ اب مولانا نے چند مثالیں پیش فرمائی ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ ہر چیز دوسری چیز سے مل کر کوئی غذا اور طاقت حاصل کر لیتی ہے قرانِ السعدین اور قرانِ النحسین سے ہر ستارہ ایک دوسرے سے تقویت اور غذا حاصل کر لیتا ہے اور تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ از قرانِ مرد و زن۔ میاں بیوی کی ہمبستری سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وز قرانِ۔ پتھر اور لوہے کو ملا کر رگڑا جائے تو چنگاریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔

[3] آدمی۔ انسان چمنوں کی سیر کرتا ہے تو سرور حاصل ہوتا ہے۔ خرمی۔ انسان کو خوشی میسر آتی ہے تو ترائے باطنی میں اضافہ ہوتا ہے اور بھوک لگتی ہے جو صحت کو بڑھاتی ہے۔ تفرج۔ سیر و تفریح۔ کامِ مقصد۔

S21
www.pdfbooksfree.pk

سُرخروئی[1] از قرانِ خوں بُوَد
خون کے ملنے سے سُرخروئی حاصل ہوتی ہے

خوں ز خورشیدِ خوشی گلگوں بُوَد
خوشی کے آفتاب سے خون سُرخ ہوتا ہے

بہترین رنگہا سُرخی بود
رنگوں میں بہترین رنگ سُرخی ہوتی ہے

واں ز خورشیدست از وے میرسد
وہ سورج کی وجہ سے ہے اور اُس سے حاصل ہوتی ہے

ہر زمینے کو قرینِ شد بازحل
جو زمین زحل (ستارہ) کی متعلق ہوئی

شورہ گشت و کشت را نبود محل
وہ شوریلی بنی اور کھیتی کی جگہ نہیں رہتی

قوّت اندر فعل آید ز اتّفاق
متفق ہو جانے سے کام میں قوّت آجاتی ہے

چوں قرانِ دیو با اہلِ[2] نفاق
جیسا کہ شیطان کا منافقوں سے مل جانا

ایں معانی راست از چرخِ نہم
اِن معانی کے لئے نویں آسمان

بے ہمہ طاق و طُرم طاقِ طُرم
بغیر شان و شوکت والے سے شان و شوکت ہے

خَلق[3] را طاق و طُرم عاریت است
عالَم کی شان و شوکت عارضی ہے

امر را طاق و طُرم ماہیّت است
(عالَم) امر کی شان و شوکت ذاتی ہے

انبیٔے طاق و طُرم خواری کشند
شان و شوکت کے لئے ذلّت برداشت کرتے ہیں

برامیدِ عزّ در خواری خوشند
عزّت کی اُمید پر ذلّت میں خوش ہیں

برامیدِ عزّ دہ روزہ خدُوک
دس روزہ عزّت کی اُمید پر پریشان ہیں

گردنِ خود کردہ اند از غم چو دُوک
فکر میں اپنی گردن کو تکلا جیسا بنائے ہوئے ہیں

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم
اِس جگہ کیوں نہیں آتے جہاں میں ہوں

کاندریں عزّ آفتابِ روشنم
کہ میں اِس عزّت میں روشن سورج ہوں

مشرقِ خورشید بُرجِ قیرگوں
سورج کی مشرق سیاہ بُرج ہے

آفتابِ ما ز مشرقہا بروں
ہمارا سورج مشرقوں سے بالا ہے

مشرقِ اُو نسبتِ ذرّاتِ اُو
اُس کی مشرق ذرّوں کے ساتھ اُسکی نسبت ہے

نے برآمد نے فرو شد ذاتِ اُو
نہ اُس کی ذات طلوع کرتی ہے نہ غروب کرتی ہے

ماکہ واپس ماندہ ذرّاتِ ویم
ہم جو کہ اُس کے ذرّات میں سے پسماندہ ہیں

در دو[2] عالم آفتابِ بے قلیم
دونوں جہانوں میں بغیر سایہ کا سورج ہیں

---

[1] سُرخروئی۔ رخساروں میں خون دوڑتا ہے تو چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ گلگوں۔ خوشی سے خون میں سُرخی پیدا ہوتی ہے۔ واں۔ سُرخی سورج کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ زحل۔ ایک ستارہ ہے جس کو نحسِ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ اُس کی یہ تاثیر ہے کہ جس زمین کی طرف اُس کا رُخ ہو وہاں قحط اور جس طرف اُس کی پشت ہو وہاں وبا پھیل جاتی ہے۔

[2] اہلِ نفاق۔ منافقوں کا شیطان سے ملاپ اُنکے شر میں اضافہ کر دیتا ہے۔ چرخِ نہم۔ شرع میں اِسی کو عرش کہا جاتا ہے اور حکماء اِسکو فلک الافلاک اور فلکِ اطلس کہتے ہیں جو بالکل سادہ ہے اُسمیں کوئی ستارہ نہیں ہے، صوفیاء کے نزدیک علوم و معارفِ ربّانی کا نزول اِسی فلک سے ہوتا ہے چونکہ باہمی میل جول سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل ہوتی ہے لہٰذا انسان کو علوم و معارف سے وابستہ ہونا چاہیئے جن میں بڑی شان و شوکت ہے۔

[3] خلق۔ عالمِ مادیات۔ امر۔ عالمِ مجرّدات جس میں علوم و معارفِ الٰہی بھی داخل ہیں۔ عزّ۔ یعنی دنیا کی عزّت۔ خدوک۔ غصّہ پریشانی۔ دوک۔ تکلا۔ اینجا یعنی مقامِ معرفتِ خداوندی۔ قیرگوں۔ سیاہ۔ آفتابِ ما۔ ہم جس سے نور حاصل کرتے ہیں وہ ذاتِ باری ہے جو مشرقوں سے ورا الورا ہے

مشرقِ اُو۔ ذاتِ باری کیلئے جب ہم لفظ شرق بولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذرّات یعنی اولیاء اللہ اُسوقت اُس سے کسبِ نور کر رہے ہیں جو دائمی نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کسبِ نور میں حجابات حائل ہو جاتے ہیں ورنہ اللہ کیلئے نہ مشرق ہے نہ مغرب اُسکی ذات ہر وقت نور فشاں ہے۔ واپس ماندہ ذرّات یعنی ہم اُسکے اولیاء میں بہت کم

522

www.pdfbooksfree.pk

۵۱ بازگردِ شمس میگردم عجب
تعجب ہے میں پھر بھی سورج کے چاروں طرف گردش کرتا ہوں

شمس باشد بر سببہا مطلع
اسباب سے سورج باخبر ہوتا ہے

۵۲ صد ہزاراں بار ببریدم امید
میں نے لاکھوں بار اُمید منقطع کی

تو مرا باور مکن کز آفتاب
تو میرا یقین نہ کر، کہ سورج سے

ور شوم نومید نومیدیِ من
اگر میں ناامید ہوں، میری ناامیدی

عینِ صُنع از نفسِ صانع چوں بُرد
بعینہٖ کام، کام کرنے والے کی ذات سے کیسے جدا ہو سکتا ہے؟

۵۳ جملہ ہستیہا ازیں روضہ چرند
تمام موجودات اِسی باغ سے غذا (وجود) حاصل کرتے ہیں

لیک اسپ کور کورانہ چرد
لیکن اندھا گھوڑا، اندھے پن سے چرتا ہے

وانکہ گرد شہا ازاں دریا ندید
اور جس نے گردشوں کو اُس دریا سے نہ سمجھا

اُو ز بحرِ عذب آبِ شور خورد
اُس نے شیریں دریا سے کھارا پانی پیا

بحر می گوید بدستِ راست خور
دریا کہتا ہے کہ داہنے ہاتھ سے پی

ہست دستِ راست اینجا ظنِ راست
داہنے ہاتھ (سے مُراد) یہاں صحیح عقیدہ ہے

ہم ز فرِ شمس باشد ایں سبب
یہ سبب بھی سورج کی شان و شوکت کی جانب سے ہے

ہم از و حبلِ سببہا منقطع
اسباب کی رسّی کا ٹوٹنا بھی اُسی کی جانب سے ہے

از کہ از شمس ایں شما باور کنید
کس سے! سورج سے اِس کا تم یقین کرو

صبر دارم من و یا ماہی ز آب
میں صبر کر سکتا ہوں اور یا مچھلی پانی سے (صبر کر سکتی ہے)

عینِ صُنعِ آفتاب است اے حسن
بالکل سورج کا کام ہے، اے پیارے!

عینِ ہست از غیرِ ہستی چوں چرد
خود موجود غیر موجود سے کیسے غذا (وجود) حاصل کر سکتا ہے؟

گر بُراق و تازیاں ور خود خرند
خواہ بُراق اور عربی گھوڑے ہوں یا خود گدھے ہوں

می نہ بیند روضہ را زانست رد
وہ باغ کو نہیں دیکھتا ہے، اِس لئے مردود ہے

ہر دم آرد رُو بمحرابِ جدید
ہر آن منہ نئی محراب کی طرف کرتا ہے

تا کہ آبِ شور اُورا کور کرد
یہاں تک کہ کھارے پانی نے اُسکو اندھا کر دیا

ز آبِ من، اے کور تا یابی بصر
میرا پانی لے اندھے! تاکہ تو بینائی حاصل کرے

کو بداند نیک و بد را کز کجاست
تاکہ وہ جان لے کہ نیک و بد کہاں سے ہے

۵۱ بازگرد۔ یعنی میں باوجود آفتاب ہو جانے کے پھر بھی مزید تقرب حاصل کرنے کیلئے اُس شمس کو لپٹا ہوا ہوں اور یہ میرا لپٹنا الٹ پلٹ جو تقرب کا سبب ہے یہ بھی اُسی شمس کا عطا کردہ ہے۔ ایں سبب ہم ز فرِ شمس باشد۔ یعنی میری گردش جو کہ تقرب کا سبب ہے اُس کی ہی پیدا کردہ ہے، جس طرح نتائج قبضۂ قدرت میں ہیں اِسی طرح اُن کے اسباب بھی قبضۂ قدرت میں ہیں۔ شمس۔ اسباب کا مہیا ہونا اور نہ ہونا قدرتِ خداوندی کے تابع ہے۔

۵۲ صد ہزاراں۔ وصول الی اللہ کی سعی میں لاکھوں بار مایوسیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو مرا۔ لیکن مایوسی، ترکِ سعی کا سبب نہیں بنتی۔ صبر دارم۔ مایوس ہو کر صبر کر کے بیٹھ جاؤں یہ ممکن نہیں ہے۔ ماہی۔ مچھلی پانی سے صبر کر کے نہیں بیٹھ سکتی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے۔ ور شوم۔ مایوس کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ عینِ صنع۔ جبکہ مایوس کرنا بھی اللہ کا فعل ہے تو وہ اللہ کے ساتھ مزید تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ عینِ ہست۔ مایوسی جو موجود ہے وہ غیر موجود کا فعل کب ہو سکتی ہے ولا موجود الا اللہ لہٰذا وہ اللہ ہی کی پیدا کردہ ہے۔

۵۳ جملہ ہستیہا۔ اچھے ہوں یا بُرے سب نے وجود اسی ذات سے حاصل کیا ہے۔ اسپ کور۔ جن کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی وہ اِس طرف دھیان نہیں دیتے ہیں اور مردودِ بارگاہ ہو جاتے ہیں۔ گردشہا۔ جو لوگ اسباب کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے وہ اسباب کو قبلہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ دریا۔ بحرِ حقیقت، اللہ تعالیٰ۔ اُو ز بحر۔ منکرین کی کج فطرتی اُن کو تباہ کر دیتی ہے۔ بحرِ عذب۔ شیریں پانی کا دریا۔ بدستِ راست۔ یعنی حقائق کو صحیح طور پر دیکھ۔ ظنِ راست یعنی تمام

523
www.pdfbooksfree.pk

نیزہ[1] گردانے ست اے نیزہ کہ تو — راست می گردی گہ وگاہے دو تو

اے نیزے! کوئی نیزے کو گھمانے والا ہے کہ تو — کبھی سیدھا ہو جاتا ہے اور کبھی دوہرا

ما ز عشقِ شمسِ دیں بے ناخنیم — ورنہ ما آں کور را بینا کنیم

ہم دین کے شمس کے عشق کی وجہ سے معذور ہیں — ورنہ ہم اُس اندھے کو بینا کر دیتے

ہاں ضیاء[2] الحق حسام الدّین تو زود — دارد ش کُن کوریِ چشمِ حسود

ہاں ضیاء الحق حسام الدین تو جلد — اُسکا علاج کر دے، حاسد کے اندھے پن کے باوجود

جملہ کوراں را دوا کُن اے قمر — اے نہالِ میوہ دار افشاں ثمر

اے چاند! سب اندھوں کا علاج کر دے — اے پھلدار درخت! پھل گرا

تو تیائے کبریائی تیز فعل — دارِ وئے ظلمت کُش استیز فعل

زود اثر خدائی سُرمہ — تاریکی کو دُور کرنے والی دوا، اُکھاڑ کر لڑنے والی

آنکہ گر بر چشمِ اعمیٰ بر زند — ظلمتِ صد سالہ را زو بر کند

وہ کہ اگر اندھے کی آنکھ میں ڈال دیں — تو سالہ تاریکی کو اُس سے دُور کر دے

جملہ کوراں را دوا کُن جز حسود — کز حسودی بر تو می آرد جحود

حاسد کے علاوہ سب اندھوں کا علاج کر — جو حسد کی وجہ سے تیرا اِنکار کرتا ہے

مر حسود[3] ت را اگرچہ آں منم — جاں مدہ تا ہمچنیں جاں میکنم

اپنے حاسد کو خواہ وہ میں ہی ہوں — جان عطا نہ کر تاکہ اِسی طرح جاں توڑتا رہوں

آنکہ اُو باشد حسودِ آفتاب — کور می گردد ز بُودِ آفتاب

جو کہ سورج کا حاسد ہوتا ہے — سورج کے وجود سے اندھا ہو جاتا ہے

اِیں نہ درد لے دوا کو راست آہ — اِیں نہ افتادہ ابد در قعرِ چاہ

عجب اُس کا لاعلاج مرض ہے! افسوس — عجب، یہ ہمیشہ کے لئے کنویں کی گہرائی میں گرا ہوا ہے

نفیِ خورشیدِ ازل بایستِ اُو — کے بر آید ایں مُرادِ اُو بگو

اُس نے ازلی سورج کا عدم چاہا — بتا اُس کی یہ تمنا کیسے پوری ہو؟

باز آں باشد کہ باز آید بشاہ — بازِ کو رست آنکہ شد گم کردہ راہ

باز وہی ہے جو شاہ کے پاس واپس آجائے — جو راستہ سے بھٹک گیا وہ اندھا باز ہے

---

[1] نیزہ گرداں۔ برچھی گھمانے والا۔ نیزہ۔ یعنی انسانی قد۔ دوتو۔ دُہرا۔ شمسِ دیں۔ یعنی شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بے ناخن۔ مجبور و معذور، مولانا کی تصرفات سے معذوری یا فنائیت کی بنا پر تھی یا تصرف سے محجوب تھے یا ماذون تو تھے لیکن تشبہ بالانبیاء کی بنا پر تصرف کرنا پسند نہ کرتے تھے کور را۔ بسا اوقات اولیاء اللہ ایسا تصرف کر دیتے ہیں کہ مُنکر قدموں پر آگرتا ہے۔

[2] ضیاء الحق۔ مولانا کے خلیفہ ہیں جن سے مولانا فرماتے ہیں کہ تو گمراہوں پر تصرف کر کے راہِ راست پر لا۔ اے قمر۔ ضیاء الحق جن کا دل چاند کی طرح روشن ہے۔ تو تیا۔ سرمہ۔ اِستیز فعل جس کا کام مرض کو دفع کرنا ہے۔ اعمیٰ یعنی جو عمر سے مُنکر ہے۔ جز حسود۔ حسد کی بنا پر مُنکر کی شفا ناممکن ہے۔

[3] مر حسود۔ حاسد کسی طرح فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ کور می گردد۔ آفتاب کا کام روشنی پہنچانا ہے لیکن حاسد آنکھیں بند کر لینے کی وجہ سے اور اندھا بنتا ہے۔ اِیں نہ۔ زہے۔ درد۔ حسد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ خورشیدِ ازل۔ اولیاء اللہ یا ذاتِ خداوندی۔ باز آں باشد۔ یعنی طالب تو وہ ہے کہ اگر کسی وقت فیض حاصل بھی نہ ہو تو مُنکر نہ بنے بلکہ کوشش جاری رکھے پھر مناسبت پیدا ہوگی اور فیض حاصل ہونے لگے گا مُنکر بن گیا تو تباہی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گرفتار شدن باز میانِ چغداں بویرانہ

ویرانہ میں باز کا چغدوں میں پھنس جانا

باز در ویراں بر چغداں فتاد
باز ویرانے میں الوؤں میں جا گرا

راہ را گم کرد و در ویراں فتاد
راستہ بھول گیا اور ویرانے میں جا اترا

او ہمہ نور ست از نورِ رضا
وہ خوشنودی (حق) کے نور سے سراپا نور ہے

لیک کورش کرد سرہنگِ قضا
لیکن اس کو قضا (خداوندی) کے سپاہی نے اندھا کر دیا

خاک در چشمش زد و از راہ بُرد
(قضا نے) اسکی آنکھوں میں دھول جھونک دی اور راستہ سے ہٹا دیا

در میانِ چغد و ویرانش سپرد
اس کو الوؤں اور ویرانے میں ڈال دیا

بر سری چغدانش بر سری زنند
علاوہ ازیں (الو اس کے سر پر ٹھونگیں) مارتے تھے

پر و بالِ نازنینش می کنند
اس کے نازپروردہ پر و بال اکھاڑتے تھے

ولولہ[52] افتاد در چغداں کہ ہا
الوؤں میں شور مچا کہ خبردار!

باز آمد تا بگیرد جائے ما
باز آیا ہے تاکہ ہماری جگہ پر قبضہ کرلے

چوں سگانِ کوی پر خشم و مہیب
گلی کے ہیبت ناک اور غضبناک کتوں کی طرح

اندر افتادند در دلقِ غریب
مسافر کی گدڑی کو لپٹ گئے

باز گوید من چہ در خورد م بچغد
باز کہتا ہے مجھے الوؤں سے کیا لگاؤ؟

صد چنیں ویراں رہا کردم بچغد
ایسے تو ویرانے میں نے الوؤں کیلئے چھوڑ دیئے ہیں

من[53] نخواہم بود اینجا می روم
میں اس جگہ نہیں رہنا چاہتا میں جاتا ہوں

سوئے شاہنشاہ راجع می شوم
شاہ کی طرف واپس جاتا ہوں

خویشتن مکشید اے چغدانِ من
اے الو! اپنے آپ کو نہ مارے ڈالو کیونکہ میں

لے مقیمم می روم سوئے وطن
میں مقیم نہیں ہوں، وطن کی طرف جاتا ہوں

ایں خراب آباد در چشمِ شماست
یہ ویرانہ تمہاری نظر میں آباد ہے

ورنہ ما را ساعدِ شہ باز جاست
ورنہ ہمارے لئے تو شاہ کی کلائی واپسی کی جگہ ہے

چغد گفتا باز حیلت می کند
ایک الو بولا، باز مکاری کرتا ہے

تا زخان و مان شما را بر کند
تاکہ تمہیں گھر بار سے اکھاڑ دے

خانہائے ما بگیرد او بہ مکر
مکاری سے ہمارے گھروں پر قبضہ کرلے

بر کند ما را ز سالوسی ز وکر
چالاکی سے ہمارے گھونسلوں سے ہمکو اجاڑ دے

---

۵۱ گرفتار شدن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ باز شاہ کی کلائی سے محروم ہو گیا تھا لیکن برابر طلب میں لگا رہا اور کامیاب ہوا۔ باز۔ اس سے مراد نبی و عارف ہے۔ چغداں۔ الوؤں سے مراد منکرین اور محجوبین ہیں اور اس حکایت میں شاہ سے ذاتِ حق اور زنداں سے دنیاوی لذتیں مراد ہیں۔ او ہمہ نور۔ عارفین کی بھی کبھی آزمائش ہو جاتی ہے اور وہ قضائے الٰہی سے راہ گم کر بیٹھتے ہیں بدر عری۔ علاوہ ازیں۔ می آرند یعنی باز کے سر پر ٹھونگیں مارتے تھے۔ نازنین۔ نازپروردہ۔

۵۲ ولولہ۔ واویلا کرنا، جوش و خروش۔ تا بگیرد۔ انبیا کے بارے میں منکرین یہ بھی کہتے تھے۔ یُرِیْدُ اَنْ یَّخْرُجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکالکر اس پر قبضہ جمائے۔ دلق۔ گدڑی۔ غریب۔ اجنبی، مسافر۔ باز گوید۔ انبیاء اور اولیاء نے منکرین سے اکثر یہی کہا ہے۔

۵۳ من نخواہم۔ شعر
خرم آں روز کزیں منزلِ ویراں بروم
راحتِ جاں طلبم و ز پئے جاناں بروم
نذر کردم کہ گر آید بسرایں غم روزے
تا درِ میکدہ شاداں و غزل خواں بروم

شاہنشاہ۔ ذاتِ حق۔ وطن یعنی دارِ آخرت۔ ساعدِ شہ یعنی اللہ (تعالےٰ) کا قرب۔ حیلت۔ حیلہ بازی۔ خان و مان۔ گھر بار۔ سالوسی۔ فریب، مکاری۔ وکر۔ گھونسلا۔

www.pdfbooksfree.pk

مینماید سیریؔ ایں حیلت پرست
یہ مکار سیر چینی دکھاتا ہے
اُو خورد از حرص طیں را ہمچو دِبس
وہ لالچ میں مٹی، انگور کے شیرے کی طرح چاٹتا ہے
لاف از شہ می زند و زدستِ شاہ
بادشاہ، اور بادشاہ کی کلائی کی ڈینگیں مارتا ہے
خود چہ جنسؔ شاہ باشد مُرغکے
ذلیل پرند بادشاہ کے کیا مناسب ہوگا؟
جنسِ شاہ است اُو و یا جنسِ وزیر
وہ بادشاہ کے لائق ہے یا وزیر کے لائق ہے؟
آنچہ می گوید ز مکر و فعل و فن
وہ جو مکاری اور فریب کاری اور چالاکی سے یہ کہتا ہے
ق
اِیُنت مالیخولیائے ناپذیر
عجب! ناقابلِ قبول پاگل پن ہے
ہر کہ ایں باور کند اُو ابلہ است
جو یہ یقین کرے وہ احمق ہے
کمترینؔ چُغد ار زند بر مغزِ اُو
چھوٹے سے چھوٹا اُلو اگر اُس کے بھیجے پر (ٹھونگ) مارے
گفت باز اریک پرِ من بشکنید
باز نے کہا، اگر میرا ایک پر (بھی) تم توڑ دو
بیخِ چُغدستاں شہنشہ برکند
بادشاہ بوم ستان کی بیخ کنی کر دے گا
چُغد خود چہ بُود اگر بازے مرا
اُلو کیا ہوتا ہے؟ اگر کوئی باز (بھی) میرا
شہ کُند تودہ بہرِ شیب و فراز
بادشاہ ہر نشیب و فراز میں ڈھیر لگا دے

وَاللہ از جملہ حریصاں بدتر ست
خدا کی قسم تمام لالچیوں سے بدتر ہے
دُنبہ مسپارید اے یاراں بخرس
اے دوستو! دُنبہ ریچھ کے سپرد نہ کرو
تا بَرد اُو ما سلیماں را ز راہ
تاکہ ہم بھولوں کو گمراہ کر دے
مشنوش گر عقل داری اندکے
اگر تم تھوڑی سی بھی عقل رکھتے ہو، اِس کی نہ سنو
ہیچ باشد لائقِ لوزینہ سیر
کبھی لہسن، بادام کے حلوے کے لائق ہوتا ہے؟
ہست سلطاں با حشم جویائے من
(کہ) بادشاہ مع فوج کے میری تلاش میں ہے
اِیُنت لافِ خام و دامِ گول گیر
عجب! بے بنیاد شیخی اور بھولوں کو پھانسنے کا جال ہے
مُرغکِ لاغر چہ در خورِ شہ است
کمزور ذلیل پرند، بادشاہ کے کیا لائق ہے؟
مر ورا یاری گری از شاہ کو
اُس کی بادشاہ سے دوستی کہاں ہے؟
یا زغم برگِ گلے بر من زنید
یا غصہ سے ایک پھول کی پنکھڑی میرے مارو
خانہا تاں جملگی بر سر زند
تم سب کے گھونسلے اُجاڑ دے گا
دل برنجاند کُند بر من جفا
دل رنجیدہ کرے (اور) مجھ پر ظلم کرے
صد ہزاراں خر من از سرہائے باز
بازوں کے سروں کے لاکھوں گدھے ان

---

۱ سیری۔ پیٹ بھرا پن۔ طین۔ مٹی۔ دِبس۔ انگور کا شیرہ۔ خرس۔ ریچھ۔ لاف یعنی یہ اُس کی بکواس ہے کہ اُس کی شاہ سے دوستی ہے اور وہ اُسی کی کلائی پر بیٹھتا ہے۔ سلیماں سلیم کی جمع ہے، بھولا انسان۔ از راہ بَردن۔ دھوکا دینا، گمراہ کرنا۔

۲ جِنس۔ ہم جنس، مناسب۔ مُرغک۔ حقیر پرند۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوا۔ سیر۔ لہسن۔ اِیُنت۔ زہے، عجب۔ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ ناپذیر۔ ناقابلِ قبول۔ لافِ خام۔ بے بنیاد شیخی۔ گول۔ بالضم دامِ مجہول، احمق، ابلہ۔

۳ کمترین۔ اکثر منکروں نے بھی اِس طرح دھمکیاں دی ہیں۔ گفت۔ انبیاء اور اولیاء کو ستانے پر بستیاں ویران کر دی گئی ہیں۔ اگر باز۔ اولیاء کو ستانے سے عوام تو درکنار بڑے بڑے لوگ صاحبِ علم و ہنر برباد ہوئے ہیں۔ شِیب۔ نشیب کا مخفف ہے، پست زمین۔

526

www.pdfbooksfree.pk

پاسبانِ[1] من عنایاتِ وے ست — ہر کُجا کہ می روم شہ دَرپے ست

اُس کی مہربانیاں میری نگہبان ہیں — میں جہاں جاتا ہوں بادشاہ پیچھے ہوتا ہے

در دلِ سلطاں خیالِ من مُقیم — بے خیالِ من دلِ سلطاں سقیم

بادشاہ کے دل میں میرا خیال جما ہوا ہے — میرے خیال کے بغیر بادشاہ کا دل رنجیدہ ہے

چوں بپرّاند مرا شہ در رَوِش — یا بجم اندر اوجِ جاں خوش پرورش

جب بادشاہ مجھے کسی رَوِش میں اُڑاتا ہے — میں جان کی بلندی میں اچھی بالیدگی محسوس کرتا ہوں

ہمچو ماہ و آفتابے می پَرم — پَردہائے آسماں را بر دَرم

میں چاند اور سورج کی طرح اُڑتا ہوں — آسمان کے پردے چاک کر دیتا ہوں

روشنیِ[2] عقلہا از فکرتم — اِنفطارِ آسماں از فطرتم

عقول کی روشنی میرے فکر (کے نور) سے ہے — آسمانوں کا شق ہونا میری پیدائش کی وجہ سے ہے

باز دمم و حیراں شود در من ہما — چُغد کہ بُوَد تا بداند سرِّ ما

میں باز ہوں اور میرے معاملہ میں ہما حیران ہوتا ہے — اُلّو کیا ہوتا ہے کہ ہمارا راز سمجھے؟

شہ برائے من ز زنداں یاد کرد — صد ہزاراں بستہ را آزاد کرد

شاہ نے میری وجہ سے قید خانہ کو یاد کیا — لاکھوں قیدیوں کو آزاد کر دیا

یک دمم با چُغدہا دمساز کرد — از دمِ من چُغدہا را باز کرد

(مجھے) تھوڑی دیر کے لئے اُلّوؤں کا ساتھی بنایا — میرے دم بدم سے اُلّوؤں کو باز بنا دیا

اے خنک[3] چُغدے کہ در پروازِ من — فہم کرد از نیک بختی رازِ من

وہ اُلّو خوش قسمت ہے جو کہ میری پرواز میں — نیک بختی سے میرا راز سمجھ گیا

در من آویزید تا بازاں شوید — گرچہ چُغدانید شہبازاں شوید

مجھ سے متعلق ہو جاؤ تاکہ باز بن جاؤ — اگرچہ تم اُلّو ہو باز بن جاؤ

آنکہ باشد با چُنیں شاہے حبیب — ہر کجا افتد چرا باشد غریب

جو ایسے بادشاہ کا محبوب ہو — جہاں بھی جا پڑے اجنبی کیوں ہو؟

ہر کہ باشد شاہ دَردش را دَوا — گر چو نے نالد نباشد بینوا

بادشاہ جس کے درد کی دوا ہو — اگرچہ وہ بانسری کی طرح نالہ کرے بے ساز و ساماں نہیں ہوتا

---

[1] پاسبان۔ خدا نے انبیاء کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ مُقیم۔ جاگزیں۔ تسقیم۔ بیمار۔ یا بجم۔ یعنی جب خدا مجھے روحانی عروج عطا فرماتا ہے تو مجھے روح کی ترقی میں اچھی پرورش حاصل ہوتی ہے۔ می پرم۔ انبیاء کو معراجِ جسمانی اور اولیاء کو معراجِ روحانی حاصل ہو جاتی ہے۔

[2] روشنیِ عقلہا یعنی فرشتوں کو نور میری وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اِنفطار۔ آسمانوں میں شگاف ہونا۔ فطرتم۔ میری پیدائش کی وجہ سے ہے، آسمانوں کا اِنفطار انبیاء کی معراجوں یا بارشوں کے نزول کے لئے ہے۔ ہما۔ یعنی ملائکہ، افضلِ بشر، افضلِ ملائکہ سے افضل ہے۔ صد ہزاراں۔ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم۔ یک دم۔ کفار، انبیاء کی صحبت سے اور محجوبین اولیاء کی صحبت سے کامل بن جاتے ہیں۔

[3] خنک۔ ٹھنڈا، خوش نصیب۔ پرواز۔ یعنی مرتبہ کمال۔ نیک بختی۔ سعادتِ ازلی۔ رازِ من۔ یعنی حُسنِ عقیدت رکھے۔ آویزید۔ یعنی تعلق پیدا کرو۔ شہباز۔ ایک بڑی قسم کا باز ہے۔ شوید۔ انبیاء اور اولیاء کے اِتباع سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حبیب۔ محبوب۔ غریب۔ مسافر، اجنبی۔ ہر کہ۔ مقربین کا رونا عشق کی وجہ سے جو مراتب کی بلندی پیدا کرتا ہے۔

527
www.pdfbooksfree.pk

مالکِ مُلکم نیَم من طَبل خوار
میں سلطنت کا مالک ہوں پیٹو نہیں ہوں

طبلِ بازِ من ندائے اِرجعی
میری واپسی کا طبل "واپس آجا" کی آواز ہے

من نیَم جنسِ شہنشہ دُور ازو
میں بادشاہ کا ہم جنس نہیں ہوں اُس سے جُدا ہوں

نیست جنسیت زروئے شکل و ذات
ہم جنس ہونا صورت اور ذات (ہی) کیوجہ سے نہیں ہے

بادؔ جنسِ آتش آمد در قوام
بناوٹ میں ہوا، آگ کی جنس ہو گئی

جنسِ ما چوں نیست جنسِ شاہِ ما
ہماری جنس چونکہ ہمارے شاہ کی جنس نہیں ہے

چوں فنا شد مائے ما اُو ماند فرد
جب ہماری ہستی فنا ہو گئی وہ اکیلا رہ گیا

خاک شد جان و نشانیہائے اُو
ہماری جان خاک ہو گئی اور اُس کی نشانیاں

خاکِ پایش شو برائے ایں نشاں
اِس نشان کے لئے اُسکے پانوؤں کی خاک بن جا

تا کہ نفریبد شما را شکلِ من
ہرگز میری (ظاہری) صورت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد
اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا

طبلِ بازم می زند شہ از کنار
کنارے سے بادشاہ میری واپسی کا طبل بجاتا ہے

حق گواہِ من بر غمِ مُدّعی
مخالف کی ذلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے

لیک دارم در تجلّی نور ازو
لیکن تجلّی میں اُس کا نور رکھتا ہوں

آب جنسِ خاک آمد در نبات
زمین کی پیداوار میں پانی، مٹی کی جنس ہو گیا

طبع را جنس آمد ست آخر مُدام
خراب (آدمی کی) طبیعت کی جنس ہو گئی ہے

مائے ما شد بہرِ مائے اُو فنا
ہماری ہستی اُس کی ہستی میں فنا ہو گئی ہے

پیشِ پائے اسپِ اُو گردم چو گرد
اُس کے گھوڑے کے پیر کے سامنے میں گرد کی طرح ہو گیا

ہست بر خاکش نشانِ پائے اُو
اِس (جان) کی خاک پر اُسکے پانوؤں کے نشان ہو گئے

تا شوی تاجِ سرِ گردن کشاں
تاکہ تو عالیشان لوگوں کے سر کا تاج بن جائے

نقلِ من نوشید پیش از نقلِ من
میرے مرنے سے پہلے میرا نقل چکھ لو

قصدِ صورت کرد و بر اللہ زد
اُسنے صورت کو ستانے کا ارادہ کیا اور اللہ پر حملہ کیا

۱؎ مالکُ الملک۔ بادشاہی کا مالک۔ طَبل خوار۔ حریص۔ طَبلِ باز۔ واپسی کا نقارہ، باز جب شکار کر چکتا ہے اُس کو واپس بُلانے کیلئے نقارہ بجایا جاتا ہے۔ کنارہ۔ کنارہ۔ اِرجعی۔ تو واپس آجا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پاک روحوں کو واپس بُلانے کے لئے فرماتا ہے، اللہ کا یہ فرمانا طبلِ باز ہے۔ رغمِ مدعی۔ مخالف کی ذلت۔ ۱۲ ہم۔ لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ بادشاہ اور وزیر کی جنس نہیں ہے لہٰذا اُنسے کیا تعلق، اس کا جواب ہے کہ میں ہم جنس تو نہیں ہوں لیکن اُسکے نور کی تجلّی مجھ پر پڑ گئی ہے۔ جنسیت یعنی جنسیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم شکل و صورت ہو بلکہ تعلق اور مناسبت کی وجہ سے ہم جنس بنجاتا ہے۔ آب۔ زمین کی پیداوار میں پانی اور مٹی کا باہم تعلق ہے حالانکہ دونوں کی شکل و صورت جدا جدا ہے۔

۲؎ باد۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا ہے کہ باہمی تعلق شکل و صورت کے اتحاد پر موقوف نہیں ہے ہوا آگ کی حقیقت میں داخل ہے اور اُس سے متعلق ہے اگر ہوا نہ ہو تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے، طبیعتِ انسانی اور شراب میں تعلق ہے۔ شراب پی کر طبیعت میں سُستی آجاتی ہے۔ مائے۔ انانیت، ہستی۔ فنا۔ یعنی ہم اللہ کے ہم جنس تو نہیں ہیں لیکن ہم نے اپنی ہستی کو اُس کیلئے فنا کر دیا ہے۔ خاک۔ ہم نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا اور اُس مٹی پر اُس کے نقشِ قدم ہیں۔ گردن کشاں۔ عالیجاہ لوگ۔

۳؎ نقل۔ بضم، میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جائے بالفتح نقلِ مکانی، انتقال یعنی محض صورتِ ظاہری پر نظر کر کے تحقیر نہ کرنی چاہیئے اور استفاضہ سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ بسا کس۔ کافر انبیاء کو صورتاً اپنا جیسا دیکھ کر منکر بنتے تھے اور مخالفت کرتے تھے جو دراصل اللہ کی مخالفت ہوتی تھی۔

528

www.pdfbooksfree.pk

آخر[1] این جاں با بدن پیوستہ است
آخر یہ جان، بدن کے ساتھ ملی ہوئی ہے
ہیچ این جاں با بدن مانستہ است
کہیں یہ جان بدن سے مشابہ ہے؟

تاب نورِ چشم با پیہ است جفت
آنکھ کے نور کی چمک آنکھ کی چربی سے ملی ہوئی ہے
نورِ دل در قطرۂ خونے نہفت
دل کا نور، خون کے ایک قطرے میں چھپا ہوا ہے

شادی اندر گردہ و غم در جگر
خوشی گردے میں اور غم جگر میں (ہے)
عقل چوں شمعے درونِ مغزِ سر
عقل شمع کی طرح سر کے مغز میں (ہے)

رائحہ در انف و منطق در لسان
خوشبو ناک میں، اور گویائی زبان میں (ہے)
لہو در نفس و شجاعت در جنان
کھیل کود نفس میں اور بہادری قلب میں (ہے)

این تعلقہا نہ بے کیف و بہ جوں
کیا یہ تعلقات ناقابلِ بیان اور ناقابلِ خیال نہیں ہیں؟
عقلہا در دانش چونی زبوں
عقلیں (ان کی) کیفیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں

جانِ کل[2] با جانِ جزو آمیب کرد
جانِ کل نے جانِ جزو پر اثر ڈالا
جاں ازو دُرّے ستد در جیب کرد
جانِ (جزو) نے اس سے موتی لیا اور جیب میں ڈال لیا

ہمچو مریمؑ جاں ازاں آمیزشِ جیب
(حضرت) مریمؑ کی طرح جان اس دل کی تاثیر سے
حاملہ شد از مسیحِ دلفریب
حسین مسیح سے حاملہ ہو گئی

آں مسیحے نے کہ بر خشک و تر است
وہ مسیح نہیں جو بحر و بر پر ہے
آں مسیحے کز مساحت برتر است
وہ مسیح جو ناپ تول سے بالا ہے

پس ز جانِ جاں[3] چو حاملہ گشت جاں
تو جب جان، جانِ جاں سے حاملہ ہو گئی
از چنیں جانے شود حاملِ جہاں
ایسی جان سے جہاں پُر ہو جاتا ہے

پس جہاں زاید جہانِ دیگرے
تو جہان دوسرا جہان جنم دیتا ہے
این حشر را دانما ید محشرے
یہ گروہ (جہانِ دیگر) اس گروہ کا محشر نمایاں کر دیتا ہے

تا قیامت گر بگویم بشمرم
قیامت تک اگر میں بتاؤں (اور) گنوں
من ز شرحِ این قیامت قاصرم
میں اس قیامت کی تشریح سے عاجز ہوں

تا قیامت این قیامت را اگر
قیامت تک اس قیامت کی اگر
شرح گویم قاصر آیم اے پسر
میں شرح کروں اے صاحبزادے! میں عاجز آجاؤں

نور سے تمام دنیا مستفید ہوتی ہے۔ این حشر۔ بزرگوں سے فیض حاصل کرنیوالے اپنے پہلے بزرگوں کی شہرت اور نمود کا سبب بنتے ہیں۔ محشر۔ قیامت میں سب کے وجود ظاہر ہو جائینگے اسی طرح مستفیدین بزرگوں کے وجود کو نمایاں کرتے ہیں تا قیامت۔ پھر مستفیدین اور مستفیدین سے مستفیدین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ تا قیامت جبکہ

---

[1] آخر۔ جسم اور روح میں باہمی تعلق ہے اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہے تو منکرین صورت کی عدم مشابہت سے تعلق کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ تاب نور۔ جب آنکھ کی چربی نورِ چشم کا مظہر اور دل کا قطرۂ خون نور کا مظہر ہو سکتے ہیں تو ایک انسان کے نورِ حق سے متجلی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ شادی۔ گردہ اور خوشی میں، غم اور جگر میں، عقل اور مغز میں صورتی مشابہت نہیں ہے لیکن باہمی تعلق ظاہر ہے۔ رائحہ۔ خوشبو۔ انف۔ ناک۔ چناں۔ دل۔ ان چیزوں میں صورتاً مشابہت نہیں اور تعلق ظاہر ہے۔ این تعلقہائے۔ پہلے جن چیزوں کا باہمی تعلق بتایا ہے اس تعلق کو پوری طرح سمجھانا مشکل ہے لہٰذا تعلق مع اللہ کی کیفیت بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

[2] جانِ کل۔ ذات حق، یہ انسان سے خدا کے تعلق کا بیان ہے۔ جانِ جزو۔ انسان۔ ہمچو۔ اثر۔ ہمچو مریمؑ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے انسان کے دل کو متاثر کیا اور وہ حاملِ امانت ہو گیا جس طرح حضرت مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ حضرت مسیحؑ سے حاملہ ہو گئی تھیں۔ مسیحے۔ حضرت مریمؑ تو ایک انسان مسیحؑ سے حاملہ ہوئیں مؤمن کا قلب تجلیاتِ رب کا حامل ہو گیا۔ خشک و تر۔ بحر و بر۔ مساحت۔ ناپنا۔

[3] جانِ جاں۔ روح الارواح، ذاتِ حق۔ حاملِ حق۔ شیخ کے قلبی

529
www.pdfbooksfree.pk

ایں سخنہا خود بمعنیٰ یارب ست
خود یہ باتیں یارب کے معنیٰ میں ہیں

حرفہا دام دمِ شیریں لب ست
(انکے) حرف شیریں لب (محبوب) کی گفتگو کا جال ہیں

چوں کند تقصیر پس چوں تن زند
کوتاہی کیوں کرے، اور خاموش کیوں رہے؟

چونکہ لبیکش زیارب می رسد
جبکہ یارب کی وجہ سے اسکے پاس لبیک کی آواز پہنچ رہی ہے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید
وہ ایسی لبیک ہے جو سنی نہیں جا سکتی

لیک سر تا پائے بتوانی چشید
ہاں سر سے پیر تک تو چکھ سکتا ہے

یک مثل[۵۲] آورد مت تا بے بری
میں تیرے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں تاکہ تجھے رسائی ہو جائے

وز چنیں لبیک پنہاں برخوری
اور اس طرح کی پوشیدہ لبیک سے پھل کھالے

کلوخ انداختن تشنہ از سر دیوار در جوئے آب
پیاسے کا دیوار پر سے پانی کی نہر میں مٹی کے ڈلے پھینکنا

بر لب جوئے بود دیوارے بلند
ایک نہر کے کنارے پر ایک اونچی دیوار تھی

بر سر دیوار تشنہ دردمند
دیوار پر مصیبت زدہ پیاسا (بیٹھا تھا)

تشنہ مستسقیِ زار و نزار
پیاسا، پانی کا طلبگار، بدحال اور لاغر

عاشقِ مست غریبِ بے قرار
عاشق، مست، پردیسی بے قرار (تھا)

مانعش از آب آں دیوار بود
وہ دیوار اس کے لئے پانی سے روک تھی

از پئے آب او چو ماہی زار بود
پانی کے لئے وہ مچھلی کی طرح بے تاب تھا

شد حجابِ آب آں دیوارِ او
اس کی وہ دیوار پانی کی آڑ بنی

بر فلک می شد فغانِ زارِ او
اس کی دردناک فریاد آسمان پر پہنچتی تھی

ناگہاں انداخت او خشتے در آب
اچانک اس نے ایک اینٹ پانی میں پھینکی

بانگِ آب آمد بگوشش چوں خطاب
اس کے کان میں پانی کی آواز پکار کی طرح آئی

چوں خطاب[۵۳] یار شیریں دلپذیر
دوست کی میٹھی اور دلپذیر گفتگو جیسی

مست کرد آں بانگ آبش چوں نبیذ
اسکو پانی کی اس آواز نے شراب کیطرح مست کردیا

از صفائے بانگِ آب آں ممتحن
وہ مصیبت زدہ پانی کی آواز کی صفائی کی وجہ سے

گشت خشت انداز و زانجا خشت کن
اینٹ پھینکنے والا اور اس جگہ سے اینٹ اکھاڑنے والا ہو گیا

آب می زد بانگ یعنی ہے ترا
پانی پکارتا تھا یعنی ارے تجھے

فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا
میرے اینٹ مارنے سے کیا فائدہ ہے؟

---

۵۲ ایں سخنہا۔ یہ نصیحت کی باتیں، جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی اصلاح پر مامور ہوتے ہیں ان کا وعظ و نصیحت کرنا ذکرِ الٰہی کے ہم معنیٰ ہوتا ہے۔ یارب۔ یعنی ذکرِ خداوندی۔ حرفہا ذکر اور نصیحت سے خدا سے شرفِ ہمکلامی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لبیک کی صدا آتی ہے تو گویا یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی گفتگو کے لئے جال اور سبب ہے۔ چوں کند۔ جبکہ ذکر سے شرفِ ہمکلامی حاصل ہو تو کون بدنصیب ہوگا جو ذکر کرنے سے باز آئے گا۔ لبیک میں حاضر ہوں، یہ پکارنے والے کے جواب میں کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ جواب شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے۔

۵۲ یک مثل۔ ذکر کرنیوالے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو لبیک کی آواز آتی ہے وہ شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے اس کو اس قصہ سے سمجھانا ہے کہ جیسے کے لئے پانی کی آواز بھی ایک ذوقی چیز ہے جو پیاسا نہ ہو وہ اس آواز سے کوئی لطف حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ مستسقی۔ پانی کا طلبگار۔ زار۔ بدحال نزار۔ لاغر۔ عاشق۔ یعنی پانی کا عاشق۔ مست۔ یعنی پانی کے عشق سے۔

۵۳ خطاب۔ یعنی ڈلا گرنے سے جو پانی میں آواز پیدا ہوئی وہ پیاسے کے لئے ایسی ہی تھی جیسے ذاکر کے لئے لبیک کی آواز۔ نبیذ۔ شراب۔ ممتحن۔ آزمائش میں گرفتار۔ خشت کن۔ اینٹ مارنے والا۔ بانگ آب۔ پانی نے زبانِ حال سے کہا۔

www.pdfbooksfree.pk

تشنہ گفت آباً مرا دو فائدہ است — من ازیں صنعت نہ دارم ہیچ دست

پیاسے نے کہا، اے پانی میرے دو فائدے ہیں — میں اِس کام سے کبھی دست بردار نہ ہوں گا

فائدہ اوّل سماعِ بانگِ آب — کو بُود مر تشنگاں را چوں سحاب

پہلا فائدہ تو پانی کی آواز کا سُننا ہے — جو پیاسوں کے لئے ابر کی طرح ہوتی ہے

بانگِ اُو چوں بانگِ اسرافیل شُد — مُردہ را زیں زندگی تحویل شُد

اِس کی آواز اسرافیلؑ کی آواز کی طرح ہے — مُردے (کو) اُس سے زندگی حاصل ہو جاتی ہے

یا چو بانگِ رعد ایامِ بہار — باغ می یابد ازو چندیں نگار

یا موسمِ بہار میں بادل کی گرج کی آواز کی طرح ہے — جس سے باغ بہت سے نقش و نگار حاصل کر لیتا ہے

یا چو بر درویش آوازِ زکات — یا چو بر محبوس پیغامِ نجات

یا (ایسی ہے) جیسی فقیر کیلئے زکات (دینے والے) کی آواز — یا (ایسی ہے) جیسے قیدی کے لیے رہائی کا پیغام

یا دمِ رحمٰن بُود کاں از یمن — میرسد سوئے محمدؐ بے دہن

یا اللہ (تعالےٰ) کی وہ گفتگو تھی جو یمن سے — محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بغیر مُنہ کے پہنچتی ہے

یا چو بوئے احمدِ مرسل بُود — کاں بعاصی در شفاعت میرسد

یا رسول (اللہ) احمدؐ کی خوشبو تھی — جو ایک گنہگار کو شفاعت (کے وقت) میں پہنچے گی

یا چو بُوئے یوسفِ خوب لطیف — میزند بر جانِ یعقوبِ نحیف

یا حسین پاکیزہ یوسفؑ کی خوشبو کی طرح — جو لاغر (حضرت) یعقوبؑ کی جان پر اثر کرتی ہے

یا نسیمِ روضۂ دارالسّلام — سوئے عاصی می رسد بے انتقام

یا بہشت کے باغ کی خوشگوار ہوا ہے — جو بخشے ہوئے گنہگار کو پہنچتی ہے

یا سوئے مسِّ سیہ از کیمیا — می رسد پیغام کاے ابلہ بیا

یا کالے تانبے کے پاس کیمیا کی جانب سے — پیغام پہنچتا ہے کہ اے بیوقوف آ (اسکی طرح ہے)

یا ز لیلیٰ بشنود مجنوں کلام — یا فرستد ویس رامیں را پیام

یا (جس طرح کہ) لیلیٰ کی جانب سے مجنوں کلام سُنتا ہے — یا ویس (معشوق) رامین (عاشق) کو پیغام بھیجتی ہے

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزیں — برکنم آیم سوئے ماءِ معیں

دوسرا فائدہ (یہ ہے) کہ ہر اینٹ جو اِس میں سے — میں اکھاڑتا ہوں صاف پانی کی جانب آجاتا ہوں

پیاسے کے لئے پانی کی آواز تھی۔ ویس۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے جیسا کہ لیلیٰ۔ رامیں۔ عرب کا مشہور عاشق ہے جیسا کہ مجنوں۔ فائدہ دیگر۔ اینٹ اکھاڑنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دیوار کم ہو رہی ہے اور پانی کا قرب بڑھ رہا ہے۔

---

۱ آبا۔ اے پانی۔ ندارم۔ نہ بردارم۔ سحاب۔ پیاسا جس طرح ابر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے پانی کی آواز سن کر بھی خوش ہوتا ہے۔ اسرافیلؑ۔ حضرت اسرافیلؑ کے صور سے مُردے زندہ ہو جائیں گے۔ مُردہ یعنی جو پیاس سے مر رہا ہے پانی کی آواز سے اُس کو ایک زندگی مل جاتی ہے۔ رعد گرج باغ موسم بہار میں بادل کی گرج سے بشارت حاصل کرتا ہے۔

۲ درویش۔ فقیر جب زکوٰۃ دینے والے کی آواز سنتا ہے تو اُسمیں نشاط پیدا ہو جاتا ہے۔ دمِ رحمٰن۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھے خدائی سانس یمن کی جانب سے پہنچتا ہے بے دین۔ خدا کا کلام اور سانس دہن سے منزّہ ہے۔ بوئے احمدؐ۔ شفاعت کے وقت آنحضورؐ کی خوشبو گنہگار کے لئے جانفزا ہوگی۔

۳ بوئے یوسفؑ۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے کُرتے کی خوشبو بہت دُور سے محسوس کر لی تھی جو اُن کے نشاط کا سبب بنی۔ نحیف۔ کمزور، لاغر۔ نسیم۔ ہلکی خوشگوار ہوا۔ روضہ۔ باغ۔ دارالسّلام۔ بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے ایک طبقہ کا نام ہے۔ بے انتقام۔ یعنی وہ گنہگار جس کو گناہوں کی سزا نہ ملی ہو۔ از کیمیا۔ کیمیا کی آواز سونے کے لئے ایسی ہی روح فزا ہے جیسے

www.pdfbooksfree.pk

کز کمیِ خشت دیوارِ بلند[1]
اسلئے کہ اونچی دیوار ایک اینٹ کی کمی سے

پستی دیوار قربے می شود
دیوار کی نیچائی ایک نزدیکی بن جاتی ہے

پستی آمد کندنِ خشتِ لَزِب
چپکی ہوئی اینٹ کا اکھاڑنا پستی (کا سبب) بنا

تا کہ ایں دیوارِ عالی گردن ست
جب تک یہ دیوار اونچی گردن والی ہے

سجدہ نتواں کرد بر آبِ حیات[2]
آب حیات پر سجدہ نہیں کیا جا سکتا

بر سرِ دیوار ہر کو تشنہ تر
جو شخص دیوار پر زیادہ پیاسا (بیٹھا) ہوگا

ہر کہ عاشق تر بود بر بانگِ آب
جو پانی کی آواز پر زیادہ عاشق ہوگا

اُو ز بانگِ آب پُر مے تا عُنُق
وہ پانی کی آواز سے گلے تک خراب سے پُر ہے

اے خُنُک آں را کہ اُو ایّامِ پیش[3]
اے (مخاطب) خوش نصیبی ہے جو شروع کے زمانے کو

اندراں ایّام کِش قدرت بُوَد
اُس زمانے میں جبکہ اُس کو قدرت ہوتی ہے

واں جوانی ہمچو باغِ سبز و تر
اور وہ جوانی سرسبز و شاداب باغ کی طرح

چشمہائے قوّت و شہوت رَواں
قوت اور شہوت کے چشمے جاری ہیں

خانہ معمور سقفش بس بُلند
گھر آباد ہے، اُس کی چھت اُونچی ہے

پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند
جتنی مرتبہ اکھڑتی ہے، زیادہ نیچی ہو جاتی ہے

فصلِ اُو درمانِ وصلے می شود
اُس (اینٹ) کا جُدا ہونا وصل کا سبب ہو جاتا ہے

مُوجبِ قربت کہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ
(یہ) قرب کا سبب ہے (جیسا) کہ سجدہ کر اور قریب ہو جا

مانعِ ایں سر فرود آوردن ست
یہ سر جھکانے سے مانع ہے

تا نیابی زیں تنِ خاکی نجات
جبتک کہ تو اِس مٹی کے جسم سے نجات نہ پائیگا

زُود تر اُو میکند خشت و مدر
وہ اینٹ اور ڈھیلا جلد اکھاڑے گا

اُو کلوخِ زفت بر کند از حجاب
وہ آڑ کے بڑے بڑے ڈھیلے اکھاڑیگا

نشنود بیگانہ جُز بانگِ بُلُق
بیگانہ سوائے "گڑپ" کی آواز کے کچھ نہیں سنتا ہے

مُغتنم دارد، گذارد وامِ خویش
غنیمت سمجھے، (اور) اپنا قرض ادا کر دے

صحّت و زورِ دل و قوّت بُوَد
صحت اور دل کی طاقت اور قوت ہوتی ہے

می رساند بے دریغے بار و بَر
بے دریغ پھل اور میوے دیتی ہے

سبز می گردد زمینِ تن بداں
جسم کی زمین اُن سے سرسبز ہوتی ہے

معتدل ارکان بے تخلیط و بند
بغیر گڑبڑ اور رکاوٹ کے ستون ٹھیک ہیں

---

[1] کز کمیِ خشت — پیاسے کا جس قدر پانی سے فاصلہ تھا وہ اینٹ کے اکھڑنے سے کم ہو رہا تھا۔ فصلِ اُو۔ اینٹ کا اکھڑنا پیاسے کے پانی سے وصل کو قریب کر رہا تھا۔ پستی آمد جس طرح سے دیوار کا پست ہونا قربت اور وصل کا سبب تھا اسی طرح انسان کا پست ہونا اور سجدہ میں گرنا قربِ خداوندی کا سبب ہے جیسا کہ قرآن کی آیت میں کہا گیا ہے۔ لَزِب۔ چپکنے والا۔ تا کہ جب تک انسان تن پروری کریگا اور اپنی گردن کو اونچا رکھے گا وہ دیوار ہے جو پانی کے وصل سے مانع تھی۔

[2] آبِ حیات۔ ذاتِ خداوندی کا سجدہ اور قربِ جب حاصل ہوگا جب تنِ خاکی کی اینٹیں اُکھاڑ دوگے۔ تشنہ تر۔ جو وصل کا زیادہ پیاسا ہوگا وہ وصل کے اسباب جلد حاصل کریگا۔ زِفت۔ مٹی ہا مضبوط۔ حجاب۔ پردہ حائل۔ اِس پیاسے کو پانی کی آواز سے شراب کا سا نشہ حاصل ہو رہا تھا بیگانہ۔ جس کو پانی کی حاجت نہیں ہے۔ بُلق۔ پانی میں کسی چیز کے گرنے کی آواز۔

[3] اے خُنک۔ جوانی کی عبادت اور مجاہدہ بہت افضل ہے۔ وام۔ قرض یعنی اللہ کے حقوق۔ اندراں ایام۔ یعنی جوانی کا زمانہ۔ جوانی۔ جوانی کے مجاہدات بہت جلد مثمر ہوتے ہیں۔ سبز۔ تر و تازہ زمین میں تخم ریزی بہتر پیداوار کرتی ہے۔ معمور آباد۔ ارکان عناصر، ستون۔

www.pdfbooksfree.pk

نورِ چشم[1] و قوّتِ ابداں بجا
آنکھوں کی روشنی اور جسموں کی طاقت بحال ہے

ہیں غنیمت داں جوانی اے پسر
اے صاحبزادے! خبردار جوانی کو غنیمت سمجھ

پیش ازاں کایامِ پیری در رسد
اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانہ آئے

خاک شورہ گردد و ریزان و سست
مٹی شوریلی اور جھڑنے والی اور سست ہو جائے

آبِ زور و آبِ شہوت منقطع
طاقت کا پانی اور شہوت کا پانی منقطع ہو جائے

ابرواں چوں پاردُم[2] زیر آمدہ
ابروئیں توبھی کی طرح لٹکی ہوئی

از تشنج رُو چو پشتِ سوسمار
جھریوں سے چہرہ گوہ کی کمر کی طرح

پشت دوتا گشتہ دل سست و تپاں
کمر دوہری، دل سست اور لرزاں

بر سرِ رہ زاد کم مرکوب سست
راستہ پر، توشہ ندارد، سواری سست

خانہ ویراں کار بے ساماں شدہ
گھر تباہ، کام بے سہارا

عمر ضائع سعی باطل راہ دور
عمر برباد، کوشش بیکار، راستہ دراز

موئے بر سر ہمچو برف از بیمِ مرگ
موت کے ڈر سے سر پر بال برف جیسے

روز بے گہ لاشہ لنگ و رہ دراز
دن بے وقت، گدھا لنگڑا اور راستہ دراز

قصرِ محکم خانہ روشن پُر صفا
قلعہ مضبوط، گھر روشن صفا ستھرا ہے

سر فرود آور بکن خشت و مدر
سر جھکا لے، اینٹ اور ڈھیلا اکھاڑ دے

گردنت بند و بحبلِ من مسد
تیری گردن مونج کی رسّی سے بندھ جائے

ہر گز از شورہ نبات خوش نرست
شوریلی زمین میں کبھی اچھی گھاس نہیں اُگی ہے

او ز خویش و دیگراں نا منتفع
وہ اپنے آپ، اور دوسروں سے نفع نہ اٹھائے

چشم را نم آمدہ تاری شدہ
آنکھ میں موتیا اترا ہوا، دھندلائی ہوئی

رفتہ نطق و طعم و دندانہا ز کار
گویائی اور ذائقہ ختم، اور دانت بیکار

تن ضعیف و دست و پاچوں ریسماں
جسم کمزور، ہاتھ پیر دھاگا جیسے

غم قوی و دل تنک تن نادرست
غم بھاری، دل کمزور، جسم بگڑا ہوا

دل ز افغاں ہمچو نایِ[3] انباں شدہ
دل فریاد سے مشک والی بین کی طرح

نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور
نفس سست، دل کالا، جان بے صبر

جملہ اعضا لرزلرزاں ہمچو برگ
تمام اعضاء پتے کی طرح سخت لرزاں

کارگہ ویراں عمل رفتہ ز ساز
کارخانہ ویران، عمل ناکارہ

---

[1] نورِ چشم۔ جوانی میں حواسِ ظاہری اور حواسِ باطنی سب صحیح حالت میں ہوتے ہیں۔ بکن خشت و مدر۔ یعنی بُرے اخلاق زائل کر دے۔ گردنت بند د۔ یعنی بڑھاپے میں عبادت نہ ہو سکے گی۔ مسد۔ کھجور کے ریشے یا مونج کی رسّی۔ خاک شورہ۔ بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے کا بدن شوریلی زمین کی طرح ہے جو بارآور نہیں ہوتی ہے۔ آبِ زور۔ جس زمین کی آبپاشی نہیں ہوتی اسکی پیداوار اچھی نہیں ہوتی ہے۔ او ز خویش۔ بڑھاپے میں انسان نہ اپنے لائق رہتا ہے نہ مہمان کے لائق رہتا ہے۔

[2] پاردُم۔ توبھی۔ زیر آمدہ۔ بڑھاپے میں بھنویں لٹک کر آنکھوں پر آجاتی ہیں۔ چشم۔ بڑھاپے میں موتیا بند ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں دھند پیدا ہو جاتی ہے۔ تشنج۔ انٹھن، پٹھے سکڑتے ہیں تو کھال میں جھرّیاں اور سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ سوسمار۔ گوہ، جس کی کمر کھردری ہوتی ہے۔ نطق۔ گویائی۔ طعم۔ ذائقہ۔ دوتا۔ دوہرا۔ ریسماں۔ دھاگا، رسّی۔ زاد۔ توشہ۔ مرکوب۔ سواری۔ تنک۔ تنگ، پریشان۔

[3] نایِ انباں۔ مشک والی بین، مشک کو بین سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اسمیں ہوا بھر دی جاتی ہے جس سے بین بجتی رہتی ہے۔ ہمچو برف۔ یعنی سفید۔ لاشہ۔ کمزور حیوان یا انسان، گدھا۔ کارگہ۔ کارخانہ۔

533

www.pdfbooksfree.pk

بیخہائے خوئے بد محکم شدہ — قوت برکندن آں گم شدہ
بُری عادتوں کی جڑ مضبوط — اُس کے اُکھاڑنے کی طاقت گم

فرمودنِ والی شخص راکہ خار بُن کہ نشاندۂ از سرِ راہِ مردماں برکن و عذر آوردنِ او

حاکم کا ایک شخص سے کہنا کہ کانٹوں کا جھاڑ جو تونے بویا ہے لوگوں کے راستہ سے اُکھاڑ دے اور اُس کا عذر کرنا

ہمچو آں شخصِ درشتِ خوش سخن — در میانِ رہ نشاند او خار بُن
اُس باتونی، سنگدل، انسان کی طرح — جس نے راستہ میں کانٹوں کا جھاڑ بویا

رہ گذر یانش ملامت گر شدند — پس بگفتندش بکن آنرا نکند
راستہ چلنے والے اُس کو ملامت کرتے — اس نے کہا، اُس کو اُکھاڑ، اُس نے نہ اُکھاڑا

ہر دمے آں خار بُن افزوں شدے — پائے خلق از زخمِ آں پُر خوں شدے
ہر وقت وہ جھاڑ بڑھتا رہا — لوگوں کے پیر اُس کے زخم سے خون آلود ہوتے

جامہائے خلق بدریدے ز خار — پائے درویشاں بخستے زار زار
کانٹوں سے لوگوں کے کپڑے پھٹتے — غریبوں کے پیر خوب زخمی ہوتے

چونکہ حاکم را خبر شد زیں حدیث — یافت آگاہی ز فعلِ آں خبیث
جب حاکم کو اِس بات کی خبر ہوئی — اُس خبیث کے کام سے واقف ہو گیا

چوں بجدّ[2] حاکم بدو گفت ایں بکن — گفت آرے برکنم روزِ رشن من
جب حاکم نے تاکید سے اُس سے کہا اُسکو اکھاڑ دے — بولا، ہاں کسی دن میں اُس کو اُکھاڑ دونگا

مدّتے فردا و فردا وعدہ داد — شد درختِ خارِ او محکم نہاد
ایک زمانہ تک کل اور کل کا وعدہ کرتا رہا — وہ خاردار درخت مضبوط جڑ کا ہو گیا

گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ — پیش آ در کارِ ما واپس مَغَژ
ایک روز حاکم نے اُس سے کہا اے وعدہ خلاف! — ہمارے (کہے ہوئے) کام میں پیشقدمی کر واپس نہ جا

گفت اَلْاَیّامُ[3] باعَدَ بَیْنَنَا — گفت عَجِّلْ لَا تُمَاطِلْ دَیْنَنَا
بولا، زمانہ نے ہم میں دوری پیدا کر دی — اُس (حاکم) نے کہا جلدی کر ہمارے قرض میں ٹال مٹول نہ کر

تو کہ می گوئی کہ فردا این بداں — کہ بہر روزے کہ می آید زماں
تو جو کہتا ہے کہ "کل" یہ سمجھ لے — کہ ہر دن جو وقت بھی آتا ہے

---

[1] بیخہائے بد۔ بڑھاپے میں بُری عادتیں اور راسخ ہو جاتی ہیں اور ان کو چھوڑنے کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ فرمودن۔ اِس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بدخصلتوں کا اگر ازالہ نہ کیا جائے تو وہ اور جڑ پکڑ جاتی ہیں۔ رہ گذر۔ راستہ چلنے والے۔ مذمت۔ بات۔ فصل یعنی راستہ میں کانٹے بونا۔

[2] بجدّ۔ یعنی تاکید اور سختی سے۔ فردا۔ کل۔ نہاد۔ جڑ، بنیاد۔ وعدہ کژ۔ وعدہ خلاف۔ مغژ۔ مغژیدن سے نہی کا صیغہ ہے، گھٹنوں کے بل نہ چل۔

[3] اَلْاَیّام۔ دن۔ زمانہ۔ باعد۔ دُوری پیدا کر دی ہے بیننا۔ ہمارے درمیان۔ عجل۔ تو جلدی کر۔ لاتماطل۔ ٹال مٹول نہ کر۔ دیننا۔ ہمارا قرض۔ کہ فردا۔ یعنی کل کو کاٹ دونگا۔

534

www.pdfbooksfree.pk

آں درختِ بد جواں تر می شود
وہ خراب درخت زیادہ جوان ہوتا جاتا ہے
دیں کنندہ پیر و مضطر می شود
اور یہ اکھاڑنے والا بوڑھا اور مجبور ہوتا جاتا ہے

خار بُن در قوّت و برحاستن[1]
خاردار درخت قوت اور بلند ہونے میں ہے
خار کن در سُستی و در کاستن
کانٹے اکھاڑنے والا سستی اور گھٹاؤ میں ہے

خار بُن ہر روز و ہر دم سبز و تر
خاردار درخت ہر دن اور ہر وقت سبز و تازہ ہے
خار کن ہر روز زار و خشک تر
کانٹے اکھاڑنے والا ہر دن کمزور اور زیادہ خشک ہوتا جاتا ہے

اُو جواں تر می شود تو پیر تر
وہ زیادہ جوان ہو رہا ہے اور تو زیادہ بوڑھا
زود باش و روزگارِ خود مبر
جلدی کر، اور اپنا وقت ضائع نہ کر

خار بُن داں ہر یکے خوئے بدت
اپنی ہر بُری عادت کو خاردار درخت سمجھ
بارہا در پائے خار آخر زدت
بارہا کانٹا تیرے پیر میں چبھا ہے

بارہا بر فعلِ خود نادم شدی
تو بارہا اپنے فعل پر نادم ہوا ہے
بر سرِ راہِ تحیّر آمدی
تو حیرانی کے راستہ پر آیا ہے

بارہا از خوئے[2] خود خستہ شدی
تو بارہا اپنی عادت سے زخمی ہوا ہے
حسِّ ندا، سخت بے حس آمدی
تجھے حساس نہیں ہے تو سخت بے حس ثابت ہوا ہے

رنِ دیگر کساں
اگر دوسروں کو زخمی کرنے سے
کہ ز خُلقِ زشتِ تو ہست آں رساں
جو کہ تیرے بُرے اخلاق سے (وہ زخم) لگے ہیں

غافلی بارے ز زخمِ خود نہ
تو غافل ہے لیکن اپنے زخم سے تو (غافل) نہیں ہے
ق
تو عذابِ خویش و بر بیگانہ
تو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے عذاب ہے

یا تبر گیر و بہ بُن مردانہ زن؟
یا کلہاڑا لے اور بہادروں کی طرح (جڑ پر) مار
تو علیؓ دار ایں درِ خیبر بکن
تو علیؓ کی طرح خیبر کے اِس دروازہ کو اکھاڑ دے

ورنہ[3] چوں صدیق و فاروقی نہیں
ورنہ (حضرت) صدیقؓ اور بزرگ فاروقؓ کی طرح
ہیں طریقِ دیگراں را برگزیں
خبردار! دوسروں کا طریقہ اختیار کر

یا بگلبن وصل کُن ایں خار را
یا اِس کانٹے کو بوٹے کے ساتھ مِلا لے
وصل کُن با نار نورِ یار را
آگ کو دوست کے نور کے ساتھ وابستہ کر دے

تا کہ نورِ اُو کُشد نارِ ترا
تاکہ اُس کا نور تیری آگ کو بجھا دے
وصل اُو گلشن کُند خارِ ترا
اُس کا ملنا تیرے کانٹے کو گلستاں بنا دے

[1] برحاستن۔ اٹھنا، اونچا ہونا۔ کاستن۔ گھٹنا، کم ہونا۔ تر۔ پہلے مصرع میں بمعنی ہر وقت اور دوسرے میں بمعنی زیادہ ہے۔ خار بُن داں یعنی خاردار درخت اپنی بُری عادت کو سمجھ۔ بارہا۔ بُری عادتوں سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تحیّر۔ حیران ہونا۔

[2] خوئے۔ یعنی بد عادت۔ خُلقِ زشت۔ بُرے اخلاق۔ غافلی۔ غافل ہستی۔ نہ بر نیستی۔ بر بیگانہ۔ بر بیگانہ ہستی۔ تبر۔ کلہاڑا۔ یعنی اخلاقِ رذیہ خود اپنے مجاہدات سے دُور کر دے۔ علیؓ دار۔ حضرت علیؓ کی طرح حیدر علیؓ کا مسلک، مسلکِ ہدایت تھا جس میں مخلوق سے علیحدہ رہ کر مجاہدات کے ذریعہ مقامات طے کئے جاتے ہیں۔ خیبر۔ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل ہے وہاں یہود قلعہ بند ہو گئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا تھا جو اس قدر بھاری تھا کہ اُس کو سات آدمیوں نے اور ایک روایت کے مطابق چالیس آدمیوں نے اُٹھانا چاہا تو وہ نہ اُٹھ سکا۔

[3] ورنہ۔ حضرات شیخین کا مسلک، مسلکِ نبوت تھا جس میں متوجہ بمخلوق للحق رہتے ہیں۔ یا بگلبن۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی شیخ کی خدمت میں لگے رہو۔ نار۔ یعنی مرید کے اخلاقِ ذمیمہ۔

535
www.pdfbooksfree.pk

تو مثالِ[1] دوزخی اُو مُومن ست — کُشتنِ آتش بمُومن ممکن ست

تو دوزخ جیسا ہے، وہ مُومن ہے — مُومن کے ذریعہ آگ بجھانا ناممکن ہے

مصطفیٰ[2] فرمود از گفتِ جحیم — کو بمُومن لا بہ گردد ز بیم

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کی گفتگو نقل فرمائی ہے — کہ وہ خوف سے مُومن کی خوشامد کرے گی

گوید ش بگذر زمن اے شاہ زود — بیں کہ نورت سوزِ نارم را ربود

اُس سے کہے گی اے شاہ! میرے پاس سے جلد چلا جا — دیکھ! تیرے نور نے میری آگ کی گرمی ختم کردی

پس ہلاکِ نار نورِ مُومن ست — زانکہ بے ضد دفعِ ضد لا یمکن ست

تو مُومن کا نور، آگ کی تباہی ہے — کیونکہ مقابل کے بغیر مقابل کا دفع کرنا ناممکن ہے

نار ضدِّ نور باشد روزِ عدل — کاں ز قہر انگیختہ شد ویں ز فضل

انصاف کے دن آگ، نور کی ضد ہوگی — اس لئے کہ وہ غضب سے بھڑکی ہے اور یہ مہربانی سے

گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِّ[5] نار — آبِ رحمت بر دلِ آتش گمار

اگر تو آگ کے شر کو دفع کرنا چاہتا ہے — تو رحمت کا پانی آگ میں ڈال دے

چشمۂ آں آبِ رحمت مُومن ست — آبِ حیواں روحِ پاکِ محسن ست

اُس آبِ رحمت کا چشمہ مُومن ہے — محسن کی پاک روح آبِ حیوان ہے

بس گریزانست[4] نفسِ تو ازو — زانکہ تو از آتشی اُو از آبِ جو

تیرا نفس اُس سے بہت بھاگتا ہے — اسلئے کہ تو آگ کا (بنا ہوا) ہے وہ نہر کے پانی سے

زآبِ آتش زاں گریزاں می شود — کآتشش از اثر دیر پا شود

آگ، پانی سے اِس لئے بچتی ہے — کہ اُس کی سوزش پانی سے برباد ہوجاتی ہے

حسّ[3] و فکرِ تو ہمہ از آتش ست — حسِّ شیخ و فکرِ او نورِ خوش ست

تیرا حس اور فکر سب آگ سے (بنا) ہے — شیخ کا حس اور اُس کا فکر عمدہ نور سے (بنا) ہے

آبِ نورِ اُو چو بر آتش چکد — چکچک از آتش برآید بر جہد

اُس کے نور کا پانی جب آگ پر سے ٹپکتا ہے — آگ سے بھڑبھڑ کی آواز آتی ہے (اور وہ) غائب ہو جاتی ہے

چوں کُند چکچک تو گویش مرگ و درد — تا شود ایں دوزخِ نفسِ تو سرد

جب وہ بھڑبھڑ کرے تو اُس سے کہہ (تجھے) موت اور درد — تاکہ تیرے نفس کی یہ دوزخ ٹھنڈی ہوجائے

تا نسوزد اُو گلستانِ (نصیب ہا) ترا — پست نکُند عدل و احسانِ ترا

تاکہ وہ تیرے چمن کو نہ جلا دے — تیرے عدل اور احسان کو نہ گھٹا دے

---

[1] تو مثالِ دوزخی: پہلے شعر میں کہا تھا نورِ نار کو بجھا دیتا ہے اب اُس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ مُومن۔ نوری ہوتا ہے۔ جحیم۔ دوزخ۔ کو۔ یعنی دوزخ۔ لا بہ۔ خوشامد۔ بیم خوف۔ بے ضد۔ جن دو چیزوں سے تضاد کی نسبت ہوتی ہے وہ ایک دوسری کو ختم کردیتی ہیں نار اور نور ایک دوسری کی ضد ہیں۔ قہر۔ قہر اور مہر ایک دوسرے کی ضد ہیں، نار قہر کا مظہر ہے اور نور مہر کا مظہر ہے لہٰذا وہ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

[2] شرِّ نار۔ اخلاقِ رذیلہ کے اثرات۔ آبِ رحمت۔ یعنی شیخ کی صحبت مُومن۔ یعنی شیخ۔ محسن۔ یعنی شیخ۔ بس گریزاں۔ بُرے بھلوں کی صحبت سے اِسی لئے گریز کرتے ہیں کہ بُروں کا مزاج ناری ہے اور بھلوں کا آبی۔ زآب۔ شیخ ترکِ لذات کا حکم دیتا ہے، عوام گریز کرتے ہیں۔

[3] حِسّ و فکر۔ عوام کے احساسات اور افکار اخلاقِ رذیلہ کی پیداوار ہیں۔ آبِ نور۔ شیخ کی صحبت سے جب اخلاقِ رذیلہ کا ازالہ ہوتا ہے تو مُرید خود اُس کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ چکچک۔ آگ پر پانی ڈالنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے چوں کند۔ اخلاقِ رذیلہ کے اِزالہ سے اگر نفس میں بے چینی ہو تو اُس سے پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ تا نسوزد۔ جب اخلاقِ رذیلہ کا ازالہ ہوتا ہے تو مُرید خود اُس کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔

S36
www.pdfbooksfree.pk

یک[1] شتر راز دے ہزاراں گلستاں
اُس کی ایک چنگاری سے ہزاروں چمن ایسے ہیں

بعد ازاں چیزے کہ کاری بَر دہد
اُس کے بعد تو جو بوئے گا نفع دے گا

باز پہنا می رَویم از راہِ راست
پھر ہم کشادہ اور سیدھے راستہ پر چلتے ہیں

اندریں تقریر بودیم اے خسُور
ہم یہ کہہ رہے تھے، اے ٹوٹے میں پڑے ہوئے!

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ
تیرا بوجھ بھاری ہوگا، راستہ میں کنواں ہے

سال شصت آید[2] کہ در شستت کشد
ساٹھ سال ہو گئے۔ تاکہ تجھے کانٹے میں پھنسا لیں

آنکہ عاقل بود در دریا رسید
جو (مچھلی) سمجھدار تھی دریا (کی تہ) میں پہنچی

چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت
چونکہ بے وقت ہوگیا، اور وہ موقع نکل گیا

وَرنہ در تابہ شوی بریاں بسے
ورنہ تو توے پر خوب بھُنے گا

حالِ آں سہ ماہی و آں جوئبار
اُن تین مچھلیوں اور اُس نہر کا قصہ

فَانتَبِہ ثُمَّ اعتَبِر ثُمَّ انتَصِب
پس بیدار ہو جا پھر عبرت پکڑ پھر سیدھا ہو جا

سال[3] بے گہ گشت و وقتِ کشت نے
سال بے وقت ہوگیا بونے کا وقت نہیں ہے

کرم در بیخِ درختِ تن فتاد
جسم کے درخت کی جڑ میں دیمک لگ گئی ہے

از یکے نے نام بینی نے نشاں
کہ تو ایک کا بھی، نام و نشان نہ دیکھے گا

لالہ و نسرین و سیسن بَر دہد
لالہ اور سیوتی اور سیسن اُگائے گا

باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست
اے جناب! واپس لوٹیئے ہمارا راستہ کدھر ہے

کہ خُرت لنگ ست و منزل دُور دُور
کہ تیرا گدھا لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے

کج مرَو رَو راست اندر شاہ راہ
ٹیڑھا نہ چل، چوڑی سڑک پر سیدھا چل

راہ دریا گیر تا یابی رَشد
(دریا میں) کا راستہ اختیار کر تاکہ تو ہدایت حاصل کرے

شُد خلاص از دام و از آتش رہید
جال سے خلاصی ہوئی اور آگ سے چھُٹ گئی

مُردہ گرد و رَو سوئے دریا رَوَشت
مُردہ بن جا اور جنگل سے دریا کی جانب نکل جا

ایں چنیں بر خود کُند ہرگز کسے
ایسا اپنے لئے کوئی نہیں کرتا ہے

گفتہ شُد اینجا برائے اعتبار
یہاں عبرت کے لئے کہا گیا ہے

وَاستَعِن بِاللّٰہِ ثُمَّ اجہَد تُصِب
اللہ سے مدد چاہ پھر کوشش کر، پائے گا

جُز سیہ رُوئی و فعلِ زشت نے
سوائے کالا منہ ہونے کے اور بُرے کام کے کچھ نہیں ہے

بایدش بر کَند و بر آتش نہاد
اُس کو دور کرنا اور آگ پر رکھ دینا چاہیئے

---

[1] یک شتر۔ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اُنسے تمام نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں نفس کی اصلاح کے بعد اعمال کے سب اچھے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ نسرین۔ سیوتی۔ سیسن۔ ایک خوشبودار گھاس ہے جس کی خوشبو بہت سنا اور نسناع کی سی ہوتی ہے۔ پہنا۔ چوڑا یعنی راستہ از راہ راست۔ اس کا بیان ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ہم نے کچھ دقیق مسائل بیان کرنے شروع کر دئے تھے اب ہم پھر وعظ و نصیحت شروع کرتے ہیں۔ خسور۔ ٹوٹا اٹھانے والا۔ شاہ راہ صراطِ مستقیم۔

[2] شصت۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ مولانا نے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ تین مچھلیاں تالاب میں تھیں ایک عاقل، ایک نیم عاقل ایک بیوقوف، شکاری جال لیکر آیا عقلمند تو فوراً دریا کی تہہ میں چلی گئی اور نجات پا گئی بقیہ دو پھنس گئیں جو نیم عاقل تھی اسنے کچھ عقل سے کام لیا اپنے آپ کو مُردہ بنا لیا شکاری نے اُس کو مُردہ سمجھ کر پھر دریا میں پھینک دیا وہ بھی بچ گئی تیسری بیوقوف نے جال میں ہی اچھل کود کی۔ شکاری نے اُس کے کباب بنائے، تو ساٹھ سال کی عمر ایک جال ہے اُس سے بچنے کی صورت ایک تو یہ ہے کہ ساٹھ سال سے پہلے ہی دریائے حقیقت میں غوطہ لگا دیا جائے ورنہ اس عمر میں پہنچ کر ہی نجات کی تدبیر کی جائے ورنہ پھر آگ میں بھننا پڑیگا۔ [3] سال۔ ساٹھ سال کی عمر جو کہ عموماً انسان کے لئے موت کا پیغام ہوتی ہے۔

537
www.pdfbooksfree.pk

هیں وہیں اے راہ رو بیگاہ شد — آفتاب عمر سوئے چاہ[1] شد
خبردار اور خبردار! اے مسافر بے وقت ہو گیا ہے — زندگی کا سورج کنویں کی جانب (روانہ) ہو گیا ہے

ایں دو روزک را کہ زورت ہست زود — پیر افشانی بکن از راہِ جود
اِن دو دنوں میں جبکہ طاقت ہے، جلد — از راہِ کرم بڑھاپے میں جوانی کا کام کر لے

ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار — تا در آخر بینیِ آں را برگ و بار
اتنا ہی بیج جو بچ گیا ہے، بو دے — تاکہ آخرت میں تو اس کے پھل اور پتے دیکھ لے

ایں قدر عمرے کہ ماندستت بباد — تا بروید زیں دو دم عمرِ دراز
جس قدر تیری عمر باقی رہی ہے اسکو بازی پر لگا دے — تاکہ ان دو سانسوں سے بڑی عمر اگ آئے

تا نہ مُردست ایں چراغِ باگہر — ہیں فتیلہ اش ساز و روغن زود تر
جب تک یہ جواہر دار چراغ بجھا نہیں ہے — خبردار بہت جلد اس کے لئے بتی اور تیل مہیا کر لے

آفتِ تاخیر خیرات بفردا
اچھے کاموں کو کل پر مؤخر کرنے کی آفت

هیں مگو فردا[2] کہ فردا ہا گذشت — تا بکلی نگذرد ایامِ کشت
خبردار "کل" نہ کہہ کیونکہ بہت سے کل گزر گئے — کہیں کھیتی کا زمانہ بالکلیہ نہ گذر جائے

پند می بشنو کہ تن بندِ قولیست — کہنہ بیروں کن گرت میلِ نولیست
میری نصیحت سن لے کہ جسم مضبوط قید ہے — پرانے کو چھوڑ دے اگر نئے کی خواہش ہے

لب بہ بند و کف پُر از زر بر گشا — بخلِ تن بگذار پیش آور سخا
ہونٹ بند کر، سونے سے بھری مٹھی کھولدے — جسم کا بخل چھوڑ دے، سخاوت اختیار کر

ترکِ لذت ہا و شہوت ہا سخاست — ہر کہ در شہوت فرو شد بر نخاست
لذتوں اور شہوتوں کا چھوڑنا، سخاوت ہے — جو شخص شہوت میں ڈوبا، نہ ابھرا

ایں سخا شاخست از سروِ بہشت — وائے او کز کف چنیں شاخے بہشت
یہ سخاوت جنت کے سرو کی شاخ ہے — اس پر افسوس ہے جو ایسی شاخ کو چھوڑ دے

عروۃ[3] الوثقیٰ ست ایں ترکِ ہوا — بر کشد ایں شاخِ جاں را بر سما
خواہشِ نفسانی کو چھوڑنا، مضبوط دستہ ہے — جان کی شاخ کو آسمان پر کھینچ لے جاتا ہے

تا برد شاخِ سخا اے خوب کیش — مر ترا بالا کشاں تا اصلِ خویش
اے خوش خصلت! تاکہ سخاوت کی شاخ — تجھے اوپر اوپر کھینچ کر اپنی اصل تک لے جائے

---

[1] چاہ۔ یعنی قبر کا کنواں۔
دو روزک۔ یعنی بڑھاپے کی چند روزہ زندگی۔ پیر افشانی۔ بڑھاپے میں جوانوں جیسے کام کرنا۔ شعر۔ نہ شیخی کی سمن گر دو جوانی رفت کار از دست — گذشتہ در تاسف زفاکستر نمی شود پیدا
بکار۔ بودے، کاشتن سے امر کا صیغہ ہے۔ آخر۔ آخرت۔ بباد۔ بازیدن اور باختن سے امر کا صیغہ ہے۔ عمرِ دراز۔ جاودانی عمر۔ چراغ۔ یعنی چراغِ زندگی۔ فتیلہ۔ چراغ کی بتی۔

[2] مگو فردا۔ یعنی کارِ امروز را بفردا مگذار۔ ایام کشت۔ یعنی عمل کا وقت۔ تن۔ روح کے اعمال کے لئے جسم مانع ہے۔ لب بر بند۔ یعنی باتوں سے کام نہ چلے گا۔ بر گشا۔ یعنی سخاوت اور خیرات کر۔ بخلِ تن۔ یعنی جسمانی ریاضت سے بچنا۔ سخا۔ یعنی بدن کی سخاوت یہ ہے کہ جسمانی لذتوں اور شہوتوں سے پرہیز کیا جائے اور اس کو عبادات میں صرف کیا جائے۔ ایں سخا۔ حدیث شریف میں ہے، سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جو شخص سخی ہے اسنے اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ رکھا ہے وہ شاخ اسکو نہیں چھوڑتی جبتک کہ اسکو بہشت داخل نہیں کر لیتی ہے۔

[3] عروۃ۔ دست آویز، دستہ، ہر وہ چیز جو مضبوطی سے پکڑی جائے۔ الوثقیٰ۔ انتہائی مضبوط۔

538
www.pdfbooksfree.pk

یوسفِ[1] حُسنی و ایں عالَم چو چاہ
تو حُسن کا یوسفؑ ہے اور یہ جہاں کنواں جیسا ہے

یوسفا آمد رسن در زن دو دست
اے یوسفؑ! رسّی آگئی ہے دونوں ہاتھ سے پکڑلے

حمدُ للہ کایں رسن آویختند
الحمدللہ کہ یہ رسّی لٹکادی ہے

در رسن زن دست بیروں کُن ز چاہ
رسّی پکڑلے، کنویں سے نکل آ

تا بہ بینی عالَمِ جانِ جدید
تاکہ تو جان کے نئے عالَم کو دیکھ لے

ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ
معدوم جہان، موجودات کی طرح ہوگیا ہے

خاک[2] بر بادست و بازی می کند
ہوا پر گرد ہے، اور وہ ناچ رہی ہے

خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد
ہوا کے ہاتھ میں گرد ایک آلہ کی طرح ہے

چشمِ خاکی را بخاک اُفتد نظر
مٹی کی آنکھ کی، گرد پر نظر پڑتی ہے

آنکہ[3] بر کارست بیکارست و پوست
یہ جو (جہان) کام میں لگا ہے وہ بیکار اور چھلکا ہے

اسپ داند اسپ را کو ہست یار
گھوڑے کو گھوڑا جانتا ہے کیونکہ وہ دوست ہے

چشمِ حسِّ اسپ ست و نورِ حق سوار
ظاہری آنکھ گھوڑا ہے، اللہ کا نور سوار ہے۔

بس ادب کُن اسپ را از خوئے بد
تو گھوڑے کو بُری عادت سے (چھڑا کر) مؤدب بنا

وِیں رسن صبر ست بر امرِ الٰہ
اور یہ رسّی خدا کے حکم پر صبر کرنا ہے

از رسن غافل مشو بیگہ شدست
رسّی سے غافل نہ ہو بے وقت ہوگیا ہے

فضل و رحمت را بہم آمیختند
فضل اور رحمت کو باہم ملا دیا ہے

تا بہ بینی بارگاہِ بادشاہ
تاکہ بادشاہ کے دربار کو دیکھے

عالَمے بس آشکار و ناپدید
وہ عالَم جو بہت واضح اور پوشیدہ ہے

وآنجہانِ ہست بس پنہاں شدہ
وہ موجودہ جہان بہت پوشیدہ ہوگیا ہے

کژ تمائی پردہ سازی می کند
غلط نمائش اور پردہ پوشی کر رہی ہے

بادرا داں عالی و عالی نژاد
ہوا کو برتر اور برتر اصل والا سمجھ

بادبیں چشمے بود نوعِ دگر
ہوا دیکھنے والی آنکھ دوسری قسم کی ہوتی ہے

وانکہ پنہان ست مغز و اصل اوست
وہ جو پوشیدہ ہے، مغز اور اصل ہے

ہم سوارے داند احوالِ سوار
سوار بھی سوار کے احوال کو جانتا ہے

بے سوار ایں اسپ چوبے ناید بکار
سوار کے بغیر یہ گھوڑا تنہا کام میں نہیں آتا ہے

ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رد
ورنہ شاہ کے سامنے گھوڑا مردود ہوگا

---

[1] یوسفؑ: حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا تھا۔ یوسفا۔ اے یوسف یعنی ہر وہ شخص جو دنیا کے کنویں میں گرا ہوا ہے۔ الحمدللہ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے نجات کا ذریعہ بنا دیا ہے جو توبہ و استغفار ہے۔ بارگاہ۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ خدا کے مقربوں میں ہو جاؤ گے۔ عالَمِ جاں۔ عالَمِ ارواح۔ ایں جہاں۔ یعنی عالَمِ شہادت جو فانی ہے۔ آنجہاں۔ عالَمِ ارواح جو دائمی ہے۔

[2] خاک بر باد۔ جب بگولا اُٹھتا ہے تو گرد و غبار نظر آتا ہے اور ہوا جو اصل ہے وہ نگاہوں سے مخفی رہتی ہے انسان اس کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ گرد خود حرکت کر رہی ہے خاک۔ عالَمِ شہود میں بھی دراصل عالَمِ غیب کام کر رہا ہے۔ بادرا داں۔ اصل عالَمِ غیب کو سمجھو۔ چشمِ خاکی۔ حواسِ ظاہر عالَمِ شہود کو دیکھتے ہیں۔ نوعِ دگر۔ اہل اللہ کی آنکھ عالَمِ غیب کو دیکھتی ہے۔

[3] آنکہ۔ عالَمِ شہادت کی جو موجودات مصروفِ عمل ہیں وہ محض چھلکا ہیں اصل محرک عالَمِ غیب ہے جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسپ داند۔ ہم جنس ہم جنس کو جان سکتا ہے حسی نظر تو عالَمِ شہود کی چیز ہے لہٰذا وہ عالَمِ شہود کی چیزوں کو ہی جان سکتی ہے۔ چشمِ حسِّ۔ ظاہری آنکھ کا سوار اللہ کا نور ہے اسکے بغیر یہ آنکھ کسی کام کی نہیں

www.pdfbooksfree.pk

چشمِ اسپ از چشمِ شہ رہبر[۵۱] بُود
گھوڑے کی آنکھ شاہ کی آنکھ کی وجہ سے رہبر ہوتی ہے

چشمِ اسپاں جُز گیاہ و جُز چَرا
گھوڑوں کی آنکھ کو گھاس اور چراگاہ کے سوا

نورِ حق بر نورِ حِسّ راکِب[۵۳] شود
حِسّی نور پر اللہ کا نور سوار ہوتا ہے

اسپ بے راکِب چہ داند رسم و راہ
گھوڑا سوار کے بغیر رسم و راہ کو کیا جانے؟

سوئے حِسّے رَو کہ نورش راکِب ست
اُس حِس کی جانب جا جس پر نور سوار ہے

نورِ حِسّ را نورِ حق تزئیں بُود
حِسّی نور کے لئے اللہ کا نور باعثِ زینت ہے

نورِ حِسّی[۵۲] می کشد سوئے ثریٰ
حِسّی نور مٹی کی طرف کھینچتا ہے

زانکہ محسُوسات دُوں تر عالمے ست
کیونکہ (عالمِ) محسوسات نچلے درجہ کا عالم ہے

لیک پیدا نیست آں راکِب[۵۳] برُو
لیکن وہ سوار (نورِ حق) اُس (نورِ چشم) پر نظر نہیں آتا ہے

نورِ حِسّی کو غلیظ ست و گراں
حِسّی نور جو کہ کثیف اور بھاری ہے

چونکہ نورِ حِسّ نمی بینی بہ چشم
جبکہ حِسّی نور کو بھی تو آنکھ سے نہیں دیکھتا ہے

نورِ حِسّ با آں غلیظی مختفی ست
نورِ حِسّی باوجود کثافت کے پوشیدہ ہے

چشمِ اُو بے چشمِ شہ مُضطر بُود
اُس کی آنکھ شاہ کی آنکھ کے بغیر مضطر ہے

ہر کجا خواہی بگوید نے چرا
جہاں تو بلائے گا وہ کہے گی نہیں، کس لئے؟

وانگہے جاں سوئے حق راغب شود
تب جان اللہ (تعالےٰ) کی جانب راغب ہوتی ہے

شاہ باید تا بداند شاہراہ
شاہ چاہیے، تاکہ وہ شاہراہ کو سمجھے

حِسّ را آں نور نیکو صاحب ست
حِس کے لئے وہ نور بہتر ساتھی ہے

معنیِ نُورٌ عَلیٰ نُور ایں بُود
نور بالائے نور کے یہی معنی ہیں

نورِ حقّش می بَرد سُوئے عُلیٰ
اللہ (تعالیٰ) کا نور اُس کو بلندی کی طرف لیجاتا ہے

نورِ حق دریا و حِسّ چوں شبنمے ست
اللہ (تعالےٰ) کا نور دریا اور حِس شبنم کی طرح ہے

جُز بہ آثار و بہ گفتارِ نکُو
سوائے اچھی نشانیوں اور اچھی گفتگو کے

ہست پنہاں در سوادِ دیدگاں
وہ (بھی) آنکھوں کی سیاہی میں چھپا ہوا ہے

چوں بہ بینی نورِ آں غیبی بچشم
تو اُس غیبی نور کو آنکھ سے کیسے دیکھے گا؟

چوں خفی نبُود ضیائے کاں صفی ست
تو وہ روشنی جو شفاف ہے پوشیدہ کیسے نہ ہوگی؟

---

۵۱ رہبر بود۔ اصل رہبری سوار کی آنکھ کرتی ہے۔ چشمِ اسپاں۔ گھوڑے کے مدِ نظر صرف گھاس اور چراگاہ ہوتی ہے، اِسی طرح حِسّی آنکھ کے پیشِ نظر صرف لذائذِ دنیوی ہیں۔ نورِ حق جب نورِ بصیر پر نورِ حق سوار ہوتا ہے تب اسکو آخرت کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ چہ داند۔ نورِ بصیرت کے بغیر محض نورِ بصارت سے وصول الی الحق ممکن نہیں ہے۔ شاہ۔ یعنی نورِ حق۔ نورِ حِسّ۔ نورِ بصارت کی زیب و زینت نورِ بصیرت ہی سے ہے قرآن پاک میں "نورٌ علیٰ نور" سے یہی مراد ہے۔

۵۲ نورِ حِسّی۔ ظاہری بصارت دنیا کی طرف مائل کرتی ہے اور نورِ بصیرت انسان کو ملاءِ اعلیٰ کی رہبری کرتا ہے۔ زانکہ۔ نورِ حِسّی انسان کو دنیا کی طرف اِسلئے لے جاتا ہے کیونکہ اُسکے جملہ محسوسات عالمِ اسفل کے ہیں۔ نورِ حق۔ نورِ حق اور نورِ چشم کی مثال دریا اور شبنم کی سی ہے۔

۵۳ راکِب یعنی نورِ حق۔ جزبہ آثار۔ جن لوگوں کو نورِ حق حاصل ہوجاتا ہے، اُن کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ اُن کو نورِ حق حاصل ہے۔ چونکہ۔ جبکہ نورِ بصارت بھی نظر نہیں آتا حالانکہ وہ مادّی چیز ہے تو نورِ بصیرت اور نورِ ایمانی جو کہ غیبی چیز ہے

کیسے نظر آسکتا ہے۔ مُختفی۔ خفی، پوشیدہ۔
صَفی۔ منتخب، صاف شفاف۔

540

www.pdfbooksfree.pk

این[1] جہاں چوں خس بدستِ بادِ غیب
یہ جہان (غیب) ہوا کے ہاتھ میں تنکے کی طرح ہے

عاجزی پیشہ گرفت از دادِ غیب
اُس نے (عالمِ) غیب کی مہربانی سے عاجزی کا پیشہ اختیار کرلیا ہے

گہ بلندش می کند گاہیش پست
وہ (ہوا) اُس کو کبھی اونچا کرتی ہے، کبھی نیچا

گہ درستش می کند گاہے شکست
کبھی اُس کو درست کردیتی ہے، کبھی شکستہ

گہ یمینش می برد گاہے یسار
کبھی اُس کو دائیں جانب لیجاتی ہے، کبھی بائیں جانب

گہ گلستانش کند گاہیش خار
کبھی اُس کو چمن بنادیتی ہے، کبھی کانٹا

گہ بہ بحرش می برد گاہیش بر
کبھی اُس کو سمندر میں لیجاتی ہے، کبھی خشکی میں

گاہ خشکش می کند گاہیش تر
کبھی اُس کو خشک کردیتی ہے، کبھی تر

دست پنہان و قلم بیں خط گذار
ہاتھ پوشیدہ ہے اور قلم کو خط کھینچنے والا دیکھ

اسپ در جولان و ناپیدا سوار
گھوڑا دوڑ میں ہے اور سوار ظاہر نہیں ہے

تیر پرّاں بیں و ناپیدا کمان
تیر کو اڑتا ہوا دیکھ اور کمان ظاہر نہیں ہے

جانہا پیدا و پنہان جانِ جان
جانیں ظاہر ہیں اور جانوں کی جان پوشیدہ ہے

تیر را مشکن کہ ایں تیرِ شہی[2] ست
تیر کو نہ توڑ کیونکہ یہ شاہی تیر ہے

نیست پرتابی ز شستِ آگہی ست
اٹکل پچو نہیں ہے واقفیت کے نشانہ سے ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ گفت حق
اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا

کارِ حق بر کارہا دارد سبق
اللہ (تعالےٰ) کا فعل (بندوں کے) کاموں پر سبقت رکھتا ہے

خشمِ خود بشکن تو مشکن تیر را
اپنے غصہ کو ختم کردے تو تیر کو نہ توڑ

چشمِ خشمت خوں شمارد شیر را
تیرے غصہ کی آنکھ دودھ کو خون سمجھتی ہے

بوسہ دہ بر تیر و پیشِ شاہ بر
تیر کو چوم لے، اور بادشاہ کے سامنے لے جا

تیرِ خوں آلودہ از خونِ تو تر
خون آلود تیر جو تیرے خون سے تر ہو

آنچہ[3] پیدا عاجز و بستہ زبوں
جو ظاہر ہے وہ عاجز اور بندھا ہوا اور کمزور ہے

وانچہ ناپیدا چنیں تند و حروں
جو پوشیدہ ہے وہ ایسا تند اور زور آور ہے

ما شکاریم ایں چنیں دامے کراست
ہم شکار ہیں، ایسا جال کس کا ہے؟

گوئی چوگانیم و چوگانے کجاست
ہم بلّے کی گیند ہیں اور بلّا کہاں ہے؟

می درد می دوزد ایں خیاط کو
پھاڑتا ہے، سیتا ہے، یہ درزی کون ہے؟

می دمد می سوزد ایں نفّاط کو
پھونکتا ہے، جلاتا ہے، یہ مشعلی کون ہے؟

---

[1] این جہاں۔ عالمِ شہادت۔ بادِ غیب۔ عالمِ غیب۔ عاجزی۔ یعنی عالمِ شہادت اسی تصرف کو قبول کرلیتا ہے جو عالمِ غیب اُس میں کام کرتا ہے۔ گو عالمِ غیب، عالمِ شہادت میں ہر طرح کے تصرفات کرتا رہتا ہے۔ دستِ پنہاں۔ کوئی قلم بغیر کاتب کے ہاتھ کے نہیں لکھتا نہ کوئی گھوڑا بغیر سوار کے گھڑ دوڑ میں دوڑتا ہے تو ظاہر ہے کہ عالم کے جملہ تصرفات کا کوئی کرنیوالا ہے۔ جانِ حق۔ ذاتِ حق۔

[2] تیرِ شہی۔ قضا و قدر کے جس قدر تیر ہیں وہ علیم و قدیر کے چلائے ہوئے ہیں لامحالہ اُن میں حکمت پوشیدہ ہے۔ مَا رَمَیْتَ۔ جنگِ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی جس نے آندھی کے گرد و غبار کی طرح اُن کی آنکھوں کو متاثر کیا اس پر یہ آیت آئی۔ کارِ حق۔ مصرعِ اوّل کی توجیہ۔ خشمِ خود۔ اگر کوئی تیر اگر لگے تو اُس کو قضا و قدر سے سمجھ اُس پر غم و غصہ نہ کر غصہ کی حالت غلط بینی کا باعث ہوتی ہے۔ بوسہ دہ۔ انسان کو قضا پر راضی رہنا چاہیئے۔

[3] آنچہ پیدا۔ عالمِ شہادت مجبورِ محض ہے قضا و قدر کے سامنے بے بس ہے۔ ما شکاریم۔ قضا و قدر کے پھندے میں ہم مرغِ اسیر ہیں ہمارے کام چوگانِ قدر کے تابع ہیں۔ می درد۔ جو ذات حقیقتاً متصرف ہے وہ

541
www.pdfbooksfree.pk

ساعتے[1] کافر کند صدیق را
کبھی تصدیق کرنے والے کو کافر بنا تا ہے
ساعتے زاہد کند زندیق را
کبھی بے دین کو زاہد بنا تا ہے

زانکہ مخلص در خطر باشد مدام
(اپنے آپ کو) خالص بنانیوالا ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے
تا ز خود خالص نگردد او تمام
جب تک کہ وہ خودی سے پورا خالص نہ ہو جائے

زانکہ در راہست و رہزن بیحدست
چونکہ وہ راستہ میں ہے اور ڈاکو بہت ہیں
اُو رہد کو در امانِ ایزدست
نجات وہی پائے گا جو خدا کی امان میں ہے

آئینہ خالص نگشت او مخلصست
آئینہ صاف نہیں ہوا ہے، وہ صاف کر رہا ہے
مُرغ را نگرفتہ است او مقنصست
پرند کا شکار نہیں کیا ہے وہ پھنسا رہا ہے

چونکہ[2] مخلص گشت مخلص باز رست
جب صاف کرنے والا صفی ہو گیا، نجات پا گیا
در مقامِ امن رفت و برد دست
امن کے مقام میں پہنچ گیا اور بازی جیت گیا

ہیچ آئینہ دگر آہن نہ شد
کوئی آئینہ پھر لوہا نہیں ہوا ہے
ہیچ نانِ گندمی خرمن نہ شد
کوئی گیہوں کی روٹی کھلیان نہیں بنی ہے

ہیچ انگورے دگر غورہ نہ شد
کوئی (پکا) انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے
ہیچ میوہ پختہ باکورہ نہ شد
کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

پختہ گردو از تغیر دور شو
پختہ بن جا اور تغیر سے دور ہو جا
رو چو برہانِ[3] محقق نور شو
جا برہان (الدین) محقق کی طرح نور بن جا

چوں ز خود رستی ہمہ برہان شدی
جب تو نے خودی سے نجات پائی تو مجسم برہان الدین ہو گیا
چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شدی
جب تو نے کہا کہ میں غلام ہوں، بادشاہ بن گیا

ور عیاں خواہی صلاح الدین نمود
تو اگر مشاہدہ چاہتا ہے۔ صلاح الدین نے دکھا دیا ہے
دیدہا را کرد بینا و کشود
آنکھوں کو بینا کر دیا ہے اور کھول دیا ہے

فقر را از چشم و از سیمائے او
فقر کو اُن کی آنکھوں اور پیشانی سے
دید ہر چشمے کہ دارد نورِ ہُو
ہر اُس آنکھ نے دیکھ لیا ہے جو خدا کا نور رکھتی ہے

شیخ فعالست بے آلت چو حق
پیر اللہ (تعالےٰ) کی طرح بغیر کسی آلہ کے تصرف کرنیوالا ہے
با مُریداں دادہ بے گفتے سبق
بغیر بولے مُریدوں کو سبق پڑھاتا ہے

ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ پیروں کے لئے کیے جاتے ہیں۔ فقر۔ بزرگ کے جسم پر بزرگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ شیخ۔ پیر باطنی طور پر تصرف کرتا ہے۔

[1] ساعتے۔ انسان کا دل قبضۂ قدرت میں ہے ایک آن میں الٹ پلٹ دیتی ہے۔ صدیق۔ صدیقیت کا مرتبہ نبوت سے کم اور ولایت سے بڑھا ہوا ہے۔ زندیق۔ بیدین، کافر۔ مخلص۔ سالک جو مجاہدات کر رہا ہے۔ زانکہ۔ سالک کو راہِ سلوک میں بہت خطرے لاحق ہوتے ہیں۔ آئینہ۔ سالک کو بہت سے مراتب طے کرنے ہوتے ہیں۔

[2] چونکہ۔ سالک مراتب طے کرنے کے بعد مقام امن پر پہنچتا ہے۔ ہیچ آئینہ۔ کمال حاصل کر لینے کے بعد خطرات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پھر نقصان کی طرف نہیں لوٹتا ہے۔ صوفیاء کا مقولہ ہے اَلفَانِی لَا یَعُوْدُ۔ یعنی سالک مقامِ فنا میں پہنچ کر پھر مردود نہیں ہوتا ہے۔ آہن۔ قدیم زمانہ میں آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ غورہ۔ انگور کا کچا خوشہ۔ باکورہ۔ درخت کا جو سب سے پہلا پھل اُترے یہاں کچا پھل مراد ہے۔

[3] برہان۔ مولانا رومؒ شروع میں مولانا برہان الدینؒ محقق سے بیعت ہوئے تھے پھر شمس تبریزیؒ سے بیعت ہوئے ہیں۔ ہمہ برہان یعنی مجسم برہان الدین ثانی بن جاؤ گے۔ بندہ۔ کامل عبدیت کے بعد سلطانی حاصل ہو جاتی ہے صلاح الدینؒ۔ زرکوب مولانا کے پیر بھائی ہیں لیکن مولانا انکی تعظیم بہت کرتے ہیں اور

542

www.pdfbooksfree.pk

دل بدست اُو چو موم نرم رام
دل اُس کے ہاتھ میں نرم موم کی طرح مسخر ہے

مُہر مُومش حاکیِ انگشتری ست
اُس کے مُوم کی مُہر انگوٹھی کا نقش ہے

حاکیِ اندیشۂ آں زرگرست
(وہ نقش) سُنار کے خیال کا عکس ہے

ایں[۵۲] صدا در کوہِ دلہا بانگ کیست
دلوں کے پہاڑ میں یہ گونج کس کی آواز کی ہے؟

ہر کجاہست او حکیم ست اوستاد
جہاں یہ آواز ہے وہ دانا ہے، استاد ہے

ہست کہ کاواز مثنّیٰ[۵۴] می کُند
(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو دوگنا کر دیتے ہیں

می زہاند کوہ زاں آواز و قال
یہ پہاڑ اُس آواز اور بات سے جوش میں لے آتا ہے

چوں زکُہ آں لُطف بیروں می شود
جب پہاڑ سے وہ لُطف نکل جاتا ہے

زاں شہنشاہِ[۵۳] ہمایوں نعل بود
یہ اُس شہنشاہ مبارک قدم کی وجہ سے تھا

جاں پذیرفت و خرد اجزائے کوہ
پہاڑ کے اجزا نے جان اور عقل قبول کر لی

نے زجاں یک چشمہ جوشاں میشود
نہ تو جان سے ایک چشمہ جوش زن ہوتا ہے

نے صدائے بانگِ مُشتاقی دَرو
نہ تو اُس میں عشق کی آواز کی صدا ہے

مُہر[۵۱] اوگہ ننگ سازد گاہ نام
اُسکی مہر کبھی ذلت کی مُہر لگاتی ہے کبھی شہرت کی

باز آں نقشِ نگیں حاکیِ کیست
پھر وہ نگ کا نقش کس کا نقش ہے؟

سلسلۂ ہر حلقہ اندر دیگرست
ہر حلقہ کا سلسلہ دوسرے میں (جُڑا ہوا) ہے

گہ بُرست از بانگ گہ گاہے تہی ست
پہاڑ کبھی آواز سے پُر ہیں کبھی خالی ہیں

بانگ اُو زیں کوہِ دل خالی مباد
خدا کرے اُسکی آواز اس دل کے پہاڑ سے جدا نہ ہو

ہست کہ کاواز صدتا می کُند
(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو سَو گنا کر دیتے ہیں

صد ہزاراں چشمۂ آبِ زلال
تیز پانی کے لاکھوں چشمے

آبہا در چشمہا خوں می شود
چشموں میں پانی خون بن جاتا ہے

کہ سراسر طورِ سینا لعل بود
کہ طورِ سینا (پہاڑ) لعل ہو گیا تھا

ما کم از سنگیم آخر اے گروہ
اے لوگو! کیا ہم آخر پہاڑ سے بھی کم ہیں؟

نے بدن از سبز پوشاں می شود
نہ بدن ہی سبزہ زاروں کی طرح بنتا ہے

نے صفائے جُرعۂ ساقی دَرو
نہ اُس میں ساقی کے گھونٹ کی صفائی ہے

مُشتاقی۔ شوق۔ صفا۔ صفائی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ ساقی۔ یعنی شیخ۔ نہ شیخ کی توجہ اثر کرتی ہے نہ خود دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

۵۱ مُہر آو۔ شیخ کے تصرف سے کبھی قبض کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو باعثِ ننگ ہوتی ہے کبھی بسط کی کیفیت جو موجبِ نام ہوتی ہے۔ مُہر۔ مُرید کے دل پر پیر کا نقش ابھرتا ہے پیر کے دل پر نقشِ خداوندی ہوتا ہے۔ حاکی۔ ناقل، عکس۔ اندیشۂ زرگر۔ یعنی ارادہ اللہ۔ ہر حلقہ۔ سلسلہ کے یکے بعد دیگرے جس قدر مُرید ہوتے چلے جائیں گے اُن کی یہی صورت ہوگی۔

۵۲ ایں صدا۔ پیر کے دل پر جو نقوشِ خداوندی ہیں اُن کی وضاحت ہے۔ ہر کجا۔ یہ شیوخ کیلئے دعا ہے۔ کاوا۔ کر آواز۔ مُثنّیٰ۔ دوھرا۔ صدتا۔ سَو گنا۔ می زہاند۔ شیخ کی توجہ سے مُرید کے دل میں اسرار و حِکَم کے لاکھوں چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ بیروں۔ فیوضِ باطنیہ کے بند ہو جانے سے معارف، کفریہ خیالات کا سبب بن جاتے ہیں۔

۵۳ شہنشاہ۔ ذاتِ حق یا حضرت موسیٰؑ۔ طورِ سینا۔ ملک شام کا مشہور پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو شرفِ ہمکلامی بخشا گیا تھا اور اُس پہاڑ پر خدا کی تجلی پڑی تھی۔ کوہ یعنی طور نے تجلی کو قبول کیا۔ نے زجان۔ پہاڑ تو فیوض قبول کر لے اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت نہ پیدا کرے تو بڑے شرم کی بات ہے دل اور اعضاء پر فیوض طاری ہونے چاہئیں۔

543
www.pdfbooksfree.pk

کُو حَمیّت تا زِ تیشہ وز کُلند[1]
غیرت کہاں ہے تاکہ کلہاڑے اور پھاوڑے سے

ایں چنیں کُہ را بکُلّی بر کَنند
ایسے پہاڑ کو بالکل کھود دیں

بُوکہ بر اَجزائے اُو تابد مَہے
ہوسکتا ہے کہ اُس کے اجزا پر چاند چمک جائے

بُوکہ در وے تاب خُور یابد رَہے
ہوسکتا ہے کہ اُسمیں سورج کی شعاع راہ یاب ہوجائے

چوں قیامت کوہہا را بر کَنَد
جب قیامت پہاڑوں کو اُکھاڑ دے گی

پس قیامت ایں کرم را کے کُنَد
پھر قیامت یہ کرم کہاں کرے گی؟

ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست
یہ قیامت اُس قیامت سے کب کم ہے؟

آں قیامت زخم و ایں چوں مَرہَم ست
وہ قیامت زخم اور یہ مرہم جیسی ہے

ہر کہ دید آں مَرہَم[2] از زخم ایمن ست
جس نے وہ مرہم دیکھ لیا، زخم سے مطمئن ہے

ہر بَدے کا ایں حُسن دید او مُحسن ست
جس بُرے نے یہ خوبی دیکھ لی وہ خوبیوں والا ہے

اے خُنک زِشتے کہ خوبش شُد حَریف
اے مخاطب! وہ بدصورت قابلِ مبارکباد ہے جس کا ساتھی حسین ہوگیا

وائے گُلرویکہ جُفتش شد خَریف
افسوس ہے اُس خوبصورت پر جس کا ساتھی (موسم) خریف بنا

نانِ مُردہ چوں حریفِ جاں شود
بے جان روٹی جب جان کی ساتھی بنتی ہے

زندہ گردد نان عینِ آں شود
روٹی زندہ ہوجاتی ہے بعینہٖ وہ وہی ہوجاتی ہے

ہیزُمِ تیرہ حریفِ نار شُد
تاریک ایندھن آگ کا ساتھی بنا

تیرگی رفت و ہمہ انوار شُد
تاریکی ختم ہوگئی اور مجسم نور بن گیا

در نمکسارِ اَر خرِ مُردہ فتاد
نمک کی کان میں اگر مُردہ گدھا گرا

آں خریّ و مُردگی یکسُو نہاد
اُس نے گدھاپن اور مُردارپن کو علیحدہ کردیا

صِبغَۃُ اللہ[3] ہست رنگِ خُمّ ہُو
اللہ کے مٹکے کا رنگ "صِبغَۃُ اللہ" ہے

پیلسہا یکرنگ گردد اندرُو
اُس میں چتکبرے یک رنگ ہوجاتے ہیں

چوں دراں خُم اُفتد و گوئیش قُم
جب وہ اُس مٹکے میں گرجائے اور تو اُس سے کہے کھڑا ہوجا

از طَرَب گوید منم خُم لا تَلُم
مستی سے وہ کہیگا میں مٹکا ہوں ملامت نہ کر

آں منم خُم خود اَنَا الحَقّ گفتن ست
اُس کا میں خود مٹکا ہوں "اَنَا الحَقّ" کہنا ہے

رنگِ آتش دارد الّا آہن ست
آگ کا رنگ رکھتا ہے لیکن لوہا ہے

---

[1] کُلند۔ پھاوڑا۔ کوہ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے تیشہ سے اُکھاڑ پھینکا جائے۔ بُوکہ۔ بُود کہ ہے۔ یعنی نورِ معرفت کا ادنیٰ درجہ۔ تابِ خور۔ یعنی نورِ معرفت کا اعلیٰ درجہ۔ قیامت۔ قیامت میں پہاڑ اکھیڑ ڈالیں گے لیکن قیامت سے فیض حاصل نہ ہوگا اور مجاہدہ کے ذریعہ بدن کے پہاڑ کو اُکھاڑنے سے فیض حاصل ہوگا۔ ایں قیامت یعنی مجاہدہ کے ذریعہ کوہِ جسم کو اُکھاڑنا۔ مطلب یہ کہ مجاہدہ کے ذریعہ سے اِس قیامت کے زخموں کو مندمل کیا جاسکتا ہے۔

[2] مَرہَم۔ یعنی مقامِ فنا۔ زخم۔ یعنی قیامت کے مصائب۔ ہر بَدے۔ خواہ ابتدائی زندگی خراب ہو اگر وہ مجاہدات سے مقامِ فنا حاصل کرلیگا تو اُس کو مقامِ احسان حاصل ہو جائیگا۔ زِشت یعنی بُرے اکمال والا۔ خوب۔ یعنی جمالِ روحانی۔ حریف۔ شریکِ پیشہ، ساتھی۔ مجفت۔ جوڑا۔ خریف۔ موسمِ خزاں۔ نانِ مردہ چند نشانوں سے بُرے کے بھلے کے ساتھ ہم صحبت ہونے کے برکات کو سمجھایا ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ نمکسار۔ نمک کی کان۔ یکسو نہاد۔ اب اُس کا کھانا بھی جائز ہے۔

[3] صِبغَۃُ اللہ۔ قرآن پاک میں صِبغَۃَ اللہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہِ صِبغَۃً۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہوگا۔ مُہو۔ ذاتِ حق تعالیٰ۔ پیلس۔ وہ شخص جس کے بدن پر برص وغیرہ کے داغ ہوں۔ قُم۔ اُٹھ کھڑا ہو۔ لا تَلُم۔ ملامت نہ کر۔ یعنی مقامِ فنا پر فائز ہوجانیوالا کسی کی ملامت پسند نہیں کرتا۔ منم خُم۔ مقامِ فنا میں پہنچکر جب خدائی رنگ میں رنگا جاتا ہے تو اپنے آپ کو خُم کہدیتا ہے یہی صورت شیخ منصور حلاج کی تھی وہ مقامِ فنا میں پہنچکر اَنَا الحَقّ کہہ گزرے تھے۔

546

www.pdfbooksfree.pk

رنگِ آہن محوِ رنگِ آتش[1] ست — ز آتشی می لافد و خامش وش ست

لوہے کا رنگ آگ کے رنگ میں محو ہو گیا — آتشی ہو جانے کی شیخی مارتا ہے اور خاموش جیسا ہے

چوں بسرخی گشت ہمچوں زرِ رکاں — پس اَنَا النّار ست لافش بے زباں

جب وہ لوہا سرخی کی وجہ سے کان کے سونے کی طرح ہو گیا — تو میں آگ ہوں" اس کا بغیر زبان کے شیخی بگھارنا ہے

شد ز رنگ و طبع آتش محتشم — گوید او من آتشم من آتشم

وہ (لوہا) رنگ اور طبیعت سے شاندار آگ بن گیا — تو وہ کہتا ہے میں آگ ہوں، میں آگ ہوں

آتشم من گر ترا شک ست و ظن — آزمون کُن دست را بر من بزن

میں آگ ہوں، اگر تجھے شک اور (بد) گمانی ہے — آزما لے، میرے اوپر ہاتھ رکھ دے

آتشم من بر تو گر شد مشتبہ — روئے خود بر روئے من یکدم بنہ

میں آگ ہوں، اگر تجھ پر مشتبہ ہے — تھوڑی دیر کے لئے اپنا چہرہ میرے اوپر رکھ دے

آدمی[2] چوں نور گیرد از خدا — ہست مسجودِ ملائک زاجتبا

انسان جب خدا کا نور حاصل کر لیتا ہے — وہ برگزیدہ ہو جانے کی وجہ سے فرشتوں کا مسجود بنجاتا ہے

نیز مسجودِ کسے کو چوں مَلَک — رستہ باشد جانش از طغیان و شک

نیز اُس شخص کا مسجود بن جاتا ہے فرشتہ کی طرح — جس کی جان سرکشی اور شک سے نجات پا گئی ہو

آتشے چہ آہنے چہ لب بہ بند — ریشِ تشبیہ مشبّہ بر مخند

کیسی آگ، کیسا لوہا، خاموش رہ — مشبّہ کی تشبیہ کی ہنسی نہ اڑا

پائے در دریا منہ کم گو ازاں — بر لبِ دریا خمش کُن لب گزاں

دریا میں قدم نہ رکھ اُس کی بات نہ کر — ہونٹ کاٹتے ہوئے دریا کے کنارے خاموشی اختیار کر

گرچہ صد چوں من ندارد تابِ بحر — لیک[3] می نہ شکیبم از غرقاب بحر

اگرچہ مجھ جیسے سینکڑوں بھی دریا کی تاب نہیں لا سکتے — لیکن میں دریا میں ڈوبے بغیر صبر نہیں کر سکتا ہوں

جان و عقلِ من فدائے بحرِ باد — خونبہائے عقل و جاں ایں بحر داد

دریا پر میری جان اور عقل قربان ہو — عقل و جان کے خون کا معاوضہ اس سمندر نے ادا کر دیا

تا کہ پایم می رَوَد رانم درُو — چوں نماند پا چو بطّانم درُو

جب تک میرے پیر چلتے ہیں اُنکو اُسمیں چلاتا رہوں گا — جب پیر کام نہ دینگے تو میں اُس میں بطخ کی طرح ہوں

نازک مقام ہے لیکن میں بغیر صفات و ذات کے ذکر کے صبر بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ بحر یعنی ذات و صفاتِ خداوندی۔ خونبہا۔ جبکہ مجھے جان و عقل کا خونبہا مل چکا ہے تو اُس کے قربان کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہے۔ چو بطّانم۔ بطخ اپنے آپ کو دریا کے سپرد کر دیتی ہے کہ جس طرف چاہے بہائے جائے۔

---

[1] رنگِ آتش۔ انا الحق کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صفاتِ خداوندی سے متصف ہو گئے تھے جس طرح سے لوہا آگ میں آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور وہ بظاہر انگارہ نظر آتا ہے لیکن آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے بے زبان۔ لوہا سرخ ہو کر زبانِ حال سے اپنے آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ شد۔ لوہا آگ میں پڑ کر آگ کا رنگ اور مزاج حاصل کر لیتا ہے اور آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ محتشم شاندار، بارعب۔ من آتشم۔ اہل اللہ بھی جب اخلاقِ خداوندی حاصل کر لیتے ہیں تو وحدت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

[2] آدمی۔ انسان میں جب اخلاقِ خداوندی پیدا ہو جاتے ہیں تو اُس میں مسجود ہونے کی صفتِ خداوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز۔ صالحین کا بھی وہ مسجود بنجاتا ہے۔ آتشے چہ۔ پہلے اشعار میں ذاتِ حق کو آگ سے تشبیہ دی گئی جو محض سمجھانے کے لئے تھی لیکن پھر بھی خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا چونکہ مشبّہ کا مسلک ہے اسلئے اپنے آپ کو خاموش ہو جانے کا حکم دیتے ہیں تاکہ تشبیہ کا شبہ نہ پیدا ہو جائے۔

[3] پائے د۔ دریا۔ ذات و صفات کی بحثیں ناپیدا کنار سمندر ہیں، اُن میں نہ گھسنا چاہیئے۔ گرچہ۔ یعنی مولانائے روم جیسے سینکڑوں عالم بھی مل جائیں تو ان بحثوں کو نہ سلجھا سکیں گے۔

[4] لیک۔ فرماتے ہیں بیشک

545
www.pdfbooksfree.pk

بے ادب حاضر ز غائب خوشتر ست — حلقہ گرچہ کثر بود نے بر درست

حاضر اناڑی، غائب سے بہتر ہے — حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہو (کیا) در پر نہیں ہے؟

اے تنِ آلودہ بگردِ حوض گرد — پاک کے گردد برونِ حوض مرد

اے گندے جسم والے حوض کے گرد چکر لگا — انسان حوض سے باہر کب پاک ہوا ہے؟

پاک کو از حوض مہجور اوفتاد — او ز مُطہر خویش ہم دور اوفتاد

وہ پاک، جو حوض سے دُور ہو گیا ہے — وہ اپنی پاکی سے بھی دُور ہو گیا ہے

پاکیِ ایں حوض بے پایاں بُود — پاکیِ اجسام کم میزاں بُود

اس حوض کی پاکی بے انتہا ہوتی ہے — (عام) جسموں کی پاکی کم وزن کی ہوتی ہے

زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں — سوئے دریا راہِ پنہاں دارد ایں

اس لئے کہ دل ایک حوض ہے لیکن پوشیدہ طور پر — یہ دریا کی طرف چھپا ہوا راستہ رکھتی ہے

پاکیِ محدودِ تو خواہد مدد — ورنہ اندر خرج کم گردد عدد

تیری محدود پاکی مدد چاہتی ہے — ورنہ خرچ ہونے میں عدد گھٹتا ہے

مثل[۵۲] خواندن آب آلودگاں را بپاکی

پانی کی ناپاکوں کو پاکی کی طرف بُلانے کی مثال

آب گفت آلودہ را در من شتاب — گفت آلودہ کہ دارم شرم ز آب

ایک گندے کو پانی نے کہا میرے اندر آ جا — گندے نے کہا مجھے پانی سے شرم آتی ہے

گفت آب ایں شرم بے من کے رود — بے من ایں آلودہ زایل کے شود

پانی نے کہا میرے بغیر یہ شرم کیسے رفع ہوگی؟ — میرے بغیر یہ گندگی کب دور ہو سکتی ہے؟

ز آب ہر آلودہ گر پنہاں شود — الحیاء[۵۳] یمنع الایمان بُود

اگر ہر ناپاک، پانی سے چھپے گا — تو شرم ایمان کے لئے مانع ہے، ہو جائے گا

دل ز پایہ حوضِ تن گلناک شد — تن ز آب حوض دلہا پاک شد

دل جسم کے حوض کے زینہ سے مٹی میں سن گیا ہے — جسم دلوں کے حوض کے پانی سے پاک ہو گیا ہے

گرد پایہ حوض گردی اے پسر — ہاں ز پایہ حوضِ تن می کن حذر

اے بیٹا! حوض کے زینہ کے چاروں طرف چکر لگا — خبردار! جسم کی حوض کے زینہ سے بچ

اور بھلائیوں کا مخزن حوضِ دل ہے۔

پایہ۔ درجہ، زینہ۔ حذر۔ یعنی بُرے اخلاق سے پرہیز کرنا۔

---

۵۱ بے ادب۔ ذات و صفات کے ذکر میں غلبۂ حال میں کبھی سوئے ادب ہو جاتا ہے لیکن ذکر کرنا ذکر نہ کرنے سے بہرحال بہتر ہے۔ حلقہ۔ زنجیر کا حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر تو ہے۔ اے تن آلودہ۔ مولانا دیگر حق سے استفادہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ حوض۔ یعنی شیخ۔ مطہرِ خویش۔ فی الحال نفس پاک صاف ہے لیکن برائی کا امکان ہے، اگر شیخ سے دور ہے اور اپنی ذاتی طہارت نہ رہی تو طہارت ممکن نہ ہوگی۔ ایں حوض۔ شیخ کا دریائے باطن۔ اجسام۔ یعنی عوام کی ذاتی نیکی۔ زانکہ۔ شیخ کے باطن کا اتصال ذاتِ باری سے ہے۔ پاکیِ محدود۔ نیک لوگوں کو بھی شیخ کا دامن تھامنا چاہیئے ورنہ انکی محدود پاکی کسی دن ختم ہو جائیگی۔

۵۲ مثلِ خواندن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک کو پانی سے شرم اور گریز نہ چاہیئے یعنی باطنی طہارت حاصل کرنے میں شیخ سے شرم یا گریز مناسب نہیں ہے۔ ایں شرم۔ یہ ناپاکی کی شرم۔

۵۳ الحیاء۔ حدیث شریف میں ہے۔ الحیاء شعبۃ من الایمان۔ حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے تو پھر حیاء کو ایمان کیلئے مانع نہ بنانا چاہیئے۔ حوضِ تن۔ انسان کے بدن میں گویا دو حوضیں ہیں ایک تو وہ جو بُرے خصائل کا مخزن ہے دوسرا وہ جو مخزن ہے بھلائیوں کا برائیوں کا مخزن حوضِ تن ہے

546

www.pdfbooksfree.pk

بحرِ تن بر بحرِ دل بر ہم زنان
جسم کا دریا، دل کے دریا سے ملا جلا ہے

درمیاں شاں برزخے لا یبغیان
اُنکے درمیان آڑ ہے ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے ہیں

گر تو باشی راست ور باشی تو کژ
خواہ تو سیدھا ہو، خواہ تو ٹیڑھا ہو

پیشتر می غژ و تو واپس مغژ
آگے کو کھسک اور واپس نہ کھسک

پیشِ شاہاں گر خطر باشد بجاں
بادشاہوں کے حضور میں اگرچہ جان کا خطرہ ہوتا ہے

لیک نشکیبند عالی ہمتاں
لیکن بلند ہمت والے اس سے صبر نہیں کر سکتے

شاہ[۵۲] چوں شیریں تر از شکر بُود
بادشاہ چونکہ شکر سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے

جاں بشیرینی رود خوشتر بُود
میٹھاس کے بدلے جان چلی جائے تو بہتر ہے

اے سلامت گو سلامت مر ترا
اے ملامت گر! تجھے سلامتی مبارک ہو

اے سلامت جو تو ئی واہی العُریٰ
اے سلامتی کی مجتبو کرنیوالے! تو کمزور و سستہ والا ہے

جانِ من کورہ ست و با آتش خوشست
میری جان تو بھٹی ہے اور آگ سے خوش ہے

کورہ را ایں بس کہ خانہ آتش ست
بھٹی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ آگ کا گھر ہے

ہیچو کورہ عشق را سوزیدنے ست
بھٹی کی طرح عشق کا کام جلانا ہے

ہر کہ اُو زیں کور باشد کودنے ست
جو اس سے اندھا ہو وہ احمق ہے

برگِ[۵۳] بے برگی ترا چوں برگ شد
سامانِ بے سامانی جب تیرا سامان ہو گیا

جانِ باقی یافتی و مرگ شد
تو نے باقی رہنے والی جان حاصل کر لی اور موت ختم ہو گئی

چوں ز غم شادیت افزودن گرفت
جب غم سے تیری خوشی میں اضافہ ہوا

روضۂ جانت گل و سوسن گرفت
تو تیری جان کے باغ میں گل اور سوسن اُگے

آنچہ خوفِ دیگراں آں اَمنِ تست
جو دوسروں کا ڈر ہے وہ تیرا اطمینان ہو گیا

بطِ قوی از بحر و مرغِ خانہ سست
بطخ سمندر سے قوی ہوتی ہے اور پالتو پرند سست ہوتا ہے

باز دیوانہ شدم من اے طبیب
اے طبیب! میں پھر دیوانہ ہو گیا

باز سودائی شدم من اے حبیب
اے دوست! میں پھر پاگل ہو گیا

حلقہائے سلسلہ تو ذو فنوں
تیری زنجیر کے حلقے فنون سے بھرے ہوئے ہیں

ہر یکے حلقہ دہد دیگر جنوں
ہر ایک حلقہ ایک نیا جنون پیدا کرتا ہے

دادِ ہر حلقہ فنونِ دیگرست
ہر حلقہ کی دین ایک دوسرا ہی جنون ہے

پس مرا ہر دم جنونِ دیگرست
تو میرے لئے ہر وقت ایک نیا جنون ہے

---

۵۱ برہم زناں - دونوں قسم کے اخلاق کے مخزن ملے جلے ہیں۔ گر تو باشی۔ سلوک میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تب بھی منازل طے کرنے میں توقف نہ چاہیئے۔ غژ۔ امر کا صیغہ ہے، غژیدن، کھسکنا، گھٹنوں کے بل چلنا۔ پیشِ شاہاں۔ مشہور مقولہ ہے: "نزد دیگان را بیش بود حیرانی"

۵۲ شاہ - دربارِ حق کی حاضری شکر سے بھی زیادہ شیریں ہے اگر اسکے حصول میں جان بھی چلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ملامت گو عشقِ الٰہی کے سلسلہ میں ملامت کرنیوالے کا سہارا خود کمزور ہے۔ کورہ۔ بھٹی۔ عشق۔ عشق بھی وہی کام کرتا ہے جو آگ کی بھٹی کام کرتی ہے۔ کودن۔ احمق، نااہل۔

۵۳ برگ - سامان یعنی فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ غم۔ غمِ عشق جاں گداز نہیں ہے بلکہ جاں فزا ہے۔ آنچہ۔ دوسرے کے لئے غم خوف کا سبب ہے، عاشق کے لئے موجبِ اطمینان ہے، سمندر پالتو مرغ کے لئے ہلاکت اور بطخ کے لئے باعثِ مسرت ہے۔ باز۔ عشق و معشوق کے ذکر سے مولانا پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس کا اظہار کر رہے ہیں۔ حلقہائے زنجیر عشق کا ہر حلقہ ایک نئی قسم کا جنون پیدا کرتا ہے۔

567

www.pdfbooksfree.pk

پس[1] فنوں باشد جنوں ایں شد مثل — خاصہ در زنجیر ایں میرِ اجل

تو جنون کی بہت سی قسمیں ہیں، یہ ضرب المثل بنگئی ہے — خاص طور پر اُس بڑے آقا کی زنجیر میں

آنچناں دیوانگی بگسست بند — کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند

دیوانگی نے ایسی بیڑیاں توڑیں — کہ سب دیوانے مجھے نصیحت کرنے لگے

آمدن دوستاں بہ بیمارستاں جہتِ پرسش ذوالنونِ مصری رحمۃ اللہ علیہ

دوستوں کا شفاخانہ میں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے آنا

این چنیں ذوالنون[2] مصری را فتاد — کانداو شور و جنونِ نو بزاد

اسی طرح ذوالنون مصری کے لئے ہوا — کہ اُن میں ایک نیا جنون اور ولولہ پیدا ہوا

شور چنداں شد کہ تا فوقِ فلک — میرسد از وے جگرہا را نمک

انھیں ایسی شورش ہوئی کہ آسمان کے اوپر تک — اُن کی وجہ سے جگروں پر نمکپاشی ہوئی

ہیں مَنِہ لو شورِ خود اے شورہ خاک — پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک

خبردار! اے شوریلی مٹی کے تو اپنے عشق کو نہ رکھ — پاک صاحبوں کے عشق کے برابر

خلق را تاب جنونِ او نبود — آتشِ اُو ریشہا شاں می ربود

لوگوں میں اُن کے جنون (کے برداشت) کی طاقت نہ تھی — اُن کی آگ اُن کی داڑھیوں کا صفایا کر رہی تھی

چونکہ در ریشِ عوام آتش فتاد — بند کردندش بزنداں المراد

چونکہ عوام کی داڑھیوں میں آگ لگی — اُن کو قید خانہ میں بند کر دیا مقصد یہ ہے

نیست[3] امکاں واکشیدن ایں لجام — گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عوام

اِس لگام کو کھینچنا ممکن نہیں ہے — اگرچہ اُس طریقہ سے عوام تنگ ہوں

دیدہ ایں شاہاں ز عامہ خوفِ جاں — کایں گروہ کورند و شاہاں بے نشاں

اِن شاہوں نے عوام سے جان کا خطرہ محسوس کیا ہے — کیونکہ یہ گروہ اندھا ہے اور شاہوں میں کوئی علامت نہیں ہے

چونکہ حکم اندر کفِ رنداں بود — لاجرم ذوالنون در زنداں بود

جبکہ فیصلہ رندوں کے ہاتھ میں ہوگا — لامحالہ ذوالنون قید خانہ میں ہونگے

یک سوارہ می رود شاہِ عظیم — در کفِ طفلاں چنیں دُرِ یتیم

عظیم بادشاہ تنہا جا رہا ہے — ایسا نایاب موتی بچوں کے ہاتھ میں پڑا ہے

---

[1] پس۔ مثل مشہور ہے۔ "اَلْجُنُوْنُ فُنُوْنٌ" جنون کی بہت قسمیں ہیں۔ میرِ اجل۔ بڑا سردار، اللہ تعالےٰ۔ پند مے دہند۔ یعنی دوسرے دیوانے کہتے کہ جنون میں اِس قدر بیخودی نہ چاہیئے۔ آمدنِ دوستاں۔ اِس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ جنون کا نتیجہ قید خانہ ہوتا ہے۔ بیمارستان۔ یعنی پاگلوں کا شفاخانہ۔

[2] ذوالنون۔ مچھلی والا، یہ حضرت ثوبان بن ابراہیمؑ کا لقب پڑ گیا جو بہت بڑے بزرگ تھے اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سفر میں کسی کشتی میں سوار تھے اُس کشتی میں ایک تاجر کا موتی چوری ہو گیا لوگوں نے اُن کو متہم کر دیا انھوں نے عاجز آکر دعا شروع کی تو سینکڑوں مچھلیاں اپنے اپنے مُنہ میں اُسی جیسا موتی لئے ہوئے نمودار ہوئیں انھوں نے ایک مچھلی سے موتی لیکر اُس تاجر کو دیدیا۔ ہیں مَنِہ۔ مولانا فرماتے ہیں میں نے اپنے جنونِ عشق کے سلسلہ میں ذوالنونؒ کے عشق کا قصہ ذکر کیا لیکن اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے عشق کو اُن کے عشق جیسا سمجھتا ہوں اُن کا عشق بہت بلند تھا۔ ریشہا۔ وہ جنونِ عشق میں ریاکاروں کا پردہ فاش کرتے تھے جس سے وہ شرمندہ ہوتے تھے۔

[3] نیست۔ عوام میں فتنہ پیدا کرنا ممنوع ہے لیکن ذوالنونؒ اس بارے میں مجبور تھے۔ دیدہ۔ عوام کی جانب سے ذوالنونؒ کو تو صرف قید خانہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑی دوسرے بزرگوں کی تو جان کو خطرے لاحق ہوئے ہیں۔ بے نشاں۔ عوام بزرگوں کے باطن کو نہیں سمجھ سکتے ہیں اُن کے ظاہر پر بزرگی کی کوئی نشانی نہیں ہوتی ہے۔ زِندان یعنی ذوالنونؒ کی بزرگی کے منکر شاہِ عظیم

www.pdfbooksfree.pk

دُرّچہ[1] دریائے نہاں در قطرہ آفتابے درج اندر ذرّہ

موتی کیا ہوتا ہے، اِک قطرہ میں پوشیدہ دریا (یا) ایک سورج ذرّے میں

آفتابِ خویش را ذرّہ نمود واندک اندک رُوئے خود را بر کشود

اُس نے اپنے سورج کو ذرّہ دکھایا اور تھوڑا تھوڑا اپنا مُنہ کھولا

جملہ ذرّات در وے محو شُد عالم از وے مست گشت و صحو شُد

تمام ذرّے اُس میں محو ہو گئے دنیا اُس سے مست ہو گئی اور ہوش جاتا رہا

چوں قلم در دستِ غدّارے بُوَد لاجرم منصور بر دارے بُوَد

جب قلم کسی غدّار کے ہاتھ میں ہو گا تو لامحالہ منصور سُولی پر ہو گا

چوں سیفہا[2] است این کار و کیا لازم آمد یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَا

جب اختیار اور اقتدار بے عقلوں کو حاصل ہو ضروری ہو گا کہ وہ نبیوں کو قتل کریں

انبیا را گفتہ قومِ رَہ گُم[2] از سفہ، اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ

گم گشتہ راہ قوم نے نبیوں سے کہا حماقت سے، کہ ہم تمھیں منحوس سمجھتے ہیں

جہلِ ترسا بیں اماں انگیختہ زاں خداوندے کہ گشت آویختہ

نصرانیوں کی نادانی دیکھ، امن کے طالب ہیں اُس آقا سے جو اُنکے عقیدہ میں) سولی پر لٹکا دیا گیا

چوں بقولِ اُوست مصلوب یہود پس مرا اُورا اَمن کے تواند نمود

جب اُنکے بقول یہودیوں نے انکو سولی پر چڑھا دیا ہے تو وہ اُن کو نجات کب دے سکتے ہیں ؟

چوں[3] دلِ آں شاہ اینساں خون بُوَد عصمتِ وَاَنْتَ فِیْھِمْ چوں بُوَد

جبکہ اُس (ذوالنّون) شاہ کا دل اِسطرح خون ہو تو "اَنْتَ فِیْھِمْ" کا بچاؤ کیسے (حاصل) ہو؟

زرِّ خالص را و زرگر را خطر باشد از قلّاب خائن بیشتر

خالص سونے، اور سنار کو خطرہ زیادہ ہوتا ہے، خائن جلساز سے

یُوسفاں از رشکِ زشتاں مخفی اند کز عدو خوباں در آتش می زیند

بہت سے یوسف، بدصورتوں کے رشک کیوجہ سے پوشیدہ رہتے ہیں کیونکہ حسین دشمن کیوجہ سے انگاروں پر لوٹتے ہیں

تک قوم تمھیں نہ ستائے، تو محض موجود ہونا عذاب کے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اِسی طرح محض اولیاء اللہ کا وجود دفعِ عذاب نہ کر سکے گا۔ اور چونکہ ذوالنّون کو قوم نے ستایا لہٰذا قوم کا بچاؤ نہ ہو سکے گا۔ زرِّ خالص۔ خالص سونا اور سنار جلساز کو رسوا کر دیتا ہے لہٰذا جلساز کی دشمنی سے وہ خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی حال انبیاء اور اولیاء کا عوام کے ساتھ ہے۔ یوسفاں یعنی نیک لوگ۔ زشتاں۔ بُرے لوگ۔ در آتش۔ بُروں کی وجہ سے بھلوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

---

[1] دُرّچہ۔ ذوالنّون کو دُرِّ یتیم کہا تھا۔ اب فرماتے ہیں موتی نہیں بلکہ وہ لاکھوں موتیوں والا سمندر ایک قطرہ میں اور معرفت کا آفتاب ایک ذرّہ میں ہیں۔ آفتاب۔ ذوالنّون مصری۔ ذرّات۔ یعنی عوام۔ مست گشت۔ عقلیں کھو بیٹھا۔ صحو شُد۔ یعنی اُنکی بزرگی کو نہ سمجھ سکے۔ غدّار۔ یعنی شاہِ وقت کا وزیر جس نے علماء کو ظاہر پر فتویٰ دینے پر مجبور کیا۔ منصور یعنی حسین بن منصور حلّاجؒ۔

[2] سیفہا است این کار و کیا۔ معاملہ کا اختیار یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاء۔ سورۂ آلِ عمران کی طرف اِشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ لوگ انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔

[2] رَہ گُم۔ گمراہ۔ سفہ۔ بیوقوفی اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ۔ سورۂ یٰسین میں ہے کہ گاؤں والوں نے رسولوں کو کہا ہم تمہارے وجود سے بدفالی لیتے ہیں۔ جہلِ ترسا۔ اوپر جاہلوں کی دشمنی کا ذکر تھا۔ اب جاہلوں کی محبت کا ذکر ہے یعنی یہ جہالت کہ اُنکے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کو سولی دے دی گئی اور وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور یہ اُنکے ذریعہ اپنی نجات کے قائل ہیں۔ مصلوب۔ سولی پر چڑھا ہوا۔

[3] چوں دل۔ قرآن پاک میں ہے مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ جب تک تم اُن میں موجود ہو اُن پر عذاب نہ آئیگا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ "تم اُن میں موجود ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جب

569
www.pdfbooksfree.pk

یوسفاں[1] از مکرِ اخواں در چہ اند — کز حسد یوسف بگرگاں می دہند

بہت سے یوسف بھائیوں کی مکاری کی وجہ کنوئیں میں ہیں — کیونکہ وہ حسد کی وجہ سے یوسف کو بھیڑیوں کو دیدیتے ہیں

از حسد بر یوسفِ مصری چہ رفت — ایں حسد اندر کمیں گرگیست زفت

حسد کی وجہ سے مصری یوسف پر کیا گذری؟ — یہ حسد چھپا ہوا موٹا بھیڑیا ہے

لاجرم زیں گرگ یعقوبِ حلیم — داشت بر یوسفؑ ہمیشہ خوف و بیم

لا محالہ اس بھیڑیئے کی وجہ سے بردبار یعقوبؑ — یوسفؑ کے معاملہ میں خوف و خطر محسوس کرتے تھے

گرگِ ظاہر گرد یوسف خود نگشت — ایں حسد در فعل از گرگاں گذشت

ظاہری بھیڑیا یوسفؑ کے پاس بھی نہ آیا — یہ حسد کارنامہ میں بھیڑیوں سے بھی بڑھ گیا

زخم کرد ایں گرگ و زعذرِ لیق — آمدہ کانّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ

اس بھیڑیئے نے زخمی کیا اور چکنا چپڑا عذر لے کر — (حضرت یعقوبؑ کے پاس) آیا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے

صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست — عاقبت رسوا شود[2] ایں گرگ بایست

لاکھوں بھیڑیوں کو بھی یہ مکاری حاصل نہیں ہے — ٹھہر جا، بالآخر یہ بھیڑیا رسوا ہوگا

زانکہ حشرِ حاسداں روزِ گزند — بیگماں بر صورتِ گرگاں کنند

کیونکہ حشر کے دن حاسدوں کا حشر — یقیناً بھیڑیوں کی صورت میں کریں گے

حشر[3] پُر حرصِ سگ مُردار خوار — صورتے خوکے بود روزِ شمار

مُردار خوار، حریص کُتّے کا حشر — قیامت کے دن سُوَر کی صورت میں ہوگا

زانیاں را گندہ اندام نہاں — خمر خواراں را بود گندہ دہاں

(قیامت کے دن) زناکاروں کی شرمگاہیں گندی ہونگی — شراب نوشوں کے مُنہ بدبودار ہونگے

گندِ مخفی کاں بدلہا می رسید — گشت اندر حشر محسوس و پدید

چھپی ہوئی گندگی جو دلوں میں پہنچتی ہے — وہ قیامت میں محسوس اور ظاہر ہوگی

بیشۂ آمد وجودِ آدمی — پُر حذر شو زیں وجودِ آدمی

انسان کا وجود ایک بَن ہے — اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت

ظاہر و باطن اگر باشد یکے — نیست کس را در نجاتِ او شکے

اگر ظاہر و باطن یکساں ہو — اُس کی نجات میں کسی کو شک نہیں ہے

در وجودِ ما ہزاراں گرگ و خوک — صالح و ناصالح و خوب و حسوک

ہمارے وجود میں ہزاروں بھیڑیئے اور سُوَر ہیں — نیک اور بد، اور اچھے اور بُرے

[1] یوسفاں۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے حسد کی وجہ سے کنوئیں میں گرا دیا تھا۔ بگرگاں۔ حسد کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے انکو بھیڑیئے کے پھاڑنے کا افسانہ گھڑا تھا۔ گرگ۔ یعنی حسد، حضرت یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، بھائیوں کا حسد تکلیف کا سبب بنا۔ مخذر۔ یعنی بھائیوں کا یہ کہنا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے اور یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا۔ صد ہزاراں۔ یہ مکاری جس کا سبب حسد ہوا سو بھیڑیوں سے بھی ممکن نہ تھی۔

[2] رسوا شود۔ چنانچہ بھائیوں کو حضرت یوسفؑ کی بڑائی کا رسوا ہو کر مجبوراً اقرار کرنا پڑا اور آخرت کی رسوائی یہ ہوگی کہ عام حاسدوں کا حشر بھیڑیوں کی شکل میں ہوگا، حضرت یوسفؑ کے بھائی تو تائب ہو گئے تھے اور اُن میں سے ہر ایک کو مقامِ نبوت حاصل ہوا تھا اُن کا حشر بھیڑیوں کی صورت میں نہ ہوگا۔

[3] حشر۔ حرامخور کا حشر خنزیر کی صورت میں ہوگا۔ زانیاں۔ زناکاروں کا حشر اس حالت میں ہوگا کہ انکی شرمگاہیں سڑتی ہونگی، شرابیوں کے مُنہ سڑتے ہوں گے۔ مخفی۔ دلوں میں چھپی ہوئی گندگیاں نمایاں ہو جائینگی۔ بیشہ۔ بَن اور جھاڑیوں میں موذی جانور رہتے ہیں اسی طرح انسان کے وجود میں موذی صفتیں ہیں۔ ظاہر یعنی باطن

www.pdfbooksfree.pk

حکم آنخو راست کو غالب ترست — چونکہ زر بیش از مس آمد آں زرست

حکم اُس خصلت کے مطابق ہے جو غالب ہے — جب سونا تانبے سے زیادہ ہے تو وہ سونا ہے

سیرتے کاں در وجودت غالب ست — ہم براں تصویر حشرت واجب ست

وہ خصلت جو تیرے وجود میں غالب ہے — اُسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

ساعتے گرگی در آید در بشر — ساعتے یوسف رخی ہمچوں قمر

ایک وقت میں انسان میں بھیڑیا پن آتا ہے — ایک وقت میں چاند جیسی یوسف رُخی آتی ہے

می رود از سینہا در سینہا — از رہِ پنہاں صلاح و کینہا

سینوں سے سینوں میں جاتے ہیں — پوشیدہ طور پر نیکی اور کینے

بلکہ خود از آدمی در گاؤ و خر — می رود دانائی و علم و ہنر

بلکہ انسان سے، بیل اور گدھے میں — سمجھ اور علم اور ہنر پہنچتا ہے

اسپ شبدیز می شود رہوار و رام — خرس بازی می کند بز ہم سلام

کم رفتار گھوڑا، تیز رفتار اور فرمانبردار ہو جاتا ہے — بچھ کھیلتا ہے، بکری بھی سلام کرتی ہے

رفت در سگ از آدمی حرص و ہوس — یا شباں شد یا شکاری یا حرس

انسان سے حرص و ہوس کتے میں پہنچی — چرواہا، یا شکاری، یا محافظ بنا

در سگِ اصحاب خوئے زاں رُقود — رفتہ تا جویائے اللہ گشتہ بود

اصحاب (کہف) کے کتے میں اُن سونے والوں کی فضیلت — پہنچی یہاں تک کہ وہ اللہ کا طالب بن گیا

ہر زماں در سینہ نوعے سر کند — گاہ دیو و گہ ملک گہ دام و دد

ہر زمانہ میں سینہ میں ایک خاص نوعیت ظاہر ہوتی ہے — کبھی شیطان اور کبھی فرشتہ (کبھی چرندہ اور درندہ بناتا ہے)

زاں عجب بیشہ کہ ہر شیرا گہ ست — تا بہ بام سینہا پنہاں رہ ست

اُس عجیب جنگل سے جس کو ہر شیر جانتا ہے — سینوں کی بلندی تک مخفی راستہ ہے

دُزدی کُن از دُرد مرجانِ جاں — اے کم از سگ از درونِ عارفاں

جان کا موتی، اور موتی کا چرا لے — عارفوں کے دل میں سے، اے کتے سے کمتر!

چونکہ دُزدی دُزد آں دُرِ لطیف — چونکہ حامل می شوی بارِ شریف

جبکہ تو چور ہے، تو پاکیزہ موتی چرا — جبکہ تو بوجھ اٹھاتا ہے تو بھلا بوجھ (اٹھا)

فہم کردن مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ نشدہ متعمداً ایں صورت کردہ

مریدوں کا سمجھنا کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ پاگل نہیں ہوئے ہیں قصداً یہ صورت بنائی ہے

---

۵۱ حکم آنخو۔ جو خصلت غالب ہوگی اُسی پر حشر ہوگا، اشرفی میں تھوڑا سا تانبہ ضرور ہوتا ہے لیکن وہ سونے کی کہلاتی ہے۔ ساعتے۔ کسی وقت انسان میں اخلاقِ ذمیمہ کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت اخلاقِ حمیدہ کا۔ می رود۔ صحبت سے انسان میں اچھے بُرے اخلاق اُبھرتے ہیں۔ بلکہ حیوانات انسان کی صحبت سے متاثر ہوتے ہیں

سلسک۔ کم رفتار گھوڑا۔ رام۔ ہموار۔ تیز رفتار گھوڑا۔ رام۔ مُطیع۔ خرس۔ ریچھ۔ بز۔ بکرا۔

۵۲ رفت۔ انسان کی صحبت سے کُتے میں کام کرنیکی حرص و ہوس آجاتی ہے تو وہ بکریوں کا چرواہا یا شکاری یا نگہبان بن جاتا ہے۔ در سگ۔ قطمیر نامی اصحاب کہف کا کُتا جنت میں جائیگا۔ رقود۔ سونے والے، راقد کی جمع ہے۔ نوعے۔ یعنی اخلاق کی کوئی قسم۔ دام۔ چرندہ۔ دد۔ درندہ۔

۵۳ دزدی کُن۔ پہلے اشعار میں بتایا تھا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں خیالات منتقل ہوتے ہیں اب فرماتے ہیں جبکہ خفیہ راستہ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو عارفوں کے دل کے پاکیزہ خیالات حاصل کر۔ متعمداً۔ جان بوجھ کر۔

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ ذوالنّون سوئے زنداں رفت شاد
جب ذوالنّون خوشی خوشی قید خانہ کی طرف چلے

بند بر پا دست بر سر از افتقاد[1]
پابہ زنجیر، (اُنکے) گم کرنے کی وجہ سے سر کو پکڑے ہوئے

دوستاں از ہر طرف بنہادہ رُو
دوستوں نے ہر جانب سے رُخ کیا

سُوئے زنداں بہر پرسش نزد اُو
قید خانہ کی جانب اُن کے پاس حال دریافت کرنے کیلئے

دوستاں در قصّۂ ذوالنّوں شدند
دوست ذوالنّون کے معاملہ میں روانہ ہوئے

سوئے زنداں و دراں رائے زدند
قید خانہ کی جانب، اور اُس میں رائے زنی کی

کایں مگر قاصد کُند یا حکمتے ست
کہ یہ (مجنونانہ حرکتیں) بالقصد کرتے ہیں کوئی راز ہے

اُو دریں رہ قبلہ است و آیتے ست
کیونکہ وہ اِس راستہ میں قبلہ ہیں اور نشانی ہیں

دُور دُور از عقل چوں دریائے اُو
اُن کی دریا جیسی عقل سے بہت بعید ہے

تا جنوں باشد سَفَہ فرمائے اُو
کہ جنوں اُن سے بیوقوفی (کی باتیں) کرائے

حاشَ لِلّٰہ از کمالِ جاہِ اُو
خدا بچائے! اُن کے مرتبہ کے کمال کی وجہ سے

کابرِ بیماری بپوشد ماہِ اُو
کہ بیماری کا ابر اُن کے چاند کو چھپائے

اوز شرِّ عامّہ[2] اندر خانہ شُد
وہ عوام کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں گئے ہیں

اوز ننگِ عاقلاں دیوانہ شُد
وہ عقلمندوں کے عیب کی وجہ سے دیوانے بنگئے ہیں

اوز عارِ عقلِ کُندِ تن پرست
وہ تن پرست کُند عقل کی ذلّت کی وجہ سے

قاصداً رفت و دیوانہ شد ست
جان کر (قید خانہ میں) گئے ہیں اور دیوانہ بنے ہیں

کہ بہ بندم اے فتیٰ وز ساز گاؤ
کہ اے جوان (سپاہی) مجھے باندھ دے اور ساٹا

بر سر و چشم بزن وایں را مکاؤ
میرے سر اور آنکھ پر مار اور اُس میں کنج و کاؤ نہ کر

تا ز زخمِ لخت یابم من حیات
تاکہ (چمڑے کے) ٹکڑے کی چوٹ سے میں زندگی حاصل کروں

چوں قتیل از گاوِ موسیٰ[3] اے ثقات
اے معتبر لوگو! جیسا کہ موسیٰؑ کی گائے سے مقتول (نے زندگی پائی)

تا ز زخمِ لختِ گاوے خوش شوم[4]
تاکہ گائے کے (چمڑے کے) ٹکڑے سے میں خوش ہو جاؤں

ہمچو کُشتہ گاوِ موسیٰؑ گش شوم
(حضرت) موسیٰؑ کی گائے کے مقتول کیطرح شاداں ہو جاؤں

زندہ شد کُشتہ ز زخمِ دُمِ گاؤ
گائے کی دُم کی چوٹ سے مقتول زندہ ہو گیا

ہمچو مس از کیمیا شُد زرِّ ساؤ
جیسے تانبا کیمیا سے خالص سونا بن گیا

کُشتہ برجست و بگفت اسرار را
مقتول اُٹھ بیٹھا، اور راز بتائے

وانمود آں زُمرۂ خونخوار را
اور قاتل جماعت کو ظاہر کر دیا

---

[1] اِفتقاد۔ گم کرنا یعنی چونکہ اُنھوں نے حضرت ذوالنّون کو گم کر دیا تھا۔ رائے زدند۔ یعنی ذوالنّونؑ کی دیوانگی کے بارے میں مختلف رایوں کا اظہار کرنے لگے۔ کایں۔ بعض لوگوں کی رائے ہوئی کہ جان کر دیوانہ بنے ہیں۔ حکمتے۔ یعنی خدا نے دیوانہ بنا دیا ہے اسمیں اللہ کی کوئی حکمت ہوگی۔ رہ۔ معرفت کی راہ۔ آیتے۔ خدا کی پہچان کی علامت۔ دور دور۔ بعض لوگوں نے کہا یہ ممکن نہیں کہ اُن جیسے عقلمند سے دیوانگی بیوقوفی کے کام کرا سکے۔ ابر یعنی دیوانگی۔ ماہ یعنی عقل۔

[2] شرِّ عامّہ۔ عوام کی شرارت۔ ننگ۔ چونکہ عقلمند لوگ باعثِ ننگ کام کرنے لگے ہیں اِس لئے اُنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا کر اپنے آپ کو اُن کے زمرے سے خارج کر لیا ہے عقل کُند۔ وہ عقل جس میں ذہانت نہ ہو۔ تن پرست۔ وہ عقل جو انسانیت کی تربیت نہ کرے۔ قاصداً۔ بالارادہ۔ کہ۔ یعنی وہ قصداً قید خانہ میں گئے ہیں اور دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو گائے کے چمڑے کے انٹر سے پٹوا رہے ہیں۔ ساز گاؤ۔ چمڑے کا تسمہ جس سے جانوروں کو سدھاتے ہیں۔

[3] زخمِ لخت۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک بھتیجے نے اپنے چچا کو قتل کر ڈالا۔ قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا حضرت موسیٰؑ نے ایک گائے ذبح کرائی اور اُس کا چمڑا لیکر مُردے پر مارا تو مُردہ زندہ ہو گیا اور اُس نے قاتل کا پتہ بتا دیا تھا۔ گش خوش۔ زرِّ ساؤ۔ خالص سونا یعنی جیسے تانبا کیمیا سے سونا بن گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند
واضح طور پر کہا کہ اِس جماعت نے قتل کیا ہے

تخمِ ایں آشوب ایشاں کشتہ اند
اِس فساد کے بیج انھوں نے بوئے ہیں

چونکہ[1] کشتہ گردد ایں جسمِ گراں
جب یہ بھاری جسم مُردہ ہو جاتا ہے

زندہ گردد، ہستیِ اسرار داں
رازداں وجود زندہ ہو جاتا ہے

جانِ او بیند بہشت و نار را
اُس کی جان دوزخ اور جنت کو دیکھتی ہے

باز داند جملۂ اسرار را
(اور) تمام رازوں کو جان لیتی ہے

وانماید خونیانِ دیو را
قاتل شیطانوں کو ظاہر کر دیتی ہے

وانماید دامِ خدعہ و ریو را
مکر اور دھوکے کے جال کو واضح کر دیتی ہے

گاؤ[2] کشتن ہست از شرطِ طریق
گائے کو ذبح کرنا، معرفت کی شرط ہے

تا شود از زخمِ دمش جان مُفیق
تاکہ جان اُسکی دُم کی چوٹ سے ہوش میں آجائے

گاوِ نفسِ خویش را زود تر بکش
بہت جلد اپنے نفس کی گائے کو ذبح کر دے

تا شود روحِ خفی زندہ بہ ہُش
تاکہ مخفی روح ہوش کے ساتھ زندہ ہو جائے

ایں سخن را مقطع و پایاں مجو
اِس بات کی ابتدا اور انتہا نہ تلاش کر

حالِ ذوالنّوں با مریداں باز گو
ذوالنّوں کا مُریدوں کے ساتھ معاملہ سُنا

رجوع کردن بحکایتِ ذوالنّوں رحمۃ اللہ علیہ

ذوالنّوں رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

چوں رسیدند آں نفر نزدیکِ او
جب وہ لوگ اُن کے پاس پہنچے

بانگ برزد ہے کیانند اتّقوُ
وہ چیخے خبردار تم کون ہو؟ بھاگو

با ادب گفتند ما از دوستاں
اُنھوں نے ادب سے کہا، ہم دوستوں میں سے ہیں

بہرِ پُرسش آمدیم اینجا بجاں
ہم (دل و) جان سے (آپکو) پوچھنے آئے ہیں

چونی اے دریائے عقلِ ذو فنونْ[3]
اے عجائب والی عقل کے دریا! آپ کیسے ہیں؟

ایں چہ بُہتان ست بر عقلت جنوں
آپ کی عقل پر جنون کا یہ کیسا الزام ہے؟

دُودِ گلخن کے رسد در آفتاب
بھٹی کا دُھواں آفتاب تک کب پہنچتا ہے؟

چوں شود عنقا شکستہ از عُقاب
عنقا کوّے سے کب شکست کھاتا ہے؟

وا مگیر از ما بیاں کُن ایں سخن
ہم سے نہ چھپائیے، یہ بات بتائیے

ما محبّانیم با ما ایں مکُن
ہم دوست ہیں، ہم سے یہ نہ کیجئے

---

[1] چونکہ جس طرح اُس مقتول کی روح نے اسرار کا انکشاف کر دیا اِسی طرح جب انسان اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے تو اُس پر اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں۔ جانِ او مقامِ فنا پر پہنچ کر اسرارِ آخرت منکشف ہو جاتے ہیں۔ وانماید۔ انسان کو محسوس ہو جاتا ہے کہ شیاطین اُسکے قاتل ہیں اور اُنکے مکر و فریب کو پہچان جاتا ہے۔

[2] گاؤ کشتن یعنی مادی جسم کو فنا کرنا۔ طریق یعنی طریقِ معرفت۔ مُفیق۔ ہوشمند۔ بہش۔ یہ ہوش۔ مریداں یعنی ذوالنّوںؒ کے وہ مرید جو باگل خانہ میں گئے تھے۔ نفر۔ جماعت۔ اِتّقوا۔ تم ڈرو، تم بھاگو۔ پرسش یعنی احوال کی دریافت۔ عیادت

[3] فنون۔ فن کی جمع ہے بہتان جھوٹا الزام۔ جنوں یعنی تیری عقل پر جنون کا الزام جھوٹ ہے۔ مگلخن۔ بھٹی یعنی جس طرح بھٹی کا کا دُھواں آفتاب تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور عنقا کوّے سے شکست نہیں کھا سکتا ہے اِسی طرح تیری عقل تک نہ جنون کی رسائی ہو سکتی ہے نہ تیری عقل جنون سے مغلوب ہو سکتی ہے۔ مکُن۔ یعنی حقیقت نہ چھپائیے۔

553

www.pdfbooksfree.pk

مَر مُحبّاں را نشاید دور کرد
دوستوں کو نہ بھگانا چاہیئے

یا بَرُو پوش و دغل مہجور[1] کرد
یا رُو پوشی اور دھوکے سے دور نہ کرنا چاہیئے

راز را اندر میاں نِہ با مُحِب
راز کو دوست کے سامنے رکھ دیجئے

اے کہ بحرِ علم و عقلی اِستَجِب
اے وہ کہ آپ علم و عقل کے سمندر ہیں! مان جائیے

راز را اندر میاں آور شَہا
اے شاہ! راز بتا دیجئے

رُو مکُن در اَبر پنہانی مَہا
اے چاند! اَبر میں مُنہ نہ چھپائیے

ما مُحِبِّ صادق و دلخستہ ایم
ہم سچّے دوست اور دل شکستہ ہیں

در دو عالم دل بتو وابستہ ایم
دونوں جہان میں ہمارا دل آپ سے وابستہ ہے

راز را از دوستاں پنہاں مکُن
راز کو دوستوں سے نہ چھپائیے

در میاں نہ راز و قصدِ جاں مکُن
راز بتا دیجئے اور ہماری جان کے درپے نہ ہوجئے

چونکہ ذوالنّوُن این سخن زایشاں شنید
جب ذوالنّوُن نے اُن کی یہ بات سُنی

جُز طریقِ امتحاں مخلص ندید
آزمایش کے راستے کے علاوہ چھٹکارا نہ دیکھا

فُحش آغازید[2] و دشنام از گزاف
خواہ مخواہ فحش اور گالی گلوچ شروع کردی

گفت اُو دیوانگانہ زی وقاف
دیوانوں کی طرح انھوں نے زق زی بق بق شروع

بر جہید و سنگ و چُوب اں کرد و چوب
کودے اور پتھر اور لکڑیاں پھینکنے لگے

جُملگاں بگریختند از بیم کوب
چوٹ کے ڈر سے سب بھاگ گئے

قہقہہ خندید و جُنبانید سَر
قہقہہ مار کر ہنسے اور سر ہلایا

گفت بادِ ریشِ این یاراں نگر
کہا اِن دوستوں کی شیخی دیکھ

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں
دوستوں کو دیکھو! دوستوں کی علامت کہاں ہے؟

دوستاں را رنج کے باشد زجاں
دوستوں کو جان کی فکر کب ہوتی ہے؟

کے کراں[3] گیرد ز رنجِ دوست دوست
دوست کے ستانے سے دوست کب کنارہ کشی کرتا ہے؟

رنج مغز و دوستی اُو را چو پُوست
تکلیف اُٹھانا مغز ہے اور دوستی اُس کا چھلکا

رنج بر خود گیر گر تو دوستی
اگر تو دوست ہے، تکلیف برداشت کر

رُو مگرداں گر تو نیکو خو ستی
اگر تو اچھی عادت والا ہے، روگردانی نہ کر

نے نشانِ دوستی باشد خوشی
کیا خوشی دوستی کی نشانی نہیں ہے؟

در بلا و محنت و آفت کشی
مصیبت و مشقت اور آفتیں برداشت کرنیمیں

---

[1] مہجور کرد۔ یعنی رُوپوشی اور مکر سے فراق میں مبتلا کرنا مناسب نہیں ہے۔ اِستَجِب۔ قبول کر، منظور کر۔ شہا۔ اے شاہ۔ مَہ۔ دلخستہ۔ رنجیدہ۔ قصدِ جاں کردن۔ مار ڈالنا۔ امتحاں۔ آزمایش۔ مخلص۔ چھٹکارے کی جگہ۔

[2] آغازید۔ شروع کردیا۔ گزاف۔ بے وجہ، بے اصل۔ زق وق۔ جھک جھک، بک بک۔ بادِ ریش۔ غرور، شیخی۔ نشان۔ علامت۔ رنج۔ یارے کہ تحمّل نکند یار نباشد۔

[3] کراں۔ کنارہ۔ مغز۔ اصل، لُبّ لباب۔ پوست۔ چھلکا۔ رنج بر خود گیر۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ رُو مگرداں۔ یعنی اگر دوست تکلیف پہونچائے۔ بے نشان۔ دوستی کی علامت یہی ہے کہ ہر حالت میں راضی برضائے دوست رہے۔

22556

www.pdfbooksfree.pk

دوست ہمچوں زر بلاچوں آتش ست
دوست سونے کی طرح ہے تکلیف آگ کی طرح ہے

زرِ خالص در دلِ آتش خوش ست
خالص سونا آگ کے بیچ میں بھلا ہے

امتحان کردن خواجہ لقمانؑ زیرکی لقمانؑ را

حضرت لقمانؑ کے آقا کا لقمانؑ کی ذہانت کی آزمائش کرنا

نے کہ لقمانؑ را کہ بندہ پاک بود
کیا ایسا نہیں ہوا کہ لقمانؑ جو ایک اچھے غلام تھے

روز و شب در بندگی چالاک بود
دن رات خدمتگاری میں چست تھے

خواجہ اش میداشتے در کار پیش
آقا اُن کو ہر کام میں آگے رکھتا تھا

بہترش دیدے ز فرزندانِ خویش
اپنی اولاد سے بھی اُن کو زیادہ سمجھتا تھا

زانکہ لقمانؑ گرچہ بندہ زادہ بود
اسلئے کہ حضرت لقمانؑ اگرچہ غلام زادہ تھے

خواجہ بُود و از ہوا آزادہ بود
(لیکن) آقا تھے اور خواہشِ نفسانی سے آزاد تھے

گفت شاہے شیخ را اندر سخن
ایک بادشاہ نے گفتگو میں ایک بزرگ سے کہا

کز من از بخشش تو چیزے خواست کن
مجھ سے بخشش میں کچھ مانگ

گفت اے شہ شرم ناید مر ترا
اُس (بزرگ) نے کہا اے بادشاہ! تجھے شرم نہیں آتی

کہ چنیں گوئی مرا زیں برتر آ
کہ مجھ سے یہ کہتا ہے، اُس سے بالاتر بن

من دو بندہ دارم و ایشاں حقیر
میرے دو غلام ہیں اور وہ (بھی) حقیر ہیں

واں دو بر تو حاکمانند و امیر
اور وہ دونوں تیرے حاکم اور سردار ہیں

گفت شہ آں دو چہ اند ایں ذلت ست
بادشاہ نے کہا وہ دونوں کیا ہیں؟ یہ (تو) ذلت ہے

گفت آں یک خشم و دیگر شہوت ست
اُس (بزرگ) نے کہا ایک غصہ دوسرا شہوت ہے

شاہ آں دار اں کو ز شاہی فارغ ست
بادشاہ اُس کو سمجھ جو بادشاہی سے بے نیاز ہے

برمہ و خورشید نورش بازغ ست
چاند اور سورج پر اُس کا نور غالب ہے

مخزن آں دارد کہ مخزن عار اوست
وہ ایسا خزانہ رکھتا ہے کہ (ظاہری) خزانہ اُسکی ذلت ہے

ہستی آں دارد کہ با ہستی عدوست
وہ ایسا وجود رکھتا ہے جو وجود کا دشمن ہے

خواجۂ لقماں بظاہر خواجہ وش
(حضرت) لقمانؑ کا آقا ظاہری خواجگی کے ہوتے ہوئے

در حقیقت بندہ لقماں خواجہ اش
حقیقتاً غلام ہے، لقمانؑ اُس کے آقا ہیں

ہستی آں دارد۔ یعنی اُس کا روحانی وجود ہے جو جسمانی وجود کا دشمن ہے۔ خواجہ۔ یعنی دراصل لقمان خواجہ تھے اور اُن کا خواجہ دراصل غلام تھا۔

---

۱ ہمچوں زر۔ جس طرح سونا آتش سے نکھرتا ہے اسی طرح دوستی میں دوست کے مصائب برداشت کرنے سے خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔

۲ امتحان کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت لقمانؑ نے دوست کے ہاتھ سے کڑوا خربوزہ بھی رغبت سے کھایا اسی طرح ایک انسان کو بجانب اللہ مصائب پر بھی راضی برضاءِ الٰہی رہنا چاہیئے۔ خواجہ۔ آقا اُن کو معتزز اور اولاد سے زیادہ پیار سے رکھتا تھا۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کی دلیل — بندہ زادہ۔ حضرت لقمانؑ کو اگر ولی اور بزرگ مانا جائے تو غلام زادہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر وہ نبی تھے تو اُن کے باپ کو جبراً غلام بنایا گیا ہوگا۔ خواجہ بود۔ چونکہ وہ ہوا و ہوس سے آزاد تھے لہٰذا غلام نہ تھے بلکہ آقا تھے۔

۳ گفت شاہے۔ چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں ہوا و ہوس سے آزاد ہونے کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں یہ حکایت نقل کی ہے۔ بر تر آ۔ یعنی یہ بات تیرے مقام سے گری ہوئی ہے۔ من۔ تو میرے دو غلاموں کا غلام ہے۔ ذلت۔ یعنی غلاموں کا غلام ہونا میرے لئے ذلت کا سبب ہے۔ ز شاہی۔ شاہ تو وہ ہے کہ دنیا کی بادشاہت سے بھی بے نیاز ہو۔ بازغ۔ چمکنے والا، روشن۔ مخزن۔ یعنی علم و معرفت کا خزانہ۔ کہ مخزن۔ یعنی زر و جواہر کا خزانہ۔

555
www.pdfbooksfree.pk

در جہانِ[1] بازگونہ زیں بسے ست
اُلٹی دنیا میں ایسا بہت ہے

در نظرِ شاں گوہرے کم از خسے ست
اُن کی نظر میں جو ہر تنکے سے کم ہے

مر بیاباں را مفازہ نام شُد
بیابان کا نام، کامیابی کی جگہ ہوا

نام و ننگے عقلِ شاں را دام شُد
عزت و ذلت، اُن کی عقل کا جال بنا

یک گروہ را خود مُعرّف جامہ است
ایک گروہ کے لئے لباس پہچان کا ذریعہ ہے

در قبا گویند کو از عامہ است
قبا پہننے والے کو عوام میں سے کہتے ہیں

یک گروہ را ظاہرِ اسالوس و زرق
ایک گروہ کے ظاہری مکر اور فریب نے

کردہ زاہد نام و اندر زُہد غرق
زاہد اور زہد میں ڈوبے ہوئے نام رکھائے

یک گروہ را ظاہرِ[2] سالوس و زُہد
ایک گروہ میں ظاہری مکر اور زہد ہے

نور باید تا بُود جاسوسِ زہد
نور چاہیئے جو زہد کی مخبری کرے

نور باید پاک از تقلید و عَول
نور درکار ہے جو تقلید اور کجی سے خالی ہو

تا شناسد مرد را بے فعل و قول
تاکہ انسان کو بغیر قول اور فعل کے پہچانے

در رود در قلبِ اُو از راہِ عقل
اُس کے دل میں عقل کے راستہ سے گھس جائے

نقدِ اُو بیند نباشد بندِ نقل
اُس کا نقد دیکھ لے، سُنی سُنائی کا پابند نہ ہو

بندگانِ[3] خاصِ علّامِ الغیُوب
علّام الغیوب کے خاص بندے

در جہانِ جاں جواسیسِ القلوب
روحانی دنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں

در درونِ دل در آید چوں خیال
جب دل میں کوئی خیال آتا ہے

پیشِ شاں مکشوف باشد ہر مآل
پوشیدہ بھید اُن کے سامنے کھل جاتا ہے

در تنِ کُنجشک چہ بُود برگ و ساز
چڑیا کے جسم میں کیا ساز و سامان ہوتا ہے؟

کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز
کہ وہ باز کی عقل پر چھپ سکے

آنکہ واقف گشت بر اسرارِ ھُو
جو اللہ (تعالیٰ) کے بھیدوں سے واقف ہوگیا

ہر مخلوقات چہ بُود پیشِ اُو
مخلوق کے بھید اُس کے سامنے کیا ہیں؟

آنکہ بر افلاک رفتارش بُود
جس کی گذر آسمانوں پر ہو

بر زمیں رفتن چہ دشوارش بُود
اُس کو زمین پر چلنا کیا دشوار ہوگا؟

در کفِ داؤدؑ کاہن گشت موم
(حضرت) داؤد کے ہاتھ میں جبکہ لوہا موم ہوگیا

موم چہ بُود در کفِ اُو اے ظلوم
اے ظالم! اُن کے ہاتھ میں موم کیا ہوگا!

---

[1] جہانِ بازگونہ۔ اُلٹی دنیا۔ درنظر۔ یعنی قیمتی چیز کو کم قیمت اور کم قیمت چیز کو قیمتی سمجھتے ہیں۔ مفازہ۔ کامیابی کی جگہ، صحراء کو کہتے ہیں حالانکہ وہ مہلکہ یعنی ہلاکت کی جگہ ہے۔ نام ننہند زنگی کافور۔ نام و ننگ۔ عزت و ذلت کے خیال سے بے عقلی کے کام کرتے ہیں۔ یک گروہ۔ کپڑوں سے انسان کو پہچانتے ہیں اُس کی حقیقت پر نظر نہیں رکھتے ہیں گدڑی والے کو فقیر سمجھتے ہیں قبا پہننے والے کو معمولی انسان تصور کرتے ہیں۔

[2] ظاہرِ سالوس۔ بعض لوگ ظاہری مکاری کو دیکھ کر زُہد کے قائل ہوجاتے ہیں۔ نور باید۔ کسی کو پہچاننے کیلئے نورِ قلبی درکار ہے جس کے ذریعہ بغیر بات کئے اور کام دیکھے انسان کو پہچانا جاسکے۔ نقدِ اُو۔ انسان کی صحیح حالت۔

[3] بندگان۔ پیر پر مرید کے دل کے اَحوال منکشف ہوجاتے ہیں۔ علّام الغیوب۔ غیبوں کا جاننے والا، یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جواسیس۔ جاسوس کی جمع ہے، راز کو جاننے والا۔ در درون۔ جس طرح خیالات انسان کے دل میں گھستے ہیں اسی طرح خاص بندے بھی دل میں گھس کر پوشیدہ اَحوال جان لیتا ہے۔ در تن کُنجشک سے مراد مرید اور باز سے مراد شیخ ہے۔ اسرارِ ھُو۔ اللہ کے اَسرار۔ بر افلاک۔ انبیاء اور اولیاء کو آسمانوں کی سیریں

556

www.pdfbooksfree.pk

بود لقمانؑ بندہ شکلے خواجہ را — بندگی بر ظاہرش دیباجہ را

لقمانؑ بظاہر غلام (حقیقتاً) آقا تھے — غلامی اُن کے ظاہر کا عنوان تھی

چوں رود خواجہ بجائے ناشناس — در غلامِ خویش پوشاند لباس

آقا جب کسی اجنبی جگہ جاتا ہے — اپنے غلام کو (شاہی) لباس پہنا دیتا ہے

اُو بپوشد جامہائے آں غلامؑ — مر غلامِ خویش را سازد امام

وہ اُس غلام کے کپڑے خود پہن لیتا ہے — اپنے غلام کو پیشرو بنا لیتا ہے

در رہش چوں بندگاں در رہ رود — تا نباید زو کسے آگاہ[۵۲] شود

راستہ میں غلاموں کی طرح اُسکے پیچھے چلتا ہے — تاکہ اُس کو کوئی نہ پہچان سکے

گوید اے بندہ تو رو بر صدر نشیں — من بگیرم کفش چوں بندہ کمیں

کہہ دیتا ہے کہ اے غلام! تو جا اور صدر جگہ پر بیٹھ — میں معمولی غلام کی طرح جوتیاں لے لونگا

تو درشتی کن مرا دُشنام دہ — مر مرا تو ہیچ تو قیرے منہ

تو سختی کر، مجھے بُرا بھلا کہہ — تو میری کوئی عزت نہ کر

ترکِ خدمت خدمت تو داشتم — تا بغربت تخمِ حیلت کاشتم

خدمت نہ کرنا میں نے تیرے ذمہ لگایا ہے — جب تک کہ مسافرت میں میں نے تدبیر کا بیج بویا ہے

خواجگان[۵۳] ایں بندگیہا کردہ اند — تا گماں آید کہ ایشاں بندہ اند

آقاؤں نے یہ غلامیاں کی ہیں — تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ غلام ہیں

چشم پُر بودند و سیر از خواجگی — کارہا را کردہ اند آمادگی

وہ آقائیت سے سیر چشم اور پیٹ بھرے تھے — انھوں نے استعداد (کے لئے) بہت سے کام کئے ہیں

ویں غلامانِ ہوا بر عکسِ آں — خویشتن بنمودہ میرِ عقل و جاں

اور یہ خواہش کے غلام اِس کے برعکس — اپنے آپ کو عقل و جان کا آقا ظاہر کرتے ہیں

آید از خواجہ رہِ افگندگی — ناید از بندہ بغیر از بندگی

آقا سے خاکساری کا طریقہ آتا ہے — (اللہ کے) بندے سے بندگی کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

پس ازاں عالم بدیں عالم چناں — تعبیتہا ہست بر عکسِ ایں بداں

پس اُس عالم سے اِس عالم تک — بہت سی بناوٹی باتیں ہیں اُن کو اُلٹا سمجھ

عالم اور عالمِ آخرت میں اور بہت سی چیزیں ہیں کہ جو حقیقتاً ظاہر کے برعکس ہیں۔

---

۵۱ بود لقمانؑ۔ حضرت لقمانؑ نے جان بوجھ کر ظاہری طور پر غلامی اختیار کر رکھی تھی ورنہ وہ آقا تھے۔ چوں رود۔ غلامی کی شکل اختیار کر لینے کی وجہ بیان کی ہے، اجنبی جگہ مصلحتوں کی بنا پر اکثر اپنے آپ کو غلام اور غلام کو شاہ ظاہر کر دیا کرتے ہیں

۵۲ آگاہ شود۔ اپنے آپ کو بادشاہ ظاہر کرنے میں خطرات ہوتے ہیں۔ شیں۔ نشیں کا مخفف ہے۔ کمین۔ کمینہ۔ تو درشتی۔ تاکہ غلام کو آقا سمجھا جائے۔ ترکِ خدمت۔ یعنی تیری خدمتگذاری یہی ہے کہ تو خدمت نہ کرے۔ غربت۔ مسافرت۔ حیلت۔ تدبیر۔

۵۳ خواجگاں۔ بہت سے بزرگ اپنی بزرگی کے اخفا کیلئے معمولی معمولی کام اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں سے چھپے رہیں۔ کارہا۔ بزرگانِ دین معمولی پیشے اختیار کر لیتے ہیں تاکہ اُنکی استعدادِ قربِ الٰہی میں اضافہ ہو۔ ویں غلامان۔ جو لوگ حرص و ہوا کے غلام ہیں وہ اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ خواجہ۔ بزرگانِ دین ہمیشہ فروتنی اختیار کرتے ہیں۔ از بندہ۔ یعنی جو اللہ کے نیک بندے ہیں۔ ازاں عالم۔ عالمِ آخرت۔ ازیں عالم۔ عالمِ دنیا۔ تعبیتہا۔ تعبیۃ کی جمع ہے بناوٹ۔ برعکس۔ جس طرح یہ واقعہ ہے کہ بظاہر حضرت لقمانؑ غلام اور ان کا آقا آقا ہے لیکن حقیقتاً حضرت لقمانؑ آقا اور اُن کا آقا اُن کا غلام تھا اسی طرح اِس

557
www.pdfbooksfree.pk

خواجۂ لقمانؑ ازیں[1] حالِ نہاں — بود واقف دیدہ بود از وے نشاں

(حضرت) لقمانؑ کا آقا اِس راز سے — واقف تھا اور اُس کی نشانی دیکھ چکا تھا

رازمی دانست خوش می راند خر — از برائے مصلحت آں راہبر

راز جانتا تھا، کام چلا رہا تھا — اُس راہنما کی مصلحت کی وجہ سے

مر ورا آزاد کردے از نخست — لیک خوشنودیِ لقمانؑ بجُست

اُن کو وہ پہلے ہی آزاد کر دیتا — لیکن اُس نے (حضرت) لقمانؑ کی خوشنودی چاہی

زانکہ لقمانؑ رامرادایں بود تا — کس نداند سِرِّ آں شیرِ فتا

کیونکہ (حضرت) لقمانؑ کا مقصد یہی تھا، تاکہ — اُس نوجوان شیر کا کوئی بھید نہ سمجھ سکے

چہ[2] عجب گر سِر زبد پنہاں کُنی — ایں عجب کہ سِر ز خود پنہاں کُنی

یہ کیا عجیب بات ہے کہ تو راز کسی بُرے سے چھپائے — عجیب تو یہ ہے کہ تو راز کو اپنے آپ سے چھپائے

کار پنہاں کُن تو از چشمانِ خود — تا بوُد کارت سلیم از چشمِ بد

اپنی نظروں سے چھپا کر کام کر — تاکہ تیرا کام نظرِ بد سے بچا رہے

خویش را تسلیم کُن بردار مُزد — وانگہ از خود بے ز خود چیزے بدزد

اپنے آپ کو سپرد کر دے، مزدوری کمالے — پھر بے خودی میں اپنے میں سے کچھ چُرالے

می[3] دہند افیوں بمردِ زخم مند — تا کہ پیکاں از تنش بیروں کُنند

زخمی انسان کو افیون دے دیتے ہیں — تاکہ اُس کے جسم میں سے تیر کھینچ لیں

وقتِ مرگ از رنج اُورا میدرند — اُو بداں مشغول شُد جاں می برند

مرتے وقت اُس کو تکلیف سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں — وہ اِس میں لگا، جان نکال لے جاتے ہیں

چوں بہر فکرے کہ خواہی دل سپرد — از تو چیزے در نہاں خواہند بُرد

جب کسی فکر میں تو دل کو لگا دے گا — تو وہ تیری چیز چپکے سے چرالیں گے

پس بداں مشغول شوکاں بہتر ست — تا ز تو چیزے بَرد کاں کہتر ست

تو اُس میں لگ جو اچھی چیز ہو — تاکہ (چور) تیری وہ چیز لے جائے جو گھٹیا ہے

ہر چہ اندیشی و تحصیلے کُنی — می در آید دُزد زاں سُو کایمنی

جو تو سوچتا ہے، اور حاصل کرتا ہے — چور اُس جانب سے آتا ہے جدھر سے تو مطمئن ہے

کی انسان فکر رکھتا ہے اُس کی جانب چور نہیں آتا

---

[1] ازیں حال۔ یعنی اِس بات سے کہ حضرت لقمانؑ نے ظاہراً غلامی اختیار کر رکھی ہے ورنہ بباطن اُن کا رتبہ آقائیت کا ہے۔ راہبر۔ یعنی حضرت لقمانؑ۔ خوشنودی۔ حضرت لقمانؑ کی خواہش تھی کہ اُن کو غلام بنائے رکھے۔ بہتر۔ اُن کا روحانی مرتبہ۔

[2] چہ عجب۔ کمالات کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی رکھنا بھی کمال ہے لیکن اپنی نگاہوں میں اپنے کمالات، کمال نہوں تب زیادہ کمال ہے۔ چشمِ بد۔ خود اپنی نظرِ بد سے اپنے اعمال کو بچا۔ خویش را۔ اپنے آپ کو غلام سمجھتے ہوئے مزدوری کئے جاؤ تب اپنے رذایل کو اپنے آپ سے چُرا کر غائب کر سکو گے۔

[3] می دہند۔ افیوں کھلا کر خودی مٹادی جاتی ہے تب اِصلاح کی جاتی ہے تو خودی کو مٹانے سے اِصلاح ہوگی۔ وقتِ مرگ۔ موت کے وقت جسمانی تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اُس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور روح سے غفلت ہو جاتی ہے تو روح چوری چلی جاتی ہے۔ چوں بہر فکرے۔ انسان کی جس چیز کی طرف توجہ رہتی ہے وہ بچ جاتی ہے جس سے غفلت برتتا ہے وہ چوری ہو جاتی ہے۔ بہتر ست۔ قیمتی چیز کی طرف توجہ کرو پھر ضائع ہوگی تو معمولی چیز ضائع ہوگی۔ ایمنی۔ تو مطمئن ہو کر بے توجہی کرتا ہے تو چور اُسکو چُراتا ہے جس چیز

558

www.pdfbooksfree.pk

بارِ[1] بازرگاں چو در آب اوفتد — دست اندر کالۂ بہتر زند

تاجر کا مال جب پانی میں گرتا ہے — تو وہ عمدہ سامان پر ہاتھ مارتا ہے

کشتیِ مالش بغرقاب اَرفتد — ہر چہ نازِل تر بدریا افگند

اُس کے مال کی کشتی اگر سمندر میں پھنسے — جو گھٹیا ہے اُس کو دریا میں پھینک دیتا ہے

چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب — تُرکِ کمتر گوئی و بہتر را بیاب

چونکہ کوئی نہ کوئی چیز تو پانی میں ڈوبے گی — گھٹیا کو چھوڑ دے اور بڑھیا کو بچالے

نقدِ ایماں را بطاعت گوش دار — تا ز روئے حق نگردی شرم سار

بندگی کے ذریعہ ایمان کے نقد کی حفاظت کر — تاکہ تو اللہ (تعالےٰ) کے روبرو شرمندہ نہ ہو

چونکہ نقدت را نگہداری کُنی — حرص و غفلت را بَرد دیو دَنی

جب تو اپنے نقد کی دیکھ بھال رکھے گا — کمینہ شیطان حرص اور غفلت کو لے بھاگے گا

ظاہر شدنِ فضل و زیرکیِ لقمانؑ پیشِ امتحان کنندگان

امتحان کرنیوالوں کے سامنے (حضرت) لقمانؑ کی بزرگی اور ذہانت کا ظاہر ہونا

خواجۂ لقمانؑ چو لقمانؑ را شناخت[2] — بندہ بود اُورا و با اُو عشق باخت

(حضرت) لقمانؑ کے آقا نے جب لقمانؑ کو پہچان لیا — اُن کا غلام ہوگیا اور اُن پر فریفتہ ہوگیا

ہر طعامے کا دریدندے بُوَے — کس سوئے لقمانؑ فرستادے زِلے

وہ جو کھانا اُس کے پاس لاتے — تو فوراً کسی کو (حضرت) لقمانؑ کی جانب روانہ کرتا

تا کہ لقمانؑ دست سوئے آں بَرد — قاصداً تا خواجہ پس خوردش خورد

تاکہ (حضرت) لقمانؑ اُس میں ہاتھ ڈال دیں — اِس ارادے سے کہ آقا اُن کا جھوٹا کھائے

سُورِ[3] اُو خوردے و شور انگیختے — ہر طعامے کو نخوردے ریختے

اُن کا جھوٹا کھاتا، اور مستی پیدا کرتا — جو کھانا وہ نہ کھاتے اُس کو ضائع کر دیتا

در نخوردے بیدل و بے اشتہا — ایں بُود پیوستگی بے مُنتہا

اگر کھاتا بھی تو بے دلی اور بے رغبتی سے — لامحدود تعلق یہ ہوتا ہے

خُرپزہ آوردہ بودند ارمُغاں — لیک غائب بود لقمانؑ آں زماں

تحفے میں خربوزہ لائے تھے — لیکن اُس وقت (حضرت) لقمانؑ موجود نہ تھے

گفت خواجہ با غلامے کے فلاں — زود رَو فرزندِ لقمانؑ را بخواں

آقا نے ایک غلام سے کہا کہ فلانے! — جلد جا، عزیز لقمانؑ کو بُلا لا

---

[1] بار۔ پہلے سمجھا یا تھا کہ اچھی چیز کی طرف نگاہ رکھو تاکہ معمولی چیز ضائع ہو اب اُس کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ اگر کشتی بوجھل ہونے کی وجہ سے ڈوبنے لگتی ہے تو معمولی چیزیں پھینک دی جاتی ہیں۔ کالہ۔ سامان۔ نازِل تر۔ گھٹیا۔ بہتر۔ قیمتی سامان۔ ایماں۔ یہ قیمتی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنی ہے اِس کی حفاظت کر۔ حرص۔ اپنے رذایل کی حفاظت نہ کرتا کہ وہ چوری ہو جائیں۔

[2] شناخت۔ یعنی اُن کا آقا اُنکی بزرگی کو پہچان گیا۔ ہر طعامے۔ بڑوں کا جھوٹا تبرکاً کھایا جاتا ہے۔ فرستادے۔ یعنی اُن کو بلانے کیلئے۔ پس خورد۔ بچا ہوا کھانا۔

[3] سُور۔ پس خوردہ۔ شور انگیختن۔ مستی کا اظہار کرنا۔ ریختے۔ اُنکے نہ کھانے سے سمجھتا تھا کہ کھانا مکروہ ہے۔ پیوستگی تعلق۔ خُرپزہ۔ خربوزہ۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ فرزند۔ محبت میں بیٹا کہا ہے۔

559
www.pdfbooksfree.pk

چونکہ لقمانؑ آمد و پیشش نشست
جب (حضرت) لقمانؑ آئے اور اُسکے سامنے بیٹھ گئے

خواجہ پس بگرفت سکّینے[51] بدست
اُس کے بعد آقا نے چھری ہاتھ میں لی

چوں بُرید و داد اُو را ایک بُرّیں
جب تراشا، اور اُن کو ایک قاش دی

ہمچو شکّر خوردش و چوں انگبیں
اُنھوں نے اُس کو شکر و شہد کی طرح کھالیا

از خوشی کہ خورد داد اُو را دوم
چونکہ اُنھوں نے خوشی سے کھایا اُن کو دوسری دی

تا رسید آں گرچہا تا ہفدہم
یہاں تک کہ وہ قاشیں سترہ تک پہونچیں۔

ماند گرچے گفت ایں را من حرم
ایک قاش بچی تو بولا اِس کو میں کھاؤں گا

تا چہ شیریں خربزست ایں بنگرم
تاکہ دیکھوں کیسا میٹھا خربوزہ ہے؟

اُو چنیں خوش میخورد کز ذوقِ اُو
وہ اِسقدر خوشی سے کھا رہے تھے کہ اُنکے ذوق سے

طُبعہا شد مُشتہی و لُقمہ جُو
طبیعتیں خواہشمند ہوگئیں اور کھانا چاہنے لگیں

چوں بخورد از تلخیش آتش فروجت[52]
جب اُسنے کھایا اُس کی کڑواہٹ سے آگ لگ گئی

ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت
زبان پر آبلہ پڑگیا حلق بھی جل گیا

ساعتے بیخود شد از تلخیِ آں
تھوڑی دیر اُس کی کڑواہٹ سے بے چین رہا

بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں
اُس کے بعد اُنسے کہا، اے جانِ عالم!

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را
آپ نے اسقدر زہر کیسے پی لیا؟

لُطف چوں انگاشتی ایں قہر را
اِس قہر کو لُطف کیوں سمجھا؟

ایں چہ صبرست ایں صبوری از چہ روست
یہ کیسا صبر ہے اور یہ کس طرح کا صبر کرنا ہے؟

جانِ تو گوئی بہ پیشِ تو عدوست
گویا آپ کی جان آپ کے نزدیک آپکی دشمن ہے

چوں[53] نیاوردی بحیلت حجتے
کیوں نہ تدبیر سے آپ نے کوئی عذر کردیا

کہ مرا عُذر ایست بس کُن ساعتے
کہ میں معذور ہوں، تھوڑی دیر ٹھہر

گفت من از دستِ نعمت بخشِ تو
فرمایا کہ تیرے سخی ہاتھ سے

خوردہ ام چنداں کہ از شرمم دو تو
میں نے اسقدر کھایا ہے کہ شرمندگی سے جھکا جاتا ہوں

شرم آمد گر یکے تلخ از گفت
مجھے شرم آتی اگر تیرے ہاتھ سے ایک کڑوی چیز

می نوشم اے تو صاحب معرفت
نہ کھاؤں اے (آقا) تو خود جانتا ہے

چوں ہمہ اجزام از انعامِ تو
جبکہ میرے تمام اجزاء تیرے انعام سے

رُستہ اند و غرقِ دانہ و دامِ تو
اُگے ہیں اور تیرے دانہ و دام میں غرق ہیں

---

[51] سکّین۔ چھری۔ بُریں۔ قاش، پھانک۔ انگبیں شہد۔ گرچہا۔ گرچ کی جمع ہے، بالضم وکاف و جیم فارسی، خربوزے، تربوز کی قاش۔ مشتہی۔ خواہشمند۔

[52] چوں۔ کڑوا خربوزہ کھانے سے حلق میں سوزش اور زبان پر آبلہ پڑگیا۔ جانِ جہاں۔ یعنی حضرت لقمانؑ۔ زہر۔ یعنی کڑوا خربوزہ۔ تو دیکھا ایسا کڑوا خربوزہ کھانا تو جان کے ساتھ دشمنی ہے۔

[53] چوں۔ یعنی صاف انکار مناسب نہ تھا تو کوئی عذر تراش لیتے۔ گفت۔ حضرت لقمانؑ نے فرمایا جب اِس ہاتھ سے سیکڑوں شیریں چیزیں کھاچکا ہوں ایک تلخ چیز کا انکار بے شرمی ہے۔
اجزام۔ میرے بدن کے سارے اجزاء تیرے نمک کے پروردہ ہیں۔ دام۔ جال۔

www.pdfbooksfree.pk

گر ز یک[51] تلخے کُنم فریاد و داد — خاکِ تیرہ بر سرِ اَجزام باد

اگر میں ایک کڑوی چیز سے فریاد اور واویلا کروں — تو کالی خاک میرے اَجزاء پر ہو

لذّتے دستِ شکر بخشت کہ داشت — اندریں بیطبخ تلخی کے گذاشت

تیرا شکر بخش ہاتھ جو لذت رکھتا تھا — اُس نے اِس خربوزے میں کڑواہٹ کہاں چھوڑی؟

از محبّت تلخہا شیریں شود — از محبّت مسّہا زریں شود

محبّت کی وجہ سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں — محبت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں

از محبّت دُردہا صافی شود — وز محبّت دَردہا شافی شود

محبّت سے تلچھٹیں صاف ہو جاتی ہیں — محبت سے درد شفا بخشنے والے بن جاتے ہیں

از محبّت خارہا گُل می شود — وز محبّت سرکہا مُل می شود

محبّت سے کانٹے پھول بن جاتے ہیں — محبت سے سرکے شراب بن جاتے ہیں

از محبّت دار تختے[52] می شود — وز محبّت بار بختے می شود

محبّت سے سُولی، تخت بن جاتی ہے — محبت سے بوجھ نصیبہ بن جاتا ہے

از محبّت سِجن گلشن می شود — بے محبّت روضہ گلخن می شود

محبّت سے قید خانہ چمن بن جاتا ہے — بغیر محبّت کے باغ بھٹی بن جاتا ہے

از محبّت نار نورے می شود — وز محبّت دیو حورے می شود

محبّت سے آگ نور بن جاتی ہے — محبّت سے دیو، حور بن جاتا ہے

از محبّت سنگ روغن می شود — بے محبّت موم آہن می شود

محبّت سے پتھر تیل بن جاتا ہے — بغیر محبّت کے موم لوہا بن جاتا ہے

از محبّت حُزن شادی می شود — وز محبّت غُول ہادی می شود

محبّت سے غم خوشی بن جاتا ہے — محبت سے چھلاوا راہبر بن جاتا ہے

از محبّت نیش[53] نوشے می شود — وز محبّت شیر مُوشے می شود

محبّت سے ڈنک شہد بن جاتا ہے — محبت سے شیر چوہا بن جاتا ہے

از محبّت سُقم صحّت می شود — وز محبّت قہر رحمت می شود

محبّت سے بیماری، تندرستی بنجاتی ہے — محبت سے قہر رحمت بن جاتا ہے

از محبّت خار سوسن می شود — وز محبّت خانہ روشن می شود

محبّت سے کانٹا سوسن بن جاتا ہے — محبت سے گھر روشن ہو جاتا ہے

[51] گر ز یک۔ کسی بڑے محسن کی معمولی سی زیادتی پر واویلا کرنا بڑی ذلیل حرکت ہے۔ لذّت۔ محسن کے ہاتھ کی کڑوی چیزیں کڑوی نہیں رہتی ہیں۔ از محبت۔ یہاں سے مولانا نے فرمایا ہے کہ محبت چیزوں کی حقیقت بدل دیتی ہے۔ دُرد۔ تلچھٹ۔ دَردہا۔ یعنی اَمراض دِل شکستہ۔

[52] تختے۔ یعنی تختِ شاہی۔ بار۔ بوجھ۔ بَخت۔ یعنی خوش نصیبی۔ سِجن۔ قیدخانہ۔ روضہ۔ باغیچہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ دیو۔ یعنی بدصورت۔ حور۔ یعنی خوبصورت۔ حُزن۔ غم۔ غُول۔ چھلاوا جس کا کام راستہ سے بھٹکانا ہے۔

[53] نیش۔ زہریلا ڈنک۔ موشے۔ چوہا۔ سُقم۔ بیماری۔ سوسن۔ ایک آسمانی رنگ کا پھول ہے۔

561
www.pdfbooksfree.pk

از محبّت مُردہ زندہ می شود — وز محبت شاہ بندہ می شود

محبت سے مُردہ زندہ ہو جاتا ہے — محبت سے شاہ، غلام بن جاتا ہے

ایں محبت ہم نتیجہ دانش[1] ست — کے گزافہ بر چنیں تختے نشست

یہ محبت بھی سمجھ کا نتیجہ ہے — بگواسی ایسے تخت پر کب بیٹھ سکتا ہے؟

دانشِ ناقص کجا ایں عشق زاد — عشق زاید ناقص اما بر جماد

ناقص عقل نے یہ عشق کب جنا ہے؟ — ناقص (عقل) عشق پیدا کرتی ہے لیکن پتھر سے

بر جمادے رنگِ مطلوبے چو دید — از صَفیرے بانگِ محبوبے شنید

پتھر پر جب محبوب کا رنگ دیکھا — سیٹی سے محبوب کی آواز سُن لی

دانشِ ناقص نداند فرق را — لاجرم خورشید داند برق را

ناقص عقل، فرق نہیں سمجھتی — لامحالہ بجلی کو سورج سمجھ لیتی ہے

چونکہ[2] ملعون خواند ناقص را رسول — بود در تاویل نقصانِ عقول

ناقص کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ملعون کہا ہے — از روئے تاویل، عقلوں کی کمی (مراد) تھی

زانکہ ناقص تن بُود مرحوم رحم — نیست بر مرحوم لائق لعن و زحم

اس لئے کہ ناقص جسم، قابلِ رحم ہوتا ہے — قابلِ رحم لعنت و زحمت کے لائق نہیں ہے

نقصِ عقلست آنکہ بدر نجوریست — موجبِ لعنت سزائے دوریست

بُری بیماری عقل کی کمی ہے — جو لعنت کا سبب اور دور رہنے کے قابل ہے

زانکہ[3] تکمیلِ خرد ہا دُور نیست — لیک تکمیلِ بدن مقدور نیست

کیونکہ عقلوں کی تکمیل بعید نہیں ہے — لیکن بدن کی تکمیل ممکن نہیں ہے

کُفرِ فرعونے و ہر گبرِ عنید — جملہ از نقصانِ عقل آمد پدید

فرعون اور ہر سرکش کافر کا کفر — سب عقل کی کمی سے رُونما ہوا ہے

بہرِ نقصانِ بدن آمد فرج — در نُبے کہ مَا عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجُ

بدن کی کمی کے لئے گنجائش آئی ہے — قرآن میں ہے "اندھے پر گناہ نہیں ہے"

برق آفل باشد و بس بے وفا — آفل از باقی نداند بے صفا

برق چھپ جانے والی ہوتی ہے اور بہت بے وفا ہوتی ہے — بے نور غائب ہو جانیوالے کو باقی رہنے والے سے متاز نہیں کرتا ہے

برق خندد بر کہ می خندد بگو — بر کسے کہ دل نہد بر نورِ او

بجلی ہنستی ہے، بتا کس پر ہنستی ہے؟ — اُس شخص پر جو اُس کی چمک سے دل لگائے

[1] دانش۔ یعنی عشق و محبت کا اہل عقل کا نتیجہ ہے۔ ناقص۔ یعنی ناقص عقل بھی عشق پیدا کرتی ہے لیکن غیر واقعی معشوق کے ساتھ۔ بر جمادے۔ ناقص عقل جب کسی چیز پر محبوبِ حقیقی کا عکس دیکھتی ہے تو اُس کی گرویدہ ہو جاتی ہے۔ یہ دھوکا ایسا ہی ہے جیسا کہ پرند کو شکاری کی سیٹی سے ہم جنس کی آواز سمجھ کر جال میں جا پھنستا ہے۔ صفیر سیٹی بوشکاری بجاتا ہے۔ لاجرم۔ فانی کو باقی تصور کر لیتا ہے۔

[2] چونکہ۔ جس ناقص کو ملعون کہا گیا ہے اُس سے مراد ناقص عقل والا ہے۔ ناقص تن۔ جیسے لنگڑا، اندھا۔ زحم۔ زحمت۔ بدر بخوری۔ بُری بیماری۔

[3] زانکہ۔ باعثِ لعنت وہ بُرائی ہو سکتی ہے جس کا ازالہ ممکن ہو اور نہ کیا جائے، بے عقل، عاقلوں کی صحبت میں عقل حاصل کر سکتا ہے، لنگڑا بالکل معذور ہے۔ کفر چونکہ عقلی نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا باعثِ لعنت ہے۔ فرج۔ کشادگی۔ اعمٰی۔ اندھا حرج۔ گناہ۔ آفل۔ غروب کر جانے والا۔ برق۔ بجلی کی کوند کو قہقہہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

نورہائے برق ببریدہ[1] پے ست — آں چو لاشرقی و لاغربی کے ست

بجلی کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں — وہ لاشرقی ولاغربی کی طرح کب ہیں؟

برق راچوں یَخطِفُ الاَبصار داں — نورِ باقی راہمہ اَبصار داں

بجلی کو تو نگاہیں اُچک لینے والی سمجھ — باقی رہنے والے نور کو مجسم نگاہیں سمجھ

برکفِ دریا فرس را راندن ست — نامہ را در نورِ برقے خواندن ست

دریا کے جھاگ پر گھوڑا دوڑانا ہے — خط کو بجلی کی روشنی میں پڑھنا ہے

ق

از حریصی عاقبت نادیدن ست — بر دل و بر عقل خود خندیدن ست

حرص کی وجہ سے ناعاقبت اندیشی ہے — اپنے دل اور اپنی عقل کی ہنسی اُڑانا ہے

عاقبت بیں ست عقل از خاصیت — نفس باشد کو نہ بیند عاقبت

عقل طبعاً عاقبت بیں ہے — جو انجام کو نہیں دیکھتا ہے وہ نفس ہے

عقل کو مغلوب نفس اُو نفس شد — مشتری مات زحل شد نحس شد

جو عقل نفس سے مغلوب ہو وہ نفس بنجاتی ہے — جب مشتری زحل سے مات کھا جاتا ہے منحوس ہو جاتا ہے

ہم[2] دریں نحسے بگرداں ایں نظر — در کسے کو کرد نحست در نگر

اس نحوست میں بھی اپنی نگاہ کو گھما — اُس ذات کو دیکھ جس نے تجھے منحوس بنایا

آں نظر کو بنگرد ایں جزر و مد — اُو زنحسے سوئے سعدے نقب زد

جو نگاہ اِس اُتار چڑھاؤ کو دیکھے — اُس نے نحوست سے سعادت کیطرف راستہ بنالیا ہے

زاں[3] ہمی گردانت از حالے بحال — ضد بضد پیدا کناں در انتقال

(خدا) اِسلئے تجھے ایک حال سے دوسرے حال کیطرف لیجاتا ہے — تبدیلی میں ایک مخالف سے دوسرا مخالف پیدا کرتے ہوئے

تا کہ خوفت زاید از ذاتُ الشِّمال — لذتِ ذاتُ الیمیں یرجی الرِّجال

تاکہ تیرا خوف بائیں جانب والے (اعمالنامہ) سے پیدا — اُس دائیں جانب والے (اعمالنامہ) کی لذت جسکی لوگ تمنا کرتے ہیں

تا کہ از عسرت نہ بینی خوفہا — کے زلیسرے بازیابی لطفہا

جب تک کہ تو تنگی کے خوفوں کو نہ دیکھ لے گا — تو تجھے سہولت سے لطف کب حاصل ہونگے؟

تا نہ بینی خوف نحسِ مشأمہ — کے شناسی قدرِ لطفِ میمنہ

جبتک تو بائیں جانب والوں کی نحوست کا خوف نہ دیکھ لے گا — دائیں جانب والوں کے لطف کی قدر کب سمجھے گا؟

تا دو پر باشی کہ مرغِ یک پرہ[2] — عاجز آید از پریدن یکسرہ

تاکہ تو دو پروں والا ہو جائے کیونکہ ایک بازو کا پرندہ — اُڑنے سے کل عاجز رہتا ہے

---

[1] ببریدہ پے۔ پیر کٹے ہوئے لاشرقی ولاغربی۔ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یہ قرآن پاک میں اللہ کے نور کی صفت بیان کی گئی ہے یَخطِفُ۔ قرآن پاک میں کفار کے بارے میں ہے "یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ" قریب ہے کہ بجلی انکی نگاہوں کو اُچک لے۔ از حریصی۔ ناپائیدار عشق ایسا ہے جیسا کہ دریا کے جھاگوں پر گھوڑا دوڑانے کی کوشش یا آسمانی بجلی کی کوند میں خط پڑھنے کی کوشش عقل۔ عقل انسانی انجام پر نظر رکھتی ہے نفس کوتاہ بیں ہے۔ مشتری۔ سعد ستارہ ہے لیکن زحل منحوس ستارے کی رو اب میں آکر نحس بن جاتا ہے۔

[2] ہم دریں نحسے اگر انسان وساوسِ قلبی میں مبتلا ہو تو اُن کے درپے نہ ہو بلکہ یہ مراقبہ کرے کہ یہ وسوسے بھی اللہ کی جانب سے ہیں تو وساوس کی نحوست ختم ہو کر عروج کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ جزر۔ سمندر کا اتار۔ مد۔ سمندر کا چڑھاؤ۔

[3] زاں ہمی۔ انسان کے اَحوال کی تبدیلی میں مصلحت یہ ہے کہ ہر حالت کی قدر اُسی کو ہوتی ہے جو مصیبت میں پھنس چکا ہو۔ ذاتُ الشِّمال۔ بائیں جانب والے یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ ذاتُ الیمین۔ دائیں جانب والے یہ جنتیوں کی صفت ہے۔ عسر۔ تنگی۔ یسر۔ سہولت۔ مشأمہ۔ بائیں جانب یعنی بائیں جانب والے جو جہنمی ہونگے۔ دو پر۔ یعنی قبض اور بسط کی کیفیت۔

563

www.pdfbooksfree.pk

ہیں[۱] گذر از میمنہ و ز میسرہ
خبردار! دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے گذر جا

در سرائے سابقاں آں یکسرہ
بالکلیہ سابقین کے گھر میں

یار ہا کُن تا نیایم در کلام
یا تو چھوڑ دے تاکہ میں گفتگو نہ کروں

یا بدہ دستور تا گویم تمام
یا اجازت دے تاکہ پوری بات کہہ دوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں تراست
اگر تو نہ یہ چاہے، نہ وہ چاہے، تجھے اختیار ہے

کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
کون سمجھے کہ تیرا مقصد کیا ہے؟

جانِ ابراہیمؑ باید تا بنور
(حضرت) ابراہیمؑ کی جان چاہیئے تاکہ نور کے ذریعہ

بیند اندر نار فردوس و قصور
آگ میں جنت اور محلات دیکھ لے

پایہ پایہ[۲] بر رود بر ماہ و خور
درجہ بدرجہ چاند اور سورج سے اونچا جائے

تا نماند ہمچو حلقہ بندِ در
تاکہ کُنڈے کی طرح دروازہ کا پابند نہ رہے

چوں خلیلؑ از آسمانِ ہفتمیں
(حضرت ابراہیمؑ) خلیل (اللہ) کیطرح ساتویں آسمان سے

بگذرد کہ لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ
گذر جاتا ہے کیونکہ وہ "لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ" (کہتے ہیں)

ایں جہان تن غلط اندازِ شد
یہ جسم کی دنیا، غلطی میں مبتلا کرنیوالی ہے

جز مر آں را کو ز شہوت باز شد
علاوہ اُس کے جو خواہشِ نفسانی سے باز ہوا

حسدِ آں حشم بر آں غلامِ خاصِ سلطاں
بادشاہ کے خاص غلام پر غلاموں کا حسد کرنا

قصہ[۳] شاہ و امیران و حسد
شاہ اور امیروں، اور حسد کا قصہ

بر غلامِ خاص و سلطانِ خرد
خاص غلام، اور شہنشاہِ عقل پر

دور ماند از جرِّ جرّارِ کلام
دور رہ گیا کلام کو طول دینے والے کے طول دینے کیوجہ سے

ق

باز باید گشت و کرد آں را تمام
واپس لوٹنا چاہیئے اور اُس کو مکمل کرنا چاہیئے

باغبانِ مُلک با اقبال و بخت
اقبال اور نصیب والا، مُلک کا باغبان

چوں درختے و انداند از درخت
درخت اور درخت میں امتیاز کرنا کیوں جانیگا؟

آں درختے را کہ تلخ و رد بود
وہ درخت جو کڑوا اور ناپسند ہو

واں درختے کہ یکش ہفصد بود
اور وہ درخت جو ایک سات سو کے برابر ہو

کے برابر دارد اندر مرتبت
(اُن کو) رُتبے میں برابر کب رکھے گا؟

چوں بہ بیند شاں بچشمِ عاقبت
جب اُن کو دور اندیشی کی نگاہ سے دیکھے گا

---

[۱] ہیں قرآن پاک میں اصحابِ میمنہ اور میسرہ کا ذکر آیا ہے۔ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ یعنی جو دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے آگے ہونگے وہ مقرب ہونگے۔ میسرہ۔ بائیں جانب۔ یار ہا کُن۔ مولانا سننے والے کو مخاطب کرتے ہیں کہ یہ اسرار کا بیان ختم ہونا چاہیئے یا توجہ کی جائے تاکہ بیان پورا ہو سکے۔ جانِ ابراہیمؑ عقلِ کامل ہو تو حضرت ابراہیمؑ کی سی ہو۔ جو دشمنوں کی آگ میں بھی آخرت کا منظر دیکھ رہے تھے۔

[۲] پایہ۔ سالک کو مسلسل ترقی کرنی چاہیئے تاکہ خلوت راز سے باہر نہ رہے۔ حلقہ۔ کنڈی کا حلقہ دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا حضرت ابراہیمؑ نے یہ اُس وقت فرمایا جب چاند اور سورج کی الوہیت کا انکار کر رہے تھے۔

[۳] قصہ۔ درمیان میں مولانا نے کچھ اسرار و حکم کی باتیں شروع کر دی تھیں اب پھر اس قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جرّ۔ کھینچنا۔ جرّارِ کلام۔ کلام کو طول دینے والا۔ باغبان۔ بادشاہ اور غلاموں کی مثال باغبان اور درختوں کی سی ہے باغبان سب درختوں کو پہچانتا ہے اور اُن سے اُنکی حیثیت کا معاملہ کرتا ہے لہٰذا حسد بیجا ہے۔ یکش۔ باغ میں ایک درخت ایسا قیمتی ہوتا ہے جو بہت سوں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

566
www.pdfbooksfree.pk

کاں[1] درختاں را نہایت چیست بر
کہ اِن درختوں کا انجام کار پھل کیسا ہے؟

گرچہ یکسانند ایں دم در نظر
اگرچہ اِس وقت دیکھنے میں یکساں ہیں

شیخ کو بِنظُر بِنُورِ اللہ شُد
وہ شیخ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو گیا

از نہایت وز نخست آگاہ شُد
ابتداء اور انتہاء سے واقف ہو گیا

چشمِ آخر بیں بہ بست از بہرِ حق
اُسنے اللہ تعالےٰ کیلئے جو کو دیکھنے والی آنکھ بند کر لی ہے

چشمِ آخر بیں کُشاد اندر سبق
آخرت کو دیکھنے والی آنکھ پہلے سے کھول لی ہے

آں حسوداں بد درختاں بودہ اند
وہ حاسد، بُرے درخت تھے

تلخ گوہر شورِ بختاں بودہ اند
کڑوی اصل والے بدبخت تھے

از حسد جوشاں و کف می ریختند
حسد کی وجہ سے جوش میں تھے اور جھاگ گراتے تھے

در نہانی مکر می انگیختند
خفیہ طور پر مکر کرتے تھے

تا[2] غلامِ خاص را گردن زنند
تاکہ خاص غلام کو قتل کر دیں

بیخِ اُو را از زمانہ بر کنند
دنیا سے اُس کی جڑ اُکھاڑ دیں

چوں شود فانی جو جانش شاہ بود
وہ فانی کب ہو سکتا ہے جبکہ بادشاہ اُسکی جان تھا

بیخِ اُو در عصمتُ اللہ بُود
اُس کی جڑ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھی

شاہ ازاں اسرار واقف آمدہ
بادشاہ اُن رازوں سے واقف ہو گیا

ہمچو بوبکرِ ربابی تن زدہ
ابوبکرؒ ربابی کی طرح خاموش تھا

در تماشائے دلِ بدگوہراں
بد اصلوں کے دل کو دیکھ کر

مینرند خُنبک براں کوزہ گراں
اُن جعل سازوں پر تالیاں بجاتا تھا

مکر می سازند قومِ حیلہ مند
مکار قوم، مکاری کر رہی تھی

تا[3] کہ شہ را در فُقاعے در کُنند
تاکہ بادشاہ کو دھوکے میں مبتلا کر دیں

بادشاہے بس عظیمِ بیکراں
لا انتہا عظیم بادشاہ

در فُقاعے کے بگنجد اے خراں
اے گدھو! دھوکے میں کب پڑ سکتا ہے؟

از برائے شاہ دامے دوختند
بادشاہ کے لئے جال بُن رہے تھے

آخراں تدبیر از وآموختند
آخر یہ تدبیر (بھی) اُسی سے سیکھی تھی

نحس شاگردیکہ با اُستادِ خویش
وہ شاگرد بدبخت ہے جو اپنے اُستاد سے

ہمسری آغاز دو آید بہ پیش
مقابلہ کرے اور سامنا کرے

---

[1] کاں درختاں۔ بظاہر سب درخت یکساں ہیں۔ بر۔ پھل۔ شیخ۔ پیر سمجھتا ہے کہ کونسا مرید بالآخر کس مرتبہ پر فائز ہوگا۔ چشمِ آخر بیں۔ یعنی جانوروں والی آنکھ جو محض غذا جسمانی کو دیکھتی ہے جسوداں۔ یعنی اُن کے اعمال کے پھل تلخ تھے۔ تلخ گوہر۔ کڑوی جڑ والے۔ کف۔ جھاگ۔

[2] تا غلام۔ تاکہ مخصوص غلام کو قتل کر ڈالیں۔ عصمت اللہ۔ اللہ کی حفاظت۔ بوبکرؒ ربابی۔ ایک مجذوب ولی کا نام ہے جو سات سال تک بالکل خاموش رہے تھے کوزہ گراں۔ کمہار۔ کمہار چونکہ برتنوں پر طرح طرح کے رنگ چڑھاتا ہے لہٰذا جعل ساز اور ملمع گر کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔ خنبک زدن۔ ہتھیلیاں بجانا۔

[3] فُقاع۔ دھوکہ۔ بادشاہ۔ یعنی شیخ۔ اے خراں۔ پیر کو دھوکا دینے والا گدھا ہے دام۔ جال۔ تدبیر۔ سپاہی، شاہ اور سپہ سالار سے طریقہ سیکھتا ہے مُرید شیخ سے آداب سیکھتا ہے نحس۔ وہ شاگرد منحوس ہے جو اُستاد سے سیکھے ہوئے ہنر کے ذریعہ اُستاد ہی کا مقابلہ کرنے لگے۔

565
www.pdfbooksfree.pk

باکدام[1] اُستاد اُستادِ جہاں
کونسے اُستاد سے؟ دنیا کے اُستاد سے

پیشِ اُو یکساں ہُوید او نہاں
جس کے سامنے ظاہر و باطن یکساں ہے

چشمِ او بِنظرُ بِنُورِ اللہ شُدہ
اُسکی نظر اللہ (تعالےٰ) کے نور سے دیکھنے والی ہوگئی ہے

پردہائے جہل را خارق بُدہ
جہل کے پردوں کو پھاڑنے والی ہوگئی ہے

از دلِ سُوراخ چوں کُہنہ گلیم
پُرانی گدڑی جیسے دل کے سوراخ پر

پردۂ بندد بہ پیشِ آں حکیم
اُس دانا کے سامنے پردہ تانتا ہے

پردہ می خندد برو با صد دہاں
پردہ سَو مُنہ سے اُس پر ہنستا ہے

ہر دہانے گشتہ اشگافے در آں
اُس کا ہر سوراخ ایک مُنہ بن گیا ہے

گوید[2] آں اُستاد مر شاگرد را
وہ اُستاد، شاگرد سے کہتا ہے

کائے کم از سگ نیستت با من وفا
اے کُتّے سے کمتر! تو میرا وفادار نہیں ہے

خود مرا اُستا مگیر آہن گسُل
مجھے لوہے کو توڑنے والا اُستاد نہ سمجھ

ہمچو خود شاگرد گیر و کور دل
اپنی طرح شاگرد اور تاریک دل والا سمجھ

نہ از مَنَت یاریست در جان و رواں
کیا تیری جان اور روح میں میری امداد نہیں ہے

بے منت آبے نمی گردد رواں
میرے بغیر تیری کامیابی نہ تھی

پس دلِ من کارگاہِ تختِ نست
تیرے تخت کا کارخانہ میرا دل ہے

چہ شکنی ایں کارگہ اے نادرست
اے نالائق! اِس کارخانہ کو کیوں توڑتا ہے؟

گوئیش[3] پنہاں زنم آتش زنہ
تو اُس سے کہتا ہے میں پوشیدہ طور پر چقماق رگڑتا ہوں

نے بقلب از قلب باشد روزنہ
کیا دل سے دل تک سوراخ نہیں ہوتا ہے

آخر از روزن بہ بیند فکرِ تو
وہ تیرا خیال روزن میں سے دیکھ لیتا ہے

دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو
تیرے اِس ذکر کی دل گواہی دیدیتا ہے

لیک در رُویت نمالد از کرم
لیکن شرافت کی وجہ سے تیرے مُنہ پر نہیں کہتا ہے

ہر چہ گوئی خند و گوید نعم
تو جو کچھ کہتا ہے وہ مُسکرا دیتا ہے اور ہاں کہدیتا ہے

اُو نمی خندد ز ذوقِ مالشت
وہ تیری مالش کے ذوق سے نہیں ہنستا ہے

اُو ہمی خندد بر اں سگالشت
وہ تیرے خیال پر ہنستا ہے

اُس کا اظہار نہیں کرتا ہے اور اسکی ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔
نمی خندد۔ شیخ کی مسکراہٹ تصدیق کے لئے نہیں ہوتی ہے تحمیق کے لئے ہوتی ہے۔

[1] باکدام۔ یعنی استاد بھی وہ جو روحانی استاد ہے جس کے سامنے ہر شخص کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ بِنظرِ۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوا مِن فِراسَۃِ المُؤمِنِ فَاِنَّہٗ یَنظُرُ بِنُورِ اللہِ۔ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ خارق۔ پھاڑنیوالا۔ از دل۔ جو دل مصیبتوں کی وجہ سے پُرانی گدڑی کی طرح سوراخ در سوراخ ہے، یہ اُس کے راز کو چھپانا چاہتا ہے۔ پردہ۔ اِس دل کے سوراخوں پر پردہ ڈالتا ہے تاکہ راز نہ کھل جائے۔ ہر دہانے۔ پردہ کے پیچھے دل کا ہر سوراخ راز بتا رہا ہے۔

[2] گوید۔ استاد شاگرد سے کہتا ہے تو کُتّے سے بھی وفاداری میں کم ہے۔ خود مرا۔ اگر تو مجھے بہت بڑا استاد نہ سمجھے تو بھی کم از کم میں نے تیری تربیت تو کی ہے پھر یہ احسان فراموشی کیوں ہے۔ آب رواں شدن۔ کامیاب ہونا۔ دلِ من۔ تجھے جو تختِ عزت نصیب ہوا ہے وہ میرے دل کی کاریگری ہے۔

[3] گوئیش۔ شاگرد اُستاد کو دھوکا دینے کیلئے کہتا ہے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے۔ آتش زنہ۔ چقماق۔ روزنہ۔ سوراخ۔ آخر۔ پیر مُرید کے دل کی حالت معلوم کرلیتا ہے دل گواہی۔ مُرید کا دل بتادے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ لیک۔ شیخ مرید کے ہر مکر کو سمجھتا ہے لیکن بسا اوقات اپنی شرافت کی وجہ سے

566
www.pdfbooksfree.pk

پس خِدائی[1] را خِدائی شد جزا
دھوکے بازی کا بدلہ دھوکہ بازی ہے

کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا
پیالی مار، پیالہ کھا یہ سزا ہے

گر بُدے با تو وُرا خندہ رِضا
اگر تیرے ساتھ اُس کی رضامندی کی ہنسی ہوتی

صد ہزاراں گُل شگفتے مر ترا
تجھ میں لاکھوں پھول کھِل جاتے

چوں دلِ اُو در رضا آرد عمل
جب اُس کا دل خوشی میں کوئی کام کرے

آفتابے داں کہ آید در حمل
سمجھ لے کہ سورج (بُرج) حمل میں آگیا

زو بخندد ہم نہار و ہم بہار
اُس سے کھل جاتا ہے دن بھی اور (موسم) بہار بھی

در ہم آمیزد شگوفہ و سبزہ زار
شگوفے اور سبزہ زار آپس میں مل جاتے ہیں

صد ہزاراں بلبل و قمری نوا
لاکھوں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے

افگند اندر جہانِ بے نوا
لگتی ہیں (اِس) اُجاڑ دنیا میں

چوں ندانی تو خزاں را از بہار
جبکہ تو خزاں اور بہار کو نہیں سمجھتا ہے

چوں بدانی رمز خندہ در ثمار
تو پھلوں کے ہنسنے کے اشارے کیا سمجھے گا؟

چونکہ[2] برگِ رُوحِ خود زرد و سیاہ
جبکہ تو اپنی روح کے پتّوں کا زرد اور سیاہ ہونا

می نہ بینی چوں بدانی خشمِ شاہ
نہیں سمجھتا ہے تو شاہ کے غصّہ کو کیا سمجھے گا؟

آفتابِ شاہ در بُرجِ عتاب
شاہ کا سورج غصّہ کے بُرج میں آکر

میکند رُو ہا سیہ ہمچوں کتاب
اعمال نامہ کی طرح رو سیاہ کر دیتا ہے

آں عطارد را و رقہا جانِ ماست
ہماری جان اُس عطارد کے لئے کاغذ ہے

آں سپید و آں سیہ میزانِ ماست
وہ سفید اور سیاہ ہمارا معیار ہے

باز منشورے[3] نویسد سُرخ و سبز
پھر وہ سُرخ اور سبز فرمان لکھتا ہے

تا رہند ارواح از سودا و عجز
حتیٰ کہ ہماری روحیں پاگل پن اور عجز سے نجات پا جاتی ہیں

سُرخ و سبز افتاد نسخِ نو بہار
نو بہار کی تحریر سرخ اور سبز واقع ہوئی ہے

چوں خطِ قوسِ قزح در اعتبار
جو قیاس کرنے میں دھنک کمان کے نقش کی طرح ہے

اندریں معنیٰ شنو تو قصّہ
اِس مقصد میں تو ایک قصّہ سُن لے

تا بیابی از معانی حصّہ
تاکہ تو بھی معانی سے حصّہ پالے

سودا۔ عجز۔ یعنی وصول الی الحق سے عجز۔ سرخ و سبز۔ شیخ کے انوار مختلف انواع کے ہوتے ہیں جیسا کہ دھنک کمان میں مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اندریں معنیٰ بشیوخ اولیا، اللہ کا مظہر ہیں، بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کے خط کو اُن کا مظہر سمجھ کر تعظیم کی اور ہدہد کی حقارت کو مدِّ نظر نہ رکھا۔

---

[1] خِدائی۔ دھوکا، یعنی جس طرح کا معاملہ پیر کے ساتھ تو کیا ویسا ہی برتاؤ اُس نے کیا۔ کاسہ زن کوزہ بخور۔ یعنی اینٹ کا جواب پتھر۔ گر بُدے۔ پیر مُرید کے کاموں سے خوش ہو کر ہنسے تو مُرید فیوض سے مالا مال ہو جائے حمل۔ بکری کا بچہ، سورج کے بُرجوں میں سے ایک بُرج بکری کے بچّہ کی صورت میں ہے۔ جب سورج گردش کرتا ہوا اُس میں آتا ہے تو موسمِ بہار شروع ہو جاتا ہے۔ زو بخندد۔ یعنی موسمِ بہار کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ موسمِ بہار میں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے لگتی ہیں۔ چوں ندانی۔ جب مُرید حسِّ باطن سے بے بہرہ ہو تو نہ وہ فیوض کی آمد کو سمجھے گا نہ اُسے محرومی کو۔ در ثمار۔ پھلوں کا خندہ یہ ہے کہ انہیں پکنے کی رونق آجائے۔

[2] چونکہ۔ کور باطن کو جب یہ نظر نہیں آتا کہ اُس کی روح پر خزاں طاری ہے تو وہ پیر کے غصّہ کے اثرات کو بھی نہیں سمجھ سکتا ہے عتاب۔ پیر کی ناراضی سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ عُطارد۔ ستارہ جسکو دبیرِ فلک یعنی آسمان کا مُنشی بھی کہا جاتا ہے۔ ورقہا۔ جس طرح کاتب کا اثر کاغذ پر آتا ہے پیر کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ اور مُرید کی قلبی حالت ہی اُس کی اچھائی یا بُرائی کا معیار ہے۔

[3] منشور۔ شاہی فرمان۔ سودا۔ یعنی نفسانی لذّتوں کا

567
www.pdfbooksfree.pk

عکسِ تعظیمِ پیغمبرِ سلیمانؑ در دلِ بلقیس[1] از صورتِ حقیرِ ہُدہُد

(حضرت) پیغمبر سلیمان (علیہ السلام) کی تعظیم کا عکس بلقیس کے دل پر حقیر ہُدہُد کی صورت کے ذریعہ

رحمتِ صد تو براں بلقیس باد
اُس بلقیس پر سو گنی رحمت ہو

کہ خدا بیش عقلِ صد مرداں بداد
جس کو خدا نے سینکڑوں مَردوں کی عقل عطا فرمائی

ہُدہُدے نامہ بیاورد و نشاں
ایک ہُدہُد تحریر اور نشانی لایا

از سلیمانؑ چند حرفے بابیاں
(حضرت) سلیمانؑ کی جانب سے وضاحت کیساتھ چند حرف

خواند او آں نُکتہائے باشمول
اُس نے اُن جامع نکتوں کو پڑھا

وز حقارت ننگرید اندر رسول والا
اور نامہ بَر کو حقارت سے نہ دیکھا

چشمِ ہُدہُد دید و جان عنقاش دید
آنکھ نے ہُدہُد دیکھا اور جان نے اُس کو عنقا دیکھا

حِسّ چو کفّے دید و دل دریاش دید
حِس نے اسکو جھاگ دیکھا اور دل نے اُسکو دریا دیکھا

عقل با حِسّ زیں طلسماتِ دو رنگ
اِن دو رنگی طلسمات کی وجہ سے عقل حِسّ کے ساتھ

چوں محمدؐ با ابوجہلاں بجنگ
جنگ میں رہتی ہے جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوجہلوں کیساتھ

کافراں[2] دیدند احمدؐ را بشر
کافروں نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (صرف) انسان دیکھا

چوں ندیدند از وے اِنشقّ القمر
جبکہ اُن سے شقّ القمر (کا معجزہ) نہ دیکھا

خاک زن در دیدۂ حِسّ بینِ خویش
اپنی حِسّی آنکھ پر خاک ڈال

دیدۂ حِسّ دشمنِ عقل ست و کیش
حِسّی آنکھ، عقل اور مذہب، کی دشمن ہے

دیدۂ حِسّ را خدا اعماش خواند
حِسّی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا ہے

بُت پرستش گفت و ضدِّ ماش خواند
اُس کو بُت پرست کہا ہے اور ہمارا دشمن کہا ہے

زانکہ او کف دید و دریا را ندید
کیونکہ اُس نے جھاگ دیکھے اور دریا کو نہ دیکھا

زانکہ حالے دید و فردا را ندید
کیونکہ اُس نے موجودہ حالت دیکھی اور انجام نہ دیکھا

خواجۂ[3] فردا و حالی پیشِ اُو
وہ آخرت کے آقا ہیں اور اُسکے نزدیک موجودہ وقت کے

اُو نمی بیند ز گنجے جُز تسُو
وہ خزانے میں سے سوائے دمڑی کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

ذرّہ زاں آفتاب آرد پیام
(اگر) ایک ذرہ اُس سورج کا پیغام لائے

آفتاب آں ذرّہ را گردد غلام
سورج اُس ذرّے کا غلام بن جائے

---

[1] بلقیس۔ مُلکِ یمن کے شہر سبا کی حکمراں تھی جس کا قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ عقلِ صد مرداں۔ بلقیس اگرچہ عورت تھی لیکن اللہ نے اُسکو سینکڑوں مردوں کی سی عقل عطا فرمائی تھی۔ ہدہد۔ حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کے ذریعہ بلقیس کے پاس اپنا خط بھیجا تھا۔ نُکتہائے باشمول۔ جامع نکتے۔ رسول۔ قاصد یعنی ہدہد۔ چشمِ ظاہری آنکھ میں وہ ہدہد تھا مگر چونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا لہٰذا باطنی نگاہ نے اُس کو عنقا سمجھا۔ طلسماتِ دو رنگ۔ وہ چیزیں جو بظاہر حقیر ہیں لیکن بباطن عظیم ہیں اُن کے بارے میں عقل اور حِس میں جنگ ہوتی رہتی ہے۔ ابوجہلاں۔ یعنی ابوجہل کی طرح کے سخت کافر۔

[2] کافراں۔ کافر آنحضورؐ کی ظاہری بشریت کو دیکھتے تھے اور روحانی عظمت جس کا کرشمہ شقّ القمر کا معجزہ ہے اُس کو نہ دیکھتے تھے۔ دیدۂ حِسّ۔ محض ظاہر بیں نگاہ عقل و مذہب کی دشمن ہے۔ اَعماش خواند۔ خدا نے اُس کو اندھا قرار دیا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ۔ آپ فرما دیجئے کیا اندھا اور بینا برابر ہیں؟ اِس آیت میں اعمٰی سے وہ مراد ہیں جو صرف حِسّی نظر سے کام لیتے ہیں اور قلبی نظر سے محروم ہیں۔ زانکہ۔ کافروں کی ظاہر بیں نظر نے آنحضورؐ کا صرف ظاہر دیکھا روحانی قوتوں کو نہ دیکھا۔ فردا۔

[3] یعنی انجام۔ خواجۂ فردا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کے آقا ہیں وہ آنحضورؐ کی صرف موجودہ زندگی کو دیکھتا ہے۔ تسو۔ چار جَو کی بقدر وزن، اگر کا چوبیسواں حصہ یعنی آنحضورؐ جو ایک عظیم خزانہ تھے اُس میں سے اُسے صرف کوڑی اور دمڑی نظر آئی۔ زاں آفتاب۔ یعنی حق تعالیٰ۔ آفتاب۔ یعنی سورج۔

568

www.pdfbooksfree.pk

قطرۂ کز بحرِ وحدت شد سفیر[1]
ایک قطرہ جو دریائے وحدت کا پیغامبر بنا

ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
ساتوں سمندر اُس قطرے کے پابند ہوئے

گر کفِ خاکے شود چالاکِ اُو
اگر ایک مٹھی مٹی اسکے لئے (اطاعت میں) چست ہو جائے

پیشِ خاکش سر نہد افلاکِ اُو
تو اُس کی مٹی کے آگے اُس کے آسمان سر دھریں

خاکِ آدم چونکہ شد چالاکِ حق
(حضرت) آدمؑ کی مٹی چونکہ اللہ کے لئے چست بنی

پیشِ خاکش سر نہد املاکِ حق
اُس کی مٹی کے آگے اللہ کی مملوک چیزوں نے سر رکھدیا

اَلسَّمَآءُ انْشَقَّتْ آخر از چہ بود
"آسمان پھٹ گیا" آخر کس وجہ سے تھا؟

از پئے چشمے کہ خاکے بر گشود
اُس آنکھ کے لئے جو مٹی نے کھولی

خاک از دُردی نشیند زیرِ آب
مٹی تلچھٹ ہو جانے کیوجہ سے پانی کے نیچے بیٹھ جاتی ہے

خاک بیں کز عرش بگذشت از شتاب
مٹی کو دیکھا تیزی سے عرش سے بھی اونچی چلی گئی

آں لطافت پس بداں کز آبِ نیست
تو سمجھ لے وہ لطافت آب (و گل) کی نہیں ہے

جز عطائے مُبدعِ وہّاب نیست
ایجاد کرنیوالے عطا کرنیوالے (خدا) کی دین کے سوا کچھ نہیں ہے

گر کُند سِفلی ہوا و نار را
اگر وہ ہوا اور آگ کو سِفلی بنا دے

ور زگل اُو بگزراند خار را
اگر وہ کانٹے کو پھول سے بڑھا دے

حاکم ست و یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاء
وہ حاکم ہے اور اللہ (تعالیٰ) جو چاہے وہ کرتا ہے

اُو ز عینِ درد انگیزد دوا
وہ بعینہٖ درد سے دوا پیدا کر دیتا ہے

ور زمین[2] و آب را علوی کُند
اگر مٹی اور پانی کو علوی کر دے

راہِ گردوں را بپا مطوی کُند
آسمان کے راستے کو پیروں سے طے کرا دے

گر ہوا و نار را سِفلی کُند
اگر ہوا اور آگ کو سِفلی بنا دے

تیرگی و دُردی و ثِقلی[3] کُند
تاریکی اور تلچھٹ اور کثافت والا کر دے

نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چوں
کسی کی مجال نہیں کہ کہے "کیوں"؟

بس جگرہا کاندریں رہ گشت خوں
بہت سے جگر ہیں جو اس راستہ میں خون بنے ہیں

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاء
لہٰذا یقین ہو گیا ہے کہ "تو جس کو چاہے عزت دے"

خاکی را گفت پَر ہا بر کُشا
ایک خاکی کو کہا کہ پَر کھول

آتشی را گفت رَو ابلیس شو
آتشی کو کہا جا شیطان بن

زیرِ ہفتم خاک با تلبیس شو
ساتویں زمین کے نیچے مکار بن

---

[1] سفیر۔ پیغامبر۔ اسیر۔ پابند۔
چالاک۔ یعنی فرمانبرداری میں چست۔ املاک۔ یعنی تمام کائنات جو اللہ کی مملوک ہے۔ اَلسَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔ حضورؐ کے معجزہ شَقُّ القمر کی طرف اشارہ ہے۔ خاک بیں۔ حضورؐ کی معراجِ جسمانی کی طرف اشارہ ہے۔ آں لطافت۔ معراجِ جسمانی محض اللہ کا عطیہ تھا ورنہ جسمانی خواص کا تقاضا تو اس کے خلاف تھا۔ سِفلی۔ وہ چیزیں جن کا طبعی تقاضا زمین کی جانب رہنے کا ہے، عناصرِ اربعہ میں سے ہوا اور آگ علوی ہیں جنکا طبعی تقاضا اوپر جانے کا ہے۔ انگیزد دوا۔ قدرتِ حق درد کو دوا بنا دیتی ہے۔

[2] زمین و آب۔ یہ دونوں عنصر سِفلی ہیں۔ راہِ گردوں۔ آب و گل سے بنے ہوئے پیغمبروں کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ گر ہوا و نار۔ ہوا میں لطافت اور نار میں روشنی ہے اُن میں سِفلی عناصر کے خواص پیدا کر دیتا ہے۔

[3] ثِقل۔ تلچھٹ، کثافت۔ جگرہا۔ اس راز کو سمجھنے میں بہت سے جگر خون ہو گئے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

آدمِ خاکی[1] تو بر رَو بر سما — اے بلیسِ آتشی رَو تا ثریٰ

اے خاکی آدم! تو آسمان پر جا — اے آتشی شیطان! زمین کے نیچے جا

چار طبع و علّتِ اُولیٰ نیم — در تصرّف دائماً من باقیم

میں چار عنصر اور پہلی علت نہیں ہوں — میں تصرف کرنے میں ہمیشہ باقی رہنے والا ہوں

کارِ من بے علّت ست و مستقیم — نیست تقدیرم بعلّت اے سقیم

میرا کام بغیر علت کے ہے اور سیدھا ہے — اے بیمار! میری (خلق و) تقدیر علت کی وجہ سے نہیں ہے

عادتِ[2] خود را بگردانم بوقت — این غبار از پیش بنشانم بوقت

(مناسب) وقت پر اپنی عادت کو بدل دیتا ہوں — اس غبار کو سامنے سے ہٹا دیتا ہوں

بحر را گویم کہ ہیں پُر نار شو — گویم آتش را کہ رَو گلزار شو

میں سمندر کو کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا — میں آگ کو کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا

کوہ را گویم بُسُک[3] شو ہمچو پشم — چرخ را گویم فرو شو پیشِ چشم

میں پہاڑ کو کہہ دوں کہ گالے کی طرح ہلکا ہو جا — میں آسمان کو کہہ دوں آنکھوں کے سامنے نیچے اُتر آ

گویم[3] اے خورشید مقرون شو بماہ — ہر دو را سازم چو دو ابرِ سیاہ

میں سورج کو کہہ دوں چاند سے مل جا — دونوں کو دو کالے ابر کی طرح بنا دوں

چشمۂ خورشید را سازم خشک — چشمۂ خون را بفن سازم مُشک

میں چشمۂ آفتاب کو خشک کر دوں — خون کے چشمہ کو ہنر سے مُشک بنا دوں

آفتاب و مہ چو دو گاوِ سیاہ[2] — یوغ بر گردن بہ بندد شاں الٰہ

سورج اور چاند کو دو کالے بیلوں کی طرح — اُن کے کندھے پر اللہ (تعالیٰ) جوا باندھ دے

اِنکارِ فلسفی بر قرآن اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا

قرآن کی آیت "اگر تمہارا پانی نیچے اُتر جائے" پر فلسفی کا اِنکار

مُقرئی میخواند از روئے کتاب — مَاءُکُمْ غَوْرًا ز چشمہ بندم آب

ایک قاری قرآن میں سے پڑھ رہا تھا — مَاءُکُمْ غَوْرًا (یعنی) میں چشمہ سے پانی بند کر دوں

آب را در غور اگر پنہاں کنم — چشمہا را خشک و خشکستاں کنم

اگر پانی کو گہرائی میں پوشیدہ کر دوں — چشموں کو خشک اور ریگستان بنا دوں

بدل دے۔ یوغ۔ ہل، گاڑی کا جوا۔ مُقرئی۔ بیانی کتاب۔ قرآن پاک۔ مَاءُکُمْ۔ قرآن پاک میں ہے اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْنٍ اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے تو تمہارے پاس بہنے والا پانی کون لائیگا۔ زچشمہ۔ یہ سب اِس آیت کے معانی کا بیان ہے۔ غور۔ گڑھا۔

---

[1] خاکی۔ جو کہ سفلی ہے اسکو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر پرواز کرا دیتا ہے۔ آتشی۔ شیطان ناری علوی ہے اُس کو سفلی بنا دیا۔ ثریٰ۔ تحت الثریٰ یعنی زمین۔ چار طبع۔ چار عنصر۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ کائنات میں عناصر اربعہ ہی بالاضطرار متصرف ہیں۔ علتِ اولیٰ۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے صرف عقل اوّل کو پیدا کیا ہے اور اُس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے اب کائنات میں اللہ (تعالیٰ) کا تصرف نہیں ہے۔ بے علت۔ انسان کے کام کی کوئی علت غائی اور غرض ہوتی ہے اللہ بے نیاز ہے۔ سقیم۔ بیمار۔

[2] عادتِ خود۔ اپنے عام قاعدے میں اللہ تعالیٰ تبدیلی فرما دینے پر قادر ہے۔ غبار یعنی عام قاعدے کی رکاوٹ۔ بحر۔ سمندر کو اگر حکم دے تو پانی کے بجائے آگ سے بھر جائے، آگ کو حکم دے تو گلزار بن جائے۔ کوہ را۔ پہاڑ کو حکم دے تو وہ گالا بن جائے جیسا کہ قیامت میں ہوگا۔ چرخ۔ آسمان زمین بن جائے۔

[3] گویم۔ قیامت میں چاند اور سورج بہم مل جائیں گے۔ ہر دو۔ دونوں کا نور ختم ہو جائیگا جیسا کہ سورۃ تکویر میں مذکور ہے۔ چشمۂ خورشید۔ سورج بے نور ہو جائے۔ چشمۂ خون۔ ہرن کے نافہ میں خون مُشک بنجاتا ہے۔ آفتاب۔ یعنی صرف تبدیلِ صفات ہی نہیں خدا چاہے تو ماہیت

www.pdfbooksfree.pk

آب را در چشمہ کہ آرد دِگر
(تو) پانی کو چشمہ میں دوسرا کون لاسکتا ہے؟

جُز مَنِ[1] بیمثل با فضل و خطر
مجھ بے مثال، بزرگ اور عظیم کے علاوہ

فلسفیِ منطقیِ مُستہاں
ایک ذلیل، فلسفی، منطقی

میگذشت از سوئے مکتب آں زماں
اُس وقت مکتب کی جانب سے گذر رہا تھا

چونکہ بشنید آیتِ اُو از ناپسند
جب اُس نے آیت سُنی تو ناپسندیدگی سے

گفت آریم آب را ما با کلند
بولا کہ ہم پھاوڑے سے پانی نکال لائینگے

ما بزخمِ بیل و تیزیِ تبر
ہم بیلچے کی ضرب اور تبر کی تیزی سے

آب را آریم از پستی زبر
پانی کو نیچے سے اوپر لے آئیں گے

شب بخفت و دید اُو یک شیر مرد
وہ رات کو سویا اور اُس نے ایک بہادر مرد کو دیکھا

زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد
اُس (مرد) نے اُسکے منہ پر طمانچہ مارا دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیا

گفت زیں دو چشمۂ چشمم اے شقی[2]
اُس نے کہا اے بدبخت! آنکھوں کے اِن دو چشموں سے

با تبر نوُرے برآر ار صادقی
اگر تو سچا ہے تو تبر کے ذریعہ روشنی نکال لے

روز گشت و چشمِ خود را کور دید
دن ہوگیا، اور اُس نے اپنی آنکھوں کو اندھا دیکھا

نورِ فائض از دو چشمش ناپدید
بہنے والا نور اُس کی دونوں آنکھوں سے غائب ہوگیا

گر بنالیدے و مستغفر شُدے
اگر وہ روتا اور توبہ کرنے والا ہوتا

نورِ رفتہ از کرم ظاہر شُدے
تو مہربانی کی وجہ سے گیا ہوا نور ظاہر ہوجاتا

لیک استغفار ہم در دست نیست
لیکن توبہ بھی اپنے بس میں نہیں ہے

ذوقِ توبہ نقلِ ہر سرمست نیست
توبہ کا ذوق ہر مست کا چیدنا نہیں ہے

زشتیِ اعمال و شومیِ جحُود
بداعمالی اور انکار کی بدبختی نے

راہِ توبہ بر دلِ اُو بستہ بُود
توبہ کا راستہ اُس کے دل پر بند کر دیا تھا

دل[3] سختی ہمچو روئے سنگ گشت
دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا

چوں شگافد توبہ آں را بہر کشت
توبہ یکبیتی کے لئے اُس کو کس طرح پھاڑے؟

چوں شعیبے کو کہ تا اُو از دُعا
(حضرت) شعیبؑ جیسا کوئی کہاں ہے کہ وہ دعا سے

بہر کشتن خاک سازد کوہ را
پہاڑ کو بونے کے لئے مٹی بنادے

از نیاز و اعتقادِ آں خلیل
اس پیارے کی عاجزی اور اعتقاد کی وجہ سے

گشت ممکن امرِ صعب و مستحیل
سخت، ناممکن کام ممکن بن گیا

---

[1] جُز مَن۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ۔ فسہتہان۔ ذلیل۔ باکلند۔ یعنی فلسفی بولا نابیہ بالمعول والمعین ہم اُس پانی کو کدال اور مددگار کے ذریعہ نکال لیں گے۔ زبر۔ بلندی پر۔

[2] شقی۔ بدبخت۔ نورے۔ یعنی اُن آنکھوں کا نور جو اندھی ہوگئی تھیں۔ گر بنالیدے۔ اگر اُس گستاخی پر نادم ہوکر توبہ کرلیتا تو اللہ (تعالیٰ) کے کرم سے آنکھوں کی روشنی لوٹ آتی۔ در دست نیست۔ ہر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ نُقل۔ وہ میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ جحود۔ اِنکار

[3] دل سختی۔ گناہوں سے سنگدلی پیدا ہوجاتی ہے۔ شعیبؑ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کی دعا سے پہاڑ یکبیتی کے قابل ہوگیا تھا، لیکن اِس کا ثبوت نہیں ہے۔ آں خلیل۔ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کی دعا سے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ صعب۔ دشوار۔ مستحیل۔ محال۔ ناممکن۔

571
www.pdfbooksfree.pk

یا بدریوزہ[1] مُقوقس از رسول
یا مقوقس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست

سنگلاخے مزرعے شُد با وصول
پتھریلی زمین پیداوار والا کھیت بن گئی

ہمچنیں بر عکس آں اِنکارِ مرد
اسی طرح انسان کا انکار اُلٹا کی وجہ سے

مِس کند زر را و صلحے را نبرد
سونے کو تانبا اور صلح کو جنگ بنا دیتا ہے

کہربائے مسخ آمد ایں دُعا
یہ (بداعتقادی کی) پکار مسخ کی کہربا ہے

خاکِ قابل را کُند سنگ و حصیٰ
جو (کھیتی کے) قابل زمین کو پتھر و کنکر بنا دیتی ہے

ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست
ہر دل کو سجدہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے

مُزدِ رحمت قسمِ ہر مزدور نیست
ہر مزدور کی مزدوری کار رحمت میں حصہ نہیں ہے

ہیں[2] بہ پشتِ آں مکُن جُرم و گناہ
خبردار! اس کے بھروسہ جُرم اور گناہ نہ کر

کہ کُنم توبہ در آیم در پناہ
کہ میں توبہ کر لوں گا، پناہ میں آجاؤں گا

می بباید تاب و آبے توبہ را
توبہ کے لئے سوزش اور آنسو درکار ہیں

شرط شُد برق و سحابے توبہ را
توبہ کے لئے بجلی اور ابر شرط ہے

آتش و آبے بباید میوہ را
میوے کے لئے گرمی اور پانی چاہیئے

واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را
اس طریقہ کے لئے ابر اور برق ضروری ہے

تا[3] نباشد برقِ دل و آبِ دو چشم
جبتک دل کی بجلی اور دونوں آنکھوں کا پانی نہو

کے نشیند آتشِ تہدید و خشم
دھمکی اور غصہ کی آگ کب فرو ہو سکتی ہے؟

تا نباشد گریۂ ابرِ مُطر
جب تک ابر کا رونا بارش کے ذریعہ نہ ہو

تا نباشد خندۂ برق اے پسر
اے صاحبزادے! جب تک بجلی کا قہقہہ نہو

کے بروید سبزۂ ذوقِ وصال
وصال کے ذوق کا سبزہ کب اُگتا ہے؟

کے بجوشد چشمہا از آبِ زُلال
نیر پانی کے چشمے کب جوش میں آتے ہیں؟

کے گُلستاں راز گوید با سمن
گلستان یاسمن سے راز کب کہتا ہے؟

کے بنفشہ عہد بندد با سمن
بنفشہ سمن کے ساتھ دوستی کب کرتا ہے؟

کے چنارے کف کشاید در دعا
دعا کے لئے چنار ہاتھ کب پھیلاتا ہے؟

کے درختے سر فشاند در ہوا
ہوا میں درخت کب جھومتا ہے؟

کے شگوفہ آستینِ پُر نثار
نچھاور سے بھری ہوئی آستین شگوفہ کب

برفشاندن گیرد ایامِ بہار
بکھیرتا ہے موسم بہار میں؟

---

[1] دریوزہ: سوال، درخواست۔ مُقوقس: شاہِ مصر کا نام ہے جس کے پاس حضورؐ نے دعوتی گرامی نامہ بھیجا جس کے فوٹو شائع ہو چکے ہیں۔ با وصول: قابلِ پیداوار۔ اِنکار: یعنی خدا کی قدرت کا اِنکار۔ کہربا: ایک قسم کا پتھر ہے جس میں کشش ہوتی ہے۔ حصیٰ: کنکر۔ دستور: حکم، اجازت۔ مزد: مزدوری۔

[2] ہیں: توبہ کے سہارے گناہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حقیقی توبہ کا میسر آنا آسان نہیں ہے۔ تاب و آب: یعنی وہ دعا گناہ مٹاتی ہے جو سوزشِ دل اور آنسوؤں سے ہو۔ برق: یعنی دل کی شورش۔ سحاب: یعنی آنسوؤں والی آنکھیں۔ میوہ: پھل پکنے کے لئے گرمی و پانی ضروری ہے، اسی طرح اعمال کا پھل دل کی گرمی اور آنکھ کے آنسوؤں سے پکتا ہے۔ تہدید و خشم: گناہوں پر خدا کی وعیدیں اور غصہ ہے۔

[3] تا نباشد: جس طرح موسم بہار کی بہاریں ابر و برق پر موقوف ہیں اسی طرح دل کی کھیتی سوزشِ اندرونی اور آبِ چشم پر موقوف ہے۔ وصال: یعنی وصالِ حق۔ کے بجوشد: موسم بہار میں چشمے بہہ نکلتے ہیں اسی طرح دل کے سوتے دل کی گرمی اور رونے سے کھلتے ہیں۔ بنفشہ: گلِ بنفشہ اور گلِ سمن موسم بہار میں کھلتے ہیں۔ چنار: ایک درخت ہے جس کے پتے انسان کے پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں۔ شگوفہ: شگوفہ کے زیرہ

572
www.pdfbooksfree.pk

کے فروزد لالہ را رُخ ہمچو خوں[1]
خون جیسے (رنگ) سے لالۂ چہرے کو کب دمکاتا ہے؟

کے گُل از کیسہ برآرد زر بروں
پھول تھیلی سے سونا، کب نکالتا ہے؟

کے بیاید بُلبُل و گُل بُو کُند
بلبل کب آئے اور پھول کو سونگھے؟

کے چو طالب فاختہ کُو کُو کُند
عاشق کی طرح فاختہ کہاں ہے کہاں کب کرے؟

کے بگوید لک لک آں لکلک بجان
لق لق، لک لک (دل اور) جان سے کب کہے؟

لک چہ باشد مُلک لک اے مُستعان
لک کیا ہوتا ہے؟ اے مددگار مُلک تیرا ہے

کے نماید خاک اسرارِ ضمیر
زمین، دل کے راز کب ظاہر کرے؟

کے شود چوں آسماں بُستان مُنیر
باغ، آسمان جیسا روشن کب ہے؟

از کجا آورد اندایں حُلّہا[2]
یہ پوشاکیں کہاں سے لائے ہیں؟

مِن کَرِیمٍ مِن رَحِیمٍ کُلُّھَا
سب کی سب کریم (اور) رحیم کی جانب سے ہیں

آں لطافتہا نشانِ شاہد ست
وہ پاکیزگیاں محبوب کی نشانی ہیں

ایں نشانہا پائمردِ عابد ست
یہ نشانیاں عابد کی مددگار ہیں

آں شود شاد از نشاں کو دید شاہ
نشانی سے وہ خوش ہوتا ہے جسنے شاہ کو دیکھا ہو

چوں ندید اُورا نباشد انتباہ
جب اُس کو نہ دیکھا ہو آگاہی نہ ہوگی

رُوحِ آنکس کو بہنگامِ اَلَست
اُس شخص کی روح جس نے بھی اَلَست کے وقت

دید رب خویش و شد بیخویش و مست
اپنے رب کو دیکھا اور مست و بے خود ہوا

اُو شناسد بوئے مے کو می خورد[3]
شراب کی بُو وہ پہچانتا ہے جو شراب پیئے

چوں نخورد اُو مے چہ داند بو کُرد
جب اُس نے شراب پی نہیں وہ سونگھنا کیا جانے؟

زانکہ حکمت ناقۂ ضالّہ است
کیونکہ دانائی، گم شدہ اونٹنی ہے

ہمچو دلّالہ شہاں را دالّہ است
دلّالہ کی طرح شاہوں کے لئے راہنما ہے

تو بہ بینی خواب دے یک خوش لقا
تو خواب میں ایک حسین کو دیکھتا ہے

کو دہد وعدہ و نشانے مر ترا
جو تجھے وعدہ اور نشانی عطا کرتا ہے

کہ مُرادِ تو شود اینک نشاں
کہ تیرا مقصد پورا ہو جائے گا، یہ نشانی ہے

کہ بہ پیش آید ترا فردا فلاں
کہ فلاں شخص کل تیرے سامنے آئے گا

آیات کو دیکھ کر ذاتِ حق یاد آجاتی ہے۔ دلّالہ بمشاطہ۔ دالّہ۔ دلالت کرنے والی۔ تو بہ بینی۔ اللہ کی نشانیوں سے اللہ کو پہچاننے کی دوسری مثال ہے کہ اگر خواب میں آکر تم سے کوئی وعدہ کرے اور نشانیاں بتادے تو جب وہ نشانیاں سامنے آئیں گی تو تم پر کیسی کیفیت طاری ہوگی۔

---

[1] ہمچو خوں۔ لالہ کا رنگ خونی ہوتا ہے۔ زر۔ یعنی پھول کا زیرہ۔ فاختہ۔ اُسکی کُو کُو کی آواز کو محبوب کو تلاش کرنے کی آواز مانا جاتا ہے۔ لک لک۔ پانی کا پرندہ ہے جسکو لق لق بھی کہتے ہیں اُس سے لک لک کی آواز نکلتی ہے جس کے معنی ہیں "تیرے لئے" مولانا فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے۔ مُلکُ لکَ یا مُستعان "اے خدا ملک تیرا ہے" اسرارِ ضمیر۔ موسمِ بہار کے پھول زمین کے دل کے اسرار ہیں۔ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئے۔

[2] از کجا۔ موسمِ بہار میں تو بہارانِ چمن کو خدا لباس عطا فرماتا ہے۔ لطافتہا۔ موسمِ بہار کی لطافتیں۔ نشان۔ علامت۔ ایں نشان۔ ایک عابد عارف برگ و درختانِ سبز کو معرفتِ کردگار کا ذریعہ بناتا ہے۔ شاہ۔ حضرتِ حق۔ انتباہ۔ جو معرفت سے خالی ہے اُس کی نظر مصنوع پر رُک جاتی ہے صانع تک نہیں پہنچتی ہے۔ اَلَست۔ ازل میں خدا نے روحوں کو جمع کر کے کہا تھا: "اَلَستُ بِرَبِّکُم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

[3] اُو شناسد۔ آثار سے مؤثر تک پہنچنے کی چند مثالیں دی ہیں حکمت۔ حدیث شریف میں ہے دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اُس کو دیکھ لیتا ہے اُس کو لے لیتا ہے اسی طرح آیاتِ الٰہیہ سے اللہ کی ذات پر دلالت ہوتی ہے۔ ایک عارف کو اُس

573

www.pdfbooksfree.pk

یک نشانے آنکہ اُو باشد سوار
ایک نشانی یہ ہے، کہ وہ سوار ہوگا

یک نشانے کہ تُرا گیرد کنار
ایک نشانی یہ ہے کہ تجھے بغلگیر ہوگا

یک نشانیکہ بخندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے، وہ تیرے سامنے ہنسے گا

یک نشاں کہ دست بندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تیرے سامنے ہاتھ باندھیگا

یک نشانے انکہ ایں خوابے ہوس
ایک نشانی یہ ہے کہ یہ خواب خواہش سے

چوں شود فردا نگوئی پیشِ کس
کل جب ہوگی تو کسی سے نہ کہہ سکے گا

زاں نشاں باوالدِ یحییٰؑ بگفت
یہ نشانی (حضرت) یحییٰؑ کے والد سے کہی

کہ نیائی تا سہ روزاصلا بگفت
کہ تو تین روز تک بات نہ کر سکے گا

دَم مزن سہ روز ازیں آنیک خو
اے نیک عادت والے! اس بار میں تین دن تک دم نہ مارنا

کایں سکوت ست آیتِ مقصودِ تو
یہ خاموشی تیرا مقصود (حاصل ہونے) کی علامت ہے

ہیں میاور ایں[2] نشانے را بگفت
خبردار! یہ نشانی کسی کو نہ بتانا

ویں سخن را دار اندر دل نہفت
اس بات کو دل میں چھپائے رکھنا

تا سہ شب خامش کن از نیک و بد
تین رات تک اچھی بُری بات سے چُپ رہنا

ایں نشاں باشد کہ یحییٰؑ آیدت
یہ نشانی ہوگی کہ یحییٰ تیرے پاس پیدا ہو کر آئیگا

ایں نشانہا گویدت ہمچوں شکر
شکر کی طرح یہ نشانیاں تجھ سے کہے گا

ایں چہ باشد صد نشانے ہم دگر
یہ کیا، دوسری سو نشانیاں بھی (کہے گا)

ایں نشانِ آن نکو رکاں مُلک و جاہ
یہ اس کی نشانی ہوگی کہ جو مُلک و مرتبہ

کہ ہمی جوئی بیابی از الٰہ
تو چاہتا ہے وہ خدا کی جانب سے پائے گا

آنکہ[3] می گریی بہ شبہائے دراز
جس کے لئے تو لمبی راتوں میں روتا رہا ہے

وانکہ می سوزی سحر گہ در نیاز
اور جس کے لئے صبح کے وقت عاجزی میں جلتا رہا ہے

وانکہ بے آں روزِ تو تاریک شُد
وہ جس کے بغیر تیرا دن تاریک ہو گیا ہے

ہمچو دُو کے گردنت باریک شُد
تیری گردن تکلے کی طرح باریک ہو گئی ہے

وانکہ دادی ہر چہ داری در زکات
وہ (جس کے لئے) تو نے اپنا سب کچھ لٹا دیا

چوں زکاتِ پاک بازاں رختہاست
جبکہ پاکبازوں کی خیرات، سامان ہوتا ہے

رختہا دادی و خواب و رنگِ رُو
(جس کیلئے) تو نے سامان اور نیند اور چہرے کی آب و تاب لٹا دی

سَر فدا کردی و گشتی ہمچو مُو
سَر کو قربان کر دیا اور تو بال کی طرح بن گیا

---

[1] یک نشاں۔ مقصود پورا ہو جانے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ صبح کو ایک سوار آئیگا دوسری یہ ہے کہ وہ اگر بغلگیر ہوگا، تیسری یہ ہے وہ ہنسے گا، چوتھی یہ ہے کہ وہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوگا، پانچویں یہ ہے کہ تو یہ خواب کسی سے بیان نہ کر سکیگا۔ والدِ یحییٰؑ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی تو تین روز تک بات نہ کرنے کا بھی حکم دیا گیا تھا۔ نیک خُو یعنی حضرت زکریاء۔ مقصودِ تو۔ یعنی حضرت یحییٰؑ کی پیدائش۔

[2] ایں نشانے یعنی تین روز تک بات نہ کرنا۔ آیدت۔ تمہارے گھر پیدا ہوگا۔ ایں نشانہا یعنی خواب میں آنے والے نے جو نشانیاں بتائیں۔ ایں نشاں۔ اس شخص کا مقصود یہ تھا کہ اُس کو مُلک و جاہ حاصل ہو اُس کے حصول کی یہ نشانیاں بتائی تھیں۔

[3] آنکہ۔ جن کے لئے تو راتوں کو روتا تھا اور صبح سویرے عاجزی سے دعائیں کرتا تھا۔ دُوک۔ تکلا۔ ہر چہ داری۔ تمام مال و دولت۔ زکات۔ یعنی خیرات۔ رختہا دادی۔ سامان ہی نہیں بلکہ نیند اور چہرے کی رونق سب اس تمنا میں گنوا دی۔

www.pdfbooksfree.pk

چند در آتش نشستی ہمچو عُود[1]
کتنی مرتبہ تو اگر کی طرح آگ میں بیٹھا؟

چند پیشِ تیغ رفتی ہمچو خود
ڈھال کی طرح تو کتنی مرتبہ تلوار کے سامنے گیا؟

زینچنیں بیچارگیہا صد ہزار[2]
اِس طرح کی لاکھوں بے چارگیاں

خوئے عُشّاقست و ناید در شمار
عاشقوں کی عادت ہے اور وہ شمار نہیں ہوسکتیں

چونکہ اندر خواب دیدی حالہا
چونکہ تونے خواب میں وہ اَحوال دیکھے

آنکہ بُودے آرزویش سالہا
جن کی برسوں سے آرزو تھی

چونکہ شب ایں خواب دیدی روز شد
تونے جب رات کو یہ خواب دیکھا، دن ہوا

از امیدش روزِ تو پیروز شد
اِس کی امید سے تیرا دن کامیاب ہوا

چشم گرداں کردہ بر چپ و راست
تونے دائیں بائیں (جانب) آنکھیں دوڑائی ہیں

کاں نشان و آں علامتہا کجاست
کہ وہ نشانی اور وہ علامتیں کہاں ہیں؟

بر مثالِ[2] برگ می لرزی کہ وائے
تو پتّے کی طرح لرزتا تھا، کہ ہائے

گر رود در روز و نشاں ناید بجائے
اگر دن ختم ہوگیا اور نشانی نمودار نہ ہوئی

می دوی در کوی و بازار و سرا
تو کوچہ اور بازار اور سرائے میں دوڑتا تھا

چوں کسے کو گم کند گوسالہ را
اُس شخص کی طرح جس نے بچھڑا گم کردیا ہو

خواجہ خیرست ایں دوادو چیستت
جناب خیریت ہے یہ تیری بھاگ دوڑ کس لئے ہے؟

گم شدہ اینجا کہ داری کیستت
تیرا اِس جگہ جو گم ہوا ہے وہ تیرا کیا لگتا ہے؟

گویَدش خیرست لیکن خیرِ من
تو اُس سے کہے گا خیریت ہے لیکن میری خیریت

کس نشاید کہ بداند غیرِ من
مناسب نہیں ہے کہ میرے سوا کوئی جانے

گر[3] بگویم یک نشانم فوت شد
اگر میں ایک نشانی (بھی) بتادوں تو وہ جاتی رہی

چوں نشاں شد فوت وقتِ موت شد
جب نشانی جاتی رہی تو موت کا وقت آگیا

بنگری در روئے ہر مردِ سوار
تو ہر سوار انسان کے مُنہ کو تکتا ہے

گویدت منگر مرا دیوانہ وار
وہ تجھ سے کہتا ہے مجھے دیوانوں کی طرح نہ دیکھ

گویَدش من صاحبے گم کردہ ام
تو اُس سے کہتا ہے میں نے ایک ساتھی گم کردیا

رُو بجُست و جوئے اُو آوردہ ام
میں اُس کی تلاش میں ہوں

دولتت پائندہ باد اے سوار
اے سوار! تیری دولت باقی رہے

رحم کُن بر عاشقاں معذور دار
عاشقوں پر رحم کر، معذور سمجھ

---

[1] عُود۔ خوشبودار لکڑی ہے جس کی بتّیاں دھونی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ خود۔ ڈھال۔

[2] زینچنیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی مطلوب کے عاشقوں کو اِس طرح کی چیزوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پیروز۔ فیروز، کامیاب۔ چشم گرداں۔ یعنی رات کی بتائی ہوئی نشانیوں کی جستجو میں تو نظریں ڈورا تا ہا۔

[2] برمثال۔ صبح کو نشانیوں کی تلاش میں اِس خوف سے لرز رہا تھا کہ وہ نشانیاں نہ دیکھ پائے۔ گوسالہ۔ بچھڑا۔ دواددو۔ بھاگ دوڑ۔ کیستت۔ تیرا کون ہے۔ غیرِ من۔ کیونکہ وہ خواب کی بات کسی کو نہ بتا سکتا تھا۔

[3] گر بگویم۔ خواب کو نہ بتانا بھی ایک نشانی ہے کہدینے سے وہ نشانی فوت ہوجائیگی اور اُس کا فوت ہوجانا موت کی برابر ہے کیونکہ مقصود ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ منگر۔ اِشتیاق میں دیوانوں کی طرح ہر سوار کو دیکھتا تھا۔ معذور دار۔ گھورنے میں مجھے معذور سمجھ اور معاف کردے۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں طلب کردی بجدّ[۵۱] آمد نظر
جب تو نے کوشش سے طلب کی وہ نظر آئی

جِدّ خطا نکند چنیں آمد خبر
حدیث میں آیا ہے کہ کوشش رائیگاں نہیں جاتی

ناگہاں آمد سوارے نیکبخت
اچانک ایک نیک بخت سوار سامنے آیا

پس گرفت اندر کنارت سخت سخت
اُس نے گرم جوشی سے معانقہ کیا

تو شدی بیہوش و افتادی بطاق
تو بیہوش ہوگیا اور محراب میں گر پڑا

بیخبر گفت اِیں نُبُت سالوس و نفاق
ناواقف نے کہا، یہ مکر اور نفاق ہے

اُو چہ می بیند در و ایں شورِ چیست
وہ کب دیکھتا ہے کہ اس میں یہ جذبہ کس چیز کا ہے

اُو نداند کاں نشانِ وصلِ کیست
وہ نہیں جانتا کہ یہ کس کے ملنے کی نشانی ہے؟

ایں نشاں در حقِّ اُو باشد کہ دید
یہ نشانی اُس کیلئے (ہی) ہے جس نے (مقصد) سمجھا ہے

آں دگر را کے نشاں آید پدید
دوسرے کے لئے یہ نشانی کب واضح ہو سکتی ہے؟

ہر زماں[۵۲] کز وے نشانے می رسد
جب بھی اُس کی جانب سے کوئی نشانی ملتی ہے

شخص را جانے بجانے می رسد
(اُس) شخص میں ایک نئی جان آتی ہے

ماہیِ بیچارہ را پیش آمد آب
بیچاری مچھلی کے سامنے پانی آگیا

ایں نشانہا تِلْکَ آیَاتُ الْکِتَاب
یہ نشانیاں تِلْکَ آیَاتُ الْکِتَاب (جیسی ہیں)

پس[۵۳] نشانیہا کہ اندر انبیاست
وہ نشانیاں جو "انبیاء" میں ہیں

خاص آں حلبی را بُود کو آشناست
وہ اُن لوگوں کے لئے ہیں جو واقف کار ہیں

ایں سخن ناقص بماند و بیقرار
یہ بات ناقص اور بکھری رہ گئی

دل ندارم بید لم معذور دار
میرا دل نہیں ہے، میں بیدل ہوں، معذور سمجھ

ذرّہا را کے تواند کس شمرد
ذرّوں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟

خاصہ آں کو عشق از وے عقل بُرد
خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا ہو

می شمارم برگہائے باغ را
میں باغ کے پتّوں کو گنتا ہوں؟

می شمارم بانگِ کبک و زاغ را
میں چکور اور کوّے کی آواز کو شمار کرتا ہوں؟

در شمار اندر نیاید لیک من
وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں

می شمارم بہرِ رُشدِ مُمتحن
مُبتلا کی رہنمائی کے لئے گنتا ہوں

نحسِ کیواں یا کہ سعدِ مُشتری
زُحل کی نحوست یا مُشتری کی سعادت

ناید اندر حصر گرچہ بشمری
گنتی میں نہیں آتی ہے، اگرچہ تو شمار کرے

---

۵۱ جِدّ۔ کوشش۔ جِدّ باصطلاح میں حدیث شریف کو کہتے ہیں لیکن یہ حدیث نہیں بلکہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ مَنْ جَدَّ وَجَدَ "جس نے کوشش کی اُس نے پایا"۔ پس گرفت۔ گرم جوشی سے بغلگیر ہوا۔ طاق۔ محراب۔ بیخبر۔ یعنی وہ لوگ جو اصل قصہ سے ناواقف تھے۔ سالوس۔ مکر۔ شور۔ جوش۔ کہ دید۔ یعنی اُس چیز کو دیکھا ہو جس کی یہ نشانی ہے۔

۵۲ ہر زماں۔ مقصد حاصل ہونے کی جو جو نشانی وہ دیکھ رہا تھا اُس میں جان پڑتی جا رہی تھی۔ ماہی۔ پانی کو دیکھ کر جس طرح مچھلی میں جان پڑتی ہے خواب دیکھنے والے کے لئے یہ نشانیاں جو آیاتِ قرآنی کی طرح یقینی ہیں جان پڑنے کا سبب ہیں۔ تِلْکَ آیَاتُ الْکِتَاب "یہ قرآن کی آیتیں ہیں"۔ یعنی یہ نشانیاں ایسی ہی سچی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات جن میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

۵۳ پس نشانیہا۔ انبیاء میں جو نشانیاں ہیں اُنسے وہی متاثر ہوتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے شناسائی حاصل ہو۔ ایں سخن۔ یعنی انبیاء کی نشانیاں۔ بیقرار۔ غیر مرتب۔ ذرّہا۔ انبیاءؑ کی نشانیاں ذرّوں کی طرح بیشمار ہیں اور پھر دیوانہ عاشق اُنکو کیا گن سکتا ہے۔ می شمارم۔ باغ کے پتّے اور پرندوں کی آوازیں نہیں گنی جا سکتی ہیں۔ بہرِ رُشد۔ انبیاء کی لاتعداد نشانیوں میں سے کچھ بیان کرنے کیلئے۔ زحل۔ زحل ستارہ کی نحوست اور مشتری کی سعادت کے بارے میں نجومیوں کا خیال ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

لیک[1] ہم بعضے ازیں ہر دو[2] اثر
لیکن ان دونوں کے اثر کا کچھ حصہ

شرح باید کرد بہرِ نفع و ضر
(لوگوں کے) نفع و نقصان کے لئے بیان کر دینا چاہیئے

تا شود معلوم آثارِ قضا
تاکہ قضاءِ خداوندی کے اثرات معلوم ہو جائیں

شمّہ مر اہل سعد و نحس را
کچھ، سعادت اور نحوست والوں کو

طالعِ آں کس کہ باشد مشتری
جس کا طالع مشتری ہو

شاد گردد از نشاط و سروری
وہ نشاط اور عزت کی وجہ سے خوش رہے گا

وانکہ را طالع زحل از ہر شرور
جس کا طالع زحل ہوگا ہر قسم کے شروں سے

احتیاطش لازم آمد در امور
معاملات میں اس کے لئے احتیاط ضروری ہے

گر نگویم آں زحل استارہ را
اگر میں اس زحل ستارے کے متعلق، نہ کہوں

ز آتشش سوزد مر آں بیچارہ را
اس بیچارے کو وہ اپنی آگ سے پھونک دے

بس کن اے بیہودہ تازاں آفتاب
اے بیہودہ! بس کر، کہیں اس آفتاب

آتشے ناید بیکبارہ بتاب
کی آگ یکبارگی چمک نہ اٹھے

از کواکب در سپہرِ بیکراں
لامحدود، آسمان کے ستاروں میں

در دمے نے نور ماند نے نشاں
ایک دم نہ نور رہے، نہ نشان

آنچہ بر دارد در آں مشغول شو
جس کا نتیجہ نکلے اس میں مشغول ہو

وز دگر گفتارہا معزول شو
دوسری باتوں سے جدا رہ

جنبش اختر نیاید جز سقیم
ستارے کی چال مریض کے سوا کچھ نہیں ہے

بر ندارد جز کہ لطف آں رحیم
سوائے اس رحیم کی مہربانی کے کوئی چیز نتیجہ خیز نہیں ہے

اذکروا اللہ شاہِ ما دستور داد
ہمارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ذکر کی اجازت دیدی ہے

دید اندر نار و ما را نور داد
ہمیں آگ میں دیکھا اور ہمیں نور بخش دیا

گفت[92] اگرچہ پاکم از ذکرِ شما
فرمایا اگرچہ میں تمہارے ذکر سے پاک ہوں

نیست لائق مر مرا تصویرہا
مثالیں میرے مناسب نہیں ہیں

لیک ہرگز مست تصویر و خیال
لیکن مثال اور تخیل کا عادی

در نیابد ذاتِ ما را بے مثال
ہماری ذات کو بغیر مثال کے نہیں سمجھتا ہے

ذکرِ جسمانہ خیالِ ناقص ست[93]
جسمانی ذکر، ناقص خیال ہے

وصفِ شاہانہ از آنہا خالص ست
شاہانہ صفات اُن سے منزہ ہیں

[1] لیک۔ باوجود بیشمار ہونے کے کچھ بیان کر دی جاتی ہیں۔ بس کن۔ اللہ کی ذات اور نشانیوں کا بیان صحیح طور پر ممکن نہیں کوئی تجلی غیرت میں آگئی تو پھونک ڈالے گی۔ از کواکب۔ اس تجلی کا یہ اثر ہوگا۔ آنچہ۔ پہلے ستاروں سے متعلق باتیں ذکر کی تھیں اب فرماتے ہیں نجوم کی باتوں میں مشغولیت بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ستاروں کی حالتیں صحیح نہیں ہوتی ہیں فائدہ اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ اذکروا اللہ۔ خدا کا ذکر کرو یہ مفید ہے خواہ ہم اسکی حمد و ثنا میں اس کی شایانِ شان باتیں نہ بھی کہہ سکیں۔

[2] گفت۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات سے تشبیہ دے کر سمجھایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ناقص مثالیں ہیں، خدا کی ذات ان سے پاکیزہ ہے لیک۔ چونکہ انسان مادی چیزوں کو سمجھنے کا عادی ہوتا ہے لہٰذا مادی چیزوں کی مثال دے کر ہی اس کو اللہ کی صفات سمجھائی جاسکتی ہیں۔

[3] ذکرِ جسمانہ۔ اللہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ انسان کی طرح عاجز نہیں ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ کسی بادشاہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ جولاہہ نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست
(اگر) بادشاہ کو کوئی کہے کہ وہ جولاہہ نہیں ہے

ایں چہ مدحست آں مگر آگاہ نیست
یہ کیا تعریف ہے؟ شاید وہ واقف نہیں ہے

اِنکار[1] کردنِ موسیٰ علیہ السلام بر مناجاتِ شُباں

ایک چرواہے کی دعا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اِنکار

دید موسیٰ یک شُبانے را براہ
(حضرت) موسیٰؑ نے ایک چرواہے کو راستہ میں دیکھا

کو ہمی گفت اے کریم و اے اِلٰہ
کہ وہ کہہ رہا تھا اے کریم اور اے خدا!

تو کُجائی تا شوم من چاکرت
تو کہاں ہے؟ تاکہ میں تیرا نوکر بنوں

چارُقت دوزم کُنم شانہ سَرت
تیرا جوتا سی دوں تیرے سر میں کنگھی کروں

تو کُجائی تا کہ خدمتہا کُنم
تو کہاں ہے؟ تاکہ تیری خدمتیں کروں

جامہ ات را دوزم و بخیہ زنم
تیرا کپڑا سی دوں، اور بخیہ کر دوں

جامہ ات شویم سَپیشہ[2] شپہایت کُشم
تیرے کپڑے دھو دوں، تیری جوئیں مار دوں

شیر پیشت آورم اے محتشم
اے معزز! تیرے سامنے دودھ پیش کروں

ور ترا بیماریِ آمد بہ پیش
اگر تجھے بیماری لاحق ہو

من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
اپنے کی طرح میں تیرا غمخوار بنوں

دستکت بوسم بمالم پایکت
تیرے پیارے ہاتھ چوموں، تیرے نازک پیر ملوں

وقتِ خواب آید بروبم جایکت
سونے کا وقت آئے تو تیرا بستر صاف کر دوں

اے خدائے من فدایت جانِ من
اے میرے خدا تجھ پر میری جان قربان

جملہ فرزندان و خان و مانِ من
تمام اولاد، اور میرا گھر بار

گر بدانم خانۂ تو من مُدام
اگر مجھے تیرے گھر کا پتہ مل جائے تو میں ہمیشہ

شیر و روغن آرمت ہر صبح و شام
صبح و شام دودھ اور گھی تیرے لئے لاؤں

ہم پنیر و نانہائے[3] روغنیں
پنیر بھی اور روغنی روٹیاں بھی

خُمّہائے جوغرات اے نازنیں
دہی کی مٹکیاں اے نازنیں!

ق

سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام
تیار کروں، اور صبح و شام تیرے سامنے لاؤں

از من آوردن ز تو خوردن طعام
میرا لانا ہو، تیرا کھانا ہو

اے فدائے تو ہمہ بزہائے من
اے (وہ ذات) جس پر میری ساری بکریاں قربان

وے بیادت ہی ہی و ہیہائے من
اے (وہ ذات) کہ تیری یاد میں میری آہ و زاری ہے

---

[1] اِنکار کردن۔ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعریف اِمکان سے باہر ہے پھر بھی جس طرح بن پڑے تعریف کرنی چاہیئے اِسی کی مناسبت سے یہ قصہ نقل فرمایا ہے کہ چرواہے کی ناشائستہ تعریف چونکہ خلوصِ نیت سے تھی لہٰذا مقبولِ بارگاہ نبی۔ چاکر۔ نوکر۔ چارُق۔ جوتا۔ شانہ۔ کنگھی۔

[2] سپیشہ۔ سین کے ضمہ کے ساتھ، جوں۔ محتشم۔ باوقار۔ خویش۔ اپنا، رشتہ دار۔ دستک۔ دستکِ تو۔ پایکت۔ پایکِ تو۔ جایکت۔ جایکِ تو، اِن تینوں لفظوں میں کاف تصغیر، پیار کے لئے ہے۔ جملہ۔ ہمیشہ۔

[3] نانہائے روغنیں۔ پراٹھے۔ جوغرات۔ دہی۔ ہی ہی و ہیہائے۔ ہائے ہائے، آہ و زاری۔

578578
www.pdfbooksfree.pk

زیں نمط یہودہ می گفت آں شباں
وہ چرواہا اسطرح کی بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا

گفت موسیٰؑ با کیستی[1] اے فلاں
(حضرت) موسیٰؑ نے کہا اے فلاں! تو کس سے مخاطب ہے؟

گفت با آں کس کہ ما را آفرید
اُسنے کہا اُس ذات سے ہمکلام ہوں، جسنے ہمیں پیدا کیا ہے

ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید
یہ زمین اور آسمان جس کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوا ہے

گفت موسیٰؑ ہائے خیرہ سر شدی
(حضرت) موسیٰؑ نے فرمایا افسوس تو پاگل ہوگیا ہے

خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
مسلمان نہ ہوا (بلکہ) کافر ہوگیا ہے

اینچہ ژاژت و اینچہ کفرست و فشار
یہ تیری کیا بکواس ہے اور یہ تیرا کیا کفر اور بیہودگی ہے؟

پنبۂ اندر دہانِ خود فشار
اپنے منہ میں روئی ٹھونس لے

گند کفر تو جہاں را گندہ کرد
تیرے کفر کی بدبو نے دنیا کو بدبودار کردیا ہے

کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
تیرے کفر نے دین کے دیبا کو گدڑی بنادیا

چارُق[2] و پاتابہ لائق مر تراست
چپّل اور جوتا تیرے لئے مناسب ہے

آفتابے را چنینہا کے رواست
آفتاب کے لئے ایسی چیزیں کب مناسب ہیں؟

گر نہ بندی زیں سخن تو حلق را
اگر تو اِن باتوں سے منہ بند نہ کرے گا

آتشے آمد بسوزد خلق را
آگ آئے گی اور دنیا کو جلادے گی

آتشے گر نامدست ایں دود چیست
اگر آگ نہیں آئی تو یہ دھواں کیسا ہے؟

جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست
جان کالی ہوگئی، رُوح مردود کیوں ہے؟

گر ہمی دانی کہ یزداں داورست
اگر تو جانتا ہے کہ خدا حاکم ہے

ژاژ و گستاخی ترا چوں باورست
بیہودہ گوئی اور گستاخی پر تجھے کیوں یقین ہے؟

دوستیِ[3] بے خرد چوں دشمنی ست
بے وقوف کی دوستی دشمنی جیسی ہے

حق تعالےٰ زیں چنیں خدمت غنی ست
اللہ تعالےٰ اِس طرح کی خدمت سے بے نیاز ہے

باکہ می گوئی تو ایں با عمّ و خال
تو یہ کس سے کہہ رہا ہے، چچا اور ماموں سے

جسم و حاجت در صفاتِ ذوالجلال
جسم اور حاجت اللہ کی صفتوں میں؟

شیر اُو نوشد کہ در نشو و نماست
دودھ وہ پیتا ہے جو نشو و نما میں ہے

چارق اُو پوشد کہ اُو محتاجِ پاست
چپّل وہ پہنتا ہے جس کو پاؤں کی ضرورت ہے

در برائے بندہ است ایں گفتگو
اگر یہ گفتگو (اُس) بندے کے لئے ہے

آنکہ حق گفت اُو منم و من خداوُ
جسکے بارے میں اللہ (تعالےٰ) نے فرمایا میں وہ ہوں اور وہ میں

---

[1] باکیستی: یعنی خطاب تو باکیست، خیرہ سر، بیہودہ۔
ژاژ۔ ایک خاردار گھاس، ہرزہ ژاژخائی، بکواس کرنا۔ فشار۔ فا کے ضمہ کے ساتھ، بیہودہ بات۔ فشار۔ فا کے فتح کے ساتھ فشردن بمعنی نچوڑنا،
گند۔ گندگی۔ ژندہ۔ پارہ پارہ کپڑا، گدڑی، یعنی تیری اِس گفتگو سے کفر و الحاد پھیلے گا اور دین میں رخنہ پیدا ہوگا۔

[2] چارُق۔ جوتا، چپّل۔ پاتابہ۔ جوتا، کھڑاؤں۔ آفتابے یعنی ذاتِ خداوندی۔ خلق را یک شخص کا گناہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے آتشے۔ اگر عذاب ابھی نہیں آیا تو اُس کے آثار آگئے ہیں جس سے دل سیاہ ہوگیا ہے۔ یزداں۔ خدا۔ داور۔ حاکم۔

[3] دوستی۔ بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے۔ زیں۔ یعنی وہ خدمتیں جو گدڑیا اللہ تعالےٰ کے لئے بیان کر رہا تھا۔ عم۔ چچا۔ خال۔ ماموں۔ جسم۔ گدڑیئے نے پیر دبانے کو کہا تھا، حاجت۔ گدڑیئے نے روٹی کھلانے کو کہا تھا، شیر۔ غذا کی اُس کو ضرورت ہے جس کا جسم ہو اور اُسکا نشو و نما ہوتا ہو۔ محتاجِ پا۔ اللہ تعالےٰ کو نہ پیر کی ضرورت ہے نہ جوتے کی حاجت ہے۔ در برائے۔ بعض خدا کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اپنی شخصیت اور خواہشات کو فنا کرکے حضرتِ حق کی مرضیات کے

مطالب و حل مطلب میں آگے بڑھنے سے پہلے یہ حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت میں بنی آدم کو مخاطب کرکے فرمائے گا

www.pdfbooksfree.pk

آنکہ گفت اِنّی[1] مَرِضتُ لَم تَعُد
جسکے بارے میں فرمایا میں مریض ہوا تو نے عیادت کیوں نہ کی؟

من شدم رنجور او تنہا نہ شد
میں بیمار تھا وہ تنہا بیمار نہ تھا

آنکہ بی یَسمَعُ وَبی یَبصُرُ شدہ است
وہ کہ جو میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے ہو گیا ہے

در حقِ آں بندہ ایں ہم بیہودہ است
اُس بندے کے حق میں بھی یہ بیہودہ ہے

بے ادب گفتن سخن با خاصِ حق
اللہ (تعالیٰ) کے خاص بندے سے بے ادبی سے بات کرنا

دل بمیراند سیہ دارد وَرَق
دل کو مُردہ کر دیتا ہے، اعمالنامہ سیاہ کر دیتا ہے

گر تو مردے را بخوانی فاطمہ
اگر تو مرد کو فاطمہ کہہ کر بُلائے

گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ
اگرچہ سب مرد و عورت ایک جنس ہیں

قصدِ خونِ تو کُند تا ممکن ست
حتی الامکان تیری جان (لینے) کا ارادہ کرے

گرچہ خوشخوی و حلیم و ساکن ست
اگرچہ خوش مزاج اور بُردبار اور صاحبِ سکون ہو

فاطمہ[2] مدحست در حقِّ زناں
عورتوں کے لئے فاطمہ تعریف ہے

مرد را گوئی بود زخمِ سناں
(اگر) تو مرد کو کہے بھالے کا زخم ہوگا

دست و پا در حقِّ ما استایش ست
ہاتھ اور پیر ہونا ہمارے لئے تعریف ہے

در حقِ پاکیِ حق آلایش ست
اللہ (تعالیٰ) کی پاکی کے لئے ناپاکی ہے

لَم یَلِد لَم یُولَد اورا لائق ست
نہ اُس نے جنا نہ وہ جنا گیا اس کیلئے مناسب ہے

والد و مولود را او خالق ست
(کیونکہ) وہ باپ اور لڑکے کا خالق ہے

ہر چہ جسم آمد ولادت وصفِ اوست
جو جسم ہے پیدا ہونا اُس کی صفت ہے

ہر چہ مولود ست از یں سوئے جوست
جو جنا ہوا ہے وہ اِس طرف (جسم) کا جوئندہ ہے

زانکہ از کون[3] و فساد ست و مہیں
چونکہ وہ بننے بگڑنے (والے عالم) کا اور کمزور ہے

حادِث ست و مُحدِثے خواہد یقیں
وہ نو پیدا ہے اور یقیناً پیدا کرنے والے کا خواہاں ہے

گفت اے موسیٰ[4] دہانم دوختی
اس نے کہا اے موسیٰ! تم نے میرا مُنہ سِی دیا

وز پشیمانی تو جانم سوختی
اور شرمندگی سے میری جان جلا دی

جامہ را بدرید و آہے کرد و تفت
کپڑے پھاڑے اور گرم آہ کی

سر نہاد اندر بیاباں و برفت
بیاباں کا رُخ کیا اور چل دیا

جسمانی اور مادی چیزوں کا خاصہ ہے۔ حادِث۔ نو پیدا۔ مُحدِث۔ پیدا کرنے والا۔ گفت۔ چرواہے نے کہا۔
دوختی۔ چونکہ آپ نبی ہیں اور اطاعت ضروری ہے۔ وز پشیمانی۔ اللہ کا ذکر چھوڑنے سے شرمندگی ہے جو روح کو جلا رہی ہے۔ جامہ بدرید۔ ذکر سے محرومی کی وجہ سے۔

---

[1] اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُدنی۔ "میں بیمار ہوا تھا تو مزاج پُرسی کو نہ آیا" تو اِس سے مُراد یہ ہے کہ میرا وہ مخصوص بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اُسکی مزاج پُرسی کیوں نہ کی تھی۔ ایسے ہی بندوں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ ایسا بندہ ہوتا ہے۔ بی یَسمَعُ وَبی یَبصُرُ وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے یعنی اُس کی قوتِ سامعہ اُسی بات کو سنتی ہے جو میری مرضی کے مطابق ہو اور قوتِ باصرہ اُسی کو دیکھتی ہے جس میں میری رضا ہو۔
بے ادب۔ اللہ کے اِن مخصوص بندوں سے گستاخانہ باتیں کرنا دل کو مردہ اور اعمالنامہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

[2] فاطمہ۔ دودھ چھڑانے والی یہ جنتی عورتوں کی سردار آنحضورؐ کی صاحبزادی کا نام ہے جو ہر عورت اپنے لئے پسند کریگی۔ لیکن کسی مرد کو کہو تو وہ بُرا مان جائیگا۔ دست۔ انسان کے ہاتھ پیر میں نقصان ہو تو عیب ہے اللہ کیلئے ثابت کرو تو اُس کے تنزیہ کے منافی ہے۔ لَم یَلِد وَلَم یُولَد۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ اُسکو کسی نے جنا۔ جو بعض صاحبان نے اس کا ترجمہ بحرِ وحدت کا کیا ہے یعنی جنا ہوا ہونا ذاتِ باری سے کم درجہ کے لئے ہے بعض صاحبان نے اس کو جوئندہ کے معنی میں لیا ہے۔
ازیں سُو یعنی عالمِ امکان

[3] کون و فساد۔ بننا بگڑنا۔ یہ

[4] اے موسیٰ۔ ایک چرواہے کا ذکر سُن کر حضرت موسیٰ نے اُسکو ڈانٹا کہ تو نے یہ کیا بیہودہ بات کہی اللہ کا ذکر ایسا نہیں ہے جیسا تو کہہ رہا ہے۔ اللہ کا ذکر ایسا ہے جیسا اُس کی شان ہے۔ اس پر چرواہے نے کہا کہ میں نے آپ کا مُنہ سِی دیا اور میری جان جلا دی۔ اس پر موسیٰ کو وحی آئی کہ تم نے میرے بندے کو ہم سے جدا کر دیا۔ تم ہمارے پیغمبر بن کر آئے ہو یا جدائی ڈالنے کے لئے۔ اس پر موسیٰ نے چرواہے کو بلایا اور اُسکو اللہ کا ذکر اُسی طرح کرنے کو کہا جس طرح وہ کرتا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

عتاب کردنِ حق تعالیٰ باموسیٰ علیہ السّلام بہرِ شُباں

چرواہے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر خفگی

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا — بندۂ ما را ز ما کردی جُدا[1]

اللہ (تعالےٰ) کی جانب سے (حضرت) موسیٰ پر وحی آئی — تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جُدا کر دیا

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لئے آیا ہے — جُدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے

تا توانی پا منہ اندر فراق — کَاَبْغَضُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیَ الطَّلَاقُ

جب تک ہو سکے جُدائی میں قدم نہ رکھ — اِسلئے کہ طلاق میرے نزدیک بُری چیزوں میں سے سب سے بُری ہے

ہر کسے را اِصطلاحے دادہ ایم — ہر کسے را اِصطلاحِ دادہ ایم

ہم نے ہر شخص کی ایک طبیعت بنائی ہے — ہم نے ہر شخص کو ایک اِصطلاح دی ہے

در حقِ اُو مدح در حقِّ تو ذم — در حقِ اُو شہد و در حقِّ تو سم

اُسکے حق میں تعریف ہے (اور) تیرے حق میں بُرائی ہے — اُسکے حق میں وہ شہد ہے (اور) تیرے حق میں زہر ہے

در حقِ اُو نور در حقِّ تو نار[2] — در حقِ اُو وَرد در حقِّ تو خار

تیرے حق میں وہ نور ہے اُسکے حق میں آگ ہے — اُسکے حق میں وہ گلاب کا پھول ہے تیرے حق میں وہ کانٹا ہے

در حقِ اُو نیک در حقِّ تو بد — در حقِ اُو خوب در حقِّ تو رد

اُسکے حق میں وہ اچھی ہے تیرے حق میں بُری ہے — اُسکے حق میں وہ خوب ہے تیرے حق میں مردود ہے

ما بَری از پاک و ناپاکی ہمہ — از گراں جانی و چالاکی ہمہ

ہم پاکی اور ناپاکی سب سے منزّہ ہیں — سُستی اور چُستی سب سے (منزّہ ہیں)

من نکردم امر تا سُودے کُنم[3] — بلکہ تا بر بندگاں جودے کُنم

میں نے حکم اِس لئے نہیں دیا کہ کوئی فائدہ اُٹھاؤں — بلکہ اِس لئے کہ بندوں پر بخشش کروں

ہندیاں را اِصطلاحِ ہند مدح — سندیاں را اِصطلاحِ سند مدح

ہندوستان والوں کیلئے ہندوستان کی اِصطلاح تعریف ہے — سندھیوں کے لئے سندھ کی اِصطلاح تعریف ہے

من نگردم پاک از تسبیحِ شاں — پاک ہم ایشاں شوند و دُر فشاں

میں اُن کی تسبیح سے پاک نہیں بنتا ہوں — وہی پاک اور موتی برسانیوالے بن جاتے ہیں

مُستحق ہوتے ہیں۔ ہندیاں۔ ہر مُلک والے اپنی لغت اور اِصطلاح میں تعریف کر سکتے ہیں۔ نگردم۔ اللہ تعالےٰ بندوں کی تسبیح سے پہلے ہی پاک ہے۔ دُر فشاں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح موتی کے دانے ہیں۔

---

[1] جُدا۔ یعنی ذکر سے جو اُسے قُرب حاصل تھا وہ نہ رہا۔ وصل۔ اَنبیاء کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہے۔ الطلاق۔ حدیث شریف ہے۔ اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ حلال چیزوں میں سے طلاق اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ طلاق سے میاں بیوی میں فراق ہوتا ہے۔ ہر کسے۔ ہر انسان اپنی اِستعداد اور اپنے مروجہ اَلفاظ میں تعریف کرتا ہے جبکہ دل میں عقیدت ہے تو اُس کی تعریف بہر حال قبول ہے اور اُس کی وہ حمد اُسکے لئے باعثِ تعریف ہے ایک عامی انسان اپنی اِستعداد کے مطابق جو تعریف کرتا ہے اگر وہ لفظ پڑھا لکھا بولے تو اُس کے لئے وہ بُرائی ہے۔

[2] در حق۔ حضورؐ نے ایک لونڈی سے دریافت کیا، خدا کہاں ہے تو اُس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے تو یہ کہنا اُس کے لئے نور بنا اگر حضورؐ نے اُس کا اِسلام معتبر مانا اگر یہی جملہ ایک عالمِ فاضل کہے تو کفر ہے جو مُوجبِ نار ہے۔ رد۔ مردود۔ ما بَری۔ انسان تقدیس و تسبیح میں جو کچھ بھی کہتا ہے اللہ کی ذات اُس سے بلند ہے لہٰذا اب جو بھی کچھ کہے اُس کو نہ روکو۔

[3] من نکردم۔ اللہ تعالےٰ کے اَحکام کی پابندی میں اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ بندے پابندی کر کے رحم و کرم کے

581
www.pdfbooksfree.pk

مابروں[1] را ننگریم و قال را
ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں

مادروں را بنگریم و حال را
ہم باطن کو اور حال کو دیکھتے ہیں

ناظرِ قلبیم اگر خاشع بُوَد
ہم قلب کو دیکھنے والے ہیں اگر وہ عاجزی کرنیوالا ہو

گرچہ گفت لفظ نا خاضع بُوَد
اگرچہ لفظی گفتگو عاجزی کی نہ ہو

زاں کہ دل جوہر بود گفتن عَرَض
اِس لئے کہ دل جوہر ہے، اور کہنا عرض ہے

پس طفیل آمد عَرَض جوہر غرض
تو عَرَض ضمنی چیز ہے، جوہر مقصود ہے

چند ازیں الفاظ[2] و اضمار و مجاز
یہ مُنہ سے بولنا اور دل میں چھپانا اور مجاز کب تک!

سُوز خواہم سُوز با آں سُوز ساز
میں سوز ہی سوز چاہتا ہوں! سوز سے موافقت کر

آتشے از عشق در جاں برفروز
عشق کی آگ، جان میں روشن کر

سر بسر فکر و عبارت را بسُوز
(غور و) فکر اور عبارت کو بالکل جلادے

موسیا آداب داناں دیگراند
اے موسیٰؑ! آداب جاننے والے دوسرے ہیں

سوختہ جان و روواناں دیگراند
سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں

عاشقاں را ہر زماں سوزیست نیست
عاشقوں کو ہر وقت جلنا ہے

بر دہِ ویراں خراج و عُشر نیست
اُجاڑ گانوں پر خراج اور عُشر نہیں ہے

ور خطا[3] گوید وُرا خاطی مگو
اگر وہ غلط بات کہتا ہے تو اُس کو خطاوار نہ کہہ

گر بُود پُر خوں شہید آں را مشو
اگر شہید خون میں لتھڑا ہو اُس کو نہ دھو

خوں شہیداں را ز آب اولیٰ تر است
شہیدوں کے لئے خون پانی سے بہتر ہے

ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است
یہ غلطی تو صحیح چیزوں سے زیادہ اچھی ہے

در درونِ کعبہ رسمِ قبلہ نیست
کعبہ کے اندر قبلہ (رُو ہونے) کی رسم نہیں ہے

چہ غم ار غوّاص را پاچیلہ نیست
اگر غوطہ خور کے پاس چپل نہیں ہیں تو کیا غم ہے؟

تو ز سرمستاں قلاوُوزی مجو
تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر

از رفو مر جامہ چاکاں را مگو
جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر

ملّتِ عشق از ہمہ ملّت جُداست
عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جُدا ہے

عاشقاں را مذہب و ملّت خداست
عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ (تعالیٰ) ہے

---

[1] مابروں — حدیث شریف میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ تمہاری نیتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ خاشع۔ عاجزی کرنیوالا۔ خاضع۔ خاکساری کرنیوالا۔ جوہر۔ خود قائم رہنے والی چیز۔ عَرَض۔ دوسرے کے سہارے قائم رہنے والی چیز۔ غرض یعنی اصلی مقصد۔

[2] الفاظ جو مُنہ سے بولا جائے۔ اِضمار۔ دل میں کسی بات کا رکھنا۔ مجاز۔ لفظ کے حقیقی معنیٰ چھوڑ کر دوسرے معنیٰ مراد لینا۔ انسان کی تقریر و کلام میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں۔ موسیا۔ اے موسیٰؑ۔ آداب داناں۔ عارفین کاملین۔ سوختہ۔ یعنی وہ لوگ جن کی روحیں عشقِ خداوندی میں جل بھن گئی ہیں۔ بر دہِ۔ یعنی ویران گانوں سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ معاف کر دیا جاتا ہے اِسی طرح عاشقوں سے رسوم کی پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔

[3] ور خطا۔ جذبہ عشق میں اللہ کی شان میں نامناسب الفاظ بھی اللہ کو پسند ہیں جس طرح خون نجس ہے لیکن شہید کا خون اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا ہے اُس کو نہلایا نہیں جاتا ہے۔ خوں۔ خون آلودہ شہید پانی سے غسل دیئے ہوئے دوسرے مُردوں سے افضل ہے۔ در درونِ۔ جب انسان بیت اللہ کے اندر پہنچکر نماز پڑھے تو جدھر کو جی چاہے رُخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پاچیلہ۔ چپل۔ قلاوُوزی۔ رہنمائی۔ ملّتِ عشق۔ غلبہ حال میں طرف ذاتِ باری کی طرف توجہ ہوتی ہے مذہبی رسوم و قیود کی پابندی نہیں ہوتی۔

18 582
www.pdfbooksfree.pk

لعل[1] را گر مُہر نبود باک نیست
لعل پر اگر ٹھپہ نہیں ہے، پروا نہیں ہے

عاشق از دریائے غم غمناک نیست
عاشق غم کے دریائے غمگین نہیں (ہوتا) ہے

وحی آمدن بموسیٰ علیہ السّلام در عُذر خواستن آں شباں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر وحی آنا اس گڈریئے سے معذرت کے سلسلہ میں

بعد ازاں در سرِّ موسیٰؑ حق نہفت
اسکے بعد اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) موسیٰؑ کے باطن میں گفتگو کی

راز ہائے گفت کاں ناید بگفت
بات کے وہ راز جو بیان نہیں کئے جا سکتے

بر دلِ موسیٰؑ سخنہا ریختند
(حضرت) موسیٰؑ کے دل میں بہت سی باتیں ڈالدیں

دیدن و گفتن بہم آمیختند
مشاہدہ اور گفتگو کو آپس میں ملا دیا

چند بیخود گشت و چند آمد بخود
چند (بار) بیہوش ہوئے چند (بار) ہوش میں آئے

چند پرّید از ازل سوئے اَبد
چند (بار) اَزل سے اَبد تک پرواز کی

بعد ازیں گر شرح گویم ایں ز راہ
اسکے بعد اگر میں تشریح کردوں تو بیوقوفی ہے

زاں کہ شرحِ ایں ورائے آگہی ست
اس لئے کہ اس کی تشریح عقل سے بالاتر ہے

ور بگویم عقلہا را بر کند
اگر میں کہہ دوں تو عقلوں کو زائل کردے

ور نویسم بس قلمہا بشکند
اگر میں لکھوں تو قلموں کو توڑ دے

ور بگویم شرحہائے مُعتبر
اگر میں اس کی قابلِ بھروسہ شرحیں بیان کروں

تا قیامت باشد ایں بس مختصر
قیامت تک (بھی) وہ بہت مختصر (بیان) ہوگی

لاجرم[2] کوتاہ کردم من زباں
مجبوراً میں نے زبان کوتاہ کرلی

گر تو خواہی از درونِ خود بخواں
اگر تو چاہتا ہے اپنے اندر (سے) پڑھ لے

چونکہ موسیٰؑ ایں عتاب از حق شنید
جب (حضرت) موسیٰؑ نے یہ ناراضی اللہ سے سُنی

در بیاباں از پئے چوپاں دوید
جنگل میں گڈریئے کے پیچھے بھاگے

بر نشانِ پائے آں سرگشتہ راند
اس دیوانے کے نقشِ قدم پر روانہ ہوگئے

گرد از پرّہ بیاباں برفشاند
بیابان کے دامن سے گرد اُڑائی

گامِ[3] پائے مردمِ شوریدہ خود
دیوانوں کے پیروں کی رفتار

ہم زگامِ دیگراں پیدا بود
دوسروں کی رفتار سے جُدا ہوتی ہے

یک قدم چوں رُخ زبالا تا نشیب
ایک قدم رُخسار کی طرح اوپر سے نیچے کو

یک قدم چوں پیل رفتہ بر رایب
ایک قدم ہاتھی کی طرح ٹیڑا ترچھا

---

[1] لعل۔ لعل و گوہر پر کسی ٹھپے اور سکے کی ضرورت نہیں وہ خود قیمتی ہے۔ سِرّ۔ باطن۔ دیدن و گفتن۔ یعنی مشاہدہ کے ساتھ گفتگو۔ چند یعنی حضرت موسیٰؑ کو عروج حاصل ہوا اور بہت سے نئے انکشافات ہوئے۔ بعد ازیں۔ عالمِ ملکوت کے احوال بیان اور عقل سے بالاتر ہیں۔ ور بگویم ذات اور صفات کا بیان عقلوں اور تحریروں کے بس کا نہیں ہے۔

[2] لاجرم۔ وہ کیفیات خود اپنے اوپر طاری کرو تب کچھ معلوم ہوسکے گا۔ چوپاں۔ وہی گڈریا جس کو حضرت موسیٰؑ نے ڈانٹا تھا۔

[3] گام پائے۔ دیوانوں کے قدم ہی آڑے ترچھے پڑتے ہیں۔

583
www.pdfbooksfree.pk

گاہ[۱] چوں موجے برافرازاں عَلَم
کبھی موج کی طرح جھنڈا بلند کئے ہوئے

گاہ برخاکے نوشتہ حالِ خود
کبھی خاک پر اپنا حال لکھا

گاہ حیراں ایستادہ گہ دواں
کبھی حیران کھڑا ہوا، کبھی دوڑتا ہوا

عاقبت دریافت اُورا او بدید
انجام کار اُس کو پالیا اور دیکھا

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو
کوئی ادب اور ترتیب نہ تلاش کر

کفرِ تو دین ست و دینت نورِ جاں
تیرا کفر، دین ہے اور تیرا دین جان کا نور ہے

اے مُعافِ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ
اے "یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ" کے معافیدار

گفت اے موسیٰؑ ازاں بگذشتہ ام
کہا، اے موسیٰؑ اِس سے میں گذر چکا ہوں

من زسدرہ[۲] منتہیٰ بگذشتہ ام
میں سِدْرَۃُ الْمُنْتَہیٰ سے گذر گیا ہوں

تازیانہ بر زدی اسپم بگشت
تو نے کوڑا مارا میرا گھوڑا مُردہ گیا

محرمِ ناسوتِ مالاہوت باد
(خدا کرے) ہمارے ناسوت کا لاہوت (محرم ہنے

حالِ من اکنوں بروں از گفتن ست
اب میری حالت بیان سے باہر ہے

نقش[۳] می بینی کہ در آئینہ ایست
تو جو نقش آئینہ میں دیکھتا ہے

گاہ چوں ماہی روانہ بر شکم
کبھی مچھلی کی طرح پیٹ کے بل رواں

ہمچو رَمّالے کہ رملے بر زند
رمّال کی طرح جو رمّالی کرتا ہے

گاہ غلطاں ہمچو گوی از صولجاں
کبھی لُڑھکتا ہوا جیسے بلّے سے گیند

گفت مُژدہ دہ کہ دستوری رسید
فرمایا مبارک ہو، اجازت آگئی ہے

ہر چہ می خواہد دلِ تنگت بگو
جو تیرا تنگ دل چاہے، کہتا رہ

ایمنی از تو جہانے در اماں
تو امن میں ہے (اور) تیری وجہ سے ایک جہان امن میں ہے

بے محابا رو زباں را برگشا
جا، بے تامل زبان کھول

من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام
اب میں دل کے خون میں آلودہ ہوں

صد ہزاراں سالہ زاں سو گشتہ ام
لاکھوں سال (کی مسافت) اُس سے آگے کی رہا میں چھوڑ آیا ہوں

گنبدی کرد و ز گردوں برگذشت
جست لگائی اور آسمان سے پار ہو گیا

آفریں بر دست و بر بازوت باد
تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

اُنچہ می گویم نہ اَحوالِ من ست
جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے اَحوال نہیں ہیں

نقشِ تست آں نقش آں آئینہ نیست
وہ تیرا نقش ہے وہ نقش اُس آئینہ کا نہیں ہے

---

۱ گاہ — دیوانہ کبھی سر اُٹھائے بھاگتا نظر آئے گا کبھی پیٹ کے بل سرکتا ہوا۔ بر جملے مجنوں لیلیٰ کا نام زمین پر لکھتا پھرتا تھا۔ عاقبت بالآخر وہ گڈریا حضرت موسیٰؑ کو مل گیا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تجھے اِسی طریقہ پر مناجات کی اجازت مل گئی ہے جو بھی تیری زبان پر آئے کہتا رہ۔ کفر تو دوسروں کے لئے اگرچہ وہ کلماتِ کفریہ ہوں لیکن تیرے لئے عین دین ہے، تجھے خدا کی طرف سے امن حاصل ہے اور تیری وجہ سے دنیا کو بھی امن حاصل ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، تجھے اِن کلمات کی اجازت دیدی ہے۔ ازاں۔ یعنی مقامِ مناجات۔

۲ سِدْرَۃُ الْمُنْتَہیٰ — ساتویں آسمان پر بیری کے درخت جیسا کوئی درخت ہے جو حضرت جبرئیلؑ تک کی پرواز کی آخری حد ہے، یعنی اب میں اپنے اُس مقام سے گذر گیا جہاں غلبۂ حال میں نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔ تازیانہ۔ میری طبیعت کے لئے آپکی تنبیہ ایک تازیانہ ثابت ہوئی۔ ناسوت۔ عالمِ اَجسام۔ لاہوت۔ عالمِ ذاتِ الٰہی جس میں پہنچ کر سالک کو فنا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ حالِ من۔ ذوقی حالت کو اَلفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

۳ نقش می بینی — حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان اشعار کا تعلق "شاہ را گوید کسے جز لا بہ نیست" سے ہے یعنی

584
www.pdfbooksfree.pk

دَم[1] کہ مَردِ نائی اندر نائے کرد
نَے بجانے والے نے جو پھونک نَے میں بھری

ہاں و ہاں گر حمد گوئی و سپاس
خبردار خبردار تو جو شکر گزاری اور تعریف کرے

حمدِ تو نسبت بتو گر بہتر ست
تیرا تعریف کرنا تیرے اعتبار سے اگرچہ بہتر ہے

کاشکے[2] بہتر بودے مر ترا
کاشکہ تیری (وہ) بہتر (دعا) نہ ہوتی

چند گوئی چوں عطا بر داشتند
جب پردہ اٹھا دیں گے، تو کتنا کہے گا؟

ایں قبولِ ذکرِ تو از رحمت ست
تیرے ذکر کو قبول کر لینا رحمت ہے

با نمازِ او بیالود ست خوں
اُس کی نماز سے خون وابستہ ہے

خوں پلید ست و بآبے می رود
خون ناپاک ہے اور پانی سے دُھل جاتا ہے

کاں[3] بغیرِ آبِ لُطفِ کردگار
جو خدا کی مہربانی کے پانی کے بغیر

در سجودت کاش رُو گردانیئے
کاش تو سجدے میں رُخ پھیرتا

کاے سجودم چوں وجودم ناسزا
یعنی اے خدا! میرا سجدہ میرے وجود کیطرح (تیرے) لائق نہیں ہے

ایں زمیں از حلمِ حق دارد اثر
اس زمین میں اللہ (تعالےٰ) کی بُردباری کا اثر ہے

درخورِ نایست نے درخورِ مَرد
دینے کے مناسب ہے نہ کرانے، بجانے والے، مرد کے مناسب

ہمچو نافرجامِ آں چوپاں شناس
اُس نالائق گڈریئے کی سی سمجھ

لیک آں نسبت بحق ہم ابتر ست
لیکن وہ اللہ (تعالےٰ) کی نسبت سے ناقص ہے

دردِ او و سوز بودے مر ترا
اُس کا درد اور سوز تیرے لئے (حاصل) ہوتا

کایں نبود ست آنچہ می پنداشتند
جو اُنھوں نے خدا کے بارے میں، تصور کیا تھا وہ یہ نہ تھا

چوں نمازِ مستحاضہ رخصت ست
جیسے استحاضہ والی کی نماز جائز ہے

ذکرِ تو آلودہ تشبیہ و چوں
تیرا ذکر (اللہ) کرنا تشبیہ اور مثال سے آلودہ ہے

لیک باطن را نجاستہا بُود
لیکن باطن میں وہ نجاستیں ہوتی ہیں

کم نہ گردد از درونِ مَرد کار
کام کرنے والے کے باطن سے نہیں دُھلتیں

معنیِ سُبحَانَ رَبِّیَ دانیئے
"اے میرے رب تو پاک ہے" کے معنیٰ جان لیتا

مَر بدی را تو نکوئی دہ جزا
تو بُرائی کا بدلہ بھلائی سے عطا فرما

تا نجاست بُرد و گلہا داد بَر
کہ گندگی کو ختم کر دیا اور پھول نتیجہ میں دیئے

میرا سجدہ بھی تیرے لائق نہیں اور یہ سجدہ تیری خدمت میں پیش کرنا گستاخی ہے لیکن تیری ذات وہ ہے جو بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے، یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَات۔ اللہ اُن کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایں زمین۔ زمین اللہ کی صفتِ حلم سے متصف ہے۔

---

[1] دَم کہ۔ اللہ تعالیٰ تو اس پر قادر ہیں کہ اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق کر دیں لیکن ہماری استعداد اس کو قبول نہیں کر سکتی ہے جس طرح نَے بجانے والا اپنی طاقت کے اعتبار سے نَے میں پھونک نہیں بھر تا ہے ورنہ اُس کے پردے پھٹ جائیں، نَے کے لحاظ سے پھونکتا ہے۔ ہاں وہاں۔ ہم جو بھی تعریف کرتے ہیں وہ گڈریئے کی طرح کی تعریف کرتے ہیں۔ آبتر۔ ناقص، ہماری تعریف خدا کے اعتبار سے ناقص ہے۔

[2] کاشکے۔ جو تعریف تمہارے اعتبار سے بہتر بھی ہے کاش اُس کی بجائے تمہارے دل میں سوز و گداز ہو۔ چند گوئی۔ قیامت میں جب حجابات رفع ہونگے تو تمھیں پتہ چل جائیگا کہ ذاتِ باری وہ نہ تھی جو تم نے سمجھی تھی۔

ایں قبول۔ ہماری ناقص تعریف کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول کرتا ہے جس طرح کہ مستحاضہ کی نماز کو باوجود طہارت نہ ہونے کے قبول کر لیتا ہے۔ تشبیہ و چوں۔ ہم جس قدر تعریفیں کرتے ہیں اُن میں لامحالہ تشبیہات اور مثالیں ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب نہیں ہیں اُن کی ناپاکی مستحاضہ کے خون سے بھی زیادہ ہے۔

[3] کاں۔ باطنی نجاست صرف رحمت کے پانی سے ہی دُھل سکتی ہے۔ کاے۔ یعنی سجدہ میں سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ عرض کرتا ہے کہ

www.pdfbooksfree.pk

تا بپوشد او پلیدیہائے ما[1] — در عوض بر روید از وے مغنیہا
یہاں تک کہ وہ ہماری پلیدیوں کو چھپا لیتی ہے — بدلے میں اُس سے مغنیے کھلتے ہیں

پس چو کافر دید کو در داد و جود — کمتر و بے مایہ تر از خاک بود
تو کافر جب دیکھے گا کہ وہ عطا اور بخشش میں — مٹی سے بھی کمتر اور تہی دست تھا

از وجودِ او گل و میوہ نرست — جز فسادِ جملہ پاکیہا نجست
اُس کے وجود سے پھول اور میوہ نہ اُگا — پاکیوں کو خراب کرنے کے علاوہ اُس نے کچھ نہ کیا

گفت وا پس رفتہ ام من در ذہاب — حسرتا یا لیتنی کنت تراب
کہے گا میں نے اُلٹی چال چلی ہے — افسوس! کاش میں مٹی ہوتا

کاش از خاکے سفر نگزیدمے — ہمچو خاکے دانہ می چیدمے
کاش میں مٹی (ہونے) سے ترقی نہ کرتا — مٹی کی طرح بیج کو چن لیتا

چوں[2] سفر کردم مرا رہ آزمود — زیں سفر کردن رہ آوردم چہ بود
جب میں نے ترقی کی مجھے راہ نے آزمایا — اِس ترقی سے مجھے کیا تحفہ ملا؟

زاں ہمہ میلش سوئے خاکست کو — در سفر سودے نہ بیند پیش رو
اِسی وجہ سے اُس کا میلان مٹی کی طرف ہے کیونکہ وہ — ترقی میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا ہے

روئے واپس کردنش از حرص و آز — در رہِ او ہیچ نہ صدق و نیاز
اُس کی واپسی کی طرف رُخ کرنا حرص اور لالچ کی وجہ سے ہے — اُس کے راستہ میں کوئی سچائی اور عاجزی نہیں ہے

ہر گیا را کش بود میلِ علا — در مزید ست و حیات و نما
جس گھاس کا میلان بلندی کی طرف ہوتا ہے — وہ بڑھوتری اور زندگی اور (نشوونما) میں ہے

چونکہ گردانید سر سوئے زمیں — در کمی و خشکی و نقص و عبیں
چونکہ اُس نے زمین کی طرف رُخ کیا — وہ گھٹاؤ اور خشکی اور نقصان اور ٹوٹے میں ہے

میلِ[3] روحت چوں سوئے بالا بود — در تزاید مرجعت آں جا بود
تیری روح کا میلان جب (عالمِ) بالا کی طرف ہو — ترقی میں تیرا مرجع وہی ہوگا

ور نگونساری سرت سوئے زمیں — آفلی حق لا اُحب الآفلیں
اگر تو اوندھا ہے تیرا سر زمین کی طرف ہے — تو غروب کر جانیوالا ہے یقیناً میں غروب کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

ور نگونساری۔ جب روح اوندھی ہو جاتی ہے تو زمین پر واپس ہونے کی خواہش کرتی ہے۔
حق۔ دراصل حقاً تھا۔

---

[1] پلیدیہا۔ کھاد میں نجاستیں ہوتی ہیں۔ وید۔ بیند قیامت میں کافر سمجھے گا کہ وہ زمین سے بھی بدتر ہے زمین برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے اور اس نے اللہ کی نعمتوں کے بدلے میں کفر کیا۔ جز فساد۔ زمین نے ناپاک کو پاک بنایا کافر نے پاکیوں کو ناپاک کیا۔ گفت۔ یعنی قیامت میں حسرت سے کہیگا کہ کاش میں مٹی ہوتا کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیسکتا۔ سفر۔ جمادات سے ترقی کرکے نوعِ حیوانی وجود میں آئی ہے۔ دانہ۔ زمین میں بیج بویا جاتا ہے تو وہ بدلہ میں پھل پھول اگا دیتی ہے۔

[2] چوں سفر۔ سفر کی حالت میں انسان کی صحیح فطرت ظاہر ہو جاتی ہے یعنی مجھے ترقی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ رہ آورد۔ تحفہ سفر۔ میلش یعنی اُس کا کہنا یا لیتنی کنت ترابا۔ کاش میں مٹی ہوتا۔ روئے واپس یعنی مٹی بن جانے کی خواہش عجز اور نیاز سے ہو تو اللہ کو پسند ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے اس کا اظہار ہوا ہے۔ ہر گیا۔ کافر کے مٹی بننے کی خواہش کی مثال ہو کہ گھاس میں جب تک نشوونما ہے بڑھنے اور اوپر جانے کی خواہش ہے جب مُردنی چھاتی ہے تو اُس کا نیچے کی طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے۔

[3] میلِ روحت۔ روحِ انسانی جب اوپر جانے کی خواہش ہوتی ہے تو اوپر جانے میں اُس کو ترقی حاصل ہوتی ہو

586

www.pdfbooksfree.pk

پُرسیدن موسیٰ علیہ السلام از سرِّ غلبۂ ظالماں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ظالموں کے غلبہ کے راز کا سوال کرنا

گفت موسیٰؑ اے کریمِ کارساز — اے کہ یک[1] دم ذکرِ تو عمرِ دراز

(حضرت) موسیٰؑ نے عرض کیا اے کارساز کریم! — اے (وہ ذات) جس کا ایک لمحہ ذکر کرنا عمرِ دراز ہے

نقشِ کژ مژ دیدم اندر آب و گِل — چوں مَلائک اعتراضے کرد دل

میں نے عالمِ آب و گِل میں بہت سی آڑی ترچھی چیزیں — ملائک کی طرح دل نے اعتراض کیا ہے

کہ چہ مقصود ست نقشے ساختن — واندرو تخمِ فساد انداختن

کہ اس میں کیا مقصد ہے؟ کہ ایک نقش بنانا — اور اُس میں فساد کا بیج بو دینا

آتشِ ظلم و فساد افروختن — مسجد و سجدہ کُناں را سُوختن

ظلم اور فساد کی آگ بھڑکانا — مسجد اور سجدہ کرنے والوں کو پھونکنا

مایۂ[2] خونابہ و زردابہ را — جوش دادن از برائے لابہ را

خون اور پیپ کے ذخیرے کو — دل لگی کے لئے جوش دینا

من یقیں دانم کہ عینِ حکمت ست — لیک مقصودم عیانِ رویت ست

میں بالیقین جانتا ہوں کہ (یہ) بعینہٖ حکمت ہے — لیکن میرا مقصد مشاہدہ ہے

آں یقیں می گوید م خاموش کُن — حرصِ رویت گوید م نے جوش کُن

وہ یقین مجھ سے کہتا ہے، چُپ رہ — دیکھنے کی حرص مجھ سے کہتی ہے نہیں (سوال میں) جوش دکھا

مَر ملائک را نمودی سرِّ خویش — کاینچنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش

تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا — کہ اس طرح کا شہد، ڈنک کے لائق ہے

عرضہ کردی نورِ آدمؑ را عیاں — بر ملائک گشت مُشکلہا بیاں

تو نے آدمؑ پر علم، کھلم کھلا پیش کر دیا — فرشتوں کے اشکالات حل کر دیئے

حشرِ[3] تو گوید کہ سرِّ مرگ چیست — میوہا گویند سرِّ برگ چیست

تیرا حشر بتا دے گا کہ موت کا کیا راز ہے؟ — میوے بتاتے ہیں کہ پتّوں (کے ہونے) کا کیا راز ہے؟

سرِّ خون و نُطفہ حُسنِ آدمی ست — سابقِ ہر بیشی آخر کمی ست

خون اور نطفہ کا راز، آدمی کا حُسن ہے — ہر بیشی سے پہلے کمی ہوتی ہے

حصول کا سبب بنے۔ برگ۔ پتّے بظاہر بیکار ہیں لیکن جب وہ پھل کی گرمی اور سردی سے حفاظت کر کے پکاتے ہیں تو اُن کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ سرِّ خون۔ انسانی قوام کا حُسن جب ظاہر ہوتا ہے جب اُس سے انسان نوجوان اور حسین بن جاتا ہے۔ سابق۔ ناقص چیز کمال حاصل کرتی ہے۔

[1] یک دم۔ تھوڑا سا وقفہ جس میں ذکرِ الٰہی ہو، دراز عمر کے قائم مقام ہے۔ کژ مژ۔ یعنی سمجھ میں نہ آنیوالی چیزیں۔ چوں ملائک۔ آدمؑ کی تخلیق پر فرشتوں کا سوال و اعتراض معاندانہ نہ تھا بلکہ حکمت سمجھنے کے لئے تھا۔ کہ جو مقصود دنیا کی چیزوں میں بھلائی کے ساتھ برائی کا پہلو بھی ہے۔ آتش۔ کفر کا غلبہ ہوتا ہے تو اُس میں فساد، مسجدوں کی ویرانی سجدہ کرنیوالوں کا قتلِ عام ہوتا ہے۔

[2] مایہ۔ انسان کی تخلیق، منی اور خون سے ہوتی ہے پھر وہ ظلم و فساد کے کھیل کھیلتا ہے۔ عیانِ رویت۔ صاف دیکھنا۔ آں یقیں۔ یعنی یہ یقین کہ اس میں اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ جوش کُن یعنی جوش و خروش سے سوال کر۔ کاینچنیں۔ فرشتوں کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے متضاد قویٰ ہی خلافتِ خداوندی کے اہل اور صفاتِ الٰہی کا مظہر ہو سکتے ہیں۔ نوش یعنی خلافت۔ نیش۔ انسان کی فطرت جس میں فتنہ و فساد بھی مضمر ہے۔ نورِ آدمؑ۔ علمِ آدمؑ۔ مُشکلہا۔ یعنی آدمؑ کی خلافت پر جو اشکالات تھے۔

[3] حشرِ تو۔ حضرت موسیٰؑ کے سوال کا جواب ہے کہ ہر چیز کی خوبی اُس کے انجام سے ظاہر ہوتی ہے، قیامت میں معلوم ہو گا کہ موت جیسی تلخ چیز کے پیدا کرنے میں خدا کی حکمت یہ تھی کہ وہی اخروی نعمتوں کے

587

www.pdfbooksfree.pk

لوحؔ[1] را اوّل بشوید بے وقوف — آنگہے بر وے نویسد اُو حروف

ناواقف (بچہ) پہلے تختی دھو دیتا ہے — پھر اُس پر حروف لکھتا ہے

خوں کُند دل را زاشکِ مُستہاں — بر نویسد بر وے اَسرارِ نہاں

(سالک) بے وقت آنسوؤں سے دل کو خون کرتا ہے — (پھر) اُس پر پوشیدہ راز لکھتا ہے

وقتِ شُستن لَوح را باید شناخت — کہ مر آں را دفتر ے خواہند ساخت

دھوتے وقت تختی کو پہچان لینا چاہیئے — کہ اُس کو ایک دفتر بنائیں گے

چوں اساسِ خانہ می اَفگنند — اوّلیں بنیاد را بَر می کَنند

جب کسی گھر کی بنیاد رکھتے ہیں — پہلے نیو کھودتے ہیں

گِل برآرند اوّل از قعرِ زمیں — تا بآخر بر کشی مارِ مَعیں

پہلے زمین کی گہرائی سے مٹی کھودتے ہیں — تاکہ تو آخر میں پانی کھینچے

از حجامت[2] کودکاں گریند زار — کہ نمی دانند ایشاں سِرِّ کار

بچوں سے بچے زار زار روتے ہیں — کیونکہ وہ کام کے راز سے واقف نہیں ہیں

مرد خود زر می دہد حجّام را — می نوازد نیشِ خوں آشام را

مرد (باپ) پچھنے لگانے والے کو روپیہ دیتا ہے — خون چوسنے والے نشتر کو نوازتا ہے

می دَوَد حمّال دربارِ گراں — میرُباید بار را از دیگراں

بھاری بوجھ لئے ہوئے قلی دوڑتا ہے — دوسرے (قلیوں) سے بوجھ چھینتا ہے

جنگِ حمّالاں برائے بار بیں — ایں چنین ست اِجتہادِ مردِ دیں

بوجھ کے لئے قلیوں کی جنگ پر غور کر — دیندار کی کوشش اِس طرح کی ہے

چوں گرانیہا اَساسِ رحمت ست — تلخہا ہم پیشوائے نعمت ست

جبکہ گرانیاں، رحمت کی بنیاد ہیں — تلخیاں بھی رحمت کا پیش خیمہ ہیں

حُفَّتِ الجَنَّۃُ بِمَکْرُوھَاتِنَا — حُفَّتِ النِّیرَانُ مِن شَہَوَاتِنَا

جنت ہماری ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی ہے — (اور) جہنم ہماری مرغوب چیزوں سے گھیر دی گئی ہے

تخمِ[3] مایہ آتشت شاخِ ترست — سوختہ آتش قرینِ کوثرست

تیری آگ کا سرمایہ تر شاخ ہے — آگ کا جلا ہوا کوثر کے پاس ہے

ہر کہ در زنداں قرینِ محنتے ست — آں جزائے لذّتے و شہوتے ست

جو قید خانہ میں محنت میں مبتلا ہے — وہ لذت اور شہوت کی سزا ہے

---

[1] لوح را۔ یعنی ہر کمی بیشی کا سبب ہے، تختی پر سب سے پہلے ہر چیز مٹا دی جاتی ہے پھر اُس پر حسین نقش بنائے جاتے ہیں۔ خوں کند۔ انسان رو رو کر دل کو خون بنا دیتا ہے پھر اُس پر اَسرار نمودار ہوتے ہیں۔ وقتِ شُستن۔ عقلمند انسان کمی میں بیشی کو سمجھ جاتا ہے۔ چوں اساس۔ نیا گھر بناتے ہیں تو پہلے پُرانی بنیادوں کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ گِل برآرند۔ پانی حاصل کرتے ہیں تو پہلے زمین کھودتے ہیں۔

[2] از حجامت۔ تخریب میں تعمیر کا راز مضمر ہے، پچھنے لگاتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے لیکن نتیجہ میں بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ می دود۔ بوجھ اٹھانے والا تکلیف برداشت کرتا ہے تو مزدوری پاتا ہے۔ مردِ دیں۔ دیندار اپنے آپ کو تکالیف میں اِسی لئے مبتلا کرتا ہے تاکہ بہترین نتائج حاصل کرے۔ چوں۔ دنیا میں بھی تکلیفوں کے بعد راحتیں ہیں اور آخرت میں بھی۔ حُفّت۔ انسان نفس کی خواہشوں کے خلاف کرتا ہے تو جنت پاتا ہے شہتوں کو پورا کرتا ہے تو جہنم ملتی ہے۔

[3] تخمِ مایہ۔ شاخ تر ہوتی ہے تو سکھا کر اُسکو جلایا جاتا ہے جب جلتی ہے تو اُس پر پانی چھڑک کر بجھایا جاتا ہے۔ ہر کہ۔ نفس کی لذتوں کے نتیجہ میں جیلخانہ جانا پڑتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر کہ در قصرے[1] قرینِ دولتے ست — آں جزائے کارزار و محنتے ست

جو محل میں صاحبِ سلطنت ہے — وہ محنت اور جنگ کا بدلہ ہے

ہر کرا بینی بزر و سیم فرد — داں کہ اندر کسب کردن صبر کرد

جس کو تو چاندی اور سونے میں یکتا دیکھے — سمجھ لے اُس نے کمائی میں صبر کیا ہے

بے سبب[2] بیند چو دیدہ شد گزار — تو کہ در حسّی سبب را گوش دار

جب آنکھ (عالمِ اسباب سے) گذر جانیوالی بنجائے تو بغیر سبب کے دیکھتی ہے — تو حس کا پابند ہے سبب پر توجہ کر

آنکہ بیروں از طبائع جانِ اوست — منصبِ خرقِ سببہا آنِ اوست

جس کی جان (انسانی) طبائع سے باہر ہے — اسباب کو ترک کر دینے کا مقام اُسے حاصل ہے

بے سبب بیند نہ از آب و گیا — چشمہ چشمہ معجزاتِ انبیا

بغیر سبب کے پانی اور گھاس کے بغیر دیکھتا ہے — کثرت سے انبیاء کے معجزات (جیسے)

ایں سبب[3] ہمچوں طبیب است و علیل — ایں سبب ہمچوں چراغ است و فتیل

یہ سبب ایسا ہے جیسے طبیب اور بیمار — یہ سبب چراغ اور بتی کی طرح ہے

شب چراغت را فتیلے نو بتاب — پاک داں زینہا چراغِ آفتاب

رات کو اپنے چراغ کے لئے نئی بتی بٹ لے — سورج کے چراغ کو اُن سے پاک سمجھ

رَو تو کہگل ساز بہرِ سقفِ خاں — سقفِ گردوں را ز کہگل پاکداں

گھر کی چھت کے لئے تو گارا تیار کرلے — آسمان کی چھت کو گارے سے پاک سمجھ

وہ کہ چوں دلدارِ ما غم سوز شُد — خلوتِ شب در گذشت و روز شُد

واہ واہ جب ہمارا محبوب غم کو ختم کرنیوالا بن گیا — رات کی تنہائی ختم ہوئی اور دن نکل آیا

جُز بشب جلوہ نباشد ماہ را — جُز بدردِ دل مجو دلخواہ را

چاند کا جلوہ رات کے سوا نہیں ہوتا — دردِ دل کے بغیر محبوب کی جستجو نہ کر

ترکِ عیسیٰ کردۂ خر پروردۂ — لاجرم چوں خر برونِ پردۂ

تو نے عیسیٰؑ کو چھوڑا ہے، گدھے کی پرورش کی ہے — لامحالہ تو گدھے کی طرح خیمہ کے باہر ہے

---

[1] در قصرے جنگوں کی مشقتیں اور محنت برداشت کرنے سے ہی تختِ شاہی حاصل ہوتا ہے۔ ہر کرا۔ کمائی کی محنت پر صبر کرنے سے انسان دولت کا مالک بنتا ہے، غرضیکہ جب محنت اور مشقت کے بعد راحت ہے تو ظالموں کا ظلم چونکہ مظلوموں کی راحت کا سبب بنے گا تو ظالموں کی پیدائش میں حکمت ہے۔

[2] بے سبب۔ اوپر چونکہ مصائب اور تکالیف کو راحتوں کا سبب بتایا تھا اب اسباب اختیار کرنے کی بحث شروع کی ہے، جب تک انسان حواس کی قید و بند میں ہے اُس کی نظر اسباب پر ہوتی ہے تو اُس کو اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں اور جب حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ہر چیز کو بغیر اسباب کے قدرتِ الٰہی سے سمجھتا ہے تب اُس کے لئے ترکِ اسباب جائز ہے۔ طبائع۔ یعنی جب ریاضت کے ذریعہ ظاہری حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ظاہری سبب اُس کی نگاہ میں نہیں ہوتا ہے اب اُس کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسباب کو ترک کر سکے۔ بیند۔ جس طرح انبیاء کے معجزات اسباب سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ کی قدرت سے اُن کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح دیگر اشیاء کو بھی محض اللہ کی قدرت سے سمجھتا ہے، اسباب سے ان کو متعلق نہیں کرتا۔

[3] ایں سبب۔ عام انسانوں کے لئے سبب کا اختیار کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مریض کے لئے طبیب یا چراغ کے لئے بتی۔ چراغت۔ عام انسانوں کو سبب کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ آفتاب۔ جو کاملین ہیں وہ اسباب اختیار کرنے سے پاک ہیں۔ رَو۔ گھر کیلئے کہگل ضروری ہے ورنہ متہدم ہو جائیگا آسمان اُس سے منزہ ہے۔ یہی عوام اور خواص کا اسباب اختیار کرنے میں فرق ہے یعنی کہ خواص کو یہ مقام حاصل ہے۔ مجو بشب۔ چونکہ پہلے ہم رذائل سے پُر تھے لہٰذا ہم پر تجلی نہ ہوئی۔ ترک۔ خاص مقام اور تجلی نہ ہونے کی وجہ جسم پروری ہے۔ عیسیٰ۔ یعنی روح، عقل۔ خر۔ یعنی جسم، نفس۔ پردہ۔ بارگاہ رب العزت۔

589

www.pdfbooksfree.pk

طالعِ[1] عیسیٰؑ ست علم و معرفت
علم و معرفت عیسیٰؑ کا نصیب ہے

طالعِ خر نیست اے تو خر صفت
اے کہ تو گدھے جیسا ہے! گدھے کا نصیب نہیں ہے

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت
تو گدھے کا نالہ سنتا ہے، تجھے رحم آ جاتا ہے

پس ندانی خر خری فرمایدت
تو نہیں جانتا ہے کہ گدھا تجھ سے گدھے پن کی فرمائش کریگا

رحم بر عیسیٰؑ کن و بر خر مکن
عیسیٰؑ پر رحم کر اور گدھے پر نہ کر

طبع را بر عقل خود سرور مکن
نفس کو اپنی عقل کا سردار نہ بنا

طبع را ہل تا بگرید زار زار
نفس کو چھوڑ تاکہ وہ زار زار روئے

تو از و بستان وام جاں گذار
تو اُس سے وصولی کر اور جان کا قرض ادا کر دے

سالہا خر بندہ بودی بس بُود
تو سالوں گدھے کا غلام رہا ہے، کافی ہے

زانکہ خر بندہ زخر واپس بُود
کیونکہ گدھے کا نوکر گدھے کے پیچھے رہتا ہے

زاخروھُنّ[2] مرادش نفسِ تست
ان کو "پیچھے رکھو" سے تیرا نفس مُراد ہے

کُو بہ آخر باید و عقلت نخست
کیونکہ وہ پیچھے ہونا چاہیئے اور عقل پہلے

ہم مزاجِ خر شدست ایں عقلِ پست
یہ پست عقل گدھے کے مزاج کی ہو گئی ہے

فکرش اینکہ چوں علف آرم بدست
اُس کو یہی فکر ہے کہ چارہ کیونکر ہاتھ آئے

آں خرِ عیسیٰؑ مزاجِ دل گرفت
(حضرت) عیسیٰؑ کے گدھے نے دل کا مزاج حاصل کیا

در مقامِ عاقلاں منزل گرفت
عقلمند دل کے مقام میں جگہ پائی

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف
کیونکہ عقل غالب تھی اور گدھا کمزور تھا

از سوارِ زفت کردد خر نحیف
بھاری سوار سے گدھا کمزور ہو جاتا ہے

خود[3] ز ضعفِ عقلِ تو اے خر بہا
اے گدھے برابر اپنی عقل کی کمزوری کی وجہ سے

ایں خرِ پژمردہ گشت ست اژدہا
یہ ادھموا گدھا اژدہا ہو گیا ہے

گر ز عیسیٰؑ گشتۂ رنجور دل
اگر تو عیسیٰؑ کی وجہ سے رنجیدہ دل ہو گیا ہو

ہم از و صحت رسد اُو را اہل
اُسی سے صحت حاصل ہو گی، اُس کو نہ چھوڑ

اے مسیحِ خوش نفس چونی ز رنج
اے پاک دم مسیحا! تکلیف سے آپ کا کیا حال ہے؟

کہ نبود اندر جہاں بے مار گنج
دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

کرنا چاہیئے کیونکہ ذریعۂ صحت وہی ہے۔

اے مسیح۔ پہلے شعر میں مُرید کو نصیحت تھی اب پیر کو خطاب ہے

[1] طالعِ عیسیٰ یعنی علم و معرفت روح کا حصہ ہے، نفس اُس سے بے بہرہ ہے۔ نالۂ خر نفس اپنی خواہشات کے لئے واویلا کرتا ہے تو اُنکو پورا کر دیتا ہے۔ رحم۔ روح کی پرورش کر نفس کو روح پر غالب نہ بنا۔ واپس بود۔ گدھے والا جو گدھے سے بھی پیچھے ہے منزل پر گدھے کے بعد پہنچے گا۔

[2] اَخِّرُوْھُنَّ۔ حدیث شریف میں عورتوں کے بارے میں آیا ہے اَخِّرُوْھُنَّ حَیْثُ اَخَّرَھُنَّ اللّٰہُ "موخر کرو اُن کو جبکہ موخر کیا ہے اُن کو اللہ نے" مولانا فرماتے ہیں اِس حدیث میں جس طرح عورتوں کو مردوں سے مؤخر رکھنے کا حکم ہے اِسی طرح اُس میں نفس کو عقل سے موخر رکھنے کا حکم ہے۔ عقلِ پست۔ وہ عقل جو نفس سے مغلوب ہو گئی ہے۔ خرِ عیسیٰؑ۔ عقل سے نفس کو مغلوب بنا دیگا تو نفس میں بھی عقل کے خواص پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کے گدھے میں ہوا۔ سوارِ زفت۔ قوی سوار یعنی غالب عقل۔

[3] خرد۔ جب انسان کی روح کمزور ہو تو نفس کو بہت زیادہ غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ گر ز عیسیٰؑ۔ شیخ بمنزلہ حضرتِ عیسیٰؑ کے ہے جو مردہ روح کو زندہ کرتا ہے، اگر شیخ کی تربیت میں کسی بات سے دل کو رنج بھی پہنچے تو برداشت

www.pdfbooksfree.pk

چونی اے[1] عیسیٰؑ زدیدارِ یہود
اے عیسیٰ! یہود کے دیدار سے تیرا کیا حال ہے؟

چونی اے یوسفؑ زاخوانِ حسود
اے یوسفؑ! حاسد بھائیوں کیوجہ سے آپ کیسے ہیں؟

توشب و روز از پئے ایں قومِ غمر
تو دن رات اِس بے وقوف قوم کے پیچھے

چوں شب و روزی بدو بخشائی عمر
دن رات کی طرح ہے اور (اسکو زندگی بخشتا ہے

آہ ازیں صفرائیانِ بے ہنر
ان بے ہنر صفرادی مزاج والوں پر افسوس ہے

چہ ہنر زاید ز صفرا در دِ سر
صفرا سے کیا ہنر پیدا ہوتا ہے؟ دردِ سر (پیدا ہوتا ہے)

توہماں کُن کہ کُند خورشید شرق
تو وہی کر جو مشرق کا سورج کرتا ہے

بانفاق و حیلہ و دُزدی و زرق
باوجود نفاق اور حیلہ اور چوری اور مکاری کے

توعسل ماسر کہ در دنیا و دیں
دنیا اور دین (کے معاملہ) میں تو شہد ہے اور ہم

دفعِ ایں صفرا بود سر کنگبیں
سکنجبین اِس صفرا کو دفع کرنے والی ہے

سرکہ[2] افزودیم ما قومِ زحیر
ہم پیچش زدوں نے سرکہ بڑھا دیا ہے

توعسل بفزا کرم را وا مگیر
تو شہد میں اضافہ کردے، مہربانی کم نہ کر

ایں سزید از ما چنیں آمد ز ما
ہم اِسی لائق تھے ہم سے ایسا ہی ہوا

ریگ اندر چشم چہ افزاید عمی
ریت آنکھ میں کیا بڑھائے گا؟ اندھا پن

آں سزد از تو ایا کحلِ عزیز
اے پیارے سُرمے! تیرے یہی لائق ہے

کہ بیاید از تو ہر ناچیز چیز
کہ تجھ سے ہر ناچیز کوئی چیز حاصل کرلے

ز آتشِ ایں ظالمانت دل کباب
اِن ظالموں کی آگ سے تیرا دل کباب ہے

از تو جملہ اہدِ قومی بد خطاب
تیری جانب سے اہدِ قومی کا جملہ خطاب ہے

کانِ[3] عودی در تو گر آتش زنند
تو "اگر" کی کان ہے اگر تجھ میں آگ لگائیں گے

ایں جہاں از عطر و ریحاں پر کُنند
اِس دنیا کو عطر اور خوشبو سے بھر دیں گے

تو نہ آں عودی کہ از آتش کم شود
تو وہ اگر نہیں ہے جو آگ سے کم ہو جائے

تو نہ آں رُوحی اسیرِ غم شود
تو وہ روح نہیں ہے جو غم کی قیدی بنجائے

عود سوزد کان۔ واز سوزد دور
اگر جل جاتا ہے "اگر" کا ملنے سے دُور ہے

بادِ کے حملہ بَرد بر اصلِ نور
اصل نور پر ہوا کب حملہ کرسکتی ہے؟

---

[1] اے عیسیٰ: یعنی شیخ۔ یہود۔ یعنی بدکردار مُرید۔ یوسفؑ۔ یعنی پیر اخوانِ حسود۔ یعنی بدعمل مُرید۔ تو شب و روز۔ شیخ کی توجہ رُوح کی عمر دراز کرتی ہے۔ صفرائیاں۔ صفرادی مزاج والے جن پر صفرا کا غلبہ ہوتا ہے نہ وہ تندرست رہتے ہیں نہ اُن کو صحیح چیز نظر آتی ہے اور دردِ سر میں مبتلا رہتے ہیں۔ توہماں کُن جس طرح سورج باوجود تمام نالائقیوں کے سب کو منور کرتا رہتا ہے اسی طرح آپ بھی مریدوں کی بدکرداری کی وجہ سے اُن کو فیض سے محروم نہ کریں تو عسل۔ پیر کے افعال و اخلاق شہد کی طرح شیریں ہیں۔ ماسر کہ۔ مُریدوں کی بداعمالیاں سرکہ کی طرح تلخ ہیں۔ ایں صفرا نفس پر جو صفرا کا غلبہ ہے وہ سکنجبین سے دور ہوگا۔ سر کنگبیں۔ سکنجبین دوا ہے جو شہد اور سرکہ ملا کر بنائی جاتی ہے۔

[2] سرکہ۔ یعنی نفس کے ذلائل۔ زحیر۔ پیچش کی بیماری۔ ایں سزید۔ ہم اسی قابل ہیں کہ ہم سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ آں سزد۔ آپ بمنزلہ سُرمہ کے ہیں جو بینائی پیدا کرتا ہے۔ ز آتش۔ یعنی بے شک مُریدوں کی بدعملی سے آپ کا دل جلتا ہے۔ اہدِ قومی۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیدے۔ یہ دعا آنحضورؐ نے اُس وقت کی جب قوم نے اُن کو ستایا اور پے اُن کو بددعا نہ دی۔

[3] کانِ عودی۔ اگر کی لکڑی کو اگر جلایا جائے تو اُس کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں یہ بمنزلہ عود کے ذخیرہ کے ہے جو ختم نہیں ہوتا ہے یعنی۔ ۔ ۔ وں کی بدکاری اُس کے فیض کو ختم نہیں کرسکتی ہے۔

591
www.pdfbooksfree.pk

اے ز تو مر آسماں ہا را صفا — اے جفائے تو نکوتر[1] از وفا

اے (وہ کہ) تیری وجہ سے آسمانوں کو صفائی ملی ہے — اے وہ (ذات) کہ تیری جفا وفا سے بہتر ہے

زانکہ از عاقل جفائے گر رود — از وفائے جاہلاں بہتر بود

کیونکہ عقلمند سے اگر جفا بھی ہو جائے — تو جاہلوں کی وفا سے بہتر ہوتی ہے

عاقل آرد معرفت را در میاں — جاہل آرد معرفت را در زباں

عقلمند معرفت کو درمیان میں لاتا ہے — جاہل معرفت کو زبان پر لاتا ہے

گفت پیغمبرؐ عداوت از خرد — بہتر از مہریکہ از جاہل رسد

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عقل کیساتھ — اُس محبت سے بہتر ہے جو جاہل کیجانب سے ہو

دوستی با مردم دانا نکوست — دشمنی دشمن دانا بہ از نادان دوست

عقلمندوں سے دوستی اچھی ہے — دانا دشمن، نادان دوست سے بہتر ہے

رنجانیدن امیر آں خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بود

ایک امیر کا اُس سونیوالے کو تکلیف دینا جس کے مُنہ میں سانپ گھس گیا تھا

عاقلے بر اسپ می آمد سوار — در دہانِ خفتہ می رفت مار

ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا — ایک سوئے ہوئے کے مُنہ میں سانپ گھس رہا تھا

آں سوار آں را بدید و می شتافت — تا رہاند خفتہ را فرصت[2] نیافت

اُس سوار نے اُس کو دیکھا اور دوڑا — تاکہ سوتے ہوئے کو بچالے، موقع نہ ملا

چونکہ از غفلش فراواں بُد مدد — چند دَبّوسے قوی بر خفتہ زد

چونکہ عقل کی اسکو بہت مدد حاصل تھی — چند سخت کوڑے سوئے ہوئے کے مارے

خفتہ از خوابِ گراں چون بر جہید — یک سوارِ تُرک با دَبّوس دید

سویا ہوا جب گہری نیند سے اُٹھا — ایک تُرک سوار کو مع کوڑے کے دیکھا

بے محابا تُرک دَبّوسِ گراں — چونکہ افزوں کوفت او را شد دوال

تُرک نے بے جھجک سخت کوڑے — چونکہ اُس کے بہت مارے، وہ بھاگا

خفتہ زاں زخمِ گراں بر جست زود — گشت حیراں گفت آیا ایں چہ[3] بود

سویا ہوا اُس سخت چوٹ سے بہت جلد اُٹھا — حیران ہوگیا، بولا یہ کیا تھا؟

بُرد او را زخم آں دَبّوس سخت — زو گریزاں تا بزیرِ یک درخت

اُس سخت کوڑے کی چوٹ اُس کو لے گئی — اُس سے بھاگا کر، ایک درخت کے نیچے

[1] نکوتر۔ شیخ کی سختی سے مُرید کی اصلاح ہوتی ہے۔ زانکہ۔ عقلمند کا ظلم، نادان کی دوستی سے بہتر ہوتا ہے۔ عاقل۔ عقلمند، علم و معرفت پر عمل کرتا ہے جاہل محض زبان سے ذکر کرتا ہے۔ گفت پیغمبرؐ۔ ان الفاظ کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ دشمنِ دانا۔ عقلمند دشمنی بھی نہیں کرتا ہے اگر کرتا ہے تو بظاہر دشمنی ہوتی ہے اور اُس میں پوشیدہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ رنجانیدن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار نے جو کچھ کیا بظاہر دشمنی تھی لیکن اُس میں حکمت پوشیدہ تھی۔

[2] فرصت نیافت۔ یعنی بچانے کا موقع نہ ملا اور سانپ اُس کے مُنہ میں گھس گیا۔ مدد۔ یعنی وہ سوار عقلمند تھا۔ دَبّوس۔ گرز، کوڑا۔ شد دوال۔ وہ سونے والا بھاگا۔

[3] چہ بود۔ یعنی یہ سوار مجھے کیوں مار رہا ہے۔ بجرد۔ یعنی وہ اُٹھ کر بھاگا اور بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے نیچے پہنچا۔

592

www.pdfbooksfree.pk

سیب[1] بوسیدہ بسے بُدریختہ
سڑے ہوئے سیب بہت پڑے تھے

گفت زیں خور اے بدرد آمیختہ
بولا، یہ کھا اے دردمند!

سیب چنداں مردرا در خورد داد
(اُس) شخص کو اِس قدر سیب کھلائے

کز دہانش باز بیروں می فتاد
کہ اُس کے مُنہ سے باہر نکلنے لگے

بانگ می زد کاے امیر آخر چرا
وہ چیخا اے سردار! آخر کیوں؟

قصدِ من کردی تو نادیدہ جفا
بغیر قصور کے تو نے میری جان (لینے) کا ارادہ کیا ہے

گر ترا از اصلست با جانم ستیز
اگر اصلاً تجھے میری جان سے دشمنی ہے

تیغ زن یکبارگی خونم بریز
تلوار مار، ایک دم سے میرا خون بہادے

شوم ساعت کہ شُدم بر تو پدید
وہ گھڑی بڑی نحس تھی کہ میں تیرے سامنے آیا

اے خُنک آں را کہ روئے تو نہ دید
وہ قابلِ مبارکباد ہے جس نے تیرا چہرہ نہ دیکھا

بے جنایت[2] بے گنہ بے بیش و کم
بلا زیادتی، بلاخطا، بلاکمی اور بیشی کے

مُلحداں جائز ندارند ایں ستم
(کافر بھی) یہ ظلم جائز نہیں سمجھتے ہیں

می جہد خوں از دہانم با سخن
بات کے ساتھ میرے مُنہ سے خون ٹپکتا ہے

اے خدا آخر مُکافاتش تو کُن
اے خدا تو اِس کا بدلہ لے!

ہر زماں می گفت اُو نفرین نو
وہ ہر لمحہ ایک نئی ملامت کر رہا تھا

اُوش می زد کاندریں صحرا بدو
(اور) وہ اُس کو مارتا تھا کہ اِس بیاباں میں دوڑ

زخمِ دُنبوس و سوارِ ہمچو باد
کوڑے کی چوٹ، اور ہوا کی طرح کا سوار

می دوید و باز بر رو می فتاد
وہ دوڑتا تھا اور پھر مُنہ کے بَل گرتا تھا

مُمتلی و خوابناک و سُست بُد
وہ شکم پُر اور نیند میں، اور سُست تھا

بر سر و پایش ہزاراں زخم شُد
اُس کے سر اور پیروں پر ہزاروں زخم ہو گئے

تا شبانگہ می کشید[3] و می کشاد
رات تک کھینچا تانی ہوتی (رہی)

تا ز صفرا قے شدن بر وے فتاد
یہاں تک کہ اُس کو صفرا کی قے ہونے لگی

زو بر آمد خوردہا زشت و نکو
اُس سے اچھا بُرا کھایا ہوا نکل پڑا

مار با آں خوردہ بیروں جست ازو
اُس کھائے ہوئے کے ساتھ سانپ بھی اُس میں سے نکلا

چوں بدید از خود بروں آں مار را
جب اُس نے اپنے (پیٹ) میں سے سانپ نکلتا دیکھا

سجدہ آورد آں نکو کردار را
اُس بھلے (انسان) کے سامنے اُس نے سجدہ کیا

---

[1] سیب۔ وہ درخت سیب کا تھا اور اُس کے نیچے گلے سڑے سیب بہت پڑے تھے۔
گفت۔ سوار نے کہا۔ مردرا۔ یعنی سونے والے کو۔ بانگ می زد۔ سویا ہوا اُٹھ کر جو بھاگا تھا وہ چیختا تھا۔ نادیدہ جفا۔ یعنی میں نے تجھ پر کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہے۔ یکبارگی۔ دفعۃً قتل ہو جانا آسان ہوتا ہے۔ اے خُنک روئے تو۔ یعنی تجھ جیسے ظالم کا چہرہ۔

[2] جنایت۔ ظلم، زیادتی، قصور۔ بے دین۔ اے خدا۔ ایسے ظالم کو خدا ہی سزا دے سکتا ہے۔ مکافات۔ بدلہ۔ اوش۔ یعنی وہ مُرکب سوار اُس بھاگنے والے کو۔ ہمچو باد۔ وہ تیز رَو گھوڑے پر سوار تھا۔ باز۔ یعنی جب بھاگتے بھاگتے تھک جاتا تھا۔ مُمتلی۔ یعنی سیب کھانے سے اُس کا پیٹ پُر تھا۔

[3] کشید و کشاد۔ کھینچنا اور کھولنا یعنی پکڑ دھکڑ۔ صفرا۔ بدن کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ مار۔ قے میں سانپ بھی پیٹ میں سے نکلا۔ سجدہ آورد۔ تعظیم کے لئے اُس کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ نکو کردار۔ یعنی بھلا سوار۔

593
www.pdfbooksfree.pk

شہم[1] آں مارِ سیاہِ زشت و زَفت — چوں بدید آں دردہا از وے برفت

اُس کالے، بھدّے، موٹے سانپ کا ڈر — جب اُسے نظر آیا، وہ تکلیفیں اس سے جاتی رہیں

گفت تو خود جبرئیلِ رَحمتی — یا خداوند و ولیِّ نعمتی

بولا، تو تو رحمت کا فرشتہ ہے — یا میرا آقا، اور مُربّی ہے

اے مبارک ساعتے کہ دیدیَم — مُردہ بودم جانِ نو بخشیدیَم

وہ کتنی نیک گھڑی تھی کہ میں نے تجھے دیکھا — میں مر چکا تھا، تو نے نئی زندگی بخشی

تو مرا جویاں مثالِ مادراں — من گریزاں از تو مانندِ خراں

تو ماؤں کی طرح میری دیکھ بھال کرنیوالا ہے — میں تجھ سے گدھوں کی طرح بھاگنے والا تھا

خَر گریزد از خداوند از خَری — صاحبش در پے زنیکو اختری

گدھا مالک سے گدھے پن سے بھاگتا ہے — اُس کا مالک نیک بختی کی وجہ سے اسکے درپے ہے

نر پئے سُود و زیاں می جویدش — لیک تا گرگش ندرّد یا دَدَش

وہ اُس کو نفع نقصان کیلئے نہیں ڈھونڈتا ہے — لیکن (اسوجہ سے) کہ اُسکو بھیڑیا یا درندہ نہ پھاڑ ڈالے

اے[2] خُنک آں را کہ بیند روئے تو — یا درافتد ناگہاں در کوئے تو

مبارک ہے وہ جو تیرا چہرہ دیکھے — یا اچانک تیرے کوچے میں پہنچ جائے

اے روانِ پاک بستودہ ترا — چند گفتم ژاژ و بیہودہ ترا

اے وہ کہ پاک جان تیری ثنا خواں ہے — میں نے تجھے کتنا ہی بیہودہ باتیں کہیں اور بکواس کی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر — من نگفتم جہلِ من گفت آں بگیر

اے آقا، اور شہنشاہ، اور سردار! — میں نے نہیں کہا میری نادانی نے کہا، پیر دار و گیر نہ کر

شمّہ[3] زیں حال اگر دانستمے — گفتنِ بیہودہ نتوانستمے

اگر میں اِس حال کا تھوڑا سا حصہ بھی جان لیتا — تو بیہودہ بکواس نہ کرتا

بس ثنایت گفتمے اے خوشخصال — گر مرا یک رمز می گفتی زحال

اے اچھے انسان! تیری میں بہت تعریفیں کرتا — اگر تو واقعہ کا تھوڑا اشارہ (بھی) کر دیتا

لیک خامُش کردہ می آشوفتی — خامشانہ بر سَرم می کوفتی

لیکن تو تو چُپ رہ کر پریشان کرتا تھا — خاموشی سے میرے سر کو کچل رہا تھا

شد سَرم کالیوہ[4] عقل از سر بجست — خاصہ ایں سر را کہ مغزش کمتر ست

میرا سر دیوانہ ہو گیا عقل سر میں سے بھاگ گئی — خصوصاً یہ سر جس میں مغز بہت کم ہے

---

[1] شہم۔ سانپ کے ڈر سے چوٹ اور زخموں کی... تکلیف بھول گیا۔ ولیِّ نعمت۔ جو نعمتیں بخشے۔ مُردہ بودم۔ سانپ کاٹ لیتا اور میں مر جاتا۔ بخشدیم۔ تو مرا بخشیدی۔ خر گریزد۔ گدھے کے بھاگنے میں گدھے ہی کی ہلاکت ہے۔ اگر مالک نہ پکڑے گا تو گدھے کو بھیڑیا یا اور کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا۔

[2] اے خنک۔ چونکہ تو اُس کی دیکھ بھال کرے گا۔ اے۔ نیک لوگ بھی تیری تعریفیں کرتے ہیں۔ ژاژ۔ جس کا ذکر پہلے اشعار میں آیا ہے جہلِ من گفت۔ میری نادانی اُس بکواس کا سبب بنی۔ زیں حال۔ یعنی میرے پیٹ میں سانپ گھس گیا ہے اور تو اُسے نکالنے کی تدبیر کر رہا ہے۔

[3] کالیوہ۔ احمق بے عقل، دیوانہ۔ خاصہ۔ یعنی میں پہلے سے بے وقوف تھا پٹنے سے اور بے عقل ہو گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

عفو کن اے خوبرو خوب کار — آنچہ گفتم از جنوں اندر[۵۱] گذار

اے خوبصورت، خوب سیرت، معاف کردے — پاگل پن سے میں نے جو کچھ کہا اُس سے درگذر کر

گفت اگر من گفتمے رمزے ازاں — زہرۂ تو آب گشتے در زماں

اُس نے کہا اگر میں اُس میں سے تھوڑا بھی بتادیتا — فوراً تیرا پتا پانی بن جاتا

گر ترا می گفتمے اوصافِ مار — ترس از جانت برآوردے دِمار

اگر میں تجھ سے سانپ کی باتیں کہہ دیتا — خوف تیری جان نکال دیتا

مصطفیٰ فرمود اگر گویم براست — شرحِ آں دشمن کہ در جانِ شماست

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر میں صاف کہہ دوں — اُس دشمن کی تفصیل، جو تمہارے اندر ہے

زہرہائے پُردلاں برہم دَرَد — نہ رود رہ نے غمِ کارے خورد

تو وہ بہادروں کے پتے پھاڑ دے — نہ کوئی راستہ چلے، نہ کسی کام کی فکر کرے

نے تنش را قوّتِ صوم و نماز — نے دلش را تاب ماند در نیاز

نہ اُس کے بدن میں نماز اور روزہ کی طاقت رہے — نہ اُس کے دل میں عاجزی کی طاقت رہے

ہمچو موشے[۵۲] پیشِ گربہ لا شود — ہمچو برّہ پیشِ گرگ از جا رود

(وہ) چوہے کی طرح بلی کے سامنے معدوم ہوجائے — اُس بکری کے بچے کی طرح جو بھیڑیئے کے سامنے سے بھاگے

اندرو نے حیلہ ماند نے روش — پس کنم ناگفتہ تاں من پرورش

اُس میں نہ کوئی تدبیر رہے، نہ چال — میں بغیر بتائے ہوئے تمہاری تربیت کرتا ہوں

ہمچو بوبکرِ رُبابی رحؒ تن زنم — دست چوں داؤدؑ در آہن زنم

ابوبکر ربابی رحؒ کی طرح میں خاموش رہتا ہوں — ہاتھ سے (حضرت) داؤدؑ کیطرح لوہے کا کام کرتا ہوں

تا محال از دستِ من حالے شود — مُرغِ پَر بر کندہ را بالے شود

تاکہ ناممکن میرے ہاتھ سے موجود ہوجائے — پَر نچے ہوئے پرندے کے پَر لگ جائیں

چوں یدُ اللہ[۵۳] فوقَ اَیدِیہِم بُود — دستِ ما را دستِ خود فرمود احد

جب کہ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوا — تو اللہ (تعالےٰ) نے میرے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا

پس مرا دستِ دراز آید یقیں — برگذشتہ ز آسمانِ ہفتمیں

تو یقیناً میرا دراز ہاتھ — ساتویں آسمان سے آگے بڑھ گیا

---

۵۱ اندر۔ زیادہ ہے۔ گفت۔ اُس کی معذرتوں کے بعد سوار نے کہا۔ ازاں۔ یعنی سانپ کے پیٹ میں گھسنے کا واقعہ۔ اوصافِ مار۔ یعنی اُس کی خوفناکی اور پیٹ میں گھسنا۔ دِمار۔ ہلاکت۔ فرمود۔ اسکے بعد مولانا نے آنحضورؐ کی زبانی جو کچھ کہا ہے وہ کوئی مستقل حدیث نہیں ہے۔ دشمن۔ یعنی شیطان۔ زہرہ۔ پتا۔ پُردل بہادر۔ نے دلش۔ بدحواسی طاری ہوجائے پھر نہ عاجزی کرنے کی طاقت رہے نہ روزہ نماز کی۔

۵۲ ہمچو موشے۔ چوہا بلی کے سامنے، بکری کا بچہ بھیڑیئے کے سامنے مُردہ ہوجاتا ہے۔ لا۔ معدوم اور مردہ۔ برّہ۔ بکری کا بچہ۔ ناگفتہ۔ یعنی شیطان کے مکروفریب کی تفصیل کہے بغیر۔ بوبکر ربابی رحؒ۔ ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں جو چند سال بالکل خاموش رہے، یہ باتیں مولانا نے اپنی طرف سے کہی ہیں ورنہ یہ بزرگ تو آنحضورؐ کے بہت بعد کے ہیں۔ تن زدن۔ خاموش رہنا۔ دست در آہن زدن۔ لوہے کا کام کرنا، سخت کام کرنا۔ بال۔ پر۔

۵۳ یدُ اللہ۔ جب حدیبیہ کے موقع پر آنحضورؐ نے اپنا ہاتھ صحابہ کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی تھی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یدُ اللہِ فوقَ اَیدِیہِم "اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے"۔ دستِ ما۔ یعنی اس آیت میں اللہ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ احد۔ اللہ تعالےٰ۔

www.pdfbooksfree.pk

دستِ من بنمود بر گردوں ہُنر
میرے ہاتھ نے آسمان پر ہُنر دکھایا

مُقریا برخواں کہ اِنشَقَّ الْقَمَرْ[1]
اے قاری اِنشَقَّ الْقَمَرُ پڑھ

ایں صفت ہم بہرِ ضُعفِ عقلہاست
یہ صفت بھی عقلوں کی کمزوری کی وجہ سے (بیان کی) ہے

باضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست
کم عقلوں کے سامنے قدرت کی تشریح کب مناسب ہے؟

خود بدانی چوں برآری سر ز خواب
تو خود جان لے گا جب نیند سے سر اُٹھائے گا

ختم شُد وَاللّٰہُ اَعلَم بِالصَّوَاب
(بات) ختم ہوئی اور اللہ بہتر جانتا ہے

گر ترا[2] می گفتمے ایں ماجرا
اگر میں یہ قصہ تجھ سے کہہ دیتا

آں دم از تو جانِ تو گشتے جُدا
اُسی وقت تیری روح تجھ سے جدا ہو جاتی

مَر ترا نے قُوّتِ خوردن بُدے
نہ تجھ میں کھانے کی طاقت رہتی

نے رہ و پروائے قے کردن بُدے
نہ قے کرنے کی راہ اور پروا رہتی

می شنیدم فحش و خرمی راندم
میں بُری باتیں سنتا رہا اور کام چلاتا رہا

رَبِّ یَسِّر زیرِ لب می خواندم
آہستگی سے رَبِّ یَسِّر پڑھتا رہا

از سبب گفتن مرا دستور نے
سبب بتانا میری عادت نہیں ہے

ترکِ تو گفتن مرا مقدور نے
تجھے چھوڑ دینے پر میں قادر نہ تھا

ہر زماں می گفتم از دردِ دروں
اندرونی تکلیف کی وجہ سے میں ہر وقت کہتا تھا

اِھدِ قَومِی اِنَّھُم لَا یَعلَمُون
اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے بے شک وہ جانتے نہیں ہیں

سجدہا[3] می کرد آں رستہ ز رنج
وہ تکلیف سے نجات پانے والا سجدے کرتا تھا

کاے سعادت وے مرا اقبال گنج
کہ اے سعادت (مند) اے میرے اقبال کے خزانے!

از خدا یابی جزاہائے شریف
تو خدا سے اچھے بدلے پائے گا

قوّتِ شُکرت ندارد ایں ضعیف
اس کمزور میں تیرا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے

شُکرِ حق گوید ترا اے پیشوا
اللہ تیرا شکریہ ادا کرے اے پیشوا!

آں لب و چانہ ندارم واں نوا
میں وہ ہونٹ اور جبڑا اور وہ سامان نہیں رکھتا ہوں

دشمنیِ عاقلاں زیشاں بوَد
عقلمندوں کی دشمنی اس طرح کی ہوتی ہے

زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بوَد
اُن کا زہر جان کی خوشی ہوتی ہے

دوستیِ ابلہاں رنج و ضلال
بیوقوفوں کی دوستی رنج اور گمراہی ہے

ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال
مثال کے لئے یہ قصہ سُن لے

---

[1] اِنشَقَّ الْقَمَرُ۔ چاند پھٹ گیا، شقّ القمر کا معجزہ آنحضورؐ کی انگلی کے اشارے سے ظاہر ہوا تھا۔ ایں صفت یعنی آنحضورؐ کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ کہنا۔ خود۔ قدرت کے راز قیامت میں کھلیں گے۔

[2] گر ترا۔ یہاں تک مولانا نے حدیث کے حوالے سے بیان کیا اب اصل قصہ کی طرف رجوع کر کے سوار کی بابت نقل کرتے ہیں۔ نے رہ۔ نہ دوڑ سکتا نہ قے کر سکتا۔ خر راندن۔ کام چلانا۔ رَبِّ یَسِّر۔ خدا مشکل آسان کر دے۔ اِھدِ قَومِی اِنَّھُم لَا یَعلَمُونَ۔ میری قوم کو ہدایت کر دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ یہ آنحضورؐ نے اُس وقت دعا کی تھی جب طائف میں آپ کو دشمنوں نے ستایا تھا۔

[3] سجدہا۔ یعنی جب وہ سوار کی مہربانیوں کو سمجھ گیا تو تعظیم کے لئے سرنگوں ہو گیا کاے۔ یعنی اور یہ کہتا تھا۔ چانہ جبڑا۔ ندارم۔ یعنی میرا منہ تیری توصیف کے قابل نہیں ہے۔ دشمنی۔ مولانا نے اس قصہ میں یہ سمجھایا ہے کہ عقلمند کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے۔ اِبتہاج۔ خوش ہونا۔ دوستیِ ابلہاں ۶ مولانا بیوقوف کی دوستی کے اثر بیان کرنے پر قصہ سناتے ہیں۔

596
www.pdfbooksfree.pk

اعتماد کردنِ شخصے بر تملّق[1] و وفائے خرس

ایک شخص کا ریچھ کی چاپلوسی اور وفاداری پر بھروسہ کرنا

اژدہائے خرس را در می کشید
ایک اژدہا ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا

شیرِ مردے رفت و فریادش رسید
ایک بہادر گیا اور اُس کی مدد کی

شیر مردانند در عالم مَدد
بہادر لوگ دنیا میں مدد ہیں

آں زماں کا فغانِ مظلوماں رسد
اُس وقت جبکہ مظلوموں کی فریاد آئے

بانگِ[2] مظلوماں ز ہر جا بشنوند
مظلوموں کی فریاد جس جگہ سے سُنتے ہیں

آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند
اُس جانب اللہ کی رحمت کی طرح دوڑ جاتے ہیں

آں ستونہائے خللہائے جہاں
وہ دنیا کے شگافوں کے ستون ہیں

آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
وہ پوشیدہ مرضوں کے طبیب ہیں

محضِ مہر و داوری و رحمت اند
خالص محبت اور انصاف اور رحمت ہیں

ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند
اللہ تعالیٰ کی طرح بلا غرض اور بے رشوت ہیں

ایں چہ یاری میکنی یکبارگیش
یہ مدد تو کیوں کرتا ہے؟ فوراً

گوید از بہرِ غم و بیچارگیش
وہ کہے گا اُس کے غم اور بیچارگی کی وجہ سے

مہربانی شد شکارِ شیرِ مرد
بہادر کا شکار، مہربانی ہے

در جہاں دارو نہ جوید غیرِ درد
درد کے علاوہ دنیا میں دوا کوئی نہیں تلاش کرتا ہے

ہر کجا دردے دوا آنجا رَوَد
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے

ہر کجا فقرے نوا آنجا رَوَد
جہاں اِفلاس ہوتا ہے، سامان وہاں جاتا ہے

ہر کجا پستی[3] ست آب آنجا رَوَد
جہاں نشیب ہے پانی وہاں پہنچتا ہے

ہر کجا مشکل جواب آنجا رَوَد
جہاں کوئی اِشکال ہے جواب وہاں جاتا ہے

آب کم جو تشنگی آور بدست
پانی کی تلاش نہ کر، پانی پیدا کر

تا بجوشد آبت از بالا و پست
تاکہ اوپر نیچے سے تیرے لئے پانی جوش میں آئے

تا سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ آید خطاب
تاکہ اُن کے رب نے اُنکو سیراب کیا" کا خطاب آئے

تشنہ باش اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
پیاسا رہ، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آبِ رحمت بایدت رو پست شو
تجھے رحمت کا پانی چاہیئے؟ جا پست بن

وانگہاں خورخمرِ رحمت مست شو
پھر رحمت کی شراب پی، مست بن

---

[1] تملّق - چاپلوسی۔ خرِ خس۔ ریچھ۔ اژدہا۔ بڑے اژدہے سانس کے ذریعہ جانور کو کھینچ کر کھا جاتے ہیں۔ شیرِ مرد۔ بہادر۔ شیرِ مرداں تند۔ بہادروں کا کام مدد کرنا ہے یہ مولانا کا مقولہ ہے۔

[2] بانگ - بہادروں کا کام یہ ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کے لئے دوڑیں۔ خَلہائے۔ یعنی ظلموں کے خَلل۔ محض۔ بہادروں کی محبت بغیر کسی غرض اور رشوت کے ہوتی ہے ایں چہ۔ یعنی اگر اُنسے کوئی سوال کرے۔ گوید۔ بہادر جواب میں کہتا ہے۔ مہربانی۔ بہادروں کا مقصود مہربانی ہوتی ہے وہ مہربانی کرنے کی اِس طرح جستجو کرتے ہیں جیسا کہ شکاری شکار کی۔ ہر کجا۔ ہر چیز ایک محل چاہتی ہے، مہربانی کرنے کا موقع و محل بہادر ہے۔ دَرد۔ دوا کا محل درد ہے، بخشش و عطا کا محل فقر ہے۔

[3] پستی - پانی کا محل نشیب ہے جواب کا محل اشکال اور سوال ہے۔ آب کم جو۔ پیاس پیدا کروگے تو پانی ملے گا پانی کی آمد کا محل پیاس ہے۔ سَقَاهُم۔ جنتیوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے۔ آبِ رحمت۔ اپنے اندر پستی پیدا کرو رحمت کے پانی کا محل بن جاؤ گے۔

596
www.pdfbooksfree.pk

رحمت[1] اندر رحمت آید تا بسر
پھر سر تک رحمت ہی رحمت ہو گی

بر یکے رحمت فرو ما اے پسر
اے صاحبزادے! ایک رحمت پر اکتفا نہ کر

چرخ را در زیرِ پا آر اے شجاع
اے بہادر! آسمان کو قدموں کے نیچے لا

بشنو از فوقِ فلک بانگِ سماع
آسمان پر سے سماع کی آواز سن لے

پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش
کان سے وسوسوں کی روئی نکال

تا بگوشت آید از گردوں خروش
تاکہ آسمان سے شور کی آواز تیرے کان میں آئے

پاک[2] کن دو چشم را از موئے عیب
عیب کے پردوں سے دونوں آنکھوں کو صاف کرلے

تا بہ بینی باغ و سروستانِ غیب
تاکہ تو غیب کے سروستان اور باغ دیکھے

دفع کن از مغز و از بینی زکام
سر اور ناک سے زکام رفع کر

تا کہ ریحِ اللہ آید در مشام
تاکہ ناک میں خدائی خوشبو آئے

ہیچ مگذار از تپِ صفرا اثر
صفرادی بخار کا کوئی اثر نہ چھوڑ

تا بیابی از جہاں طعمِ شکر
تاکہ تو عالمِ (آخرت) سے شکر کا مزا چکھے

دارِ وئے مردی کن و عنّیں مپو
مردمی کا علاج کر اور عنّین (بنا ہوا) نہ بھاگا پھر

تا بروں آیند صد گوں خوبرو
تاکہ تو قسم کے خوبصورت (بچے) پیدا ہوں

کندۂ[3] تن را ز پائے جاں بکن
جان کے پاؤں میں سے جسم کا کاٹھ نکال دے

تا کند جولاں بگردِ آں چمن
تاکہ وہ اس چمن (آخرت) کے گرد دوڑ سکے

غُلِّ بُخل از دست و گردوں دور کن
بُخل کا طوق ہاتھ اور گردن سے اتار ڈال

بختِ نو دریاب از چرخِ کہن
پرانے آسمان سے نیا نصیبہ حاصل کرلے

ور نمی تانی بہ کعبہ لُطف پر
اگر (خود) نہیں کرسکتا ہے تو مہربانی کے کعبہ کیلئے پرواز کر

عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر
بیچارگی کو چارہ گر پر پیش کردے

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست
عاجزی اور رونا بڑا سرمایہ ہے

رحمتِ کلی قوی تر دایہ ایست
عام رحمت بہت قوی دایہ ہے

دایۂ و مادر بہانہ جو بود
اَنا اور اماں بہانے ڈھونڈتی ہیں

تا کہ کے آں طفلِ او گریاں شود
تاکہ کب اس کا بچہ روئے؟

طفلِ حاجاتِ شما را آفرید
(اللہ تعالیٰ نے) تمہاری ضرورتوں کا بچہ پیدا کردیا

تا بنالید و شود شیرش پدید
تاکہ تم روؤ اور اس کا دودھ پیدا ہو

---

[1] رحمت۔ کسی ایک مقام پر نہ رکو فضلِ بے پایاں کے طالب رہو۔ چرخ را۔ اس قدر مجاہدے کرو کہ آسمان قدمبوسی کرنے لگے پھر اسرارِ حق سن سکو گے۔ پنبۂ وسواس شیطانی اثر کا ازالہ کرکے اسرارِ حق سن سکو گے۔

[2] پاک کن۔ چشمِ بصیرت کو وسواس کے پردوں سے صاف کرلو تاکہ اسرارِ غیب دیکھ سکو۔ دفع کن۔ حواسِ باطنہ کو نفسانی خواہش سے صاف کرلو تب عالمِ غیب کی لذتوں سے مستفید ہو گے۔ صفرا۔ صفرادی بخار میں میٹھی چیز کڑوی لگتی ہے عنّین۔ نامرد یعنی اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرو تاکہ تم مظہرِ کمالات بن سکو۔ خوبرو۔ یعنی خوبصورت بچے۔

[3] کندۂ تن۔ روح کے لئے جسم بمنزلہ بیڑی کے ہے۔ پہلے زمانے میں جبکہ جیلخانے نہ تھے قیدی کا پاؤں لکڑی کے بڑے کندے میں پھنسا کر ڈال دیا جاتا تھا وہ پھر چل پھر نہ سکتا تھا۔ غُلّ۔ پیر کی بیڑی بھی نکال اور گردن اور ہاتھ کی بیڑیاں بھی اتار پھینک پھر نیا نصیبہ حاصل ہوگا۔ کعبہ لطف۔ مہربانی کا قبلہ یعنی شیخ۔ چارہ گر۔ شیخ۔ زاری۔ خدا کی رحمت کو متوجہ کرنے کا سب سے قوی سبب انسان کی گریہ وزاری ہے۔ دایہ۔ اَنا اور اماں دودھ پلانے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں اسی طرح اللہ کی رحمت ہے۔ شعر

رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانہ می جوید طفلِ حاجات۔ اللہ نے انسان کے پیچھے ضرورتیں لگادی ہیں جن کی بدولت انسان گریہ زاری کرتا ہے تو گویا وہ ضرورتیں بچے کے ہیں

598

www.pdfbooksfree.pk

گفت اُدعُوا اللہ بزاری مباش
اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا اللہ کو پکارو مگر یہ (زاری) زاری کے بغیر شدہ

ہائے وہوئے باد شیر افشانِ ابر
ابر سے دودھ برسانیوالی ہوا کے زنانے

فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ نشنیدۂ
آسمان میں تمہارا رزق ہے، تو نے نہیں سنا؟

ترس و نومیدیت داں آوازِ غُول
اپنے خوف اور نا امیدی کو چھلاوے کی آواز سمجھ

ہر ندائے کاں ترا بالا کشد
جو آواز تجھے (عالَم) بالا کی طرف کھینچے

ہر ندائے کاں ترا حرص آورد
جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے

ایں بلندی نیست از روئے مکاں
یہ بلندی جگہ کے اعتبار سے نہیں ہے

ہر سبب بالاتر آمد از اثر
ہر سبب نتیجہ سے بلند ہے

آں[۵۳] فلانے فوقِ آں سرکش نشست
وہ فلاں اُس متکبر سے اونچا بیٹھا

فوقی آنجاست از روئے شرف
وہاں کی فوقیت بڑائی کے اعتبار سے ہے

سنگ و آہن زیں جہت کہ سابق است
پتھر اور لوہا اِس اعتبار سے کہ پہلے ہیں

واں شرر از روئے مقصودیِ خویش
چنگاریاں اپنے مقصود ہونے کی وجہ سے

سنگ و آہن اوّل و پایاں شرر
پتھر اور لوہا پہلے ہے اور آخر میں چنگاریاں

تا بجوشد شیر ہائے مہرباش
تاکہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں

در غمِ ما اندیک ساعت تو صبر
ہماری فکر میں ہیں تھوڑی دیر صبر کرے

اندریں پستی[۵۱] چہ بر خسپیدۂ
پھر اس پستی سے تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

می کشد گوشِ تو تا قعرِ سفُول
جو تیرے کان کو گہرائی کی طرف لے جاتی ہے

آں ندائے داں کہ از بالا رسد
سمجھ لے کہ وہ آواز (عالَم) بالا سے آئی ہے

بانگِ گرگے[۵۲] داں کہ اُو مردم درد
بھیڑیئے کی آواز سمجھ جو انسانوں کو پھاڑتا ہے

ایں بلندی ہاست سوئے عقل و جاں
یہ بلندیاں عقل و جان کی طرف سے ہیں

سنگ و آہن فائق آمد بر شرر
پتھر اور لوہا، چنگاری سے بلند ہے

گرچہ در صورت بہ پہلوئش نشست
اگرچہ صورتاً برابر میں بیٹھا ہے

جائے دور از صدر باشد مستخف
صدر سے فاصلہ کی جگہ بے وقعت ہوتی ہے

در عمل فوقیِ ایں دو لائق ست
عمل میں اِن دونوں کی فوقیت مناسب ہے

ز آہن و سنگست زیں رو بیش بیش
اِس اعتبار سے لوہے اور پتھر سے بڑھ کر ہیں

لیک ایں ہر دو تن اند و جاں شرر
لیکن یہ دونوں جسم ہیں اور چنگاریاں جان ہیں

---

۵۱ پستی۔ یعنی صرف رزق کے ظاہری اسباب کیلئے سرگردانی۔

۵۲ گرگ۔ یعنی شیطان جو بنی آدم کو تباہ کرنا چاہتا ہے

۵۳ آں فلانے۔ ایک انسان کو دوسرے سے بلند جگہ پر مانا جاتا ہے حالانکہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہیں تو یہ بلندی بھی مکانی نہیں بلکہ رُتبہ کی ہے۔

599
www.pdfbooksfree.pk

کاں[1] شرر کاندر زماں واپس تر ست
وہ چنگاریاں جو زمانہ میں بہت بعد میں ہیں
در صفت از سنگ و آہن برتر ست
پتھر اور لوہے سے خوبی میں بڑھی ہوئی ہیں

در زماں شاخ از ثمر سابق تر ست
شاخ، زمانہ میں پھل سے پہلے ہے
در ہنر از شاخ اُو فائق تر ست
خوبی میں وہ شاخ سے بہت برتر ہے

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر
چونکہ درخت سے پھل مقصود ہے
پس ثمر اوّل بُود آخر شجر
اِس لئے پھل پہلے، درخت پیچھے ہوا

سوئے[2] خرس واژدہا گردیم باز
ہم پھر ریچھ اور اژدھے کی طرف لوٹتے ہیں
زانکہ طولے دارد اضمار و مجاز
کیونکہ اِضمار اور مجاز کی بات طول رکھتی ہے

خرس چوں فریاد کرد از اژدہا
ریچھ نے جب اژدھے کی وجہ سے واویلا کی
شیر مردے کرد از چنگش رہا
بہادر مرد نے اُس کو اُس کے پنجے سے چھڑا دیا

حیلت و مردی بہم دادند پشت
تدبیر اور بہادری نے ایک دوسرے کی مدد کی
اژدہا را اُو بدیں حیلہ بکشت
اِس تدبیر سے اُس نے اژدھے کو مار ڈالا

اژدہا را اُو بدیں حیلہ بہ بست
اژدھے کو اُس نے اِس تدبیر سے باندھ دیا
تا کہ آں خرس از ہلاک تن برست
یہاں تک کہ ریچھ جسمانی ہلاکت سے بچ گیا

اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست
اژدھے میں طاقت ہے تدبیر نہیں ہے
لیک[3] فوقِ حیلۂ تو حیلہ ایست
لیکن تیری تدبیر سے بڑھ کر ایک اور تدبیر ہے

ماکراں بسیار لیکن در کمیں
تدبیر کرنے والے بہت ہیں لیکن گھات میں
ماکر اُو داں وَھُوَ خَیرُ الماکرین
اُس تدبیر کرنیوالے کو سمجھ اور وہ تدبیر کرنیوالوں میں بہتر ہے

حیلۂ خود را چو دیدی باز رو
جب تو اپنی تدبیر کو دیکھے، واپس لوٹ
کز کجا آمد سوئے آغاز رو
کہ کہاں سے آئی ہے؟ شروع کی طرف پلٹ

ہر چہ در پستی ست آمد از عُلا
جو کچھ بھی (عالمِ) پستی میں آیا ہے (عالمِ) بالا سے (آیا ہے)
چشم را سوئے بلندی نہ ہلا
خبردار! نگاہ اوپر کی جانب رکھ

روشنی بخشد نظر اندر عُلا
(عالمِ) بالا پر نظر رکھنا روشنی عطا کرتا ہے
گرچہ اوّل خیرگی آرد بلا
اگرچہ آزمائش ابتداءً تاریکی پیدا کر دیتی ہے

چشم را در روشنائی خوئے کُن
آنکھ کو روشنی میں رکھنے کی عادت ڈال
گر نہ خفاشی نظر آں سوئے کُن
اگر تو چمگادڑ نہیں ہے اُس طرف دیکھ

[1] کاں شرر۔ چنگاریاں بعد میں وجود میں آتی ہیں، چقماق کو تقدم اور شرفِ زمانی ہے لیکن آگ مقصود ہے لہٰذا اُسکو تقدم اور شرفِ رتبہ کا حاصل ہے۔ در زماں۔ شاخ کو پھل پر تقدم زمانی حاصل ہے لیکن شرف میں پھل مقدم ہے۔ اوّل۔ یعنی رتبہ کے اعتبار سے۔

[2] سوئے خرس۔ یعنی ریچھ اور اژدھے کا قصہ۔ اِضمار۔ دل میں چھپانا، امرِ معنوی، فوقیتِ معنویہ۔ مجاز۔ فوقیتِ مجازی۔ حیلت۔ حیلہ، تدبیر۔ مردی۔ بہادری۔ پشت دادن۔ مدد کرنا۔ اژدہا را۔ اژدھے میں طاقت تو تھی تدبیر نہ تھی بہادر میں طاقت اور تدبیر دونوں تھیں اِس لئے بہادر اژدھے پر غالب آگیا۔

[3] لیک۔ انسان کو اپنی تدبیر پر گھمنڈ نہ چاہیئے کیونکہ خدا کی تدبیر تمہاری تدبیر سے زیادہ قوی ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰہُ خَیرُ الماکرین۔ حیلۂ خود۔ اپنی تدبیر کو بھی خدا کی عطا کردہ سمجھو۔ ہر چہ۔ صرف انسان کی تدبیر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز خدا کی عطا کردہ ہے۔ پستی۔ عالمِ دنیا۔ عُلا۔ عالمِ آخرت۔ روشنی۔ مصائب میں پھنس کر ذاتِ حق سے غفلت ہوتی ہے لیکن جب انسان اُسکو منجانبِ اللہ سمجھ لیتا ہے تو غم کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ چشم را۔ آنکھ کو نورِ معرفت کا عادی بنانا چاہیئے۔ خفاش۔ چمگادڑ۔ بھراتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

عاقبت[۵۱] بینی نشانِ نورِ تُست — شہوتِ حالی حجابِ سُورتِ تُست

انجام کو دیکھنا تیرے نور کی نشانی ہے — موجود شہوت تیری خوشی کا حجاب ہے

عاقبت بینے کہ صد بازی بدید — مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید

انجام پر نظر رکھنے والا جس نے سو کھیل دیکھے ہیں — اُس جیسا نہ ہوگا جس نے ایک کھیل سُنا ہے

زاں یکے بازی چناں مغرور شُد — کز تکبر زاوستاداں دُور شُد

ایک کھیل کی وجہ سے وہ ایسا مغرور ہوا — کہ تکبر کی وجہ سے اُستادوں سے دور ہو گیا

سامری[۵۲] وار آں ہُنر در خود بدید — او ز موسیٰؑ از تکبر سر کشید

سامری کی طرح جب اسنے اپنے اندر وہ ہنر دیکھا — اُس نے موسیٰؑ سے تکبر کی وجہ سے سرکشی کی

اُو ز موسیٰؑ آں ہُنر آموختہ — وز مُعلّم چشم را بر دوختہ

اُس نے وہ ہُنر موسیٰؑ سے سیکھا ہے — اور اُستاد سے، آنکھ بند کرلی

لاجرم موسیٰؑ دگر بازی نمود — تا کہ آں بازیِ اُو جانش ربود

لامحالہ موسیٰؑ نے دوسرا کھیل دکھایا — یہانتک کہ وہ کھیل اُس کی جان لے گیا

اے بسا دانش کہ اندر سر دَوَد — تا شود سَرور بداں خود سر رَوَد

بہت سی عقلیں جو دماغ میں آتی ہیں — تاکہ اُن کی وجہ سے سردار بنے (لیکن) سر ہی چلا جاتا ہے

سر[۵۳] نخواہی کہ رَود تو پائے باش — در پناہِ قطبِ صاحب رائے باش

(اگر) تو نہیں چاہتا ہے کہ سر جائے تو اے تن پانوں بنجا — (اور) تدبیر والے قُطب کی پناہ میں آجا

گرچہ شاہی خویش فوقِ اُو مبیں — گرچہ شہدی جُز نباتِ اُو مچیں

اگرچہ تو شاہ ہو اپنے آپ کو اُس سے بالا نہ سمجھ — اگرچہ تو شہد ہو اُس کی شکر کے علاوہ نہ چُن

فکرِ تو نقش ست و فکرِ اُوست جاں — نقدِ تو قلب ست نقدِ اُوست کاں

تیرا فکر تصویر ہے، اور اُس کا فکر جان ہے — تیرا نقد کھوٹا ہے (اور) اُس کا نقد کان ہے

اُو توئی خود را بجو در اُوئے اُو — کو و کو گو فاختہ شو سوئے اُو

وہ تو ہی ہے اپنے آپ کو اُسکی ہستی میں تلاش کر — اِس کے لئے فاختہ بن اور کُو کُو کہتا رہ

ور نخواہی خدمتِ ابنائے جنس — در دہانِ اژدہائی ہمچو خرس

اگر تو اپنے ہم جنسوں کی خدمت نہیں کرنا چاہتا ہے — تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے مُنہ میں ہے

ہی کمالات حاصل ہو جائیں اُس کے لئے شیخ کا اتباع ضروری ہے۔ فکرِ تو۔ بغیر جان کا ڈھانچہ بیکار ہے۔ اُو توئی۔ یعنی شیخ سے اپنے آپکو بالکل متحد کردو۔ اُوئے اُو۔ وجودِ اُو۔ کو کو۔ فاختہ کی آواز ہے جس کا مطلب ہے کہاں کہاں؟ یعنی وہ اپنے محبوب کو تلاش کرتی اور پکارتی ہے۔ ابنائے جنس۔ انسان اِس دھوکے میں تباہ ہوتا ہے کہ اپنے جیسے انسان کو شیخ کیسے بنالے۔

[۵۱] عاقبت۔ جس شخص کو نورِ معرفت حاصل ہو جاتا ہے وہ انجام پر نظر رکھتا ہے، نوری شہوتیں پوری کرنے سے آخرت کی خوشیاں معدوم ہو جاتی ہیں۔ عاقبت بیں۔ شیخ قدرت کے صدہا جلوے دیکھتا ہے۔

[۵۲] سامری۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص ہے جس نے دریائے نیل عبور کرتے ہوئے ایک فرشتے کے گھوڑے کی یہ تاثیر دیکھی کہ جہاں اُس کا قدم پڑتا تھا سبزہ اُگ جاتا تھا اور زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے تو اُس نے اِس مٹی سے یہ کام لیا کہ حضرت موسیٰؑ جب کوہِ طور پر گئے ہوئے تھے تو اُس نے چاندی سونے کا ایک بچھڑا بنا کر اُس میں وہ مٹی ڈالدی جس سے اُسمیں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور قوم کو اُس کی پرستش پر لگا دیا اور حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرنے لگا۔ دگر بازی نمود حضرت موسیٰؑ نے بد دعا کی تو اُس کا یہ حال ہو گیا کہ کسی کے جسم سے اُس کا جسم مل جائے تو اُس کو بخار چڑھ جائے۔ اے بسا۔ انسان بھلائی کے لئے تدبیر کرتا ہے وہی اُس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔

[۵۳] سر نخواہی۔ اِس ہلاکت سے بچنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخِ کامل کے سپرد کردو۔ گرچہ۔ مرید کو خواہ کتنے

601
www.pdfbooksfree.pk

ور ترش[1] می آیدت قندِ رضا — همچو خرسی در دہانِ اژدہا

اگر خوشنودی کی شکر تجھے کڑوی لگتی ہے — تو تو ریچھ کی طرح اژدھے کے مُنہ میں ہے

بُو کہ اُستادے رہاند مر ترا — وز خطر بیروں کشاند مر ترا

شاید کوئی پیر تجھے رہائی دلا دے — اور خطرے سے تجھے نکال لے

زاری میکُن چو زورت نیست ہیں — چونکہ کوری سر مکش از راہ بیں

خبردار، اگر تجھ میں طاقت نہیں ہے تو عاجزی کر — تو چونکہ اندھا ہے، راستہ دیکھنے والے سے سرکشی نہ کر

تو کم از خرسی نمی نالی ز درد — خرسِ ست از درد چوں فریاد کرد

تو ریچھ سے بھی گیا گذرا ہے، درد کیوجہ سے نالہ نہیں کرتا ہے — ریچھ نے درد سے نجات پالی جب فریاد کی

اے[2] خدا ایں سنگدل را موم کن — نالۂ اُورا خوش و مرحوم کن

اے خدا! اِس سنگدل کو موم کر دے — اُس کے رونے کو مبارک اور باعثِ رحمت بنا دے

گفتنِ نابینائے سائل بامردم کہ من دُو[2] کوری دارم

ایک اندھے بھکاری کا لوگوں سے کہنا کہ میں دو اندھے پن رکھتا ہوں

بود کورے کو ہمی گفت آلاماں — من دُو کوری دارم اے اہلِ زماں

ایک اندھا تھا جو کہہ رہا تھا، پناہ بخدا — میں دُوگنا اندھا پن رکھتا ہوں اے دنیا والو!

پس دُوبارہ[2] رحمتم آرید ہاں — چوں دُو کوری دارم من در میاں

مجھ پر ضرور دُوگنا رحم کرو — چونکہ میں دُوگنا اندھا پن رکھتا ہوں درمیان میں ہوں

از تعجّب مردماں گفتند لیک — ایں دُو کوری[3] ابیاں کن نیک نیک[3]

لوگوں نے تعجّب سے پوچھا، لیکن — اِس دوسرے اندھے پن کو صاف صاف بتا

زانکہ یک کوریت می بینیم ما — آں دگر کوری چہ باشد وانما

اِسلئے کہ تیرا ایک اندھا پن ہم دیکھتے ہیں — وہ دوسرا اندھا پن کیا ہے، ظاہر کر

گفت زشت آوازم و کوری شد دُوتا[2] — زشت آوازی و کوری شد دُوتا

بولا، میں بھدی آواز والا اور ناگوار آواز والا ہوں — آواز کا بھدا پن اور اندھا پن دُوگنا (اندھا پن) ہو گیا

بانگِ زشتم مایۂ غم می شود — مہرِ خلق از بانگِ من کم می شود

میری بُری آواز غم کا سرمایہ بن جاتی ہے — میری آواز کی وجہ سے لوگوں کی مہربانی کم ہو جاتی ہے

زشت آوازم بہر جا کہ رود — مایۂ خشم و غم و کیں می شود

میری بُری آواز جہاں بھی جاتی ہے — غصہ اور غم و کینہ کا سبب ہو جاتی ہے

[1] ور ترش۔ شیخ کی رضامندی بمنزلہ شکر ہے۔ بوکہ۔ اگر تم شیخ کا دامن پکڑے رہو گے تو تمہیں وساوس کی ہلاکت سے نجات مل جائیگی۔ زاری۔ اگر تم میں خود صلاحیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرو وہ کسی شیخ کی رہبری کر دے گا پھر اُس کا اتباع کر لینا۔ از درد۔ ریچھ جیسا چلایا تو بہادر اُس کی مدد کو پہنچا۔

[2] اے خدا۔ چونکہ شیخ کی نافرمانی ہلاکت کا باعث ہے تو ایسے مرید کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ خدا اُس کو رونے کی توفیق دے اور اُس کا رونا مقبول ہو۔ گفتنِ۔ اِس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قول اور نالہ میں درد ہوتا ہے تو قابلِ رحم ہوتا ہے۔ دُو کوری۔ یعنی آنکھ کا اندھا پن اور آواز کا بھدا پن۔ دُوبارہ۔ مکرر۔

[3] نیک نیک۔ خوب اچھی طرح۔ وانما۔ ظاہر کر۔ زشت آوازی۔ آواز کا بھدا پن بھی محرومی کا سبب ہے اِس لئے اُس کو اندھا پن کہا ہے۔ بانگِ زشتم۔ بھدی آواز سے ناگواری ہوتی ہے۔ مہر۔ مہربانی۔ کیں۔ کینہ۔

www.pdfbooksfree.pk

بر دو[۲] کوری رحم را دو تا کنید — ایں چنیں ناگنج[۱] را گنجا کنید

دُہرے اندھے پن پر دُوگنا رحم کرو — ایسے نہ سمانے والے (شخص) کو سما جانیوالا بنا دو

زِشتیِ آواز کم شُد زیں گِلہ — خلق شُد بر وے بر حمت یکدلہ

اِس (طرح) شکوہ (کرنے) سے اُسکی آواز کا بھدا پن کم (محسوس) ہوا — لوگ اُس پر رحم کرنے پر متفق ہو گئے

کرد نیکو چوں بگفت اُو راز را — لُطفِ آوازِ دلش آواز را

جب اُس نے راز بتایا، تو بھلا بنا دیا — اُس کے دل کی آواز نے (اُس کی) آواز کو

وانکہ آوازِ دلش ہم بد بُود — آں سہ کوری زِشتیِ سرمد بُود

جس کے دل کی آواز بھی بُری ہو — وہ تہرا اندھا پن ہمیشہ کی بُرائی ہوگی

لیک[۲] وہاباں کہ بے علّت دہند — بُوکہ دستے بر سرِ زشتش نہند

لیکن دم بخشش کرنے والے جو بغیر سبب دیتے ہیں — ہو سکتا ہے کہ اُس کے بدنصیب سر پر ہاتھ رکھدیں

چونکہ آوازش خوش و مرحوم شُد — زو دلِ سنگیں دلاں چوں موم شُد

چونکہ اُس کی آواز اچھی اور قابلِ رحم بن گئی — اُس سے سنگدلوں کے دل (بھی) موم جیسے ہو گئے

نالۂ کافر چو زِشت است و شہیق — زاں نمی گردد اِجابت را رفیق

کافر کا نالہ چونکہ بُرا اور گدھے کی آواز جیسا) ہوتا ہے — (اُس) لئے قبولیت کا رفیق نہیں بنتا ہے

اِخسَئُوا بر زِشت آواز آمدست — کو ز خونِ خلق چوں سگ بود مست

دُور ہٹو، بھدّی آواز پر آیا ہے — کیونکہ وہ مخلوق کے خون سے کُتّے کی طرح مست تھا

چونکہ نالہ خرس رحمت کش بُود — نالہ ات نبود چنیں، ناخوش بُود

جبکہ ریچھ کا رونا رحمت کا سبب ہو — تیرا رونا ایسا نہ ہو (تو وہ) ناپسندیدہ ہے

دانکہ[۳] با یوسفؑ تو گرگی کردۂ — یا ز خونِ بیگنا ہے خوردۂ

سمجھ لے کہ تو نے یوسفؑ کیساتھ بھیڑیا پن کیا ہے — یا کسی بے گناہ کا خون پیا ہے

توبہ کُن وز خوردہ اِستفراغ کُن — ور جراحت کہنہ شد رَو داغ کُن

توبہ کر، اور کھایا ہوا اُگل دے — اگر زخم پُرانا ہو گیا ہے تو جا، داغ دے

باز گرد از گرگی اے روباہ پیر — نصرت از حق می طلب نِعمَ النّصیر

اے بوڑھی لومڑی! بھیڑیا پن چھوڑ دے — اللہ (تعالےٰ) سے مدد طلب کر وہ بہترین مددگار ہے

۱؎ ناگنج۔ وہ شخص جس کیلئے کہیں گنجائش نہ ہو۔ گنجا سمائی کے قابل۔ کم شد۔ آواز کا بھدّا پن تو کم نہ ہوا تھا لیکن چونکہ جذبۂ دل سے بات کہی لوگوں کو رحم آگیا۔ یکدلہ۔ ایک دل والا، آخر میں ہا نسبت کیلئے ہے جیسے یکسالہ۔ آوازِ دل پُر غم شکوہ دردمند دل سے کیا لہٰذا اُس کا اثر ہوا۔ وانکہ جس کی آنکھ بھی اندھی ہو اور آواز بھی بھدّی پھر جذبۂ دل بھی شکوے میں نہ ہو تو اُس میں تین اندھے پن جمع ہو جاتے ہیں۔ سرمد۔ لازوال۔

۲؎ لیک۔ اِس تین قسم کے اندھے کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ بے علّت۔ وہ لوگ جو بلا کسی ذاتی غرض اور وجہ کے عطا کرتے ہیں۔ خوش۔ خوشگوار۔ مرحوم۔ قابلِ رحم۔ سنگیں دلاں۔ پتھر جیسے دل والے۔ رحم دلوں کا موم ہونا تو ظاہر ہے۔ ناگنج چونکہ وہ دردِ دل سے خالی ہے لہٰذا مردود ہے۔ شہیق۔ گدھے کی بھاری آواز کو جو ابتدائی ہوتی ہے زفیر اور آخری ہلکی آواز کو شہیق کہا جاتا ہے۔ اِجابت۔ قبولیت۔ اِخسَئُوا۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ اِخسَئُوا فِیھَا وَلَا تُکَلِّمُونِ دور ہو اِسی میں پڑے رہو مجھ سے کلام نہ کرو یہ کفار سے اُسوقت کہدیا جائیگا جب وہ جہنّم سے نکلنے کیلئے واویلا کریں گے ناخوش بود یعنی اِس نالہ کے ناپسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

۳؎ دانکہ یعنی قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حقوق النّفس یا حقوق العباد کو تلف کیا ہے۔ اِستفراغ۔ قے، یعنی حقوق کی ادائیگی کر دے۔ داغ۔ زخم کا آخری علاج داغ دینا تھا۔ رَوباہ پیر یعنی وہ شخص جسکی ساری عمر مکاری میں گذری ہے۔ نِعمَ النّصیر۔ بہترین مددگار۔

www.pdfbooksfree.pk

تتمۂ حکایتِ خرس و آں ابلہ کہ بر وفائے خرس اعتماد کردہ بود

ریچھ اور اُس بیوقوف کی حکایت کا باقی حصّہ جس نے ریچھ کی وفاداری پر بھروسہ کیا تھا

خرس از اژدہا چوں وارہید — واں کرم زاں مردِ مردانہ بدید

ریچھ جب اژدھے سے نجات پا گیا — اور اُس نے اُس بہادر کا بہادرانہ کرم دیکھا

چوں سگِ اصحابِ کہف آں خرس سر نزار — شد مُلازم درپئے آں یارِ غار

(تو) وہ بیچارہ ریچھ اصحابِ کہف کے کُتّے کیطرح — اُس یارِ غار کا ساتھی بن گیا

آں مُسلماں سر نہاد از خستگی — خرسِ حارس گشت از دلبستگی

تھکن کی وجہ سے وہ نیک آدمی لیٹ گیا — تعلقِ خاطر کی وجہ سے ریچھ محافظ بن گیا

آں یکے بگذشت و گفتش حالِ چیست — اے برادر مر ترا ایں خرس کیست

ایک شخص وہاں سے گذرا اور اُسنے اس سے کہا مزاج کیسے ہیں؟ — اے بھائی! یہ ریچھ تیرا کون ہے؟

قصّہ واگفت[۵۲] و حدیثِ اژدہا — گفت بر خر سے منہ دل ابلہا

اُسنے وہ قصّہ اور اژدھے کی بات سب سُنائی — اُس نے کہا اے بیوقوف! ریچھ سے دل نہ لگا

دوستی ز ابلہ بتر از دشمنی ست — او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست

بیوقوف کی دوستی، دشمنی سے بدتر ہے — اُسے ہر تدبیر سے جو تو جانتا ہے وہ بھگا دینے کے لائق ہے

گفت واللہ از حسودی گفت ایں — ورنہ خرس چہ انگری ایں مہر بیں

اُس نے کہا، خدا کی قسم (یہ بات) حسد سے کہی ہے — ورنہ ریچھ کو کیا دیکھتا ہے، اِس محبت کو دیکھ

گفت مہر ابلہاں عشوہ دہ[۵۳] ست — ایں حسودی من از مہرش بہ ست

اُس نے کہا بیوقوفوں کی محبت فریب دینے والی ہے — میرا یہ حسد کرنا اُس کی محبت سے بہتر ہے

ہی بیا با من براں ایں خرس را — خرس را مگزیں مہل ہم جنس را

خبردار، میرے ساتھ آجا اِس ریچھ کو بھگا دے — ریچھ کو پسند نہ کر، ہم جنس کو نہ چھوڑ

گفت رَو رو کارِ خود کن اے حسود — گفت کارم ایں بُد و بختت نبود

اُس نے کہا اے حاسد جا اپنا کام کر — اُسنے کہا میرا کام یہی تھا اور تیرے نصیب میں نہ تھا

من کم از خر سے نباشم اے شریف — ترکِ او کن تا منت باشم حریف

اے بھلے آدمی! میں ریچھ سے کم نہ ہونگا — اُس کو چھوڑ دے تاکہ میں تیرا دوست ہو جاؤں

بر تو دل می لرزد م ز اندیشہ — با چنیں خر سے مرو در بیشہ

فکر سے تجھ پر میرا دل لرزتا ہے — ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل میں نہ جا

---

۵۱ وارہیدن۔ چھوٹ جانا۔ سگ۔ اصحابِ کہف کا کُتّا نیکی میں ضربُ المثل ہے۔ یارِ غار۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت آنحضورؐ کا ساتھ دیا اور تین دن حضورؐ کے ساتھ غارِ ثور میں گذارے لہٰذا اُن کو یارِ غار کہا جاتا ہے پھر ہر مخلص کو یار غار کہدیا جاتا ہے۔ حارس۔ نگہبان۔

۵۲ واگفتن۔ واضح طور پر کہنا۔ حدیث۔ قصہ۔ منہ دل۔ دل نہ لگا۔ ابلہا۔ اے ابلہ۔ راندنی۔ یعنی ہر تدبیر سے ریچھ سے پیچھا چھڑا لینا چاہیئے۔ انگری۔ الف زیادہ ہے۔

۵۳ عشوہ دہ۔ فریب دینے والا۔ ایں حسودی۔ یعنی اگر بالفرض میں نے حسد سے بھی یہ بات کہی ہے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ ہم جنس۔ یعنی مجھے۔ بختت نہ بود۔ میرا کام نصیحت کرنا تھا تیرے نصیب میں قبول کرنا نہ تھا۔ حریف۔ دوست، ساتھی، بالمقابل۔ بیشہ۔ جنگل۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں دلم ہرگز نہ لرزید از گزاف[1]
میرا یہ دل خواہ مخواہ نہیں لرزا

نورِ حق ست ایں نہ دعوی و نہ لاف
یہ (لرزنا) اللہ کے نور (کی وجہ) سے ہے یہ نہ ادعا ہے نہ بکواس

مُومنم یَنظُرُ بِنُورِ اللہ شدہ
میں مومن ہوں وہ (مومن) جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

ہاں وہاں بگریز ازیں آتشکدہ
خبردار خبردار اس آگ کی بستی سے بھاگ

ایں ہمہ گفت و بگوشش در نرفت
اُس نے یہ سب کچھ کہا اور اُس کے کان میں نہ گیا

بدگمانی مرد را سدّیست زفت
انسان کیلئے بدگمانی بڑا بند ہے

دستِ وے بگرفت و دست از وے کشید
اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اُسنے اُس سے ہاتھ چھڑا لیا

گفت رفتم چوں نہ یارِ رشید
اُسنے کہا، جبکہ سیدھا ہونیوالا دوست نہیں ہے میں جاتا ہوں

گفت رَو بر من تو غمخوارہ مباش
اُس نے کہا، جا تو میرا غم نہ کھا

بُوالفضولا معرفت کمتر تراش
اے بکواسی! معرفتِ (خداوندی کی باتیں) نہ کر

باز[2] گفتش من عدوّے تو نیم
اُس نے پھر کہا، میں تیرا دشمن نہیں ہوں

لُطف بینی گر بیائی در پَیَم
اگر میرے پیچھے (پیچھے) آجائیگا لُطف (و محبت) دیکھیگا

گفت خوابستم مرا بگذار و رَو
اُس نے کہا، مجھے نیند آرہی ہے مجھے چھوڑ اور جا

گفت آخر یار را مُنقاد شو
اُس نے کہا، آخر دوست کا فرمانبردار بن جا

تا بخسپی در پناہِ عاقلے
تاکہ تو ایک عقلمند کی حفاظت میں سوئے

در جوارِ دوستے صاحبدلے
ایک صاحبدل دوست کے قریب

در خیال افتاد مرد از جدِّ اُو
اُس کے اصرار سے وہ مرد شک میں پڑ گیا

خشمگیں شُد زو بگردانید رُو
غضبناک ہوگیا، اُس سے مُنہ پھیر لیا

کیں مگر قصدِ من آمد خونی ست
کہ یہ شاید میری جان کا خواہاں بنا ہے خونی ہے

یا طمع دارد گدائی و تُونی ست
یا لالچ کرتا ہے، بھک منگا اور چور ہے

یا گرو[3] بست ست با یاراں بدیں
یا اُس نے دوستوں سے اِس پر شرط باندھی ہے

کہ بترساند مرا از ہمنشیں
کہ مجھے ساتھی سے ڈرا دے گا

یا حسد دارد ز مہر یارِ من
یا میرے یار کی محبت پر حسد کرتا ہے

کاینچنیں جدّ میکند در کارِ من
کہ میرے معاملہ میں اِس قدر اصرار کر رہا ہے

خود نیامد ہیچ از خُبثِ سرش
اُس کی بد دماغی سے نہ آیا

یک گمانِ نیک اندر خاطرش
کوئی بھی نیک گمان اس کے دل میں

---

[1] گزاف۔ لغو، بیہودہ۔ نورِ حق۔ یعنی یہ میری الہامی بات ہے۔ دعویٰ یعنی خواہ مخواہ دعویٰ نہیں کر رہا ہوں لاف۔ یعنی گھمنڈ۔ یَنظُرُ حدیث میں ہے اَلمُومِنُ یَنظُرُ بِنُورِ اللہِ۔ مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آتشکدہ۔ یعنی رَیچھ کی دوستی۔ سدّ۔ بند۔ زفت بھاری، موٹا۔ بگرفت۔ یعنی نصیحت کرنے والے نے رَیچھ والے کا ہاتھ پکڑا لیکن اُس نے اُس سے ہاتھ چھڑا لیا۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

[2] باز گفتش۔ اِس نصیحت کرنے والے نے رَیچھ والے سے پھر کہا۔ خوابستم۔ مرا خواب ست۔ مُنقاد۔ مطیع، فرمانبردار۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔

[3] جدّ۔ اصرار۔ قصدِ من۔ یعنی میری جان لینے کا ارادہ۔ تُونی۔ بھنگی، چور، دغاباز یعنی میری خدمت کرکے کچھ کمانا چاہتا ہے۔

[3] گرو بست۔ اُس نے شرط باندھی ہے۔ ہمنشیں۔ یعنی رَیچھ۔ یارِ من۔ یعنی رَیچھ خود۔ یعنی چونکہ بد دماغ تھا نصیحت کرنے والے کے بارے میں کوئی بھلا خیال اُس کے دل میں نہ آیا۔

www.pdfbooksfree.pk

ظنِ نیکش حُملگی بر خرس بود — او مگر آں خرس را ہم جنس بو
اُس کا نیک گمان بالکل ریچھ پر تھا — شاید وہ اس ریچھ کا ہم جنس تھ

بدگمان و ابلہ و نا اہل بود — وز شقاوت او مطیعِ جہل بو
بدگمان اور بے وقوف اور نا اہل تھا — بدبختی کی وجہ سے وہ جہل کا تابع تھ

بدرگ و خودرای و بدبختِ ابد — گمرہ و مغرور و کور و خوار و رَد
بدسرشت اور خودسر اور ہمیشہ کا بدبخت — گمراہ اور مغرور اور اندھا اور ذلیل اور مردو

خرس را بگزیدہ بر صاحب کمال — رُوسیہ حاصل تبہ فاسد خیال
ریچھ کو صاحبِ کمال پر ترجیح دی — رُوسیاہ، بدانجام، گندے خیال والا

عاقلے را از سگی تہمت نہاد — خرس را دانست اہلِ مہر و داد
کُتے پن سے ایک عقلمند پر تہمت دھری — ریچھ کو محبت اور انصاف والا سمجھا

گفتنِ[۲] موسیٰ[۱] گوسالہ پرست را کہ آں خیال اندیشی

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچھڑے کے پوجنے والے سے فرمانا کہ تیری

وحزمِ تو کجا رفت

وہ سمجھ اور پختگی کہاں چلی گئی؟

گفت موسیٰؑ با یکے مستِ خیال — کاے بداندیش از شقاوت در ضلال
(حضرت) موسیٰؑ نے ایک دہمی سے فرمایا — کہ اے بدبختی کی وجہ سے گمراہ اور بدخیال!

صد گمانت بود در پیغمبر تم — با چُنیں بُرہان و ایں خُلقِ کریم
تجھے میری پیغمبری میں تو شک تھے — ایسی دلیل اور ان اچھے اخلاق کے ہوتے ہوئے

صد ہزاراں معجزہ دیدی زمن — صد خیالت می فزود و شک و ظن
تو نے مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے — لیکن تیرے اندر سینکڑوں وہم شک اور بدگمانیاں تھیں

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی — طعن بر پیغمبریم می زدی
تو وہم اور وسوسہ سے مجبور ہو گیا — میری پیغمبری پر تو نے طعنہ زنی کی

گرد[۵۳] از دریا برآوردم عیاں — تا رہید ید از شرِ فرعونیاں
میں نے کُھلم کھلا دریا سے گرد اُڑا دی — یہانتک کہ تم فرعون والوں کے شر سے بچ گئے

زآسماں چل سالہ کاسہ و خواں رسید — وز دُعایم جُوئے از سنگے دوید
چالیس سال تک آسمان سے پیالہ اور خوان آیا — میری دعا سے پتھر سے پانی کی نہر بہ پڑی

۱؎ آدگر۔ یعنی ریچھ جیسی فطرت کا تھا۔ مطیع۔ فرمانبردار۔ بدرگ۔ بدسرشت۔ خودرای۔ کسی کا کہنا نہ ماننے والا۔ بد بختِ ابد۔ ازلی شقی۔ رَد۔ مردود۔ حاصل تبہ۔ بدانجام۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنے والا۔ داد۔ انصاف۔

۲؎ گفتن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بچھڑے کے پجاری کو سیدھا راستہ نظر نہ آیا۔ شقاوت۔ بدبختی۔ ضلال۔ گمراہی۔ صد گماں۔ سینکڑوں شبہات۔ برہان۔ دلیل۔ شک۔ یعنی پیغمبری میں شک و شبہ۔

۵۳؎ گرد برآوردن۔ ہلاک کر دینا، خاک اُڑانا یعنی حضرت موسیٰؑ نے جب بنی اسرائیل کے ساتھ دریائے نیل کو پار کیا تو بطور معجزہ کے راستہ بالکل خشک ہو گیا تھا۔ فرعونیاں۔ فرعون کا لشکر۔ بنی اسرائیل کو گرفتار نہ کر سکا تھا۔ زآسماں۔ میدانِ تیہ میں بنی اسرائیل پر چالیس سال تک آسمان سے من و سلویٰ اترتا رہا۔ وز دعایم۔ حضرت موسیٰؑ کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

چوب[1] شُد در دستِ من نر اژدہا
میرے ہاتھ میں لکڑی نر اژدھا بنی

آب خوں شُد بر عدوّے ناسزا
نالائق دشمن پر پانی خون بن گیا

شد عصا مار و کفم شد آفتاب
لاٹھی سانپ بنی، اور میری ہتھیلی سورج بنی

آفتاب از عکسِ رُویم شد شہاب
سورج میرے چہرے کے عکس سے ٹوٹا ہوا ستارہ بنگیا

این و صد چندین و چندیں گرم و سرد
ایسے اور ایسے سینکڑوں مختلف قسم کے معجزوں نے

از تو اے سرد آں توہم کم نہ کرد
اے کج فہم! تیرا وہم نہ ہٹایا

بانگ[2] زد گوسالہ از جادوئی
جادوگری سے بچھڑا بولا

سجدہ کردی کہ خدائے من توئی
تونے سجدہ کیا، کہ میرا خدا تو ہے

آں توہمہات را سیلاب بُرد
تیرے ان وہموں کو سیلاب بہالے گیا

زیرکیِ باردت را خواب بُرد
تیری لایعنی ذہانت سو گئی

چوں نبودی بدگماں در حقِ اُو
تو اُس کے بارے میں بدگمان کیوں نہ ہوا؟

چوں نہادی سر چناں اے زشت رُو
اے بدصورت! تونے اِس طرح کیوں سر دھر دیا؟

چوں خیالت نامد از تزویرِ[3] او
تجھے اُس کی مکاری کا کیوں خیال نہ آیا؟

وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ او
اور اُس کے احمقوں کو پھنسانیوالے جادو کا

سامری خود کہ باشد اے مُہان
اے ذلیل! سامری خود کیا ہے؟

کہ خدائے برتر آشد در جہاں
کہ جو دنیا میں خدا بنا ڈالے

چوں دریں تزویرِ او یک دل شدی
تو جب تو اُس کی اِس مکاری سے مطمئن ہوگیا

وز ہمہ اشکالہا عاطل شدی
اور تمام اشکالات سے خالی ہوگیا

گاؤمی شاید خدائی را بلاف
بکواس سے، بچھڑا خدائی کے لائق ہوسکتا ہے؟

در رسولی ام تو چوں کردی خلاف
میرے رسول ہونے میں تونے کیوں خلاف کیا؟

پیشِ گاوے سجدہ کردی از خری
گدھے پن سے تونے بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا

گشت غفلت صیدِ سحرِ سامری
تیری عقل سامری کے جادو کا شکار ہوگئی

چشم دُزدیدی ز نورِ ذوالجلال
تونے اللہ (تعالےٰ) کے نور سے آنکھیں چُرائیں

اینت جہلِ وافر و عینِ ضلال
عجیب بھاری نادانی اور اصل گمراہی ہے

شہ بر اں عقل و گزینش کہ ترا ست
تیری عقل اور اُسکے انتخاب پر جو تونے کیا، تف ہے

چوں تو کانِ جہل را کشتن سزا ست
تجھ جیسے جہل کی کان کا قتل مناسب ہے

---

[1] چوب۔ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اژدہا بن گئی تھی۔ یہ حضرت موسیٰؑ کا معجزہ حاصل تھا۔ شہاب۔ یعنی سورج کی حیثیت گھٹ گئی۔ گرم و سرد۔ مختلف اقسام۔ سرد۔ جاہل، بیوقوف۔

[2] بانگ زد۔ سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا وہ بولنے لگا تھا۔ جادوئی۔ جادوگری۔ توہمات۔ پیغمبری کے سلسلہ میں جو شکوک تھے بچھڑے کی خدائی میں نہ پیدا ہوئے۔ در حق او۔ بچھڑے کی خدائی۔

[3] تزویر۔ فریب۔ او یعنی سامری۔ احمق گیر۔ بیوقوفوں کو پھانسنے والا۔ سامری۔ اس شخص کا نام ہے جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا میں لگا دیا تھا۔ مہان۔ ذلیل۔ یک دل۔ مطمئن۔ عاطل۔ فارغ خالی۔ لاف۔ بکواس۔ رسولی۔ رسالت۔ خلاف۔ مخالفت۔ گاؤ۔ یعنی بچھڑا۔ خری۔ گدھا پن۔ سحرِ سامری۔ سامری کا جادو یہی تھا کہ اُس نے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کی قدموں کی مٹی اُس بچھڑے کے بُت میں ڈال دی تھی جو اُس کی زندگی کا سبب بن گئی تھی۔ اینت۔ زہے کلمۂ تعجب ہے۔ وافر۔ گھنا ضلال۔ گمراہی۔ شہ۔ کلمۂ نفرین ہے، تُف۔ گزیں۔ انتخاب۔ کان۔ معدن۔

www.pdfbooksfree.pk

گاوِ زرّیں[1] بانگ کرد آخر چہ گفت
سونے کا بچھڑا بولا، آخر کیا کہا؟

کاحمقاں را اینہمہ رغبت شگفت
کہ احمقوں کی رغبت کے یہ سب پھول کھلے

زاں عجب تر دیدۂ از من بسے
مجھ سے تو نے اس سے زیادہ تعجب انگیز (معجزے) دیکھے

لیک حق را کے پذیرد ہر خسے
لیکن ہر کمینہ حق بات کو کب مانتا ہے؟

باطلاں را چہ رُباید با طلے
بیہودوں کو کیا بھاتا ہے؟ بیہودہ بات

عاطِلاں را چہ خوش آید عاطِلے
نعو لوگوں کو کیا اچھا لگتا ہے؟ لغو

زاں کہ ہر جنسے رُباید جنسِ خود
کیونکہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہے

گاؤ سُوئے شیرِ نر کے رُو نہد
گائے، نر شیر کے سامنے کب آتی ہے؟

گرگ بر یوسفؑ کجا عشق آورد
بھیڑیا، یوسفؑ سے کب عشق کرتا ہے؟

جُز مگر از مکر تا اُو را خورد
مکر کے سوا؟ تاکہ اُس کو ہڑپ کر جائے

چوں[2] زگرگی وارہد محرم شود
جب بھیڑیئے پن سے نجات حاصل کر لیتا ہے محرم ہو جاتا ہے

چوں سگِ کہف از بنی آدم شود
اصحابِ کہف کے کتے کی طرح انسان ہو جاتا ہے

چوں محمدؐ را ابوبکرؓ نکو
جب نیک (سیرت) ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

دید صدقش گفت ھٰذا صادِق
کی سچائی کو دیکھا بول اُٹھے یہ سچا ہے

چوں ابوبکرؓ از محمدؐ بُردہ بُو
جب ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشبو سونگھی

گفت ھٰذا لَیسَ وَجہُہٗ کَاذِب
کہا یہ جھوٹا چہرہ نہیں ہے

چوں نہ بُد بوجہل از اصحابِ درد
چونکہ ابوجہل اصحابِ درد میں سے نہ تھا

دید صد شقُّ القمر باور نہ کرد
تو شقُّ القمر (جیسے معجزے) دیکھے یقین نہ کیا

دردمندے کش زبام اُفتاد طشت
وہ دردمند جس کا راز ظاہر ہو کر رہا

زو نہاں کردیم حق پنہاں نگشت
ہم نے اُس سے حق کو چھپایا (پھر بھی) نہ چھپا

وانکہ[3] اُو جاہل بُد از دردش بعید
وہ جو کہ جاہل تھا اور اُس کے درد سے دور تھا

چند بنمودیم و اُو آں را ندید
ہم نے اُس کو ہر چند دکھایا اُسنے اُسکو نہ دیکھا

آئینہ دل صاف باید تا درو
دل کا آئینہ صاف ہونا چاہیئے تاکہ اُس میں

واشناسی صورتِ زشت از نکو
بُری اور اچھی صورت کو تو امتیاز کر سکے

ترک کردنِ آں مردِ ناصح بعد از مبالغہ پندِ مغرورِ خسیس را

اُس نصیحت کرنیوالے انسان کا حد درجہ کی نصیحت کے بعد ریجھ سے دھوکے میں پڑے ہوئے آدمی کی نصیحت کو ترک کرنا

---

[1] گاوِ زرّیں۔ بچھڑے کا بُت جو سامری نے سونے سے بنایا تھا۔

دیدہ۔ یعنی معجزے۔ خس۔ کمینہ۔

باطلاں۔ کُند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ گاؤ۔ گائے خیر کی جنس نہیں ہے۔ گرگ۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ گرگ کا تصور اُن کے بھائیوں کے جھوٹ پر مبنی ہے۔

محرم۔ بھیڑیا پن ختم کر کے بھیڑیا انسان کا ساتھی بن سکتا ہے جس طرح کہ اصحابِ کہف کے کُتے کا کُتا پن ختم ہوا اور وہ انکا ساتھی بن گیا۔

[2] چوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں اشتراک تھا لہٰذا اُن کا اُن کی طرف میلان ہوا۔ ھٰذا صادِقٌ یعنی آنحضورؐ اپنی رسالت کے دعوے میں سچے ہیں۔ بوجہل۔ ابوجہل اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اوصاف کا اشتراک نہ تھا لہٰذا شقُّ القمر کے معجزے سے بھی قائل نہ ہوا۔ دردمندے۔ یعنی طالبِ حق۔ طشت۔ از بام افتادن راز کا ظاہر ہو جانا۔

[3] وانکہ۔ جو شخص طلبِ حق میں دردمند نہیں ہے۔ آئینہ دل۔ کفار کا آئینہ دل زنگ آلود تھا لہٰذا وہ منکر بنے۔ ترکِ کردن۔ اگر مخاطب میں نصیحت سُننے کی صلاحیت نہ ہو تو نصیحت نہ کرنی چاہیئے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔

www.pdfbooksfree.pk

آں مسلماں ترکِ آں ابلہ گرفت — زیرِ لب لاحول گویاں باز رفت

اُس مسلمان نے اُس بے وقوف کو چھوڑ دیا — خاموشی سے لاحول پڑھتا ہوا لوٹ گیا

گفت چوں از جدّ و پند و از جدال — در دلِ او بیش می زاید خیال

بولا جبکہ اصرار اور نصیحت اور بحث سے — اُس کے دل میں زیادہ شک پیدا ہوتا ہے

پس رہِ پند و نصیحت بستہ شُد — امرِ اَعْرِضْ عَنْهُمْ پیوستہ شُد

تو وعظ اور نصیحت کا راستہ بند ہو گیا ہے — "اُن سے اِعراض کر" کا حکم وابستہ ہو گیا ہے

چوں روایت می فزاید درد پس — قصّہ بر طالب بگو بر خوان عَبَس

جب تیری دوا درد بڑھائے تو — طلبگار سے بات کر (سورۂ) عبس پڑھ لے

چونکہ اعمیٰ طالبِ حق آمدست — بہرِ فقرِ او رانشاید سینہ خست

جبکہ اندھا حق کا طالب بن کر آیا ہے — اُس کے اِفلاس کی وجہ سے تنگدل نہ ہونا چاہیئے

تو حریصی بر رشادِ مہتراں — تا بیاموزند عام از سروراں

تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے — تاکہ عوام، سرداروں سے (دین) سیکھیں

احمدا دیدی کہ قومے از ملوک[۲] — مستمع گشتند گشتی خوش کہ بُوک

اے احمدؐ! تم نے دیکھا کہ بادشاہوں کی ایک جماعت — سننے لگی ہے (اور) تم خوش ہوئے کہ شاید

این رئیساں یارِ دیں گردند خوش — بر عرب اینہا سراند و بر حبش

یہ سردار دین کے اچھے دوست بن جائیں گے — یہ عرب اور حبشہ کے سردار ہیں

بگذرد ایں صیت از بصرہ و تبوک[۳] — زانکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْکْ

یہ شہرت بصرہ اور تبوک سے آگے بڑھ جائیگی — کیونکہ قوم بادشاہوں کے دین پر ہوتی ہے

زیں سبب تو از ضریرِ مہتدی — رُو بگردانیدی و تنگ آمدی

اِس لئے تم نے ہدایت چاہنے والے اندھے سے — رُوگردانی کی، اور تنگ ہوئے

کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ — تو ز یارانی و وقتِ تو فراخ

کہ اِس وقت یہ موقع کم ملتا ہے — تو صحابہ میں سے ہے تیرے لئے بہت وقت ہے

مُزدحم می کردیم در وقتِ تنگ — ایں نصیحت می کنم نہ از خشم و جنگ

تنگ وقت میں تو نے مجھ پر ہجوم کیا — یہ میں نصیحت کر رہا ہوں نہ کہ غصہ اور لڑائی

مہتدی۔ ہدایت کرنے والا۔ مَناخ۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ یعنی یہ موقع کم ملتا ہے کہ یہ لوگ آکر بات سُنیں
یاراں۔ یعنی صحابہ۔ فراخ۔ وسیع۔ مزدحم۔ ہجوم کرنے والا۔ نصیحت۔ یعنی یہ نصیحت کہ تم اِس وقت قرآن
سننے کا سوال نہ کرو۔

---

[۱] آں مسلماں۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جدال۔ یعنی نصیحت کا بحث و مباحثہ۔ خیال یعنی شک۔ پس۔ اگر نصیحت مزید اِنکار کا سبب بنے تو پھر نصیحت سے اِعراض کرنا چاہیئے۔ اَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ اُن سے مُنہ پھیر لو۔ یہ آنحضورؐ سے اُن کفار کے بارے میں فرمایا گیا جن پر نصیحت کارگر نہ رہی تھی۔ عَبَس۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑے سرمایہ داروں کو فہمائش کر رہے تھے۔ اِس اثنا میں ابن اُمِّ مکتومؓ حاضر ہوئے اور قرآن سنانے کی فرمائش کی۔ آنحضورؐ کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور اُن سرداروں سے گفتگو کو ختم کرنا پسند نہ کیا۔ اِس پر سورۂ عَبَس نازل ہوئی جس کا مضمون مولانا نے آئندہ اشعار میں بیان فرمایا ہے۔ اعمیٰ یعنی ابن اُمِّ مکتومؓ۔ مہتراں یعنی سردارانِ قریش۔

[۲] مُلوک۔ یعنی قریش کے سردار۔ بُوک۔ شاید، مگر۔ ایں رئیساں۔ یعنی سردارانِ قریش۔ بَر۔ سردار۔ بگذرد۔ یعنی اِن سرداروں کے مسلمان ہو جانے سے۔ صیت۔ یعنی اسلام کی شہرت۔ بصرہ۔ عراق کا مشہور شہر ہے۔

[۳] تبوک۔ شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ یہ مشہور مقولہ ہے۔ ضریر۔ نابینا یعنی ابن اُمِّ مکتومؓ

www.pdfbooksfree.pk

احمدؐا نزدِ خدا ایں یک ضریر
اے احمدؐ! اللہ کے نزدیک یہ ایک اندھا

بہتر از صد قیصرؔ[1] ست و صد وزیر
سینکڑوں قیصروں اور وزیروں سے بہتر ہے

یادِ اَلنَّاسُ مَعَادِنْ ہیں بیار
خبردار! "لوگ کانیں ہیں" کو یاد رکھ

مَعدنے باشد فزوں از صد ہزار
ایک کان لاکھوں سے بہتر ہوتی ہے

مَعدنِ لعل و عقیقِ مُکتنِس
لعل اور عقیق کی چھپی ہوئی کان

بہتر ست از صد ہزاراں کانِ مِس
تانبے کی لاکھوں کانوں سے بہتر ہے

احمدؐا اینجا ندارد مال سُود
اے احمدؐ! یہاں مال مفید نہیں ہے

سینہ باید پُر ز عشق و دردِ و دود
ایسا سینہ درکار ہے جو عشق اور درد اور دھوئیں سے بھرا ہو

اعمیِ روشندل آمد دردمند
ایک اندھا، روشندل، دردمند آیا

پند اُورا دہ کہ حقِّ اُوست پند
اُس کو نصیحت کر، نصیحت اُس کا حق ہے

گر دوسہ ابلہ ترا مُنکر شوند
اگر دو تین بے وقوف تیرے منکر ہوں

تلخ کے گردی چو ہستی کانِ قند
تو آپ تلخ کب ہو سکتے ہیں جبکہ آپ شکر کی کان ہیں

گر دوسہ احمق ترا تہمت نہد
اگر دو تین احمق تجھ پر تہمت لگائیں

حق برائے تو گواہی می دہد
اللہ (تعالےٰ) تیری گواہی دیتا ہے

گفتؔ[2] از اقرارِ عالم فارغم
فرمایا (اب) میں جہان کے اقرار سے فارغ ہوں

آنکہ حق باشد گواہ اُو را چہ غم
جس کا خدا گواہ ہو اُس کو کیا غم ہے

گر خفاشے از خورشیدے خورست
اگر چمگادڑ کو سورج سے خوراک حاصل ہے

ایں دلیل آمد کہ آں خورشید نیست
یہ اِس کی دلیل ہے کہ وہ سورج نہیں ہے

نفرتِ[3] خفاشگاں باشد دلیل
چمگادڑوں کی نفرت دلیل ہوگی

کہ منم خورشیدِ تابانِ جلیل
کہ میں (ربّ) جلیل کا روشن سورج ہوں

گر گلابے را جُعل راغب شود
اگر کسی گلاب (کے پھول) کیطرف گبروندا رغبت کرے

آں دلیلِ ناگلابی می بُود
وہ اُسکے گلاب (کا پھول) نہ ہونے کی دلیل ہوگی

گر شود قلبے خریدارِ محک
اگر کھوٹا (سکّہ) کسوٹی کا طالب ہے

در محکّ اش در آید نقص و شک
اُس کے کسوٹی ہونے میں نقص اور شک ہوگا

دُزد شب خواہد نہ روز ایں را بداں
یہ جان لے کہ چور رات چاہتا ہے، نہ کہ دن

شب نیم روزم کہ تا بم در جہاں
میں رات نہیں ہوں، دن ہوں جو دنیا میں چمکتا ہوں

---

[1] قیصر۔ روم کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ "لوگ کانیں ہیں" اِس حدیث کے بقیہ لفظ یہ ہیں۔ مَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا جیسا کہ سونے اور چاندی کی کانیں جو انمیں سے جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں۔ مَعدنے۔ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ صد ہزار۔ یعنی سرداران قریش۔ مُکتنِس۔ پوشیدہ، مخفی۔ مِس۔ تانبا۔ اینجا۔ یعنی دین کے معاملہ میں۔ اعمیٰ۔ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ دہ۔ تکبر۔ یعنی رسالت کے منکر۔

[2] گفت۔ پہلے اشعار میں سورۂ عبس کا مضمون بیان کیا گیا تھا یہاں سے آنحضورؐ کا مقولہ ہے۔ گواہ۔ یعنی رسالت و صداقت پر۔ خورے۔ خوراک۔ نیست۔ درنہ چمگادڑ کو اُس سے نفرت ہوتی

[3] نفرت۔ سورج سے چمگادڑوں کی نفرت اُس کے مکمل ہونے کی دلیل ہے۔ جلیل۔ یعنی ربِّ جلیل۔ گبر۔ بدبو میں پرورش پانیوالا گبر وندا اگر گلاب سے رغبت کرنے لگے تو اُس کا گلاب ہونا مشکوک ہوجائیگا۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ یہاں کھوٹا سکہ چلانیوالے کے معنیٰ میں ہے۔ محک۔ کسوٹی۔ دُزد۔ چور رات کی تاریکی سے اپنا کام چلاتا ہے شب نیم۔ لہٰذا چور اور دغاباز مجھے پسند نہیں کرسکتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

فارِقم فارو قیم غربیل دار — تا کہ کاہ از من نمی یا بد گزار
میں فرق کرنیوالا ہوں، چھلنی کی طرح جدا کرنیوالا ہوں — حتیٰ کہ بھوسی مجھ میں سے نہیں گزر سکتی ہے

آرد را پیدا کنم من از سبوس — تا نمایم کیں نقوش ست و آں نفوس
میں آٹے کو بھوسی سے علیحدہ کر دیتا ہوں — تاکہ دکھا دوں کہ یہ تصویریں ہیں اور وہ انسان ہیں

من چو میزانِ خدایم در جہاں — وا نمایم ہر سبک را از گراں
میں دنیا میں خدا کی ترازو کی طرح ہوں — ہر ہلکے کو بھاری سے نمایاں کر دیتا ہوں

گاؤ را داند خدا گو سالہ[52] — خر خریدارے و در خور کالہ
بچھڑا ہی بیل کو خدا سمجھتا ہے — گدھا خریدار، اور اُس کے مناسب مال ہوتا ہے

من نہ گاوم تا گزو سالہ خرد — من نہ خارم کاشتے از من چرد
میں بیل نہیں ہوں کہ بچھڑا مجھے خریدے — میں کانٹا نہیں ہوں کہ اونٹ مجھے چرے

اُو گماں دارد کہ با من جور کرد — بلکہ از آئینہ من روفت گرد
وہ خیال کرتا ہے کہ اُس نے میرا کچھ بگاڑا — بلکہ اُس نے میرے آئینہ سے گرد صاف کردی ہے

تملق کردنِ دیوانہ جالینوس را و ترسیدن جالینوس از وے

ایک دیوانہ کا جالینوس کی خوشامد کرنا اور جالینوس کا اُس سے خوفزدہ ہونا

گفت جالینوس با اصحاب[53] خود — مر مرا تا آں فلاں دارو دہد
جالینوس نے اپنے شاگردوں سے کہا (کوئی) — مجھے فلاں دوا لا دے

پس بدو گفت آں یکے کاے ذوفنوں — ایں دوا خواہند از بہرِ جنوں
اُس سے کسی نے کہا اے صاحبِ کمالات! — یہ دوا جنون کے لئے مانگتے ہیں

دور از عقلت مگو ایں گفتگو — گفت در من کرد یک دیوانہ رُو
خدا کرے جنون تیری عقل سے دور رہے یہ گفتگو نہ کر — اُس نے کہا مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا

ساعتے در روئے من خوش بنگرید — چشمکم زد آستینِ من درید
تھوڑی دیر مجھے غور سے دیکھا — مجھے آنکھ ماری، میری آستین پھاڑ دی

گر نہ جنسیّت بُدے در من ازو — کے رُخ آوردے بمن آں زشت رُو
اگر مجھ میں اُس کی جنسیت نہ ہوتی — وہ منحوس صورت میری طرف کب متوجہ ہوتا؟

گر نہ دیدے جنسِ خود کے آمدے — کے بغیرِ جنس خود را بر زدے
اگر وہ اپنے ہم جنس کو نہ دیکھتا کب آتا! — اپنے آپ کو غیر جنس سے کب بھڑاتا؟

---

[51] فارِق۔ غلط اور صحیح میں امتیاز کرنیوالا۔ فاروق۔ دو چیزوں میں فرق دکھانے والا۔ غربیل۔ غربال، چھلنی۔ کاہ۔ تنکا، بھوسی۔ سبوس۔ بھوسی۔ نقوش۔ یعنی بے جان تصویریں۔ میزان۔ ترازو۔ سبک۔ ہلکا۔

[52] گاؤ۔ بیل کو بے عقل بچھڑا ہی خدا سمجھ سکتا ہے۔ در خور۔ مناسب، لائق۔ کالہ۔ سامان نہ خارم۔ اونٹ کانٹے کھانا پسند کرتا ہے۔ او گماں۔ ناقص کامل کے کمال کا انکار کر کے سمجھتا ہے کہ اُس نے کامل کا کچھ بگاڑ دیا حالانکہ اُس کا انکار اُس کے کمال کی بنیاد بنتا ہے۔ تملق۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جالینوس کو ایک دیوانہ کے اُس سے مانوس ہونے سے یہ شبہ ہوا کہ میری عقل میں کوئی نقصان ہے ورنہ یہ دیوانہ میری طرف مائل نہ ہوتا۔

[53] اصحاب۔ یعنی شاگرد۔ فلاں دارو۔ یعنی وہ فلاں دوا جو مرضِ جنون میں کھلائی جاتی ہے۔ آں یکے۔ یعنی ایک شاگرد دور۔ یہ جملہ دعائیہ ہے۔ ایں گفتگو۔ یعنی جنون کی دوا کھانے کی بات۔ مرو۔ یعنی رُو کرو۔ چشمکم زد۔ جو دوستی اور بے تکلفی میں ہوتا ہے۔ درید۔ بے تکلفی کی وجہ سے۔ جنسیت۔ یعنی اگر اُس کی طرح میں بھی دیوانہ نہیں ہوں۔ جنسِ خود۔ یعنی دیوانہ۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں دو کس برہم زند بے ہیچ شک — در میاں شاں ہست قدرِ مشترک[1]
جب دو شخص آپس میں ملیں، بلاشک — اُن میں کوئی قدرِ مشترک ہے

کے پرد مرغے مگر با جنسِ خود — صحبتِ ناجنس گورست و لحد
ہر پرند اپنے ہم جنس کے ساتھ ہی اُڑتا ہے — ناجنس کی ہم نشینی قبر اور لحد ہے

سببِ پریدن و چریدن مرغے با مرغِ دیگر کہ جنسِ اُو نبود
ایک پرند کے غیر جنس پرند کے ساتھ اُڑنے اور چرنے کا سبب

آں حکیمے گفت دیدم ہم تگے — در بیاباں زاغ را با لکلکے
ایک دانا نے کہا میں نے چلتے پھرتے دیکھا — جنگل میں کوّے کو لقلق کے ساتھ

در عجب ماندم بجستم حالِ شاں — تا چہ قدر مشترک یابم نشاں
میں تعجب میں رہ گیا، میں نے اُن کے حال کی تجسس کی — تاکہ قدرِ مشترک کا پتہ لگالوں

چوں شدم نزدیک من حیران[2] و دنگ — خود بدیدم ہر دو آں بودند لنگ
جب میں حیران اور دنگ، قریب پہنچا — میں نے خود دیکھا کہ وہ دونوں لنگڑے تھے

خاصہ شہبازے کہ اُو عرشی بُود — با یکے چُغدے کہ اُو فرشی بُود
خصوصاً وہ شہباز جو عرشی ہو — ایک چُغد کے ساتھ جو فرشی ہو کیسے تعلق رکھ سکتا ہے

آں یکے خورشیدِ علّیین[3] بُود — وین دگر خفّاش کز سجّین بُود
ایک وہ جو علّیین کا سورج ہو — اور یہ دوسری چمگادڑ جو سجّین کی ہو

آں یکے نورے ز ہر عیبے بَری — واں دگر کورے گدائے ہر دری
ایک وہ نور، جو ہر عیب سے بَری ہے — اور دوسرا وہ اندھا جو ہر در کا، بھکاری ہے

واں یکے ماہے کہ بر پروین زند — واں یکے کرمے کہ بر سرگیں تند
ایک ایسا چاند جو ثریا سے متعلق ہے — ایک وہ کیڑا جو گوبر کے چکر کاٹے

آں یکے یوسفؑ رُخے عیسیٰؑ نفس — وین دگر گرگے و یا خَر یا خرس
ایک یوسفؑ جیسے چہرے والا عیسیٰؑ جیسے سانس والا — دوسرا بھیڑیا، یا گدھا، یا ریچھ

آں یکے پرّاں شدہ در لامکاں — وین یکے در کاہداں ہمچوں سگاں
ایک وہ جو لامکان میں اُڑتا ہے — اور یہ ایک کوڑی پر کتوں کی طرح

آں یکے سلطانِ عالی مرتبت — وین دگر در گلخنے در تعزیت
وہ ایک، بلند مرتبہ بادشاہ — اور یہ دوسرا بھٹی کے اندر ماتم میں

---

[1] قدرِ مشترک۔ یعنی کوئی ایسی بات جو دونوں میں ہو۔ سبب۔ کوّا اور لقلق ہمجنس نہ تھے لیکن اُن میں لنگڑا پن قدرِ مشترک تھی۔ ہم سنگی۔ مل کر چلنا پھرنا۔ لکلک۔ لقلق۔

[2] حیران و دنگ۔ اِس لئے کہ دو غیر جنس کو ملا جلا دیکھا تھا۔ خاصہ۔ جبکہ کوّے اور لقلق کو دیکھ کر ایک عقلمند حیران ہوا حالانکہ دونوں زمینی پرند ہیں تو نبی جو عرش کا شہباز ہے اور منکر جو ویرانے کا چُغد ہے باہم کیسے مانوس ہو سکتے ہیں۔ شہباز۔ یعنی رسول و نبی۔ چُغد۔ منکر۔

[3] علّیین۔ وہ دفتر جس میں جنتیوں کے نام لکھے ہونگے، بہشت کا بلند مقام۔ سجّین۔ وہ دفتر جس میں دوزخیوں کے نام لکھے ہوں گے۔ جہنم کی وادی۔ نُورے۔ یعنی رسول و نبی۔ کورے۔ یعنی منکر۔ پروین۔ ثریا جو ستاروں کا مجموعہ ہے۔ کِرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ کا حسن مشہور ہے۔ عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ کے سانس میں بڑی برکتیں تھیں۔ پرّاں۔ پرواز کرنے والا۔ لامکاں۔ عالمِ لاہوت۔ کاہداں۔ کوڑے کی جگہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ تعزیت۔ ماتم۔

www.pdfbooksfree.pk

آں یکے خلقے ز اکرامش خجل
ایک وہ جس کے کرم سے مخلوق شرمندہ
ویں دگر از بینوائی منفعل
اور یہ دوسرا بے سروسامانی سے شرمندہ

آں یکے سَروَر شدہ زاہلِ زماں
ایک وہ جو زمانے والوں کا سردار بنا
ویں دِگر در خاکِ خواری بس نہاں
اور یہ دوسرا ذلت کی خاک میں دبا ہوا

بُلبلاں را جائے می زید چمن
بُلبلوں کی جگہ چمن میں مناسب ہے
مر مُجَعل را در چمیں خوشتر وطن
گبروندے کا گندگی بہترین وطن ہے

بازبانِ معنوی گل با مجعل
پھول، گبروندے کو زبانِ حال سے
ایں ہمہ گوید کہ اے گندہ بغل
یہ کہتا ہے کہ اے بغل گند والے!

گر گریزانی ز گلشن بیگماں
اگر تو چمن سے بھاگتا ہے، یقیناً
ہست آں نفرت کمالِ گلستاں
وہ نفرت، چمن کا کمال ہے

غیرتِ من بر سرِ تو دور باش
میری غیرت تیرے سر پر نیزہ
می زند کایِ خس ازیں در دُور باش
(پھینک کر) مارتی ہے اے کمینے! اِس در سے دُور رہ

ور بیامیزی تو با من اے دَنی
اے کمینے! اگر تو مجھ سے گھل مل جائے گا
ایں گماں آید کہ از کانِ منی
یہ خیال ہوگا کہ تو میری جنس کا ہے

گرد درآمیزد ز نقصانِ من ست
اگر گھل مل جائے گا تو میری کمی کا سبب ہے
زاں کہ پندارند کوزانِ من ست
کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ وہ میرا ہے

حق مرا چوں از پلیدی پاک داشت
خدا نے جب مجھے نجاست سے پاک رکھا ہے
چوں سَزد بر من پلیدی را گماشت
تو مجھ پر نجاست کو مسلط کرنا کیسے مناسب ہوگا؟

یک رگم زایشاں بدو آں را برید
میری ایک رگ اُن میں کی تھی اُس کو کاٹ دیا
در من آں بدرگ کجا خواہد رسید
وہ بُری رگ مجھ میں کہاں آسکتی ہے؟

یک نشانِ آدمؑ آں بُد از ازل
(حضرت) آدمؑ کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی
کہ ملائک سَر نہندش از محل
کہ فرشتے مرتبے کی وجہ سے اُن کو سجدہ کریں

یک نشانِ دیگر آں کہ آں بلیس
دوسری نشانی یہ کہ شیطان
نہندش سَر کہ منم شاہ و رئیس
اُن کو سجدہ نہ کرے کہ میں شاہ اور رئیس ہوں

پس اگر ابلیس ہم ساجد شدے
تو اگر شیطان بھی سجدہ کرنے والا ہو جاتا
اُو نہ بودے آدمؑ اُو غیرے بُدے
تو وہ آدمؑ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا

---

۵۱ اِکرام تعظیم کرنا، بخشنا۔ خجل۔ شرمندہ۔ منفعل۔ نادم، شرمندہ۔ سَروَر۔ سردار۔ می زیبد۔ زیب می دہد۔ جُعل۔ نجاست کا کیڑا، گبروندڑا۔ چمیں۔ نجاست، گندگی۔

۵۲ معنوی۔ باطنی یعنی زبانِ حال۔ گندہ بغل بغل گند، بدبُو دار۔ گر گریزانی۔ یہ پھول کا مقولہ ہے۔ غیرت۔ انبیاء اور بزرگوں کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ خدا کے دشمن اُن سے دُور رہیں۔ دور باش۔ پہلے مصرع میں اُس دور شاخہ نیزے کے معنی میں ہے جو چوبدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ بادشاہ یا امیر کے آگے چلتا ہے تاکہ لوگ راستہ سے دور ہو جائیں دوسرے مصرع میں یہ "دور ہو" کے معنی میں ہے۔ دَنی۔ کمینہ۔ کان۔ معدن۔

۵۳ گرد درآمیزد۔ بروں کا بھلوں سے میل بھلوں کے نقصان کا سبب ہے۔ آنِ منست یعنی ہم جنس ہے۔ بُرید۔ آنحضورؐ کا سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اُس میں سے خون کی ایک بوند نکال دی گئی اور اُس کو زمزم سے پاک کیا گیا۔ یک نشاں۔ حضرت آدمؑ کے کمال کی دو نشانیاں تھیں ایک تو یہ کہ ملائکہ اُن کو سجدہ کریں۔ دوسری یہ کہ شیطان سجدہ نہ کرے۔ منم۔ شیطان نے کہا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں اُس کو سجدہ کیوں کروں۔ پس۔ اگر شیطان سجدہ کر لیتا تو کمال کی دوسری نشانی مفقود ہو جاتی۔

www.pdfbooksfree.pk

ہم سجودِ ہر ملک میزان[1] اُوست
ہر فرشتہ کا سجدہ اُس کا معیار ہے

ہم جحودِ آں عدو برہانِ اُوست
اُس دشمن کا اِنکار بھی اس کی دلیل ہے

ہم گواہِ اُوست اقرارِ ملک
فرشتہ کا اِقرار کرنا بھی اس کا گواہ ہے

ہم گواہِ اُوست کفرانِ سَگک
ذلیل کُتّے کا اِنکار بھی اُس کا گواہ ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اِس بات کی انتہا نہیں ہے، واپس چل

تا چہ کرد آں خرس با آں شیر مرد
کہ اُس ریچھ نے اُس بہادر کے ساتھ کیا کیا؟

تتمۂ قصۂ اعتمادِ آں مغرور بر تملّقِ خرس

اُس دھوکے میں مبتلا کا ریچھ کی چاپلوسی پر بھروسہ کرنیکا باقی قصہ

اُو بخفت و خرس میراندش مگس
وہ سو گیا اور ریچھ اُس کی مکھیاں اُڑاتا تھا

وز ستیز آمد مگس شد باز پس
اور ضد سے مکھیاں پھر واپس آجاتی تھیں

چند بارش راند از روئے جواں
اُس نے کئی بار اُن کو جوان سے مُنہ پر سے اُڑایا

واں مگس زو باز می آمد دواں
وہ مکھیاں تیزی سے واپس آجاتیں

خشمگیں شد با مگس خرس و برفت
ریچھ کو مکھیوں پر غصہ آیا اور وہ گیا

برگرفت از کوہ سنگے سخت و زفت
پہاڑ سے ایک سخت اور بھاری پتھر اُٹھالیا

سنگ آورد و مگس را دید باز
پتھر لایا اور مکھیوں کو پھر دیکھا

برگرفت آں آسیا سنگ بزد
اُس نے چکّی (جیسا) پتھر اُٹھایا اور مارا

سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد
پتھر نے سوئے ہوئے کے مُنہ کو خشخاش (جیسا) کردیا

مہرِ ابلہ مہرِ خرس آمد یقیں
بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہے

عہدِ اُو سست و ویران و ضعیف
اُس کا عہد (و پیمان) کمزور اور برباد (یعنی) ضعیف ہے

گفتِ اوزفت و وفائے اُو نحیف
اُس کی باتیں گھنی ہیں اور اُس کی وفاداری کمزور ہے

گر خورد سوگند ہم باور مکُن
اگر وہ قسم بھی کھائے تو یقین نہ کر

برگرفت از کوہ سنگے سخت و زفت
پہاڑ سے ایک سخت اور بھاری پتھر اُٹھالیا

بر رُخِ خفتہ گرفتہ جائے[3] ساز
سوئے ہوئے کے مُنہ پر ٹھکانا بنائے ہوئے

بر مگس تا آں مگس واپس خزد
مکھیوں پر تاکہ وہ مکھیاں واپس جا گھسیں

ایں مثل بر جملہ عالم فاش کرد
یہ کہاوت تمام دنیا میں مشہور کردی

کینِ اُو مہرست و مہرِ اُوست کیں
اُس کا کینہ محبت ہے اور اُس کی محبت کینہ ہے

گفتِ اوزفت و وفائے اُو نحیف
اُس کی باتیں گھنی ہیں اور اُس کی وفاداری کمزور ہے

بشکند سوگند مردِ کژ سخن
اُلٹی باتیں کرنے والا قسم توڑ ڈالتا ہے

---

[1] میزان: معیار، جُحود: اِنکار، عدو: شیطان۔ گواہ: حضرت آدمؑ کے کمال پر جس طرح فرشتوں کا اقرار اور سجدہ گواہ ہے اِسی طرح شیطان کا اِنکار بھی گواہ ہے۔ کُفرآن: اِنکار، ناشکری۔ سگک: کاف تصغیر کا ہے یعنی شیطان۔ ایں سخن: یعنی ناقصین کا اِنکار کاملین کی فضیلت کی دلیل ہے۔ تملّق: چاپلوسی، خوشامد۔

[2] اُو: یعنی شیر مرد۔ وز ستیز: مکھی کی عادت ہے کہ اُڑاؤ تو وہ لوٹ کر آتی ہے۔ جواں: یعنی شیر مرد۔ زفت: موٹا، بھاری۔

[3] جائے ساز: موافق جگہ۔ آسیا سنگ: سنگِ آسیا، چکی کا پتھر۔ خزد: خزیدن بمعنی گھسنا کا فعل مضارع ہے۔ ایں مثل: وہ ضرب المثال جو دوسرے شعر میں مذکور ہے۔ کینِ اُو: بیوقوف دشمنی میں جدا ہو جائیگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا دوستی کے میل جول کی وجہ سے نقصان رساں ہوگا۔ عہدِ اُو: بیوقوف کا کوئی عہد و پیمان مضبوط نہیں ہوتا ہے وہ باتونی ہوتا ہے اُس میں وفاداری نہیں ہوتی ہے۔ گر خورد: بیوقوف کی قسم پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہیئے وہ فوراً قسم توڑ ڈالتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ
چونکہ اُس کی بغیر قسم کے بات، جھوٹ تھی

تو میفت از مکر و سوگندش بدروغ[1]
تو اُسکے مکر اور قسم کی وجہ سے فریب میں نہ پڑ

نفسِ او میر ست و عقلِ او اسیر
اس کا نفس حاکم ہے، اور اُس کی عقل قیدی ہے

صد ہزاراں مُصحفش خود خوردہ گیر
لاکھوں قرآن اُس کے کھائے ہوئے سمجھ

چونکہ بے سوگند پیماں بشکند
جبکہ وہ بغیر قسم کے عہد توڑ ڈالتا ہے

گر خورد سوگند ہم آں بشکند
اگر قسم بھی کھالے گا اُس کو توڑ ڈالے گا

زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازاں
کیونکہ اِس (قسم) سے نفس زیادہ پریشان ہوگا

کہ کندبندش بسوگندِ گراں
کہ اُس کو بھاری قسم میں قید کرے

چوں اسیرے بند بر حاکم نہد
جب کوئی قیدی حاکم کے بیڑی لگائے

حاکم آں را بر درد بیروں جہد
حاکم اُس کو توڑ دے گا، باہر نکل آئے گا

بر سرش کوبد ز خشم آں بند را
اُس کے سر پر وہ بیڑی دے مارے گا

می زند بر روئے اُو سوگند را
قسم کو اس کے منہ پر پھینک مارے گا

تو زاَوْفُوا بِالْعُقُوْدِش دست شو
تو "عہدوں کو پورا کر" سے اُس سے ہاتھ دھولے

اِحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ با اُو مگو
اپنی قسموں کی حفاظت کرو" اُس سے نہ کہہ

وانکہ داند عہد با کہ می کُند[2]
جو شخص یہ سمجھ لے کہ عہد کس سے کرتا ہے

تن کُند چوں تار و گرد اُو تند
جسم کو دھاگے کی طرح کرتا ہے اور اُسکے گرد بنتا ہے

بعیادت رفتنِ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر صحابی رنجور و فائدہ عیادت

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار صحابی کی مزاج پرسی کو جانا اور بیمار پرسی کا فائدہ

از صحابہ خواجۂ بیمار شُد
صحابہ میں سے ایک بزرگ بیمار ہوگئے

واندراں بیماریش چوں تار شُد
اور اُس بیماری میں وہ دھاگے کی طرح ہوگئے

مُصطفیٰ آمد عیادت سوئے اُو
حضرت مصطفیٰ اُن کے پاس بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے

چوں ہمہ لُطف و کرم بُد خوئے اُو
چونکہ آپ کی عادت، مجسم لُطف و کرم تھی

در عیادت رفتنِ تو فائدہ است
بیمار پُرسی کے لئے تیرا جانا فائدہ ہے

فائدہ آں باز بر تو عائدہ است
اس کا فائدہ تجھے ہی پہنچنے والا ہے

فائدہ اوّل کہ آں شخصِ علیل
پہلا فائدہ یہ ہے کہ وہ بیمار شخص

بُوکہ قُطبے باشد و شاہِ جلیل[3]
ہوسکتا ہے کوئی قُطب اور بڑا شاہ ہو

---

[1] دروغ۔ چھا چھ، مکر نفس اُو۔ بیوقوف کی عقل پر اُس کا نفس حاکم ہوتا ہے اگر وہ قسم کی بجائے لاکھوں قرآن بھی کھا جائے تو کیا اعتبار ہے۔ چونکہ۔ عہد شکنی کا عادی بہر حال عہد توڑ ڈالتا ہے زانکہ۔ اُسکی وجہ یہ ہے کہ اُسپر نفس حاکم ہوتا ہے اور حاکم کسی قسم کی بیڑی کب برداشت کرسکتا ہے اُسکو جلد توڑ ڈالیگا ہاں اگر انسان کی طبیعت سلیم ہو تو وہ قسم کی بیڑی کا احساس کرے گا۔ اَسیر۔ قیدی یعنی وہ بیوقوف جو نفس کی قید میں ہے۔ حاکم۔ یعنی نفس۔ بر سرش۔ قسم توڑ واکر دوگنے عذاب میں مبتلا کریگا۔ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ مومنین کو خطاب ہے اپنے عہدوں کو پورا کرو اِحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ اپنی قسموں کی نگہداشت رکھو۔

[2] وانکہ۔ ایک مومن سمجھتا ہے کہ وہ قسم کھا کر خدا سے عہد کرتا ہے۔ تن کند یعنی اپنے جسم کو دھاگا بنا کر اُس کو مضبوط باندھتا ہے اور اُسکی حفاظت میں جان قربان کرتا ہے۔

[3] عیادت۔ بیمار پرسی، اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بعض بندگانِ خدا نہایت کے اُس مقام پر ہوتے ہیں کہ اُنکے ساتھ کوئی عہد ہو یا دیگر معاملہ وہ خدا کے ساتھ سمجھا جاتا ہے چوں۔ آنحضورؐ کے اخلاق کریمانہ تھے۔ عائدہ۔ لوٹنے والا یعنی عیادت کا فائدہ خود عیادت کرنیوالے کا اپنا فائدہ ہے

615
www.pdfbooksfree.pk

چوں دو چشمِ دل نداری اے عنود
اے سرکش! جب تو دل کی دو آنکھیں نہیں رکھتا ہے

وا[1]نمی دانی تو ہیزم راز عود
تو اگر عود کو ایندھن سے ممتاز نہیں سمجھ سکتا ہے

چونکہ گنجے ہست در عالم مرنج
جبکہ دنیا میں خزانہ ہے، رنجیدہ نہ ہو

ہیچ ویراں را مداں خالی ز گنج
کسی ویرانے کو (بھی) خزانے سے خالی نہ سمجھ

قصدِ ہر درویش می کُن از گزاف
ہر درویش کا قصد وجہ کے بغیر کر لیا کر

چوں نشاں یابی بجدّ می کُن طواف
جب پتہ پالے تو کوشش کر کے چکر کاٹ

چوں تُرا آں چشمِ باطن بیں نہ بود
جب تیری باطن کو دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے

گنج[2] می پندار اندر ہر وجود
ہر وجود میں خزانہ سمجھ

در نباشد قُطب یارِ رہ بُود
اگر قُطب نہ ہوگا، راستہ کا یار ہوگا

شہ نباشد فارسِ اسپہ بُود
شاہ نہ ہوگا، گھوڑا سوار ہوگا

پس صلہ یارانِ رہ لازم شمار
یاروں کے ساتھ سلوک کو لازم سمجھ

ہر کہ باشد گر پیادہ گر سوار
کوئی ہو، پیادہ ہو یا سوار

ور عدو باشد ہم ایں احساں نکوست
اگر دشمن ہے تو بھی یہ احسان اچھا ہے

کہ باحساں دوست گردد گر عدوست
اگر دشمن ہے، احسان کی وجہ سے دوست ہو جائیگا

ور[3] نگردد دوست کینش کم شود
اگر دوست نہ بنا تو اُس کی دشمنی کم ہو جائیگی

زانکہ احساں کینہ را مرہم شود
اِس لئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہے

پس فوائد ہست غیرِ ایں فریک
اِس کے علاوہ بھی فائدے ہیں، لیکن

از درازی خائفم اے یارِ نیک
اے بھلے یار! میں طوالت سے خائف ہوں

حاصل ایں آمد کہ یارِ جمع باش
خلاصہ یہ نکلا کہ جماعت کا دوست بن

ہمچو بُت گر از حجر یارے تراش
بُت گر کی طرح پتھر سے دوست تراش لے

زانکہ انبوہی و جمعِ کارواں
اِس لئے کہ قافلہ کی جماعت اور اُسکی کثرت

رہزناں را بشکند پشت و سناں
ڈاکوؤں کی کمر اور بھالا توڑ دیتی ہے

وحی آمدن از حق تعالےٰ بہ موسیٰؑ کہ چرا بہ عیادتِ من نیامدی

حضرت موسیٰؑ کے پاس خدا کی طرف سے وحی آنا کہ تو میری بیمار پرسی کے لئے کیوں نہ آیا؟

آمد از حق سوئے موسیٰؑ ایں عتیب
موسیٰؑ کی جانب سے اللہ کے پاس سے یہ ناراضی پہنچی

کائے طلوعِ ماہ دیدہ تو ز جیب
اے وہ کہ تو نے گریبان سے سورج کا طلوع دیکھا ہے

---

[1] وا نمی دانی۔ جب تم خاص قُطب کو نہیں پہچانتے ہو تو ہر مؤمن کی عیادت کر لیا کرو۔

[2] گنج۔ اہلِ باطن کے پالینے کی تدبیر یہی ہے کہ ہر جگہ اُن کو تلاش کرو۔ یارِ رہ۔ یعنی بیمار اگر قُطب نہ ہوگا تو کوئی سالکِ راہِ طریقت ہوگا۔ شہ۔ یعنی قُطب۔ فارس۔ گھوڑا سوار۔ صلہ۔ باہمی تعلق۔ ہر کہ۔ یعنی خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ ور عدو۔ دشمن سے بھلائی کرو، دشمنی دوستی سے بدل جائے گی۔

[3] ور۔ بھلائی کرنے سے دشمن دوست بھی نہ بنے گا تو دشمنی میں کمی آجائے گی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیادت سے مُعاشرہ کی اِصلاح ہوتی ہے اور ایک اچھا معاشرہ پیدا ہوتا ہے اور اچھے معاشرہ میں زندگی گوشۂ تنہائی کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ حجر۔ مردہ دل میں اپنی محبت پیدا کرو۔ زانکہ۔ یہ اجتماعی زندگی کی فضیلت ہے۔ وحی۔ اِس قصّہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر مسلمان کی عیادت کرنی چاہیئے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ عتیب۔ عتاب، ناراضی جیب۔ گریبان حضرت موسیٰؑ کے معجزہ ید بیضا کی طرف اشارہ ہے۔

616

www.pdfbooksfree.pk

مَشرِقَت[1] کردم بنورِ ایزدی
میں نے خدائی نور سے تجھے مشرق بنایا
من حقم رنجور گشتم نامدی
میں خدا ہوں، میں بیمار ہوا تو نہ آیا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں
(حضرت موسیٰؑ نے) کہا اے اللہ تو نقصان سے پاک ہے
اینچہ رمزست ایں بگُو یارب عیاں
یہ کیا راز ہے؟ اے خدا اِس کو ظاہر کر دے

باز فرمودش کہ در رنجوریم
(اللہ تعالیٰ نے) پھر اُس سے کہا کہ میں مریض ہوں
چوں نہ پُرسیدی تو از روئے کرم
تو نے از روئے کرم میری پُرسش کیوں نہ کی

گفت یارب نیست نقصانے ترا
اُنھوں نے عرض کیا اے خدا تیرے لئے کوئی گھٹاؤ نہیں ہے
عقل گم شد ایں گرہ را برکشا
عقل گم ہو گئی ہے، یہ گرہ کھول دے

گفت آرے بندۂ خاصِ گزیں
(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا ہاں ایک خاص برگزیدہ بندہ
گشت رنجور اُو منم نیکو ببیں
بیمار ہوا، اور وہ میں ہوں خوب سمجھ لے

ہست رنجوریش رنجوریِ من
اُس کی بیماری، میری بیماری ہے
ہست معذوریش معذوریِ من
اُس کی معذوری، میری معذوری ہے

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا
جو خدا کی ہم نشینی چاہے
گو نشیند در حضورِ اولیا
کہہ دو وہ اولیاء کی خدمت میں بیٹھے

از حضورِ[2] اولیا گر بگسلی
اگر تو اولیاء کے پاس حاضری سے علیحدہ رہیگا
تو ہلا کی زانکہ جزوی نے کُلی
تو برباد ہے، کیونکہ تو جزو ہے کُل نہیں ہے

ہر کرا دیو از کریماں وا برد
شیطان جس کو بھلوں سے جُدا کر دے
بیکَسش یابد سَرَش را وا خورد
اُس کو بے سہارا پا لیتا ہے اُس کا سر چبا لیتا ہے

یک بَدست از جمع رفتن یکزماں
تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک بالشت جماعت سے دور ہونا
مکرِ شیطاں باشد و نیکو بداں
شیطان کا مکر ہوگا، خوب سمجھ لے

جدا کردن باغبان صوفی و فقیہ و علوی را از یکدگر و ادب کردن

باغبان کا صوفی اور مولوی اور سید کو ایک دوسرے سے جدا کر دینا اور سزا دینا

باغبانے چوں نظر در باغ کرد
ایک باغبان نے جب باغ کو دیکھا
دید چوں دزداں بباغِ خود سہ مرد
اپنے باغ میں تین شخص چوروں جیسے دیکھے

یک فقیہ[3] و یک شریف و صوفیے
ایک مولوی اور ایک سید اور ایک صوفی
ہر یکے شوخے فضولی لوفیے
(جنمیں سے) ہر ایک بے حیا، بکواسی، لغو گو

---

[1] مشرقی۔ حضرت موسیٰؑ نورِ خداوندی کے مظہر تھے۔ رنجور۔ بیمار۔ زیاں۔ نقصان یعنی بیماری وغیرہ۔ در رنجوریم۔ میں مریض ہوں۔ نقصان یعنی بیماری۔ گرہ۔ یعنی خدا کا اپنے آپ کو بیمار کہنے کا عقدہ۔ گزیں۔ برگزیدہ۔ اُو منم۔ جب انسان فنائیت کے مقام پر پہنچتا ہے تو گویا اتحاد ہو جاتا ہے۔ ہست۔ مقامِ فنا میں پہنچ جانیوالے ولی کا بیمار ہونا گویا خدا کا بیمار ہونا ہے اس مضمون کی حدیث مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے۔ اولیا۔ جبکہ اولیا اللہ کا خدا سے اتحاد ہے تو اُنکے پاس بیٹھنا خدا کے پاس بیٹھنا ہے۔

[2] از حضور۔ اولیاء کی صحبت باعثِ نجات ہے ورنہ شیطانی وساوس موجب ہلاکت بنیں گے۔ جُزوی یعنی تو ناقص ہے۔ کُلی یعنی تو کامل نہیں ہے۔ دیو۔ شیطان۔ کریماں۔ یعنی اولیا اللہ۔ وا خورد۔ یعنی شیطان ہلاکت کا سبب بنجاتا ہے۔ بدبخت۔ یعنی بد قسمت۔ بالشت۔ جمع۔ جماعت۔ جدا کردن۔ پہلے شعر میں جماعت سے علیحدگی کی مضرت سمجھائی تھی اب اِس کو اس حکایت سے واضح کرتے ہیں

[3] فقیہ۔ مولوی، مفتی، علوی۔ وہ سید جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہے لیکن حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں ہے جو دزداں۔ یہ تینوں بلا اجازت باغ میں آئے تھے۔ شریف۔ سلطنتِ سیت کے صوفی میں بھی بلا اجازت باغ میں آنے کی وجہ سے فضولی لوفیے

www.pdfbooksfree.pk

گفت با اینہا مرا صد حجت[1] ست — لیک جمع اندو جماعت رحمت ست

اُس نے (دل میں) کہا اُنکے مقابلہ میں میری سو دلیلیں ہیں — لیکن اکٹھے ہیں، اور جماعت رحمت ہے

برنیایم یک تنہ با سہ نفر — بس ببرم شاں نخست از یکدگر

تنہا تین کے ساتھ جیت نہ سکوں گا — پہلے اُن کو ایک دوسرے سے جُدا کر دوں

ہر یکے را من بسوئے افگنم — چونکہ تنہا شاں کُنم سر برکنم

میں ہر ایک کو ایک جانب پھینک دوں — جب اُن کو اکیلا اکیلا کر دوں گا سر پھوڑ دونگا

حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ — تا کُند یارانش را بے اُو تباہ

تدبیر کی اور صوفی کو ایک راستہ پر کیا — تاکہ اُس کے دوستوں کو اُس کے بغیر تباہ کرے

گفت صوفی را برو سوئے وثاق[2] — یک گلیم آور برائے ایں رفاق

اُس (باغبان) نے صوفی سے کہا، گھر جا — اِن ساتھیوں کے لئے ایک کمبل لے آ

رفت صوفی گفت خلوت باد ویار — تو فقیہی وین شریفِ نامدار[3]

صوفی چلا گیا اُس (باغبان) نے دونوں دوستوں سے تنہائی میں کہا — آپ مولوی ہیں، اور یہ مشہور سید ہیں

ما بفتوائے تو نانے می خوریم — ما بہ پرِّ دانشِ تو می پریم

ہم آپ کے فتوے کے مطابق روٹی کماتے ہیں — ہم آپ کی عقل کے پَر سے پرواز کرتے ہیں

وین[3] دگر شہزادہ و سلطانِ ماست — سیّدست از خاندانِ مصطفیٰ[4] ست

یہ دوسرے ہمارے شاہ اور شہزادے ہیں — سید ہیں (حضرت) مصطفیٰؐ کے خاندان سے ہیں

کیست آں صوفی شکم خوارِ خسیس — تا بود با چوں شما شاہاں جلیس

وہ صوفی پیٹو، کمینہ کون ہوتا ہے؟ — کہ تم جیسے شاہوں کا ہمنشین بنے

چوں بیاید مر دُرا پنبہ کنید — ہفتہ بر باغ و راغِ من زنید

جب آئے اُس کی روئی دُھن دو — تم ایک ہفتہ باغ اور چمن میں رہو

باغ چہ بود جانِ من آنِ شماست — اے شما بودہ مرا چوں چشم راست

باغ کیا ہوتا ہے؟ میری جان تمہاری مِلک ہے — تم تو میری داہنی آنکھ ہو

وسوسہ کرد و مرا ایشاں را فریفت — آہ کز یاراں نمی باید شگیفت

اُس نے (اُن میں) وسوسہ پیدا کر دیا اور اُنکو دھوکا دیا — افسوس ہے یاروں سے صبر کر لینا مناسب نہیں ہے

چوں برہ کردند صوفی را و رفت — خصم شد اندر پئش با چوبِ رفت

جب اُنھوں نے صوفی کو روانہ کر دیا اور وہ چلا گیا — دشمن اُسکے پیچھے موٹی لکڑی لے کر چلا

---

[1] صد حجت۔ زبانی دلائل سے قائل کرونگا ایک۔ اگر مار پیٹ کی نوبت آئی تو میں تینوں سے نہ جیت سکونگا۔ پس لہٰذا اِن تینوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیئے اور ایک ایک کر کے نبٹنا چاہیئے۔ آؤ۔ پہلے اُسکو پھر فقیہ اور شریف کو تنہا تنہا کر کے تباہ کرے۔

[2] وثاق۔ واؤ کے کسرہ کے ساتھ، قید، واؤ کے پیش کے ساتھ، گھر۔ گلیم۔ کمبل۔ رِفاق۔ رفیق کی جمع ہے، ساتھی، خلوت۔ یعنی تنہائی میں۔ فتوی۔ عوام، فقیہ کے فتوے سے حلال و حرام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پرِّ دانش۔ فقیہ عقل دلائل قائم کرتا ہے۔

[3] وین۔ یعنی شریف۔ خاندان۔ اہلبیت۔ شکم خوار۔ پیٹو۔ جلیس۔ ہم نشین۔ پنبہ کنید۔ یعنی اُس کو روئی کی طرح دُھن دو بعض صاحبان نے تنبہ سمجھ کر تنبیہ کا مخفف قرار دیا ہے۔ راغ۔ چمن۔ زنید۔ یعنی خیمہ زنید۔ آن۔ ملکیت۔ چشمِ راست۔ داہنی آنکھ زیادہ محبوب ہے۔ شگیفت۔ صبر کیا۔ برہ۔ یعنی گھر کے راستہ کی جانب۔ خصم۔ یعنی باغبان۔ رفت۔ موٹا۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت اے سگ صوفی باشد کہ تیز
بولا اے کتے! تو وہی صوفی ہے کہ تیزی سے

اندر آئی باغِ ما تو از ستیز[1]
تو ہمارے باغ میں جبراً اندر آتا ہے

ایں جُنیدت رہ نمود و بایزید
یہ راستہ تجھے جنیدؒ اور بایزیدؒ نے دکھایا ہے

از کُدامیں شیخ و پیرت ایں رسید
کون سے شیخ اور پیر سے تجھے یہ پہنچا ہے؟

کوفت صوفی را چو تنہا یافتش
جب صوفی کو اکیلا پایا اُس کو پیٹ ڈالا

نیم کُشتش کرد و سر بشگافتش
اُس کو ادھ موا کر دیا اور اُس کا سر پھاڑ دیا

گفت[2] صوفی آنِ من بگذشت لیک
صوفی بولا میرا وقت تو گذر گیا لیکن

اے رفیقاں پاسِ خود دارید نیک
اے دوستو! اپنا خوب خیال رکھو

مر مرا اَغیار دانستید ہاں
خبردار! تم نے مجھے غیر سمجھا

نیستم اَغیار تر زیں قلتباں
اِس دیوث سے زیادہ میں غیر نہیں ہوں

آنچہ من خوردم شمارا خوردنی ست
جو کچھ میں نے چکھا، تمہیں بھی چکھنا ہے

واسپنچنیں ضربت جزائے ہر دنی ست
اِس طرح کی پٹائی ہر کمینہ کی سزا ہے

رفت بر من بر شما ہم رفتنی ست
مجھ پر جو گذری، تم پر بھی گذرنی ہے

اینچنیں شربت شمارا خوردنی ست
اِس طرح کا شربت تمہیں بھی پینا ہے

ایں[3] جہاں کوہست گفت و گوئے تو
یہ دنیا پہاڑ ہے اور تیری گفتگو

چوں صدا ہم باز آید سوئے تو
گونج کی طرح تیری طرف لوٹتی ہے

چوں ز صوفی گشت فارغ باغباں
جب باغبان، صوفی سے نبٹ لیا

یک بہانہ کرد زاں پس جنسِ آں
اِس کے بعد اِسی طرح کا ایک بہانہ کیا

کاے شریفِ من برو سوئے رُواق
کہ اے میرے سیّد گھر کی جانب چلا جا

کہ زبہرِ چاشت پختم من رُقاق
اِس لئے کہ میں نے ناشتہ کے لئے چپاتیاں پکائی ہیں

از درِ خانہ بگو قمّاز را
دروازے میں نوکر سے کہنا

تا بیارد آں رُقاق و قاز را
تاکہ وہ چپاتیاں اور قاز لے آئے

چوں برہ کردش بگفت اے تیز بیں
جب اُسکو روانہ کر دیا بولا اے تیز نگاہ والے!

تو فقیہی ظاہرست این و یقیں
تو مولوی ہے یہ ظاہر اور یقینی بات ہے

اُو شریفے می کند دعویِ سَرد
وہ سیّد ہونے کا بغیر دلیل دعویٰ کرتا ہے

مادرِ اُو را کہ داند تا چہ کرد
اُسکی ماں کے بارے میں کون جانتا ہے کہ اُس نے کیا کیا ہے؟

[1] ستیز۔ لڑائی۔ جنید۔ بغداد کے مشہور بزرگ ہیں۔ بایزید۔ بایزید بسطامیؒ مشہور بزرگ ہیں۔ نیم کشتہ۔ ادھ موا۔

[2] گفت۔ صوفی نے پٹنے کے بعد فقیہ اور شریف سے کہا۔ قلتبان۔ دیوث، بے غیرت۔ ضربت۔ مار۔ دنی۔ کمینہ۔

[3] ایں جہاں۔ یعنی دنیا بمنزلہ پہاڑ ہے جس میں صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے
چاشت۔ ناشتہ کا وقت۔ رُقاق۔ چپاتیاں۔ قمّاز۔ خادم قاز۔ بطخ۔ دعویِ سَرد۔ دعویٰ بغیر دلیل۔

619
www.pdfbooksfree.pk

بر زنان[1] و بر فعلِ زن دل می نہید
عورت اور عورت کے فعل پر اطمینان کرتے ہو

عقلِ ناقص وانگہائے اعتمید
ناقص عقل، اور پھر بھروسہ!

خویشتن را بر علیؓ و بر نبیؐ
اپنے آپ کو علیؓ اور نبیؐ سے

بستہ است اندر زمانہ بس غبی
وابستہ کر دیا ہے دنیا میں بہت سے بیوقوفوں نے

ہر کہ[2] باشد از زنا و زانیاں
جو شخص زنا، اور زانیوں کی اولاد ہو

ایں بَرَد ظن در حقِ رَبّانیاں
وہ خداوالوں کے ساتھ ایسا گمان کرتا ہے

ہر کہ پُر گردد سَرش از چرخہا
جس کسی کا سر گھومنے سے چکرا جاتا ہے

ہمچو خود گرداندہ بیند خانہ را
وہ گھر کو اپنا جیسا چکرانے والا سمجھتا ہے

آنچہ گفت آں باغبانِ ابوالفضول
اُس بکواسی باغبان نے جو کچھ کہا

حالِ اُو بُد دور زاولادِ رسولؐ
خود اُس کا حال تھا، رسولؐ کی اولاد سے دُور

گر نہ بودے اُو نتیجہ مُرتداں
اگر وہ مرتدوں کا نطفہ نہ ہوتا

کے چنیں گفتے برائے خاندان
خاندانِ (نبوت) کے لئے ایسا کب کہتا؟

خواند افسونہا شنید آں رافقیہ
اُس نے منتر پڑھے، مولوی نے وہ سُنے

در پئے اُو رفت آں ستمگارِ سفیہ
وہ احمق ظالم اُس کے تابع بن گیا

گفت[3] اے خر اندریں باغت کہ خواند
بولا، اے گدھے! اِس باغ میں تجھے کس نے بلایا ہے

از پیمبر دُزدیت میراث ماند
پیمبر سے ورثہ میں تجھے چوری ملی

شیر را بچہ ہمی ماند بدو
شیر کا بچہ اُس کے مشابہ ہوتا ہے

تو بہ پیغمبرؐ چہ می مانی بگو
بتا تجھ میں پیغمبرؐ کی کیا مشابہت ہے؟

باشریف آں کرد آں دوں از کجی
مجھی سے اُس کمینہ نے سید کے ساتھ وہ کیا

کہ کُند با آلِ یٰسینؐ خارجی
جو خاندانِ نبوت کے ساتھ خارجی کرتا ہے

تا چہ کیں دارند دایم دیو و غول
دیکھو! شیطان اور بھتنے کس قدر مستقل کینہ رکھتے ہیں

چوں یزید و شمر با آلِ رسولؐ
یزید اور شمر کی طرح، رسولؐ کی اولاد کیساتھ

شُد شریف از زخمِ آں ظالم خراب
سید اُس ظالم کی مار سے برباد ہوا

با فقیہ اُو گفت با چشمِ پُر آب
آنسو بھری آنکھوں سے اُس نے مولوی سے کہا

پائدار اکنوں کہ ماندی فرد و کم
ٹھہر، اب جبکہ تو اکیلا اور کم رہ گیا

چوں دُہل شو زخم می خور بر شکم
ڈھول بن جا، پیٹ پر مار کھا

---

[1] بر زنان۔ نسب کا معاملہ عورت کے قول و فعل پر مبنی ہے۔ اِعتمید۔ اِعتماد۔ خویشتن۔ یعنی اِس زمانہ میں بہت سے بے وقوف اپنے آپ کو آنحضورؐ اور حضرت علیؓ کی اولاد بتاتے ہیں۔

[2] ہر کہ۔ چونکہ گذشتہ شعر میں سید کے لئے باغبان کے نامناسب قول کا ذکر تھا اِس لئے مولانا اِظہار کرتے ہیں کہ دوسروں کو حرامی کہنا خود ولی ہونے کی دلیل ہے۔ رَبّانیاں۔ یعنی اہلِ بیت۔ ہر کہ۔ جیسے خود چکرانے والے کو گھر چکراتا نظر آتا ہے اِسی طرح حرامی کو دوسرے حرامی نظر آتے ہیں۔ نتیجہ۔ یعنی اولاد و نطفہ۔ مُرتد۔ دین سے مُنحرف ہو جانے والا۔ خاندان۔ یعنی اہلِ بیت۔ سفیہ۔ یعنی باغبان۔ سفیہ۔ بے وقوف۔

[3] گفت۔ یعنی باغبان نے شریف سے کہا۔ میراث چونکہ وہ آلِ رسول تھا۔ مانی۔ مانند ہستی۔ یٰسین۔ بعض مفسرین نے اِس کو آنحضورؐ کا نام قرار دیا ہے۔ خارجی۔ وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ سے مُنحرف ہو کر اُن کی تکفیر کرنے لگے تھے۔ یزید۔ ابن معاویہ۔ اِسی کے دورِ حکومت میں حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔ شمر۔ وہ بدنصیب جو حضرت امام حسینؓ کا قاتل تھا۔ پائندار۔ ٹھہر۔ فرد۔ تنہا۔ دُہل۔ ڈھول۔

620

www.pdfbooksfree.pk

گر شریف و لایق و ہمدم نیم
میں اگر سید اور لائق اور ساتھی نہیں ہوں

از چنیں ظالم[1] ترا من کم نیم
تیرے لئے اُس ظالم سے کم نہیں ہوں

مر مرا دادی بدیں صاحب غرض
تو نے مجھے اِس خود غرض کے سپرد کر دیا

احمقی کردی ترا بئس العِوَض
تو نے بیوقوفی کی، تیرے لئے بُرا بدلہ ہے

شد ازو فارغ بیامد کای فقیہ
وہ اُس سے ہٹا، آیا کہ اُو مولوی!

چہ فقیہی اے تو ننگ ہر سفیہ
تو کیا مولوی ہے؟ تو تو ہر احمق کے لئے ننگ ہے

فتویت اینست اے ببریدہ دست
اے ہتھ کٹے! تیرا یہ فتویٰ ہے

کاندر آئی و نگوئی امر ہست
کہ اندر آجائے اور نہ کہے کہ اجازت ہے

ایں چنیں رخصت نخواندی در وسیط
اِس طرح کا جواز تو نے وسیط میں پڑھا ہے

یا بدست ایں مسئلہ اندر محیط
یا یہ مسئلہ محیط میں ہے

ایں بگفت و دست بر وے برکشاد
یہ کہا اور اُس پر ہاتھ چھوڑ دیا

دست او کین دلش را داد داد
اُس کے ہاتھ نے دل کے کینہ کی خوب داد دی

گفت حقّستت بزن دستت رسید
اُس نے کہا تجھے حق ہے، مار تیرا قابو چل گیا

ایں سزائے آنکہ از یاراں بُرید
یہی اُس کی سزا ہے جو دوستوں سے کٹا

من سزاوارم باین و صد چنیں
میں اِس اور اِس جیسی سینکڑوں کا مستحق ہوں

تا چرا ببریدم از یاراں بکیں
کینہ میں دوستوں سے کیوں کٹا؟

گوش کردم آں ہمہ افسوس[2] تو
تیری سب ملامت میں نے سُنی

میزنم بر سر کہ شد ناموس تو
سر پر (دھتڑ) مارتا ہوں کہ تیری عزت گئی

زد ورا القصّہ بسیار و بخست
قصہ مختصر اُس کو بہت مارا اور چورا کر دیا

کرد بیرونش ز باغ و در ببست
اُس کو باغ سے نکالا اور دروازہ بند کر دیا

ہر[3] کہ تنہا ماند از یارانِ خود
جو اپنے دوستوں سے الگ رہ گیا

ایں چنیں آید مر او را جملہ بد
اِس طرح کی سب خرابیاں اُس پر آتی ہیں

ایں عیادت از برائے ایں صلہ ست
یہ بیمار پرسی اِس تعلق کے لئے ہے

وین صلہ از صد محبّت حاملہ ست
اور یہ تعلق سینکڑوں محبتوں کا حامل ہے

رجعت بقصّۂ مریض و عیادت رفتنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مریض اور آنحضورؐ کے مریض پرسی کے لئے جانے کے قصہ کی طرف رجوع

[1] ظالم۔ یعنی باغبان۔ بئس العِوَض۔ بُرا بدلہ۔ فتویت۔ فتوائے تو۔ امر۔ حکم، اجازت۔ وسیط۔ امام غزالیؒ کی مشہور کتاب ہے محیط۔ حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

[2] افسوس۔ ملامت۔ ناموس۔ عزت۔

[3] ہر کہ۔ مجمع اور جماعت سے علیحدگی کا یہی انجام ہوتا ہے۔ ایں عیادت۔ عیادت سے۔ جماعتی زندگی بنتی ہے۔

621
www.pdfbooksfree.pk

دَر عیادت شُد رسول بے ندید[1]
بےنظیر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار پرسی کیلئے روانہ ہوئے

آں صحابی را بحالِ نزع دید
اُن صحابی کو نزع کی حالت میں دیکھا

چوں شُدی دُور از حضورِ اولیا
جب تو اولیا کے پاس حاضری سے دُور ہو گیا

در حقیقت گشتۂ دُور از خدا
حقیقتاً تو خدا سے دُور ہو گیا ہے

چوں نتیجہ ہجر ہمراہاں غم ست
جبکہ ساتھیوں کی جدائی کا نتیجہ غم ہے

کے فراقِ روئے شاہاں زاں کمست
شاہوں کے حضور سے جدائی اِس سے کب کم ہے؟

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب
شاہوں کا سایہ طلب کر اور ہر وقت دوڑ تا رہ

تا شوی زاں سایہ بہتر زآفتاب
تاکہ تو اُس سایہ کی وجہ سے سورج سے بہتر ہو جائے

رُو بخُسپ اندر پناہے مُقبلے[2]
کسی با اقبال کی پناہ میں جا پڑ

بُوکہ آزادت کُند صاحبدلے
شاید کوئی صاحبِ دل تجھے آزادی دیدے

گر سفر داری بدیں نیّت برو
اگر سفر کرنا ہے اِس نیت سے جا

ور حضر باشد ازیں غافل مشو
اگر اقامت ہو (تو بھی) اُس سے غافل نہ ہو

دَر بدر می گرد و میرَو کو بکو
در بدر پھر، کوچہ بکوچہ جا

جُستجو کن جُستجو کن جُستجو
تلاش کر، تلاش کر، تلاش

تا توانی زاولیاء برمتاب
جب تک ہو سکے اولیا سے مُنہ نہ موڑ

جہد کُن واللہُ اَعلَم بالصَّواب
کوشش کر، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

گفتن شیخے مَر بایزیدؒ[3] را کہ کعبہ منم گردِ من طواف کُن
ایک شیخ کا بایزیدؒ سے کہنا کہ میں کعبہ ہوں تو میرا طواف کرلے

سوئے مکّہ شیخِ اُمّت بایزیدؒ
اُمّت کے شیخ بایزیدؒ مکّہ کی جانب

از برائے حج و عمرہ می دوید
حج اور عمرہ کے لئے جا رہے تھے

اُو بہر شہر یکہ رفتے از نخُست
وہ جس شہر میں جاتے ابتداءً

مَر عزیزاں را بکردے باز جُست
خاصانِ خدا کی تلاش کرتے

گِرد می گشتے کہ اندر شہر کیست
چکر کاٹتے کہ شہر میں کون ہے

کو بر اَرکانِ بصیرت مُتّکی ست
جو طریقت کے ستونوں پر ٹیک لگائے ہو؟

گفت حق اندر سفر ہر جا روی
اللہ (تعالےٰ) نے فرمایا جس جگہ تو سفر میں جائے

بایدَ اوّل طالبِ مَردے شوی
یہ چاہیئے کہ ابتداءً تو مرد (حق آگاہ) کا طالب بنے

---

[1] نَدید۔ مثال، نظیر۔ نزع۔ جانکنی۔ چوں شوی۔ مولانا عیادت کے قصہ کو پورا کرنا چاہتے تھے لیکن اولیاء کی صحبت کی ترغیب کے بیان نے مولانا کو وہ پورا نہ کرنے دیا اور پھر صحبتِ اولیاء کی بات شروع کر دی۔ چوں نتیجہ۔ اگر اہل اللہ سے دوری، قربِ حق سے محرومی کا سبب نہ بھی ہو تو جدائی کا غم ہی کیا کم ہے۔ بہتر زآفتاب۔ سورج تو ظاہری انوار پہنچاتا ہے اولیاء کے فیض سے باطنی نور حاصل ہوتا ہے۔

[2] مُقبلے۔ یعنی ولی اللہ۔ صاحبدل۔ ولی اللہ، اُس کی صحبت خواہشاتِ نفسانی سے آزاد کر دیتی ہے۔ گر۔ انسان سفر میں ہو یا حضر میں ہر حالت میں اولیاء اللہ کی صحبت کی جستجو کرے۔

[3] بایزیدؒ۔ بسطامی مشہور ولی گزرے ہیں۔ عزیزاں۔ اولیاء اللہ۔ ارکان بصیرت۔ یعنی شرائطِ طریقت۔ مُتّکی۔ تکیہ لگانیوالا۔ گفت حق۔ یعنی اللہ نے بایزیدؒ کے دل میں الہام فرمایا۔ مرد۔ یعنی ولی اللہ۔

626

www.pdfbooksfree.pk

قصدِ[1] گنجے کُن کہ ایں سُود و زیاں
خزانہ کا ارادہ کر، کیونکہ یہ نفع و نقصان

در تبع آید تو آں را فرع داں
تبعاً حاصل ہو جائے گا اُس کو تو فرع سمجھ

ہر کہ کارد قصدِ گندم باشدش
جو بوتا ہے اُس کا قصد گیہوں کا ہوتا ہے

کاہ خود اندر تبع می آیدش
بھوسا تبعاً اُس کو حاصل ہو جاتا ہے

گر بکاری جو نیاید گندمے
تو اگر جو بوئے گا گیہوں نہ اُگے گا

مَردے جو مُردے جو مُردمے
کسی مردِ (حق) کی تلاش کر کسی مرد (حق) کی تلاش کر

قصدِ کعبہ کُن چو وقتِ حج بود
جب حج کا زمانہ ہو کعبہ کا قصد کر

چونکہ رفتی مکّہ ہم دیدہ شود
مرد حق بھی کی
جب تو پہنچے گا مکّہ بھی دیکھ لیا جائے گا

قصد در معراج دیدِ دوست بود
معراج میں دوست کے دیدار کا قصد تھا

در تبع عرش و ملائک ہم نمود
تبعاً عرش اور فرشتے بھی دکھائی دیئے

سیّد[2] الاعمالُ بالنیّات گفت
سیّد (المرسلین) نے فرمایا اعمال نیتوں سے ہیں

نیّتِ خیرت بسے گلہا شگفت
تیری اچھی نیت سے بہت سے پھول کھلے ہیں

نیّتِ مُومن بود بہ از عمل
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے

ایں چنیں فرمود سُلطانِ دُوَل
سلطنتوں کے بادشاہ نے اِسی طرح فرمایا ہے

حکایت[3] خانہ ساختنِ مُریدے و امتحانِ پیر مُرید را

ایک مرید کا مکان بنانے اور پیر کا مُرید کے امتحان لینے کا قصہ

خانۂ نو ساخت روزے یک مُرید
ایک مُرید نے ایک وقت نیا گھر بنایا

پیر آمد خانۂ اُو را بدید
پیر آیا، اُس نے اُس کے گھر کو دیکھا

گفت شیخ آں نو مریدِ خویش را
شیخ نے اپنے اِس نئے مرید سے فرمایا

اِمتحاں کرد آں نکو اندیش را
اُس خیر اندیش کا اِمتحان لیا

روزن از بہرِ چہ کردی اے رفیق
اے دوست! تو نے روشندان کس لئے بنایا ہے

گفت تا نور اندر آید زیں طریق
اُس نے کہا تاکہ اِس راستہ سے روشنی اندر آئے

گفت آں فرع ست این با بد نیاز
فرمایا یہ تو فرع ہے یہ طاعت کیلئے ہونا چاہیئے

تا ازیں رہ بشنوی بانگِ نماز
تاکہ تو اِس راستہ سے اذان سُنے

نور خود اندر تبع می آیدت
روشنی تبعاً خود تیرے پاس اندر آئے گی

نیّت آں را کُن کہ آں می بایدت
اسکی نیت کر جسکی نیت کرنی چاہیئے

---

[1] قصدِ گنج۔ یعنی سفر کا اصل مقصد کسی ولی اللہ کی زیارت کو بنالو اسفر کے دوسرے منافع تبعاً حاصل کرو اور اُنکو فرع سمجھو۔ ہر کہ۔ جس طرح کاشتکار کا اصل مقصد گیہوں ہے بھوسا ضمناً حاصل ہو جاتا ہے قصدِ کعبہ۔ حج کا مقصد اصلی کعبہ کی زیارت ہے مکّہ شہر کی تبعاً زیارت ہو جاتی ہے۔ در معراج۔ آنحضورؐ کا مقصود معراج میں دیدارِ باری تھا عرش و ملائک کا دیدار تبعاً حاصل ہو گیا۔

[2] سیّد۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے جیسی نیت ہو گی ویسا ہی اُس عمل کا نتیجہ ہو گا۔ نیت۔ حدیث شریف ہے نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ وَ عَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِیَّتِہٖ یعنی مومن کی نیت عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے اور منافق کا عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے یعنی منافق جو عمل کرتا ہے اُس میں فاسد نیت ہوتی ہے۔

[3] حکایت۔ اِس حکایت کا منشا یہ ہے کہ عمل میں اصلی مقصد کی نیت کرنی چاہیئے ادنیٰ مقصد خود حاصل ہو جائیگا۔ نو مرید۔ یہ مرید ابھی شیخ کی تعلیمات سے پورا مستفید نہیں ہوا تھا۔ روزن۔ روشندان۔ گھر میں روشندان بنانے میں بہتر یہ ہے کہ اُس کا مقصد ذکر اللہ اور اذان کی آمد کو قرار دے روشنی روشندان سے خود حاصل ہو ہی جائیگی۔

623

www.pdfbooksfree.pk

بایزیدؒ اندر سفر جُستے بسے
بایزید رحؒ نے سفر میں بہت تلاش کیا

تا بیابد خضرِ وقتِ خود کسے
تاکہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پالے

دید پیرے با قدے ہمچوں[1] ہلال
ایک بوڑھے، ہلال جیسے قد والے کو دیکھا

یافت در وے فرّ و گفتارِ رجال
اُسمیں مردانِ (حق آگاہ) کی شان اور گفتگو پائی

دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب
آنکھوں سے نابینا، اور دل سورج کی طرح

ہمچو فیلے دیدہ ہندستان بخواب
اُس ہاتھی کی طرح جس نے ہندستان کو خواب میں

چشم[2] بستہ خفتہ بیند صد طرب
آنکھیں بند کئے ہوئے سوتا ہوا سو مستیاں دیکھتا ہو

چوں بکشاید آں نہ بیند اے عجب
جب (آنکھ) کھولتا ہے تعجب ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا

بس عجب در خواب روشن می شود
خواب میں بہت سے عجائب دیکھتا ہے

دل درونِ خواب روزن می شود
نیند میں، دل روشندان بن جاتا ہے

آنکہ بیدار ست و بیند خوابِ خوش
جو بیدار ہے اور اچھی خواب دیکھتا ہے

عارفست او خاک او در دیدہ کش
وہ عارف باللہ ہے اُسکی خاک (قدم) آنکھوں میں لگا

بایزیدؒ او را چو از اقطاب یافت
اُن کو بایزیدؒ نے جب قطبیوں میں سے پایا

مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
انکساری دکھائی، اور اُن کی خدمت میں دوڑے

پیشِ او بنشست و می پرسید حال
اُن کے سامنے بیٹھے اور احوال دریافت کئے

یافتش[3] درویش و ہم صاحب عیال
اُن کو نادار، اور عیال دار پایا

گفت عزمِ تو کجا اے بایزیدؒ
اُنھوں نے کہا، اے بایزیدؒ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟

رختِ غربت را کجا خواہی کشید
سامانِ سفر کہاں لے جائے گا؟

گفت عزمِ کعبہ دارم از وَلَہ
(بایزیدؒ) نے کہا شوق کیوجہ سے کعبہ کا قصد ہے

گفت ہیں با خود چہ داری زادِ رہ
فرمایا اچھا، راستہ کا خرچہ کتنا رکھتا ہے؟

گفت دارم از درم نقرہ دویست
کہا چاندی کے دو سو درہم رکھتا ہوں

نِک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست
یہ چادر کے کونے میں مضبوط بندھے ہوئے ہیں

گفت طوفی کُن بگردم ہفت بار
اُنھوں نے فرمایا میرے گرد سات بار طواف کرلے

وین نکوتر از طوافِ حج شمار
اور اُس کو حج کے طواف سے بہتر سمجھ

واں رہا پیشِ من نہ اے جوادَ
اے سخی! اور وہ درہم میرے سامنے رکھدے

داں کہ حج کردی و شد حاصل مراد
سمجھ لے کہ تو نے حج کرلیا اور مقصد پورا ہوگیا

---

[1] ہمچوں ہلال۔ وہ شیخ بڑھاپے کی وجہ سے خمیدہ کمر تھے۔ رجال۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دیدہ نابینا۔ یعنی وہ شیخ دل کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت کی سیر کرکے مسرور تھے جس طرح ہاتھی جو ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جاکر جب ہندوستان کو خواب میں دیکھتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

[2] چشم بستہ۔ اولیاء اللہ آنکھیں بند کرکے جب عالمِ ملکوت کی سیر کرتے ہیں تو آنکو عجائبِ قدرت نظر آتے ہیں جو آنکھیں کھولنے پر نظر نہیں آتے۔ درونِ خواب۔ یعنی جب آنکھیں بند ہوتی ہیں تو دل عالمِ ملکوت کا روشندان بنجاتا ہے۔ آنکہ۔ اولیاء اللہ بیداری میں آنکھیں بند کرکے وہ حسین منظر دیکھتے ہیں جو عام انسان کو خواب میں نظر آجایا کرتے ہیں۔

[3] یافتش۔ وہ شیخ تنگدست تھے اور عیالداری بہت تھی۔

وَلَہ۔ عشق، شوق۔ رواست۔ روا است طوفی کُن۔ شیخ کا بایزیدؒ کو اپنے طواف کا حکم دینا غلبۂ حال میں تھا ورنہ طواف بنظرِ عبادت کعبہ کے علاوہ جائز نہیں ہے نکوتر از حج۔ بایزیدؒ کا نفلی حج ہوگا اس لئے یہ فرمایا ایسی صورت میں حج سے بہتر حاجتمند اولیاء پر روپیہ صرف کردینا ہے۔ حج کردی۔ کیونکہ اس صورت میں حج نے بھی زیادہ ثواب مل جائیگا۔

www.pdfbooksfree.pk

عمرہ کردی عمرِ باقی[1] یافتی
تو نے عمرہ کر لیا اور باقی رہنے والی زندگی حاصل کر لی

صاف گشتی بر صفا بشتافتی
تو پاک ہو گیا (کوہ) صفا پر (بھی) دوڑ لیا

حقِ آں حقے کہ جانت دیدہ است
اُس خدا کی قسم جس کو تیری روح نے دیکھا ہے

کہ مرا بر بیتِ خود بگزیدہ است
کہ اُس نے اپنے گھر پر مجھے فضیلت بخشی ہے

کعبہ[2] ہر چند یکہ خانہ بر اُوست
ہر چند کہ کعبہ اُس کی عبادت کا گھر ہے

خلقتِ من نیز خانہ سرِّ اُوست
میرا وجود بھی اُس کے اسرار کا گھر ہے

تا بکرد آں خانہ را در وے نرفت
جب سے اُس نے وہ گھر بنایا ہے اُس میں نہیں گیا ہے

واندریں خانہ بجز آں حی نرفت
اور اِس گھر میں اُس حی (و قیوم) کے علاوہ کوئی نہیں گیا ہے

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ
جب تو نے مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا ہے

گردِ کعبہ صدق بر گردیدۂ
سچائی کے کعبہ کے گرد تو نے طواف کیا ہے

خدمتِ من طاعت و حمدِ خدا ست
میری خدمت اللہ (تعالیٰ) کی عبادت اور حمد ہے

تا نہ پنداری کہ حق از من جدا ست
خبردار! کبھی نہ سمجھنا کہ اللہ (تعالیٰ) مجھ سے جدا ہے

چشم نیکو باز کن در من نگر
اچھی طرح آنکھ کھول، مجھے دیکھ

تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر
تاکہ تو بشر میں اللہ (تعالیٰ) کا نور دیکھے

بایزید[3] اکعبہ را دریافتی
صد بہار و عز و صد فریافتی
اے بایزیدؒ! تو نے کعبہ پا لیا
سینکڑوں رونقیں اور عزتیں سینکڑوں شان و شوکت پا لی

کعبہ را یکبار "بیتی" گفت یار
گفت "یا عبدی" مرا ہفتاد بار
دوست (اللہ تعالیٰ) نے کعبہ کو ایکبار "میرا گھر" کہا ہے
مجھے ستر بار "اے میرے بندے" کہا ہے

بایزیدؒ آں نکتہا را ہوش داشت
ہمچو زر ایں حلقہ اش در گوش داشت
(حضرت) بایزیدؒ نے اُن نکتوں کو یاد کر لیا
سونے کے بالے کی طرح اُن کو کان میں پہنا

آمد از وے بایزیدؒ اندر مزید
منتہی در منتہی آخر رسید
اُن سے بایزیدؒ ہر بار ترقی میں پہنچے
کامل (مُرید) مرتبۂ کمال میں پہنچے

دانستن پیمبر کہ سبب رنجوری آں شخص گستاخی بودہ است در دعا
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جان لینا کہ اُس شخص کی بیماری کا سبب (دعا میں) گستاخی تھی

چوں پیمبر دید آں بیمار را
خوش نوازش کرد یارِ غار را
جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس بیمار کو دیکھا
سچے دوست پر اچھی نوازش کی

[1] عمرِ باقی - ابدی زندگی۔ صفا۔ کوہ صفا پر سعی کرنے سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ مرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے افضل ہے

[2] کعبہ۔ یعنی عبادتخانہ ہے۔ خانہ سرّ۔ یعنی اسرارِ الٰہی کا مخزن ہے۔ تا بکرد۔ یعنی حضرت حق جل مجدہٗ کو جو تعلق قلبِ مومن سے ہے وہ تعلق کعبہ سے نہیں ہے اِسی لئے قلبِ مومن تجلیاتِ باری کا زیادہ مظہر ہے۔ چوں مرا۔ اتحاد کی وجہ سے اہل اللہ کی زیارت گویا خدا کی زیارت ہے۔

[3] بایزید۔ یعنی میری زیارت کعبہ کی زیارت ہے۔ کعبہ را۔ قرآن میں مذکور ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔ "طَهِّرَا بَيْتِيَ" تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو۔ یا عبدی۔ مومن جب بھی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما" پر پہنچتا ہے تو حضرتِ حق کی جانب سے کہا جاتا ہے۔ لِعَبْدِي مَا سَأَلَ۔ میرے بندے کیلئے ہے جو اس نے مانگا۔ آمد۔ اِس گفتگو سے حضرت بایزیدؒ کے مقامات بڑھے پہلے بھی ولایت کا کمال حاصل تھا اِس گفتگو سے مزید کمال حاصل ہوا۔ یارِ غار۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ غارِ ثور میں ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ تھے، سچا دوست۔

675

www.pdfbooksfree.pk

زندہ[1] شد چوں اُو پیمبر را بدید
جب اُس نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا اِس نے

گوئی آں دم حق مرا اُورا آفرید
تو کہیگا اللہ نے اُسی وقت اُسکو پیدا فرمایا ہے

گفت بیماری مرا ایں بخت داد
اُس نے کہا بیماری نے مجھے یہ نصیبہ دیا

کامدایں سلطان بر من بامداد
کہ صبح صبح یہ شاہ میرے پاس آئے

تا مرا صحّت رسید و عافیت
یہاں تک کہ مجھے صحت اور آرام حاصل ہوگیا

از قدومِ ایں شہِ پُر خاصیت
اِس پُر خاصیت شاہ کی تشریف آوری سے

اے خجستہ رنج و بیماری و تب
مبارک ہے مرض، اور بیماری اور بخار

اے مبارک دَرد و بیداریِ شب
مبارک ہے درد اور یہ رات کا جاگنا

نِک مرا در پیری از لُطف و کرم
یہ کہ لُطف و کرم سے بڑھاپے میں

حق چنیں رنجوری داد و سَقَم
اللہ تعالےٰ نے ایسی بیماری اور مرض عنایت کیا

دردِ پشتم داد تا من ہم زخواب
کمر میں درد عطا کیا تاکہ میں نیند سے

برجہم بر نیم شب لا بُد شتاب
لامحالہ جلدی سے آدھی رات کو اُٹھ بیٹھوں

تا نہ خسپم جُملہ شب چوں گاؤ میش
تاکہ تمام رات بھینس کی طرح نہ سوؤں

دردہا بخشید حق از لُطفِ خویش
اللہ (تعالےٰ) نے اپنی مہربانی سے ایسے درد عطا کئے

زیں[2] شکست آں رحمِ شاہاں جوش کرد
اِس شکستگی کی وجہ سے شاہ کا وہ رحم جوش میں آگیا

دوزخ از تہدیدِ من خاموش کرد
کہ دوزخ کو میرے ڈرانے سے چُپ کر دیا

رنج گنج آمد کہ رحمتہا در وست
مرض خزانہ بنا کیونکہ اُس میں رحمتیں ہیں

مغز تازہ شد چو بخرا شید پوست
جب چھلکا چھیلا تازہ مغز نکل آیا

اے برادر موضعِ تاریک و سَرد
اے بھائی تاریک اور سرد مقام میں

صبر کردن بر غم و سُستی و درد
غم اور سُستی اور درد پر صبر کرنا

چشمۂ حیوان و جامِ مستی است
آبِ حیات کا چشمہ اور مستی کا جام ہے

کاں بلندیہا[3] ہمہ در پستی است
اِس لئے کہ تمام بلندیاں پستی میں مُضمر ہیں

آں بہاراں مُضمر ست اندر خزاں
بہاریں خزاں میں پوشیدہ ہیں

پُر بہار ست ایں خزاں مگریز ازاں
یہ خزاں پُر بہار ہے اُس سے گریز نہ کر

ہمرہِ غم باش و با وحشت بساز
غم کا ساتھی بن اور وحشت سے نباہ

می طلب در مرگِ خود عمرِ دراز
اپنی موت میں دراز زندگی تلاش کر

[1] زندہ۔ یعنی اُن صحابی کو از سرِ نو زندگی ملی ہے سلطان۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ بامداد۔ صبح کا وقت۔ پُر خاصیت۔ بعض نسخوں میں بے خاشیت یعنی بے خادموں کے شہنشاہ۔ خجستہ۔ وہ بیماری جو رحمتوں کا سبب بنے مبارک ہے۔ نِک۔ یہ بیماری عبادتوں کا سبب بن گئی، دردِ کمر کی وجہ سے لامحالہ رات کو اُٹھ بیٹھتا ہوں اور تہجد پڑھتا ہوں۔

[2] زیں شکست۔ بیماری کے مبارک ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے دوزخ کے عذاب سے نجات مل گئی۔ مغز۔ بیماری غفلت کے پردے چاک کر دیتی ہے اور روح تازہ ہو جاتی ہے۔ اے برادر۔ مرض کی تکلیف پر صبر کرنا رحمتوں کا سبب ہے۔

[3] بلندیہا۔ مراتب کی بلندیاں مصائب کی پستیوں میں پوشیدہ ہیں۔ غم غمِ وحشت پر صبر کرنے سے ابدی زندگی حاصل ہوگی۔

676

www.pdfbooksfree.pk

آنچہ گوید نفسِ[1] تو کاینجا بدست
مشنوش چوں کارِ اُو ضد آمدست

تیرا نفس تجھ سے بھی کہے کہ یہاں برائی ہے
اُس کی نہ سن کیونکہ اُس کا کام بالعکس ہے

تو خلافش کُن کہ از پیغمبراں
ایں چنیں آمد وصیّت در جہاں

تو اُس کے خلاف کر کیونکہ پیغمبروں کی جانب سے
دنیا میں وصیت اسی طرح آئی ہے

مشورت[2] در کارہا واجب شود
تا پشیمانی در آخر کم بود

کاموں میں مشورہ ضروری ہے
تاکہ انجام کار پشیمانی نہ ہو

حیلہا کردند بسیار انبیا
تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا

نبیوں نے بہت سی تدبیریں کی ہیں
تب اِس پاٹ پر چکّی چلی ہے

نفس می خواہد کہ تا ویراں کُند
خلق را گمراہ و سرگرداں کُند

نفس چاہتا ہے کہ تباہ کردے
مخلوق کو گمراہ اور پریشان کردے

گفت اُمّت مشورت با کہ کُنیم
انبیاء گفتند با عقلِ امیم

اُمّت نے دریافت کیا ہم کس سے مشورہ کریں؟
انبیاء نے فرمایا رہبر کی عقل سے

گفت اگر کودک در آید یا زنے
کُو ندارد عقل و رایِ روشنے

دریافت کیا اگر بچہ یا عورت سامنے آئے
جس میں عقل اور روشن رائے نہیں ہے

گفت با اُو مشورت کُن و انچہ گفت
تو خلافِ آں کُن و در راہ اُفت

فرمایا اس سے مشورہ کر اور جو وہ کہے
تو اس کے خلاف کر، اور چل پڑ

نفسِ[3] خود را زن شناس از زن بتر
زانکہ زن جزوست نفست کلِّ شر

اپنے نفس کو عورت سمجھ، عورت سے (بھی) بدتر
اِس لئے کہ عورت جزو ہے اور تیرا نفس پورا شر ہے

مشورت با نفسِ خود گر می کُنی
ہر چہ گوید کُن خلافِ آں دَنی

اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرے
جو وہ کہے اُس کمینہ کے خلاف کر

گر نماز و روزہ می فرمایدت
نفسِ مکّارست مکرے زایدت

اگر وہ تجھے نماز اور روزہ کا حکم دے
نفس مکار ہے۔ تجھ سے کوئی مکر کر رہا ہے

مشورت با نفسِ خویش اندر فعال
ہر چہ گوید عکسِ آں باشد کمال

کاموں میں اپنے نفس سے مشورہ (کر سکتے ہو)
وہ جو کچھ کہے اسکے بالعکس (کرنا) کمال ہے

بر نیائی باوے و استیزِ اُو
رو بر یارے بگیر آمیزِ اُو

(اگر) اُس سے اور اُس کی لڑائی میں نہ جیتے
کسی یار کے پاس جا اُس سے میل جول کر

---

[1] نفس۔ نفسِ امارہ ہمیشہ برائی کی طرف راغب کرتا ہے اُس کے مشورے کے خلاف عمل کرو۔ خلافش کُن۔ نفسِ امارہ کے خلاف کرنے کی تمام انبیاء نے وصیت و نصیحت کی ہے۔

[2] مشورت۔ بیشک شرعی طور پر مشورہ کرنے کا حکم ہے مشورے سے انجام کی پشیمانی سے نجات ملتی ہے لیکن نفس سے مشورہ مناسب نہیں ہے۔ حیلہا۔ انبیاء اور رسولوں کی تدبیروں سے لوگ ہدایت یافتہ بنے ہیں۔ نفسِ امارہ راہِ ہدایت کے خلاف مشورہ دے کر برباد کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ مشورہ عقلِ سلیم والے سے کرنا چاہیئے۔ امیم۔ امام کا امالہ ہے۔ گفت۔ شرعی حکم ہے کہ بچہ اور عورت کا مشورہ قابلِ قبول نہیں ہے۔

[3] نفسِ خود۔ عورت کا مشورہ جبکہ ناقابلِ قبول ہے تو نفس کا اُس سے بھی زیادہ ناقابلِ قبول ہونا چاہیئے۔ دَنی۔ کمینہ۔ گر نماز۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کا مقصد یہ ہو کہ تو سمجھ لے کہ نفس اب مطمئنہ ہوگیا ہے اور مجاہدات کو ترک کردے۔ بر نیائی۔ اگر انسان خود نفس کا مقابلہ نہ کرسکے تو شیخ کی مدد حاصل کرے۔

627

www.pdfbooksfree.pk

عقل[1] قوت گیرد از عقلِ دگر — نیشکر کامل شود از نیشکر

عقل، دوسری عقل سے طاقت حاصل کر لیتی ہے — نیشکر، نیشکر سے کامل ہوتی ہے

من ز مکرِ نفس دیدم چیزہا — کو بَرد از مکرِ خود تمییزہا

میں نے نفس کے مکر سے بہت سی باتیں دیکھی ہیں — وہ اپنے مکر کے ذریعہ (اچھے بُرے کی) تمیز ختم کر دیتا ہے

وعدہا بدہد ترا تازہ بدست — کو ہزاراں بار آنہا را شکست

تیرے ہاتھ میں تازہ تازہ وعدے دیتا ہے — جن کو اُس نے ہزاروں بار توڑا ہے

عمر[2] اگر صد سال خود مہلت دہد — اُوت ہر روزے بہانہ نو نہد

عمر اگر سو سال کی بھی فرصت دے — وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ سکھائے گا

گرم گوید وعدہائے سَرد را — جادوے مَردی بہ بندد مرد را

غلط وعدوں کو دُرست بتائے گا — قوتِ مردی کا جادو مردمی کو ختم کر دیتا ہے

اے ضیاء الحق حُسام الدین بیا — کہ نہ روید بے تو از شورہ گیا

اے ضیاء الحق حسام الدین! آجا — کہ تیرے شور زمین سے گھاس نہیں اُگتی

از فلک آویختہ شُد پردۂ — از پئے نفرین دل آزردۂ

آسمان سے ایک پردہ لٹکا دیا گیا ہے — دردمند دل کی ملامت کے لئے

ایں[3] قضا را ہم قضا داند علاج — عقل خلقاں در قضا کیج ست و کلج

اِس تقدیر کا علاج بھی تقدیر ہی جانتی ہے — تقدیر کے معاملہ میں مخلوق کی عقل پراگندہ اور بھینگی ہے

اژدہا گشت ست آں مارِ سیاہ — آنکہ کرمے بود افتادہ براہ

وہ کالا سانپ، اژدہا بن گیا — جو راستہ میں پڑا ہوا ایک کیڑا تھا

اژدہا و مار اندر دستِ تو — شُد عصا اے جانِ موسیٰ مستِ تو

تیرے ہاتھ میں اژدہا اور سانپ — لاٹھی بن گیا اے وہ کہ (حضرت) موسیٰؑ کی جان تجھ سے مست ہے

حکمِ خُذْھَا لَا تَخَفْ دادت خدا — تا بدستت اژدہا گردد عصا

خدا نے تجھے "اس کو پکڑ لے، نہ ڈر" کا حکم دیا ہے — تاکہ تیرے ہاتھ میں اژدہا لاٹھی بن جائے

ہیں یدِ بیضا نما اے بادشاہ — صبحِ نو بکشاز شبہائے سیاہ

ہاں، اے بادشاہ یدِ بیضا دکھا دے — کالی راتوں میں سے نئی صبح نمودار کر دے

دستِ تو۔ یعنی ضیاء الحق حسام الدین کو اللہ نے وہ روحانیت دی ہے جسکے ذریعہ وہ نفس کو راہِ راست پر لا سکتے ہیں۔ خُذْھَا۔ قرآن میں ہے۔ خُذْھَا وَلَا تَخَفْ جب موسیٰ کی لاٹھی سانپ بنگئی تو وہ ڈرے تب حکم ہوا اسکو پکڑ لو اور نہ ڈرو۔ یدِ بیضاء۔ موسیٰؑ نے بغل میں ہاتھ ڈالکر نکالا تو وہ سفید چمکیلا بنکر نکلا تھا، یعنی ضیاء الحق تم بھی اپنی روشن ضمیری سے کام لیکر نفس کی اصلاح کرو۔

---

[1] عقل۔ مُرید کی عقل شیخ کی عقل کے ساتھ مل کر قوی ہو جائیگی نے شکر۔ گنا اگر کسی اور کھیتی میں بو یا جائے تو اچھا نہ ہوگا۔ بعض فصلوں میں پیشہ گر ہے یعنی عام پیشوں میں بھی اُستاد سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ تمییز۔ نفس اچھے بُرے کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔

[2] عمر۔ انسان کی طویل عمر میں بھی نفس ہر روز ایک بہانہ نیکی نہ کرنے کا تراشتا دیتا ہے۔ وعدہائے سَرد۔ پرانے وعدے جو پورے نہیں ہوئے ہیں۔ جادو۔ مشہور ہے کہ جادو کے ذریعہ مرد کو عورت سے باندھ دیا جاتا ہے پھر وہ مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی نفس ایسا جادو کر دیتا ہے کہ نیکی پر قدرت نہیں رہتی ـــ از شورہ۔ شوریلی زمین میں گھاس اُگانا بہت مشکل ہے لہٰذا ہر مشکل کام کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔ از فلک۔ نفس کی مکاریوں کا ایک پردہ ہے جو آسمان سے آویزاں ہے تاکہ مبتلا ملامت کا مستحق بنے۔

[3] ایں قضا۔ نفس کی مکاریاں بھی قضاءِ خداوندی سے ہیں تو قضاءِ خداوندی ہی اُس کا علاج کر سکتی ہے انسانی عقل اُس کے علاج سے عاجز ہے۔ گیج۔ پراگندہ، پریشان۔ کلج۔ بھینگا۔ اژدہا۔ نفس ایک معمولی کیڑا تھا سانپ بنا، سانپ سے اژدہا بن گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

دوزخے افروخت بر دے دم فسوں
اُس (نفس) نے دوزخ بھڑکا دی ہے اُسپر پھونک مار دے

بحر مکّار ست و بنمودہ کفے
(وہ نفس) مکّار سمندر ہے، جھاگ دکھائی دیتا ہے

زاں نماید مختصر در چشمِ تو
تیری نگاہ میں اِس وجہ سے مختصر نظر آتا ہے

ہمچناں کہ لشکرِ انبوہ بود
جیسا کہ لشکر بہت تھا

تا[۲] بر ایشاں زد پیمبر بے خطر
یہانتک کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اُسپر بلا جھجک حملہ کر دیا

آں نمایش بود فضلِ ایزدی
یہ دکھاوا اللہ تعالےٰ کا کرم تھا

کم نمود اُورا و اَصحاب وُرا
اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو کم دکھایا

تا میسّر کرد بُسرے را برُو
یہانتک کہ آپ کو سہولت میسّر کر دی

کم نمودن[۳] مر وُرا پیروز بود
اُن کو کم دکھانا کامیابی تھی

کم نمودن بس خجستہ روز بود
کم دکھانا بہت مبارک دن تھا

آنکہ حق پشتش نباشد در ظفر
وہ شخص جس کا کامیابی میں خدا مددگار نہ ہو

وائے گر صد رایکے بیند ز دور
اُس پر افسوس ہے اگر دور سے تو کو ایک ہو بیٹھے

زاں نماید ذوالفقارے حربۂ
چونکہ اُس کو ذوالفقار ایک نیزہ نظر آتی ہے

اے[۱] دمِ تو از دمِ دریا فزوں
اے وہ کہ تیری پھونک دریا کی ہمت سے بڑھکر ہے

دوزخ ست از مکر بنمودہ تفے
دوزخ ہے مکر سے (معمولی) حرارت دکھائی دیتا ہے

تا زبوں بیند ش جُنبد خشمِ تو
تاکہ تو اُس کو حقیر سمجھے اور تیرا غصہ حرکت میں آجائے

مر پیمبر را بہ چشم اندک نمود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی نظر میں مختصر نظر آیا

ور فزوں دیدے ازاں کردے حذر
اگر زیادہ دیکھتے اُس سے ہچکچاتے

اَحمدا[۲] ورنہ تو بَددل می شدی
ورنہ اے احمدؐ! تم بددل ہو جاتے

آں جہادِ ظاہر و باطن خدا
اللہ (تعالےٰ) نے ظاہری و باطنی جہاد

تا ز عُسرے اُو نگردانید رُو
جبکہ اُنھوں نے دشواری سے مُنہ نہ موڑا

زاں نمودن روزِ اُو نوروز بود
اِسلئے کہ اِس طرح دکھانا اُن کیلئے عید کا دن تھا

کہ حفش یار و طریق آموز بود
کیونکہ اللہ (تعالےٰ) اُن کا دوست اور راہنما تھا

آنکہ خرگوشش نماید شیرِ نر
سمجھ لے اُس کو خرگوش نر شیر نظر آتا ہے

تا بچالش اندر آید از غرور
تاکہ دھوکے میں حملہ کر بیٹھے

زاں نماید شیرِ نر چوں گربۂ
چونکہ اُس کو نر شیر ایک بلی نظر آتی ہے

---

۱ اے دمِ تو۔ اے ضیاء الحق تمہارا پھونکنا اُس دوزخ کی آگ کو بجھانے میں سمندر سے بھی زیادہ ہے۔ بحر۔ نفس بظاہر حقیر معلوم ہوتا ہے لیکن شدید تباہی کا سبب ہے۔ کف۔ سمندر کا جھاگ۔ تُف۔ گرمی۔ زاں نماید۔ اللہ کا کرم ہے کہ نفس تمہیں چھوٹا نظر آتا ہے ورنہ اُس سے مقابلہ کی ہمت چھوڑ بیٹھتے۔ ہمچناں۔ جنگِ بدر میں دشمنوں کو حقیر کرکے دکھانے کی یہی مصلحتِ خداوندی تھی۔

۲ تا۔ اگر کافروں کی فوج زیادہ نظر آتی تو حملہ کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا۔ نمائش۔ یعنی تھوڑا کرکے دکھانا۔ آں جہاد۔ جنگِ بدر کا جہاد باطنی بھی تھا اور جسمانی بھی۔ یُسر۔ سہولت، نرمی۔ عُسر۔ سختی، دشواری۔

۳ کم نمودن۔ جنگِ بدر میں آنحضورؐ کو دشمن کم نظر آئے یہی فتحمندی کا سبب بنا جس سے خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حفش۔ یہ کم نظر آنا اللہ کا کرم تھا۔ آنکہ۔ اللہ کی مدد جس کے شاملِ حال نہ ہو اُسکو کم دشمن کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے اور وہ دشمن کو قوی سمجھتا ہے۔ وائے۔ دشمنوں کا کم نظر آنا کبھی اللہ کے کرم سے ہوتا ہے اور کبھی قہر سے، کفار کے ساتھ قہر کا معاملہ تھا تاکہ دھوکا کھاکر جنگ میں کود پڑیں اور شکست کھائیں۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ہے حربہ۔ نیزہ۔

www.pdfbooksfree.pk

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ
تاکہ بیوقوف ہمت کرکے جنگ کر بیٹھے

وا ندر آرد شاں بدیں حیلت بچنگ
اور (خدا) اُنکو تدبیر سے پنجے میں پکڑلے

تا بپائے خویش باشد آمدہ
تاکہ اپنے پیروں سے آئے ہوئے ہوں

آں قلیواں[1] جانبِ آتشکدہ
آگ کی بھٹی کی جانب وہ بیوقوف

کاہ برگے می نماید تا تو زود
گھاس کا تنکا نظر آتا ہے، تاکہ تو جلد

پف کنی اورا برانی از وجود
پھونک ماردے اور اُس کو فنا کردے

ہیں[2] کہ آنکہ کوہہا بر کندہ است
خبردار! وہ ایسا ہے کہ اُس نے پہاڑوں کو اُکھاڑ دیا ہے

زو جہاں گریاں و او در خندہ است
جہان اُس کی وجہ سے روتا ہے اور وہ ہنستا ہے

می نماید تا بہ کعب ایں آبِ جو
یہ نہر کا پانی ٹخنے تک نظر آتا ہے

صد چو عوجِ بن عنق شد غرقِ او
عوج بن عنق جیسے سینکڑوں آدمی ڈوب گئے ہیں

می نماید موج خونش تلِ مشک
اُس کو خون کی موج مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے

می نماید قعرِ دریا خاکِ خشک
(اُس کو) دریا کی گہرائی خشک زمین نظر آتی ہے

خشک دید آں بحر را فرعونِ کور
اندھے فرعون نے اُس دریا کو خشک دیکھا

تا در و راند ز سر مستی و زور
یہاں تک کہ مستی اور طاقت سے اُس میں گھس پڑا

چوں در آید در تگِ دریا بود
جب گھس جاتا ہے دریا کی تہ میں ہوتا ہے

دیدۂ فرعون کے بینا بود
فرعون کی آنکھ کب دیکھتی ہے؟

دیدہ[3] بینا از لقائے حق شود
اللہ (تعالیٰ) کی ملاقات سے آنکھ بینا بنتی ہے

حق کجا ہمراز ہر احمق شود
اللہ (تعالیٰ) ہر احمق کا ہمراز کب بنتا ہے؟

قند بیند خود شود زہرِ قتول
شکر سمجھتا ہے، وہ خود قاتل زہر ہوتی ہے

راہ بیند خود بود آں بانگ غول
وہ (ٹھیک) راستہ سمجھتا ہے وہ چھلاوے کی آواز ہوتا ہے

اے فلک در فتنۂ آخر زماں
اے آسمان! تو آخری زمانے کے فتنے میں

تیز می گردی بدہ آخر اماں
تیزی سے گھومتا ہے، آخر کچھ تو امن دے

خنجرِ تیزِ تو اندر قصدِ ما
تیرا تیز خنجر ہمارے قتل کے درپے ہے

نیشِ زہر آلودہ در قصدِ ما
زہر آلود نشتر ہمارے (مارنے کے) درپے ہے

اے فلک از رحمِ حق آموز رحم
اے آسمان! اللہ (تعالیٰ) کے رحم سے رحم کرنا سیکھ لے

بر دلِ موراں مزن چوں ما ز خشم
چیونٹیوں کے دل پر سانپ کی طرح نہ کاٹ

[1] قلیواں۔ قلیو کی جمع ہے، احمق۔ آتشکدہ۔ آگ کی بھٹی۔ کاہ برگے۔ برگِ کاہ، یعنی مبتدی کو نفس ایک حقیر چیز معلوم ہوتا ہے اور اُس کی اصلاح کو معمولی بات سمجھتا ہے حالانکہ وہ بہت خطرناک ہے۔ پف۔ پھونک۔ برانی از وجود راندن، فنا کردینا۔

[2] ہیں۔ نفس نے بڑے بڑے انسانوں کو تباہ کیا ہے۔ می نماید۔ یہ نفس کی مثال ہے کہ بظاہر معمولی دریا معلوم ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑے انسان کو ڈبو دیتا ہے۔ می نماید اس نفس کی خون کی موج، مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے۔ تل۔ ٹیلہ۔ قعر۔ گہرائی۔ تگ۔ تہ۔

[3] دیدہ بینا۔ بصیرت اہلِ حق کو حاصل ہوتی ہے فرعون احمق اُس کا مستحق نہ تھا۔ قتول۔ بہت زیادہ قاتل۔ غول۔ چھلاوا جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ نیش۔ نشتر۔ موراں۔ چیونٹیاں۔ مار۔ سانپ۔

www.pdfbooksfree.pk

حقِ[1] آنکہ چرخہ چرخِ ترا — کرد گرداں بر فرازِ ایں سَرا
اُس ذات کا واسطہ جس نے تیرے گنبد کے چرخے کو — اِس گھر پر گھمایا ہے

کہ دِگرگوں گردی و رَحمت کُنی — پیش ازاں کہ بیخِ ما را بَرکَنی
کہ دوسرے طریقہ پر گھوم اور رحم کر — اِس سے قبل کہ تو ہمیں تباہ کرے

حقِّ آنکہ دایگی کردی نخست — تا نہالِ ما ز آب و خاک رُست
اُس کا واسطہ کہ تو نے پہلے پرورش کی — یہانتک کہ ہمارا پودا پانی اور مٹی سے اُگا

حقِّ آں شہ کہ ترا صاف آفرید — کرد چندیں مشعلہ در تو پدید
اُس شاہ کا واسطہ جس نے تجھے شفاف پیدا کیا — اور اِس قدر مشعلیں تجھ میں پیدا کیں

آنچناں معمور[2] و باقی داشتت — تا کہ دہری از ازل پنداشتت
تجھے اِس قدر آباد اور باقی رکھا — کہ دہریہ نے تجھے ازلی سمجھا

شُکر دانستیم آغازِ ترا — انبیاء گفتند آں رازِ ترا
(خدا کا) شُکر ہے، ہم تیری ابتدا کو سمجھ گئے — انبیاء نے تیرا راز کہہ دیا

آدمی داند کہ خانہ حادِث ست — عنکبوتے نے کہ در وے عابِث ست
آدمی سمجھتا ہے کہ مکان نو پیدا ہے — مکڑی نہیں، جو اُس میں کھیل رہی ہے

پشّہ کے داند کہ ایں باغ از کیست — کو بہاراں زاد و مرگش در دَیست
مچھر کیا جانے کہ یہ باغ کب سے ہے؟ — اِسلئے کہ وہ موسمِ بہار میں پیدا ہوا اُسی میں اُسکی موت ہے

کِرم[3] کاندر چوب زاید سُست حال — کے بداند چوب را وقتِ نہال
سُست حال کیڑا جو لکڑی میں پیدا ہوا — وہ پودا ہونے کے وقت سے لکڑی کو کب جانتا ہے؟

وَر بداند کِرم از ما ہیّتش — عقل باشد کرم باشد صورتش
اور اگر کیڑا اُس کی حقیقت کو جان لے — وہ عقل ہوگا، اُس کی صورت کیڑے کی ہوگی

عقل خود را می نماید رنگہا — چوں پری دور ست زاں فرسنگہا
عقل اپنے آپ کو مختلف رنگوں میں ظاہر کرتی ہے — پری کی طرح، پری سے (بھی) کوسوں دور ہے

از مَلک بالاست چہ جائے پَری — تو مگس پَری بہ پستی می پَری
پری کیا چیز ہے، فرشتوں سے (بھی) بالا ہے — تو مکھی کے پَر رکھتا ہے پستی کی طرف پرواز کرتا ہے

---

[1] حق۔ یہ قسم ہے اِس کا جواب اگلا شعر ہے "ترا" یعنی دنیا کہ دگرگوں۔ یعنی تیری گردش ہماری تباہی کے لئے نہو۔ حقِ آنکہ۔ زمانے نے ہمیں پرورش کیا ہے، یہ مولانا نے عام شاعرانہ انداز اختیار فرمایا ہے ورنہ زمانہ کی گردش نہ آبادی کا سبب ہے نہ بربادی کا۔ مُشعلہ۔ یعنی ستارے۔

[2] معمور۔ آباد۔ دہری۔ وہ شخص جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہو اور تمام مادّی تصرفات خود مادّہ کی طرف منسوب کرے۔ شُکر۔ یعنی خدا کا شکر ہے۔ راز۔ یعنی آسمان کا نو پیدا ہونا۔ عادِث۔ نو پیدا۔ عَنکبوت۔ مکڑی۔ کہ اپنے جالے کو ازلی سمجھ سکتی ہے۔ عابِث۔ لغو کام کرنیوالا۔ پشّہ۔ مچھر۔ باغ کی ابتدا اور انتہا سے ناواقف ہوتا ہے۔

[3] کِرم۔ کیڑا، وہ کیڑا جو درخت کی لکڑی میں پیدا ہوتا ہے وہ اُس درخت کی ابتدا سے ناواقف ہوتا ہے۔ نہال۔ پودا۔ عقل۔ وہ کیڑا جو درخت کے حادث ہونے کو سمجھ جائے بظاہر کیڑا ہے لیکن دراصل وہ عقلِ مجسم ہے۔ عقل خود را۔ عقل ایک مجرّد چیز ہے جو کیڑے کی شکل میں متشکل ہو سکتی ہے جیسے جن اور پری بلکہ وہ پری سے بھی بہت زیادہ لطیف چیز ہے۔ از مَلک۔ عقل، فرشتہ سے بھی زیادہ مجرّد ہے۔ تو مگس۔ دہریہ اور عام انسان کی عقل کی پرواز مکھی کی طرح پستی کی طرف ہے جو عالَم کے حادث ہونے کی طرف پرواز نہیں کرتی ہے۔

631
www.pdfbooksfree.pk

گرچہ[1] عقلت سوئے بالا می پرد
اگرچہ تیری عقل (عالم) بالا کی طرف پرواز کرتی ہو

مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد
تیری تقلید کا پرندہ نیچے کی طرف چگتا ہے

علمِ تقلیدی وبالِ جانِ ماست
تقلیدی علم ہمارا وبالِ جان ہے

عاریہ است و مانشستہ کآنِ ماست
وہ مانگی ہوئی چیز ہے اور ہم (مطمئن) بیٹھے ہیں کہ ہماری ہے

زیں خرد جاہل ہمی باید شدن
اِس عقل سے بیگانہ ہو جانا چاہیئے

دست در دیوانگی باید زدن
دیوانگی اختیار کر لینی چاہیئے

ہر چہ بینی سودِ خود زاں می گریز
جس کو تو اپنا فائدہ سمجھتا ہے اُس سے گریز کر

زہر نوش و آبِ حیواں را بریز
زہر پی لے، آبِ حیات کو بہادے

ہر کہ[2] بستاید ترا دشنام دہ
جو تیری تعریف کرے اُس کو بُرا بھلا کہہ

سُود و سرمایہ مُفلس وام دہ
نفع اور سرمایہ مُفلس کو قرض دیدے

ایمنی بگذار و جائے خوف باش
امن کی جگہ کو چھوڑ، خوف کی جگہ میں رہ

بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
عزت کو خیرباد کہہ دے اور کھلم کھلا رسوا بن

آزمودم عقلِ دور اندیش را
میں نے دُور اندیش عقل کو آزما لیا

بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
اِس کے بعد اپنے آپ کو دیوانہ بناؤں گا

عُذر گفتنِ دلقک با سیّد کہ چرا فاحشہ بنکاح آورد

آقا سے ڈوم کا عذر کرنا کہ اُس نے بدکار عورت سے کیوں نکاح کیا ہے

گفت با دلقک شبے سیّد اَجَل
ایک رات ایک بڑے آقا نے ڈوم سے کہا

قحبہ را خواستی تو از عجَل
جلدی میں تو نے رنڈی سے نکاح کر لیا

با من ایں[3] ابازمی بایست گفت
مجھ سے یہ کھل کر کہنا چاہیئے تھا

تا یکے مستورہ کردمیت جُفت
تاکہ میں ایک پردہ نشین سے تیرا نکاح کر دیتا

گفت نُہ مستورہ صالح خواستم
اُس نے کہا میں نے پاکدامن پردہ نشینوں سے نکاح کیا

قحبہ گشتند ز غم تن کاستم
وہ رنڈی بنیں، اور میں غم سے گھلا

خواستم ایں قحبہ را با معرفت
اس رنڈی سے میں نے جان کر نکاح کیا ہے

تا ببینم چوں شود ایں عاقبت
تاکہ میں دیکھوں یہ آخر میں کیا بنتی ہے!

جو کہ مفید ہوگی جیسا کہ بہلول کے قصہ سے واضح ہوگا۔

[3] مستورہ۔ پردہ نشین عورت۔ قحبہ۔ رنڈی۔ زانیہ۔

[1] گرچہ۔ دہریہ اور عام انسان میں بھی عقل ہے جو عالم کے حدوث کا اِدراک کر سکتی ہے لیکن اُس کا تقلیدی علم مانع بنتا ہے۔ علمِ تقلیدی۔ تقلیدی علم حقیقت تک نہیں پہنچاتا اور انسان اُس سے دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے زیں خرد۔ ناقص عقل، اور تقلیدی علم سے جہل اور دیوانگی کی بے عقلی بہتر ہے۔ ہر چہ بینی۔ ناقص عقل جس کو اچھا سمجھے اُس کو بُرا سمجھنا چاہیئے۔ زہر نوش۔ ناقص عقل جس کو زہر سمجھے وہ دراصل آبِ حیات ہے اور جس کو آبِ حیات سمجھے وہ زہر ہے۔

[2] ہر کہ بستاید۔ ناقص عقل والا انسان اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے تمہیں چاہیئے کہ منہ پر تعریف کرنیوالے کو بُرا بھلا کہدو اور منہ پر تعریف کے نفع اور سرمایہ کو نیکیوں سے مُفلس کے سپرد کر دو۔ ایمنی۔ ناقص عقل جس جگہ کو امن کی جگہ سمجھے اُس کو چھوڑ کر اُس جگہ جاؤ جس کو وہ ڈر کی جگہ سمجھتی ہے جسکو وہ عزت سمجھتی ہے اُس سے گریز کرو اور جس کو وہ ذلت سمجھے اُس کو اختیار کرو۔ عقلِ دور اندیش۔ یعنی عقلِ ناقص۔ دلقک۔ ڈوم، اُس نے پردہ نشینوں کو برت کر رنج اٹھایا تو رنڈی سے نکاح کر کے تجربہ حاصل کرنے کی سوچی۔ اسی طرح عقل کے نقصانات محسوس کر کے دیوانگی کا تجربہ کرنا چاہیئے

6.32

www.pdfbooksfree.pk

عقل[1] را ہم آزمودم من بسے — زیں سپس جویم جنوں را مغرسے
میں نے عقل کو بھی بہت آزمایا — اِس کے بعد دیوانگی کا کھیت تلاش کروں گا

بہ حیلت در سخن آوردن سائل آں بزرگ را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود
سوال کرنیوالے کا تدبیر سے اُن بزرگ کو باتوں پر آمادہ کر لینا جنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا تھا

آں یکے می گفت خواہم عاقلے — مشورت آرم بدو در مشکلے
ایک (شخص) کہہ رہا تھا، میں ایک عقلمند چاہتا ہوں — اُس سے ایک مشکل میں مشورہ کروں گا

آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما — نیست عاقل جز کہ آں مجنوں نما
ایک (شخص) نے اُس سے کہا ہمارے شہر میں — اُس بظاہر دیوانے کے علاوہ کوئی عقلمند نہیں ہے

بر نے گشتہ سوارہ نکِ فلاں — می دواند در میانِ کودکاں
بانس پر سوار ہو کر یہ فلاں — بچوں میں اُس کو دوڑا رہا ہے

گوئے می بازد بروز ان و شباں — در جہاں گنجِ نہاں جانِ جہاں
دن رات گیند سے کھیلتا ہے — دنیا میں چھپا خزانہ ہے، دنیا کی روح ہے

صاحب[2] رایست و آتش پارہ — آسماں قدرست و اختر بارہ
صاحبِ رائے ہے اور چنگاری ہے — آسمان کے رُتبہ والا ہے اور ستارے کا سوار ہے

فرِ اُو کرّوبیاں را جاں شدست — اُو دریں دیوانگی پنہاں شدست
اُس کی عزت فرشتوں کی جان ہے — وہ اِس دیوانگی میں چھپا ہوا ہے

لیک ہر دیوانہ را جاں نشمری — سَر مَنہ گوسالہ را چوں سامری
لیکن ہر دیوانہ کو تو جان نہ سمجھنا — سامری کی طرح بچھڑے کے آگے ماتھا نہ ٹیکنا

چوں ولیِ آشکارا با تو گفت — صد ہزاراں غیب و اسرارِ نہفت
جبکہ ولی نے صاف صاف تجھ سے کہدیئے — غیب کے لاکھوں (معاملے) اور پوشیدہ راز

مر ترا آں فہم و آں دانش نبود — وا ندانستی[3] تو سرِ گیں راز عود
تجھ میں وہ فہم اور وہ سمجھ نہ تھی — تو گوبر کو اگر سے نہ پہچان سکا

از جنوں خود را ولی چوں پردہ ساخت — مر ورا اے کور کے خواہی شناخت
ولی نے جب جنون کو اپنا پردہ بنا لیا — اے اندھے! تو اُس کو کب پہچان سکتا ہے؟

گر ترا باز ست آں دیدہ یقیں — زیرِ ہر سنگے یکے سَر ہنگ بیں
اگر تیرے یقین کی آنکھ کھلی ہوئی ہے — ہر پتھر کے نیچے ایک سپاہی دیکھ لے

[1] عقل۔ جس طرح اُس ڈوم نے پردہ نشینوں سے عاجز آکر رنڈی کا تجربہ شروع کیا اِسی طرح میں عقل سے عاجز آکر دیوانگی کا تجربہ شروع کروں گا۔ مَغرس۔ پودا لگانے کی جگہ، کھیت۔ بزرگ۔ یعنی حضرت بہلولؒ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بزرگ تھے جنھوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا، بانس کو گھوڑا بنا کر بچوں میں کھیلتے رہتے تھے، خاموش رہتے تھے لیکن جب بولتے تھے تو بڑی دانائی کی بات کہہ دیتے تھے۔ مشکلے۔ یعنی معرفت کا مشکل مسئلہ۔ شہر۔ یعنی بغداد۔ مجنوں نما۔ حضرت بہلولؒ جنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر رکھا تھا۔ گوئے۔ شب و روز بچوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہیں۔ گنجِ نہاں۔ معرفت کے علوم کا چھپا ہوا خزانہ ہیں۔ جانِ جہاں۔ دنیا اُن کی بدولت قائم ہے۔

[2] صاحب۔ یعنی بہلولؒ صاحبِ رائے اور ذہین ہے، اور بلند شخصیت ہے۔ فرِ اُو۔ فرشتے اُس کی تعظیم کرتے ہیں اُس نے اپنے مرتبہ کو دیوانگی میں چھپا رکھا ہے۔ لیک۔ ہر دیوانے کو ولی سمجھنا غلط ہے۔ چوں۔ بعض اولیاء کے اپنے آپ کو دیوانگی میں چھپانے کی توجیہ ہے۔

[3] وا ندانستی۔ تو بھلے بُرے میں امتیاز نہ کر سکا۔ از جنوں۔ جب ولی اصل حالت میں تھا اور تو اُس کو نہ پہچان سکا تو اب جبکہ وہ دیوانگی میں پوشیدہ ہے

633

www.pdfbooksfree.pk

پیشِ آں چشمے کہ باز[1] ورہبرست
اُس آنکھ کے سامنے جو کھلی ہوئی اور رہنما ہے

ہر گلیمے را گلیمے دربرست
ہر کملی کی آغوش میں ایک کملی ہے

مرولی را ہم ولی شہرہ کُند
(اپنی) ولایت کو ولی مشہور کرتا ہے

ہر کرا اُو خواست بابہرہ کُند
جس کو وہ خود چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے

کس نداند از خرد اُو را شناخت
عقل کے ذریعہ کوئی اُس کو نہیں پہچان سکتا

خاصہ اُو مر خویش را دیوانہ ساخت
خصوصاً اُس کو جس نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا

چوں بدزد دُزدِ بینا زحتِ کور
جب بینا چور نابینا کا سامان چُرا لے

ہیچ یابد دُزد را اعمیٰ بزور
اندھا چور کو (اپنی) طاقت سے کبھی پکڑ سکتا ہے؟

کور نشناسد کہ دُزدِ اُو کہ بُود
اندھا نہیں پہچان سکتا ہے کہ اُس کا چور کون ہے؟

گرچہ خود بروے زند دُزدِ عَنُود
اگرچہ سرکش چور اپنے آپ کو اس سے بھڑا دے

چوں گزد سگ کور صاحب زندہ را
جب اندھے، گدڑی والے کو کتا کاٹ لے

کے شناسد آں سگِ دَرّندہ را
وہ کاٹنے والے کتے کو کب پہچانتا ہے؟

حملہ کردنِ سگِ بر کورِ گدا
ایک اندھے فقیر پر کتے کا حملہ کرنا

یک سگے در کوئے بر کورے گدا
ایک کتا کسی گلی میں اندھے فقیر پر

حملہ می آورد چوں شیرِ وَغا
معرکہ کے شیر کی طرح حملہ کر رہا تھا

سگ[2] کند آہنگِ دریوزہ شاں بہ خشم
کتا غصہ سے فقیروں پر حملہ کرتا ہے

در کشد مہ خاکِ دریوزہ شاں بہ چشم
چاند فقیروں کی خاک آنکھ میں لگاتا ہے

کور عاجز شد ز بانگ و بیمِ سگ
اندھا کتے کی آواز اور ڈر سے عاجز آگیا

اندر آمد کور در تعظیمِ سگ
اندھا کتے کی تعظیم کرنے لگا

کای[3] امیرِ صید و ای شیرِ شکار
کہ اے شکار کے مالک اور اے شکار کے شیر!

دست دستِ تست دست از من بدار
غلبہ تجھی کو ہے، مجھے چھوڑ دے

کز ضرورت دُمِ خر را آں حکیم
اُس دانا نے مجبوراً گدھے کی دُم کی

کرد تعظیم و لقب دادش اَدیم
تعظیم کی اور اُس کو "نرمی" کا لقب دیا

گفت اُو ہم از ضرورت اے اَسد
اُس نے بھی مجبوراً کہا اے شیر!

از چوں منِ لاغر شکارت چہ رسد
مجھ جیسے بودے شکار سے تجھے کیا ملے گا؟

[1] باز۔ کھلا ہوا۔ گلیم۔ گدڑی۔ کلیم۔ یعنی حضرت موسیٰؑ۔ مرولی۔ یعنی ولی جس کو چاہتا ہے اپنی ولایت سے روشناس کرا دیتا ہے۔ کس نداند۔ محض عقل سے کسی ولی کو نہیں پہچانا جا سکتا ہے۔ چوں۔ اندھا چور جیسے ادنیٰ انسان کو عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے تو ولی جیسے اعلیٰ انسان کو عقل سے کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔ گزد۔ اندھا کاٹنے والے کتے کو محض عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے۔ وَغا۔ میدانِ جنگ۔

[2] سگ۔ یعنی بے بہرہ درویشوں کے درپے آزار ہوتے ہیں حالانکہ وہ اِس قدر بلند مرتبہ ہوتے ہیں کہ چاند جیسے روشن دل اُن کی خاکِ پا کو سرمہ بناتے ہیں۔ بیم۔ خوف۔

[3] کای۔ اندھے نے کتے کی تعظیم میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ ضرورت۔ مجبوری میں انسان گدھے کو بھی باپ بنا لیتا ہے۔ اَدیم نرمی جو ایک عمدہ قسم کا چمڑا ہے۔ از چوں من۔ یعنی مجھ جیسے لاغر شکار کا تجھے کیا فائدہ۔

634

www.pdfbooksfree.pk

گورمی[1] گیر ند یارانت بدشت
تیرے دوست جنگل میں گورخر پکڑتے ہیں

گورمی جویند یارانت بہ صید
تیرے دوست شکار میں گورخر تلاش کرتے ہیں

آں سگِ عالم شکارِ گور کرد
اس سدھے ہوئے کتے نے گورخر کا شکار کیا

علم چوں آموخت سگ گردست از ضلال
جب کتے نے ہنر سیکھ لیا گمراہی سے چھوٹ گیا

سگ چو عالم گشت شد چالاک زہف
کتا جب صاحبِ علم بنا چالاک و چست ہو گیا

سگ شناسا شد کہ میرِ صید کیست
کتا واقف ہو گیا کہ میرِ شکار کون ہے

گور[2] نشناسد نہ از بے چشمی است
اندھا نہیں پہچانتا ہے (یہ نہ پہچاننا) آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے

نیست خود بے چشم تر کو راز زمیں
زمین سے زیادہ بے آنکھوں والا اندھا کوئی نہیں ہے

نور موسیٰؑ را دید و موسیٰؑ را نواخت
موسیٰؑ کے نور کو اس نے دیکھا اور موسیٰ کو نوازا

رَجف کرد اندر ہلاکِ ہر دَعی
ہر حرامزادے کو ہلاک کرنے کیلئے زلزلہ میں آ گئی

خاک[3] و باد و آب و نارِ باشرر
مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں والی آگ

مابعکسِ آں زغیرِ حق خبیر
ہم اس کی بالعکس خدا کے غیر سے باخبر ہیں

لاجرم اَشفَقنَ مِنہا جملہ شاں
یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بارِ امانت) سے ڈر گئی

گورمی گیری تو در کوچہ بگشت
تو اندھے کو پکڑتا ہے جو گلی میں گشت میں ہے

گورمی جوئی تو در کوچہ بہ کید
تو گلی میں چالاکی سے اندھے کو ڈھونڈتا ہے

دیں سگِ بے مایہ قصدِ گور کرد
اس بے ہنر کتے نے اندھے کا قصد کیا

می کُند در بیشہ ہا صیدِ حلال
جنگلوں میں حلال شکار کرتا ہے

سگ چو عارف گشت شد زاصحابِ کہف
کتا جب باخدا بنا اصحابِ کہف میں سے ہو گیا

اے خدا آں نور اشناسندہ چیست
اے خدا وہ پہچاننے والا نور کہاں ہے؟

بلکہ ایں زاں ست کز جہلست مست
بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ جہل سے مست ہے

ایں زمیں از فضلِ حق شد خصم بیں
یہ زمین اللہ کے کرم سے دشمن کو دیکھ لینے والی ہو گئی

خسف قاروں کرد و قاروں را شناخت
قارون کو دھنسا دیا اور قارون کو پہچانا

فہم کرد از حق کہ یا اَرضُ ابلعی
"اے زمین تو پانی نگل لے" اللہ کی جانب سے سمجھ گئی

بے خبر از ما و از حق باخبر
ہم سے بے خبر ہیں اور اللہ (تعالیٰ) سے باخبر ہیں

بے خبر از حق با چندیں نذیر
اور باوجود اسقدر ڈرانیوالوں کے خدا سے بیخبر

کُند شد زآمیزشِ حیواں جملہ شاں
ان کی آمادگی حیوان کی (صفات کی) آمیزش سے سُست ہو گئی

---

[1] گور۔ گورخر۔ کید۔ مکر۔ سگِ عالم۔ سدھایا ہوا کتا۔ علم۔ علم کی یہ فضیلت ہے کہ کتا بھی اس کو حاصل کر کے راہ یاب ہو جاتا ہے تو انسان علم حاصل کر کے کس قدر فضیلتیں حاصل کر سکتا ہے۔ زہف۔ چست۔ اصحابِ کہف۔ اصحابِ کہف کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ سگ کتے کو وہ نور عطا ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے اے خدا وہ نور ہمیں بھی عطا کر دے جس سے ہم اپنے مالک کو شناخت کریں۔

[2] کور۔ اندھے کا نہ پہچاننا دراصل قلبی بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ نیست زمیں کے آنکھیں نہیں ہیں وہ پھر بھی پہچانتی ہے۔ نور حضرت موسیٰؑ کو اُسنے پہچانا اور اچھا معاملہ کیا نیل کی زمین خشک ہو گئی اور وہ دریا کو عبور کر گئے، قارون کو پہچان کر دھنسا دیا۔ رَجف کرد۔ منکروں کو زلزلے سے ہلاک کر دیا۔ حضرت نوحؑ کی نجات کیلئے پانی کو نگل گئی۔

[3] خاک۔ عناصر اربعہ کے آنکھیں نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو خوب پہچانتے ہیں۔ مابعکس۔ انسان کے آنکھیں ہیں غیر اللہ کو خوب پہچان لیتا ہے لیکن باوجود انبیاء کے ڈرانے کے اللہ تعالیٰ سے بے خبر بنا ہوا ہے۔ خبیر۔ خبردار۔ نذیر۔ ڈرانے والا۔ اَشفَقنَ مِنہا۔ قرآن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کا بار آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر ڈالنا چاہا لیکن وہ اس سے ڈر گئے اور اسکو قبول کیا۔ کُند۔ ان کے دل کی یہ قابلیت کہ اس میں خدا کی معرفت جم سکے اور حیوانیت کے اوصاف مغلوب ہو جائیں۔

635
www.pdfbooksfree.pk

گفت بیزاریم جملہ زیں حیات
کہا ہم سب اِس زندگی سے بیزار ہیں

چوں[1] بماند از خلق گردد او یتیم
جب مخلوق سے جُدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے

چوں زکورے دُزد دُزدد کالہٗ
جب چور اندھے کا سامان چُرا لیتا ہے

تا نہ گوید دُزد او را کاں منم
جب تک چور اُس سے نہ کہے کہ وہ میں ہوں

کے شناسد کور دُزدِ خویش را
اندھا اپنے چور کو کب پہچان سکتا ہے؟

چوں بگوید ہم بگیر او را تو سخت
جب وہ کہدے اُس کو مضبوطی سے پکڑ لے

پس جہادِ[2] اکبر آمد عصرِ دُزد
پس چور کو بھینچنا بڑا جہاد ہے

اوّلاً دُزدید کحلِ دیدہ ات
اُس نے پہلے تیری آنکھ کا سرمہ چُرایا ہے

کالہٗ حکمت کہ گم کردہ دل ست
دانائی کا سرمایہ جو دل نے گنوایا ہے

کورِ دل با جان و با سمع و بصر
دل کا اندھا جان اور کان اور بینائی کے ہوتے ہوئے

زاہلِ[3] دل جو از جماد آں را مجو
اہلِ دل کے پاس تلاش کر بے حس کے پاس تلاش نہ کر

باز می گردیم سوے راز جو
راز تلاش کرنے والے کی طرف ہم پھر لوٹتے ہیں

کہ بُود با خلق حیّ با حق مَوات
کہ مخلوق کے ساتھ زندہ، خدا کے تعلق میں مُردہ ہے

اُنسِ حق را قلب می باید سلیم
اللہ (تعالےٰ) سے محبت کے لئے قلبِ سلیم چاہیئے

می کُند آں کور عمیا نالہٗ
وہ اندھا، اندھا دھند روتا ہے

کز تو دُزدیدم کہ دُزدِ پُر فنم
میں نے تیری چوری کی ہے کیونکہ میں ماہر چور ہوں

چوں ندارد نورِ چشم و آں ضیا
جبکہ وہ نہ آنکھوں میں نور رکھتا ہے نہ وہ روشنی

تا بگوید او علامتہائے رُخت
تاکہ وہ سامان کی علامتیں بتا دے

تا بگوید کو چہ دُزدید ست مَرد
تاکہ وہ بتا دے کہ اُس نے کیا چُرایا ہے!

اوّلاً دُزدید کحلِ دیدہ ات
اُس نے پہلے تیری آنکھ کا سرمہ چُرایا ہے

چوں ستانی بازیابی تبصرت
جب تو (واپس) لے لیگا دوبارہ بینائی حاصل کریگا

کالہٗ حکمت کہ گم کردہ دل ست
دانائی کا سرمایہ جو دل نے گنوایا ہے

پیشِ اہلِ دل یقیں آں حاصل ست
اہلِ دل کے سامنے یقیناً وہ مل جاتا ہے

کورِ دل با جان و با سمع و بصر
دل کا اندھا، جان اور کان اور بینائی کے ہوتے ہوئے

می نداند دزدِ شیطاں را اثر
شیطان چور کی علامت کو نہیں جانتا ہے

زاہلِ[3] دل جو از جماد آں را مجو
کہ جماد آمد خلائق پیشِ او
اہلِ دل کے پاس تلاش کر بے حس کے پاس تلاش نہ کر
اس لئے کہ مخلوق اُس کے مقابلہ میں بیحس ہے

باز می گردیم سوے راز جو
تا شود ہم مشورت با راز گو
راز تلاش کرنے والے کی طرف ہم پھر لوٹتے ہیں
تاکہ راز بتانے والے سے وہ ہم مشورہ ہو سکے

---

[1] چوں۔ مخلوق سے ایسا تعلق ہو کہ اگر وہ تعلق ختم ہو جائے تو انسان یتیم کی طرح بے سہارا ہو جائے۔ اُنسِ حق۔ حیوانیت کے ہوتے ہوئے خدا سے اُنس قلبِ سلیم کا کام ہے جو ہمیں حاصل نہیں، یہاں تک یہ قول اُس کائنات کا تھا جس نے امانت کے تحمل سے انکار کیا ہے۔ چوں۔ اندھا چور کو نہیں پہچانتا اور اندھا دھند نالہ کرتا ہے کے شناسد جب انسان نورِ جسم اور نورِ باطن سے محروم ہو تو چور کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ چوں بگوید۔ جب چور اقرار کرے تو سخت گیری کرنی چاہیئے تاکہ وہ چوری کا پورا پتہ دیدے یہی معاملہ انسان کا اپنے نفس سے ہونا چاہیئے۔

[2] جہادِ اکبر۔ صوفیاء کی اصطلاح میں نفس سے مجاہدہ کرنا جہادِ اکبر کہلاتا ہے۔ عصر۔ دبانا، نچوڑنا، اِس شعر کا دوسرا مصرع بعض نسخوں میں یہ ہے:۔ "تا بگوید کہ چہ بردآں زن بمزد" زن بمزد کے معنی ہیں بیوی کی زنا کی کمائی کھانے والا دیوث۔ اوّلاً۔ نفس سب سے پہلے انسان کی بصیرت چُرا لیتا ہے۔ کالہٗ حکمت۔ نفسِ انسانی جب انسان کو حکمت و دانائی سے محروم کر دے تو وہ دوبارہ اہلِ دل سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کورِ دل۔ کورِ باطن باوجود ظاہری حواس کے شیطانی اثرات محسوس نہیں کرتا ہے۔

[3] زاہلِ دل۔ حکمت اہلِ دل کے پاس ہے، عوام بے حس پتھر ہیں۔ باز می گردیم۔ یعنی ہم حضرت بہلولؒ اور مشورہ چاہنے والے کا قصہ دوبارہ شروع کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

مشورت جوینده آمد نزد اُو — کاے اب کودک شده رازے بگو

مشورہ چاہنے والا اُس کے پاس آیا — اے بچہ بنے ہوئے باپ! ایک راز بتا دے

گفت روزیں حلقہ کیں در بادنیست — باز گرد امروز روزِ راز نیست

اُسنے کہا اِس زنجیر کے پاس سے چلا جا کیونکہ دروازہ — واپس ہو جا آج راز (بتانے) کا دن نہیں ہے

گر مکاں را رہ بُدے در لامکاں — ہمچو شیخاں بودمے من بر دکاں

اگر مکان کے لئے لامکان میں راستہ ہوتا — مشائخ کی طرح میں گدی پر ہوتا

خواندنِ محتسب مست خراب افتادہ را بسوئے زنداں

محتسب کا ایک بدمست پڑے ہوئے کو قید خانہ کی طرف بلانا

محتسب در نیم شب جائے رسید — در بُنِ دیوار مستے خفتہ دید

کوتوال، آدھی رات کو ایک جگہ پہنچا — دیوار کی جڑ میں ایک مست کو سویا ہوا دیکھا

گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو — گفت زیں خوردم کہ ہست اندر سبُو

اُس نے کہا ارے تو نشہ میں ہے بتا تو نے کیا پیا ہے؟ — اُس نے کہا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے

گفت آخر در سبُو واگو کہ چیست — گفت زانچہ خوردہ ام گفت آں خفی ست

اُس نے کہا صاف بتا کہ آخر صراحی میں کیا ہے؟ — اُسنے کہا جو میں نے پیا ہے کہا یہ گول مول بات ہے

گفت آنچہ خوردہ خود چیست آں — گفت آنکہ در سبُو مخفی ست آں

اُس نے کہا یہ بتا کہ جو تو نے پیا ہے وہ کیا ہے؟ — اُس نے کہا وہی جو صراحی میں چھپا ہوا ہے

دور می شد ایں سوال و ایں جواب — ماند چوں خر محتسب اندر خلاب

یہ سوال اور جواب چلتا رہا — کوتوال گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس گیا

گفت اُورا محتسب ہیں آہ کن — مست ھُو ھُو کرد ہنگامِ سخن

اُس سے کوتوال نے کہا، خبردار! آہیں بھر — مست نے بات کرتے وقت آہا ہا کہا

گفت گفتم آہ کن ہُو می کنی — گفت من شادم تو از غم منحنی

اُسنے کہا میں نے آہ کرنے کو کہا تو آہا ہا کرتا ہے — اُسنے کہا میں خوش ہوں، تو غم سے جھک گیا ہے

آہ از درد و غم و بیدادی ست — ہُوئے ہُوئے مے خوراں از شادی ست

آہ، درد اور غم اور ظلم کی وجہ سے ہوتی ہے — شرابیوں کا آہا ہا کرنا خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے

محتسب گفت ایں ندانم خیز خیز — معرفت متراش بگذار ایں ستیز

کوتوال نے کہا، میں یہ کچھ نہیں جانتا تو کھڑا ہو اٹھ — بزرگی نہ بگھار، یہ جھگڑا ختم کر

۱؎ آو۔ یعنی حضرت بہلولؒ اب کودک شدہ۔ یعنی بہلول کار تبہ باپ کا تھا لیکن بچہ بنے ہوئے تھے۔ حلقہ۔ یعنی دروازے کی زنجیر۔ مکاں۔ یعنی ناسوتی انسان۔ لامکان۔ عالم لاہوت۔ دکان۔ چبوترہ مسند۔

۲؎ خواندن۔ اس قصہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ناسوتی انسان کو لاہوت کے رازوں کا علم نہیں ہوتا ہے۔ محتسب۔ کوتوال۔ بُن۔ جڑ۔ چہ خوردستی۔ یعنی تو نے کیا پیا ہے جس سے تو نشہ میں ہے۔ گفت مست نے جواب دیا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے۔ گفت آخر۔ کوتوال نے کہا صراحی میں کیا ہے۔ گفت زانچہ۔ مست نے کہا جو میں نے پیا ہے وہ صراحی میں ہے۔ گفت آں۔ کوتوال نے کہا بات واضح نہیں ہو رہی ہے۔ بگو۔ کوتوال نے کہا جو تو نے پیا ہے وہ بتا دے

۳؎ دور می شد۔ کوتوال اور مست میں یہی سوال و جواب چلتا رہا۔ خلاب۔ کیچڑ۔ آہ کن۔ یعنی اب تجھے قید خانہ میں جانا ہے ہائے ہائے کر۔ ھُو ھُو۔ یعنی خوشی کا نعرہ۔ منحنی۔ خمیدہ کمر۔ آہ۔ مست نے کہا ہائے ہائے تو غمزدہ مظلوم کرتا ہے شرابی تو مستی میں خوشی کے نعرے لگاتا ہے۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

637

www.pdfbooksfree.pk

گفت رَو تو از کجا من از کجا
اُس نے کہا جا، تو کہاں اور میں کہاں

گفت مستی خیز تا زنداں بیا
اُس نے کہا تو نشہ میں ہے، اُٹھ قید خانہ چل

گفت مست اے مُحتسب بگذار رو رَو
مست نے کہا اے کوتوال جانے دے اور چلا جا

از برہنہ کے تواں بُردن گرو
ننگے کا کیا گردی کیا جا سکتا ہے؟

گر مرا خود قوّتِ رفتن بُدے
اگر مجھ میں خود بخود جانے کی طاقت ہوتی

خانہ خود می رفتمے دیں کے شُدے
تو میں اپنے گھر چلا جاتا اور یہ (جھگڑا) کب ہوتا؟

من[۵۲] اگر با عقل و با اِمکانمے
میں اگر عقلمند اور قابو میں ہوتا

ہمچو شیخاں بر سرِ دُکّانمے
مشائخ کی طرح مسند پر ہوتا

گر مرا رائے و تدبیرے بُدے
اگر مجھ میں رائے اور تدبیر ہوتی

ہمچو شیخاں جاہ و توقیرے بُدے
مشائخ کی طرح رُتبہ اور عزت ہوتی

ہم مرا زنبیل و دریوزہ بُدے
میری بھی جھولی اور بھیک ہوتی

نذر و اِدرارِ ہمہ روزہ بُدے
روزانہ کی نذر اور بخشش ہوتی

بگذر[۵۳] از من زانکہ گم کردی توراہ
میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو بھٹک گیا ہے

باز جُو ریشِ بزرگ و خانقاہ
لمبی داڑھی اور خانقاہ تلاش کر

دوم بارہ در سخن آوردن سائل شیخ را تا حال باقی معلوم گردد

سوال کرنے والے کا شیخ کو دوبارہ بات چیت میں لگانا تاکہ باقی حال معلوم ہو جائے

گفت آں سائل کہ آخر یک نفس
اُس سائل نے کہا کہ آخر تھوڑی دیر کے لئے

اے سوارہ برنے ایں سُوراں فرس
اے بانس کے سوار، گھوڑا اِس طرف ہانک دے

راند سُوئے اُو کہ ہیں زُود تر بگو
گھوڑا اُس طرف بڑھایا، کہ ہاں جلد کہہ

کاسپِ من بس تو سن ست و تُند خُو
کیونکہ میرا گھوڑا بہت مُنہ زور اور تُند مزاج ہے

تا لگد بر تو نہ کوبد زود باش
تاکہ تیرے دولتی نہ مار دے جلدی کر

از چہ می پُرسی بیانش کُن تو فاش
کیا پوچھتا ہے اُس کو واضح کر؟

اُو مجالِ رازِ دل گفتن نہ دید
اُس نے دلی راز کہنے کا موقع نہ دیکھا

زو بروں شو کرد و در لاغش کشید
اُس کو ٹالدیا، اور مذاق میں لگا لیا

گفت می خواہم دریں کوچہ زنے
اُسنے کہا میں اِس گلی میں ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں

کیست لائق از برائے چوں منے
مجھ جیسے کے لئے کون سی مناسب ہوگی؟

---

۵۱ تو از کجا۔ یعنی تیرا اور میرا راستہ جداگانہ ہے میں تیرے ساتھ کیوں چلوں۔ از برہنہ۔ جو خود ننگا ہو اُس کے کپڑے گروی کیسے رکھے جا سکتے ہیں، مجھے قید خانہ تک چلنے کیلئے کہنا ایسا ہی ہے جیسے ننگے سے کپڑے گروی کرنے کو کہا جائے۔ گر مرا۔ اگر پیروں سے چلنے کی طاقت ہوتی تو گھر چلا جاتا اور یہ قصہ پیش نہ آتا۔

۵۲ من اگر۔ درمیان میں مولانا نے شرابی کا قصہ شروع کر دیا تھا اب پھر حضرت بہلولؒ کی بات شروع کرتے ہیں، حضرت بہلول نے مشورہ چاہنے والے سے کہا اگر مجھ میں عقل ہوتی اور میں اپنے قابو میں ہوتا تو دوسرے مشائخ طریقت کا سا میرا حال ہوتا۔ زنبیل۔ جھولی جس میں فقراء اپنے کھانے پینے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ اِدرار۔ روزینہ۔

۵۳ بگذر۔ تو نے غلط انتخاب کیا راز دریافت کرنا ہے تو کسی دراز ریش بزرگ کے پاس خانقاہ میں جا۔ اے سوارہ برنے۔ حضرت بہلولؒ بانس کو گھوڑا بنائے ہوئے اُسپر سوار تھے۔ اسپِ من۔ وہی بانس کا گھوڑا۔ تو سن۔ سرکش گھوڑا۔ لگد۔ دولتی۔ او مجال۔ مشورہ چاہنے والے نے رازِ دل کہنے کا موقع نہ دیکھتے ہوئے دوسری بات شروع کر دی۔ بروں شو کردن۔ ٹالدینا لاغ۔ مذاق۔ خواہم زنے۔ شادی کرنا چاہتا ہوں

638

www.pdfbooksfree.pk

گفت سہ گونہ زنند اندر جہاں
اُس نے کہا دنیا میں عورتیں تین قسم کی ہیں
آں دو رنج و ایں یکے گنجِ رواں[1]
دو وبال ہیں اور ایک گنجِ رواں ہے

آں یکے را چوں بخواہی کُل تراست
ایک سے جب تو نکاح کریگا وہ پوری تیری ہو
دیں دگر نیمے ترا نیمے جُداست
دوسری آدھی تیری ہے، آدھی بیگانہ ہے

واں سوم ہیچِ اُو ترا نبوَد بداں
سمجھ لے، تیسری بالکل تیری نہ ہوگی
ایں شنیدی دُور شو رفتم رواں
تو نے یہ سُن لیا بھاگ جا میں روانہ ہوتا ہوں

تا ترا اسپم نپرّاند لگد[2]
تاکہ میرا گھوڑا تیرے دولتی نہ اُڑا دے
کہ نبیفتی بر نہ خیزی تا اَبد
اور تو ایسا گرے کہ قیامت تک نہ اُٹھے

شیخ را اندر میانِ کودکاں
شیخ نے گھوڑا بچوں میں دوڑا دیا
بانگ زد بارِ دگر اُورا جواں
جوان نے اُن کو دوبارہ پکارا

کہ بیا آخر بگو تفسیر ایں
کہ آیئے، آخر اِس کی تفصیل بتایئے
ایں زناں سہ نوع گفتی برگزیں[3]
آپ نے تین قسم کی عورتیں بتائیں، منتخب کر دیجئے

راند سوئے اُو و گفتش بکرِ خاص
اُس کی طرف گھوڑا دوڑایا اور اُس سے کہا باکرہ خاص
کُل تُرا باشد زغم یابی خلاص
سب تیری ہوگی تو غم سے نجات پائے گا

وانکہ نیمے آنِ تو بیوہ[4] بُود
جو آدھی تیری ہوگی، بیوہ ہوگی
وانکہ ہیچست آں عیالِ باولد
وہ جو تیرے لئے کچھ نہیں، بال بچے والی بیوہ عورت

چوں زشوئے اوّلش کودک بود
جب اُسکے پہلے شوہر سے بچہ ہوگا
مہرِ کُل خاطرش آں سُو رود[5]
اُس کے دل کی محبت اُس طرف جائیگی

دور شو تا اسپ نندازد لگد
بھاگ جا، تاکہ گھوڑا دولتی نہ مار دے
سُمِّ اسپِ تو سنم بر تو رسد
میرے سرکش گھوڑے کا کُھر تیرے لگے

ہائے و ہُوئے کرد شیخ و باز راند
شیخ نے ہائے و ہُو کی اور پھر (گھوڑا) دوڑا دیا
کودکاں را باز سوئے خویش خواند
بچوں کو پھر اپنی طرف بُلا لیا

باز بانگش کرد آں سائل بیا
سوال کرنیوالے نے پھر انکو آواز دی کہ آیئے
یک سوالم ماند اے شاہِ کیا
اے شہنشاہ! ایک سوال رہ گیا

بار راند ایں سُو بگو زو ترچہ بود
پھر (گھوڑا) اُس طرف کو دوڑایا کہ جلد کہہ کیا تھا
کہ زمیداں آں بچہ گویم رَبود
کیونکہ وہ بچہ میدان سے میری گیند لے بھاگا

[1] گنجِ رواں۔ نہ ختم ہونے والا خزانہ، قارون کے خزانہ کا نام ہے۔ آں یکے۔ ایک عورت تو وہ ہوتی ہے جو مجسم شوہر کی ہوتی ہے۔ دیں دگر۔ دوسری قسم کی عورت آدھی شوہر کے لئے اور آدھی شوہر سے اپنی ہوتی ہے۔ واں سوم۔ تیسری قسم عورت کی وہ ہے جو شوہر سے بالکلیہ بیگانہ ہوتی ہے۔

[2] کہ نبیفتی۔ یعنی میرا گھوڑا لاتیں مار دیگا تو تو مر جائے گا۔ جواں۔ یعنی مشورہ چاہنے والا۔

[3] برگزیں۔ یعنی عورت کی اِن تین قسموں میں سے میرے لئے منتخب کر دیجئے۔ بکر۔ بے شادی شدہ عورت، ایسی عورت سے شادی کی جائے تو وہ ہمہ تن شوہر کی ہوتی ہے۔

[4] بیوہ۔ بیوہ کا تعلق پہلے شوہر سے بھی باقی رہتا ہے۔ وانکہ ہیچست۔ جو بالکل شوہر کی نہیں ہوتی اور ایسی بیوہ عورت ہوتی ہے جس کی پہلے شوہر سے اولاد بھی ہو۔

[5] سُم۔ کُھر۔ ہائے و ہُوئے۔ یعنی دیوانگی کا نعرہ۔ کودکاں۔ وہی بچے جن کے ساتھ حضرت بہلول کھیل رہے تھے۔ زودتر۔ زود تر، بہت جلد۔ کز میداں۔ یعنی کھیل کے میدان میں سے۔

639
www.pdfbooksfree.pk

گفت اے شہ با چنیں عقل و ادب
اُس نے کہا اے شاہ! اِس عقل و ادب کے ہوتے ہوئے

این چہ شیدست[1] اینچہ فعلست اے عجب
یہ کیا بناوٹ ہے؟ یہ کیا کام ہے؟ تعجب ہے

تو وَرائے عقلِ کُلّی در بیاں
تو بیان میں عقلِ کُل سے آگے ہے

آفتابی در جنوں چونی نہاں
تو سورج ہے، پاگل پن میں کیوں پوشیدہ ہے؟

گفت ایں اوباش رائے می زنند
کہا یہ عوام سوچتے ہیں

تا دریں شہر خودم قاضی کُنند
کہ اس شہر کا مجھے قاضی بنا دیں

دفعِ می گفتم مرا گفتند نے
میں ٹالتا ہوں، وہ مجھ سے کہتے ہیں نہیں

نیست چوں تو عالمے صاحب فنے
تم جیسا (کوئی دوسرا) صاحبِ فن عالم نہیں ہے

باوجودِ تو حرام ست و خبیث
تمہارے ہوتے ہوئے ناجائز اور بُرا ہے

کہ کم از تو در قضا گوید حدیث
کہ تم سے کم فیصلہ کی بات کرے

در شریعت نیست دستوری کہ ما
شریعت میں کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم

کمتر از توشہ کنیم و پیشوا
تم سے کم تر کو شاہ اور پیشوا بنا لیں

زیں ضرورت کیج و دیوانہ شدم
اِس مجبوری میں مَیں پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں

زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم
عاجز آ کر اِن لوگوں سے بیگانہ بن گیا ہوں

ظاہراً شوریدۂ و شیدا شدم
بظاہر پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں

لیک در باطن ہمانم کہ بُدم
لیکن درحقیقت میں وہی ہوں کہ جو تھا

عقلِ[2] من گنج ست و من ویرانہ ام
میری عقل خزانہ ہے اور میں ویرانہ ہوں

گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام
اگر میں خزانہ کو ظاہر کر دوں تو میں دیوانہ ہوں

اُوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد
دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ نہ بنا

ایں عَسَس را دید و در خانہ نہ شد
کوتوال کو دیکھا اور گھر میں نہ چھپا

دانشِ[3] من جوہر آمد نے عَرَض
میری عقل جوہر (پائدار) ہے نہ کہ عَرَض (غیر مستقل)

ایں بہائے نیست بہرِ ہر عَرَض
یہ ہر عَرَض کی قیمت نہیں ہے

کانِ قندم نیستانِ شکرم
میں شکر کی کان ہوں، شکر کی ایکھ ہوں

ہم زمن می روید و من می خورم
(شکر) مجھ میں سے پیدا ہوتی ہے اور میں (خود) کھاتا ہوں

عِلمِ تقلیدی و تعلیمی ست آں
وہ تقلیدی اور (محض) پڑھا ہوا علم ہے

کز نفورِ مُستمع دارد فغاں
جو سننے والے کی بے رغبتی سے واویلا کرے

---

[1] شدید۔ مکر و فریب، مغالطہ، بناوٹ۔ عقلِ کل۔ حضرت جبرئیلؑ۔ آفتابی۔ آفتاب مثل۔ اوباش۔ عوام الناس۔ دفع می گفتم۔ میں نے ٹالا باوجود تو۔ یہ اُن عوام نے کہا۔ حدیث۔ بات۔ دستور، طریقہ، قانون۔ قضہ۔ یعنی قاضی۔ کج۔ پریشاں، بدحال۔ شیدا، دیوانہ۔ باطن۔ یعنی حقیقتاً۔

[2] عقل۔ عقل بمنزلہ خزانہ کے ہے اور دفینہ ہمیشہ ویرانہ میں ہوتا ہے لہٰذا میں نے اپنے ظاہر کو ویرانہ بنا رکھا ہے اب اگر میں عقل کا اظہار کروں تو دیوانگی ہوگی۔ دیوانہ نہ شد۔ دیوانہ تو وہ ہے کہ جو اپنی عقل کی نمائش کرے اور بوقتِ ضرورت اُس کو چھپانے کے لئے دیوانہ نہ بنے اِس کی مثال تو اُس شخص کی سی ہے جس کی گرفتاری کے لئے کوتوال آ رہا ہو اور وہ پھر بھی گھر میں نہ چھپے۔ عَسَس۔ کوتوال۔

[3] دانشِ من۔ جو عقل پختہ اور پائیدار ہوتی ہے وہ نمائش سے مستغنی ہوتی ہے۔ عَرَض۔ سامان یعنی میری عقل اِس سے افضل ہے کہ میں اُسکو دنیاوی کاموں میں خرچ کروں۔ کانِ قندم یعنی میں اپنے علوم و معارف سے خود استفادہ کرتا ہوں۔ عِلمِ تقلیدی و تعلیمی۔ نقلی علم مراد ہے جو بلا تحقیق سیکھا ہو یا دنیا داری کیلئے سیکھا ہو ایسا علم داد کا طالب ہوتا ہے اور اگر لوگ اسکی طرف متوجہ نہ ہوں تو تکلیف پہنچتی ہے۔

639
640
www.pdfbooksfree.pk

چوں[1] پئے دانہ نہ بہرِ روشنی ست
چونکہ وہ روشنی کیلئے ہے نورِ معرفت کیلئے نہیں ہے

ہمچو طالبِ علمِ دنیائے دنی ست
(اُس کا طالب) کمینی دنیا کے علم کا طالب جیسا ہے

طالبِ علم ست بہرِ عام و خاص
وہ علم کا طالب عوام و خواص کے لئے ہے

نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص
نہ اِس لئے کہ اِس عالم (دنیا) سے نجات پائے

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد
وہ چوہے کی طرح ہے جس نے ہر جانب بھٹ بنائے

نیست مُرغے از ہمہ سوراخ فرد
وہ پرند نہیں ہے جو تمام بھٹوں سے آزاد ہو

ہمچو مُوشے ہر طرف سُوراخہا
وہ چوہے جیسا ہے، کہ ہر جانب سوراخ

می کند غافل ز انوارِ لقا
کھودتا ہے لقا (اللہ) کے نوروں سے غافل ہے

چونکہ سُوئے دشت و نورش رہ نبود
چونکہ وہ میدان اور نور کی طرف راہ یاب نہوا

ہم در آں ظلمات جہدے می نمود
اِنہی تاریکیوں میں محنت کرتا رہا

گر خدایش پَر دہد پرِّ خرد
اگر خدا اس کو عقل کے پر دے دے

بر پرد از مُوشی و چوں مرغاں پرد
تو وہ چوہے پن سے نجات پاجائے اور پرندوں کیطرح پرواز کرے

ورنہ جوید پَر بماند زیرِ خاک
اگر وہ پروں کا جویاں نہ ہو تو مٹی کے نیچے رہیگا

ناامید از رفتنِ راہِ سماک
سماک کے راستہ پر چلنے سے ناامید (ہوکر)

علمِ گفتارے[2] کہ اُو بے جاں بود
وہ زبانی علم جو بے روح ہوتا ہے

عاشقِ روئے خریداراں بود
وہ خریداروں کی توجہ کا عاشق ہوتا ہے

گرچہ باشد وقتِ بحث علم نخت
اگرچہ وہ بحث کے وقت بھاری علم ہو

چوں خریدارش نباشد مُردو رفت
جب اُس کا خریدار نہ ہوگا تو وہ فنا ہوا اور جاتا ہا

مُشتری من خدا ایست و مرا
میرا خریدار اللہ تعالےٰ ہے اور مجھے

می کشد بالا کہ اللہ[3] اشتری
وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے چنانچہ (ارشاد ہے)

خونبہائے من جمالِ ذوالجلال
میرا خوں بہا ذوالجلال (اللہ تعالےٰ) کا جمال ہے

خونبہائے خود خورم کسبِ حلال
میں اپنا خونبہا کھاتا ہوں (جو) حلال کمائی ہے

ایں خریدارانِ مفلس را بہل
اِن مفلس خریداروں کو چھوڑ ——

چہ خریداری کند یک مشتِ گل
ایک مُشتِ خاک کیا خریداری کرسکتی ہے؟

---

[1] چوں پئے دانہ۔ اِس علم کی غرض چونکہ محض دنیا ہوتی ہے لہٰذا یہ دنیوی علم کی برابر ہے۔ نے کہ حقیقی علم کا مقصد دنیا سے خلاصی اور تقرب الی اللہ ہوتا ہے۔ ہمچو موشے۔ جس طالبِ علم کا مقصد دنیا ہو اُس کی مثال چوہے کی سی ہے۔ جو روشنی سے نفور ہوتا ہے یہ بھی نورِ معرفت سے متنفر ہے۔ انوارِ لقا۔ معرفتِ خداوندی کے نور۔ گر خدایش۔ ایسے طالبِ علم کو خدا اگر عقل عنایت فرمادے تو پرندوں کی طرح عالمِ بالا کی طرف پرواز کرے لیکن۔ ایک ستارہ ہے جو قمر کی چودھویں منزل میں ہے یہاں بلندی اور عروج مراد ہے۔

[2] علمِ گفتارے۔ وہ علم جس میں حقانیت کی روح نہو اور اُس میں محض نقلی ٹیپ ٹاپ ہو بے جان ہوتا ہے اور داد دینے والوں کا محتاج ہوتا ہے۔ نخت۔ موٹا، بھاری۔ خریدارش۔ یعنی داد دینے والے نہیں ہوتے ہیں تو فنا ہوجاتا ہے۔ مُشتری من۔ حضرت بہلول رح نے فرمایا میرے علم کا خدا خریدار ہے اِس لئے وہ علم میرے عروج کا سبب ہے۔

[3] اللہ اشتری۔ قرآن پاک میں ہے کہ خدا نے مومنوں سے اُن کی جان اور مال خرید لیا ہے اِس عوض پر کہ اُن کے لئے جنت ہے خونبہا جان کی قیمت جو قاتل سے دلائی جاتی ہے۔ خورم۔ یعنی اب مجھے اللہ کے جمال کا دیدار حاصل ہے۔ ایں خریداراں۔ یعنی علم

پرداد دینے والے انسان۔
مُشتِ گل۔ یعنی انسان۔

www.pdfbooksfree.pk

گل[1] مخور گل را مخر گل را مجو
مٹی نہ کھا، مٹی نہ خرید، مٹی کی جستجو نہ کر

زانکہ گل خوارست دائم زرد رو
کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رو ہوتا ہے

دل بخر تا دائماً باشی جواں
دل کو خرید تاکہ تو ہمیشہ جوان رہے

از تجلّی چہرہ آت خول ارغواں
تجلّی سے تیرا چہرہ گلِ بابونہ کی طرح رہیگا

طالب دل شو کہ تا باشی چو گل
دل کا طالب بن تاکہ تو پھول کی طرح بنے

تا شوی شاداں و خنداں ہمچو مل
اور شراب کی طرح مسکراتا ہوا اور خوش رہے

دل[2] نباشد آنکہ مطلوبش گل ست
وہ دل ہی نہ ہوگا جس کا مطلوب مٹی ہے

ایں سخن رارو بے با صاحبدلست
یہ روئے سخن صاحبِ دل کے لئے ہے

یارب ایں بخشش نہ حدِ کارِ ماست
اے خدا! یہ عطا ہمارے بس کی نہیں ہے

لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست
مخفی مہربانی کے لئے تیری مہربانی مناسب ہے،

دست گیر از دستِ ما ما را بخر
ہماری دستگیری فرما، ہمیں ہم سے خرید لے

پردہ را بردار و پردہ ما مدر
پردے کو اٹھا دے اور ہماری پردہ دری نہ فرما

باز خر مارا ازیں نفسِ پلید
اِس ناپاک نفس سے ہمیں خرید لے

کاردش تا استخوانِ ما رسید
اُس کی چھری ہماری ہڈیوں تک پہنچ گئی ہے

از چو ما بیچارگاں ایں بندِ سخت
ہم مجبوروں سے یہ سخت بیڑی

کہ کشاید اے شہِ بے تاج و تخت
اے تاج و تخت سے مستغنی بادشاہ! کون کھول سکتا ہے؟

ایں چنیں قفلِ گراں[3] را اے وَدود
اے محبوب اِس قدر بھاری قفل کو

کہ تواند جز کہ فضلِ تو کشود
تیری مہربانی کے علاوہ اور کون کھول سکتا ہے؟

ما ز خود سوئے تو گردانیم سر
ہم اپنی جانب سے تیری جانب رُخ کرتے ہیں

چوں توئی از ما بما نزدیک تر
چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی زیادہ نزدیک ہے

باچنیں نزدیکی دوریم دُور
اِسقدر نزدیکی کے ہوتے ہوئے (بھی) ہم بہت دُور ہیں

در چنیں تاریکی بفرست نُور
ایسی تاریکی میں تو نور بھیج دے

ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست
یہ دُعا بھی تیری تعلیم اور عطا ہے

ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست
ورنہ بھٹی میں چمن کیسے اُگتا؟

---

[1] گل مخور۔ وہ عالم جو اپنے علم کی انسانوں سے داد کا طالب ہے مٹی کھانے والے کی طرح ہے جو زرد رو ہوتا ہے اور زرد روئی شرمندگی کی علامت ہے۔ دل بخر۔ یعنی کسی صاحب دل کا دل خرید لو اُس کے دل کے نور سے تمہارا چہرہ گلِ بابونہ کی طرح سُرخ رہے گا جو خوشی اور جوانی کی علامت ہے۔ ہمچو مل۔ شراب کی رنگت سُرخ ہوتی ہے

[2] دل نباشد۔ جو دل مادیات کا طالب ہو وہ حقیقتاً دل ہی نہیں ہے ورنہ بڑھیا چیز گھٹیا چیز کی کیسے طالب بن سکتی ہے۔ یارب۔ چوں کہ مادیات سے دل کو ہٹا لینا مُشکل کام ہے لہٰذا مولانا خدا سے التجا کرتے ہیں۔ لُطف۔ مہربانی۔ لُطفِ خفی۔ یعنی مادیات سے دل کا متنفر ہو جانا۔ مارا بخر۔ یعنی ہمیں اپنی ذات سے بے تعلق کر دے۔ پردہ۔ یعنی وہ پردہ جو ہم میں اور ذاتِ خداوندی میں حائل ہے۔ کاردش۔ یعنی اُس کی ایذا رسانی حد سے گذر گئی ہے۔ بندِ سخت۔ یعنی نفس کی گرفت۔

[3] قفلِ گراں۔ یعنی خواہشاتِ نفسانی کا قفل۔ وَدود۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ما ز خود۔ اِس معاملہ میں ہماری ذاتی کوشش مُفید نہیں ہے۔ چوں توئی۔ خدا نے ارشاد فرمایا ہے ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ انسان سے قریب ہیں۔ ایں دعا۔ یعنی یہ دعا جو نفس کے فریب سے نجات کے لئے ہم کر رہے ہیں تیری ہی توفیق ہے۔ گلخن۔ یعنی ہماری طبیعت جو بھٹی جیسی ہے۔ گلستاں۔ یعنی دعا جو چمن کی طرح ہے۔ آگ کی بھٹی میں چمن اُگا دینا قدرتِ خداوندی کی ایک مثال ہے۔

642 641

www.pdfbooksfree.pk

درمیانِ[1] خون و رودہ فہم و عقل
خون اور انتڑی میں، سمجھ اور عقل

جُز ز اکرامِ تو نتواں کرد نقل
تیرے کرم کے سوا کوئی منتقل نہیں کرسکتا ہے

از دو پارہ[2] پیہ ایں نورِ رواں
یہ جاری نور، چربی کے دو ٹکڑوں سے!

موجِ نورش می زند تا آسماں
اُس کے نور کی موج آسمان سے ٹکراتی ہے

گوشت پارہ کہ زباں آمد ازو
گوشت کا ٹکڑا جو کہ زبان ہے، اُس سے

می رود سیلابِ حکمت جُو بجُو
دانائی کا سیلاب نہر در نہر جاتا ہے

سُوئے سوراخے کہ نامش گوشہاست
اُس سوراخ کی جانب سے جس کا نام کان ہے

تا بباغِ جاں کہ میوہ[3] اش ہوشہاست
جان کے باغ تک جس کا میوہ دانائیاں ہیں

شاہراہِ باغِ جانہا شرعِ اُوست
جانوں کے باغ کی شاہراہ اس کی شریعت ہے

باغ و بستانہائے عالم فرعِ اُوست
دنیا کے باغ اور چمن اُس کی شاخ ہیں

اصل و سرچشمہ خوشی آنست آں
اصل اور خوشی کا سرچشمہ وہی وہ ہے

زود تجری[4] تحتہا الانہار خواں
جلدی سے "اُس کے نیچے نہریں جاری ہیں" پڑھ لے

قصۂ رنجور گو با مصطفیٰؐ
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیمار کا قصہ بتا

زانکہ لُطفِ حق ندارد مُنتہیٰ
اِس لئے کہ اللہ کی مہربانی کی کوئی حد نہیں ہے

شکرِ نعمت چوں کُنی چوں شکرِ تو
تو نعمت کا شکر کیسے ادا کرسکتا ہے جبکہ تیرا شکر کرنا

نعمتِ تازہ بود ز احسانِ اُو
اُس کے احسان سے ایک نئی نعمت ہے

عجزِ تو در شکر شکر آمد تمام
شکر سے تیرا عاجز ہونا ہی پورا شکر ہے

فہم کُن دریاب قد تم الکلام
سمجھ لے، جان لے، بات پوری ہوئی

تتمۂ نصیحتِ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس بیمار کو نصیحت کرنے کا بقیہ قصہ

گفت پیغمبر مر آں بیمار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس بیمار سے فرمایا

چوں عیادت[5] کرد یارِ زار را
جب بیمار دوست کی مزاج پرسی کی

کہ مگر نوعے دعائے کردۂ
شاید تو نے کوئی دعا کی ہے

از جہالت زہر بائے خوردۂ
نادانی سے زہریلا شوربا پیا ہے

یاد آور چہ دعائے گفتۂ
یاد کر کیا دعا کی ہے؟

چوں ز مکرِ نفس می آشفتۂ
جب تو نفس کے مکر سے پریشان ہوا ہے

---

[1] درمیانِ خون۔ انسانی جسم کے خون اور انتڑیوں میں عقل جیسی چیز پیدا فرما دینا قدرتِ خداوندی کی دوسری مثال ہے۔ [2] دو پارہ۔ انسان کی آنکھوں میں ایسا نور پیدا کردینا جو آسمان تک پہنچتا ہے قدرتِ خدا کی تیسری مثال ہے۔ گوشت پارہ۔ انسان کی زبان سے جو محض ایک گوشت کا ٹکڑا ہے حکمت و دانائی کی باتیں کانوں تک پہنچتی ہیں اور کان اُن کو روح تک پہنچا دیتے ہیں جس سے انسان میں ہوشمندی پیدا ہوتی ہے یہ قدرتِ خداوندی کی چوتھی مثال ہے۔ [3] شرعِ اُوست۔ یعنی حکمت کے جان کے باغ میں پہنچنے کا راستہ شریعت ہے دوسرے چمنستانِ حکمت اِس چمن کی شاخ ہیں۔

[4] الا تجری۔ مولانا نے اِس آیت میں نہروں سے حکمت اور معارفِ الٰہیہ کی نہریں مراد لی ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ ندارد مُنتہیٰ۔ قرآن پاک میں ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کرسکو گے شکرِ نعمت۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے اِس لئے کہ نعمت پر شکر ادا کرنا خود ایک نعمت ہے اب اُس کا شکریہ ادا کروگے تو اُس کی ایک اور نعمت موجود ہوجائیگی تو سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اور تم شکریہ سے عہدہ برا نہ ہوسکو گے۔ عجز۔ ہم اُسکے شکریہ سے

[5] عیادت۔ بیمار کی خبر گیری۔ بیمار پرسی۔

643
www.pdfbooksfree.pk

گفت یادم نیست الّا ہمتے[1]
اُس نے کہا مجھے یاد نہیں، مگر توجہ

دار با من یادم آید ساعتے
ڈال دیجئے مجھ پر، فوراً مجھے یاد آجائے گی

از حضورِ نور بخشِ مُصطفیٰ[2]
آنحضورؐ کی نور عطا کرنے والی تشریف آوری سے

پیشِ خاطر آمد اُورا آں دُعا
وہ دعا اس کے دل میں آگئی

ہمتِ پیغمبرِ روشن کدہ
نورانی خاندان کے پیغمبرؐ کی توجہ سے

پیشِ خاطر آمدش آں گم شدہ
وہ بھولی ہوئی (دعا) اُس کے دل میں آگئی

تافت ازاں روزن کہ از دل تا دلست
اُس روزن سے جو دل سے دل تک ہے چمکی

روشنی کو فرقِ حق و باطل ست
روشنی جو حق اور باطل میں فرق کر دینے والی ہے

گفت اینک یادم آمد اے رسول
اُس نے کہا اے رسول! اب مجھے یاد آگئی

آں دُعا کہ گفتہ ام من بوالفضول[3]
وہ دعا جو مجھ بے وقوف نے کی ہے

چوں گرفتارِ گنہ می آمدم
جب میں گناہ میں مبتلا ہو گیا

غرقہ گشتہ دست و پائے می زدم
ڈوب کر ہاتھ پیر مارتا تھا

پُر گنہ باب کُشایش می زند
گنہگار، نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے

غرقہ دست اندر حشایش می زند
ڈوبتا ہوا گھاس پر ہاتھ مارتا ہے

از تو تہدید و وعیدے می رسید
آپ کی جانب سے دھمکی اور ڈراوا پہنچتا تھا

مُجرماں را از عذابِ بس شدید
گنہگاروں کے لئے سخت عذاب کا

مُضطرب[4] می گشتم و چارہ نہ بود
میں پریشان ہو گیا اور کوئی تدبیر نہ تھی

بند محکم بُود و قفلِ ناکشود
مضبوط قید تھی، اور نہ کھلنے والا تالا

نے مقامِ صبر و نے راہِ گریز
نہ صبر کا مقام اور نہ بھاگنے کی جگہ

نے امیدے توبہ نہ جائے ستیز
نہ توبہ کی اُمید نہ جھگڑے کا موقع

نے بغیر حق تعالےٰ یارِ من
نہ خدا کے علاوہ (کوئی) میرا دوست

ایں چنیں دشوار آمد کارِ من
میرا کام ایسا مشکل ہو گیا

من چو ہاروت و چو ماروت از حزن
میں غم سے ہاروت و ماروت کی طرح

آہ می کردم کہ اے خلّاقِ من
آہ کرتا تھا کہ اے میرے پیدا کرنیوالے!

ذکرِ دشواری عذابِ آخرت و سختی آن

آخرت کے عذاب کی دشواری اور سختی کا ذکر

[1] ہمت۔ باطنی توجہ۔ آں دعا۔ وہ دعا جو اُس نے کی تھی اور بھول گیا تھا۔ روشن کدہ۔ منور گھر
[2] گم شدہ۔ یعنی دعا۔ تافت۔ یعنی آنحضورؐ کی باطنی توجہ سے آپ کے قلب مبارک سے اُس کے قلب تک نور پہنچا جس سے دعا یاد آگئی۔
[3] بوالفضول۔ بیہودہ۔ پُر گنہ۔ گنہگار۔ حشایش۔ حشیش کی جمع، گھاس، مقولہ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تہدید۔ ڈراوا۔ وعید۔ سزا کا وعدہ۔ مجرماں۔ گنہگاراں۔
[4] مُضطرب۔ یعنی اِن حالات میں پریشان ہو گیا۔ ہاروت و ماروت۔ وہ دو فرشتے جو اپنے گناہوں کی پاداش میں بابل کے کنوئیں میں اُلٹے لٹکے ہوئے مانے گئے ہیں۔ یہ شرعی اعتبار سے محض ایک افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

از خطر[1] ہاروت و ماروت آشکار
ہاروت و ماروت نے خطروں کی وجہ سے علانیہ

تا عذاب آخرت اینجا کشند
تاکہ آخرت کے عذاب کو اسی جگہ بھگت لیں

نیک کردند و بجائے خویش بود
اچھا کیا، اور بامحل تھا

حد ندارد وصفِ رنجِ آنجہاں
اُس عالم (آخرت) کی تکلیف کی کوئی حد نہیں ہے

اے خنک آں کو جہادے می کند
قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو مجاہدہ کرتا ہے

تا ز رنجِ آں جہانے وا رہد
تاکہ اُس جہاں (آخرت) کی تکلیف سے نجات پالے

من[3] ہمی گفتم کہ یارب آں عذاب
میں نے بھی یہ کہا کہ اے خدا! وہ سزا

تا دراں عالم فراغت باشدم
تاکہ اُس عالم (آخرت) میں مجھے فراغت حاصل ہو

اینچنیں رنجوریے پیدام شد
اِس قسم کی بیماری مجھ میں پیدا ہوگئی

ماندہ ام از ذکر و از ادِ خود
ذکر اور اپنے وظائف سے میں عاجز ہوگیا ہوں

گر نمی دیدم کنوں من روئے تو
اگر اب میں آپ کا چہرہ نہ دیکھتا

می شدم از دستِ من یکبارگی
میں ایک بارگی اپنے ہاتھ سے گیا گزرا ہوجاتا

گفت ہے ہے ایں دعا دیگر مکن
آپ نے فرمایا خبردار! یہ دعا پھر نہ کرنا

چاہِ بابل را بکردند اختیار
بابل کے کنویں کو پسند کرلیا

گر[2] بپرند و عاقل و ساحر وشند
ہوشیار ہیں اور عقلمند ہیں اور جادوگر جیسے ہیں

سہل تر باشد ز آتش رنجِ دود
دھویں کی تکلیف آگ سے زیادہ آسان ہوتی ہے

سہل باشد رنجِ دنیا پیشِ آں
دنیا کی تکلیف اُس کے مقابلہ میں آسان ہے

بر بدن زجرے و دادے می کند
بدن کو تنبیہ اور اُس کے ساتھ انصاف کرتا ہے

بر خود ایں رنجِ عبادت می نہد
اپنے اوپر عبادت کی تکلیف ڈالتا ہے

ہمدریں عالم براں بر من شتاب
اِسی عالم (دنیا) میں جلدی سے جاری کردے

در چنیں درخواست حلقہ می زدم
اِس طرح کی درخواست پر میں زنجیر کھٹکھٹاتا تھا

جانِ من از رنج بے آرام شد
کہ میری جان تکلیف سے بے آرام ہوگئی

بے خبر گشتم ز خویش و نیک و بد
اپنے اور اچھے بُرے سے بے خبر ہوگیا ہوں

اے خجستہ وے مبارک بو تو
اے بابرکت اور اے وہ ذات کہ تیری خصلت مبارک ہے

کردیم شاہانہ ایں غمخوارگی
آپ نے میری شاہانہ غمخواری فرمائی

بر مکن تو خویش را از بیخ و بُن
اپنے آپ کو جڑ بنیاد سے نہ اُکھاڑ

---

[1] از خطر ہا۔ افسانہ یہ ہے کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے زنا کرلیا تب اُن سے کہا گیا کہ آخرت میں عذاب بھگتو یا دنیا میں، جس کی یہ صورت ہوگی کہ ایسے کنویں میں جس میں دھواں بھرا ہوگا قیامت تک کے لئے اُلٹے لٹکا دیئے جاؤ گے۔ اِس پر اُنھوں نے دنیا کی سزا کو پسند کرلیا۔ بابل۔ عراق کا مشہور شہر تھا۔

[2] گر بپرند۔ چالاک۔ ساحر۔ ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے والے تھے۔ آتش۔ یعنی جہنم کی آگ۔ دود۔ یعنی وہ دھواں جو چاہِ بابل میں ہے۔

اے خنک۔ وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو اپنے جسم کو دنیاوی تکالیف میں مبتلا کرکے عبادات اور مجاہدہ کرلے اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرلے۔ داد۔ انصاف۔ جسم کے ساتھ بھی انصاف ہے کہ عبادت کرکے اُس کو آخرت کے عذاب سے چھڑالے۔

[3] من ہمی گفتم۔ اُن صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں نے یہی دعا کی تھی کہ مجھے بجائے آخرت کے دنیا میں عذاب میں مبتلا کردیا جائے۔ ذکر۔ یعنی خدا کا ذکر۔ اوراد۔ وہ وظائف جن کو کوئی اپنا معمول بنالے۔ من بُشدم۔ یعنی میں مرجاتا۔

www.pdfbooksfree.pk

تو چہ طاقت داری اے مورِ نژند[1] — کہ نہد بر تو چُناں کوہے بلند

اے کمزور چیونٹی! تو کیا طاقت رکھتا ہے — کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تجھ پر اس قدر اونچا پہاڑ دھر دے

گفت توبہ کردم اے سلطانِ من — از سرِ جلدی نیافم ہیچ فن

اُس نے کہا اے شاہ! میں نے توبہ کی — عجلت میں کوئی ترکیب عمل میں نہ لاؤنگا

ایں جہاں تیہ است و تو موسیٰؑ و ما — از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا

یہ دنیا تیہ ہے اور آپ موسیٰ ہیں اور ہم — گناہ کی وجہ سے تیہ میں مبتلا ہیں

سالہارہ می رویم و در اخیر — ہمچناں در منزلِ اوّل اسیر

ہم سالوں کی مسافت طے کرتے ہیں اور آخر میں — اسی طرح پہلی منزل کے پابند ہیں

ذکرِ قومِ موسیٰ علیہ السّلام و پشیمانیِ ایشاں

موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور اُن کی شرمندگی کا تذکرہ

قومِ موسیٰؑ[2] راہ می پیمودہ اند — آخر اندر گامِ اوّل بودہ اند

(حضرت) موسیٰؑ کی قوم راستہ طے کرتی — (لیکن) نتیجہ میں وہ پہلی جگہ پر ہوتی

گر دلِ موسیٰؑ زما راضی بُدے — تیہ را راہ و کراں پیدا شدے

اگر (حضرت) موسیٰؑ کا دل ہم سے خوش ہوتا — تیہ کا راستہ اور کنارہ معلوم ہو جاتا

ور بہ کُل بیزار بودے اُو زما — کے رسیدے منّ و سلویٰ از سما

اگر وہ ہم سے بالکلیہ بیزار ہوتے — تو من و سلویٰ آسمان سے کب آتا

کے زسنگے چشمہا جوشاں شدے — در بیاباں تا امانِ جاں شدے

پتھر سے چشمے کب جوش مارتے — جنگل میں، حتیٰ کہ جان کی امان بن گئے

بَل بجائے خواں خود آتش آمدے — اندریں منزل لہب برمازدے

بلکہ خوان کی بجائے آگ برستی — اس منزل میں لپٹ ہمیں مارتی

چوں[3] دو دل شد موسیٰؑ اندر کارِ ما — گاہ خصمِ ماست و گاہے یارِ ما

چونکہ ہمارے معاملہ میں موسیٰؑ دو دلے ہو گئے ہیں — کبھی ہمارے دشمن ہیں اور کبھی ہمارے دوست ہیں

خشمش آتش می زند در رختِ ما — حلمِ اُو رَدمی کُند تیرِ بلا

اُن کا غصہ ہمارے سامان کو پھونک دیتا ہے — اُن کی بُردباری مصیبت کا تیر لوٹا دیتی ہے

کے بُود کہ حلم گردد خشمِ تیز — نیست ناں در ایں ز لطفت اے عزیز

کب ہوگا کہ اُن کا تیز غصہ بُردباری بن جائے — اے خدا! یہ تیری مہربانی سے دور نہیں ہے

---

[1] مور۔ چیونٹی۔ نژند۔ اندوہگیں پست و خوار۔ کوہ سے بلند۔ یعنی دنیا کا عذاب۔ توبہ کردم۔ آئندہ عذاب بھگتنے کی دعا نہ کروں گا بلکہ معافی کی درخواست کیا کروں گا۔ تیہ۔ بوزن فیل وہ بیابان تھا جس میں نافرمانیوں کی بدولت بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں پھرتے رہے۔ اسی میدان میں اُن پر من و سلویٰ بھی اترا اور پتھر کے پانی کے چشمے بھی پھوٹے۔ سالہا۔ بنی اسرائیل تیہ میں جہاں سے صبح کو چلتے تھے شام کو پھر وہیں پہنچ جاتے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا۔ یہی حال ہمارا ہے توبہ و استغفار سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے لیکن گناہ کر بیٹھتے ہیں تو پھر پہلی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

[2] قومِ موسیٰؑ۔ یعنی بنی اسرائیل گردل۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ اگر موسیٰؑ بالکل خوش ہوتے تو ہم تیہ سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتے۔ ور بکل۔ اگر بالکلیہ ناراض ہوتے تو ہم پر من و سلویٰ کیوں اترتا اور پتھر سے پانی کے چشمے کیوں ابلتے۔ بَل۔ من و سلویٰ کے بجائے ہم پر آگ نازل ہوتی۔

[3] چوں دو دل۔ حضرت موسیٰؑ کے دل میں ہم سے پیار بھی ہے اور ناراضی بھی۔ خشمش۔ یعنی اُن کا غصہ ہماری تباہی کا باعث ہے۔ کے بود۔ ہم اُس وقت کے منتظر ہیں جب خدا کی مہربانی سے اُن کا غصہ بھی بُردباری میں تبدیل ہو جائیگا۔

www.pdfbooksfree.pk

مدحِ[1] حاضر وحشت است از بہرِ ایں
منہ پر تعریف کرنا ناراضی کا سبب ہے اِس لئے

نامِ موسیٰؑ می برم قاصد چنیں
میں عمداً اس طرح (حضرت) موسیٰؑ کا نام لے رہا ہوں

ورنہ موسیٰؑ کے رَوا دارد کہ من
ورنہ (حضرت) موسیٰؑ کب گوارا کرتے کہ میں

پیشِ تو یاد آورم از ہیچ تن
آپ کے سامنے کسی کو یاد کروں

عہدِ ما بشکست صد بار و ہزار
ہمارا عہد سینکڑوں اور ہزاروں بار ٹوٹا ہے

عہدِ تو چوں کوہ ثابت برقرار
تیرا عہد پہاڑ کی طرح ثابت، برقرار ہے

عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں
ہمارا عہد تنکا ہے اور ہر ہوا سے مغلوب ہے

عہدِ تو کوہ و ز صد کہ ہم فزوں
تیرا عہد پہاڑ ہے اور سینکڑوں پہاڑوں سے بڑھا ہوا ہے

حق آں قوت کہ بر تلوینِ ما
اُس قوت کا واسطہ جو تجھے ہماری نیرنگیوں پر ہے

رحمتے کن اے امیرِ لونہا
اے حالات کے فرمانروا! رحم فرما دے

خویش را دیدم ز رسوائی خویش
میں نے اپنے آپ کو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا

امتحانِ ما مکن اے شاہ بیش
اے شاہ! ہمارا زیادہ امتحان نہ لے

تا فضیحتہائے[2] دیگر را نہاں
تاکہ دوسری رسوائیوں کو تو پوشیدہ

کردہ باشی اے کریمِ مستعاں
کردے اے مددگار کریم!

بیحدی تو در جمال و در کمال
تو جمال اور کمال میں لامحدود ہے

در کژی ما بیحدیم و در ضلال
ہم کجی اور گمراہی میں لاانتہا ہیں

بیحدیِ خویش بگمار اے کریم
اے کریم! اپنی بے پایانی مسلط فرما دے

بر کژیِ بیحدِ مشتے لئیم
ایک مشت (خاک) کمینے کی لامحدود کجی پر

ہاں[3] کہ از تقطیعِ ما یک تار ماند
دیکھ! ہمارے لباس کا ایک تار رہ گیا ہے

مصر بودیم و یکے دیوار ماند
ہم شہر تھے اور ایک دیوار رہ گئی ہے

اَلْبَقِیَّہ اَلْبَقِیَّہ اے خدیو
اے شاہ! باقی کی حفاظت کر

تا نگردد شاد کلی جانِ دیو
تاکہ شیطان کی جان بالکلیہ خوش نہ ہو

بہرِ ما نے بہرِ آں لطفِ نخست
ہماری وجہ سے نہیں اُس پہلی مہربانی کی وجہ سے

کہ تو کردی گمرہاں را باز جُست
کہ تو نے گمراہوں کو تلاش کیا ہے

طفیل کردے جو گناہگاروں کو معاف کرنے کے لئے تلاش کرتا ہے۔

[1] مدحِ حاضر۔ اُن بیمار صحابی نے حضرت موسیٰؑ کا ذکر کر کے اُن کے کچھ فضائل ذکر کئے اب فرماتے ہیں کہ دراصل وہ فضائل آپ کے ہیں لیکن چونکہ منہ پر تعریف کرنے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے تو میں نے حضرت موسیٰؑ کے ضمن میں آپ کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ۔ حضرت موسیٰؑ خود اس کو نہ پسند کرتے کہ آپ کی موجودگی میں اُنکی تعریف کی جائے۔ عہد۔ ہم نے بندگی کا عہد کیا جو ہزاروں بار ٹوٹا اللہ نے ربوبیت کا عہد کیا جو ہر وقت برقرار ہے۔ تلوینِ ما۔ کبھی ہم توبہ کرتے ہیں کبھی اُسکو توڑتے ہیں کبھی اطاعت وعبادت کرتے ہیں کبھی نافرمانی کرتے ہیں اور یہ سب کچھ قدرتِ خداوندی کا ظہور ہے۔ لونہا۔ یعنی ہماری مختلف کیفیتیں۔

[2] تا فضیحتہائے دیگر۔ اگر تو ہمیں امتحان میں ڈالے گا تو دیگر رسوائیاں ڈھکی چھپی رہیں گی۔ مستعان۔ جس سے مدد مانگی جائے۔ بیحدی۔ اللہ کا جمال و کمال لامحدود ہے اور بندہ کی خطائیں لامحدود ہیں لہٰذا وہی پردہ پوشی کر سکتا ہے۔

[3] ہاں۔ ہماری پردہ پوشی کے ظاہری اسباب ختم ہو گئے ہیں۔ لباس کا صرف ایک تار رہ گیا ہے۔ نیکی کی تمام قوتیں ہم فنا کر چکے ہیں اُس کے صرف آثار باقی رہ گئے ہیں۔ اَلْبَقِیَّہ۔ جو کچھ باقی ہے اُسکی حفاظت کر دے تاکہ بالکلیہ تباہی نہ ہو۔ بہرِ ما نے۔ ہم پر رحم اپنے قدیم رحم کے

667 646
www.pdfbooksfree.pk

چوں[1] نمودی قدرتت بنمائے رحم
جب تو نے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے، رحم فرما دے

اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم
اے وہ ذات! جسنے چربی اور گوشت میں رحم (کا مادہ) رکھدیا ہے

زیں دعا گر خشم افزاید ترا
اگر یہ دعا تیرا غصہ بڑھائے

تو دعا تعلیم فرما مہترا
اے بڑے! تو (اور) دعا سکھلا دے

آنچناں کآدم بیفتاد از بہشت
جیسا کہ (حضرت) آدمؑ جنت سے گرے

رحمتش دادی کہ رست از دیو زشت
اُنکو تو نے توبہ کے طریقہ کی تعلیم فرمائی کہ شیطان سے وہ نجات پا گئے

دیو کہ بود کو ز آدمؑ بگذرد
شیطان کیا ہوتا ہے جو حضرت آدمؑ سے بڑھ جائے

بر چنیں نطعے ازو بازی برد
ایسی بساط پر اُس سے بازی جیت لے

در حقیقت نفعِ آدمؑ شد ہمہ
حقیقتاً سب (حضرت) آدمؑ کا نفع ہوا

لعنت حاسد شد آں بدذمہ
وہ بُرا مکر حاسد کی لعنت بنا

بازیِ دید و دو صد بازی ندید
ایک چال دیکھی اور دو سو چالیں نہ دیکھیں

پس ستون خیمۂ خود را برید
تو اپنے خیمہ کا ستون کاٹ ڈالا

آتشے[2] زد شب بکشت دیگراں
رات میں دوسروں کی کھیتی میں آگ لگائی

باد سوئے کشت او کردش رواں
ہوا نے اُس کو اُس کی کھیتی کی طرف روانہ کر دیا

چشم بندے بود لعنت دیورا
لعنت شیطان کی آنکھ کی پٹی تھی

تا زیانِ خصم دید آں ریورا
یہانتک کہ اُس مکر کو مقابل کی بربادی سمجھا

ہم زیانِ جانِ او شد ریوِ او
اُس کا مکر اُس کی جان کی تباہی بنا

خود تو گوئی بود آدمؑ دیوِ او
تو خود کہے گا آدمؑ اُس کے گمراہ کرنیوالے تھے

لعنت[3] ایں باشد کہ کژ بینش کند
لعنت یہ ہوتی ہے کہ اُس کو کج بین بنا دے

حاسد و خود بین و پُر کینش کند
اُس کو حاسد اور متکبر اور کینہ ور کر دے

تا بداند کہ ہر آں کو بد کند
یہانتک کہ وہ جان لیگا کہ جو شخص بُرائی کرتا ہے

عاقبت باز آید و بر وے زند
انجام کار وہ لوٹتی ہے اور اُس پر پڑ پڑتی ہے

جملہ فرزیں بند ہا بیند بعکس
تمام مہروں کو اُلٹا دیکھتا ہے

مات بر وے گردد و نقصان و نکس
مات اور نقصان اور ذلت اُس کو ہوتی ہے

مخالف کی نرد فرزین کی مار کا خطرہ کم ہو جائے۔ مات۔ بازی ہارنا۔ نکس۔ اوندھا، ذلیل۔

---

[1] چوں نمودی۔ انسانوں اور جانوروں میں رحم کا مادہ خدا کی رحمت کا جزو ہے۔ زیں دعا۔ اگر ہمارے یہ دعائیہ الفاظ پسند نہیں ہیں تو تو ہی اور دعا سکھا دے جیسا کہ تو نے حضرت آدمؑ کو خود دعا سکھائی تھی جس سے اُن کی لغزش معاف ہوئی۔ رحمت۔ واپسی، توبہ۔ بگذرد۔ بازی لیجائے۔ نطع۔ چمڑے کا ٹکڑا، بساط۔ در حقیقت شیطان نے جو مکر حضرت آدمؑ کے نقصان کے لئے کیا وہ اُن کے نفع کا سبب بن گیا اور توبہ کے بعد انکو مزید قرب حاصل ہو گیا۔ بازی۔ شیطان نے اپنے مکر کی طرف دھیان کیا اللہ تعالیٰ کی تدبیروں کو ذہن میں نہ رکھا اور اپنے مکر سے خود برباد ہو گیا۔

[2] آتشے۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کو تباہ کرنے کے لئے مکر کیا اور خود اُسکے جال میں پھنس گیا۔ چشم بندے۔ شیطان کے لئے اللہ کی لعنت آنکھ کی پٹی ثابت ہوئی وہ اپنے انجام کو نہ دیکھ سکا۔ خود تو گوئی۔ شیطان تو حضرت آدمؑ کی تباہی کا سبب نہ بنا اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ شیطان کی تباہی کا سبب بن گئے۔

[3] لعنت۔ جب کوئی خدا کی لعنت میں گرفتار ہوتا ہے تو کج بین اور حاسد اور متکبر اور کینہ ور بن جاتا ہے۔ تا بداند۔ برائی کا وبال خود برائی کرنے والے کو بھگتنا پڑے گا۔ فرزین بند۔ شطرنج کی وہ چال جس سے

668

www.pdfbooksfree.pk

زانکہ[1] گر اُو ہیچ بیند خویش را
اِس لئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو ناچیز سمجھتا

دردخیز دزیں چنیں دیدن دروں
اِس طرح دیکھنے سے اندر درد اُٹھتا ہے

تانگیرد مادراں را دردِ زِہ
جب تک ماؤں کے دردِ زہ نہ ہو

ایں امانت در دل و جاں حاملہ است
یہ امانت دل میں ہے اور جان حاملہ ہے

قابلہ گوید کہ زن را درد نیست
دایہ کہتی ہے کہ عورت کو دردِ (زہ) نہیں ہے

آنکہ اُو بیدرد باشد رہزن ست
جو بے درد ہو وہ رہزن ہے

آں[2] اَنا بیوقت گفتن لعنت است
اَنا کو بے موقع کہنا (موجبِ) لعنت ہے

آں اَنا منصور را رحمت بُدہ
وہ اَنا منصور کے لئے (باعثِ) رحمت تھا

لاجرم ہر مرغِ[3] بے ہنگام را
لامحالہ بے وقت کے ہر مرغ کا

سر بُریدن چیست کُشتن نفس را
سر کاٹنا کیا ہے؟ نفس کو مارنا ہے

آنچناں کہ نیشِ کژدم برکنی
جیسے کہ تو بچھو کا ڈنک نکال دے

مُہلک و ناسور بیند ریش را
زخم کو مُہلک اور ناسور سمجھتا

درد اُو را از حجاب آرد بروں
درد اُس کو پردے سے باہر لے آتا ہے

طفل در زادن نیابد ہیچ رہ
بچہ کو پیدا ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا

وایں نصیحتہا مثالِ قابلہ است
اور یہ نصیحتیں دایہ جیسی ہیں

درد باید درد کودک را رہست
درد چاہیئے (دردِ زہ) بچہ کا راستہ ہے

زانکہ بیدردی اَنا الحق گفتن ست
اِس لئے بیدردی اَنا الحق کہنا ہے

ویں اَنا در وقت گفتن رحمت است
اور اِس اَنا کو با موقع کہنا (باعثِ) رحمت ہے

ایں اَنا فرعون را لعنت بُدہ
یہ اَنا فرعون کے لئے (موجبِ) لعنت تھا

سر بُریدن واجب است اعلام را
سر کاٹ ڈالنا تشہیر کے لئے ضروری ہے

در جہاد و ترک گفتن لمس را
مجاہدہ میں، اور لذت کو خیرباد کہنا ہے

تاکہ یابد اُو ز کُشتن ایمنی
تاکہ وہ مارے جانے سے مامون ہو جائے

---

[1] زانکہ۔ اگر تکبر نہ ہو تو انسان اپنی بُرائی کو بُرائی سمجھ کر ازالہ کر لیتا ہے۔ دردِ۔ اپنی خطا پر اگر انسان درد محسوس کرلے تو نجات ہو جاتی ہے۔ تانگیرد دردِ۔ ماں کو اگر دردِ زہ نہ ہو تو خوشکن نتیجہ سامنے نہیں آتا ہے۔ ایں امانت۔ بھلائی کی طاقتیں دل میں بمنزلِ حمل کے ہیں اور روحِ انسانی حاملہ ہے اور وعظ و نصیحت اُن قویٰ کو بروئے کار لانے والی ہے لہٰذا وہ یہ بمنزلہ دایہ کے ہے۔ قابلہ۔ ناصح کی نصیحت سے اگر درد نہیں پیدا ہوتا ہے تو بھلائی کی طاقتیں بروئے کار نہیں آتی ہیں جس طرح دایہ تب ہی جناتی ہے جبکہ عورت کے دردِ زہ ہو۔ بے درد باشد۔ جس میں درد کا مادہ نہیں وہ بے درد ڈاکو کی طرح ہے۔ بے دردی۔ بے درد متکبر ہوتا ہے اور تکبر کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا درجہ دے کر خدائی کا دعویٰ کر دیتا ہے جیسا کہ متکبر بے درد فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا یہی اَنا الحق کہنے کا مطلب ہے۔

[2] آں اَنا۔ پہلے شعر میں اَنا الحق کہنے کو بے دردی اور تکبر کی بنیاد پر بتایا تھا اب اُسکی تفصیل فرماتے ہیں کہ بے وقت اَنا الحق کہنا لعنت ہے لیکن با موقع کہنا درست ہے۔ منصورؒ۔ حلاج نے وحدت الوجود کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کر کے اور صفاتِ خداوندی سے متصف ہو کر اَنا الحق کہا تو موجبِ رحمت تھا، فرعون نے بے موقع کہا تو موجبِ لعنت بنا۔

[3] مرغِ بے ہنگام۔ جو مرغ بے وقت بولے اُس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح فرعون نے بے وقت اَنا الحق کہا اور وہ ہلاک کر دیا گیا۔ اعلام۔ یعنی دوسروں کو بتانا، اعلان کرنا۔ سر بُریدن۔ اگر انسان کا نفس تکبر میں اَنا الحق کا مدعی بنے تو اُس کے سر کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اُس کو قتل کر ڈالے۔ آنچناں۔ نفس کو مارنے سے انسان کی نجات ہو جاتی ہے جیسے کہ بچھو کا ڈنک توڑ دیا جائے تو پھر وہ ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے۔

649

www.pdfbooksfree.pk

برکنی[1] دندانِ پُر زہرے زمار — تا رہد مار از بلائے سنگسار

سانپ کے زہریلے دانت اکھاڑ دے — تاکہ سانپ سنگساری کی مصیبت سے بچ جائے

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِّ پیر — دامنِ آں نفس کش را سخت گیر

نفس کو شیخ کے سایہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مارتی ہے — اُس نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے

چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست — در تو ہر قوت کہ آید جذبِ اوست

جب تو مضبوط پکڑے گا وہ اللہ (تعالیٰ) کی توفیق ہوگی — تجھ میں جو قوت آئے گی وہ انہی کی کشش ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راست داں — ہر چہ دارد جاں بود از جانِ جاں

"تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" کو صحیح سمجھ — جو کچھ جان میں ہے وہ جانِ جاں کیجانب سے ہوگا

دستِ[2] گیرندہ ولیست و بُردبار — دم بدم آں دم از و امّید دار

وہی دستگیری کرنیوالا اور بوجھ اٹھانیوالا ہے — ہر وقت اُس سے جذب کی اُمید رکھ

نیست غم گر دیر بے اُو ماندۂ — دیر گیر و سخت گیر شش خواندۂ

اگر تو بہت دیر تک اسکے بغیر رہا ہے تو غم نہ کر — تو نے اُسکو دیر سے پکڑنیوالا اور سخت گرفت کرنیوالا پایا ہے

دیر گیر و سخت گیر در رحمتش — یک دمت غائب ندارد حضرتش

اسکی رحمت دیر سے شاملِ حال ہوگی تو پوری شاملِ حال ہوگی — اُس کا دربار تجھے ایک لمحہ کیلئے غائب نہ ہونے دیگا

در تو خواہی شرحِ ایں فضل و وِلا — از سرِ اندیشہ می خواں والضحیٰ

اگر تو اس مہربانی اور دوستی کی شرح چاہتا ہے — تو غور و فکر سے (سورۂ) والضحیٰ پڑھ لے

در[3] تو گوئی ہم بدی ہا از ولیست — لیک آں نقصانِ فضلِ اوکیست

اگر تو کہے کہ بُرائیاں بھی اُسی کی جانب سے ہیں — لیکن وہ اُس کی عنایت کے نقصان کا باعث کب ہیں؟

آں بدی دادن کمالِ اُوست ہم — من مثالے گویمت اے محتشم

وہ برائی دینا بھی اُس کا کمال ہے — اے بزرگوار! میں تجھ سے ایک مثال کہتا ہوں

مثال در بیانِ معنیٰ نؤمِنُ بالقدرِ خیرہٖ وشرّہٖ

اِس معنیٰ کے بیان میں ایک مثال کہ ہم ایمان لائے اچھی اور بُری تقدیر پر

کرد نقاشے دو گونہ نقشہا — نقشہائے صاف و نقشِ بے صفا

ایک نقاش نے دو قسم کے نقش بنائے — اچھے نقش اور بُرے نقش

---

[1] برکنی۔ اگر سانپ کا زہریلا دانت توڑ دیا جائے تو سانپ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ ہیچ۔ نفس کو شیخ کے زیرِ سایہ مارا جاسکتا ہے۔ چوں بگیری۔ شیخ کا دامن پکڑا تبھی توفیقِ خداوندی ہے اور مُرید کو باطنی قوت شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ مَا رَمَیْتَ۔ غزوۂ بدر میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور اُس سے اُن کی نگاہیں خیرہ ہوگئیں تو قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا خدا کا پھینکنا تھا یعنی مُرید کو مُراد ہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اسلئے اُس کا فعل اصل کی طرف منسوب ہوجاتا ہے۔

[2] دست۔ خدا ہی دستگیری فرماتا ہے اُسی سے جذب کی اُمید کر۔ نیست غم۔ اگر وصول الی الحق میں دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیئے۔ جس طرح خدا کا عذاب دیر میں آتا ہے اور سخت آتا ہے اسی طرح اُس کی رحمت بھی آزمائشوں کے بعد متوجہ ہوتی ہے۔ دیر اُسکی رحمت آزمائش کے بعد جب متوجہ ہوتی ہے تو پھر اسقدر قُرب حاصل ہوتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی دوری نہیں ہوتی ہے۔ والضحیٰ یہود کے سوال پر جواب دینے کا وعدہ کیا لیکن انشاء اللہ نہ کہا تو آنحضورؐ سے وحی کا انقطاع ہوگیا جس سے آنحضورؐ کو بہت پریشانی ہوئی لیکن پھر انتہائی پیار کیساتھ آنحضورؐ کی اس سورہ کے ذریعہ تسلی فرمادی گئی۔

[3] در تو گوئی۔ بے وقت انا الحق کہنا اور قلب میں بُری قوتوں کا پیدا ہونا بھی اللہ کا فعل ہے تو بظاہر یہ کمالِ خداوندی کے خلاف ہے مولانا جواباً فرماتے ہیں کہ بدی کا خلق بھی اللہ کا کمال ہے اور اُسکو ایک مثال میں سمجھاتے ہیں۔

650 649

www.pdfbooksfree.pk

نقشِ یوسف[1] کرد و حورِ خوش سرشت
(حضرت) یوسفؑ کا اور خوبصورت حوروں کا نقش بنایا

نقشِ عفریتاں و ابلیسانِ زشت
بھوتوں اور شیطانوں کا بُرا نقش (بنایا)

بر دو گونہ[2] نقش اُستادیِ اُوست
دونوں قسم کے نقش اُسکی مہارت (کی دلیل) ہیں

زشتی اُو نیست آں رادیِ اُوست
یہ اُس کی بُرائی نہیں ہے اُس کی دانائی ہے

خوب را در غایتِ خوبی کشد
خوبصورت کو انتہائی خوبصورتی سے بناتا ہے

حسِّ عالم چاشنی از وے چشد
دنیا کے حواس اُس سے لُطف اُٹھاتے ہیں

زشت را در غایتِ زشتی کند
بدصورت کو انتہائی بدصورت بناتا ہے

جملہ زشتی ہا بگردش بر تنند
تمام بدصورتیاں اُس پر مڑھ دیتا ہے

تا کمالِ دانشش پیدا شود
تاکہ اُس کی دانش کا کمال ظاہر ہو جائے

مُنکرِ اُستادیش رُسوا شود
اُس کی اُستادی کا مُنکر رسوا ہو جائے

ورنہ[2] تا ند زشت کردن ناقص ست
اگر وہ بدصورت کو نہ پیدا کر سکے تو ناقص ہو

زیں سبب خلّاقِ گبر و مخلص ست
اِسی لئے وہ کافر اور مومن کا پیدا کرنے والا ہے

پس ازیں رُو کفر و ایماں شاہداند
تو اِس حیثیت سے کفر اور ایمان گواہ ہیں

بر خداوندیش ہر دو ساجداند
اُس کی خدائی پر (اور) دونوں اُسکو سجدہ کرنیوالے ہیں

لیک مومن دانکہ طوعاً ساجدست
لیکن سمجھ لے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنیوالا ہے

زانکہ جویائے رضا و قاصدست
کیونکہ وہ رضامندی کا جویاں اور قصد کرنیوالا ہے

ہست کرہاً گبر ہم یزداں پرست
کافر بھی جبراً خدا پرست ہے

لیک قصدِ اُو مُرادِ دیگرست
لیکن اُس کا مقصود دوسرا ہے

قلعۂ[3] سُلطاں عمارت می کُند
شاہی قلعہ تعمیر کرتا ہے

لیک دعویِّ امارت می کند
لیکن سلطنت کا مدعی ہے

گشت باغی تا کہ مُلک اُو را بُوَد
وہ باغی بنا تاکہ مُلک اُس کا ہو جائے

عاقبت خود قلعہ سلطاں را شود
انجام کار قلعہ بادشاہ کا ہو جاتا ہے

مومن آں قلعہ برائے بادشاہ
مومن وہ قلعہ بادشاہ کے لئے

می کُند معمور نے از بہرِ جاہ
تعمیر کرتا ہے نہ کہ (اپنی) شان و شوکت کیلئے

---

[1] یوسفؑ۔ یوسفؑ کا نقش حسین ترین ہے اور بھوت و شیطان کا نقش بھیانک ہے۔ ہر دو گونہ۔ حسین نقش اور بھیانک نقش اگر مکمل ہیں تو نقاش کے کمال پر دال ہیں۔ رادی۔ دانشمندی۔ حسِّ عالم۔ حسین نقش سے ہر ہر انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ زشتی۔ بدصورتی۔ تا کمال۔ حسین نقش کو حسین ترین بنانا مصوّر کا کمال ہے اور بھیانک نقش کو انتہائی بھیانک بنانا بھی نقاش کا کمال ہے۔

[2] ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ بدصورت بنانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو یہ اُسکے ناقص ہونے کی دلیل ہوگی اور وہ ہر طرح کے نقصان سے پاک ہے لہٰذا اُس کو مومن اور کافر دونوں کا خلاق ماننا ہوگا۔ پس۔ کفر اور ایمان اُس کی خلاقی اور خدائی کے گواہ ہیں اور دونوں اُس کو سجدہ کرتے ہیں۔ لیک۔ کافر و مومن کے سجدے میں فرق یہ ہے کہ مومن کا سجدہ اختیاری اور رضائے قلب سے ہے اور کافر کا سجدہ اضطراری ہے اور اضطراری نہ ایمان معتبر نہ عبادت۔ مرادِ دیگر۔ مضطر جو کام کرتا ہے اُس میں اُس کا قصد و ارادہ نہیں ہوتا ہے۔

[3] قلعہ۔ اضطراری عبادت کی مثال یہ ہے کہ ایک وہ شخص جس کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے لیکن مجبوراً ظاہر یہی کرتا ہے کہ یہ قلعہ بادشاہ کے لئے بنا رہا ہوں لیکن اُسکا قصد یہ ہے کہ بغاوت کر کے اُس قلعہ میں شاہی کرونگا — ایسے آدمی کا انجام سوائے تباہی کے کچھ نہیں قلعہ کے مفاد اُسکو حاصل نہیں ہوتے ہیں اسیطرح کافر کا اضطراری سجدہ اُسکے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ مومن۔ مومن صحیح نیت سے کام کرتا ہے تو قصد کو پالیتا ہے۔ معمور۔ آباد، تعمیر شدہ۔

www.pdfbooksfree.pk

زشت[1] گوید اے شہِ زشت آفریں — قادری بر خوب و بر زشتے مہیں
بدصورت کہتا ہے، اے بدصورت کے پیدا کرنیوالے شاہ! — تو خوبصورت اور ذلیل بدصورت کے پیدا کرنے پر قادر ہے

خوب گوید اے شہِ حسن و بہا — پاک گردانیدیم از عیبہا
خوبصورت کہتا ہے، اے شاہِ حسن و جمال! — تونے مجھے عیبوں سے پاک کر دیا

حَمِدْنَاكَ وَالشُّكْرُ لَكَ يَا ذَا الْمِنَنْ — حاضری و ناظری بر حالِ من
اے احسانات والے! تیری تعریف ہے اور تیرا شکر ہے — تو میری حالت پر حاضر و ناظر ہے

حاصل آں شد کو ہر آنچہ خواست کرد — خوب را و زشت را چوں خار و ورد
خلاصہ یہ ہوا کہ اُس نے جو چاہا وہ کیا — اچھے اور بُرے کو کانٹے اور پھول کی طرح

اُوست بر ہر بادشاہے بادشا — کارساز یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَا
وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے — کاموں کا بنانیوالا ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

وصیت کردن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار کو نصیحت کرنا اور دعا سکھانا

گفت[2] پیغمبر مر آں بیمار را — ایں بگو کہ سہل کُن دشوار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیمار سے فرمایا — یہ کہہ کہ (اے خدا) مشکل آسان کر دے

آتِنَا فِی دَارِ دُنْیَا نَا حَسَنْ — آتِنَا فِی دَارِ عُقْبَا نَا حَسَنْ
ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما — ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما

راہ را بر ما چو بُستاں کُن لطیف — منزلِ ما خود تو باشی اے شریف
صراطِ (مستقیم) کو ہم پر باغ کی طرح پر لطف بنا دے — اے شرافتوں والے! ہماری منزل خود تو ہی ہو

مومناں در حشر گویند اے مَلَک — نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک
مومن حشر میں کہیں گے، اے فرشتو! — کیا دوزخ (مومنوں اور کافروں کا) مشترک راستہ نہ تھا؟

مومن و کافر بر و یا بد گذار — ماندیدیم اندریں رہ دود[3] و نار
مومن اور کافر اُس پر گذرتے ہیں — ہم نے اِس راستہ میں دھواں اور آگ نہ دیکھی

نَک بہشت و بارگاہِ ایمنی — پس کجا بود آں گذرگاہِ دَنی
یہ تو بہشت اور اطمینان کی بارگاہ ہے — تو وہ کم درجہ کا راستہ کہاں ہے؟

پس مَلَک گوید کہ آں روضہ خضر — کاں فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
تو فرشتے کہیں گے کہ وہ سبز باغ — جو راستہ میں تم نے فلاں جگہ دیکھا ہے

[1] زشت گوید۔ یہ بدصورت کے شاہد و گواہ ہونے کا بیان ہے۔ مہیں۔ ذلیل۔ خوب گوید۔ یہ خوبصورت کی شہادت کا بیان ہے۔ بہا۔ رونق، جمال۔ حمدناک۔ خوبصورت یہ کہتا ہے۔ ذَا الْمِنَنْ۔ احسانات والا۔ حاصل۔ یعنی سب بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ ورد۔ پھول۔ اُوست۔ شہنشاہی خدا کی صفت ہے۔ یَفْعَلُ۔ یعنی وہ اپنے ہر فعل میں مختارِ کل ہے۔

[2] گفت۔ یعنی انسان کو ہر حالت میں اپنی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ راہ۔ یعنی پُلصراط۔ منزل۔ یعنی مقصود۔ گذار۔ یعنی پُلصراط پر سے مومن و کافر کو گذرنا ہوگا جو جہنم پر قائم کی جائیگی۔

[3] دود و نار۔ یعنی جہنم کے آثار۔ نَک۔ مومن پُلصراط سے گذر کر جنت میں پہنچ جائیگا۔ گذرگاہ۔ یعنی پُلصراط۔ پس فلک۔ آنحضورؐ کی تعلیم کردہ دعا کا یہ اثر ہوگا کہ پُلصراط پر سے گزرنے میں دوزخ کا منظر مومن کے لئے سبز باغ کا منظر بن جائیگا۔

www.pdfbooksfree.pk

دوزخ آنجا بود و سیاست گاہِ سخت
دوزخ اور سخت سزا کی جگہ وہیں تھی

برشما شد باغ و بستان و درخت
تمہارے لئے وہ باغ اور چمن اور درخت بنگئی

چوں[۱] شما ایں نفسِ دوزخ خوی را
چونکہ تم نے اس دوزخ مزاج نفس پر

آتشی و کبر و فتنہ جوئے را
جہنمی اور کافر اور فتنہ جو پر

جہدہا کردید تا شد پُر صفا
تم نے مجاہدے کئے یہانتک کہ وہ مصفّیٰ ہوگیا

نار را کشتید از بہرِ خدا
تم نے آگ کو بجھایا خدا کے لئے

آتشِ شہوت کہ شعلہ می زدے
شہوت کی آگ جو بھڑکتی تھی

سبزۂ تقویٰ شد و نورِ ہدے
تقوے کا سبزہ اور ہدایت کا نور بن گئی

آتشِ خشم از شما ہم حلم شد
تمہارے غصہ کی آگ بھی بردبار کی بنگئی

ظلمتِ جہل از شما ہم علم شد
تمہارے جہل کی تاریکی بھی علم بن گئی

آتشِ حرص از شما ایثار شد
تمہاری حرص کی آگ ایثار بن گئی

واں حسد چوں خار بُد گلزار شد
جو حسد کانٹے کی طرح تھا وہ چمن بن گیا

چوں[۲] شما ایں جملہ آتشہائے خویش
چونکہ تم نے اپنی اِن تمام آگوں کو

بہرِ حق کشتید جملہ پیش پیش
پہلے ہی پہلے اللہ (تعالیٰ) کے لئے بجھادیا

نفسِ ناری را چو باغے ساختید
چونکہ تم نے جہنمی نفس کو باغ بنا لیا

اندرو تخمِ وفا انداختید
اُس میں وفا کا بیج بو دیا

بُلبلانِ ذکر و تسبیح اندرُو
جس میں ذکر اور تسبیح کی بلبلیں

خوش سرایاں در چمن بر طرفِ جُو
نہر کے کنارے چمن میں خوش الحانی کرتی ہیں

داعیِ حق را اجابت کردہ اید
اللہ (تعالیٰ) کی طرف بلانیوالے کی تم نے بات مان لی

وز جحیم نفس آب آوردہ اید
اور نفس کی دوزخ سے تم نے پانی حاصل کرلیا

دوزخِ ما نیز در حقِ شما
ہماری دوزخ بھی تمہارے لئے

سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا
سبزہ اور گلشن اور ساز و سامان بن گئی

چیست[۳] احساں را مکافات اے پسر
اے بیٹا! احسان کا بدلہ کیا ہے؟

لُطف و احسان و ثوابِ مُعتبر
مہربانی اور احسان اور معقول ثواب

نے شما گفتید ما قربانیم
کیا تم نے نہیں کہا تھا، ہم فدائی ہیں

پیشِ اوصافِ شما ما فانیم
آپ کے اوصاف کے پیشِ نظر ہم فانی ہیں

[۱] چوں۔ جبکہ مومن نے نفس کی جہنمی صفات کو مجاہدات سے زائل کردیا تو آخرت میں جہنم کے صفات بھی اُن کے لئے تبدیل ہو جائینگے۔ نار۔ یعنی نفسانی آگ۔ آتشِ شہوت۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ نفس کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کردیا۔

[۲] چوں شما۔ جب ایک انسان اللہ کے لئے نفس کی برائیوں کو زائل کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی برائیوں سے محفوظ فرمادیتے ہیں۔ چوبائے۔ جب انسان نیک اعمال والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی برائیوں کو بھی بھلائیوں میں تبدیل کردیتا ہے۔ بلبلاں۔ اِس باغ میں دریائے معرفت کے کنارے ذکر و تسبیح کی بلبلیں نغمے گاتی ہیں۔ داعیِ حق۔ یعنی نبی دوزخ و زجحیم۔ یعنی نفسِ امارہ کو نفسِ مطمئنہ بنادیا۔

[۳] چیست۔ قرآن پاک میں ہے "نیکی کا بدلہ نیکی ہے"۔ نے شما۔ پہلا خطاب تو عام مومنین کو تھا یہ خطاب عشاق کے لئے ہے۔

653

www.pdfbooksfree.pk

ما اگر قلّاش و گر دیوانہ ایم
ہم خواہ مفلس اور خواہ دیوانے ہیں
مستِ آں ساقی[1] و آں پیمانہ ایم
اسی ساقی اور اسی پیمانے کے مست ہیں

برخطِ فرمانِ اُو سر می نہیم
اس کے ارشاد کی ہم فرمانبرداری کرتے ہیں
جانِ شیریں را گروگاں میدہیم
اپنی جانِ شیریں کو ہم گروی کرتے ہیں

تا خیالِ دوست در اسرارِ ماست
جب تک دوست کا خیال ہمارے دلوں میں ہے
چاکری و جاں سپاری کارِ ماست
خدمتگاری اور فداکاری ہمارا کام ہے

ہر کجا شمعِ بلا افروختند
انھوں نے جہاں کہیں عشق کی شمع روشن کی ہے
صد ہزاراں جانِ عاشق سوختند
عاشقوں کی لاکھوں جانیں جلا ڈالی ہیں

عاشقانے کز درونِ خانہ اند
وہ عاشق جو بارگاہ کے اندر ہیں
شمعِ رُوئے یار را پروانہ اند
وہ دوست کے رُخ کی شمع کے پروانے ہیں

اے دل آنجا رو کہ با تو روشن اند
اے دل! تو وہاں جا جہاں تیرے ساتھ روشن (دل) ہیں
وز بلاہا مر ترا چوں جوشن اند
جو مصائب کے لئے تیری زرہ ہیں

درمیانِ[2] جانِ تُرا جامی کُنند
وہ تجھے دل میں جگہ دیتے ہیں
تا ترا پُر بادہ چوں جامے کُنند
تاکہ تجھے جام کی طرح شراب سے بھرپور کردیں

درمیانِ جانِ ایشاں خانہ گیر
اُن کے دل میں تو جگہ بنالے
در فلک خانہ کُن اے بدرِ مُنیر
اے روشن چاند! آسمان میں جگہ کرلے

چوں عُطارد دفترِ دل وا کنند
وہ عطارد کی طرح دل کا دفتر کھول دینگے
تا کہ بر تو سرّہا پیدا کنند
تاکہ تجھ پر راز کھول دیں

پیشِ خویشاں باش چوں آوارہ
اپنوں کے سامنے رہ، تو آوارہ کیوں ہے
بر مہِ کامل زن ار مہ پارہ
اگر تو چاند کا ٹکڑا ہے، کامل چاند سے جڑجا

جُزو را از کُلِّ خود پرہیز چیست
جزو کو اپنے کُل سے پرہیز کیوں ہے؟
با مخالف ایں ہمہ آمیز چیست
مخالف کے ساتھ یہ میل کیوں ہے؟

جنس[3] را بیں نوع گشتہ در رَوش
تو اُس کے سامنے جنس کو نوع بنے ہوئے دیکھ
غیبہا بیں عین گشتہ در رہش
اسکے طریق میں تو غیبوں کو مشاہدہ بنے ہوئے دیکھ

حقیقی کا جلوہ نظر آئے گا اور تو سب چیزوں میں ایک وجود دیکھے گا۔ غیبہا۔ اُن کی صحبت میں تیرے مشاہدہ میں غیبی اسرار آجائیں گے۔

---

[1] ساقی۔ یعنی معرفت کے علوم کا ساقی۔ خط فرماں۔ حکم۔ سر نہادن۔ اطاعت کرنا۔ گروگاں۔ گروی۔ اسرار۔ دل کے چھپے ہوئے راز۔ چاکری۔ خدمتگاری۔ جاں سپاری۔ فداکاری۔ عاشقاں۔ یعنی وہ عاشق جو مقربانِ بارگاہِ خداوندی ہیں۔ اے دل۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اِن عاشقوں کی صحبت اختیار کرو۔ جوشن۔ لوہے کی جنگی زرہ جو تیر و تلوار سے حفاظت کرتی ہے۔

[2] درمیاں۔ اِن عاشقوں کی صحبت اختیار کروگے تو وہ اپنے دل میں تمہیں جگہ دینگے اور شرابِ معرفت سے مست کردینگے۔ فلک یعنی یہ عاشق جو مرتبہ کی بلندی میں آسمان جیسے ہیں۔ عطارد۔ ستارہ کا نام ہے جس کو دبیرِ فلک یعنی آسمان کا منشی کہا جاتا ہے اور علوم و معارف کا تعلق اُس سے جانا جاتا ہے۔ پیشِ خویشاں۔ جبکہ تجھ میں صلاحیت ہے تو یہ تیرے عاشق ہیں تو اُن سے کیوں بچتا ہے۔ مہِ کامل یعنی یہ خدائی عشاق۔ مخالف یعنی دنیادار لوگ۔

[3] جنس۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت مختلف حقیقتوں کی نوعیں داخل ہوتی ہیں۔ نوع۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت ایک حقیقت کے افراد داخل ہوتے ہیں۔ یعنی اِن عاشقانِ خدا کی صحبت میں تجھے وحدتِ

www.pdfbooksfree.pk

تا چو زن[1] عشوہ خری اے پُر خرد — از دروغ و عشوہ کے یابی مدد

اے عقلمند! عورتوں کیطرح تو کبتک فریب کی قدر کریگا — جھوٹ اور فریب سے کب مدد حاصل کر سکے گا؟

چاپلوسی لفظِ شیرینی فریب — می ستانی می نہی چون زن بہ جیب

خوشامد (اور) فریب کے میٹھے الفاظ — تو قبول کرتا ہے، عورتوں کیطرح جیب میں رکھ لیتا ہے

مر ترا اے شہ نام وسیلی شہاں — بہتر آید از ثنائے گمرہاں

تیرے لئے شاہوں کی گالیاں اور چپت — مناسب ہیں، گمراہوں کی تعریف سے

صفعِ شاہاں خور مخور شہدِ خسان — تا کسے گردی ز اقبالِ کساں

شاہوں کا تمانچہ کھا کمینوں کا شہد نہ کھا — تاکہ تو صاحبِ دل لوگوں کی وجہ سے انسان بنجائے

زانکہ زایشاں دولت و خلعت رسد — در پناہِ روح جاں گردد جسد

کیونکہ انہی سے دولت و خلعت ملتی ہے — روح کی پناہ میں جسم روح بن جاتا ہے

ہر کجا بینی برہنہ بے نوا — داں کہ اُو بگریختست از اُوستا

جس جگہ تو ننگا بے سر و سامان دیکھے — سمجھ لے کہ وہ اُستاد سے بھاگا ہے

تا چناں گردد کہ می خواہد دلش — آن دلِ کور بد بے حاصلش

تاکہ وہ ویسا بنے جیسا کہ اُس کا دل چاہتا ہے — وہ اُس کا اندھا، بُرا، بدنصیب دل

گر چناں[2] گشتی کہ اُستا خواستے — خویش را و خلق را آراستے

اگر وہ ویسا بنتا جیسا کہ اُستاد چاہتا — اپنے آپ کو اور لوگوں کو سُدھار دیتا

ہر کہ از اُستا گریزد در جہاں — اُوز دولت می گریزد ایں بداں

جو دنیا میں اُستاد سے بھاگے — یہ سمجھ لے وہ دولت سے بھاگتا ہے

پیشۂ آموختی در کسبِ تن — چنگ اندر پیشۂ دیں نیز زن

تو نے جسم کی کمائی کا پیشہ سیکھ لیا — دین کے پیشہ میں بھی ہاتھ ڈال

در جہاں پوشیدہ گشتی و غنی[3] — چوں بروں آئی از نیجا چوں کنی

تو نامرد تھا دنیا میں چھپا رہا — جب یہاں سے باہر نکلے گا کیا کرے گا

پیشۂ آموز کاندر آخرت — اندر آید کسب و دخلِ مغفرت

ایسا پیشہ سیکھ کہ آخرت میں — مغفرت کی آمدنی اور کمائی حاصل ہو

آں چناں شہریست پُر بازار و کسب — تا نہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب

وہ عالمِ آخرت ایک ایسا شہر ہے جو بازار اور کمائی سے بھرا ہے — تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ کمائی صرف اسی جگہ ہے

[1] چو زن۔ عورتیں بہت جلد عشوہ اور غلط تعریفوں کے فریب میں آجاتی ہیں۔ مرتزا۔ ایک انسان کیلئے دنیا دارں کی جھوٹی تعریفوں سے بزرگوں کی کڑوی باتیں زیادہ مفید ہیں۔ شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ صفع۔ تماچہ یعنی کڑوی نصیحت۔ شہد۔ یعنی جھوٹی تعریف۔ کساں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ زایشاں۔ بزرگوں کی سختی جھیلنے سے نفع پہنچتا ہے۔ در پناہ۔ جسم جو ایک بے جس چیز ہے روح کی صحبت میں حساس ہو جاتا ہے، اسی طرح مرید شیخ کی صحبت سے زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ ہر کجا۔ جو اُستاد کا ادب نہ کریگا اور صحبت برداشت نہ کریگا محروم رہیگا۔ تا چناں۔ اُستاد سے بھاگنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُستاد کو اپنی منشا پر چلانا چاہتا ہے اور جب اُس میں کامیابی نہیں ہوتی تو بھاگتا ہے۔

[2] گر چناں۔ اگر مرید شیخ کی مرضی کے مطابق مجاہدے کرے تو اپنی اور دوسروں کی ہدایت کا سبب بن جائے۔ پیشہ دیں۔ دینداری سے روح کی اصلاح ہوتی ہے جس کو بقا حاصل ہے۔

[3] غنی۔ غنین کا مخفف ہے، نامرد، دین کی نامردی دنیا میں تو چھپ سکتی ہے لیکن آخرت میں کھل کر رہے گی۔ کسب کمائی۔ دخل۔ آمدنی۔ آں چناں۔ آخرت میں اعمالِ حسنہ کے اچھے دام لگینگے اور اعمالِ سیئہ کے کھوٹے دام لگینگے۔ نیجا۔ دنیا میں دنیا کے کاموں کی اجرت ملتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

حق تعالےٰ گفت کایں کسبِ جہاں — پیش آں کسبست لعبِ[1] کودکاں

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اس عالمِ (دنیا) کی کمائی — اُس (عالمِ آخرت) کی کمائی کے مقابلہ میں بچوں کا کھیل ہے

ہمچو آں طفلے کہ بر طفلے تنَد — شکلِ صحبت کُن مَساسے می کُنَد

اُس بچہ کی طرح جو بچہ پر چڑھے — (اور) جماع کرنے والے کی طرح مَساس کرے

کودکاں[2] سازند در بازی دُکاں — سُود نبود جُز کہ تغییرِ زماں

بچے کھیل میں دکان لگاتے ہیں — وقت گذاری کے علاوہ کوئی نفع نہیں ہوتا ہے

شب شود در خانہ آید گُرسنہ — کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ

رات ہو جاتی ہے تو گھر میں بھوکا آتا ہے — بچے چلے جاتے ہیں، اکیلا رہ جاتا ہے

ایں جہاں بازیگہ است و مرگِ شب — باز گردی کیسہ خالی پُر لعب

یہ دنیا تماشا گاہ ہے اور موت رات ہے — تو تھکا ماندہ خالی جیب واپس ہوگا

سُوئے خانہ گورِ تنہا ماندہ — بانگ واحسرتا برخواندہ

قبر کے گھر کی طرف (جانے کیلئے) تو تنہا رہ گیا — فریاد کے ساتھ ہائے افسوس کہتا ہوا

کسبِ دیں عشق ست و جذبِ اندروں — قابلیت نورِ حق داں اے حَرُوں

دین کی کمائی عشق اور باطنی جذبہ ہے — اے سرکش! قابلیت اللہ کے نور کو سمجھ

کسبِ[3] فانی خواہدت ایں نفسِ خَسّ — چند کسبِ خَسّ کُنی بگذار و بس

تیرا یہ کمینہ نفس فنا ہو جانیوالی کمائی چاہتا ہے — کب تک کمینی کمائی کرے گا؟ چھوڑ، بس کر

نفسِ حسّ گر جویدت کسبِ شریف — حیلہ و مکرے بُوَد آں را ردیف

حسّی نفس اگر تجھ سے اچھی کمائی کا مطالبہ کرے — کوئی حیلہ اور مکر اُس کے پس پشت ہوگا

بیدار کردنِ ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہؓ را کہ برخیز کہ وقتِ نمازست

شیطان کا حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنا کہ اٹھئے نماز کا وقت ہے

در خبر آمد کہ خالِ مومناں — بود اندر قصرِ خود خُفتہ شباں

قصہ میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کے ماموں — رات کے وقت اپنے محل میں سو رہے تھے

قصر را از اندروں دربستہ بود — کز زیارتہائے مردم خستہ بود

محل کا دروازہ اندر سے بند تھا — کیونکہ وہ لوگوں کی ملاقات سے تھک گئے تھے

ناگہاں مردے اُورا بیدار کرد — چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد

اچانک اُن کو ایک شخص نے جگا دیا — جب انھوں نے آنکھ کھولی وہ شخص چھپ گیا

[1] لعب۔ کھیل، قرآن پاک میں دنیاوی زندگی کو بے کار کھیل کود سے تعبیر کیا ہے۔

[2] کودکاں۔ دنیاوی کاروبار بچوں کی فرضی دکان ہے۔ تغییر زماں۔ وقت گذاری۔ ایں جہاں۔ اس دنیا کو بچوں کی دنیا سمجھو اور موت کو رات تصور کرو اگر دنیا میں لگے رہو گے تو جس طرح فرضی دکان والا بچہ بلا کمائی کے گھر کو تنہا لوٹتا ہے اسی طرح موت آنے پر تم تنہا بلا کمائی کے کوچ کرو گے۔ کسبِ دین۔ دین کی کمائی عشقِ خداوندی اور باطنی جذب ہے اور اُس کی قابلیت خداداد ہے۔

[3] کسبِ فانی۔ نفس کا تقاضہ فانی لذتیں حاصل کرنا ہے۔ نفسِ حسّ۔ نفسِ امارہ اگر کسی بھلے کام کی ترغیب دیتا ہے تو اُسکے پسِ پشت کوئی دھوکا ہوتا ہے۔ ردیف۔ ایک جانور پر دو سواروں میں سے پچھلا سوار۔ خال۔ ماموں، حضرت امیر معاویہؓ حضرت اُمِ حبیبہؓ ام المومنین زوجۃ النبیؐ کے بھائی ہیں اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ قصر۔ حضرت امیر معاویہؓ لوگوں کی ملاقاتوں سے تھک کر محل کے اندر کا دروازہ بند کر کے سو گئے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت اندر قصر کس را رہ[۵۱] نبود
بولے محل میں کسی (کے آنے) کا راستہ نہ تھا

کیست کایں گستاخی و جرأت نمود
کون ہے جس نے یہ گستاخی اور ہمت کی؟

گرد برگشت و طلب کرد آں زماں
اُنھوں نے چکر لگایا اور فوراً جستجو کی

تا بیابد زاں نہاں گشتہ نشاں
تاکہ اس چھپے ہوئے کا پتہ لگالیں

از پسِ در مدبرے[۵۲] را دید کو
در کے پیچھے اُنھوں نے ایک پشت پھیرے ہوئے کو دیکھا کہ وہ

در پسِ پردہ نہاں می کرد رُو
پردے کے پیچھے مُنہ چھپا رہا تھا

گفت ہی تو کیستی نامِ تو چیست
فرمایا خبردار! تو کون ہے تیرا کیا نام ہے؟

گفت نامم فاشِ ابلیسِ شقی ست
اُس نے کہا میرا نام بدبخت شیطان مشہور ہے

جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را

حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

گفت بیدارم چرا کردی بجدّ[۵۳]
اُنھوں نے کہا تو نے مجھے کوشش کرکے کیوں جگایا؟

راست گو با من مگو بر عکس و ضدّ
سچ بتا مجھ سے اُلٹی اور خلاف (بات) نہ کہنا

گفت ہنگامِ نماز آخر رسید
اُس نے کہا نماز کا وقت آخیر ہوگیا ہے

سوئے مسجد زود می باید دوید
مسجد کی جانب جلد دوڑ جانا چاہیئے

عجّلوا الطاعاتِ[۵۳] قبل الفوت گفت
عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو فرمایا ہے

مصطفےٰ چوں گوہرِ معنیٰ بسُفت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معنیٰ کے موتی پروئے

گفت نے نے ایں غرض نبود ترا
اُنھوں نے کہا نہیں نہیں تیرا یہ مقصد نہ ہوگا

کہ بخیرے رہنما باشی مرا
کہ کسی بھلائی کے لئے تو میری رہنمائی کرے

دُزد آید از نہاں در مسکنم
چور چھپ کر میرے گھر میں آئے

گویدم کہ پاسبانی می کنم
(اور) مجھ سے کہے کہ میں چوکیداری کر رہا ہوں

من کجا باور کنم آں دُزد را
میں اُس چور کا کب یقین کرسکتا ہوں؟

دُزد کے داند ثواب و مُزد را
چور ثواب اور مزدوری کو کیا جانے؟

خاصہ دُزدے چوں تو قطّاع الطریق
خصوصاً تجھ جیسا ڈاکو چور

از چہ رُو گشتی چُنیں بر من شفیق
تو مجھ پر ایسا مہربان کیوں بنا؟

جواب گفتنِ ابلیسِ لعین بارِ دوم حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را

لعین شیطان کا دوسری بار حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

[۵۱] رہ نبود۔ یعنی دروازہ بند تھا اندر آنے کا راستہ کھلا ہوا نہ تھا۔ گستاخی۔ یعنی نیند سے بیدار کرنا۔ جرأت۔ یعنی بلا اجازت محل میں آنا۔

[۵۲] مدبر۔ پشت پھیرنے والا۔ بدبخت۔ فاش۔ ظاہر، مشہور۔ جدّ۔ کوشش۔ برعکس۔ یعنی واقعہ کے خلاف۔ ہنگام۔ وقت۔ باید دوید۔ یعنی تاکہ نماز قضا نہ ہوجائے۔

[۵۳] عجّلوا۔ یعنی وقتی عبادت کا وقت ختم ہونے سے پہلے اور غیر وقتی عبادت فوت ہونے سے پہلے ادا کردو۔ گفت۔ حضرت معاویہؓ نے شیطان سے کہا تو اللہ کے اسم مُضل کا مظہر ہے تجھ سے خیر کی راہنمائی ممکن نہیں ہے۔ ثواب و مزد۔ انسان دوسری کی نگہبانی یا ثواب کے لئے کریگا یا اُجرت کے لئے، چور کو ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ قطّاع الطریق۔ راہزن، ڈاکو۔

656 656
www.pdfbooksfree.pk

گفت[۵۱] ما اوّل فرشتہ بودہ ایم
اُس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا
راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم
میں نے فرمانبرداری کا راستہ (دل) جان سے طے کیا ہے

سالکانِ راہ را محرم بُدیم
میں راہِ (خدا) کے سالکوں کا راز دار تھا
ساکنانِ عرش را ہمدم بُدیم
عرش کے رہنے والوں کا ساتھی تھا

پیشۂ اوّل کُجا از دل رَوَد
پہلا پیشہ دل سے کہاں نکلتا ہے؟
مہرِ اوّل کے ز دل بیروں شود
پہلی محبت دل سے کب نکلتی ہے؟

در سفر گر رَوم بینی یا ختن
سفر میں تو خواہ روم کو دیکھے یا ختن کو
از دلِ تو کے رود حُبِّ وطن
تیرے دل سے وطن کی محبت کہاں جاتی ہے؟

ما ہم از مستانِ ایں[۵۲] مے بودہ ایم
ہم بھی اِس شراب کے مستوں میں سے رہے ہیں
عاشقانِ درگہِ وے بودہ ایم
اِس کے دربار کے عاشقوں میں سے رہے ہیں

نافِ ما بر مہرِ اُو ببریدہ اند
ہماری نال اُس کی محبت پر کٹی ہے
عشقِ او در جانِ ما کاریدہ اند
اُس کا عشق ہماری جان میں بو یا گیا ہے

روزِ نیکو دیدہ ایم از روزگار
زمانہ سے ہم نے اچھا وقت دیکھا ہے
آبِ رحمت خوردہ ایم اندر بہار
(موسمِ) بہار میں ہم نے رحمت کا پانی پیا ہے

نے کہ[۵۳] ما را دستِ فضلش کاشتہ است
کیا ہمیں اُس کی مہربانی کے ہاتھ نے نہیں بویا ہے؟
از عدم ما را نہ اُو برداشتہ است
کیا وہ ہمیں عدم سے اُٹھا کر نہیں لایا ہے؟

اے بسا کز وے نوازش دیدہ ایم
ہم نے اُس کی بہت سی نوازشیں دیکھی ہیں
در گلستانِ رضا گردیدہ ایم
ہم اُس کی رضا کے باغ میں ٹہلے ہیں

بر سرِ ما دستِ رحمت می نہاد
ہمارے سر پر دستِ شفقت رکھتا تھا
چشمہائے لطف بر ما می گشاد
مہربانی کی نظروں سے ہمیں دیکھتا تھا

درگہِ طفلی کہ بودم شیر جُو
بچپن میں جبکہ میں دودھ پیتا تھا
گاہوارم را کہ جُنبانید اُو
میرا پنگورا کون ہلاتا تھا؟ وہ

از کہ خوردم شیر غیر از شیرِ اُو
میں نے اُس کے دودھ کے علاوہ کس کا دودھ پیا ہے؟
کہ مرا پروَرد جُز تدبیرِ اُو
مجھے اُس کی تدبیر کے علاوہ کس نے پالا ہے؟

خوئے کاں با شیر رفت اندر وجود
وہ عادت جو دودھ کے ساتھ جسم میں گئی ہو
کے تواں اُورا ز مردم واکشود
اُس کو انسانوں سے کون نکال سکتا ہے؟

[۵۱] گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا میں ایک زمانہ میں مُعلّمُ الملکوت تھا۔ محرم۔ راز دار۔ ساکنانِ عرش۔ فرشتے۔ پیشۂ اوّل۔ فرشتوں کو تعلیم دینا اور نیکی کی رہنمائی کرنا۔ در سفر۔ وطن کی محبت ابتدائی محبت ہے وہ کسی حالت میں نہیں جاتی خواہ انسان کسی دوسرے بہتر شہر میں جا بسے۔ ختن۔ چین کا ایک مشہور شہر ہے۔

[۵۲] ایں مے۔ یعنی عشقِ خدا وندی کی شراب۔ وے۔ یعنی خدائے تعالےٰ۔ ناف بر مہر کسے بُریدن۔ کسی سے پیدائشی محبت ہونا۔ رحمت۔ یعنی رحمتِ خداوندی۔

[۵۳] نے کہ۔ جب اُسکے اِسقدر احسانات ہیں تو ہمارے دل میں اُسکی محبت کیسے نہ ہوگی۔ تمی نہاد۔ یعنی جب تک کہ میں راندۂ درگاہ نہ ہوا تھا۔ گہ۔ گاہ۔ گاہوارہ۔ جھولنا۔ پنگورا۔ شیر اُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پرورش کی۔ خوئے۔ گھٹی میں پڑی ہوئی عادت نہیں بدلتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گر عتابے[51] کرد دریائے کرم
اگر دریائے کرم نے عتاب کیا ہے
بستہ کے گردند درہائے کرم
کرم کے دروازے کب بند ہو سکتے ہیں؟

اصلِ نقدش لطف و داد و بخشش ست
اُسکے سکے کی اصل مہربانی اور عطا اور بخشش ہے
قہر بروے چوں غبارے از غشش ست
اُس کے اوپر قہر ایسا ہے جیسا کہ کھوٹ کا جھول

از برائے لطف عالم را بساخت
اُس نے جہان کو مہربانی کے لئے بنایا ہے
ذرّہا را آفتاب او نواخت
ذرّوں کو اُس کے آفتاب نے نوازا ہے

فرقت از قہرش اگر آبستن ست
جدائی اگر اُس کے غصّہ کی حامل ہے
بہرِ قدرِ وصلِ او دانستن ست
تو اُس کے وصل کی قدر جاننے کے لئے ہے

تا دہد جاں را فراقش گوشمال
جب اُس کی جدائی جان کی گوشمالی کرتی ہے
جاں بداند قدرِ ایامِ وصال
جان، وصل کے دنوں کی قدر کو جان لیتی ہے

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے
قصدِ من از خلق احساں بودہ است
پیدا کرنے سے میرا مقصود احسان کرنا ہے

آفریدم تا ز من سودے کنند
میں نے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائیں
تا ز شہدم دست آلودے کنند
(اور) تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کریں

نے برائے[52] آں کہ تا سودے کنم
نہ اسلئے کہ میں (اُن سے) فائدہ اٹھاؤں
وز برہنہ راقبائے بر کنم
اور ننگے کی میں قبا اُتار دوں

چند روزے کہ ز پیشم راندہ است
چند روز سے کہ مجھے سامنے سے دھتکارا ہے
چشمِ من در روئے خوبش ماندہ ست
میری آنکھ اس کے حسین چہرے پر جمی ہے

کز چناں روئے چنیں قہرے عجب
کہ تعجب ہے، ایسے چہرے سے ایسا غصّہ
ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
ہر شخص سبب میں مشغول ہے

من سبب را ننگرم کاں حادث ست
میں سبب کو نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ وہ حادث ہے
زانکہ حادث حادثے را باعث ست
(اور اسلئے کہ حادث، حادثات کا باعث ہے

لطفِ[53] سابق را نظارہ می کنم
میں پہلی مہربانی کا نظارہ کرتا ہوں
ہر چہ آں حادث دو پارہ می کنم
جو حادث ہے اُس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں

ترکِ سجدہ از حسد گیرم کہ بود
میں مانتا ہوں (آدمؑ کو) سجدہ نہ کرنا حسد کی وجہ سے تھا
آں حسد از عشق خیزد نہ از جحود
وہ حسد محبت سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ انکار سے

---

[51] گر عتابے۔ جبکہ وہ ناراض ہے میں اُسکے کرم سے مایوس نہیں ہوں۔ اصلِ نقدش تعدّث میں ہے خدا نے فرمایا سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَلٰی غَضَبِیْ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ غشّ۔ کھوٹ، ملمع۔ از برائے لطف۔ اللہ کی مہربانی سے ہی عالم وجود میں آیا ہے۔ فرقت۔ یعنی خدا اپنے دربار سے دور بھی کرتا ہے تو اسلئے کرتا ہے کہ دوست کی قدر معلوم ہو جائے: تا دہد۔ جب جدائی کی سزا ملتی ہے تو وصل کی قدر ہوتی ہے۔

[52] نے برائے۔ دنیا کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وز برہنہ ننگے سے کوئی چادر کیسے چھین سکتا ہے مخلوق جبکہ خود محتاج ہے تو اُس سے اللہ تعالیٰ کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں چشمِ من الخ لہٰذا میں اُنکی رحمت کا امیدوار ہوں۔ ہر کسے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی میں ایسا کوئی سبب پیدا فرما دیتا ہے جس سے بندہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو عام لوگ اُس سبب پر نظر کر کے کڑھتے ہیں میں مُسبّب یعنی اللہ تعالیٰ پر نظر رکھتا ہوں اور اس کا قائل ہوں ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ حادث۔ یعنی سبب۔ حادثے را۔ یعنی تکالیف۔

[53] لطف۔ مہربانی اللہ کی قدیم صفت ہے اور قہر بعد کی چیز ہے میں قدیم صفت کو پیشِ نظر رکھتا ہوں اور مایوس نہیں ہوتا ہوں قہر سے قطع نظر کر لیتا ہوں ترکِ سجدہ حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے

www.pdfbooksfree.pk

ہر حسد[1] از دوستی خیزد یقیں
یقیناً (اسطرح کا) ہر حسد دوستی سے پیدا ہوتا ہے

ہست شرطِ دوستی غیرت پزی
غیرتمندی، دوستی کا لازمہ ہے

چونکہ[2] بر نطعش جز آں بازی نبود
چونکہ اُس کی بساط پر اِس بازی کے سوا کچھ نہ تھا

آں یکے بازی کہ بُد من باختم
وہی ایک بازی جو تھی میں نے کھیلی

دَر بلا ہم می چشم لذّاتِ اُو
مصیبت میں بھی میں اُس کی لذتیں چکھتا ہوں

چوں رہاند خویشتن را اے سرہ
اے کھرے! اپنے آپ کو کیسے چھڑائے

جُزوِ شش از کُلِ شش چوں وا رہد
ششدرہ کی نرد ششدرہ سے کیسے نکلے

ہر کہ در شش[3] در درونِ آتش ست
جو کوئی چھ جہت سے آگ میں ہے

خود اگر کفرست اگر ایمانِ اُو
خواہ وہ کفر ہے اور خواہ وہ ایمان ہے

کہ شود با دوست غیرے ہم نشیں
کہ دوست کے ساتھ غیر ہم نشین ہو

ہمچو بعدِ عطسہ گفتن دیر زی
جیسا کہ چھینک کے بعد کہنا "عمر دراز ہو"

گفت بازی کُن چہ دانم در فزود
اُس نے کہا بازی کھیل، میں بڑھنا کیا جانوں

خویشتن را در بلا انداختم
تو میں نے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا

ماتِ اویم ماتِ اویم ماتِ اُو
اُسی سے ہارا ہوں اُسی سے ہارا ہوں اُسی سے ہارا ہوں

ہیچکس در شش جہت زیں شش رہ
کوئی ان چھ جہتوں میں ہلاکت کی جگہ سے؟

خاصہ کہ بے چوں مر اُورا کرد نہد
خصوصاً جبکہ (ذاتِ) بیمثال نے (اس نرد کی ٹیڑھا رکھا ہو

اوش برہاند کہ خلّاقِ شش ست
اُسکو وہی نجات دلائے جو شش جہت کا پیدا کرنیوالا ہے

دست باف حضرتست و آنِ اُو
(اسی) دربار کا بنایا ہوا ہے اور اُس کا مملوک ہے

باز تقریر کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابلیس لعین را

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس لعین کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا

گفت امیر اُورا کہ اینہا راست ست
امیر (معاویہؓ) نے اُس سے کہا یہ سب درست ہے،

صد ہزاراں را چو من تو رہ زدی
تو نے مجھ جیسے لاکھوں کو گمراہ کیا ہے

آتشی از تو نہ سوزم چارہ نیست
تو آگ ہے تجھ سے نہ جلوں؟ کوئی چارہ نہیں ہے

لیک بخشِ تو از ینہا کاست ست
لیکن ان میں تیرا حصہ کہیں ہے

حفرہ کردی در خزینہ آمدی
نقب لگا کر تو خزانہ میں آیا ہے

کیست کز دستِ تو جامہ اش پارہ نیست
کون ہے جس کا جامہ تیرے ہاتھ سے چاک نہیں ہے؟

[1] ہر حسد۔ رقابت میں جو حسد پیدا ہوتا ہے وہ دوست کی دوستی پر مبنی ہے کیونکہ حاسد رقیب یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا محبوب کا ہم نشین بنے بہت۔ دوستی اور عشق میں رقیب سے حسد لازمی چیز ہے جس طرح کہ دعا چھینک کے لوازم میں سے ہے۔

[2] چونکہ۔ جبکہ تقدیرِ الٰہی کی بساط پر میرے لئے صرف یہی بازی تھی کہ میں آدم کو سجدہ نہ کروں اور مردودِ بارگاہ بنوں تو میرے لئے اس سے تجاوز کرنے کا کیا امکان تھا۔ آں یکے۔ یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بازی میں نے کھیلی اور میں مصیبت میں پھنس گیا۔ در بلا چونکہ میں نے اُسکی ذات سے بازی ہاری لہٰذا میں اِس بازی ہارنے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوں۔

شش درہ۔ وہ جگہ جس سے رہائی ناممکن ہو، وہ چھ خانے جو نرد کی بازی میں ہوتے ہیں ان میں گوٹ ایسی بند ہو جاتی ہے کہ اُس کی چال ناممکن ہو جاتی ہے۔ جزوِ شش یعنی ششدرہ کی گوٹ یعنی وہ نرد جو ششدرہ میں پھنس گئی ہو۔ کلِ شش۔ یعنی ششدرہ۔

[3] شش۔ یعنی چھ جہتیں۔

امیر۔ یعنی امیر المومنین معاویہؓ

بخش۔ حصہ۔ کاست۔ کم۔ رہزن۔ گمراہ کرنا۔ حفرہ۔ گڑھا۔ نقب۔ خزینہ، خزانہ۔ آتشی۔ شیطان آگ سے بنا ہے جس کا کام جلا دینا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

طبعت اے آتش چو سوزانیدنیست — تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست

اے آگ! جبکہ تیرا مزاج جلا ڈالنا ہے — جب تک تو جلا نہ ڈالے، کوئی تدبیر نہیں ہے

لعنت[1] ایں باشد کہ سوزانت کند — اُوستادِ جملہ دُزدانت کند

(تجھ پر) یہ لعنت ہوئی کہ تجھے جلانیوالا کر دیا — تجھے تمام چوروں کا اُستاد کر دیا

با خدا گفتی، شنیدی رُوبرُو — من چہ باشم پیش مکرت اے عدُو

خدا کے روبرو، تیری کہن سُن ہوئی — اے دشمن! میں تیرے مکر کے سامنے کیا ہوں؟

معرفت ہائے تو چوں بانگِ صفیر — بانگِ مُرغانست لیکن مُرغ گیر

تیری معرفت کی باتیں سیٹی کی آواز کی طرح ہیں — بولی پرندوں کی ہے لیکن پرندوں کو پھانسنے والی ہے

صد ہزاراں مُرغ را آں رہ زدست — مُرغِ غرّہ کاشنائے آمدست

(اس سیٹی نے) لاکھوں پرندوں پر ڈاکہ ڈالا ہے — پرند دھوکے میں ہیں کہ کوئی جان پہچان کا آیا ہے

در ہوا چوں بشنود بانگِ صفیر — از ہوا آید شود آنجا اسیر

ہوا میں جب سیٹی کی آواز سُنتا ہے — ہوا سے (اُتر) آتا ہے وہاں قیدی بن جاتا ہے

قومِ نوحؑ از مکرِ تو در نوحہ اند — دل کباب و سینہ شُرحہ شُرحہ اند

نوحؑ کی قوم تیرے مکر سے نوحہ میں لگی ہے — دل کباب اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے

عادؑ[2] را بر باد دادی در جہاں — در فگندی در عذاب و اندُہاں

تو نے دنیا میں (قوم) عاد کو برباد کیا ہے — عذاب اور رنجوں میں مبتلا کر دیا ہے

از تو بُودہ سنگسار آں قومِ لوطؑ — در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط

قومِ لوطؑ تیری وجہ سے سنگسار ہوئی — تیری وجہ سے اُنھوں نے سڑے پانی میں غوطہ لگایا

مغز نمرود از تو آمد ریختہ — اے ہزاراں فتنہا انگیختہ

نمرود کا... تیری وجہ سے بہا — اے (وہ کہ جس نے) ہزاروں فتنے برپا کیے

عقلِ فرعونِ ذکیِ فیلسوف — کور گشت از تو نیابد اُو وقوف

فلسفی، ذہین فرعون کی عقل — اندھی ہو گئی (اور) تجھے نہ سمجھی

بُولہب[3] ہم از تو نااہلے شدہ — بُوالحکم[4] ہم از تو بُوجہلے شدہ

ابولہب بھی تیری وجہ سے نالائق بنا — ابوالحکم تیری ہی وجہ سے ابوجہل بنا

اے بریں شطرنج بہر یادرا — مات کردہ صد ہزار اُستادرا

اے (وہ کہ جس نے) اِس بساط پر یادگار کے لئے — لاکھوں اُستادوں کو مات دی ہے

---

[1] لعنت۔ تجھ پر خدا کی لعنت کی یہ صورت ہے کہ تجھے جلانے والا اور چوروں کا سردار بنا دیا ہے۔ باخدا شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے معاملہ میں آمنا سامنا جواب دیئے

بانگِ صفیر۔ شکاری کی وہ آواز جو وہ پرندکی آواز کی طرح نکالتا ہے جس کو پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر دھوکا کھا جاتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے۔ آں۔ یعنی شکاری کی سیٹی۔ اسیر۔ قیدی۔ نوحہ۔ رونا۔ شُرحہ شُرحہ۔ پارہ پارہ۔

[2] عاد۔ قومِ عاد کی ہدایت کے لئے حضرت صالحؑ بھیجے گئے تھے لیکن شیطان نے اُن کو راہِ ہدایت پر نہ آنے دیا۔ اندُہاں۔ اندوہ کی جمع ہے، غم۔ قومِ لوطؑ۔ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے اُنکو قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا۔ لیکن شیطان نے قوم کو بہکایا جس کی وجہ سے اُسپر سنگ باری کا عذاب آیا۔ سیاہ آبہ۔ کالا پانی یعنی عذاب۔ غوط۔ غوطہ۔ تمرود۔ خدائی کا دعویدار ہوا خدا نے ایک مچھر اُسکے دماغ میں گھسا دیا جس سے وہ ہلاک ہوا۔ فیلسوف۔ فلسفی حکیم۔ بولہب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی کنیت ہے جس نے آنحضورؐ کی مخالفت کی تھی۔

[3] بُوالحکم۔ اسی کو ابوجہل کہا جاتا ہے۔ شطرنج۔ یعنی مکر اور فریب کی بازی۔ یاد۔ یعنی یادگار۔

www.pdfbooksfree.pk

اے زِ فرزیں[1] بندہائے مشکلت
سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت

اے (وہ کہ) تیرے مشکل فرزین بندیں (چالوں) سے — بہت سے دل جل گئے، تیرا دل سیاہ ہو گیا

بحرِ مکری تو خلائق قطرہ
توچوں کوہی ویں سلیماں ذرہ

تو مکاری کا سمندر ہے، لوگ ایک قطرہ ہیں — تو پہاڑ جیسا ہے اور یہ بھولے بھالے (لوگ) ایک ذرہ ہیں

کے رہد از مکرِ تو اے مختصم
غرقِ طوفانیم اِلّا من عصم

اے جھگڑالو! تیرے مکر سے کب چھوٹتا ہے؟ — ہم تو طوفان میں غرق ہیں، مگر وہ جس کو اللہ بچائے

بس ستارہ سعد از تو محترق
بس سپاہِ جمع از تو مفترق

بہت سے نیک ستارے تیری وجہ سے بے نور ہو گئے ہیں — فوج کے بہت سے سپاہی تیری وجہ سے بکھر گئے ہیں

بس سلیماں کز تو دیں درباختہ
سرنگوں تا قعرِ دوزخ تاختہ

بہت سے بھولے بھالے تیری وجہ سے دین کھو چکے ہیں — دوزخ کی گہرائی تک اوندھے دوڑے ہیں

بس جوبلعم[2] از تو نومید آمدہ
بس چو برصیصا[3] از تو کافر شدہ

بہت سے بلعم (باعور) جیسے تیری وجہ سے مایوس ہوئے ہیں — بہت سے برصیصا جیسے ہیں جو تیری وجہ سے کافر بنے ہیں

جوابِ گفتنِ ابلیسِ لعین امیر المومنین حضرت معاویہ رضؓ را نوبتِ سوم

ابلیس لعین کا تیسری بار امیر المومنین حضرت معاویہ رضؓ کو جواب دینا

گفت ابلیسش گشایم عقدہا
من[4] محکم قلب را و نقد را

اُن سے شیطان نے کہا اِن گرہوں کو کھولدے مجھے — میں تو کھرے اور کھوٹے کے لئے کسوٹی ہوں

امتحانِ شیر و کلبم کرد حق
امتحانِ نقد و قلبم کرد حق

مجھے اللہ تعالےٰ نے شیر اور کتے کے امتحان کا (ذریعہ) بنایا ہے — مجھے اللہ تعالیٰ نے کھرے اور کھوٹے کا (ذریعہ) امتحان بنایا ہے

قلب را من کے سیہ رو کردہ ام
صیرفیم قیمتِ او کردہ ام

کھوٹے کو میں نے کب سیاہ رُو بنایا ہے — میں تو صراف ہوں میں نے اس کی قیمت لگا دی ہے

نیکاں را رہنمائی می کنم
مر بداں را پیشوائی می کنم

میں نیکوں کی رہنمائی کرتا ہوں — (اور) بُروں کی (بھی) پیشوائی کرتا ہوں

صالحاں را مقتدا و مامنم
طالحاں را نیز یاری می کنم

میں نیکوں کا مقتدا اور امن کی جگہ ہوں — میں بُروں سے بھی دوستی کرتا ہوں

شیطان انسان کی شر کی قوت کو بروئے کار لاتا ہے لہٰذا لعنت کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص بارود میں آگ لگائے اور اپنی برأت کے لئے کہے کہ اُس میں خود جلنے کا مادہ تھا تو وہ اپنی اِس تقریر سے بَری نہیں ہو سکتا ہے۔

[1] فرزین بند۔ وہ چال جس سے شطرنج کے مُہرے فرزین کو بند کر دیا جائے اور اُس کی چال مشکل ہو جائے۔ سلیمان۔ سلیم کی جمع ہے۔ سادہ مزاج انسان۔ مختصِم۔ جھگڑالو۔ سعد۔ مبارک۔ محترق۔ وہ ستارہ جو آفتاب کے ساتھ ایک برج میں جمع ہو کر اپنی شعاع کھو بیٹھے۔

[2] بلعم۔ بن باعور مشہور شخص تھا جو بہت عبادت گذار تھا لیکن حضرت موسیٰؑ کی مخالفت کر کے تباہ و برباد ہو گیا۔ برصیصا۔ ایک مشہور عباد تگذار راہب تھا جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا۔

[3] من محک ام۔ میں کسوٹی ہوں۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ نقد۔ کھرا سکہ۔ امتحان یعنی امتحان کا ذریعہ۔ صیرفی۔ صراف یا پرکھ۔ کھوٹا سکہ جب بنایا جاتا ہے تو کالا پڑ جاتا ہے قیمت اور۔ شیطان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان میں خیر و شر کی قوت میں نے نہیں پیدا کی ہے بلکہ قدرت نے پیدا کی ہے میں تو صرف اُس کو ظاہر کر دیتا ہوں لہٰذا میں قصوروار نہیں ہوں لیکن اِس کی یہ تقریر غلط ہے بیشک خیر و شر کا مادہ اللہ نے پیدا فرمایا ہے لیکن جو شخص جس طرح کی قوت کو بروئے کار لانے کا سبب بنے گا وہ اسی طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ انبیاء انسانوں کی خیر کی قوت کو بروئے کار لاتے ہیں لہٰذا جزا کے مستحق ہیں۔

662
www.pdfbooksfree.pk

باغبانم[1] شاخِ ترمی پرورم
میں باغبان ہوں تر شاخ کی پرورش کرتا ہوں

شاخہائے خشک را ہم می برم
سوکھی شاخوں کو کاٹتا بھی ہوں

ایں علفہا می نہم از بہرِ چیست
میں یہ چارا ڈالتا ہوں تو کس لئے ؟

تا پدید آید کہ حیواں جنسِ کیست
تاکہ ظاہر ہو جائے کہ حیوان کس قسم کا ہے

سگ چو از آہو بزاید بچگے
کتیا جب ہرن کا بچہ جن دے

در سگے و آہوئے دارد شکے
اُس کے کتا اور ہرن ہونے میں شک ہو جاتا ہے

تو گیاہ و استخواں پیشش بریز
تو اس کے سامنے گھاس اور ہڈی ڈالدے

تا کدامیں سو کند او گام تیز
دیکھ ! وہ کس کی طرف لپکتا ہے

گر بسوئے استخواں آید سگ ست
اگر ہڈی کی طرف آئے ، کتا ہے

ور گیا خواہد بقیں آہو رگ ست
اگر گھاس کیطرف رغبت کرے یقیناً وہ ہرن کی نسل ہے

قہر و لطفے[2] جفت شد با ہمدگر
(اللہ تعالےٰ کا) قہر اور مہر باہم ملے

زاد ازیں ہر دو جہانِ خیر و شر
اِن دونوں سے عالم خیر و شر پیدا ہوا

تو گیاہ و استخواں را عرضہ کن
تو گھاس اور ہڈی پیش کر

قوتِ نفس و قوتِ جاں را عوض کن
نفس کی غذا اور جان کی غذا پیش کر

گر غذائے نفس جوید ابتر ست
اگر وہ نفس کی غذا ڈھونڈے تو بُرا ہے

ور غذائے روح خواہد سرور ست
اگر رُوح کی غذا چاہے تو بڑا ہے

گر کند[3] او خدمتِ تن ہست خر
اگر وہ جسم کی خدمت کرے تو گدھا ہے

ور رود در بحرِ جاں یابد گہر
اگر وہ رُوح کے سمندر میں جاتا ہے تو موتی پاتا ہے

گرچہ ایں دو[2] مختلف خیر و شر اند
اگرچہ یہ دو مختلف خیر اور شر ہیں

لیک ایں ہر دو بیک کار اند راند
لیکن یہ دونوں ایک کام میں لگے ہیں

انبیا طاعات عرضہ می کنند
نبی طاعات پیش کرتے ہیں

دشمناں شہوات عرضہ می کنند
(دین کے) دشمن شہوتیں پیش کرتے ہیں

نیک را چوں بد کنم یزداں نیم
میں نیک کو بد کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں

داعیم من خالقِ ایشاں نیم
میں بُلانے والا ہوں میں اُنکا پیدا کرنیوالا نہیں ہوں

اور شیطان کا بھی یہی کام ہے۔ انبیا۔ لیکن ہر دو میں فرق ہے۔ انبیاء خیر کو پیش کر کے بھلے بُرے میں امتیاز پیدا کر دیتے ہیں اور دین کا دشمن بُرائی کو پیش کر کے امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔

[1] باغبانم۔ شیطان کی یہ تقریر بھی غلط ہے باغبان تو تر شاخ کی پرورش کرتا ہے لیکن اُس نے تو بہت سے نیکوں کو برباد کیا ہے حضرت آدمؑ تک کو گمراہ کرنیکی کوشش کی۔ ایں علفہا۔ یعنی شیطان نے کہا کہ انسانوں کو بُرائی کی دعوت دیکر یہ معلوم کرتا ہوں کہ بُرا کون ہے اور بھلا کون ہے۔ سگ۔ اگر کُتیا ہرن سے جفتی کھا جائے اور بچہ پیدا ہو جائے جس کے کُتے اور ہرن ہونے میں شک ہو جائے تو یہی ترکیب ہے کہ اُس کے سامنے کُتے کا چارہ جو ہڈی ہے وہ اور ہرن کا چارہ جو گھاس ہے وہ ڈالکر دیکھ لو جس کی طرف وہ بڑھے سمجھ لو کہ وہ اُسی جنس کا ہے۔

[2] قہر و لطفے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و لطف کے میل جول سے خیر و شر پیدا ہوا تو نیک و بد کی شناخت کے لئے تم بھی اُس کے سامنے اُنکی خوراک ڈال کر دیکھ لو نفس کی خوراک شر ہے اور روح کی خوراک خیر ہے جس کی طرف اُس کی رغبت ہو وہ اُسی جہان کا انسان ہوگا۔

[3] گر کند۔ تن پروری بے عقلی کی دلیل ہے جو گدھا پن ہے۔ گرچہ۔ خیر و شر اگرچہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن دونوں کا کام اچھے اور بُرے میں امتیاز پیدا کرنا ہے انبیاؑ کا بھی یہی کام ہے کہ وہ نیکوں کو بدوں سے ممتاز کر دیتے ہیں

663
www.pdfbooksfree.pk

خوب[1] را چون زشت سازم ربِّ نیم
بھلے کو میں بُرا کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں

زشت را و خوب را آئینہ ام
میں تو اچھے اور بُرے کا آئینہ ہوں

سوخت ہندو آئینہ از دردرا
جلن سے ایک کالے نے آئینہ کو پھونک دیا

کایں سیہ رُومی نماید مر وُرا
کہ یہ اُس کو کالی صورت کا دکھاتا ہے

گفت آئینہ گناہ از من نبود
آئینہ نے کہا میری خطا نہ تھی

جُرم اُورا نہ کہ رُوئے من زدود
اُس کو خطاوار قرار دے جس نے میری صیقل کی ہے

اُو مرا غمّاز کرد و راست گو
اُسنے مجھے چغلخور اور سچی بات کہنے والا بنایا ہے

تا بگویم زشت کُو و خوب کُو
تاکہ میں کہدوں بدصورت کون ہے اور خوبصورت کون ہے؟

من[2] گواہم بر گو از زنداں کجاست
میں گواہ ہوں، گواہ کیلئے قید خانہ کب ہے؟

اہلِ زنداں نیستم یزداں گواست
میں قیدی نہیں ہوں خدا گواہ ہے

ہر کجا بینم نہالِ میوہ دار
میں جہاں کہیں پھلدار درخت دیکھتا ہوں

تربیتہا می کنم من دایہ وار
میں دایہ کی طرح پرورش کرتا ہوں

ہر کجا بینم درختِ تلخ و خشک
جہاں کہیں میں کڑوا اور خشک درخت دیکھتا ہوں

می بُرم تا رہد از پشک و مشک
میں کاٹ دیتا ہوں تاکہ وہ میگنی و نگنی سے بچے

خُشک گوید باغباں را کاے فتیٰ
خشک (درخت) باغبان سے کہتا ہے اے نوجوان!

مر مرا چہ می بُری سر بے خطا
تو بلا قصور میرا سر کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید خمش اے زشت خُو
باغبان کہتا ہے کہ اے بدعادت! چُپ رہ

بس نباشد خشکی تو جُرمِ تو
کیا تیرا خشک ہونا تیرا جُرم نہیں ہے؟

خُشک[3] گوید راستم من کژ نیم
خشک (درخت) کہتا ہے میں سیدھا ہوں میں ٹیڑھا نہیں ہوں

تو چرا بے جُرم می بُری پیم
تو بلا قصور میری جڑ کیوں کاٹتا ہے؟

باغباں گوید اگر مسعود بیے
باغبان کہتا ہے اگر تو نیک بخت ہوتا

کاشکے کژ بودی و تر بودیے
کاش تو ٹیڑھا اور تر ہوتا

جاذبِ آبِ حیاتِ گشتیٔ
(اگر) آبِ حیات کو جذب کرنے والا ہوتا

اندر آبِ زندگی آغشتیٔ
تو آبِ حیات میں ڈوبا ہوا ہوتا

تخمِ تو بد بودہ است و اصلِ تو
تیرا بیج اور تیری جڑ بُری تھی

با درختِ خوش نبودہ وصلِ تو
اچھے درخت سے تیرا جوڑ نہ تھا

---

[1] خوب را۔ اچھا بُرا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ آئینہ ام۔ شیطان نے کہا میں تو صرف آئینہ کی طرح اچھے بُرے کو اُس کی صورت دکھا دیتا ہوں۔ سوخت۔ اگر بدصورت آئینہ پر غصہ کرے تو اُس کی بے عقلی ہے۔ جرم اُورا۔ اگر یہ کوئی گناہ ہے تو آئینہ بنانے والے کا ہے کہ اُس نے اُس کو ایسا کیوں بنایا کہ وہ حقیقت واضح کر دے۔

[2] من گواہم۔ شیطان نے کہا میں تو انسانوں کی برائی پر گواہ ہوں جیلخانہ مجرم کے لئے ہے نہ کہ گواہ کے لئے۔

[3] ہر کجا۔ باغبان کا یہی کام ہے کہ اچھے درختوں کی پرورش کرے اور بُرے درختوں کو کاٹ پھینکے خشک گوید جس طرح خشک درخت جس کو باغبان کاٹ دیتا ہے وہ باغبان کا شاکی ہوتا ہے اسی طرح ناقابلِ اصلاح لوگوں کو جب میں تباہ کرتا ہوں وہ شاکی ہوتے ہیں۔

[4] خشک۔ خشک درخت باغبان سے شکوے میں کہتا ہے کہ میں سیدھا تھا ٹیڑھا نہ تھا تو نے مجھے کیوں کاٹ ڈالا۔ باغباں گوید۔ ٹیڑھے درخت کی حیات اور زندگی کی تو توقع ہو لیکن خشک درخت کی زندگی ناممکن ہے لہٰذا اسکو کاٹا جائیگا شیطان کہتا ہے کہ اسی طرح جن کے دلوں میں آبِ ایمان بالکل باقی نہیں ہے اور اُن کے دل خشک ہو گئے ہیں اُنسے ایوس ہو کر میں اُن کو تباہ کرتا ہوں۔ تخم تو۔ جب تو بیج ہی بُرا ہو تو بھلی ہوا کیا کرے۔

www.pdfbooksfree.pk

شاخِ[1] تلخ ار با خوشے وصلت کند — آں خوشے اندر نہادش بَر زند

کڑوی شاخ کو اگر اچھے کے ساتھ جوڑ دے — وہ اچھا اُس کے وجود میں اثر کرے

گر ترا بیدار کردم بہرِ دیں — خوئے اصلِ من ہمیں ست و ہمیں

اگر میں نے آپ کو دین کی خاطر جگا دیا ہے — میری اصل عادت ہی یہ ہے

عُنف[2] کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ با ابلیس علیہ اللّعنۃ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے ساتھ سختی کرنا

گفت امیرا اے راہزن حجت مگو — مر ترا رہ نیست در من رہ مجو

امیر (المومنین) نے فرمایا اے ڈاکو! حجت نہ کر — تیرا میرے اندر راستہ نہیں ہے، راستہ نہ تلاش کر

رہزنی تو من غریبِ تاجرم — ہر لباسا تے کہ آری کے خرم

تو ڈاکو ہے، میں مسافر تاجر ہوں — تو جو بھیس بھی بدلے میں کب پسند کرتا ہوں؟

گردِ رختِ من مگرد از کافری — تو نہ رختِ کسے را مشتری

بے ایمانی سے میرے سامان کے گرد چکر نہ لگا — تو کسی کے سامان کا خریدار نہیں ہے

مشتری نبود کسے را راہزن — ور نماید مشتری مکرست و فن

ڈاکو کسی سے خریدنے والا نہیں ہوتا ہے — اگر وہ خریدار ہونا ظاہر کرے مکاری اور جالاکی ہے

نالیدنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ بحق تعالیٰ از مکرِ ابلیس و نصرت خواستن

شیطان کے مکر سے امیر المومنین کا اللہ تعالیٰ سے نالہ وزاری کرنا اور مدد چاہنا

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو — اے خدا فریاد رس ما زیں عدو

نہ معلوم یہ حاسد کیا چال چل رہا ہے؟ — اے خدا اس دشمن سے ہماری فریاد سُن لے

گر یکے فصلِ[3] دگر در من دمد — در رُباید از من ایں رہزن نمد

اگر وہ ایک مرتبہ اور مجھ سے گفتگو کرے گا — یہ ڈاکو نمدہ اُڑا لے جائے گا

ایں حدیثش ہمچو دود است اے اَلٰہ — دست گیر ار نہ گلیمم شد سیاہ

اے خدا! یہ اُس کی گفتگو دھوئیں کی طرح ہے — میری دستگیری فرما ورنہ میری کملی کالی ہو جائیگی

من بحجت بر نیایم با بلیس — کو ست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس

میں دلیل سے شیطان سے نہ جیت سکوں گا — کیونکہ وہ ہر شریف اور ذلیل کے لئے باعثِ فتنہ ہے

آدمے کو عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ بَگست — در تگ چوں برقِ ایں سگ بے تگست

(حضرت) آدمؑ جو علم الاسماء والے سردار ہیں — اِس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے رفتار ہیں

---

[1] شاخِ تلخ۔ کڑوی شاخ کا اگر میٹھی جڑ سے پیوند لگا دیا جائے تو شاخ کی تلخی کم ہو جاتی ہے اِسی طرح بدعمل کی اصلاح ممکن ہے لیکن بدنسل کی اصلاح ناممکن ہے۔ گویا شیطان حضرت امیر معاویہؓ کو جواب دیتا ہے کہ جب تم یہ سمجھ گئے کہ میں اچھوں کے ساتھ اچھائی اور ناقابلِ اصلاح لوگوں کو تباہ کرتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں نے تمہیں دین کی خاطر جگایا ہے۔

[2] عُنف۔ سرزنش، سختی۔ راہ زن۔ ڈاکو۔ در من۔ میرے دل میں۔ غریبِ تاجرم۔ سفر کی حالت میں تاجر بہت چوکنا رہتا ہے۔ تو نہ۔ شیطان کا کام نیک اعمال کو تباہ کرنا ہے نہ اُن کا معاوضہ دے کر خریدنا۔ مُشتری نبود۔ ڈاکو کا کام لوٹ مار ہے نہ کہ خریداری اگر وہ اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرے تو اس میں کوئی مکاری ہو گی۔ چیزے اندر کدو داشتن۔ دل میں کوئی بات چھپانا۔

[3] فصلِ دگر۔ دوسری مرتبہ۔ نمد۔ صرف پشم کا کپڑا جو عموماً درویش اور مسکین پہنتے تھے۔ من بحجت۔ شیطان پر محض دلائل سے بغیر فضلِ خداوندی غلبہ ممکن نہیں ہے۔ تگ۔ بیگ کا مخفف ہے، سردار، امیر حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ۔ خدا نے آدم کو اسماء کی تعلیم دی۔ تگ۔ دوڑ۔ بے تگست۔ حضرت آدمؑ ہار گئے اور شیطان نے انھیں دھوکا دے دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

از بہشت انداختش بر روئے خاک
اُس نے اُن کو بہشت سے زمین پر پھینک دیا

چوں سمک[1] در شست اُو شد از سماک
وہ بلندی سے مچھلی کی طرح اُس کے کانٹے میں پھنس گئے

نوحہ اِنَّا ظَلَمْنَا می زدے
اِنَّا ظَلَمْنَا کا رونا روتے تھے

نیست دستان و فسونش را حدے
اُس کے مکر اور منتر کی انتہا نہیں ہے

اندرونِ ہر حدیثِ اُو شرست
اُس کی ہر بات میں شر ہے

صد ہزاراں سحر در وے مضمرست
اُس میں لاکھوں جادو پوشیدہ ہیں

مردیِ مرداں بہ بندد در نفس
ایک پھونک میں بہادروں کی بہادری کو باندھ دیتا ہے

در زن و در مرد افروزد ہوس
مرد و زن میں ہوس بھڑکا دیتا ہے

اے بلیسِ خلق سوزِ فتنہ جُو
اے شیطان مخلوق کو تباہ کرنے والے فتنین!

بر چیم[2] بیدار کردی راست گو
سچ بتا تو نے مجھے کیوں جگایا؟

زانکہ حیلت در نگنجد با منے
اسلئے کہ تیری حیلہ بازی مجھ میں اثر نہیں کر سکتی ہے

ہیں غرض را در میاں نہ بے فنے
خبردار! بغیر مکاری کے مقصد بتادے

باز تقریرِ ابلیس تلبیسِ خود را با امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی مکاری کی دوبارہ تقریر کرنا

گفت ہر مردے کہ باشد بدگماں
بولا، جو شخص بدگمان ہو

نشنود اُو راست را با صد نشاں
وہ سو علامتوں والی سچی بات بھی نہیں سنتا ہے

ہر دَرونے کہ خیال اندیش شُد
جس کا باطن شکی ہو

چوں دلیل آری خیالش بیش شُد
جب تو دلیل بیان کریگا اُس کا شک اور بڑھیگا

چوں سخن در وے رَود علت شود
جب اُسکے (دل میں) بات جاتی ہے بیماری بنجاتی ہے

تیغِ غازی دُزد را آلت شود
مجاہد کی تلوار چور کا ہتھیار بن جاتی ہے

پس جوابِ اُو سکوتست و سکوں
تو اُس کا جواب خاموشی اور سکوت ہے

ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
بیوقوف سے بات کرنا پاگل پن ہے

توز حق[3] ترس و ز حق جو قطعِ نفس
تو خدا سے ڈر اور نفس کو چھوڑنے کی خدا سے دعا کر

کہ تو از شر ش بماندستی بہ حبس
کیونکہ تو اُسکے شر کی وجہ سے قید خانہ میں ہے

توز من با حق چہ نالی اے سلیم
اے بھولے! تو اللہ سے میرا کیا شکوہ کرتا ہے

تو بنال از شرِ ایں نفسِ لئیم
تو اس لئیم نفس کے شر سے نالہ کر

---

[1] سمک۔ مچھلی۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ سماک۔ چاند کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے، ایک ستارہ ہے، یہاں مُراد بلند مرتبہ ہے۔ اِنَّا ظَلَمْنَا۔ بیشک ہم نے ظلم کیا حضرت آدمؑ نے توبہ کے وقت فرمایا تھا۔ دستاں۔ مکر بمعنی۔ پوشیدہ۔ مردی۔ بڑے بڑے بہادروں کی بہادری کو ایک پھونک میں ختم کر دیتا ہے۔

[2] بر چیم۔ برائے چہ مرا غرض۔ مقصد بے فن۔ بغیر مکاری۔ باصد نشان۔ یعنی سچائی کی سو علامتوں کے باوجود خیال اندیش۔ شکی۔ چوں سخن۔ شکی انسان کو جس قدر سمجھایا جاتا ہے اُس کے شکوک میں اور اضافہ ہوتا ہے اور وہ دلیلوں کا غلط استعمال کرتا ہے جیسا کہ چور کسی غازی کی تلوار چرالے تو اُس سے غلط کام کرتا ہے۔ بس جواب۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

[3] توز حق ترس۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ تمہارا مجھے بُرا سمجھنا تمہارے نفس کا دھوکا ہے اور تم نفس کی قید میں گرفتار ہو اُس سے رہائی کی دعا کرو۔ توز من۔ شیطان حشر میں بھی یہی کہے گا۔ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ۔ پس مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔

666

www.pdfbooksfree.pk

تو خوری[1] حلوا ترا دُمّل شود
تو حلوا کھائے گا تو پھوڑا پیدا ہوگا

تب بگیرد طبعِ تو مختل شود
بخار چڑھے گا طبیعت بگڑ جائے گی

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را
تو بے خطا ابلیس پر لعنت بھیجتا ہے

چوں نہ بینی از خود آں تلبیس را
اپنی جانب سے اِس مکاری کو کیوں نہیں سمجھتا ہے؟

نیست از ابلیس ازتست اے غوی
اے گمراہ! یہ شیطان کیجانب سے نہیں ہے بلکہ تیری جانب سے ہے

کہ چو رُو بہ سُوئے دُنبہ می روی
کیونکہ تو لومڑی کی طرح دُنبہ کیجانب جاتا ہے

چونکہ[2] در سبزہ بہ بینی دُنبہ را
جب تو سبزے میں دُنبہ کو دیکھتا ہے

دام باشد ایں ندانی رُوبہا
اے لومڑی! تو نہیں سمجھا کہ جال ہوگا

زاں ندانی کت زدانش دور کرد
تو اسلئے نہیں سمجھا کہ تجھے عقل سے جدا کر دیا ہے

سیلِ دُنبہ چشمِ عقلت کور کرد
دُنبہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے

حُبُّكَ الْاَشْيَاءَ يُعْمِيكَ وَيُصِمّ
چیزوں کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

نَفْسُكَ السُّوءُ قَدْ جَنَتْ لَا تَخْتَصِمْ
تیرے بُرے نفس نے ظلم کیا ہے۔ نہ جھگڑ

تو مگن بر من منہ کژ مژ مبیں
تو مجھ پر گناہ (کی ذمہ داری) نہ ڈال ترچھی نگاہوں سے نہ دیکھ

من زبد بیزارم واز حرص وکیں
میں بُرائی اور حرص و کینے سے بیزار ہوں

من بدی کردم پشیمانم ہنوز
میں نے بُرائی بھی کی تھی، ابھی تک شرمندہ ہوں

انتظارم تا دے ام گردد تموز
انتظار میں ہوں تاکہ میرا ماگھ ساون بنجائے

ہست کین و حرص از طبائع مختلف
کینہ اور حرص مختلف (عناصر سے بنی ہوئی) طبیعتوں کی

مر مرا کے چار ضد شد مکتنف
مجھے چار مخالف (عنصروں) نے کب گھیرا ہے

ہم[3] امیدے می برم با درد و سوز
میں ابھی درد و سوز کے ساتھ امید رکھتا ہوں

تا کہ کے گردد شبِ دیجور روز
کہ اندھیری رات کب دن بنتی ہے؟

متہم گشتم میانِ خلق من
میں لوگوں میں بدنام ہو گیا ہوں

فعلِ خود بر من نہد ہر مرد و زن
ہر مرد و عورت اپنا کام میرے ذمہ لگاتا ہے

گرگ بیچارہ اگرچہ گرسنہ است
بیچارہ بھیڑیا اگرچہ بھوکا ہے

متہم باشد کہ او در طنطنہ است
(لیکن) بدنام ہوتا ہے کہ وہ اکڑ میں ہے

چونکہ نتواند ز ضعف او راہ رفت
چونکہ وہ کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتا ہے

خلق گوید تخمہ است از قوتِ زفت
لوگ کہتے ہیں کہ موٹی خوراک سے بدہضمی میں ہے

---

[1] تو خوری۔ یہ مولانا کی جانب سے نصیحت ہے کہ انسان شیطان سے تو بچتا ہے لیکن خود اُس کا نفس شیطان سے زیادہ شریر ہے اُسکی طرف سے بے توجہی برتتا ہے بے گنہ۔ "فعلِ بد تو خود کریں لعنت کریں شیطاں پر" غوی۔ گمراہ۔ روبہ۔ لومڑی جو جانوروں کا شکار کرتی ہے۔

[2] چونکہ۔ انسان کا نفس لذتوں کے پیچھے دوڑتا ہے اور انجام کی ہلاکت سے غافل ہوتا ہے میلِ دُنبہ۔ خواہشِ نفس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے۔ لَا تَخْتَصِمْ۔ یعنی نفس سے لڑ دوسرے سے نہ جھگڑ من بدی کردم۔ شیطان کہتا ہے مجھے بدی سے نفرت ہے تھوڑی سی بدی مجھ سے ضرور ہوئی جس سے میں شرمندہ ہوں۔ دَے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ تموز۔ ساون جو بہار کا مہینہ ہے۔ ہست کین۔ یعنی کینہ اور حرص تو عناصرِ اربعہ کی پیداوار ہیں اور میں اِن چار عنصروں سے نہیں بنا ہوں۔

[3] ہم امیدے۔ یعنی میں اُس خطا کی بخشش کا امیدوار ہوں۔ شبِ دیجور۔ اندھیری رات۔ فعلِ خود۔ یعنی اپنا گناہ۔ گرگ۔ مثل مشہور ہے کھائے تو بھیڑیئے کا نام نہ کھائے تو بھیڑیئے کا نام۔ طنطنہ۔ دبدبہ، شان و شوکت۔ چونکہ بھیڑیا بھوک کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں تہمت دھرنیوالے کہتے ہیں موٹا جانور کھا گیا ہے اس

www.pdfbooksfree.pk

باز جستن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقتِ غرض را از ابلیس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شیطان سے مقصد کی حقیقت پھر معلوم کرنا

گفت غیر راستی نرہاندت
(حضرت معاویہؓ نے) فرمایا تجھے سچ کے سوا کچھ نہیں چھڑائیگا

داد سوئے راستی می خواندت
انصاف، تجھے سچائی کی دعوت دیتا ہے

راست گو تا وارہی از چنگِ من
سچ کہدے تاکہ تو میرے چنگل سے چھوٹ جائے

مکر نہ نشاند غبارِ جنگِ من
مکاری میری لڑائی کے غبار کو فرو نہیں کرسکتی ہے

گفت چوں دانی دروغ و راست را
اُس نے کہا آپ جھوٹ اور سچ کو کیسے سمجھ لیں گے؟

اے خیال اندیش و پُر اندیشہا
اے شکی اور توہمات سے بھرے ہوئے

گفت پیغمبر نشانے دادہ است
اُنھوں نے فرمایا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علامت بتادی ہے

قلب و نیکو را محک بنہادہ است
کھوٹے اور کھرے کی کسوٹی متعین کردی ہے

گفتہ است اَلْکِذْبُ رَیْبٌ فِی الْقُلُوْب
فرمایا ہے جھوٹ دلوں میں شک (پیدا کرنیوالا ہے)

باز اَلصِّدْقُ طَمَانِیْنٌ وَطَرُوْب
پھر (فرمایا) سچ اطمینان و خوشی (پیدا کرتا ہے)

دل[2] نیارامد ز گفتارِ دروغ
جھوٹی بات سے دل کو سکون نہیں ملتا ہے

آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ
پانی اور تیل روشنی کو نہیں بڑھاتا ہے

در حدیثِ راست آرامِ دلست
سچی بات میں دل کا سکون ہے

راستی ہا دانۂ دامِ دلست
سچائیاں دل کے جال کا دانہ ہیں

دل مگر رنجور باشد بد دہاں
مگر وہ دل جو بیمار ہو اور اُسکے مُنھ کا ذائقہ خراب ہو

کو نداند چاشنیِ این و آن
کیونکہ وہ اِسکے اور اُسکے مزے کو نہیں سمجھتا ہے

چوں[3] شود از رنج و علت دل سلیم
جب دل تکلیف اور بیماری سے محفوظ ہوجائے

طعمِ صدق و کذب را باشد علیم
تو وہ سچ اور جھوٹ کے مزے سے واقف ہوتا ہے

حرصِ آدمؑ چوں سوئے گندم فزود
(حضرت) آدمؑ کی حرص جب گیہوں کیطرف بڑھی

از دلِ آدمؑ سلیمی را ربود
(حضرت) آدمؑ کے دل سے سلامتی کو اُٹھا لے گئی

پس دروغ و عشوہ[4] ات را گوش کرد
تو تیرے جھوٹ اور مکر کو سُن لیا

غرّہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد
فریب کھا گئے، اور قاتل زہر پی لیا

گندم از کثرت دم ندانست آں نفس
اُسوقت وہ گیہوں اور بھوسی میں امتیاز نہ کرسکے

می برد تمییز از مستِ ہوس
(ہوس) ہوس سے مدہوشی کی تمیز کو زائل کردیتی ہے

---

[1] داد۔ یعنی انصاف کا تقاضہ ہے کہ تو سچ بتادے۔ گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ اگر میں سچ بات کہونگا تو آپ کیسے سمجھ لیں گے کہ وہ سچ ہے جبکہ آپ شکوک میں مبتلا ہیں۔ گفت۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ سچ اور جھوٹ کی علامتیں آنحضورؐ نے بتادی ہیں۔ اَلْکِذْبُ۔ یعنی جھوٹی بات سُن کر مومن کا دل مطمئن نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں خلجان پیدا ہوتا ہے۔ اَلصِّدْقُ۔ سچی بات سُن کر مومن کا دل مطمئن ہوجاتا ہے۔

[2] دل نیارامد۔ مومن کا قلب جھوٹ سے مطمئن نہیں ہوتا جس طرح کہ چراغ پانی ملے ہوئے تیل سے روشن نہیں ہوتا ہے۔ دانہ۔ جس طرح پرند دانے پر لپکتا ہے اسی طرح مومن کا دل سچائی کی طرف لپکتا ہے۔ دل مگر۔ لیکن یہ علامت مومن کے دل کے لئے ہے اگر کسی کا دل گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو اُس کیلئے یہ علامت نہیں ہے۔

[3] چوں شود۔ جب دل امراض سے خالی ہو تب اُس کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ حرص۔ چونکہ حضرت آدمؑ میں گیہوں کھانے کی حرص پیدا ہوگئی تھی لہٰذا وہ شیطان کے جھوٹ کو نہ پہچان سکے اور دھوکا کھا گئے۔ زہرِ قاتل۔ یعنی گیہوں۔

669

www.pdfbooksfree.pk

خَلق[1] مست آرزو اند و ہَوا — زاں پذیرا اند دستانِ تُرا
لوگ تمنا اور حرص سے مست ہیں — اِس لئے تیرے مکر کو قبول کرلینے والے ہیں

ہر کہ خود را از ہَوا خُو باز کرد — گوشِ خود را آشنائے راز کرد
جس نے اپنے آپ کو حرص کی خصلت سے چھڑا لیا — اُس نے اپنے کان کو راز سے آشنا کر لیا

ہمچناں کہ در حکایت گفتہ اند — بشنو آنرا تا کُشاید بستہ بند
جس طرح لوگوں نے حکایت میں بیان کیا ہے — اُس کو سُن لے تاکہ گرہ کھل جائے

شکایتِ قاضی از آفتِ قضا و جوابِ نائبِ اُو

قاضی کا قضیات کی مصیبت کا شکوہ کرنا اور اُس کے نائب کا جواب

قاضئے بنشاندند اُو می گریست — گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست
لوگوں نے ایک قاضی کو مسند نشین کیا وہ رونے لگا — نائب نے کہا اے قاضی! رونا کس چیز کا ہے

ایں[2] نہ وقتِ گریہ و فریاد تُست — وقتِ شادی و مبارکباد تُست
یہ رونے اور چیخنے کا وقت نہیں ہے — تیری خوشی اور مبارکباد کا وقت ہے

گفت آہ چوں حُکم راند بیدلے — درمیانِ آں دو[2] عالِم جاہلے
اُس نے کہا ہائے! ایک ناواقف اس طرح فیصلہ کرے — ایک نادان دو جانکاروں کے درمیان؟

آں دو خصم از واقعہ خود واقف اند — قاضئے مسکیں چہ داند زاں دو[2] بند
وہ دونوں فریق اپنے واقعہ سے واقف ہیں — دو بندشوں (جہل اور غفلت) کیوجہ قاضی بیچارہ کیا جانے

جاہل ست و غافل ست از حالِ شاں — چوں رَود در خونِ شان و مالِ شاں
وہ اُن کی حالت سے جاہل ہے اور غافل ہے — وہ اُن کی جان اور مال میں کیسے مداخلت کرے؟

گفت[3] خصماں عالِم اند و عِلتی — جاہلی تو لیک شمعِ مِلتی
اُس (نائب) نے کہا دونوں فریق واقف ہیں اور غرضی ہیں — آپ ناواقف ہیں لیکن ملت کی شمع ہیں

زانکہ تو عِلت نداری درمیاں — آں فراغت ہست نورِ دیدگاں
کیونکہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہیں ہے — (غرض سے) خالی ہونا آنکھوں کی روشنی ہے

واں دو[2] عالِم را غرض شاں کور کرد — عِلمِ شاں را عِلّت اندر گور کرد
اُن دونوں واقف کاروں کو اُنکی غرض نے اندھا — اُن کے علم کو غرض نے دفن کر دیا ہے

جہل را بے عِلتی عالِم کند — عِلم را عِلت کژ و ظالم کند
بے غرضی ناواقفیت کو علم والا بنا دیتی ہے — غرض علم کو کج اور ظالم بنا دیتی ہے

---

[1] خلق۔ چونکہ عام لوگ حرص و ہوا کے مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا شیطان کی جھوٹی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ دستاں۔ مکر۔ ہوا خو۔ یعنی خوئے حرص۔ راز۔ یعنی معرفتِ خداوندی کے راز۔ حکایت۔ اِس حکایت کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اگر انسان ہوا و ہوس سے پاک ہو تو ہی توکل اور جھوٹ میں امتیاز کر لیتا ہے۔

[2] ایں۔ یعنی قاضی بننے پر رونے کا موقع نہیں ہے یہ تو مبارکباد کا وقت ہے۔ بیدل۔ متردد۔ دو عالم۔ یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں دعوے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ زاں دو بند۔ یعنی جہل اور غفلت جس کا آئندہ شعر میں بیان ہے۔

[3] گفت۔ نائب قاضی نے کہا کہ فریقین اگرچہ معاملہ کو جانتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں خود غرضی سما گئی ہے۔ زانکہ۔ انسان کی بے غرضی معاملہ کو واضح کر دیتی ہے، جہل را بے غرضی اور خلوص جہل کو علم سے بدل دیتے ہیں اور خود غرضی عالم کو جاہل بنا دیتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

تا تو رشوت نستدی ببیندہ — چوں طمع کردی ضریر و بندہ

جب تک تو رشوت نہ لے تو بینا ہے — جب تو نے لالچ کیا تو اندھا اور (نفس کا) غلام ہو

از ہوا من خوی را واکردہ ام — لقمہائے شہوتی کم خوردہ ام

میں نے عادت کو ہوس سے علیحدہ کر لیا ہے — میں نے شہوت (نفس) کے لقمے نہیں کھائے ہیں

چاشنی گیرِ دلم شد با فروغ — راست را داند حقیقت از دروغ

میرا (معارف کا) ذوق رکھنے والا دل روشن ہو گیا ہے — سچ کی حقیقت جھوٹ سے جدا کر لیتا ہے

باقرار آوردنِ حضرت معاویہؓ ابلیس را کہ چرا بیدار کردی

حضرت معاویہؓ کا شیطان سے اقرار کرا لینا کہ اس نے کیوں جگایا ہے

اے سگِ ملعوں جوابِ من بگو — راست گو و در دروغے رہ مجو

اے ملعون کتے! میرا جواب دے — سچ کہہ اور جھوٹ کا راستہ تلاش نہ کر

تو چرا بیدار کردی مر مرا — دشمنِ[2] بیدار ریستی اے دغا

تو نے مجھے کیوں جگایا؟ — اے (مجسم) دھوکے! تو بیداری کا دشمن ہے

ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری — ہمچو خمرے عقل و دانش رابری

تو خشخاش کی طرح مجسم خواب آور ہے — شراب کی طرح عقل اور سمجھ کو زائل کر دیتا ہے

چار میخت کردہ ام ہیں راست گو — راست را دانم تو جیلتہا مجو

میں نے تجھے شکنجہ میں کس لیا ہے، سچ کہدے — میں سچ کو پہچان لوں گا تو بہانے نہ بنا

من ز ہر کس آں طمع دارم کہ او — صاحبِ آں باشد اندر طبع و خو

میں ہر آدمی سے وہی توقع رکھتا ہوں — جسکا وہ طبیعت اور عادت میں مالک ہے

من[3] ز سرکہ می نجویم شکّری — ہر مخنّث را نہ گیرم لشکری

میں سرکہ میں مٹھاس نہیں تلاش کرتا ہوں — میں کسی ہیجڑے کو سپاہی نہیں بناتا ہوں

ہمچو گبراں می نجویم از بتے — کہ بود حق یا ز حق او آیتے

میں کافروں کیطرح بت میں جستجو نہیں کرتا ہوں — کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی ہو

من ز سرگیں می نجویم بوئے مشک — من در آبِ جو نجویم خشتِ خشک

میں گوبر میں مشک کی خوشبو نہیں تلاش کرتا ہوں — میں پانی میں سوکھی اینٹ نہیں تلاش کرتا ہوں

من نجویم پاسبانی را ز دزد — کار ناکردہ نجویم ہیچ مزد

میں چور سے چوکیداری نہیں چاہتا ہوں — کام کئے بغیر میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

---

۱ تا تو: نائب نے قاضی سے کہا جب تک تو رشوت نہ لیگا حقیقت کو دیکھے گا ورنہ نہ دیکھ سکیگا۔ از ہوائے۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے ہوا و ہوس کو چھوڑ دیا ہے اور خواہشاتِ نفسانی کی غذا ترک کر دی ہے لہٰذا میرے دل میں ایسی روشنی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کر لیتا ہے تو میں جان لونگا کہ تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ جوابِ من یعنی اس بات کا جواب کہ تو نے مجھے کیوں جگایا ہے

۲ دشمن۔ شیطان کا کام ہے کہ وہ خوابِ غفلت میں مبتلا رکھے بیشناش۔ خود بھی خواب آور ہے اور اسی کے پودے کے ڈوڈے سے افیون بنتی ہے جو خواب آور ہے۔ چار میخ۔ ایک قسم کی سزا ہے جس میں لٹا کر چاروں ہاتھ پیر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ من ز ہر کس۔ میں ہر شخص کو پہچان لیتا ہوں اور اس سے اسی کام کی توقع رکھتا ہوں جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔

۳ من ز سرکہ۔ سرکہ کی طبیعت میں کٹاس ہے اس سے مٹھاس کی توقع کرنا غلط ہے۔ مخنث۔ ہیجڑے سے بہادری کی توقع غلط ہے۔ بت۔ بت سے یہ توقع کرنا کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی یہ بھی غلط ہے۔ دزد۔ چور سے چوکیداری کی توقع غلط ہے۔

669 670

www.pdfbooksfree.pk

مَن[1] ز شیطاں ایں نجویم کوست غیر
میں شیطان سے یہ آمید نہیں رکھتا، کیونکہ وہ غیر ہے

کو مرا بیدار گرداند بخیر
کہ وہ مجھے بھلائی کے لئے جگائے

راست گفتنِ ابلیس ضمیرِ خود را با حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

شیطان کا امیر معاویہ رضؓ سے دل کی بات سچ کہہ دینا

گفت بسیار آں بلیس از مکر و عُذر
شیطان نے مکر اور عذر کی بہت باتیں کیں

میر از و نشنید کرد استیز و نکر
امیر (المومنین) نے نہ سُنیں، جھگڑا اور انکار کیا

از بُنِ دنداں بگفتش بہر آں
اُن سے عاجزی سے اُس نے کہا، اِس لئے

کردمت بیدار میداں اے فلاں
سمجھ لیجئے، میں نے آپکو بیدار کیا ہے، اے فلاں

تا رسی اندر جماعت در نماز
تاکہ آپ نماز باجماعت میں شریک ہو جائیں

از پئے پیغمبرِ دولت فراز
پیغمبر بلند دولت کی سُنّت کے لئے

گر نماز از وقت رفتے، مر ترا
اگر نماز وقت سے گذر جاتی تو آپ کے لئے

ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا
یہ دنیا، بے رونق، اندھیری ہو جاتی

از غبین[2] و درد رفتے اشکہا
نقصان اور درد کے آنسو بہتے

از دو چشمِ اُو مثالِ مشکہا
اِن کی دونوں آنکھوں سے مشکوں کی طرح

ذوق دارد ہر کسے در طاعتے
ہر شخص ایک عبادت کا ذوق رکھتا ہے

لاجرم شکیبد از وے ساعتے
لامحالہ تھوڑی دیر بھی اُس سے صبر نہیں کر سکتا ہے

از غبین و درد بودے صد نماز
وہ نقصان اور درد تو سو نمازیں بن جاتا

کو نماز و کو فروغِ آں نیاز
کجا نماز اور کجا اُس عاجزی کا نور

فضیلت[3] حسرت خوردنِ آں شخص بر فوتِ نمازِ جماعت

نماز باجماعت کے فوت ہو جانے پر اُس شخص کے افسوس کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد دروں
ایک شخص مسجد میں جا رہا تھا

مردم از مسجد ہمی آمد بروں
لوگ مسجد سے باہر نکل رہے تھے

گشت پُرساں کہ جماعت را چہ بود
اُس نے دریافت کیا کہ جماعت کا کیا ہوا؟

کہ ز مسجد می بروں آیند زود
کہ لوگ مسجد سے جلدی سے باہر آ رہے ہیں

آں یکے گفتش کہ پیغمبر نماز
ایک شخص نے اُس سے کہا کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز

باجماعت کرد و فارغ شد ز راز
باجماعت ادا کر دی اور دعا سے فارغ ہو گئے

[1] من ز شیطان۔ شیطان کی طبیعت میں خیر نہیں ہے لہٰذا اُس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ خیر کے لئے جگائے گا بالکل غلط ہے۔ ضمیر۔ یعنی دل کی پوشیدہ بات۔ میر۔ یعنی امیر المومنین معاویہ رضؓ۔ از بُنِ دنداں گفتن۔ گڑگڑا کر کہنا۔ پئے۔ پیروی سُنّت۔ گر نماز۔ یعنی جماعت چھوٹ جاتی۔

[2] غبین۔ نقصان، ٹوٹا۔ درد۔ یعنی جماعت کے فوت ہو جانے کا درد۔ ذوق۔ حضرت امیر معاویہ رضؓ کو نماز باجماعت کا بہت ذوق تھا۔ آں غبین۔ شیطان نے مجبور ہو کر جگانے کا صحیح سبب بتا دیا کہ جماعت فوت ہونے پر جو اُن کو صدمہ ہوتا اور اُس پر روتے اُس کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب کے مستحق ہو جاتے اِس لئے اُس سے محروم کرنے کے لئے جگایا تھا۔

[3] فضیلت۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کے فوت ہو جانے سے جو ایک عابد کو افسوس ہوتا ہے اُس کی بہت بڑی قدر و قیمت ہے۔ گشت پرساں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جلدی سے مسجد سے کیوں نکل رہے ہیں جماعت کا کیا ہوا۔ آں یکے۔ یعنی نماز پڑھ کر نکلنے والوں میں سے کسی نے اُس سے کہا حضورؐ تو جماعت ختم کر کے دعا سے بھی فارغ ہو گئے ہیں۔ راز۔ یعنی نماز کے بعد کی خفیہ دعا۔

www.pdfbooksfree.pk

تو کجا در می روی اے مردِ خام[1]
اے ناقص! تو کہاں اندر جاتا ہے

گفت آہ و درد زاں آمد بروں
اُس نے آہ کہا اور اُس آہ سے درد ظاہر ہوا

آں یکے گفتا بدہ ایں آہ را
ایک شخص نے اُس سے کہا یہ آہ دے دے

گفت دادم آہ پذرفتم نماز
اُس نے کہا میں نے آہ دیدی، نماز قبول کرلی

بانیاز و با تضرّع باز گشت
وہ عاجزی اور تضرّع کے ساتھ لوٹا

شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے[2]
ایک غیبی آواز نے خواب میں اُس سے کہا

حُرمت ایں اختیار و ایں دخول
اِس پسندیدگی اور مداخلت کے احترام کی وجہ سے

چوں پیمبر باز داد آخر سلام
جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخری سلام پھیر دیا

آہِ اُو می داد از دل بوئے خوں
اُس کی آہ نے دل کے خون کی بُو دی

دیں نمازِ من ترا باد اعطا
اور یہ میری نماز تیرے لئے ہے

اُو ستد آں آہ را با صد نیاز
اُسنے وہ آہ لے لی جو سینکڑوں عاجزیوں کیساتھ تھی

باز بود و در پئے شہباز رفت
باز تھا اور بعد میں شہباز (ہو کر) لوٹا

کہ خریدی آبِ حیوان و شفے
کہ تو نے آبِ حیات اور شفا خرید لی

شد نمازِ جملۂ خلقاں قبول
تمام لوگوں کی نماز قبول ہوگئی

تتمۂ اقرارِ ابلیس با حضرت معاویہؓ مکر و فریب خود را

شیطان کا حضرت امیر معاویہ رضؓ سے اپنے مکر و فریب کے اقرار کرنے کا تتمہ

پس عوازیلش بگفت اے میرِ راد
اِس کے بعد شیطان نے کہا، اے دانا امیر!

مکرِ خود اندر میاں باید نہاد
(مجھے) اپنا مکر بیان کر دینا چاہیئے

گر نمازت[3] فوت می شد آں زماں
اگر اُس وقت آپ کی نماز فوت ہوجاتی

می زدی از دردِ دل آہ و فغاں
تو آپ دل کے درد کیساتھ آہ و فغاں کرتے

آں تاسّف و آں فغان و آں نیاز
وہ افسوس کرنا، اور وہ فریاد اور وہ عاجزی

در گذشتے از دو صد رکعت نماز
نماز کی دو سو رکعتوں سے بڑھ جاتی

من ترا بیدار کردم از نہیب
میں نے (اِس) خوف سے آپ کو جگا دیا

تا نسوزاند چناں آہے حجیب
تاکہ ایسی آہ پردے کو نہ جلا دے

تا چناں آہے نباشد مر ترا
تاکہ ایسی آہ تمہیں حاصل نہ ہو جائے

تا بداں راہے نباشد مر ترا
تاکہ اُس آہ تک تمہاری رسائی نہ ہو

---

[1] مردِ خام - ناتجربہ کار۔ باز داد آخر سلام - آخری سلام پھیر چکے۔ گفت - اُس جماعت سے محروم نمازی نے ایسی آہ بھری جس میں درد تھا اور دل کے خون کی بو آرہی تھی۔ آں یکے - جو شخص جماعت کی نماز پڑھ چکا تھا اُس نے کہا میں اپنی نماز کا ثواب تمہیں دیتا ہوں تم اپنی اس آہ کے عوض مجھے عطا کردو۔ با صد نیاز - اس کا تعلق رشکِ فضل سے بھی ہوسکتا ہے اور آہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ باز بود - یعنی قربِ الٰہی میں پہلے مرتبہ سے بڑھ گیا۔

[2] ہاتف - فرشتۂ غیبی جو پکارے اور نظر نہ آئے شفے - شفا کا مال ہے۔ اختیار چننا یعنی تم نے نماز اور آہ میں جو آہ کو چنا۔ دخول - یعنی نماز اور آہ کے معاملہ میں داخل ہونا عزازیل - شیطان کا نام ہے۔ میرِ راد - دانا سردار۔

[3] گر نمازت - شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا اگر تمہاری نماز فوت ہوجاتی تو تم دل کے درد کے ساتھ آہ کرتے۔ آں تاسّف - نماز کے فوت ہونے پر آپ جو افسوس اور فریاد اور عاجزی کرتے وہ دو سو نفلوں سے بھی بڑھ جاتی۔ نہیب - خوف۔ حجیب - یعنی قربِ الٰہی کا وہ پردہ جو ابھی تک حائل ہے۔

672

www.pdfbooksfree.pk

من حسودم[1] از حسد کردم چنیں
میں تو حاسد ہوں میں نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا

من عدوّم کارِ من مکر ست و کیں
میں تو دشمن ہوں میرا کام مکاری اور کینہ وری ہے

مکرِ من دیدی مباش ایمن زمن
آپ نے میرا مکر دیکھ لیا مجھ سے مطمئن نہ ہو جیئے

تا شوی صدرِ جہاں اندر زمن
تاکہ آپ زمانے میں عالم کے صدر بن جائیں

جواب گفتنِ امیر المومنین امیر معاویہ رضؓ ابلیس را بعد از اعتراف

اقرار کے بعد امیر المومنین معاویہ رضؓ کا جواب دینا

گفت اکنوں راست گفتی صادقی
(امیر معاویہؓ نے) فرمایا تو نے اب سچ کہا تو سچا ہے

از تو ایں آید تو ایں را لائقی
تجھ سے یہی آتا ہے، تو اسی کے لائق ہے

عنکبوتی تو مگس داری شکار
تو مکڑی ہے تو مکھی کا شکار کرتا ہے

من نیم اے سگ مگس زحمت میار
اے کتے! میں مکھی نہیں ہوں تکلیف نہ اٹھا

بازِ اسپیدم[2] شکارم شہ کند
میں سفید باز ہوں، میرا شکار شاہ کرتا ہے

عنکبوتے کے بگردِ من تند
مکڑی میرا پکڑ کب کاٹے گی

کارِ تو این ست اے دُزدِ لعیں
اے ملعون چور! تیرا یہی کام ہے

سوئے دُوغ آری مگس از انگبیں
مکھی کو شہد سے ہٹا کر چھاچھ پر لاتا ہے

رو مگس می گیر تا مانی ہلا
خبردار! جب تک تو کر سکے مکھی پکڑ

سوئے دُوغے زن مگسہا را صلا
مکھیوں کو چھاچھ کی طرف بُلا

ور بخوانی تو بسوئے انگبیں
اگر تو شہد کی طرف بُلائے گا

ہم دروغ و دُوغ باشد آں یقیں
یقیناً وہ بھی جھوٹ اور چھاچھ ہوگا

تو مرا بیدار کردی از خواب[3] بود
تو نے مجھے جگایا (لیکن جگانا) نیند تھا

تو نمودی کشتی آں گر داب بود
تو نے کشتی دکھائی وہ بھنور تھا

تو مرا در خیر زاں می خواندئ
تو نے مجھے بھلائی کی طرف اس لئے بُلایا

تا مرا از خیر بہتر راندئ
تاکہ مجھے بہتر خیر سے ہٹا دے

فوت شدنِ دُزد با آواز دادنِ آں شخص صاحب خانہ را

چور کا بھاگ نکلنا ایک شخص کے پکارنے کی وجہ سے گھر کے اس مالک کو

کہ نزدیک شدہ بود کہ دُزد را دریابد

جو قریب تھا کہ وہ چور کو پکڑ لے

---

[1] من حسودم۔ لہٰذا میرا سارا کام حسد پر مبنی تھا۔ مکرِ من۔ یعنی نماز کیلئے جگانا۔ ایمن مطمئن۔ زمن۔ زمانہ۔ اِصرار۔ اقرار۔ ایں آید یعنی گمراہ کرنا اور ثواب سے محروم کرنا۔ عنکبوت۔ مکڑی جو کمینوں کا شکار کرتی ہے۔

[2] من نیم۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنی اے شیطان میرے مخلص بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔

[3] باز اسپید۔ سفید باز نایاب قیمتی ہوتا ہے۔ شہ۔ باز کو شاہ پھاندتے ہیں۔ سوئے دوغ۔ یعنی شیطان کا کام اچھائی سے ہٹا کر برائی کی طرف لانا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت دینا۔ انگبیں۔ یعنی جس کو تو شہد بتائیگا وہ چھاچھ ہوگی۔

[4] خواب بود۔ چونکہ بیدار کرنے میں ثواب سے محروم کیا تو یہ بیدار کرنا دراصل سُلانا تھا جو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔ کشتی۔ یعنی تو نے جو بھلائی دکھائی وہ تباہی تھی۔ فوت شدن۔ یہ قصہ نقل کر کے بھی یہ بتانا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کی تہ میں شرارت ہوتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں[1] بداں ماند کہ شخصے دُزد دید
یہ اس طرح کی بات ہے کہ ایک شخص نے چور کو دیکھا

در دُوِ شتاق اندر پئے اُو می دَوید
گھر میں (اور) وہ اُس کے پیچھے دوڑنے لگا

تا دو سہ میداں دوید اندر پئش
دو تین میدانوں تک اُس کے پیچھے دوڑا

تا در افگند از تعب اندر خوئش
یہانتک کہ مشقت سے اُس (چور) کو پسینہ میں ڈبو دیا

اندراں حملہ کہ نزدیک آمدش
اُس حملہ کے دوران کہ وہ اُس کے نزدیک پہنچا

تا بدو اندر جہد دریابدش
یہاں تک کہ ایک جست میں اُس کو پکڑ لے

دُزدِ دیگر بانگ کردش کہ بیا
دوسرے چور نے اُس کو پکارا کہ آ

تا بہ بینی ایں علاماتِ بلا
تاکہ تو مصیبت کی اِن علامتوں کو دیکھ لے

زود باش و باز گرد اے مردِ کار
جلدی کر، واپس آ، اے کام کے دھنی!

تا بہ بینی حالِ ایں جا زار زار
تاکہ تو یہاں کا حالِ زار دیکھ لے

چوں شنید ایں مَرد گشت اندیشہ ناک
جب اُس شخص نے سُنا فکر میں پڑ گیا

گفت باخود کُشتہ گیر ایں جا مہ چاک
اپنے آپ سے بولا اِس مرتے کو مُردہ سمجھ

گفت باشد کاں طرف دُزدے بُود
(اور) کہنے لگا ہو سکتا ہے کہ اُس طرف چور ہو

گر نہ گردم زود زاں بر من دَوَد
اگر میں جلد واپس نہ ہوا تو وہ مجھ پر حملہ کر دیگا

بر زَنَ[2] و فرزندِ من دستے زند
میرے بیوی اور بچوں پر ہاتھ مار دے

کُشتنِ ایں دُزد سودم کے کند
پھر مجھے اِس چور کو مار ڈالنا کب فائدہ دیگا؟

ایں مسلماں از کرم می خوانَدم
یہ مسلمان مہربانی سے مجھے بُلاتا ہے

گر نگردم زود پیشِ آید ندَم
اگر میں جلد نہ لوٹوں تو ندامت کا سامنا ہوگا

بر امیدِ شفقتِ آں نیک خواہ
اُس خیر خواہ کی شفقت کی امید کی بنا پر

دُزد را بگذاشت باز آمد براہ
چور کو چھوڑ دیا اور راستہ سے لوٹ آیا

گفت[3] اے یارِ نکو احوال چیست
کہا اے اچھے دوست! کیا احوال ہیں؟

ایں فغان و بانگِ تو از دستِ کیست
یہ تیری چیخ و پکار کس کی وجہ سے ہے؟

گفت اینک بیں نشانِ پائے دُزد
اُسنے کہا یہ ہیں چور کے پاؤں کے نشان دیکھ لے

ایں طرف رفت ست دُزدِ زن بمرد
بھڑوا، چور اِس طرف گیا ہے

نِک نشانِ پائے دُزدِ قلتباں
دَیوث چور کے پاؤں کا نشان یہ ہے

در پئے اُو رو بدیں نقش و نشاں
اِس علامت اور نشان کے ذریعہ اُسکا پیچھا کر

[1] ایں۔ یعنی شیطان کا نماز کے لئے جگانا۔ دُوِ شتاق۔ گھر۔ تا در افگند۔ گھر کے مالک نے چور کو دوڑا کر تھکا دیا۔ اندراں۔ اب اسقدر قریب ہو گیا تھا کہ ایک حملہ میں اُس چور کو پکڑ لے۔ بیا۔ یعنی مالک کو جو چور کے پیچھے بھاگ رہا تھا پکارا گفت باخود۔ پکارنے والے چور کی آواز سُنکر دل میں کہنے لگا۔ کشتہ گیر۔ مُردہ سمجھ لے۔ جا مہ چاک۔ مردہ یعنی وہ چور جس کے پیچھے یہ بھاگ رہا تھا۔ آں طرف۔ جدھر سے آواز آئی ہے۔ بر من دود۔ مجھ پر حملہ کر دے۔

[2] بر زَن۔ یعنی جس طرف وہ پکارنے والا بکار رہا ہے وہاں کوئی دوسرا چور ہو جو مال بچوں پر حملہ کر دے تو اُس چور کو مار ڈالنے سے بھی مجھے کیا ملیگا۔ ندم۔ یعنی مال بچوں سے غفلت برتنے کی ندامت۔ نیک خواہ یعنی پکارنے والا۔

[3] گفت۔ یعنی مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ گفت اینک۔ پکارنے والے نے کہا۔ زن بمرد۔ وہ شخص جو بیوی کی نا کی کمائی کھائے۔ قلتبان۔ دَیوث۔ در پئے او۔ یعنی چور کے پیچھے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] اے ابلہ چہ میگوئی مرا
من گرفتہ بودم آخر دُزدرا

اُس نے کہا اے بیوقوف! مجھ سے کیا کہتا ہے؟ میں نے تو چور کو پکڑ ہی لیا تھا

دُزدرا از بانگِ تو بگذاشتم
من تو خرّرا آدمی پنداشتم

تیری پکار کی وجہ سے میں نے چور کو چھوڑ دیا میں نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا

ایں چہ ژاژست و چہ ہرزہ اے فلاں
من حقیقت یافتم چہ بُود نشاں

اے فلاں! یہ کیا بکواس اور بیہودگی ہے میں نے اصل کو پکڑ لیا تھا علامت کیا ہوتی ہے؟

گفت من از حق نشانت میدہم
ایں نشانست از حقیقت آگہم

اُس نے کہا میں تجھے صحیح علامت بتا رہا ہوں یہ نشانات ہیں میں حقیقت سے واقف ہوں

گفت طرّاری تو یا خود ابلہی
بلکہ تو دُزدی و زیں حال آگہی

اُس نے کہا تو گرہ کٹ ہے یا پاگل ہے بلکہ تو چور ہے اور اُس حالت سے واقف ہے

خصمِ[2] خود را می کشیدم مُو کشاں
تو رہانیدی وُرا کاینک نشاں

میں اپنے دشمن کو بال پکڑ کر گھسیٹتا تونے اُس کو چھڑا دیا کہ یہ نشان ہے

توجہت گو من بروئم از جہات
در وصال آیات کو یا بیّنات

توسبب کی بات کرتا ہے میں اسباب سے آگے ہوں وصال (کی صورت) میں نشانیاں اور دلائل کہاں؟

صُنع بیند مردِ محجوب از صفات
در صفات آنست کو گم کرد ذات

افعال وہ دیکھتا ہے جو صفات سے حجاب میں ہو صفات میں وہ (مقیّد) ہے جسنے ذات کو گم کر دیا ہو

واصلاں چوں غرقِ ذات اند اے پسر
کے کُنند اندر صفاتِ او نظر

اے صاحبزادے! واصلین جبکہ ذات میں مستغرق ہیں وہ اُس کی صفات پر کب نظر کرتے ہیں؟

چونکہ اندر قعرِ جو باشد سرت
کے برنگِ آب اُفتد منظرت

جبکہ تیرا سر نہر کی تہ میں ہو پانی کے رنگ پر تیری نظر کب پڑتی ہے؟

در[3] برنگِ آب باز آئی ز قعر
پس پلاسے بستدی دادی تو شعر

اگر تو (دریا کی) تہہ سے پانی کے رنگ پر واپس آجائے تو تونے ٹاٹ لے لیا (اور) پشمینہ دے دیا

طاعتِ عامّہ گناہِ خاصگاں
وصلتِ عامہ حجابِ خاص داں

عوام کی اطاعت خاصانِ (خدا) کا گناہ ہے عوام کا وصال، خواص کا پردہ سمجھ

حکایت وزیر یکہ پادشاہ اُورا از وزارت معزول کرد و بُود و محتسبی داد

بادشاہ کے اُس وزیر کا قصہ جس کو بادشاہ نے وزارت سے معزول کرکے کوتوالی دے دی

---

[1] گفت اے ابلہ۔ مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ من تو خرّرا۔ یعنی تو گدھا ہے میں نے تجھے آدمی سمجھ لیا۔ ژاژ۔ بکواس ہرزہ۔ بیہودہ بات۔ حقیقت یعنی اصل چور۔ نشان۔ یعنی نشانِ قدم۔ طرّاری تو۔ جیب تراش ہے۔ دُزدی۔ یعنی تو اُس چور کا شریکِ کار چور ہے۔

[2] خصمِ خود۔ مالک نے کہا تونے یہ کہہ کر اُسے چھڑا دیا کہ چور کی نشانی دیکھ لے۔ توجہت گو۔ جبکہ میں اصل مقصد تک پہنچ چکا تھا تو مقصد کے اسباب اور وجوہ بتا رہا تھا۔ صنع۔ سالک پر افعال کی تجلّی پڑتی ہے، پھر صفات کی، پھر ذات کی، جب سالک صفات کی تجلّی سے محروم ہوتا ہے تو افعال کی تجلّی میں لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلّی کے بعد افعال کی تجلّی سے قطع نظر کر لیتا ہے اور جبکہ اس کو ذات کی تجلّی حاصل ہو جاتی ہے تو اسکو صفات کی تجلّی کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ واصلاں۔ واصل بحق ذات کی تجلّی میں مستغرق رہتے ہیں چونکہ۔ اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کی تہ میں پہنچ جائے تو پانی کا رنگ اُسکے پیشِ نظر نہیں رہتا ہے

[3] در برنگِ آب۔ اگر کوئی ذات کی تجلّی کے بعد صفات کی تجلّی میں مستغرق ہو جائے تو وہ ایک اونچے مرتبہ سے گر کر ادنیٰ مرتبہ میں آگیا۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ شعر۔ پشمینہ۔ طاعتِ عامہ مشہور مقولہ ہے "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" عام لوگوں کی نیکیاں مقربین کیلئے بمنزلہ گناہ ہیں مثلاً

675

www.pdfbooksfree.pk

گر وزیرے را کُند شہ مُحتسِب[1]
اگر بادشاہ کسی وزیر کو کوتوال بنا دے

شہ عَدُوّ اُو بُوَد نبُوَد مُحِب
تو بادشاہ اُس کا دشمن ہوگا دوست نہ ہوگا

ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر
اُس وزیر نے کوئی خطا کی ہوگی

بے سبب نبُوَد تغیّر ناگزیر
لازمی تغیّر بے وجہ نہیں ہوتا ہے

زانکہ اوّل مُحتسِب بُد خود وُرا
جو پہلے سے کوتوال تھا خود اس کے لئے

بَخت و روزی آں بُدست از ابتدا
وہ (کوتوالی) شروع سے نصیبہ اور روزی تھی

لیک کاں اوّل وزیرِ شہ بُدست
لیکن جو کہ پہلے بادشاہ کا وزیر ہو

مُحتسِب کردن سبب فعلِ بدست
(اُس کو) کوتوال بنانا کسی بُرے کام کی وجہ سے ہے

چوں تراشہ ز آستانہ پیش خواند
جیسے بادشاہ نے تجھے چوکھٹ سے آگے بُلایا

باز سوئے آستانہ باز راند
پھر چوکھٹ کی طرف واپس کر دیا

تو یقیں[2] میداں کہ جُرمے کردۂ
تو یقین کرلے تو نے کوئی غلطی کی ہے

جبر را از جہل پیش آوردۂ
تو جبر کو نادانی سے پیش کرتا ہے

کہ مرا روزی و قسمت ایں بُدست
کہ میری تقدیر اور قسمت یہی تھی

پس چرا دی بودت آں دولت بدست
تو کل یہ دولت تیرے ہاتھ میں کیوں تھی؟

قِسمتِ خود خود بُریدی تو ز جہل
تو نے نادانی سے اپنے حصّہ کو خود منقطع کر دیا

قِسمتِ خود را فزاید مردِ اہل
لائق آدمی اپنا حصّہ بڑھاتا ہے

یک مثال دیگر اندر کژ روی
کج روی کی ایک دوسری مثال

شاید ار از نصِّ قرآں بشنوی
مناسب ہے اگر تو قرآن کی آیتوں سے سُن لے

قصّۂ[3] منافقان و مسجدِ ضرار ساختنِ ایشاں
منافقوں اور اُن کے مسجدِ ضرار بنانے کا قصّہ

این چنیں کژ بازیٔ در جفت و طاق
اِسی طرح اُلٹی بازی داؤں میں

با نبی می باختند اہلِ نفاق
نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منافق کھیلتے تھے

کز برائے عزِّ دینِ احمدیؐ
کہ احمدی دین کی عزّت کے لئے

مسجدے سازیم و بود آں مرتدی
ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ (اُنکی) بے دینی تھی

این چنیں کژ بازیٔ می باختند
اِس طرح کی اُلٹی بازی انھوں نے کھیلی

مسجدے جُز مسجدش می ساختند
اُن کی مسجد کے علاوہ اُنھوں نے ایک مسجد بنائی

[1] مُحتسِب۔ کوتوال۔ تاکہ کسی کا ابتداءً کوتوالی کے عہدہ پر سرافراز ہونا اُس کی خوش نصیبی ہے لیکن وزارت سے کوتوالی پر آجانا سزا ہے۔ لیک۔ وزارت کے بعد کوتوال بن جانا سزا ہے۔ چوں ترا۔ آستانہ پر رہنا پیشی میں رہنے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔

[2] تو یقیں۔ انسان اپنے مرتبہ کے گراؤ کو تقدیر پر محمول کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ حالانکہ اس میں خود اُسکا قصور ہوتا ہے ورنہ اُس کو پہلے یہ بڑا مرتبہ کیوں حاصل تھا۔ قسمتِ خود۔ انسان اپنی نادانی سے اپنی قسمت گھٹاتا ہے ورنہ اہل انسان جدوجہد سے اپنی قسمت بڑھا لیتا ہے۔

[3] قصّہ۔ شیطان کے واقعہ سے یہ سمجھایا تھا کہ بسا اوقات ایک معاملہ بظاہر اچھا نظر آتا ہے لیکن اس میں بُرائی پوشیدہ ہوتی ہے اِسی بات کو منافقوں کے مسجدِ ضرار کے بنانے سے سمجھایا ہے مسجد بنانا بظاہر اچھا تھا لیکن اُس کا مقصد نہایت ناپاک تھا۔ مسجدِ ضرار۔ وہ مسجد جو منافقوں نے مسجد قبا کے مقابلہ میں تیار کی تھی جفت۔ وہ عدد جو دو پر تقسیم ہو جائے۔ طاق۔ وہ عدد جو دو پر صحیح تقسیم نہ ہو، مجموعہ سے بازی کا داؤ مراد لیا جاتا ہے۔ اہلِ نفاق۔ عبداللہ ابن ابی اور اُسکے ساتھی۔ مرتدی یعنی اُن کا یہ فعل بیندازی

www.pdfbooksfree.pk

فرش و سقف و قبّہ اش آراستہ
فرش اور چھت اور اس کا گنبد بنایا

نزدِ پیغمبر بلابہ آمدند
خوشامد کرنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے

کاے رسولِ حق برائے محسنی
کہ اے اللہ کے رسولؐ برائے کرم

تا مبارک گردد از اقدامِ تو
تاکہ آپ کی تشریف آوری سے وہ متبرک ہو جائے

مسجدِ روزِ گل ست و روزِ ابر
(یہ) مسجد کیچڑ اور بارش کے دن کے لئے ہے

تا غریبے[۵۲] یا بد آنجا خیر و جا
تاکہ کوئی مسافر اس جگہ ٹھکانا اور بھلائی پا سکے

تا شعارِ دیں شود بسیار و پُر
تاکہ دین کا شعار زیادہ اور پُر ہو جائے

ساعتے آں جا بگہ تشریف دہ
تھوڑی دیر کے لئے اس جگہ تشریف رکھیں

مسجد و اصحابِ مسجد را نواز
مسجد اور مسجد والوں کو نواز دیجئے

تا شود شب از جمالت جملہ روز
تاکہ آپ کے جمال سے رات مجسم دن بن جائے

اے دریغا[۵۳] کاں سخن از دل بدے
ہائے افسوس! (کاش) یہ باتیں دل سے ہوتیں

لفظ کاید بے دل و جاں بر زباں
جو لفظ بے دلی اور بغیر روح کے زبان پر آتا ہے

ہم زدورش بنگر و اندر گذر
اس کو دور سے دیکھ لے اور گزر جا

لیک تفریقِ جماعت[۵۱] خواستہ
لیکن (انھوں نے) جماعت کو متفرق کرنا چاہا

ہمچو اشتر پیشِ او زانو زدند
اونٹ کی طرح اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

سوئے آں مسجد قدم رنجہ کنی
اُس مسجد کی جانب تشریف لے چلیں

تا قیامت تازہ باد انامِ تو
خدا کرے قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے

مسجدِ روزِ ضرورت وقتِ صبر
(یہ) مسجد ضرورت اور مجبوری کے دن کیلئے ہے

تا فراواں گردد ایں خدمت سرا
تاکہ یہ خدمت کی جگہیں زیادہ ہو جائیں

زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مُر
کیونکہ دوستوں کے ساتھ تلخ کام شیریں ہو جاتا ہے

تزکیۂ ما کُن زماں تعریف دہ
ہمیں پاک کریں اگر معرفت سکھائیں

تو مہی ما شب دمے با ما بساز
ہم رات ہیں آپ چاند تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہیں

اے جمالت آفتابِ جاں فروز
اے وہ (ذات) کہ آپکا جمال روح کو روشن کرنیوالا

تا مُرادِ آں نفر حاصل شدے
تاکہ اُس گروہ کا مقصد حاصل ہو جاتا

ہمچو سبزہ تُوں بُود اے دوستاں
اے دوستو! وہ کوڑی کے سبزے کی طرح ہوتا ہے

خوردن و بُورا نہ شاید اے پسر
اے بیٹا! وہ کھانے اور سونگھنے کے لائق نہیں ہے

---

[۵۱] جماعت۔ یعنی صحابہؓ کی جماعت۔ لابہ۔ خوشامد۔ زانو زدند۔ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ آں مسجد۔ یعنی مسجد ضرار۔ اقدام۔ تشریف آوری۔ تا قیامت۔ انھوں نے حضورؐ کو یہ دعا دی۔ مسجد روزِ گل۔ یعنی ہم نے یہ مسجد اسلئے بنائی ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری اور ضرورت میں یہاں نماز پڑھ لیا کرینگے۔

[۵۲] تا غریبے۔ اس مسجد میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اسمیں مسافر ٹھہر جایا کرینگے اور مسجدوں کی کثرت بھی ہو جائیگی۔ با یاراں۔ مسجد بنانا مشکل کام ہے۔ ہمارے اتباع میں اور لوگوں کو بھی مسجدیں بنانا آسان ہو جائے گا۔ تزکیہ۔ نبی کا نام لوگوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے۔ تعریف۔ یعنی معرفتِ خداوندی کی باتیں۔ تو مہی۔ آپ کے نور سے ہم سیاہ باطن منور ہو جائیں گے۔

[۵۳] اے دریغا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ سب اُن کی جھوٹی باتیں تھیں اگر سچی ہوتیں تو اُن کا مقصد ضرور پورا ہوتا۔ لفظ۔ خوش کُن جھوٹے الفاظ کی مثال کوڑی کے سبزے جیسی ہے — سبزہ تُوں۔ کوڑی یا گھورے کا سبزہ۔

www.pdfbooksfree.pk

سوئے لُطفِ[1] بے وفایاں ہیں مرو
خبردار! بے وفاؤں کی مہربانی کی طرف نہ جا

کانِ پُل ویراں بود نیکو شنو
اچھی طرح سُن لے وہ ٹوٹے ہوئے پُل کی طرح ہے

گر قدم راجاہلے بروے زند
اگر کوئی ناواقفیت سے اُس پر قدم رکھے گا

بشکند پُل واں قدم را بشکند
پُل ٹوٹ جائے گا اور وہ پیر کو توڑ دے گا

ہر کجا لشکر شکستہ می شود
کسی جگہ کوئی لشکر شکست کھاتا ہے

از دو سہ سُست و مخنّث می بود
تو (ایسا) دو تین سُست اور نامردوں کی وجہ سے ہوتا ہے

در صف آید با سِلاح[2] و مرد وار
وہ نامرد ہتھیار باندھ کر اور مردانہ وار آتا ہے

دل برو نبہند کاینک یارِ غار
(لشکری) اُس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ یہ سچا دوست ہے

رُو بگرداند چو بیند زخمہا
جب گھمسان ہوتا ہے تو منہ موڑ لیتا ہے

رفتنِ اُو بشکند پشتِ ترا
اُس کا بھاگنا تیری کمر توڑ دیتا ہے

ایں دراز ست و فراواں می شود
یہ (قصہ) لمبا اور زیادہ ہو رہا ہے

وانچہ مقصوست[3] پنہاں می شود
اور جو مقصد ہے وہ مخفی ہو رہا ہے

فریفتن منافقان پیغمبر علیہ السّلام را تا کہ بمسجدِ ضرار برند و اظہار ناکردنِ مصطفیٰ مکرِ ایشاں را از کمالِ حلمِ خود

منافقوں کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہکانا تاکہ مسجدِ ضرار میں لے جائیں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی بُردباری کی وجہ سے اُنکے مکر کو ظاہر نہ کرنا

بر رسولِ حق فسونہا خواندند
اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر انھوں نے بہت سے منتر

رخشِ دستان و حیل می راندند
مکر اور فریب کا گھوڑا دوڑاتے تھے

چاپلوسی و فسونہا خواندند[4]
خوشامد کرتے تھے اور منتر پڑھتے تھے

نُزُلِ[5] خدمت سوئے حضرت راندند
خدمت اور خاطر تواضع کی بات آنحضور کی جانب بڑھائی

آں رسولِ مہربان و رحم کیش
وہ مہربان اور رحم کی عادت والے رسول

جز تبسم جز بلے ناورد پیش
سوائے مسکراہٹ کے (اور) سوائے ہاں کے پیش نہ آئے

شکرہائے آں جماعت یاد کرد
اُس جماعت کا شکریہ ادا فرمایا

در اجابت قاصداں را شاد کرد
قبول کرنے (کے معاملہ) میں قاصدوں کو خوش کر دیا

می نمود آں مکرِ ایشاں پیشِ او
آپ کے سامنے اُن کا مکر ظاہر ہو جاتا تھا

یک بیک ز انساں کہ اندر شیر مو
فوراً اِس طرح جیسا کہ دودھ میں بال

---

[1] لُطفِ بے وفایاں۔ بے وفاؤں کی مہربانی پُرانے پُل کی طرح ہے۔ انسان بے خبری میں اُس پر سے گذرتا ہے تو پُل بھی بیٹھ جاتا ہے اور وہ پیر کو بھی توڑ دیتا ہے۔ ہر کجا۔ لشکر کی شکست بھی عموماً بے وفاؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

[2] سِلاح۔ ہتھیار۔ یارِ غار۔ سچا دوست۔ رفتنِ او۔ ایک بُزدل کے بھاگنے سے پورے لشکر کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔

[3] ایں۔ یعنی بے وفاؤں کے نقصانات کے قصے۔ مقصود۔ یعنی مسجدِ ضرار کا قصہ۔ فسوں۔ افسوں، منتر۔ رخش۔ رستم کا گھوڑا، گھوڑا، حیل۔ حیلہ کی جمع ہے۔

[4] نُزُل۔ مہمانی کا کھانا پیش۔ خیوہ، عادت۔ بلیٰ۔ ہاں، کسی بات کی تصدیق کے لئے بولا جاتا ہے۔ اجابت۔ دعوت کو قبول کرنا۔ می نمود۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی چالوں کو سمجھ جاتے تھے لیکن اپنی شرافتِ نفس کی وجہ سے اُس کا اظہار نہ فرماتے تھے۔

678
www.pdfbooksfree.pk

مُوی را نادیدہ میکرد آں لطیف[1]
وہ مہربان، بال کو اَن دیکھا کر دیتے تھے

صد ہزاراں مُوی مکر و دَمدمہ
مکر اور فریب کے لاکھوں بال تھے

راست می فرمود آں بحرِ کرم
اُس دریائے کرم نے سچ فرمایا ہے

من نشستہ بر کنارِ آتشے
میں ایک آگ کے کنارے بیٹھا ہوں

ہمچو پروانہ شما آں سُو دَوَاں
تم پروانوں کی طرح اُس طرف دوڑتے ہو

چوں[2] براں شد تا رواں گردد رسول
جب معاملہ یہاں پہنچا کہ رسول مسجد ضرار کی طرف روانہ ہوں

کیں خبیثاں مکر و حیلت کردہ اند
کہ اِن خبیثوں نے مکر اور حیلہ کیا ہے

قصدِ ایشاں جز مسیاہ رُوئی نبود
اُن کا ارادہ روسیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا

مسجدے بر جسرِ دوزخ ساختند
اُنھوں نے دوزخ کے پُل پر مسجد بنائی ہے

قصدِ شاں تفریقِ اصحابِ رسول
اُنکا مقصد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ میں تفرقہ

تا جہودے[3] راز شام اینجا کشند
تاکہ ایک یہودی کو شام سے اِس جگہ لائیں

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں لیکن ہم

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں
جب میں سفر سے واپس آجاؤں گا، تب

شیر را شاباش می گفت آں ظریف
وہ عالی ظرف دودھ کی تعریف کر دیتے تھے

چشم خوا بانید آں دم از ہمہ
اُس وقت انھوں نے سب سے آنکھ بند کر لی

بر شما من از شما مشفق ترم
میں تم پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں

با فروغ و شعلۂ بس ناخوشے
جو بہت بھڑکنے والی اور خراب شعلوں والی ہے

ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں
میرے دونوں ہاتھ پروانوں کو ہٹانیوالے بنگئے ہیں

غیرتِ حق بانگ زد مشنو غُول
اللہ (تعالیٰ) کی غیرت نے آواز دی، چھلاوے کی آواز نہ سنو

جملہ مقلوبست انچہ آوردہ اند
جو اُنھوں نے کہا ہے سب اُلٹا ہے

خیرِ دیں کے جُست تر سا و یہود
عیسائی اور یہودیوں نے دین کی بھلائی کب چاہی ہے؟

باخدا نَرد دَغا ہا باختند
اُنھوں نے خدا کے ساتھ دھوکے کی چال چلی ہے

فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول
کوئی بیہودہ خدا کے فضل کو کب جانتا ہے؟

کہ بوعظِ اُو جہوداں سرخوش اند
جس کے وعظ سے یہودی مانوس ہیں

بر سرِ راہیم و بر عزمِ غزا
سفر پر (تیار) ہیں اور جہاد کا ارادہ ہے

سوئے آں مسجد رَواں گردم رَوَاں
اُس مسجد کی طرف چلوں گا

---

[1] لطیف۔ مہربان، ظریف۔ دانا، خوش مزاج، چشم خوابانیدن۔ چشم پوشی کرنا، بحرِ کرم۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ من نشستہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری مثال اور تمہاری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے آگ روشن کی پتنگے اُس میں آکر گرنا چاہتے ہیں اور وہ شخص اُن کو روکتا ہے۔

[2] چوں براں شد۔ آنحضورؐ نے پہلے تشریف لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اسکے بعد وحی کے ذریعہ منافقت اور اُن منافقوں کے احوال سے آنحضورؐ کو باخبر کر دیا گیا، اشعار میں واقعات کی ترتیب بدل گئی ہے۔ غُول۔ چھلاوا، جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ مقلوب۔ جیسا کہ اُن منافقوں نے ظاہر کیا ہے اُنکے پیشِ نظر دین کا فروغ نہیں ہے بلکہ اُن کا مقصد دین کو برباد کرنا ہے۔

[3] تا جہودے۔ ابو عامر جو مدینہ کا رہنے والا تھا اُس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا اور اُس کو راہب کہا جاتا ہے۔ وہ ابتداءً آنحضورؐ کی اُن پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرتا تھا جو آنحضورؐ کے بارے میں انجیل میں تھیں لیکن ہجرت کے بعد اُس نے آنحضورؐ کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ جنگِ بدر کے بعد وہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے شام کے علاقہ میں جا بسا تھا اور وہاں سے مسلمانوں کیخلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ عزمِ غزا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہونیوالے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

دَفعِ شاں گفت و بسوئے غزو تاخت
اُن کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے

باد غایاں از دغا نردے بباخت
دغا بازوں کے ساتھ دغا کی چال چلی

چوں بیامد از غزا[1] باز آمدند
جب (رسول) غزوے سے آئے وہ پھر آئے

چنگ اندر وعدۂ ماضی زدند
(اور) پہلے وعدے کا سہارا لیا

گفت حقش کاے پیمبر فاش گو
اللہ (تعالےٰ) نے اُن سے فرمایا اے پیغمبر صاف کہدیجئے

عذر آور، جنگ باشد باش گو
(جانیے) عذر کر دیجئے، جنگ ہوتی ہے تو ہو

گفت اے قوم دغل خامش کنید
(پیغمبرؐ نے) فرمایا اے مکار قوم! چپ رہو

تا نگویم رازہا تاں تن زنید
خاموش ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے راز نہ کہہ ڈالوں

گفت تاں بس بد درون و دشمنید
(پیغمبر نے) فرمایا تم بد باطن اور دشمن ہو

من نخواہم آمد از من بگذرید
میں نہیں آؤں گا، میرا خیال چھوڑ دو

چوں[2] نشانِ چند از اسرارِ شاں
جب آپ نے ان کے بھیدوں کے کچھ نشان

در بیاں آورد بد شد کارِ شاں
بیان کر دیئے تو اُن کا کام بگڑ گیا

قاصداں زو باز گشتند آں زماں
قاصد آپ کے پاس سے واپس ہو گئے (اور) دوسرے

حاشَ لِلّٰہ حاشَ لِلّٰہ دم زناں
خدا بچائے خدا بچائے کہتے ہوئے

ق

ہر منافق مُصحفے زیرِ بغل
ہر منافق قرآن بغل میں دبا کر

سوئے پیغمبر بیاورد از دغل
مکاری سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آیا

تا خورد سوگند کایماں جُنّتے ست
تاکہ قسم کھائے کیونکہ قسم ڈھال ہے

زانکہ سوگند آں کژاں را سُنّتے ست
اس لئے کہ قسم کھانا اُن کجوں کی عادت ہے

چوں[3] ندارد مردِ کژ دیں وفا
کج انسان چونکہ دین (کے معاملہ) میں وفا نہیں کرتا

ہر زمانے بشکند سوگند را
ہر وقت قسم توڑ دیتا ہے

راستاں را حاجتِ سوگند نیست
سچوں کو قسم کی ضرورت نہیں ہے

زانکہ ایشاں را دو چشم روشنے ست
اس لئے کہ اُن کی دونوں آنکھیں روشن ہیں

نقضِ میثاق و عہود از احمقی ست
عہد اور پیمان کا توڑنا بیوقوفی ہے

حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست
قسموں کی حفاظت اور پورا کرنا متقی کا کام ہے

گفت پیغمبر کہ سوگندِ شما
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہاری قسم

راست گیرم یا کہ پیغامِ خدا
سچ سمجھوں یا خدا کا پیغام

---

[1] غزا۔ یعنی غزوۂ تبوک گئے۔ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اُنسے صاف انکار کر دو خواہ نتیجہ میں جنگ برداشت کرنی پڑے۔ خانمش۔ آنحضورؐ نے منافقوں سے فرمایا چپ رہو ورنہ تمہاری دیگر جملہ سازشیں کھول دونگا۔

[2] چوں نشاں۔ صحابہ کو آگاہ کرنے کیلئے اُن کی چند سازشیں ذکر فرمادیں۔ قاصداں۔ یعنی وہ منافق آنحضورؐ کے راز کھول دینے پر شرمندہ ہو کر اس وقت تو واپس ہو گئے پھر دوسرے وقت اپنی برأت کرتے ہوئے قرآن لیکر آنحضورؐ کے پاس آئے۔ کا ایمان جتنے۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ منافقوں نے اپنی قسموں کو اپنی ڈھال بنا رکھا ہے۔ کژاں۔ کج فطرت، جھوٹے زیادہ قسمیں کھاتے ہیں۔

[3] چوں ندارد۔ کج فطرت میں دینداری نہیں ہوتی لہٰذا وہ قسم توڑ ڈالتا ہے۔ دو چشم۔ یعنی وہ بد عہدوں کا انجام دیکھتے ہیں۔ پیغامِ خدا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

679 680

www.pdfbooksfree.pk

بازسوگندِ[1] دگر خوردند قوم — مُصحف اندر دست و بر لب مُہرِ صوم

قوم نے پھر دوسری قسم کھائی — ہاتھ میں قرآن مُنہ پر روزے کی مُہر

کہ بحقِ ایں کلامِ پاک و راست — کہ بنائے مسجد از بہرِ خداست

کہ اِس سچے اور پاک کلام کی قسم — مسجد کی تعمیر خدا کے لئے ہے

اندریں جا ہیچ مکر و حیلہ نیست — قصدِ ما زاں صدق و ذکر و یا رب ست

اِس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں ہے — اُس سے ہمارا ارادہ سچائی اور ذکر اور یارب کہنا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ آوازِ خدا — می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا کی آواز — میرے کان میں صدا کی طرح آتی ہے

مُہر بر گوشِ شما بنہاد حق — تا بآوازِ خُدا ناردِ سبق

اللہ (تعالےٰ) نے تمہارے کان پر مُہر لگا دی ہے — تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے

نک صریحِ آوازِ حق می آیدم — ہمچو صاف از دُردی پالایدم

اب میرے پاس خدا کی صاف آواز آتی ہے — جو مُصفّی کی طرح مجھے تلچھٹ سے صاف کر دیتی ہے

چوں کلیمُ اللہ[2] کز سوئے درخت — بانگِ حق بشنید کای مسعود بخت

جس طرح (موسیٰ) کلیم اللہ نے درخت کی جانب سے — اللہ (تعالےٰ) کی آواز سُنی کہ اے نیک نصیب!

از درخت اِنّی اَنَا اللہ می شنید — باکلام اَنوار می آمد پدید

درخت سے "بیشک میں ہی خدا ہوں" سُنتے تھے — کلام کے ساتھ انوار ظاہر ہو رہے تھے

چوں ز نورِ وحی وامی ماندند — باز نو سوگندہا می خواندند

جب وہ (منافق) وحی کے نور سے عاجز آجاتے — پھر نئی قسمیں کھانے لگتے

چوں[3] خدا سوگند را خواندہ سپر — کے نہد اسپر ز کف پیکار گر

جبکہ اللہ (تعالےٰ) نے قسم کو ڈھال قرار دیا ہے — جنگجو ہاتھ سے ڈھال کب چھوڑتا ہے؟

باز پیغمبرؐ بہ تکذیبِ صریح — قَدْ کَذَبْتُمْ گفت با ایشاں فصیح

پھر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صاف سمجھاتے ہوئے — صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو

اندیشیدنِ یکے از اصحاب با ذکار کہ حضرتِ رسالت

صحابہ میں سے ایک کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ حضرتِ رسالت رسول

رسولؐ چرا اشاری نمیکند

پردہ پوشی کیوں نہیں کرتے ہیں

[1] باز سوگند یعنی انھوں نے ہاتھ میں قرآن لیکر قسم کھائی اور یہ بھی کہا کہ ہم رونے والے ہیں۔ کہ بحق۔ یعنی قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ یہ مسجد خدا کے لئے بنائی ہے۔ یا رب ست۔ یعنی یا ربّ یا ربّ کہنا ہے۔ آوازِ خدا۔ یعنی لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا یعنی اِس مسجدِ ضرار میں کبھی قیام نہ کرنا۔ مُہر بر گوش۔ قرآن پاک میں ہے خدا نے اُن منافقین کے کانوں اور دلوں پر مُہریں لگا دی ہیں۔ صاف۔ صاف شدہ شراب۔

[2] کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر ایک درخت سے آواز آئی تھی اِنِّیْ اَنَا اللہُ۔ چوں زنور۔ جب یہ دیکھتے کہ وحی کے نور کی وجہ سے آنحضورؐ تکذیب پر مُصر ہیں تو دوبارہ قسمیں کھانے لگتے۔

[3] چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔ ڈھال کو جنگجو کسی حالت میں نہیں چھوڑتا ہے لہٰذا وہ بھی ناامیدی کے باوجود قسمیں کھا رہے تھے۔

689

www.pdfbooksfree.pk

تا یکے یارے ز یارانِ رسول
رسول کے دوستوں میں سے ایک کے

کاینچنیں پیرانِ باشیب و وقار
کہ ایسے بوڑھے اور باوقار لوگوں کو

کو کرم کو ستر پوشی کو حیا
کرم کہاں ہے؟ پردہ پوشی کہاں ہے؟ حیا کہاں ہے؟

باز[2] در دل زود استغفار کرد
پھر دل میں بہت جلد استغفار کی

لیک آں نقشِ بجش از دل نرفت
لیکن اُن کے دل سے وہ ٹیڑھا نقش نہ مٹا

شومیِ یاریِ اصحابِ نفاق
منافقوں کی دوستی کی نحوست نے

باز می زاریدِ کاے علّامِ سر
اُنھوں نے پھر گریہ وزاری کی کہ اے بھیدوں کے جاننے والے

دل بدستم نیست ہمچو دیدہ حشم
آنکھ کی طرح دل میرے قبضہ میں نہیں ہے

اندریں اندیشہ خوابش در ربود
اِس فکر میں اُن کو نیند آگئی

سنگہاش اندر حدث[3] جائے تباہ
اُس کے پتھر ناپاکی میں بُری جگہ تھے،

دُود در حلقش[4] شد و حلقش بخست
دُھواں اُنکے حلق میں گھسا اور اُنکے حلق کو خستہ کردیا

در زماں در رو فتادو می گریست
فوراً چہرے کے بل گرے اور روتے تھے

حلم بہتر از چنیں حلم اے خدا
اے خدا ایسی بُردباری سے غصہ بھلا

وردش از انکار[1] آمد زاں نکول
دل میں قسم کے نہ ماننے سے وسوسہ آیا

می کند شاں ایں پیمبر شرمسار
یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شرمندہ کررہے ہیں

صد ہزاراں عیب پوشند انبیار
انبیاء تو لاکھوں عیب چھپاتے ہیں

تا نگردد زاعتراض او روئے زرد
تاکہ وہ اعتراض (کرنے) سے (اللہ کے سامنے) شرمندہ نہو

مہر بیدار از طبع بے حاصل نرفت
دل سے بُروں کی محبت بے نتیجہ نہ رہی

کرد مومن را چو ایشاں زشت و عاق
مومن کو اُن (منافقوں) کیطرح بُرا اور نافرمان بنادیا

مر مرا مگذار بر کفراں مُصر
مجھے کفر پر مُصر نہ رکھ

در نہ دل را سوزمے ایندم بخشم
ورنہ غصہ میں میں اِسی وقت دل کو پھونک دیتا

مسجدِ ایشانش پُر سرگیں نمود
اُن کو اُن کی مسجد گوبر سے پُر نظر آئی

می دمید از سنگہا دودِ سیاہ
اُس کے پتھروں سے کالا دھواں اُٹھ رہا تھا

از نہیب دودِ تلخ از خواب جست
کڑوے دھوئیں کے خوف سے وہ نیند سے بیدار ہوئے

کاے خدا اینہا نشانِ منکریست
اے خدا یہ مُنکر ہونے کی علامتیں ہیں

کو کند از نورِ ایمانم جُدا
جو کہ مجھے نورِ ایمان سے جُدا کررہا ہے

---

[1] اِنکار شبہ، وسوسہ۔ نکول۔ قسم کھالے سے اِنکار کرنا یہاں قسم کو قبول نہ کرنا مراد ہے۔ شیب۔ بڑھاپا۔ کو کرم۔ اُن صحابی نے آنحضورؐ کی جانب سے منافقوں کی تکذیب کو کرم اور ستر پوشی اور حیا کے خلاف سمجھا۔ روئے زرد۔ یعنی خدا کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ مہر بیجا یعنی بُروں کی محبت جو اُن صحابی کے دل میں منافقوں کی محبت سے پیدا ہوئی۔ بے حاصل بے نتیجہ۔ یعنی یہ محبت اپنا رنگ لاکر رہی اور باوجود استغفار کے اُس وسوسہ کا ازالہ نہ ہوا۔ شومی۔ یہ محبت کا نتیجہ اور حاصل ہوا۔

[2] باز۔ وہ صحابی۔ کفراں یعنی آنحضورؐ سے متعلق وسوسہ۔ ہمچو نظر۔ انسان کا دل اور نظر قابو میں نہیں ہوتا ہے نمود۔ اُن صحابی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد ضرار نجاست سے پُر ہے۔

[3] سنگہاش۔ اس مسجد ضرار کے پتھر۔ حدث پلیدی۔

[4] حلقش۔ یعنی خواب دیکھنے والے صحابی کا حلق۔ نہیب۔ خوف۔ در زماں۔ چونکہ وہ صحابی سمجھے کہ یہ خواب اُنکے لئے تازیانہ ہے۔ خلم۔ ناک کی رینش سخت نفرت یعنی آنحضورؐ نے جس غصہ کا اظہار کیا وہ بہتر تھا بہ نسبت اُس حلم کے جسکو میں نے اچھا سمجھا تھا اور اُسکو بہتر سمجھنے کی بدولت نورِ ایمان سے محروم ہورہا ہوں۔

682
www.pdfbooksfree.pk

گر بکاوی کوششِ اہلِ[1] مجاز — تو بتو گندہ بُود ہمچوں پیاز

اگر تو نام کے مسلمانوں کی کوشش کی کھود کرید کرے گا — تو وہ پیاز کی طرح تہہ بہ تہہ بدبودار ہوگی

ہر یکے از یکدگر بے مغز تر — صادقاں را یک ز دیگر نغز تر

ہر (تہہ) دوسری سے زیادہ بے مغز ہوگی — سچوں کی ایک (تہہ) دوسری سے زیادہ اچھی ہوگی

صد کمر بستہ بکمر آں قومِ سست — از نفاق و زرق و دینِ نادرست

اُس سست قوم نے (مکاری پر تلے ہوئے طرح سے) کمر باندھی تھی — نفاق اور جھوٹ اور غلط دین کی وجہ سے

صد کمر آں قوم بستہ بر قبا — بہرِ ہدمِ مسجدِ اہلِ قبا

وہ قوم (تلے ہوئے طرح سے) قبا پر کمر کسے ہوئی تھی — قبا والوں کی مسجد کو منہدم کرنے کے لئے

ہمچو آں اصحابِ فیل اندر حبش — کعبہ کردند و حق آتش زدش

اُن ہاتھی والوں کی طرح جنھوں نے حبشہ میں — کعبہ بنایا اور اللہ نے اُس میں آگ لگادی

قصدِ خانہ کعبہ کردند از انتقام — حالِ شاں چوں شنوی خواں از کلام

بدلہ لینے کے لئے اُنھوں نے خانہ کعبہ کا قصد کیا — اُن کا کیا حال ہوا؟ کلام اللہ میں پڑھ لے

مرسیہ رویانِ دیں را خود جہیز — نیست الّا حیلت و مکر و ستیز

دین کے رُوسیاہوں کا سامان — حیلہ اور مکر اور لڑائی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر صحابی[2] دید زاں مسجد عیاں — واقعہ باشد یقیں شاں سر آں

ہر صحابی نے اُس مسجد کو دیکھ لیا نمایاں — واقعہ، یہانتک کہ اُن کو اصلیت کا یقین آگیا

واقعات ار باز گویم یک بیک — پس یقیں گردد صفا بر اہلِ شک

میں اگر ایک ایک کرکے واقعات بتاؤں — تو شکی لوگوں کو صاف یقین ہوجائے

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں — ناز نینا نند و زیبد نازِ شاں

لیکن اُن کا راز کھولنے سے میں ڈرتا ہوں — وہ نازوں کے پالے ہوئے ہیں انکو ناز کرنا زیب دیتا ہے

شرع[3] بے تقلید می پذرفتہ اند — بے محک آں نقد را بگرفتہ اند

اُنھوں نے شریعت کو بے تقلید قبول کیا ہے — بغیر کسوٹی کے اِس نقد کو لیا ہے

حکمتِ قرآں چو ضالّہ مومن ست — ہر کسے از ضالّہ خود مُوقن ست

قرآن کی حکمت چونکہ مومن کی گم شدہ چیز ہے — ہر شخص کو اپنی گمشدہ چیز پر (دیکھنے کے بعد) یقین آجاتا ہے

---

[1] اہلِ مجاز۔ وہ لوگ جو حقیقت سے محروم ہیں اُن کے اعمال کی ہر تہہ پیاز کے چھلکوں کی طرح بے مغز اور بدبودار ہوگی۔ مقصد کہ یعنی یہ منافقین مسجد قبا کو تباہ کرنے کی سوچ سوچ چالیں چل رہے تھے۔ قبا۔ قاف کے فتحہ کے ساتھ مدینہ کے قریب وہ بستی ہے جس میں آنحضورؐ ہجرت کے بعد آکر مقیم ہوئے تھے اور وہاں وہ مسجد تعمیر فرمائی تھی جس کو منافقین برباد کرنا چاہتے تھے۔ جیسے اُن منافقوں کا مسجد قبا کو برباد کرنے کا ارادہ اسی طرح کا تھا جیسا کہ ابرہہ کے لشکر نے خانہ کعبہ کو برباد کرنا چاہا تھا۔ کعبہ کردند۔ کی کعبہ کے بالمقابل یمن کے شہر صنعا میں ایک کعبہ بنایا گیا حبشہ میں نہیں بنایا گیا تھا لیکن مولانا نے حبشہ کا ذکر اس لئے فرمادیا ہے کہ یمن اس دور میں شاہِ حبشہ کے تحت تھا۔ آتش۔ حقیقتاً آگ نہیں بلکہ اُس فرضی کعبہ پر ایک شخص نے پاخانہ کردیا تھا کلام۔ سورۂ الم ترکیف میں سارا واقعہ منقول ہے۔

[2] ہر صحابی۔ جس طرح سے یہ صحابی آنحضورؐ کے اِس معاملہ میں مشکوک تھے بعض دوسرے صحابہ بھی مشکوک ہوتے تھے اُن سب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ نازنینا نند۔ صحابہ کی جماعت ناز پروردہ تھی اِس طرح کا ناز اُن کو زیبا تھا۔

[3] شرع۔ صحابہ اصلی مسلمان تھے نسلی نہ تھے۔ بے محک۔ نبوت کی تصدیق اور احکام پر آنکھ بند کرکے عمل کرتے تھے۔ حکمتِ قرآن۔ قرآنی احکام اُن کے لئے اپنی گمشدہ چیز کی طرح تھے جس کو دیکھ کر انسان فوراً بغیر دلیل کے پہچان جاتا ہے۔

6663

www.pdfbooksfree.pk

قصہ[1] آں شخص کہ اشتر ضالۂ خود را می جُست و نشاں می پرسید

اُس شخص کا قصہ جو اپنے گم شدہ اونٹ کو تلاش کرتا تھا اور بے بوجھت تھا

اشترے گم کردی و جستش چُست
تو نے اونٹ گم کیا اور اُس کو چستی سے ڈھونڈا

چوں بیابی چوں ندانی کاں تُست
جب تو اُسے پالیگا کیسے نہ سمجھے گا کہ وہ تیری ملکیت ہے

ضالّہ چہ بود ناقۂ گم کردۂ
گم شدہ چیز کیا تھی، گم شدہ اونٹنی

از کفت بگریختہ در پردۂ
جو تیرے ہاتھ سے نکل بھاگی، چھپ گئی

آمدہ دربار کردن کارواں
قافلہ لادنے کے لئے آیا

اشترِ تو زاں میاں گشتہ نہاں
تیرا اونٹ اس دوران چھپ گیا

کارواں در بار کردن آمدہ
قافلہ لادنے کے لئے آیا

اشترِ تو زاں میانہ گم شدہ
تیرا اونٹ اُس درمیان میں گم ہوگیا

می دَوی ایں سُو و آں سُو خشمناک
تو خشمناک ہونٹوں کے ساتھ اِدھر اُدھر دوڑتا ہے

کاروان دور شد و نزدیک شب
قافلہ دور ہوگیا اور رات نزدیک ہے

رخت ماندہ بر زمیں در راہِ خوف
خوفناک راستہ میں سامان زمین پر پڑا ہے

تو پئے اشتر رواں گشتہ بطوف
تو اونٹ کے پیچھے چکر کاٹ رہا ہے

کائے[2] مسلماناں کہ دید ست اشتر ے
کہ اے مسلمانو! کسی نے وہ اونٹ دیکھا ہے

جستہ بیرون بامداد از آخرے
جو صبح کو چراگاہ سے نکل بھاگا ہے

ہر کہ بر گوید نشان از اشترم
جو میرے اونٹ کا پتہ بتائے گا

مُژدگانی می دہم چندیں دِرم
میں اُس کو اتنے درہم انعام میں دونگا

باز می جوئی نشاں از ہر کسے
پھر تو ہر شخص سے پتہ پوچھتا ہے

ریشخندت می کند زیں ہر خسے
اِس پر ہر کمینہ تیری مذاق اُڑاتا ہے

کاشترے دیدیم می رفت ایں طرف
کہ میں نے ایک اونٹ دیکھا ہے جو اُدھر جا رہا تھا

اشترے سُرخے بسوئے آں علف
ایک سُرخ اونٹ اُس چراگاہ کی جانب

آں[3] یکے گوید بُریدہ گوش بُود
ایک کہتا ہے کہ کنکٹا تھا

واں دِگر گوید جُلش منقوش بُود
دوسرا کہتا ہے اُس کی جُھول منقش تھی

آں یکے گوید شتر یک چشم بُود
ایک کہتا ہے، اونٹ کانا تھا

واں دگر گوید ز کَرَ بے پشم بُود
دوسرا کہتا ہے خارش کی وجہ سے بے اُون تھا

---

[1] قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی گم شدہ چیز کو بلا تامل پہچان جاتا ہے۔ آنِ تست۔ تیری ملکیت ہے۔ ضالّہ۔ یہاں گم شدہ چیز اونٹ سمجھ لو۔ کاروان۔ یعنی وہ قافلہ جس میں تم شریک تھے۔ کاروان دور شد۔ وہ قافلہ چل دیا اور رات قریب آگئی۔ راہِ خوف۔ یعنی راستہ بھی خطرناک تھا جو اور پریشانی کا باعث تھا۔

[2] کائے مسلماناں۔ جس کا اونٹ گم ہوگیا تھا وہ مسلمانوں سے یہ کہتا تھا۔ آخر۔ چر جس میں گھاس ڈال کر جانوروں کو کھلائی جاتی ہے۔ مژدگانی۔ انعام۔ ریشخند۔ مذاق اُڑانا۔ خَس۔ کمینہ۔ علف۔ گھاس، یعنی چراگاہ۔

[3] آں یکے۔ لوگ اُس گمشدہ اونٹ کی مختلف علامتیں ظاہر کر رہے تھے۔ جُلش۔ اُس کی جھول۔ منقوش۔ کڑھی ہوئی۔ یک چشم۔ کانا۔ کَر۔ خارش کا مرض۔ بے پشم۔ بغیر اُون۔

www.pdfbooksfree.pk

از برائے مُژدگانی صد نشاں
انعام کے لئے سو علامتیں

از گزافہ[1] ہر خسے کردہ بیاں
گپ شپ میں ہر کمینہ نے بتائیں

اے دل ایں اسرار را در گوش کُن
اے دل! اِن رازوں کو سُن لے

قسمِ تو گر ہست زیں خوش نوش کُن
اگر تیری قسمت میں ہو اِس سے خوشگوار غذا حاصل کرلے

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت
جس طرح کہ ہر شخص خداشناسی میں

می کُند موصوفِ غیبی را صفت
غیبی موصوف کی صفتیں بیان کرتا ہے

مُتردّد شدن درمیانِ مذاہبِ مختلفہ و پیروں شدن و مخلصی یافتن

مختلف مذہبوں میں متردد ہونا اور اُن سے باہر ہونا اور خلاصی پانا

فلسفی[2] از نوعِ دیگر کردہ شرح
فلسفی نے دوسرے طریقے پر شرح کی

باحثے مر گفت اُورا کردہ جرح
متکلم نے اُس کی بحث پر جرح کی

صوفیاں در ہر دو طعنہ می زنند
صوفی دونوں کو طعنے دیتے ہیں

باقیاں از زرقِ جائے می کنند
باقی مکاری سے مر رہے ہیں

ہر یکے از رہ ایں نشانہا زاں دہند
ہر ایک ایک طریقے سے اسلئے علامتیں بتاتا ہے

تا گماں آید کہ ایشاں زاں رہ اند
تاکہ خیال ہو جائے کہ وہ اِسی راہ کا ہے

ایں حقیقت داں نہ حق اند ایں ہمہ
یہ سمجھ لے کہ یہ سب حق نہیں ہیں

نے بکلی گمرہاں اند ایں رمہ
نہ یہ لوگ بالکلیہ گمراہ ہیں

زانکہ[3] بے حق باطلے ناید پدید
اِس لئے کہ حق کے بغیر باطل واضح نہیں ہوتا ہے

قلب را ابلہ بموئے زر خرید
بیوقوف کھوٹے کو کھرے کی اُمید پر خریدتا ہے

گر نبودے در جہاں نقدِ روا
اگر دنیا میں صحیح سکّہ چالو نہ ہوتا

قلبہا را خرج کردن کے تواں
کھوٹوں کو کب صرف کیا جاسکتا؟

تا نباشد راست کے باشد دروغ
جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہوگا؟

آں دروغ از راست میگیرد فروغ
جھوٹ، سچ سے فروغ پاتا ہے

برامیدِ راست کژرا می خرند
سیدھے کی اُمید پر ٹیڑھے کو خرید لیتے ہیں

زہر در قندے رود آنگہ خورند
زہر شکر میں ہوتا ہے تب کھا لیتے ہیں

گر نباشد گندمِ مجبوب نوش
اگر لذیذ گیہوں نہ ہو

چہ برد گندم نمائے جو فروش
گندم نما جو فروش کیا حاصل کرے؟

---

[1] گزافہ۔ بکواس۔ اے دل۔ غرضیکہ راز یہی ہے کہ جس میں قبولِ حق کی استعداد ہوتی ہے وہی حق کو قبول کرتا ہے معرفت پہچان یعنی خدا کی پہچان۔ موصوفِ غیبی۔ وہ ذاتِ حق جو نظروں سے غائب ہے اور لوگ اُس کی صفات بیان کرتے ہیں

[2] فلسفی۔ صفاتِ باری کے معاملہ میں فلاسفہ کا قول ہے کہ ذات باری ذاتِ خالص ہے اور صفات محض فرضی ہیں۔ باحث یعنی متکلم، متکلمین صفاتِ باری کے وجود کے قائل ہیں بعض صفات جیسا کہ "ید" "وجہ" وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں۔ واں دگر یعنی محقق صوفیا جو کل صفات کو ثابت مانتے ہیں اور کیفیت کی تفصیل نہیں کرتے ہیں۔ باقیاں یعنی جو عرفان کے محض مدعی ہیں اور حقیقت سے خالی ہیں ایں حقیقت۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اِن گروہوں کی نہ سب باتیں صحیح ہیں نہ سب باتیں غلط ہیں کچھ صحیح ہیں کچھ غلط ہیں۔

[3] زانکہ۔ ہر باطل کے ساتھ کچھ نہ کچھ حق ضرور ملا ہوا ہوتا ہے مولانا نے چند مثالیں اِس کی بیان فرمائی ہیں قلب۔ کھوٹے سکّے میں ملاوٹ کے ساتھ کچھ اصل ضرور ہوتی ہے۔ تا نباشد۔ جھوٹا آدمی بھی جھوٹ میں سچ ملا کر بات کرتا ہے۔ برامیدِ راست۔ اگر کبھی کے ساتھ سیدھا پن نہ ہو تو کبھی کا کوئی خریدار نہیں بن سکتا۔ زہر۔ زہر میں اگر شکر نہ ہو تو کوئی دھوکے میں زہر نہیں کھا سکتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

پس مگو ایں جملہ دیں[1] ہا باطل اند
یہ نہ کہہ یہ سب دین باطل ہیں

باطلاں بر بوئے حق دام دل اند
باطل حق کی خوشبو کی وجہ سے دل کا جال ہیں

پس مگو جملہ خیال ست و ضلال
لہٰذا یہ نہ کہہ کہ سب وہم اور گمراہی ہے

بے حقیقت نیست در عالم خیال
دنیا میں وہم حقیقت کے بغیر نہیں ہوتا ہے

حق شب قدر ست در شبہا نہاں
حق، شبِ قدر ہے جو راتوں میں پوشیدہ ہے

تا کند جاں ہر شبے را امتحاں
تاکہ جان ہر رات کو آزمائے

نے ہمہ شبہا بود قدر اے جواں
اے نوجوان! سب راتیں شبِ قدر نہیں ہیں

نے ہمہ شبہا بود خالی ازاں
نہ سب راتیں اس سے خالی ہیں

در میانِ دلق پوشاں یک فقیر
گدڑی پہننے والوں میں کوئی ایک فقیر ہے

امتحاں کن وانکہ حق ست آں بگیر
آزمالے، جو حق ہے اس کو اختیار کرلے

مومن کیّس ممیّز کو کہ تا
سمجھدار مومن تمیز کرنیوالا کہاں ہے؟ تاکہ

باز داند بادشہ را از گدا
شاہ کو گدا سے ممتاز کرلے

گر نہ معیوبات[2] باشد در جہاں
اگر دنیا میں عیب دار چیزیں نہ ہوں

تاجراں باشند جملہ ابلہاں
سب بے وقوف تاجر بن جائیں

پس بود کالہ شناسی سخت سہل
پھر تو سامان کو پہچاننا بہت آسان ہو

چونکہ عیبے نیست چہ نااہل و اہل
جب کوئی عیب نہیں ہے، پھر کیا اہل کیا نااہل

ور ہمہ عیب ست دانش سود نیست
اگر سب عیب ہے تو عقل کا فائدہ نہیں ہے

چوں ہمہ چوبست اینجا عود نیست
جب سب لکڑیاں ہیں تو اس جگہ اگر ہے ہی نہیں

آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست
جو یہ کہتا ہے کہ سب حق ہیں، بیوقوفی ہے

وانکہ گوید جملہ باطل اُو شقی ست
جو یہ کہے کہ سب باطل ہیں وہ بدبخت ہے

تاجرانِ انبیاء کردند سود
انبیاء کے تاجروں نے فائدہ کمالیا

تاجرانِ رنگ و بو کور و کبود
رنگ و بو کے تاجر، اندھے اور بہرے ہیں

می[3] نماید مارت اندر چشم مال
تیری نگاہ میں سانپ مال نظر آتا ہے

ہر دو چشمِ خویش را نیکو بمال
اپنی دونوں آنکھوں کو خوب مل لے

منگر اندر غبطہ ایں بیع و سود
اس معاملہ اور فائدہ میں رشک کو پیشِ نظر نہ رکھ

بنگر اندر خسر فرعون و ثمود
فرعون اور ثمود کے ٹوٹے کو دیکھ لے

---

[1] جملہ دینہا۔ یہی حال مذاہب کا ہے کہ اس میں بھی حق و باطل ملا جلا ہے۔ پس مگو۔ ہر مذہب کی ہر بات کو باطل قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ حق شبِ قدر۔ حق، باطل میں اسی طرح پوشیدہ ہوتا ہے جیسا کہ شبِ قدر دوسری راتوں میں۔ تاکند۔ پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ ہر شب میں اس کی تلاش جاری رہے۔ درمیانِ دلق۔ مصنوعی فقراء میں بھی کوئی اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے۔ مومنِ کیّس عقلمند مومن کا کام یہ ہے کہ وہ ان میں سے اس کی جستجو کرلے۔

[2] گر نہ معیوبات۔ اگر سودے بے عیب ہوں تو ہر بیوقوف تاجر بن بیٹھے۔ ور ہمہ۔ اگر سب معیوب ہوں تو عقل بیکار ہے۔ اس کا کام باقی نہیں رہتا ہے۔ احمقی۔ دن رات کو یکساں سمجھنے والا احمق ہے۔ شقی۔ سب کو باطل کہنا خود رائی پر مبنی ہے جو شقاوت ہے۔ تاجرانِ انبیاء۔ جو لوگ انبیاء کی ہدایت کے ماتحت اعمالِ حسنہ کا کاروبار کرتے ہیں وہ نفع میں ہیں۔ رنگ و بو۔ یعنی دنیاوی فائدے۔

[3] می نماید۔ دنیادار سانپ یعنی دنیوی فوائد کو مال سمجھتا ہے۔ نیکو بمال۔ تاکہ صحیح نظر آنے لگے۔ منگر۔ دنیاوی نفع نقصان پر غبطہ نہ کر۔ فرعون اور ثمود نے دنیاوی نفع کو نفع سمجھا ان کا حشر دیکھ لو۔

686

www.pdfbooksfree.pk

امتحاں کردن[1] ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرّے کہ در وَے ست

ہر چیز کی آزمائش کرنا تاکہ اُس میں جو بھلائی اور بُرائی ہے وہ ظاہر ہو جائے

اندریں گردوں مکرّر کُن نظر
اِس آسمان پر مکرّر نظر ڈال

زانکہ حق فرمود ثُمَّ اِرجِعِ بَصَر
کیونکہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے، پھر نگاہ لوٹا

یک نظرِ قانع مشو زیں سَقفِ نور
نور کی اِس چھت پر ایک نگاہ پر قانع نہ بن

بارہا بنگر بہ بیں ھَل مِن[2] فُطُور
بار بار دیکھ، دیکھ کوئی شگاف ہے؟

چونکہ گفت ست کاندریں سَقفِ نکو
چونکہ اُس نے تجھ سے فرمایا ہے کہ اِس اچھی چھت میں

بارہا بنگر جو مردِ عیب جُو
عیب تلاش کرنے والے کی طرح بار بار دیکھ

پس زمینِ تیرہ را دانی کہ چند
تو تاریک زمین کے بارے میں سمجھ لے کہ کسقدر

دیدن و تمییز باید در پسند
دیکھنا اور تمیز کرنا پسندیدگی میں درکار ہے

تا بپالایم صافاں را ز دُرد
تاکہ ہم صاف اخلاق کو تلچھٹ سے صاف کر لیں

چند باید عقلِ ما را رنج بُرد
ہماری عقل کو کتنی مرتبہ تکلیف اُٹھانی چاہیے؟

امتحانہائے[3] زمستان و خزاں
جاڑوں اور خزاں کی آزمائشیں

تابِ تابستاں بہارِ ہمچو جاں
گرمیوں کی گرمی، جان جیسی بہار

بادہا و ابرہا و برقہا
ہوائیں اور ابر اور بجلیاں (زمین پر یہ ساری آزمائشیں اسلئے ہیں)

تا پدید آرد عوارض فرقہا
تاکہ یہ عوارض فرقوں کو واضح کر دیں

تا بروں آرد زمینِ خاک رنگ
تاکہ خاکی رنگ کی زمین نکال ڈالے

ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ
جو کچھ اُس کی جیب میں لعل اور پتھر ہیں

ہر چہ دُزدید ست ایں خاکِ دژم
اِس افسردہ خاک نے جو چُرایا ہے

از خزانہ حق و دریائے کرم
اللہ (تعالیٰ) کے خزانے اور دریائے کرم سے

شحنۂ تقدیر گوید راست گو
تقدیر کا کوتوال کہتا ہے، سچ بتا دے

آنچہ بُردی شرح دہ اے حیلہ جو
اے حیلہ جو! جو کچھ تو نے چُرایا ہے اُسکی تشریح کر دے

تا میانِ قہر و لُطف آں خُفیہا
تاکہ قہر اور مہر کے درمیان وہ پوشیدہ چیزیں

ظاہر آیند از آتشِ خوف و رجا
خوف اور امید کی آگ کی وجہ سے ظاہر ہو جائیں

امتحانات سے گذار کر چھپی چیزوں کا اقرار کرانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوتوال مجرم سے کبھی نرم اور کبھی سخت برتاؤ کرتا ہے تاکہ وہ اقرار کرے اور راز بتا دے۔

---

[1] امتحان کردن۔ چونکہ دنیا میں نہ خیر محض ہے نہ شر محض لہٰذا ہر چیز پر غور کر لینا چاہیئے حق فرمود۔ قرآن پاک میں ہے۔ ثُمَّ ارجِعِ البَصَرَ کَرَّتَینِ یَنقَلِب اِلَیکَ البَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیرٌ۔ پھر بار بار نظر کو لوٹا وہ کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف واپس ہو گی۔

[2] ھَل مِن فُطُور۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَارجِعِ البَصَرَ ھَل تَرٰی مِن فُطُورٍ نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے۔ چونکہ۔ جب اللہ (تعالیٰ) نے آسمان جیسی شفاف چیز پر بار بار نظر کرنے کا حکم دیا ہے تو تاریک زمین پر کتنی بار نظر ڈالنا اسکو پسند ہو گا۔ تا بپالایم۔ خارجی چیزوں میں غور و فکر کو ظاہر کرنے کے بعد مولانا فرماتے ہیں اپنے اخلاق میں سے اچھے بُرے میں تمیز کرنے کے لئے عقل پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

[3] امتحانہائے۔ تکوینیات میں زمین پر یہ مختلف عوارض اس لئے طاری کئے ہیں تاکہ زمین میں مخفی چیزوں میں فرق واضح ہو جائے۔ تا بروں۔ ان ہی آزمائشوں کی وجہ سے زمین لعل و سنگ اُگلتی ہے اور لعل و سنگ کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔ ہر چہ۔ لعل و سنگ وغیرہ سب زمین نے چھپا رکھے ہیں جو اللہ کے خزانوں کی چیزیں ہیں۔ راست گو۔ یعنی زمین سے یہ امتحانات اقرار کرا لیتے ہیں۔ تا میاں۔ زمین کو گرم و سرد

www.pdfbooksfree.pk

آں بہاراں[1] لطفِ شحنہ کبریاست — واں خزاں تخویف و تہدیدِ خداست

موسمِ بہار اللہ (تعالیٰ) کے کوتوال کی مہر ہے — اور (موسم) خزاں اللہ تعالیٰ کی دھمکی اور ڈرانا ہے

واں زمستاں چارمیخِ معنوی — تا تو اے دُزدِ خفی ظاہر شوی

جاڑا باطنی طریقہ پر چار میخ ہے — تاکہ اے چھپے ہوئے چور تو ظاہر ہو جائے

پس مُجاہد را زمانے بسطِ دل — یک زمانے قبض و درد و غش و غل

تو مجاہدہ کرنے والے کیلئے کسی وقت دل کا انبساط — کسی وقت انقباض اور درد اور کھوٹ اور کدورت

زانکہ ایں آب و گل کابدانِ ماست — منکر و دُزدِ ضیائے جانہاست

اسلئے ہے کہ ہمارے بدن جو پانی اور مٹی کے ہیں — ہماری روحوں نور کے منکر اور چور ہیں

حق تعالےٰ[2] گرم و سرد و رنج و درد — بر تنِ مامی نہد اے شیر مرد

اللہ تعالےٰ، گرم اور سرد اور رنج اور درد — اے بہادر! ہمارے جسم پر ڈالتا ہے

خوف و جوع و نقصِ اموال و بدن — جملہ بہرِ نقدِ جاں ظاہر شدن

خوف اور بھوک اور جان و مال کا گھاٹا — سب جان کا مال ظاہر ہونے کے لئے ہیں

ایں وعید و وعدہا انگیختست — بہرِ ایں نیک و بدے را میختست

یہ دھمکی اور وعدے پیدا کئے ہیں — کیونکہ نیک اور بد کو ملا رکھا ہے

چونکہ حق و باطلے آمیختند — نقد و قلب اندر خرمداں ریختند

چونکہ حق اور باطل کی آمیزش کردی ہے — کھرے اور کھوٹے کو ایک تھیلے میں بھر دیا ہے

پس[3] محک می بایدش بگزیدۂ — در حقائق امتحانہا دیدۂ

تو ایک منتخب کسوٹی کی ضرورت ہے — جو حقیقتوں میں آزمائی ہوئی ہو

تا شود فاروق ایں تزویرہا — تا بود دستورِ ایں تدبیرہا

تاکہ وہ اِن مکاریوں میں فرق کرنیوالی بنجائے — تاکہ وہ اِن تدبیروں کا وزیر اعظم بن جائے

شیر دہ اے مادرِ موسیٰ ورا — واندر آب افگن میندیش از بلا

اے موسیٰ کی ماں! اُس کو دودھ پلا — اور دریا میں ڈالدے، مصیبت کی فکر نہ کر

ہر کہ در روزِ اَلست آں شیر خورد — ہمچو موسیٰ شیر را تمییز کرد

جس نے اَلست کے دن وہ دودھ پی لیا — اُس نے موسیٰؑ کی طرح دودھ کو پہچان لیا

خود برِ تو ایں حکایت روشنست — کہ غرض نے ایں حکایت گفتنست

خود تجھ پر یہ بات واضح ہے — کہ مقصد کہانی سُنانا نہیں ہے

[1] بہاراں۔ زمین پر موسم بہار کا آنا یہ تو کوتوال کا قہر ہے۔ زمستاں۔ زمین کیلئے جاڑوں کا موسم چار میخ کی سزا ہے۔ چار میخ۔ شکنجہ میں مجرم کے چاروں ہاتھ پیر چار میخوں سے کس دیئے جاتے تھے۔ پس مجاہد۔ مجاہدہ کرنیوالے پر جو اچھی بُری حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ بھی اسی لئے ہیں کہ جسم نے جو بمنزلہ زمین کے ہے روح کا نور مچرا رکھا ہے۔

[2] حق تعالےٰ۔ انسانی جسم پر جو قدرت کی جانب سے مختلف سختیاں ہوتی ہیں وہ اسی لئے ہیں کہ اُس نے روح کے نقد کو چرا رکھا ہے۔ جوع۔ بھوک۔ نقصِ اموال۔ مالوں کا نقصان۔ ایں وعید۔ اللہ تعالےٰ کی جانب سے جنتوں اور نعمتوں کے وعدے اور انجام بد اور جہنم کی وعیدیں بھی اسی لئے ہیں تاکہ اچھے اور بُرے میں امتیاز ہو جائے۔ چرمداں۔ چمڑے کا تھیلا۔

[3] پس محک۔ مولانا نے اچھے بُرے میں امتیاز کرنے کی عقل کے علاوہ یہ ترکیب بھی بتائی کہ تجربہ کار شیخ کے ذریعہ اِس کام کی تکمیل کی جائے اور اُس کو اِن تدبیروں کا دستورِ اعظم بنایا جائے۔ شیر دہ۔ شیخ کو پہچاننے کے لئے فطرتِ سلیمہ کی ضرورت ہے۔ سلیم فطرت والا عہدِ اَلست سے اس وقت سے واقف ہے جس کے پاس یہ ذوق ہوگا وہ اس کو فوراً پہچان لے گا۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو دودھ پلا کر اور صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈالنے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب وہ بچہ کی جان کے دشمن بادشاہ کے گھر ہی میں پہنچ گیا۔

688

www.pdfbooksfree.pk

گر تو بر عینیر طفلت مُولعی
اگر تو اپنے بچے کے تمیز کرنے کی خواہشمند ہے

ایں زماں یا اُمِّ موسیٰ اِرضعی
اب اے موسیٰؑ کی ماں! دودھ پلا

تا بہ بیند طعم شیرِ مادرش
تاکہ وہ اپنی ماں کے دودھ کا مزا سمجھ لے

تا فروناید بہ دایہ بُدسَرش
تاکہ بُری دایہ کے سامنے اُس کا سر نہ جھکے

شرحِ فائدۂ حکایتِ آں شخصِ شتر جوئندہ

اونٹ تلاش کرنیوالے شخص کی حکایت کے فائدہ کی تشریح

اشترے گم کردۂ اے مُعتمد
اے معتمد! تو نے اونٹ گم کر دیا ہے

ہر کس از اشتر نشانت می دہد
ہر شخص تجھے اونٹ کی نشانی بتا رہا ہے

تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست
تجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ کہاں ہے

لیک دانی کایں نشانیہا خطاست
لیکن تو جانتا ہے کہ یہ نشانیاں غلط ہیں

واں کہ اشتر گم[۵۲] نہ کرد اُو از مرے
جس نے اونٹ گم نہیں کیا وہ جھگڑے کے لئے

ہمچو آں گم کردہ جوید اشترے
اونٹ گم کرنیوالے کی طرح اونٹ ڈھونڈتا ہے

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام
کہ ہاں میں نے بھی اونٹ گم کیا ہے

ہر کہ یابد اُجرتش آوردہ ام
جو اُس کو پائے اُس کے لئے میں انعام لایا ہوں

تا در اشتر با تو انبازی کُند
تاکہ اونٹ میں تیرے ساتھ شریک ہو جائے

بہرِ طمعِ اشتر ایں بازی کُند
اونٹ کے لالچ میں یہ کھیل کھیلتا ہے

اُو نشانِ[۵۳] کژ نہ بشناسد ز راست
وہ غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا نہیں کر سکتا ہے

لیک گفتت آں مقلّد را عصاست
لیکن تیری گفتگو اُس مقلد کی لاٹھی ہے

ہر چہ اگوئی خطا بود آں نشاں
جس کو تو کہتا ہے یہ علامت غلط ہے

اُو بتقلیدِ تو می گوید ہماں
وہ تیری تقلید میں وہی کہہ دیتا ہے

چوں نشانِ راست گویند و شبیہ
جب وہ سچی علامت اور ملتی جلتی بتاتے ہیں

پس یقیں گردد ترا لاریب فیہ
تو تجھے یقین آجاتا ہے کہ اُنمیں کوئی شک نہیں ہے

آں شفائے جانِ رنجورت شود
(وہ علامت) تیری فکرمند جاں کی شفا بنجاتی ہے

مُظہرِ حسّ چو گنجورت شود
تیرے خزانچی جیسے حس کو ظاہر کرنیوالی بنجاتی ہے

بتانے والا جب اُس کی صحیح نشانیاں بتاتا ہے تو اُس کو یقین آجاتا ہے اور یہ نشانیاں اُس کی خوشی کا سبب بنجاتی ہیں اور اُس کے بیان کو بلاغِ مبین قرار دیتا ہے اور اُس کو اپنا پیشرو بناتا ہے۔

---

[۵۲] اشترِ گم نہ کرد۔ بعض لوگوں میں حقیقی طلب نہیں ہوتی وہ دیکھا دیکھی پیر کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور تلاش کے منتہی بن جاتے ہیں اور طالب کے حصہ میں سے حصہ بٹانے کی فکر کرنے لگتے ہیں۔ ایں بازی۔ یعنی بغیر اونٹ کھوئے اونٹ کی تلاش کرنا۔

[۵۳] اُو نشانِ کژ۔ اگر کوئی اُس کو اونٹ کی غلط نشاندہی کرتا ہے تو وہ غلط صحیح میں کوئی فرق نہیں کر سکتا ہے محض تمہاری باتوں کو اپنا سہارا بنا کر کسی نشانی کو غلط اور کسی نشانی کو صحیح ظاہر کرتا ہے۔ چوں نشانِ راست۔ جس کا اونٹ حقیقتاً گم ہوا ہو

689

www.pdfbooksfree.pk

رنگِ روئے و قوّتِ بازو شود
چہرے کی رونق اور بازو کی طاقت ہو جاتی ہے

خَلق[1] و خُلقِ یکتوات صد تو شود
تیرا اکہرا جسم اور اخلاق سو گنا ہو جاتا ہے

چشمِ تو روشن شود پایت دوال
تیری آنکھ روشن ہو جاتی ہے تیرے پیر دوڑنے لگتے ہیں

جسمِ تو جاں گردد و جانت رواں
تیرا جسم روح (حیوانی) بنجاتا ہے اور تیری روح (حیوانی) روح (انسانی) بنجاتی ہے

پس بگوئی راست گفتی اے امین
پس تو کہتا ہے اے امانت دار! تو نے سچ کہا

ایں نشانی ہا بلاغ آمد مبین
یہ علامتیں واضح پیغام ہیں

فیہِ آیاتٌ بیّناتٌ
اس میں روشن، معتبر علامتیں ہیں

ایں برائے باشد و قدر و نجات
یہ دستاویز ہیں اور (قابلِ) قدر ہیں اور (ذریعۂ) نجات ہیں

ایں نشاں چوں داد گوئی پیش رو
جب اُس نے یہ علامت بتادی تو کہیگا آگے چل

وقتِ آہنگست پیش آہنگ شو
(اب) چلنے کا وقت ہے آگے آگے چل

پیروی تو کنم اے راست گو
اے سچے! میں تیرے پیچھے چلوں گا

بوئے بُردی زاشترم بنما کہ کو
تو نے میرے اونٹ کا سُراغ پالیا، دکھا وہ کہاں ہے؟

پیش[2] آں کس کہ نہ صاحب اشتر لیست
اُس شخص کے لئے جو اونٹ کا مالک نہیں ہے

کو دریں جُستِ شتر بہرِ مر لیست
جو اونٹ کی تلاش میں مقابلہ کے لئے (لگا) ہے

زیں نشانِ راست نفزود شن یقیں
اِس سچی علامت نے اُسکے یقین میں اضافہ نہیں کیا

جُزو[3] عکسِ ناقہ جوئے راستیں
واقعی طور پر اونٹ تلاش کرنے والے کی نقل کے سوا

بوئے بُردِ از جدّ و گرمیہائے او
اُس کی کوشش اور اُس کی سرگرمیوں سے اُسکو پتہ لگا

کہ گزافہ نیست ایں ہیہائے او
کہ اُس کا شور و غل خواہ مخواہ نہیں ہے

اندریں اشتر نبودش حق ولے
اس اونٹ میں اُس کا کوئی حق نہ تھا لیکن

اشترے گم کردہ است او ہم بلے
اُس نے بھی ایک اونٹ ضرور کھویا ہے

طمعِ ناقہ غیر رو پوشش شدہ
دوسرے کے اونٹ کا لالچ اُسکے چہرہ کا پردہ بنگیا

انچہ زو گم شد فراموشش شدہ
جو اُس کا کھویا گیا ہے اُسکو اُس نے بھلا دیا ہے

ہر کجا او می دود ایں ہم دود
جدھر وہ بھاگتا ہے یہ بھی بھاگتا ہے

از طمع ہمدردِ صاحب می شود
لالچ سے مالک کا ہمدرد بنتا ہے

کاذبے با صادقے چوں شد رواں
ایک جھوٹا جب سچے کے ساتھ روانہ ہوتا ہے

آں دروغش راستی شد ناگہاں
اُس کا وہ جھوٹ خواہ مخواہ سچ ہو جاتا ہے

[1] خَلق و خُلق۔ یعنی اُس کی جسمانی اور روحانی طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ راست گفتی۔ حقیقی طالب صحیح علامتیں بتانیوالے سے کہتا ہے۔ بلاغِ مبین۔ واضح پیام۔ برات۔ شاہی حکم، دستاویز۔ ایں نشاں۔ تو نے جبکہ صحیح علامتیں بتادی ہیں تو اب میرے ساتھ چل کر اُس کو پکڑوادے۔

[2] پیشِ آں کس۔ جو اُس گمشدہ اونٹ کا مالک نہیں اور محض مقابلہ کیلئے تلاش کا مدعی بن گیا ہے اُسکے لئے صحیح علامتیں بھی کوئی معنی نہیں رکھتی ہیں۔ جزو عکس۔ یہ مدعی تو حقیقی طالب کی نقلیں اُتار رہا ہے۔

[3] بوئے بُرد۔ اِس نقال کو طالب کی خوشی سے یہ محسوس ہوا کہ یہ حقیقی طالب تھا۔ اندریں اشتر۔ حقیقی طالب کا جو اونٹ تھا اُس نقال کا اُس میں کوئی حصہ نہ تھا لیکن اس کا اونٹ بھی گم ہوا تھا۔ اُس اونٹ کے لالچ میں اُس نے اُس کو فراموش کر رکھا تھا۔ کاذبے۔ صحیح طالبوں کے ساتھ جب نقال لگتا ہے تو بسا اوقات اُس کو اپنی گم شدہ چیز بھی یاد آجاتی ہے اور وہ اُس کو حاصل کر لیتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

اندراں صحرا کہ آں اشتر شناخت — اشترِ خود نیز آں دیگر بیافت

جس جنگل میں وہ اونٹ پہچانا — اُس دوسرے نے اپنا اونٹ بھی پالیا

چوں بدیدش یاد آورد آنِ خویش — بے طمع شد زاشترِ آں یار بیش

جب اُسنے اُس کو دیکھا تو اپنا اونٹ یاد آگیا — (اور) اُس دوست کے اونٹ سے بہت بے طمع

آں مُقلِد شد مُحقق چوں بدید — اشترِ خود را کہ آنجا می چرید

وہ مُقلد مُحقق بن گیا جب اُس نے دیکھا — اپنے اونٹ کو کہ اِس جگہ چر رہا ہے

اُو طلبگارِ شتر آں لحظہ گشت — مِی نجُستش تا ندید او را بدشت

وہ اُسی لمحہ اونٹ کا طلبگار بن گیا — جب تک اُسکو جنگل میں نہ دیکھا اُسکی جستجو میں رہا

بعد ازاں تنہا روی آغاز کرد — چشم سوئے ناقۂ خود باز کرد

اُس کے بعد اُس نے تنہا روی شروع کردی — اپنی اونٹنی کو نصب العین بنا لیا

گفت آں صادق مرا بگذاشتی — تا بہ اکنوں پاسِ من می داشتی

سچے نے اُس سے کہا تو نے مجھے چھوڑ دیا — اب تک تو میرا ساتھ دے رہا تھا

گفت تا اکنوں قُسوسی بودہ ام — وز طمع در چاپلوسی بودہ ام

اُس نے کہا اب تک میں بناوٹی تھا — لالچ سے خوشامد میں لگا تھا

ایں زماں ہمدردِ تو گشتم کہ من — در طلب از تو جدا گشتم بہ فن

اب میں تیرا ہمدرد ہوں کیونکہ میں — طلب میں مصلحتاً تجھ سے جدا ہوا ہوں

از تو می دُزدیدمے وصفِ شتر — جانِ من دید آنِ خود شُد چشم پُر

میں تجھ سے اونٹ کے اوصاف چھپاتا تھا — میں نے مطلوب پالیا میں سیر چشم ہوگیا

تا نیابیدم نہ بودم طالبش — مِس کنوں مغلوب شد زر غالبش

جب تک میں نے اُسکو نہ پایا تھا میں اُسکا طلبگار تھا — تانبا اب مغلوب ہوگیا اُس پر سونا غالب آگیا

سیّئاتم شد ہمہ طاعات شُکر — ہزل شُد فانی وجدّ اثبات شُکر

(خدا کا) شکر ہے میری بُرائیاں سب بھلائیاں بنگئیں — شکر ہے، مذاق ختم ہوگیا اور سنجیدگی آگئی

سیّئاتم چوں وسیلت شد بحق — پس مزن بر سیّئاتم ہیچ دَق

میری بُرائیاں چونکہ حق کا وسیلہ بن گئیں — تو میری بُرائیوں پر اعتراض نہ کر

مَر ترا صدقِ تو طالب کردہ بود — مر مرا جدّ و طلب صدقے کشود

تجھے تیری سچائی نے طلبگار بنایا تھا — میرے سنے کوشش اور طلب نے سچائی واضح کردی

---

۵۱ اندراں صحرا۔ طالب حقیقی کو جس جگہ مطلوب ملا اُس منقل کو بھی اُسکا فراموش شدہ مطلوب مل گیا چوں بدیدش۔ نقال میں اب اخلاص پیدا ہوگیا۔ اور اپنی گم شدہ چیز کے حصول کے درپے ہوگیا۔ آں لحظہ۔ طالب حقیقی تو فطری صلاحیت کی بنا پر کامیاب ہوا اور یہ اُس کی کامیابی کو دیکھ کر راہ پر لگا۔ بعد ازاں پہلے اُس کی نقلی طلب تھی اب حقیقی طلب ہوگئی۔

۵۲ گفت۔ اب یہ نقلی بھی حقیقی طالب بنکر اپنے راستہ پر لگ گیا۔ قسوس۔ اشتہار، مذاق، بناوٹ۔ وز طمع۔ یعنی تیرے اونٹ کے لالچ سے ہمدرد تو۔ اب میں حقیقی معنی میں پیرِ جانی اور ہمدرد ہوں۔ جانِ من۔ جب میں نے اپنے حقیقی مطلوب کو سمجھ لیا تو تمہاری چیز سے استغنا پیدا ہوگیا۔

۵۳ تا نیابیدم۔ جب تک مجھے اپنا مطلوب نظر نہ آیا تھا میں اُس کا حقیقی طالب نہ بنا تھا اب نقلی طلب ختم ہوگئی ہے اور حقیقی طلب غالب آگئی ہے۔ سیئاتم۔ میری نقالی جو ایک برائی تھی بھلائی میں تبدیل ہوگئی اور حقیقی طالب بن گیا ہوں۔ مر ترا۔ تیری حقیقی طلب نے تجھے طالب بنایا تھا۔ میری نقالی نے مجھے حقیقی طلب تک پہنچا دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

صدقِ[1] تو آورد در جستن ترا
تیری سچائی نے تجھے جستجو میں مبتلا کیا
جستنم آورد در صدقے مرا
میری جستجو نے مجھے سچائی میں پہنچا دیا

تخمِ دولت در زمیں می کاشتم
میں نے نصیبے کا بیج زمین میں بویا تھا
سخرہ و بیکار می پنداشتم
(جس کو) میں مذاق اور بیکار سمجھ رہا تھا

آں نہ بد بیکار کسبے بُد درست
وہ بیکار نہ تھا صحیح محنت تھی
ہر یکے دانہ کہ کشتم صد برست
میں نے جو ایک دانہ بویا سو اُگے

دُزد سوئے خانہ شد زیرِ دست
چور چھپ کر ایک گھر میں گیا
چوں درآمد دید کاں خانہ خودست
جب اندر پہنچا، دیکھا کہ وہ اسی کا گھر ہے

گرم[2] باش اے سرد تا گرمی رسد
اے افسردہ! سرگرم بن تاکہ جذبہ حاصل ہو
بادرشتی ساز تا نرمی رسد
سختی جھیل، تاکہ راحت ملے

آں دو اشتر نیست آں یک اشتر ست
وہ دو اونٹ نہیں ہیں، ایک اونٹ ہے
تنگ آمد لفظ معنیٰ بس پُر ست
الفاظ تنگ ہیں، معنیٰ بہت زیادہ ہیں

لفظ در معنیٰ ہمیشہ نارساں
لفظ معنیٰ (کی ادائیگی) میں ہمیشہ کوتاہ ہیں
زاں ہمیں گفت قدّ کلّ اللّسان
اسی لئے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا زبان عاجز آگئی

نطق اصطرلاب باشد در حساب
حساب کرنے میں لفظ، اصطرلاب ہیں
چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
وہ آسمان اور سورج کا اندازہ کیا جانے

خاصۂ[3] چرخے کایں فلک زو ذرّہ ایست
خصوصاً وہ آسمان کہ یہ آسمان اُسکا ایک ذرّہ ہے
آفتاب از آفتابش ذرّہ ایست
(یہ) سورج اُس (فلک) کے سورج کا ایک ذرّہ ہے

دربیانِ آنکہ در ہر نفسے فتنۂ مسجدِ ضرار ست

اِس بیان میں کہ ہر ایک نفس میں مسجدِ ضرار کا فتنہ (موجود) ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نبود
جب ظاہر ہو گیا کہ وہ مسجد نہ تھی
خانۂ حیلت بُد و دامِ جہود
مکاری کا گھر اور یہودیوں کا جال تھا

---

[1] صدق۔ تیری صادق طلب نے تجھے جستجو میں لگایا میری نقلی جستجو نے مجھے طالب صادق بنا دیا۔ تخمِ دولت۔ طلب اور جستجو تو تھی لیکن نقالی کی وجہ سے بیکار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے اسکو کارآمد بنا دیا اور اسکے بہترین نتائج سامنے آگئے۔ زیرِ دست۔ مغلوب، مخفی، غلط کار بھی کبھی اتفاقات صحیح مقصد حاصل کر لیتا ہے، ریاکاری کے بعد خلوص حاصل ہو جاتا ہے۔

[2] گرم باش۔ انسان کو جدوجہد کرنی چاہیئے اور مصائب برداشت کرنے چاہئیں تب راحت ملے گی۔ آں دو اشتر۔ تمثیلی اور طالب کیلئے دو اونٹ بتائے گئے تھے۔ یہ تعبیر لفظوں کی کوتاہی تھی ورنہ دراصل ایک ہی اونٹ تھا یعنی آخر میں دونوں واصل بحق ہوئے اور ذاتِ حق واحد ہے۔ قدّ کلّ اللّسان۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ جس نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی یعنی ذات و اوصاف کے بیان کرنے سے الفاظ عاجز ہیں۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ ہے جس سے آسمانوں اور ستاروں کے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ آلہ آسمان کے تمام احوال اور آسمان و سورج کے تمام حقائق نہیں بتا سکتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کا حال ہے۔

[3] خاصہ۔ جبکہ نطق اور لفظ بمنزلہ اصطرلاب کے ہیں اور وہ آسمان کے جملہ حقائق کو نہیں بتا سکتا ہے تو اسی طرح الفاظ عالمِ غیب کے اِس آسمان اور سورج کی حقیقت واضح نہیں کر سکتے ہیں جس کے بالمقابل یہ آسمان اور سورج بے حقیقت ہیں۔ چوں۔ جب یہ بات کھل گئی کہ مسجدِ ضرار حقیقتاً مسجد نہیں ہے بلکہ یہود کا ایک جال اور دھوکا ہے تو آنحضورؐ نے اس کو گروا کر کوڑی میں تبدیل کرا دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

پس نبی فرمود کانرا بر کنند
تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اُسکو اکھاڑ دیں

مَطرحہ خاشاک و خاکستر کُنند
کوڑے اور مٹی کی کوڑی بنا دیں

صاحبِ[1] مسجد چو مسجد قلب بُود
مسجد والا مسجد کی طرح اُلٹا تھا

دانہا بر دام ریزی نیست جُود
تو جال پر دانہ ڈالے، سخاوت نہیں ہے

گوشت کاندر شستِ تو ماہی رُبات
وہ گوشت جو تیرے کانٹے میں مچھلی کو اُچکنے والا ہے

آنچناں لقمہ نہ بخشش نہ سخاست
ایسا لقمہ نہ بخشش ہے نہ سخاوت ہے

مسجدِ اہلِ قبا کاں بُد حماد[2]
قبا والوں کی مسجد جو پتھر کی تھی

آنچہ کفوِ آں نہ بُد راہش نہ داد
جو (مسجد) اُسکے ہم جنس نہ تھی اُسنے اُسکو راستہ نہ دیا

در جمادات این چنیں حیفے نہ رفت
جمادات میں (بھی) ایسا ظلم چالو نہ ہوا

زد دراں ناکفو میرِ داد نفت
اُس غیر جنس میں حاکمِ اعلیٰ نے تیل چھڑکوا دیا

پس حقائق را کہ اصلِ اصلہاست
تو وہ حقائق جو اصلوں کی اصل ہیں

واں کہ آنجا فرقہا و فصلہاست
سمجھ لے اُن میں بہت سے فرق اور امتیازات ہیں

نے[3] حیاتش چوں حیاتِ اُو بُود
نہ اُس (مفضول) کی زندگی اُس (فاضل) جیسی ہوگی

نے مماتش چوں ممات اُو بُود
نہ اُس (مفضول) کی موت اس (فاضل) کی موت کی طرح ہوگی

گورِ اُو ہرگز چو گورِ اُو مداں
اُس (مفضول) کی قبر کو اُس (فاضل) کی قبر کیطرح نہ سمجھ

خود چہ گویم حالِ فرقِ آنجہاں
اب میں اُس عالم (آخرت) کے فرق کی حالت کیا بتاؤں؟

بر محک زن کارِ خود اے مردِ کار
اے صوفیِ عمل! اپنے عمل کو کسوٹی پر پرکھ لے

تا نسازی مسجدِ اہلِ ضرار
کہیں تو اہلِ ضرار کی مسجد بنا لے

بس براں مسجد کناں تسخر زدی
تو نے اُس مسجد کے بنانیوالوں کی بہت مذاق اڑائی

چوں نظر کردی تو خود زانسان بُدی
جب تو نے غور کیا تو خود ویسا تھا

حکایت ہندو کہ با یارانِ خود جنگ می کرد کہ بدکارید

اُس ہندوستانی کا قصہ جو اپنے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا کہ تم بدکار ہو

وخبر نداشت کہ خود نیز بداں مُبتلاست

اور اُس کو خبر نہ تھی کہ خود اُس بُرائی میں مُبتلا ہے

چھپا ہوا حسد اور ریاکار فرمانہ ہو اور اُس کے عمل کی صورت مسجدِ ضرار کی سی صورت نہ ہو۔ بس۔ بسا اوقات انسان دوسروں کے انہی عیوب کی مذاق اُڑاتا ہے جو اُس میں خود چھپے ہوئے ہیں۔ اسی مضمون کو مولانا نے اِس حکایت سے واضح فرمایا ہے۔

---

[1] صاحبِ مسجد۔ یعنی ابو عامر راہب جس کے فضلی معنیٰ ہیں آباد کنندہ۔ تخلب بود۔ وہ آباد کنندہ نہ تھا بلکہ اُس کا تباہ کنندہ تھا لہٰذا وہ برعکس نام نہند زنگی کافور کا مصداق تھا۔ گوشت۔ صورت پر حکم نہیں لگتا بلکہ حقیقت پر حکم لگتا ہے۔ ابو عامر کی صورت تعمیر کی تھی لیکن حقیقتاً تخریب تھی، کانٹے میں مچھلی کی خوراک کی صورت لقمہ کی ہے لیکن حقیقت نہیں ہے لہٰذا اُس کو بخشش اور سخاوت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

[2] مُبد جماد۔ مسجدِ قبا پتھر کی بنی ہوئی تھی جس میں احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اُس نے بھی غیر جنس یعنی مسجدِ ضرار کو گوارا نہ کیا جیسے ظلم یعنی مسجدِ ضرار مسجدِ قبا کے برابر کر دیا جائے۔ نفت۔ آگ پکڑنے والا مادہ ہے۔ حقائق۔ یعنی جس طرح مسجد اور مسجد میں فرق ہے اسی طرح حقائقِ انسانیہ جو تمام حقائق کی اصل اور جڑ ہیں انمیں بہت فروق ہیں ایک انسان اور دوسرے انسان میں بہت بڑا فرق اور فصل ہے۔

[3] نے حیات۔ افضل اور مفضول کی نہ زندگی یکساں ہے نہ موت دنیا میں دونوں کی قبروں میں بھی بہت بڑا فرق ہے آخرت میں جو فرق ہوگا اس کا تو بیان ہی کیا ہو سکتا ہے۔ برمحک۔ انسان کو اپنے اعمال کو پرکھنا چاہیئے کہیں اُن میں

693

www.pdfbooksfree.pk

چار ہندو[1] در یکے مسجد شدند
چار ہندوستانی ایک مسجد میں پہنچے

بہرِ طاعت راکع و ساجد شدند
عبادت کے لئے رکوع اور سجدے میں گئے

ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد
ہر ایک نے ایک نیت کرکے تکبیر کہی

در نماز آمد بہ مسکینی و درد
مسکینی اور درد کے ساتھ نماز میں لگ گیا

مؤذن آمد زاں یکے لفظے بجست
مؤذن آیا، انہیں سے ایک کی زبان سے یہ لفظ نکلا

کاے مؤذن بانگ کردی وقت ہست
اے مؤذن! تو نے اذان دیدی! وقت ہوگیا ہے

گفت[2] آں ہندوے دیگر از نیاز
دوسرے ہندوستانی نے لجاجت سے کہا

ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
ہائے! تو نے بات کرلی اور نماز ٹوٹ گئی

آں سوم گفت آں دوم را کاے عمو
تیسرے نے دوسرے سے کہا، اے چچا!

چہ زنی طعنہ باُو خود را بگو
اس کو کیا طعنہ دیتا ہے، خود کو دے

آں چہارم گفت حمدُ اللہ کہ من
چوتھا بولا، خدا کا شکر ہے کہ میں

در نیفتادم بچہ چوں ایں سہ تن
ان تینوں کی طرح میں کنویں میں نہیں گرا

پس نمازِ ہر چہاراں شد تباہ
تو چاروں کی نماز برباد ہوئی

عیب جویاں بیشتر گم کردہ راہ
عیب جو خود زیادہ گمراہ ہوئے

اے خنک جانے کہ عیبِ خویش دید
قابلِ مبارک باد ہے وہ شخص جو اپنا عیب دیکھے

ہر کہ عیبے گفت آں بر خود گزید
جو کوئی عیب بتائے، اپنے لئے تسلیم کرلے

زانکہ[3] نیمے اُو ز غیبستاں بدست
کیونکہ اس کا آدھا، عیبوں کی دنیا کا ہے

واں دگر از وے ز غیبستاں بدست
دوسرا (آدھا) عالمِ غیب کا ہے

چونکہ بر سر مر ترا صد ریش ہست
چونکہ تیرے سر پر تو زخم ہیں

مرہمش بر خویش باید کار بست
ان کا مرہم اپنے اوپر لگانا چاہیئے

عیب کردن ریش را دارد دوا
زخم کو بُرا سمجھنا (ہی) اُس کا علاج ہے

چوں شکستہ گشت جائے ارحموا
جب خاکسار بن گیا ارحموا کا محل ہے

گر ہماں عیبت نبود ایمن مباش
اگر وہ عیب تجھ میں نہیں ہے تو بھی) مطمئن نہ ہو

بُو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش
ہوسکتا ہے کہ وہ عیب تجھ میں ظاہر ہوجائے

---

[1] ہندو یعنی ہندوستانی مسلمان۔ طاعت یعنی نماز۔ تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ۔ مؤذن۔ یعنی مؤذن آیا تو نماز کی حالت میں اُس سے باتیں کرنے لگا۔ وقتِ ہست یعنی اذان کا وقت ہوگیا ہے۔

[2] گفت آں دوسرے نمازی نے نماز کی حالت میں پہلے نمازی سے کہا تو نے نماز میں بات کرلی تیری نماز ٹوٹ گئی۔ سوم۔ تیسرے نے نماز کی حالت میں دوسرے سے کہا تو پہلے کو کیا طعنہ دیتا ہے تیری نماز خود ٹوٹ گئی۔ چہارم۔ چوتھا نماز کی حالت میں بولا خدا کا شکر ہے میں نے ان تینوں کی طرح اپنی نماز خراب نہیں کی۔ پس۔ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کا عیب ظاہر کررہا تھا حالانکہ وہی عیب خود اُس میں موجود تھا۔ اے خنک۔ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جو دوسرے کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنے عیب کو تسلیم کرلے۔

[3] زانکہ نیمے۔ انسان کا آدھا حصہ جسم ہے اور آدھا حصہ روح ہے۔ جسم عالمِ خلق کی چیز ہے جو مفاسد سے پُر ہے لہٰذا ہر انسان کا عیب دار ہونا ممکن ہے لہٰذا اس کو اپنا عیب تسلیم کرلینا چاہیئے۔ چونکہ ہر انسان میں جب عیوب موجود ہیں تو اپنے عیبوں کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔ عیب کردن ریش۔ اگر انسان اپنے زخم کو بُرا سمجھتا ہے تو ضرور اُسکے معالجہ میں لگے گا، اپنے عیب کو تسلیم کرنا، انکساری اختیار کرنا ہے جو رحمت کا سبب اور مقام ہے۔ ارحموا۔ تم رحم کرو یعنی منکسر انسان پر خدا نے رحم کرنے کا حکم صادر فرمادیا ہے۔ گر ہماں۔ جو عیب تو دوسرے میں بتا رہا ہے اگر وہ تجھ میں نہیں ہے تو بھی تو اُس عیب کے بارے میں مطمئن نہ ہو خدا عیب جو میں وہی عیب پیدا کردیتا ہے

www.pdfbooksfree.pk

لَا تَخَافُوا[1] از خدا نشنیدہ
تو نے خدا سے "نہ ڈرو" نہیں سنا ہے

پس چہ خود را ایمن و خوش دیدۂ
تو اپنے آپ کو مطمئن اور بھلا کیوں سمجھتا ہے؟

سالہا ابلیس نیکو نام زیست
شیطان سالہا سال ناکامی سے جیا

گشت رسوا بیں کہ اُو را نام چیست
(پھر) رسوا ہوا، دیکھ اُس کا کیا نام ہے؟

در جہاں معروف بود علیائے اُو
جہاں میں اُس کی بلندی مشہور تھی

گشت معروفی بعکس اے وائے اُو
(اُسکی) شہرت برعکس ہو گئی اُس پر افسوس ہے

تا نہ ایمن تو معروفی مجو
جب تک تو مطمئن نہ ہو، شہرت نہ چاہ

پاک شو از خوف پس از امن گو
پہلے خوف سے پاک ہو جا، پھر امن کی بات کر

تا نروید[2] ریشِ تو اے خوش ذقن
اے خوبصورت تھوڑی والے! جبتک داڑھی نہ نکل آئے

بر درِ گر سادہ زنخ طعنہ مزن
دوسرے صاف تھوڑی والے کو طعنہ نہ دے

این نگر کہ مبتلا شد جانِ اُو
یہ غور کر کہ اُس کی جان مبتلا ہوئی

در چہے افتاد تا شد بندِ تو
وہ کنوئیں میں گرا یہاں تک کہ تیرے لئے باعثِ نصیحت بنا

تو نہ نیفتادی کہ باشی پندِ اُو
تو نہ گرا کہ اُس کے لئے (باعثِ) نصیحت ہوتا

زہر اُو نوشیدہ تو خور قندِ اُو
اُس نے زہر پیا ہے تو اُس کی شکر کھا

قصد کردنِ غزان بکشتنِ یک مردے تا آں مردِ دیگر بترسد

غزوں کا ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا تاکہ دوسرا ڈر جائے

آں غزانِ[3] ترکِ خونریز آمدند
خونریز ترک غز آئے

بہرِ یغما بر دہے ناگہ زدند
لوٹ کے لئے اُنھوں نے اچانک ایک گاؤں پر حملہ کر دیا

دو کس از اعیانِ آں دہ یافتند
اُس شہر کے دو بڑے شخصوں کو اُنھوں نے پکڑ لیا

در ہلاکِ آں یکے بشتافتند
اُن میں سے ایک کو قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑے

دست بستندش کہ قربانش کنند
اُس کے ہاتھ باندھ دیئے تاکہ اسکو ذبح کریں

گفت اے شاہان و ارکانِ بلند
اُس نے کہا اے شاہو اور بلند شخصیتو!

در چہِ مرگم چرا می افگنید
مجھے موت کے کنوئیں میں کیوں گراتے ہو؟

از چہ آخر تشنۂ خونِ منید
آخر میرے خون کے پیاسے کیوں ہو؟

چیست حکمت چہ غرض در کشتنم
میرے قتل کرنے میں کیا حکمت کیا غرض ہے؟

چوں چنیں درویشم و عریاں تنم
جبکہ میں مفلس اور ننگا ہوں

---

[1] لَا تَخَافُوا۔ کامل مومن کے لئے قرآن میں لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا، نہ تم ڈرو نہ خوف کھاؤ کی بشارت ہے لیکن وہ کامل مومن کے لئے ہے تو نے تو اپنے لئے نہیں سنی تو کیوں مطمئن بنتا ہے۔ سالہا شیطان معلم الملکوت تھا پھر ابلیس بنا تو انسان کو اپنے بارے میں مطمئن نہ ہونا چاہیئے دوسروں کی عیب جوئی نہ کیا کرے اپنے عیب کی نگرانی چاہیئے بعکس یعنی ذلت۔ تا نہ۔ زندگی میں تو نہ امن حاصل ہوگا نہ خوف سے رہائی ہوگی۔

[2] تا نروید بے ریش ہونا مردانگی کا عیب ہے تو جب تک اپنا عیب زائل نہ کر لو دوسرے کو طعنہ نہ دو۔ ایں نگر۔ دوسرے کے عیب سے تم عبرت حاصل کرو۔ تو نیفتادی۔ خدا کا شکر کر تو اسکے لئے باعثِ عبرت نہ بنا۔ زہر اُو نوشید۔ یعنی وہ بیمار ہے۔ قندِ اُو۔ یعنی تو عبرت حاصل کر۔

[3] غزان۔ غز، ترکوں کی ایک قوم تھی جس کا پیشہ غارتگری تھا۔ یغما۔ لوٹ۔ دو کس۔ یعنی اُس گاؤں کے دو بڑے آدمی پکڑ لئے۔ چیست۔ جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو مجھے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] تا ہیبت بریں یارت زند — تا بترسد او وزر پیدا کند

اُس نے کہا تاکہ تیرے اِس دست پر ہیبت طاری ہو جائے — تاکہ وہ ڈرے اور روپیہ بتا دے

گفت آخر اوز من مسکیں تر ست — گفت قاصد کردہ است او را زرست

اُس نے کہا وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مسکین ہے — اسنے کہا کہ قصداً (ایسا) کر رکھا ہے (ورنہ) وہ مالدار ہے

گفت چوں وہم ست ما ہر دو یکیم — در مقامِ اِحتمال و در شکیم

اُسنے کہا جبکہ یہ وہم ہے تو ہم دونوں یکساں ہیں — دونوں احتمال کی جگہ اور مشکوک ہیں

خود ورا بکشید اوّل اے شہاں — تا بترسم من دہم زر را نشاں

اے شاہو! پہلے اُس کو قتل کر دو — تاکہ میں ڈروں اور روپے کا پتہ بتا دوں

پس[2] کرمہائے الٰہی بیں کہ ما — آمدیم آخر زماں در انتہا

تو خدا کا کرم دیکھ کہ ہم — آخری زمانے میں خاتمہ پر آئے

آخرین قرنہا پیش از قرون — در حدیث ست آخرون السابقون

آخری زمانے والے پہلے زمانہ والوں سے پہلے ہیں — حدیث میں ہے (ہم) آخیر میں ہیں، پہلے ہیں

تا ہلاکِ قومِ نوحؑ و قومِ ہودؑ — عارضِ رحمت بجانِ ما نمود

یہانتک کہ قومِ نوحؑ اور قومِ ہودؑ (عاد) کی ہلاکت نے — رحمت کا بادل ہمیں دکھا دیا

کشت ایشاں را کہ تا ترسم ازو — ور خود ایں بر عکس کردے وائے تو

اُن کو برباد کیا تاکہ ہم اس سے ڈریں — اگر وہ اسکے بالعکس کرتا، تیری تباہی تھی

در بیان حالِ خود پرستاں و ناشکراں در نعمتِ وجودِ انبیاء و اولیا

اُن لوگوں کی حالت کا بیان جو انبیاء اور اولیاء کے وجود کی نعمت کے ناشکرا اور خود پرست ہیں

ہر چہ[3] ز ایشاں گفت از عیب و گناہ — وز دلِ چوں سنگ و زجانِ سیاہ

اُن کے عیب اور گناہوں کا جو کچھ (اللہ نے ذکر) فرمایا — اور اُن کے پتھر جیسے دل اور سیاہ باطن کا

وز سُبکداریِ فرمانہائے او — وز فراغت از غمِ فردائے او

اور اُس (اللہ تعالےٰ) کے اَحکام کی بے وقعتی کا — اور اپنی قیامت کے غم سے بے فکری کا

وز ہوس وز عشقِ این دنیائے دوں — چوں زناں مر نفس را بودن زبوں

اور کمینی دنیا کے عشق اور ہوس کا — اور عورتوں کی طرح نفس کے فرمانبردار ہونیکا

اور اُس کی خبر "از و عبرت نگرفتی" محذوف ہے۔ سبکداری۔ بے وقعتی۔ وز۔ یعنی قیامت کی فکر سے لاپروائی۔ چوں زناں۔ عورتیں اپنے نفس سے بہت مغلوب ہوتی ہیں۔

---

[1] گفت۔ اُس ترک نے کہا تجھے اِس لئے قتل کرتا ہوں تاکہ دوسرا تجھ سے عبرت حاصل کرے اور اپنی نقدی نکالدے۔ قاصد۔ یعنی اُس نے قصداً اپنے آپ کو مُفلس بنا رکھا ہے ورنہ وہ مالدار ہے۔ چوں وہم۔ یعنی اُس کی مالداری کا وہم ہے یقین تو نہیں ہے۔ یہ وہم مجھ پر بھی ہو سکتا ہے لہٰذا اُس معاملہ میں ہم دونوں یکساں ہیں لہٰذا اُس کو قتل کر۔ تاکہ میں عبرت حاصل کرلوں۔

[2] پس۔ جب اِس قصہ سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خوش نصیب ہے جو دوسرے سے عبرت حاصل کرے تو یہ اللہ کا کرم ہے کہ اُمتِ محمدیہ کو اللہ تعالےٰ نے تمام اُمتوں کے بعد پیدا کیا تاکہ وہ پہلی اُمتوں کے فرمانوں سے عبرت حاصل کریں اور زیادہ نیکیاں کر سکیں چنانچہ حدیث شریف ہے نحن الآخرون السابقون یعنی ہم دنیا میں سب اُمتوں سے بعد میں پیدا ہوئے لیکن قیامت میں ہمیں سب پر سبقت حاصل ہوگی۔ تاہلاک۔ یعنی پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرنا ہمارے لئے رحمت بن گیا۔ عارض۔ بادل، یعنی ان کے لئے بادل بصورتِ عذاب نمودار ہوا اور ہم پر ابرِ رحمت بنا۔ برعکس۔ یعنی ہمیں اُن کے لئے باعث عبرت بنا دیتا۔

[3] ہر چہ یہاں سے چھٹے شعر سیر چشماں الخ تک مبتدا ہے

696 696
www.pdfbooksfree.pk

واں فرار از نکتہائے ناصحاں
اور نصیحت کرنیوالوں کے نکتوں سے بھاگنے کا

باد ل وبا اہلِ[1] دل بیگانگی
دل اور اہلِ دل سے اجنبیت کا

سیر چشماں را گدا پنداشتن
اہلِ قناعت کو بھکاری سمجھنا

گر پذیرد خیر تو گوئی گداست
اگر وہ تیری عطا قبول کرے تو تو کہتا ہے گدا ہے

گر در آمیزد تو گوئی طامع ست
اگر وہ میل جول کرے تو تو کہتا ہے لالچی ہے

گر تحمل[2] کرد گوئی عاجز ست
اگر وہ تحمل کرے تو کہتا ہے عاجز ہے

یا منافق وار عذر آری کہ من
یا منافق کی طرح تو عذر کرتا ہے کہ میں

نے مرا پروائے سر خاریدن ست
نہ مجھے سر کھجانے کی فرصت ہے

اے فلاں مارا بہمت یاد دار
اے فلاں! ہمیں (بھی) دعا میں یاد رکھئے

ایں[3] سخن ہم نے ز درد و سوز گفت
یہ بات بھی درد اور سوز سے نہیں کہی

ہیچ چارہ نیست از قوتِ عیال
بال بچوں کی روزی سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے

چہ حلالے گشتہ ز اہلِ ضلال
حلال کیا! تو گمراہوں میں سے ہو گیا ہے

از خدا چارہ استش واز قوتے نے
خدا سے چھٹکارا ہے اور روزی سے نہیں ہے

واں رمیدن از لقائے صالحاں
اور نیکوں کی ملاقات سے گریز کرنے کا

باشہاں تزویر و روبہ شانگی
اور بادشاہوں کے ساتھ مکاری اور چالاکیوں کا

وز حسد شاں خفیہ دشمن داشتن
اور حسد سے انہیں چھپا دشمن سمجھنا (اُنسے تو نے عبرت پکڑی)

ورنہ گوئی مکر و تزویر و دغاست
ورنہ تو کہتا ہے کہ مکر اور جھوٹ اور دغابازی ہے

ورنہ گوئی در تکبر مُولع ست
ورنہ تو کہتا ہے تکبر پر فریفتہ ہے

ور غیور آمد تو گوئی گربز ست
اگر غیرت مند ہے تو کہتا ہے غصہ ور ہے

ماندہ ام در نفقہ و فرزند و زن
بچوں اور بیوی کے اخراجات میں پھنسا ہوں

نے مرا پروائے دین و رزیدن ست
نہ میرے لئے دین میں لگنے کا موقع ہے

تا شویم از اولیا پایانِ کار
تاکہ انجام کار ہم بھی اولیاء میں سے ہو جائیں

خوابناکے ہر زہ گفت و باز خفت
نیند کا ماتا بڑبڑایا اور پھر سو گیا

از بنِ دنداں کنم کسبِ حلال
بڑی محنت سے حلال روزی کماتا ہوں

غیرِ خونِ تو نمی بینم حلال
تیرے خون کے سوا میں کچھ حلال نہیں سمجھتا ہوں

چارہ است از دین و از طاغوتے نے
دین سے چھٹکارا ہے، شیطان سے نہیں ہے

[1] اہلِ دل۔ باخدا لوگ۔ شہاں۔ یعنی اہلِ دنیا۔ بیر خشم۔ مستغنی۔ وز حسد۔ غرضیکہ ان قوموں کے یہ بُرے احوال اور اُن کا بُرا انجام تیرے سامنے ہے لیکن تو نے اُن سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ طامع۔ لالچی۔ مولع۔ فریفتہ۔

[2] گر تحمل۔ تیری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بزرگ لوگوں کی بُرائی پر برداشت سے کام لیتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ عاجز ہے کسی کا بگاڑ ہی کیا سکتا ہے اور اگر وہ ناگواری کا اظہار کرے تو اُسکو مغلوب الغضب کہتا ہے۔ یا منافق۔ بزرگوں سے تو منافقانہ برتاؤ کرتا ہے، دین کے کاموں میں نہ لگنے کی وجہ بال بچوں کی معذوریت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ سر کھجانے کی فرصت نہیں دین کے کاموں میں کیسے لگوں۔ اے فلاں۔ بغیر کچھ کہے بزرگوں سے باطنی توجہ کا خواستگار ہے تاکہ ولی بنجائے۔

[3] ایں سخن۔ یعنی دعا اور باطنی توجہ کی درخواست خوابناکے۔ تیری اس درخواست کی مثال ہے جیسے کوئی نیند میں بڑبڑائے اور پھر سو جائے۔ ہیچ چارہ۔ مجبوری ظاہر کرتا ہے کہ بال بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے محنت سے حلال روزی کمانے میں مصروف ہوں۔ غیرِ خون۔ ان صورتوں میں تو حلال روزی تو کیا کماتا تیرا خون بہانا ہی حلال ہو اور تو واجب القتل ہے۔ از خدا۔ یہ ساری مجبوریاں خدا اور دین کے معاملے میں ہیں، شیطان اور کفر کے معاملے میں نہیں ہیں۔

697 696
www.pdfbooksfree.pk

ایکہ[1] صبرت نیست از دنیائے دوں
اے وہ کہ تجھے کمینی دنیا کے بغیر صبر نہیں ہے

صبر چوں داری ز نِعْمَ الْمَاهِدُوْن
ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از ناز و نعیم
اے وہ کہ عیش و عشرت کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے

صبر چوں داری ز اللہ کریم
اللہ کریم کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از پاک و پلید
اے وہ کہ پاک ناپاک کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے

صبر چوں داری ازاں کت آفرید
جس نے تجھے پیدا کیا ہے اسکے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از آب سیاہ
اے وہ کہ تیرے لئے بغیر کمتر پانی کے صبر نہیں ہے

صبر چوں داری تو از چشمہ الٰہ
اللہ تعالےٰ کے چشمے کے بغیر تو کیسے صابر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن
اے وہ کہ تجھے بال بچوں کے بغیر صبر نہیں ہے

صبر چوں داری ز حَیِّ ذوالمنن
حیّ ذوالمنن سے تو کیسے صبر کرتا ہے؟

اے کہ[2] می گوئی خدا بخشد ترا
اے وہ کہ تو کہتا ہے کہ خدا تجھے بخشدے گا

آں فریب غول میداں بر ترا
اُسکو چھلاوے کا فریب سمجھ، اُس سے نکل

کو خلیلے کو بروں آمد ز غار
کہاں ہے وہ خلیل کہ جو غار سے نکلا؟

گفت ہٰذا ربّ ہاں کو کردگار
کہا یہ خدا ہے، ہاں خدا کہاں ہے؟

من[3] نخواہم در دو عالم بنگریست
میں دونوں جہان کو نہ دیکھوں گا

تا ندانم کایں دو مجلس آن کیست
جب تک یہ نہ جان لوں کہ یہ دونوں مجلسیں کس کی ملکیت ہیں

بے تماشائے صفتہائے خدا
خدا کی صفات کو دیکھے بغیر

گر خورم ناں در گلو گیرد مرا
اگر میں روٹی کھاؤں تو میرے گلے میں پھنس جائے

چوں گوارد لقمہ بے دیدار اُو
اُسکے دیدار کے بغیر لقمہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے؟

بے تماشائے گل و گلزار اُو
(اور) اُس کے گل و گلزار کے بغیر دیکھے

جز بامیدِ خدا زیں آب خور
اس دنیا میں اس کے وصل کی اُمید کے بغیر

کہ خورد یک لقمہ الّا گاؤ و خر
گاؤ اور خر کے سوا کون ایک لقمہ کھاتا ہے؟

آنکہ کالانعام بل ہم اضل
وہ کھاتے ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ انسے بھی گمراہ

گرچہ پُر مکرست آں گندہ بغل
اگرچہ وہ گندے بڑے چالاک ہیں

---

[1] ایکہ۔ دنیا داری میں بھاگا پھرتا ہے اور دین کے معاملہ میں بے عمل بنکر صابر بنا بیٹھا ہے۔ نِعْمَ الْمَاهِدُوْن۔ قرآن میں خدا نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں۔ آزمائش و نعیم دنیا کی لذتوں سے صابر نہیں ہے اُن کیلئے تگ و دو میں ہے اللہ کے معاملہ میں صبر ہے کوئی کاوش نہیں ہے۔ پاک و پلید۔ دنیا کی ہر اچھی بُری چیز کے لئے جدوجہد ہے اللہ جو خالق ہے اس سے بے نیازی ہے۔ حَیِّ ذُوالْمَنّ۔ دونوں خدا کے نام ہیں۔

[2] می گوئی۔ بے عمل پر عذر کے طور پر کہا جاتا ہے اللہ غفور و رحیم ہے بخشدیگا سلانا فرماتے ہیں یہ شیطانی وسوسہ ہے

کو خلیلے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے غار میں سے نکلتے ہی جہاں اُنکی پرورش کی جارہی تھی خدا کی جستجو شروع کردی تھی ستارے کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ خدا ہو سکتا ہے جب وہ غروب کر گیا تو فرمایا کہ غروب کر جانے والا ستارہ خدا نہیں ہو سکتا ہے تو بتاؤ خدا کہاں ہے۔

[3] من نخواہم۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں دونوں جہان میں کسی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاؤنگا جب تک کہ خدا کو نہ پہچان جاؤں۔ بے تماشائی۔ پھر فرمایا خدا کی صفات کو دیکھے بغیر میں روٹی بھی نہ کھاؤں گا چوں گوارد۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کا یہ حال تھا تو اُن لوگوں پر تعجب ہے جو خدا کی ذات و صفات کو پہچانے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں جز امید۔ خدا کی معرفت کے بغیر کھانا پینا جانوروں کا کام ہے۔ آنکہ۔ جو لوگ خدا کی معرفت کے بغیر زندگی گذارتے ہیں اُن کو قرآن پاک نے چوپایہ جیسا بلکہ اُنسے بھی زیادہ گمراہ قرار دیا ہے۔ گندہ بغل۔ وہ شخص جس کو بغل گند کی بیماری ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

مکرِ اُو سرزیر و اُو سرزیر شد — روزگارش بُرد و روزش دیر شد

اُس کا مکر ذلیل، اور وہ خود ذلیل ہو گیا — اُس کا زمانہ گذرا اُس کا وقت ضائع ہوا

فکرِ کاہش کُند شد عقلش خَرَف — عمر شد خیرے ندارد چوں اَلِف

اُسکی گھاس کی فکر سست پڑ گئی اُس کی عقل کمزور ہو گئی — عمر ختم ہو گئی، الف کیطرح اُسکے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے

اُنچہ می گوید دریں اندیشہ ام — ایں ہم از دستانِ ایں نفس ست ہم

وہ جو یہ کہتا ہے فکر مند ہوں — یہ بھی اُس نفس کی مکاری ہے

وانچہ می گوید غفور ست و رحیم — نیست آں جز حیلہ ٔ نفسِ لئیم

وہ جو یہ کہتا ہے (وہ) غفور اور رحیم ہے — کمینے نفس کے حیلہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے

اے زغم مُردہ کہ دست از ناں تہی ست — چوں غفور ست و رحیم این ترس چیست

تو اس غم سے مرا جاتا ہے کہ ہاتھ میں روٹی نہیں ہے — جب وہ غفور اور رحیم ہے تو یہ ڈر کیوں ہے؟

شکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجوریہا و جواب طبیب اُورا

ایک بوڑھے کا ایک طبیب سے بیماریوں کی شکایت کرنا اور طبیب کا اُسکو جواب دینا

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من — در زحیرم از دماغِ خویشتن

ایک بوڑھے نے ایک طبیب سے کہا کہ میں — اپنے دماغ کے معاملہ میں بڑی مشکل میں ہوں

گفت از پیریست آں ضعفِ دماغ — گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ

اُس (طبیب) نے کہا یہ دماغ کی کمزوری بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس (بوڑھے) نے کہا میری آنکھوں میں اندھیرے کا داغ ہے

گفت از پیریست اے شیخ قدیم — گفت پشتم درد می آرد عظیم

اُس (طبیب) نے کہا اے بڑے میاں! بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس (بوڑھے) نے کہا میری کمر میں بہت درد ہے

گفت از پیریست اے شیخ نزار — گفت ہر چہ می خورم نبود گوار

اُس (طبیب) نے کہا اے کمزور بوڑھے! بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس بوڑھے نے کہا میں جو کھاتا ہوں وہ ہضم نہیں ہوتا ہے

گفت ضعفِ معدہ ہم از پیریست — گفت وقتِ دم مرا دم گیریست

اُس (طبیب) نے کہا معدہ کی کمزوری بھی بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس (بوڑھے) نے کہا سانس لینے میں سانس پھنستا ہے

گفت آرے انقطاعِ دم بود — چوں رسد پیری دو صد علت شود

اُس (طبیب) نے کہا ہاں سانس ٹوٹنے لگتا ہے — جب بڑھاپا آجاتا ہے سینکڑوں بیماریاں آجاتی ہیں

گفت کم شد شہوتم یکبارگی — گفت کز پیریست ایں بیچارگی

اُس (بوڑھے) نے کہا میری شہوت ایکدم سے کم ہو گئی ہے — اُس (طبیب) نے کہا یہ معذوری بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

۱؎ مکرِ اُو جس نے معرفت کے بغیر زندگی گذاری اگرچہ وہ کتنا ہی چالاک ہو لیکن اُسکی مکاری اور زندگی سب تباہ ہے۔ مکرِ کاہش۔ یعنی اُس میں دنیا کی بھی عقل نہ رہی پوری زندگی ختم کردی۔ اور آخرت کا کوئی توشہ حاصل نہ کیا۔ چوں اَلِف۔ اَلِف کو خالی کہا جاتا ہے چونکہ اُس پر کوئی نقطہ نہیں لگتا ہے۔

۲؎ انچہ می گوید۔ دین کے کاموں میں نہ لگنے والے عموماً یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں کام سے فارغ ہو کر دین کے کاموں میں لگوں گا اور خدا غفور و رحیم اور نکتہ [illegible] بلا عمل بھی بخشدیگا یہ سب نفس کے دھوکے ہیں۔

۳؎ اے زغم۔ اُسکی صفات کا بہانہ کرکے دین کا عمل تو چھوڑتا ہے لیکن اپنے پیٹ کی فکر میں مارا مارا پھرتا ہے وہاں اُس کی رزاقیت پر بھروسہ کرکے ترکِ عمل کیوں نہیں کرتا؟

۴؎ گفت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی کے نفس کی بُرائی ظاہر کی جاتی ہو تو نفس کو بہت بُرا لگتا ہے لہٰذا اِس مرض کا علاج ضروری ہے ورنہ لاعلاج ہو جائیگا۔ زحیر۔ پیچش، پیچیدگی غلت تاریکی۔ نزار۔ لاغر، کمزور۔ گوار۔ یعنی کھانا ہضم نہیں ہوتا ہے۔ دم گیری۔ سانس گھٹنا۔ انقطاع۔ ٹوٹنا جدا ہونا۔ چوں رسد پیری الخ۔ بڑھاپا ہے "یک پیری و صد عیب"۔

699 698

www.pdfbooksfree.pk

گفت پایم سُست شد از رہ بماند — گفت کز پیر است در کنجت[1] نشاند

اُس (بوڑھے) نے کہا میرے پیر سُست ہو گئے ہیں چلنے سے عاجز — اُس (طبیب) نے کہا یہ بڑھاپے کی وجہ ہے جس نے تجھے گوشہ نشین بنا دیا ہے

گفت پشتم چوں کمانے شد دوتا — گفت کز پیر است این رنج و عنا

اُس (بوڑھے) نے کہا کہ میری کمر کمان کی طرح دوہری ہو گئی ہے — اُس (طبیب) نے کہا یہ تکلیف اور مشقت بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت تاریک ست چشمم اے حکیم — گفت کز پیر است اے پیرِ حلیم

اُس (بوڑھے) نے کہا اے حکیم! میری آنکھوں میں دھند ہے — اُس (طبیب) نے کہا اے بزرگ بوڑھے! بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت اے احمق برین بسر دوختی — از طبیبی تو ہمیں آموختی

اُس (بوڑھے) نے کہا اے بیوقوف! تو اِس پر جھوم گیا — طبابت سے تو نے یہی سیکھا ہے

اے مُدَمَّغ[2] عقلت ایں دانش نداد — کہ خدا ہر دَرد را درماں نہاد

اے بد دماغ! تیری عقل نے تجھے یہ سمجھ نہیں دی — کہ خدا نے ہر درد کا علاج رکھا ہے

تو خرِ احمق زاندک مائگی — بر زمیں ماندی زکوتہ پائگی

تو کم علمی کی وجہ سے احمق گدھا ہے — تو کوتاہ قدمی کی وجہ سے زمین پر رہ گیا ہے

پس طبیبش[3] گفت اے عمرِ تو شصت — ایں عضب و ایں خشم ہم از پیر است

تب طبیب نے اُس سے کہا اے ساٹھے! — یہ غصہ اور غضب بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

چوں ہمہ اَجزاد اَعضا شد نحیف — خویشتن داری و صبرت شد ضعیف

جب سب اَجزا اور اَعضاء کمزور ہو گئے ہیں — تیری قوتِ ضبط اور صبر بھی کمزور ہو گئی ہے

بر نتابد دو سخن زُوہے کُند — تاب یک جُرعہ ندارد قے کُند

دو باتوں کی بھی برداشت نہیں کرتا اُن سے بلبلا جاتا ہے — ایک گھونٹ کی برداشت نہیں کرتا قے کر دیتا ہے

جُز مگر پیرے کہ از حق ست مست — در دَرونِ اُو حیاتِ طیّب ست

بجز اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے — اُس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے

از بروں پیر ست و در باطن صبی — خود کیا نند آں ولی و آں نبی

باہر سے (بظاہر) بوڑھا ہے اور حقیقت میں بچہ ہے — وہ کون ہیں؟ وہ ولی اور نبی ہیں

گر نہ پیدا اند پیشِ نیک و بد — چیست با ایشاں حساں را ایں حسد

اگر وہ ہر نیک و بد کے سامنے کھلے ہوئے نہیں ہیں — (تو) کمینوں کو اُن سے یہ حسد کیوں ہے؟

ور نمی دانند شاں علم الیقیں — چیست ایں بغض و حیل سازی و کیں

اگر وہ اُن کو یقینی طور پر نہیں جانتے ہیں — تو یہ بغض اور حیلہ سازی و کینہ کیوں ہے؟

[1] کُنج۔ گوشہ۔ دوتا۔ دوہری۔ عنا۔ مشقت۔ گفت تاریک۔ یعنی آنکھوں میں روشنی نہیں رہی حلیم۔ بُردبار۔ گفت۔ بوڑھے نے غصہ میں طبیب سے کہا۔ بس تیرے پاس ہر بیماری کا ایک ہی جواب ہے اور طبابت میں تو نے صرف یہی سیکھا ہے۔

[2] مدمغ۔ منکر، بد دماغ۔ ہر درد را۔ حدیث شریف میں ہے۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً یعنی خدا نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے علاج نہ پیدا کر دیا ہو۔ برزمین یعنی نچلا مرتبہ۔

[3] پس طبیبش۔ طبیب نے اُس بوڑھے سے کہا تیری ساٹھ کی عمر ہے جس میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور غصہ و غضب بڑھ جاتا ہے یہ بڑھاپے کا ہی اثر ہے، جوان میں قوتِ برداشت زیادہ ہوتی ہے۔ نحیف۔ لاغر، کمزور۔ خویشتن داری۔ اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا۔ بر نتابد۔ بڑھاپے میں قوتِ برداشت کم ہو جاتی ہے۔ جُز مگر۔ جن کو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اُن پر بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوتے ہیں۔ از بروں۔ اولیاء اور انبیاء کا جسم بوڑھا ہوتا ہے ہمت جوان رہتی ہے۔ گر نہ پیدا اند۔ ناقص لوگوں کا بغض و حسد کامل لوگوں کے کمال کی دلیل ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

ور[1] بداند ے جزائے رستخیز
اگر وہ قیامت کی سزا کو جانتے

چوں نسندے خویش بر شمشیر تیز
تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے کیوں بھڑاتے؟

بر تو می خندد مبیں او را چناں
وہ تیرے سامنے ہنستا ہے اُس کو ایسا نہ سمجھ

صد قیامت در درونش نہاں
اُس کے باطن میں سو قیامتیں چھپی ہوئی ہیں

دوزخ[2] و جنت ہمہ اجزائے اوست
اُس کے اجزاء سب دوزخ و جنت ہیں

ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست
(اُس کے بارے میں) تو جو سوچے وہ اُس سے بلند ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست
تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے

آنکہ در اندیشہ نیاید آں خداست
جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے

بر درِ ایں خانہ گستاخی زچیست
اِس گھر کے دروازے پر گستاخی کیوں ہے؟

گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست
اگر وہ جانتے ہیں کہ گھر میں کون ہے؟

ابلہاں تعظیمِ مسجد می کنند
بے وقوف مسجد کی تعظیم کرتے ہیں

در جفائے اہلِ دل جِدّی کنند
اہلِ دل پر ظلم کے کوشاں ہیں

آں[3] مجاز ست ایں حقیقت اے خراں
اے گدھو! وہ مجاز ہے یہ حقیقت ہے

نیست مسجد جز درونِ سرفراں
بزرگوں کے دل کے علاوہ مسجد (اور کچھ) نہیں ہے

مسجدے کاں اندرونِ اولیاست
وہ مسجد جو اولیا کے باطن میں ہے

سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست
وہ سب کی سجدہ گاہ ہے، خدا اُس میں ہے

تا دلِ مردِ خدا نامد بہ درد
جب تک مردِ خدا کے دل کو تکلیف نہیں پہنچی

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
خدا نے کسی قوم کو رسوا نہیں کیا

قصدِ جنگِ انبیا می داشتند
اُنھوں نے انبیاء سے لڑائی کا ارادہ کیا

جسم دیدند آدمی پنداشتند
اُنھوں نے (صرف) جسم دیکھا (صرف) آدمی سمجھا

در تو ہست اخلاقِ آں پیشینیاں
تیرے اندر اُن پہلی قوموں کے اخلاق ہیں

چوں نمی ترسی کہ باشی تو ہماں
تو کیوں نہیں ڈرتا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائیگا

عادتِ آں ناسپاساں در تو رست
تیرے اندر اُن ناشکروں کی عادت پیدا ہو گئی ہے

نایدت ہر بار دُلو از چہ درست
ہر بار ڈول کنویں سے درست نہیں نکلتا ہے

صرف اولیاء کے جسم پر ہے اُنکی روح اُنکے پیشِ نظر نہیں ہے۔ در تو۔ ہر انسان میں ہلاک شدہ قوموں کے اخلاق موجود ہیں تو اسکو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں اُنکے ساتھ بھی وہ سلوک نہ ہو جو اُن قوموں کیساتھ ہوا۔ عادت جبکہ ہلاک شدہ قوم کی عادتیں موجود ہیں تو مطمئن نہ ہونا چاہیئے اگر کسی وقت اُنپر گرفت نہیں ہوتی تو نہ سمجھنا چاہیئے کہ کبھی بھی گرفت نہ ہوگی۔

[1] ور بداند ے۔ اگر حاسدین کو اپنی اُس سزا کا یقین ہو جائے جو قیامت میں اُن کو ملے گی تو وہ کبھی اولیا و انبیا پر حسد نہ کریں اور اُنکو برہنہ شمشیر سمجھیں اور اُن سے مڈبھیڑ نہ کریں۔ بر تو می خندد۔ بزرگوں کے ظاہری جسم سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیئے۔ اُنکا وجود منکرین کے قہر کا مظہر ہے۔

[2] دوزخ۔ یعنی انبیا اور اولیا کے جسم کے اجزا اللہ کی دوزخ اور بہشت کے مظہر ہیں۔ ہر چہ۔ چونکہ اولیا اور انبیا اخلاقِ خداوندی حاصل کر چکے ہیں لہٰذا اُنکے مراتب تصور سے بالاتر ہیں۔ ہر چہ اندیشی۔ جو انسانی فکر میں سما جائے وہ فانی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا ہے خدا وہی ہے جو انسانی فکر و عقل سے بالاتر ہے۔ بر در۔ انبیا اور اولیا سے گستاخی کرنیوالے اگر یہ جان لیں کہ اُن کے باطن میں کون بس رہا ہے تو کبھی گستاخی کی جرأت نہ کریں۔ ابلہاں۔ بیوقوف مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں اور بزرگوں کے دل کی تعظیم نہیں کرتے جو حقیقی مسجد اور خانہ خدا ہے

[3] آں۔ یعنی ظاہری مسجد۔ ایں۔ یعنی نبی اور ولی کا دل اصلی خانۂ خدا ہے۔ اندرونِ اولیا یعنی اولیاء اللہ کا دل۔ سجدہ گاہ۔ دل بدست آور کہ حجِ اکبر است از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است تا دل۔ اولیاء کے دل کو ستانا قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ جسم دیدند یعنی اُن معاندین کی نگاہ

www.pdfbooksfree.pk

آں نشانیہا ہمہ چوں در تو ہست
جبکہ وہ تمام علامتیں تیرے اندر ہیں

چوں تو زایشانی کجا خواہی برست
جب تو اُن میں سے ہے، کہاں بچ سکتا ہے؟

قصۂ[1] کودکے کہ در پیشِ تابوتِ پدر می نالید و سخن جوحی

ایک بچہ کا قصہ جو باپ کے جنازے کے آگے روتا تھا اور شیخ چلی کی بات

کودکے در پیشِ تابوتِ پدر
ایک بچہ باپ کے جنازے کے آگے

زار می نالید و بر می کوفت سر
بہت روتا تھا اور سر پیٹتا تھا

کاے پدر آخر کجایت می برند
اے ابا! آخر تجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟

تا ترا در زیرِ خاکے آورند
تاکہ تجھے مٹی کے نیچے گاڑ دیں

می برندت خانۂ تنگ و زحیر[2]
تجھے تنگ و تکلیف دہ گھر میں لے جا رہے ہیں

نے در و قالی و نے در وے حصیر
نہ اُس میں قالین ہے نہ اُس میں بوریا ہے

نے چراغے در شب و نے روزناں
نہ رات میں چراغ ہے، نہ روشندان ہیں

نے در و بوئے طعام و نے نشاں
نہ اُس میں کھانے کی خوشبو ہے اور نہ پتہ

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نہ اُس کا دروازہ درست ہے نہ چھت نہ بالاخانہ

نے در و بہرِ ضیائے ہیچ جام
نہ اُس میں روشنی کیلئے کوئی شیشہ کا روشندان ہے

نے در از بہرِ مہماں آبِ چاہ
نہ اُس میں مہمان کے لئے کنویں کا پانی ہے

نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ
نہ کوئی ہمسایہ ہے جو سہارا ہو

جسمِ[3] تو کہ بوسہ گاہِ خلق بود
تیرا بدن جو لوگوں کی بوسہ گاہ تھا

چوں شود در خانۂ کور و کبود
سیاہ رنگ گھر میں اُس کا کیا حال ہوگا؟

خانۂ بے زینہار و جائے تنگ
وہ بے پناہ گھر اور تنگ جگہ

کہ در و نے روی می ماند نہ رنگ
نہ اُس میں چہرہ باقی رہتا ہے نہ رنگ

زیں نسق اوصافِ خانہ می شمرد
اِس طرح سے وہ گھر کے اوصاف گنتا تھا

وز دو دیدہ اشکِ خونی می فشرد
اور دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتا تھا

گفت جوحی با پدر اے ارجمند
شیخ چلی نے باپ سے کہا، اے بزرگوار!

واللہ ایں را خانۂ ما می برند
خدا کی قسم اس کو ہمارے گھر لے جا رہے ہیں

گفت جوحی را پدر ابلہ مشو
شیخ چلی سے (اُسکے) باپ نے کہا بیوقوف نہ بن

گفت اے بابا نشانیہا شنو
اُس نے کہا، اے ابا! علامتیں سن لے

---

[1] قصہ۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ ہر انسان میں وہ خصلتیں موجود ہیں جو برباد شدہ قوموں میں تھیں لیکن وہ انسے غافل ہے۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رونے والا بچہ جو قبر کی خصوصیات بیان کر رہا تھا وہ شیخ چلی کے گھر میں موجود تھیں۔ جوحی۔ ایک فرضی شخصیت ہے جس کی طرف ہنسی مذاق کے قصے منسوب کر دیئے جاتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں شیخ چلی۔

تابوتِ پدر۔ باپ کا جنازہ۔ خاکے۔ یعنی قبر کی مٹی۔

[2] زحیر بہ پیش۔ مشکل۔ قالی۔ قالین حصیر۔ بوریا۔ معمور۔ آباد، درست۔ سقف۔ چھت۔ بام۔ بالاخانہ۔ جام۔ شیشہ کا روشندان۔

[3] جسمِ تو۔ تیرے جسم کو لوگ چومتے تھے۔ کور و کبود۔ تیرہ و تاریک۔ نسق۔ ترتیب۔ خانۂ مامی برند۔ رونے والے لڑکے نے جس قدر قبر کے اوصاف گنائے تھے وہ سب شیخ چلی کے گھر میں پائے جاتے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

ایں نشانیہا کہ گفت[1] او یک بیک
یہ جو اُس نے تمام نشانیاں بتائی ہیں

خانۂ ما راست بے تزویر و شک
بے شک و شبہ ہمارے گھر کی ہیں

نے حصیر و نے چراغ و نے طعام
نہ بوریا اور نہ چراغ اور نہ کھانا

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نہ اُس کا دروازہ درست، نہ چھت اور نہ بالاخانہ

زیں نمط دارند در خود صد نشاں
اسیطرح (ہلاک شدہ قومیں) اپنے اندر سو علامتیں رکھتی ہیں

لیک کے بینند آں را طاغیاں
لیکن سرکش انھیں کب دیکھتے ہیں

خانۂ آں دل کہ ماند بے ضیاؔ
اُس دل کا خانہ جو بے نور ہے

از شعاعِ آفتابِ کبریا
خدا کے آفتاب کی شعاعوں سے

تنگ و تاریک ست چوں جانِ یہود
وہ یہود کے باطن کیطرح تنگ و تاریک ہے

بے نوا از ذوقِ سلطانِ وُدود
محبت کرنیوالے شہنشاہ کے ذوق سے محروم

نے دراں دل تاب نورِ آفتاب
اُس دل میں نہ تو سورج کی روشنی کی چمک ہے

نے کشادِ عرصہ و نے فتحِ باب
نہ صحن کی وسعت ہے اور نہ دروازہ کھلا ہے

گور خوشتر از چنیں دل مر ترا
تیرے لئے ایسے دل سے قبر بہتر ہے

آخر از گورِ دلِ خود بر تر آ
بالآخر اپنے دل کی قبر سے باہر نکل

یوسفِ[2] وقتی و خورشیدِ سما
تو یوسفِ دوراں ہے اور آسمان کا سورج ہے

زیں چہ وزنداں برآ و رُو نما
اِس کنویں اور قیدخانہ سے نکل اور چہرہ دکھا

یونست در بطنِ ماہی پختہ شد
تیرا یونس مچھلی کے پیٹ میں پک رہا ہے

مخلصش را نیست از تسبیح بد
اُس کی نجات کے لئے تسبیح کے سوا چارہ نہیں ہے

گر نبودے او مسبّح بطنِ نون
اگر وہ تسبیح خواں نہ بنتے، مچھلی کا پیٹ

حبس و زندانش بُدے تا یُبعثون
تو قیامت تک اُن کے لئے قید اور جیلخانہ ہوتا

او بہ تسبیح از تنِ ماہی بجست
اُنھوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی

چیست تسبیح آیتِ روزِ اَلست
تسبیح کیا ہے؟ اَلست کے دن کی علامت

گر فراموشت[3] شد آں تسبیحِ جاں
تو اگر وہ روحانی تسبیح بھول گیا ہے

بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں
تو مچھلیوں کی یہ تسبیح سُن لے

---

[1] گفت۔ یعنی رونے والے لڑکے نے کہا۔ زیں نمط۔ جس طرح شیخ بسطامی نے قبر کی جملہ علامتوں کو اپنے گھر میں دیکھا اسیطرح ہلاک شدہ قوموں کی علامتیں ہر انسان میں موجود ہیں۔ طاغی۔ سرکش۔ خانۂ آں۔ جس دل میں خدا کا نور نہ ہو وہ اللہ (تعالےٰ) کی محبت سے بے ذوق ہے۔ اُس دل سے تو قبر کا گڑھا بہتر ہے۔ آخر از گور۔ اپنے دل کو اس گڑھے نکالنا خود انسان کا کام ہے۔

[2] یوسفِ وقتی۔ جس طرح عارضی طور سے حضرت یوسفؑ قیدخانہ میں چلے گئے تھے اور باہر نکلے تو یہی دل کو قیدخانہ سے باہر نکال۔ یونست۔ یعنی تیری روح جو بمنزلہ یونسؑ کے ہے۔ بطنِ ماہی۔ یعنی جسدِ عنصری تسبیح۔ حضرت یونسؑ نے نجات کیلئے تسبیح پڑھی تو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تو یہی تسبیح پڑھ۔ یبعثون۔ حضرت یونسؑ کے قصہ میں ہے۔ فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ یعنی اگر وہ یونس تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ بنجاتے تو اُس دن تک اُس مچھلی کے پیٹ میں رہتے جبکہ لوگوں کا حشر ہوگا یعنی قیامت تک۔ آیت روزِ اَلست۔ الست میں اللہ (تعالےٰ) نے روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا تو انسان کی تسبیح اور خدا کیطرف فطری میلان اُس عہد اَلست کی علامت اور نشانی ہے۔

[3] گر فراموشت شد۔ اگر کسی انسان میں عہدِ اَلست کی فطرتِ سلیمہ باقی نہیں رہی ہے تو اولیاء اللہ سے اُس کو حاصل کرلے۔ ماہیاں۔ یعنی اولیاء اللہ۔

703

www.pdfbooksfree.pk

ہر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست
جس نے اللہ (تعالےٰ) کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے

ہر کہ دید آں بحر[1] را او ماہی ست
جس نے اُس سمندر کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے

ایں جہاں دریاست تن ماہی روح
یہ دنیا سمندر ہے، جسم مچھلی اور روح

یونسِ مجبوب از نورِ صبوح
وہ یونسؑ ہے جو صبح کے نور سے محروم ہے

گر مسبّح شد تو از ماہی رہید
اگر تو تسبیح خواں بنگیا، مچھلی سے نجات پاگیا

ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید
ورنہ اُس میں ہضم اور ناپید ہو گیا

ماہیانِ[2] جاں در تنِ دریا پُرند
اِس دریا میں روحانی مچھلیاں بھری ہیں

تو نمی بینی کہ کوری اے نژند
اے بدحال! تو نہیں دیکھتا ہے کیونکہ تو اندھا ہے

بر تو خود رامی زنند آں ماہیاں
وہ مچھلیاں تجھ سے ٹکرا رہی ہیں

چشم بکشا تا بہ بینی شاں عیاں
آنکھ کھول تاکہ تو اُن کو نمایاں دیکھ لے

ماہیاں را گر نمی بینی پدید
اگر تو مچھلیوں کو واضح طور پر نہیں دیکھتا ہے

گوشِ تو تسبیحِ شاں آخر شنید
آخر تیرے کان نے اُن کی تسبیح تو سنی ہے

ماہیانِ جملہ روحِ بے جسد
وہ مچھلیاں بغیر جسم کے مجسّم روح ہیں

نے در ایشاں کبر و نے کین و حسد
نہ اُن میں تکبّر ہے، نہ کینہ، نہ حسد

صبر کردن جانِ تسبیحاتِ تست
تیری تسبیحوں کی روح صبر کرنا ہے

صبر کُن کانست تسبیحِ درست
صبر کر وہ صحیح تسبیح ہے

ہیچ تسبیحے ندارد آں درج
کوئی تسبیح وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے

صبر کُن کالصّبرُ مفتاحُ الفرج
صبر کر، صبر کشادگی کی کنجی ہے

صبر چوں جسرِ صراط آں سو بہشت
صبر پُل صراط کی طرح ہے اُس جانب بہشت ہے

ہست با ہر خوب یک لا[3] زشت
ہر خوبصورت کے ساتھ ایک بدصورت غلام ہے

تا ز لا[4] لا می گریزی وصل نیست
جب تک تو غلام سے بھاگتا ہے وصل نہیں ہے

زاں کہ لا لا راز شاہد فصل نیست
اسلئے کہ غلام کی محبوب سے جُدائی نہیں ہے

توچہ دانی ذوقِ صبر اے شیشہ دل
اے نازک دل! تو صبر کا ذائقہ کیا جانتا ہے؟

خاصہ صبر از بہرِ آں نقشِ چگل
خصوصاً اُس صبر کا جو چگل کے معشوق کیلئے ہے

مرد را ذوق از غزا و کرّ و فر
مرد کو جہاد اور شان و شوکت کا ذوق ہے

مر مخنّث را بود ذوق از ذکر
نامرد کو آلۂ تناسُل کا ذوق ہے

[1] آں بحر۔ یعنی جس نے بحرِ وحدت کا مشاہدہ کر لیا وہ ماہی کہلائیگا۔ ایں جہاں۔ دنیا کو سمندر اور جسم کو مچھلی اور روح کو یونس سمجھو۔ گر مسبّح۔ جس طرح حضرت یونسؑ نے تسبیح کی برکت سے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی ورنہ قیامت تک اُسمیں رہتے اِسی طرح تم اپنی روح کو تسبیح کے ذریعہ جسم کی مچھلی سے نجات دلاؤ ورنہ مچھلی ہضم کریگی۔

[2] ماہیانِ جاں۔ یعنی روحانی مچھلیاں، اولیاء اللہ۔ بر تو۔ اولیاء اللہ خواہشمند ہیں کہ تو اُن سے فیض حاصل کرے۔ بے جسد۔ یعنی تن پروری کے بغیر۔ صبر کردن۔ یعنی مجاہدات پر صبر کرنا۔ صبر۔ جس طرح پلصراط سے گذر کر بہشت میں داخلہ ہوگا اسی طرح صبر سے کشادگی حاصل ہوگی۔ لالا۔ غلام۔

[3] تا ز لا لا۔ صبر بدصورت غلام ہے اور کشادگی محبوب ہے کشادگی حاصل کرنے کیلئے صبر کی تلخی برداشت کرنا ضروری ہے توچہ دانی۔ واصل بحق ہونے میں صبر کی دشواریوں سے اہل اللہ لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا اس صبر کی لذتوں سے واقف نہیں ہے مرد را۔ صبر کی لذت مردِ خدا جانتا ہے جس طرح کہ مرد میدان جنگ اور شان و شوکت کی لذت سمجھتا ہے، نامرد ان لذتوں سے واقف نہیں ہے اُس کی نگہ لذت تر صفحہ خرگاہ اور اُس کے ذوق محمد رہے۔

704

www.pdfbooksfree.pk

جُزْ ذِکر نے دینِ اُو و ذِکرِ اُو
اُس کا دین اور تسبیح آلۂ تناسل کے سوا کچھ نہیں ہے

سُوئے اَسفل بُرد اُو را فکرِ اُو
اُس کا خیال اُس کو پستی کی طرف لے گیا

گر[1] بر آید تا فلک از وے مپرس
اگر وہ آسمان تک چڑھ جائے اُسکی پرسش نہ کر

کو بعشقِ سِفل آموزید درس
اِسلئے کہ اُس نے تو پستی کے عشق کا سبق سیکھا ہے

اُو بسوئے سِفل می راند فَرَس
وہ پستی کی طرف گھوڑا دوڑا رہا ہے

گرچہ سوئے عُلو جُنباند جَرَس
اگرچہ بلندی کی جانب گھنٹہ بجا رہا ہے

از عَلَمہائے گدایاں ترس چیست
بھیک منگوں کے جھنڈوں سے ڈرنا کیسا؟

کاں عَلَمہا لُقمہ ناں را رہی ست
کیونکہ وہ جھنڈے روٹی کے ایک ٹکڑے کے غلام ہیں

ایں سخن ہا را نکو دریاب تو
اِن باتوں کو خوب سمجھ لے

ور نمی دانی شنو از باب تو
اگر تو نہیں جانتا ہے تو اِس سلسلہ کی (بات) سُن لے

ترسیدن[2] کودک از آں شخصِ صاحب جُثّہ و گفتن آں شخص

ایک بچّہ کا ایک بھاری بھرکم انسان سے ڈرنا اور اُس شخص کا کہنا

کہ اے کودک مترس کہ من نامردم و مرد توئی
کہ اے بچّے تو نہ ڈر میں نامرد ہوں، تو مرد ہے

کُنگ زَفتے کودکے را یافت فرد
ایک موٹے بھاری شخص نے ایک بچّہ کو تنہا پایا

زرد شد کودک ز بیمِ قصدِ مَرد
بچّہ اُس مرد کے ارادہ کے ڈر سے زرد ہو گیا

گفت ایمن باش اے زیبائے من
اُس (موٹے) نے کہا مطمئن رہ اے میرے حسین!

کہ تو خواہی بُود بر بالائے من
کہ تو میرے اوپر ہو گا

من[3] اگر ہولم مُخنّث داں مرا
میں اگرچہ ہولناک ہوں مجھے ہیجڑا سمجھ

ہمچو اُشتر بر نشیں می راں مرا
اوپر بیٹھ، اونٹ کی طرح مجھے ہانک

صورتِ مرداں و معنیٔ ایں چنیں
مَردوں کی صورت، اور باطن ایسا

از بروں آدم دروں دیوِ لعیں
باہر سے آدمی اندر سے لعین شیطان

آں دُہل را مانی اے زَفت چو عاد
اے عاد کی طرح موٹے تو اُس ڈھول کیطرح ہے

کہ بر و آں شاخ را می کوفت باد
کہ جس پر ہوا شاخ کو مار رہی تھی

رُوبہے اِشکارِ خود را باد داد
لومڑی نے اپنا شکار برباد کر دیا

بہرِ طبلے ہمچو خیکے پُر ز باد
اُس ڈھول کی وجہ سے جو مشک کی طرح ہوا سے پُر تھا

---

[1] گر بر آید۔ اگر کوئی مردِ خدا نہیں ہے اور اِس مرتبہ کا مرد نہیں ہے تو اُس کا عروج عارضی ہے اُس پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ از علمہائے۔ نامرد کا عروج تو ایسا ہی ہے جیسے فقیروں کے جھنڈے جو صرف روٹی مانگنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں اُنھیں غازیوں کے جھنڈوں سے کوئی نسبت نہیں۔

[2] ترسیدن۔ نامرد کا ظاہری دکھاوا ناقابلِ اعتبار ہے وہ محض ہیجڑے کا تن و توش ہے۔ کُنگ۔ قوی ہیکل۔ زبیم قصدِ مرد۔ یعنی وہ لڑکا اُس موٹے ہیجڑے کے ارادہ سے ڈرا۔ کہ تو خواہی بود۔ یعنی مرد تو ہے اور میرے اوپر ہوگا۔

[3] من اگر ہولم۔ میرا بھاری بھرکم بدن ہی خوفناک ہے ہمت اور بہادری سے خالی ہوں، تو میرے اوپر سوار ہو کر اونٹ کی طرح مجھے ہانک سکتا ہے۔ صورت۔ بہت سے انسان بظاہر بہادر معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر سے بزدل شیطان ہوتے ہیں۔ دُہل۔ ڈھول جو کہ تندرو مند ہوتا ہے اور اندر سے خالی ہوتا ہے وہ درخت پر ایسی جگہ لٹکا ہوا تھا۔ جہاں ہوا اُس پر شاخ کی ضرب لگا دیتی تھی۔ رُوبہے۔ کسی لومڑی نے اُس کو موٹا شکار سمجھ کر اپنا چھوٹا شکار بھی چھوڑ دیا خیک۔ مَشک۔

www.pdfbooksfree.pk

چوں ندید اندر دُہُل اُو فر ہیچ — گفت خوکے[1] بہ ازیں خیسکے تہی
جب اس نے ڈھول کے اندر مٹاپا نہ دیکھا — بولی، اس خالی مشک سے تو سوروں ہی بہتر ہے

رو بہاں ترسند ز آوازِ دُہُل — عاقلش چنداں زند کہ لاتقُل
ڈھول کی آواز سے لومڑیاں ڈرتی ہیں — عقلمند اُس کو اتنا پیٹتا ہے، کہ کچھ نہ بول

قصّہ تیر انداز و ترسیدن اُو از سوار یکہ در بیشہ می رفت

ایک تیر انداز کا قصہ اور اُس کا اُس سوار سے ڈرنا جو جنگل میں جا رہا تھا

یک سوارے با سلاح و بس مُہیب — مے شد اندر بیشہ بر اسپے نجیب
ایک ہتھیار بند سوار اور بہت ہیبتناک — ایک عمدہ گھوڑے پر جنگل میں جا رہا تھا

تیر انداز نے بحکم اُو را بدید — پس ز خوف اُو کماں را بر کشید
ایک قدر انداز نے اُس کو دیکھا — اُس کے ڈر سے اُس نے کمان تانی

تا زند تیرے سوارش بانگ زد — من ضعیفم گرچہ ز فتم جسد
تاکہ اُس پر تیر چلا دے سوار نے اُس کو پکارا — میں کمزور ہوں، اگرچہ میرا بدن موٹا ہے

ہاں و ہاں منگر تو در زفتیِ من — کم کمم در وقتِ جنگ از پیر زن
خبردار خبردار! تو میرے مٹاپے کو نہ دیکھ — کیونکہ میں لڑائی میں بوڑھی عورت سے بھی بہت کم ہوں

گفت رو کہ نیک گفتی ور نہ نیش[2] — بر تو می انداختم از ترسِ خویش
اُس نے کہا چلا جا، تو نے اچھا ہوا بتا دیا ورنہ تیر — میں اپنے ڈر سے تجھ پر چلا دیتا

بے رجولیت چناں تیغے بمشت — بس کساں را کالت پیکار کشت
بغیر بہادری کے اِس طرح سے ہاتھ میں تلوار — بہت سے لوگ ہیں جن کو جنگ کے ہتھیار نے مروایا

گر بپوشی[3] تو سلاحِ رُستماں — رفت جانت چوں نباشی مرد آں
اگر تو رستموں کے ہتھیار باندھے — جب تو اُس کا اہل نہیں ہے تو تیری جان گئی

جاں بسپر کُن تیغ بگذار اے پسر — ہر کہ بے سر بُود زیں شہ بُرد سر
اے بیٹا! جان کی ڈھال بنا لے، تلوار کو چھوڑ — جو بے سر تھا اُس نے اِس شاہ سے سر کو بچا لیا

آں سلاحت حیلہ و مکرِ تو است — ہم ز تو زائید و ہم جانِ تو خست
وہ تیرے ہتھیار تیرا حیلہ اور مکر ہیں — جو تجھ سے ہی پیدا ہوئے اور تیری ہی جان کو

چوں نکردی ہیچ سُودے زیں حیل — ترکِ حیلت کُن کہ پیش آید دُوَل
جب تو نے اِن حیلوں سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا — حیلے چھوڑ دے تاکہ دولتیں سامنے آئیں

---

[1] خوک۔ سُور۔ مراد بہادری کے فریب اور ہمت کے کوتاہ شخص سے بے عقل لوگ ڈرتے ہیں۔ لاتقُل یعنی اتنی پٹائی کرتے ہیں جو ناقابلِ بیان ہے۔ یہی صورت بنے ہوئے شیخوں کی ہے کہ عوام اُن کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ سلاح۔ ہتھیار۔ مُہیب۔ ہیبتناک ہیئت۔ بیشہ۔ جھاڑی، جنگل۔ نجیب۔ اصل گھوڑا۔ تیر انداز بحکم۔ حکمی طور پر نشانہ پر تیر مارنیوالا۔ من ضعیفم۔ یعنی میرا جسم ہی بھاری بھرکم ہے اندر کچھ نہیں ہے۔

[2] نیش۔ تیر۔ ڈنک۔ ترس۔ خوف۔ رجولیت۔ مردانگی، بہادری۔ آلتِ پیکار۔ ہ جنگی ہتھیار جن کو استعمال کرنے کی ان میں تعلیم نہ تھی لہٰذا مفروروں کیلئے ان کی ظاہری حالت ہی تباہی کا سبب بنے گی۔

[3] گر بپوشی۔ اگر تو زور دل، میدان میں بہادری کے ہتھیار باندھ کر بھاگتا تو بچا رہتا۔ جاں بسپر کُن۔ دنیاداروں کے مقابلہ میں دنیاداری کے ہتھیار مکر و فریب سے مسلح نہ ہو نجات پا جاؤ گے۔ ہم زتو۔ مکر و فریب کا ہتھیار خود انسان کا پیدا کردہ ہے اور خود اُسی کی ہلاکت کا باعث ہے

705

www.pdfbooksfree.pk

چوں[1] یکے لحظہ نخوردی برز فن — ترکِ فن گوئی طلب ربُّ المِنَن

جبکہ حیلے سے تو نے ایک لمحہ کیلئے پھل نہ کھایا — حیلے چھوڑ دے، اللہ کو طلب کر

چوں مبارک نیست بر تو ایں عُلوم — خویشتن گولی کُن و بگذر ز شوم

جبکہ یہ فن تیرے لئے مبارک نہیں ہیں — اپنے آپ کو سادہ لوح بنالے اور بدبختی سے نکل جا

چوں ملائک گوئی لَا عِلْمَ لَنَا — یا الٰہی! غَیْرَ مَا عَلَّمْتَنَا

تو فرشتوں کیطرح کہدے ہمارے لئے علم نہیں ہے — اے خدا! سوائے اُس کے جو تو نے سکھایا

حیلہ و مکر اندریں رہ سُود نیست — ہر کہ شد مغرورِ عقلِ اُو کود نیست

اِس راستہ میں حیلہ اور مکر کا کوئی فائدہ نہیں ہے — جس نے عقل پر گھمنڈ کیا وہ بے وقوف ہے

یک حکایت بشنو اے صاحب قبول — در بیانِ جہل و عقلِ بُوالفضول

اے صاحبِ قبول! ایک حکایت سُن لے — جہل اور فضول عقل کے بارے میں

قصۂ اعرابی و ریگ در جُوال کردن و ملامت کردن آں فیلسوف اورا

ایک بدو اور اس کے بورے میں ریت بھرنے کا قصہ اور ایک عقلمند کا اُس کو ملامت کرنا

یک عرابی بار کردہ اُشترے — یک جُوالے زَفت از دانہ بُرے

ایک بدو اونٹ پر لادے ہوئے — گیہوں کے دانوں کا ایک موٹا بورا لے جا رہا تھا،

یک جُوالِ دیگرش از ریگ پُر — ہر دو را اُو بار کردہ بر شتُر

دوسرا ایک بورا ریتے سے بھرا ہوا — دونوں کو اس نے اونٹ پر لادا

اُو نشستہ بر سرِ ہر دو[2] جُوال — یک حدیث انداز کرد اُورا سُوال

وہ دونوں بوروں پر بیٹھ گیا — ایک سوال کرنے والے نے اُس سے سوال کیا

از[3] وطن پرسید و آوردش بگفت — وندراں پرسش بسے دُرہا بسفت

اُس کا وطن پوچھا اور اسکو گویا کیا — اور اُس سوال میں بہت سے موتی پروئے

بعد ازاں گفتش کہ ایں ہر دو[2] جُوال — چیست آگندہ بگو مَصدوقِ حال

اُس کے بعد اُس سے کہا کہ ان دونوں بوروں میں — کیا بھرا ہوا ہے؟ سچ کہنا

گفت اندر یک جوالم گندم ست — در دِگر ریگے نہ قوتِ مردم ست

اُس نے کہا میرے ایک بورے میں گیہوں ہیں — دوسرے میں ریتے انسانوں کی خوراک نہیں ہے

گفت تو چوں بار کردی ایں رِمال — گفت تا تنہا نماند آں جوال

اُس نے کہا تو نے یہ ریت کیوں لادا ہے؟ — اُس نے کہا تاکہ یہ دوسرا بورا اکیلا نہ رہے

---

[1] چوں یکے لحظہ۔ انسان کی مکاری ایک منٹ کے لئے بھی انسان کے لئے مفید نہیں ہے۔ ربّ المِنَن۔ اللہ تعالیٰ۔ ایں علوم۔ یعنی دنیا طلبی کے مکر و فریب۔ گول۔ بیوقوف۔ شوم۔ یعنی مکر و فریب۔ اندریں رہ۔ دین اور آخرت کے معاملہ میں محض عقل سے رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی ہے، بیکار عقل سے جہل بہتر ہے۔ آئندہ مولانا جو قصہ نقل فرما رہے ہیں اُس کا خلاصہ یہی ہے۔

[2] جُوال۔ بورا، گون جس میں سامان بھر کر چوپایوں پر لادا جاتا ہے۔ فیلسوف۔ حکیم، دانا۔ زفت۔ گیہوں۔ ریگ۔ ریت۔ حدیث انداز۔ بات کو شروع کرنے والا۔

[3] از وطن۔ یعنی اُس بدو سے اُس کا وطن دریافت کیا۔ آوردش بگفت۔ اُس کو ہمکلام بنایا۔ وندراں۔ یعنی یہ باتیں بہت بہتر انداز سے کیں۔ مصدوق۔ سچی بات کرنے والا۔ قوت۔ روزی، خوراک۔ رمال۔ ریت۔ تنہا نماند۔ دو برابر کے بورے لادے جاتے ہیں تاکہ توازن قائم رہے۔

706 707

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] نیم گندم آں تنگ را — در دگر ریز از پئے پا سنگ را

اُس نے کہا اِس بورے کے آدھے گیہوں — توازن کے لئے دوسرے بورے میں کرلے

تا سُبک گردد جُوال و ہم شتر — گفت شاباش اے حکیم و اہل و حُر

تاکہ بورے اور اونٹ ہلکے ہو جائیں — اُس نے کہا اے دانا اور اہل اور شریف تجھے شاباش ہے

ایں چنیں فکرِ دقیق و رایِ خوب — تو چنیں عُریاں پیادہ در لُغوب

ایسی لطیف سمجھ اور بہتر رائے — تو ننگا اور پاپیادہ تھکن میں ہے

رحمتش[2] آمد بر حکیم و عزم کرد — کش برافتر بر نشاند نیک مرد

دانا پر اُس کو ترس آگیا اور اُس نے ارادہ کرلیا — کہ وہ اُس بھلے آدمی کو اونٹ پر بٹھالے

باز گفتش اے حکیمِ خوش سخن — شمّہ از حالِ خود ہم شرح کُن

پھر اُس نے اُس سے کہا اے شیریں کلام دانا! — کچھ اپنی حالت کی تفصیل بھی بتا

ایں چنیں عقل و کفایت کہ تراست — تو وزیری یا شہی بر گوئی راست

ایسی عقل اور ریاقت جو تجھے (حاصل) ہے — سچ بتا تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے؟

گفت ایں ہر دو نیم از عامہ ام — بنگر اندر حال و اندر جامہ ام

اُس نے کہا میں دونوں نہیں ہوں، عوام میں سے ہوں — میری حالت اور میرا لباس دیکھ لے

گفت اُشتر چند داری چند گاؤ — گفت نے این و نہ آں مارا مکاؤ

اُس نے کہا تیرے پاس کتنے اونٹ اور کتنی گائیں ہیں؟ — کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے ہمیں (زیادہ) نہ کُرید

گفت رختت چیست بارے در دکاں — گفت مارا کو دُکان و کو مکاں

اُس نے کہا ہاں تو تیری دکان میں کیا سامان ہے؟ — کہا ہماری دکان کہاں ہے اور ہمارا مکان کہاں ہے؟

نیست قوت و نے رُخوت[3] و نے قماش — نے متاع و نیست مطبخ نیست آش

نہ کھانا ہے اور نہ لباس اور نہ اسباب — نہ گذارا ہے اور نہ مطبخ، نہ دَلیا

گفت پس از نقد پُرسم نقد چند — کہ توئی تنہا رو و محبوب پند

اُس نے کہا تو میں نقد (کے بارے میں) پوچھتا ہوں کتنا — کیونکہ تو اکیلا چل رہا ہے اور بیاری نصیحت کرنیوالا ہے

کیمیائے مسِ عالم با تو است — عقل و دانش را گہر تو بر تو است

دنیا کے تانبے کی کیمیا تیرے پاس ہے — عقل اور سمجھ کے موتی تو برتا ہیں

گنجہا بنہادہ باشی بر مکاں — نیست عاقل تر ز تو کس در جہاں

مکان پر تو نے خزانے جمع کر رکھے ہوں گے — تجھ سے زیادہ عقلمند دنیا میں کوئی نہیں ہے

---

[1] گفت۔ اُس عقلمند نے کہا۔ بجائے اِس کے کہ دوسرے بورے میں ریت بھر کر توازن قائم کیا جائے یہ کرے کہ اِس بورے کا آدھا گیہوں دوسرے بورے میں بھر لے توازن ہو جائیگا اور بوجھ بھی ہلکا ہو جائیگا۔ شاباش۔ بدّو کی عقل میں یہ ترکیب نہ آئی تھی، بہت خوش ہوا اور اُس کی تعریف کرنے لگا۔ تو چنیں۔ پھر بدّو نے کہا اِس عقل و ذہانت کے باوجود تو ننگا اور پیادہ کیوں ہے۔ لُغوب۔ تھکن۔

[2] رحمتش۔ بدّو کو اُس دانا پر ترس آیا۔ نصیحت۔ یعنی بدّو نے اُس سے کہا اپنے کچھ احوال بتا۔ کفایت۔ یعنی بڑے کاموں کو تنہا انجام دینے کی صلاحیت۔ وزیری۔ یعنی تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے اِس عقل کیساتھ۔ یہی قرینہ ہے۔ مکاؤ۔ کھود کُرید نہ کر۔ رختت۔ یعنی اگر بادشاہ اور وزیر نہیں ہے تو تاجر ہوگا۔

[3] رُخوت۔ رخت کی جمع، لباس۔ آش۔ ہر پتلا کھانا، کھانا۔ کیمیا۔ یعنی عقل و دانش۔ گنجہا۔ تو نے اپنی عقل و دانش سے بہت کچھ کمایا ہوگا۔

708

www.pdfbooksfree.pk

گفت واللہ نیست یا وَجہَ العَرَبؔ[1]
اُس سے کہا خدا کی قسم اے عرب کے سردار! نہیں ہے

در ہمہ مِلکم وُجوہِ قوتِ شب
میری ساری ملکیت میں رات کا گذارا

پا برہنہ تن برہنہ می رَوم
ننگے پیر، ننگے بدن گھومتا ہوں

ہر کہ نانے می دہد آنجا رَوم
جو روٹی دے دیتا ہے وہاں چلا جاتا ہوں

مَر مَرا زیں حِکمت و فضل و ہُنر
مجھے اِس دانائی اور فضیلت اور ہُنر نے

نیست حاصل جُز خیال و دردِ سَر
سوائے خیال اور دردِ سَر کے کچھ حاصل نہیں ہے

پس عرب گفتش کہ شو دُور از بَرم
تو عرب نے اُس سے کہا میرے پاس سے دُور ہو

تا نہ بارد شومیِ تو بر سَرم
تاکہ تیری بدبختی میرے سَر پر نہ برس پڑے

دُور بَر آں حِکمتِ شومت زِ مَن
اپنی منحوس دانائی کو مجھ سے دُور لے جا

نطقِ تو شوم ست بر اہلِ زَمَن
زمانہ والوں پر تیری باتیں بھی بدبختی ہیں

یا تو آں سُو[2] رو مَن ایں سُو می رَوم
یا تو اُدھر جا اور میں اِدھر جاؤں

ور ترا رہ پیش من واپس شوم
اور اگر تجھے آگے جانا ہے تو میں واپس ہوتا ہوں

یک جُوالم گندم و دیگر ز ریگ
میرا ایک گیہوں کا بورا اور دوسرا ریت کا

بہ بود زیں حیلہائے مُردہ ریگ
ان ذلیل تدبیروں سے بہت اچھا ہے

کیں جُوال گندم و ریگم یقیں
کیونکہ میرے گیہوں اور ریت کا بورا یقیناً

بہ بُود زاں حِکمتِ تو اے مَہیں
اے ذلیل! تیری دانائی سے بہتر ہوگا

احمقی ام بس مبارک احمقی ست
میری بیوقوفی بہت مبارک بے وقوفی ہے

کہ دلم با برگ و جانم مُتّقی ست
کہ میرا دل صاحبِ ساز و سامان ہے اور جان (عیبوں سے) محفوظ ہے

گر تو خواہی[3] ایں شقاوت کم شود
اگر تو چاہتا ہے کہ یہ بدبختی کم ہو جائے

جہد کُن تا از تو حِکمت کم شود
تو کوشش کر کہ تیری دانائی کم ہو جائے

حِکمتے کز طبع زاید و ز خیال
وہ دانائی جو خیال اور طبیعت سے پیدا ہو

حِکمتے بے فیضِ نورِ ذوالجلال
وہ دانائی جو اللہ (تعالیٰ) کے نور سے بے فیض ہو

حِکمتِ دنیا فزاید ظن و شک
دنیا کی سمجھ ظن اور شک بڑھاتی ہے

حِکمتِ دینی بَرد فوقِ فلک
دین کی سمجھ آسمان پر لے جاتی ہے

رُوبہاں زیرک آخر زماں
آخری زمانہ کی چالاک لومڑیوں نے

بر فزودہ خویش بر پیشینیاں
اپنے آپ کو اگلوں سے بڑھا رکھا ہے

[1] وَجہُ العرب۔ عرب کے سردار۔ وُجوہ۔ گذارے کا سامان۔ پا برہنہ۔ ننگے پیر اور ننگے بدن مارا مارا پھرتا ہوں جدھر روٹی کی اُمید ہوتی ہے اُدھر چلدیتا ہوں۔ بَر۔ پہلو۔ شومی۔ اِس عقل کے ہوتے ہوئے اِتنا اِفلاس بدبختی کی دلیل ہے۔ دُور بَر۔ دور لیجا۔

[2] یا تو آں سو۔ جدھر تو جائیگا میں اُدھر نہ جاؤں گا۔ غرضیکہ تیرا ساتھ مجھے گوارا نہیں ہے۔ یک جُوالم۔ یعنی میری وہ بیوقوفی تیری اِس عقلمندی سے بدرجہا بہتر ہے۔ مُردہ ریگ۔ ناکارہ۔ مَہین۔ ذلیل۔ مُتّقی۔ یعنی مصائب سے بچنے والی۔

[3] گر تو خواہی۔ تیری یہ عقل و دانائی ہی بدبختی کا سبب ہے تو اپنی دانائی کو کم کرلے تاکہ بدبختی کم ہو جائے۔ حِکمتے۔ یعنی وہ چالاکی اور دانائی جو طبعزاد ہو اور اللہ کے نور سے بے فیض ہو وہی بدبختی کا سبب بنتی ہے حکمتِ دینی۔ دین کی فطانت اور سمجھ انسان کے عروج کا سبب ہے۔

رُوبہاں۔ یعنی وہ فلاسفر جو محض اپنے عقلی تخمینوں کی وجہ سے متقدمین کی تحمیق کرتے ہیں۔

709 708
www.pdfbooksfree.pk

روبہانِ زیرکِ صاحب کمال
صاحبِ کمال، چالاک لومڑیوں نے

برفزودہ خویش را از اصحابِ حال
اصحابِ حال پر اپنے آپ کو بڑھا رکھا ہے

حیلہ آموزاں جگرہا سوختہ
حیلہ بازوں نے، جگر جلا کر

حیلہا و مکرہا آموختہ
حیلے اور مکر سیکھے ہیں

صبر و ایثار و سخائے نفس و جود
صبر اور ایثار اور نفس کی سخاوت اور بخشش

باد دادہ کاں بود اکسیرِ سود
کو برباد کر دیا جو نفع کی اکسیر ہوتی ہے

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے
سمجھ تو وہ ہے جس سے راستہ کھلے

راہ آں باشد کہ پیش آید شہے
راستہ وہ ہے کہ کوئی شاہ سامنے آئے

شاہ آں باشد کہ از خود شہ بود
شاہ وہ ہوتا ہے جو خود شاہ ہو

نے بمخزن نہاد و لشکر شہ بود
نہ کہ خزانوں اور لشکر کی وجہ سے شاہ ہو

تا بماند شاہیِ اُو سرمدی
تاکہ اُس کی شاہی ابدی رہے

ہمچو عزّ و ملکِ دینِ احمدی
جیسے دینِ احمدی کی بادشاہی اور عزت

تا قیامت نیست شرعش را زوال
قیامت تک اُن کی شریعت کو زوال نہیں ہے

گشتہ دور از ملکِ اُدھیُن الکمال
نظرِ بد اُن کی سلطنت سے دور ہے

کرامات سلطانِ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دریا

دریا کے کنارے پر سلطان ابراہیم ابن ادہمؒ کی کرامات

ہم ز ابراہیم ادہمؒ آمدست
ابراہیم (ابن) ادہمؒ کے بارے میں منقول ہے

کو ز راہے بر لبِ دریا نشست
کہ وہ ایک راستہ پر ایک دریا کے کنارے بیٹھے تھے

دلقِ خوبی دوخت آں سلطانِ جاں
وہ روحانی بادشاہ اپنی گدڑی سی رہے تھے

یک امیرے آمد آنجا ناگہاں
اچانک اُس جگہ ایک سردار آگیا

آں امیر از بندگانِ شیخ بود
وہ امیر شیخ کے غلاموں میں سے تھا

شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود
اُس نے شیخ کو پہچان لیا بہت جلد سجدہ کیا

شکلِ دیگر گشت خلق و خلقِ اُو
اُس کی جسمانی اور اخلاقی حالت بدل گئی

خیرہ شد در شیخ و اندر دلقِ اُو
شیخ اور اُن کی گدڑی کے بارے میں حیران ہو گیا

کورہا کرد آنچناں ملکِ شگرف
کہ اُنھوں نے ایسی عجیب سلطنت چھوڑ دی

برگزید ایں فقر و بس باریک حرف
اِس فقیری کو اختیار کر لیا جو بہت باریک حرف ہے

---

۱ اصحابِ حال۔ یہ لوگ حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں محض ظن و تخمین سے کام نہیں لیتے ہیں۔ حیلہ آموزاں۔ محض دنیا کمانیکے حیلے اور تدبیریں سیکھی جگر سوزی سے حاصل کی ہیں۔ صبر و ایثار۔ علوم خداوندی سے اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اصل فائدہ ہیں جس کو صوفیوں نے برباد کر دیا ہے۔ فکر۔ دنیوی معاش کی تدبیر اور فکر بے حقیقت ہے تدبیر اور فکر تو وہ ہے جس سے کسی مقصد کی طرف راہ نمودار ہو جو حقیقی شاہ ہے

۲ شاہ۔ دنیوی بادشاہ تو لشکر اور خزانہ کے ذریعہ شاہی کرتے ہیں سچا شاہ وہ ہے جس کو اپنی شاہی کے لئے اِن چیزوں کی ضرورت نہیں۔ تا بماند۔ شیوخ کی شاہی لازوال ہے جیسا کہ دینِ احمدی کی عزت اور سلطنت لازوال ہے۔ گشتہ۔ اسکو نظرِ بد نہیں لگ سکتی۔ کرامات۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیوخ کی بادشاہت دنیاوی شاہوں سے بڑھ کر ہے۔ ابراہیمؒ یعنی ادہم کے بیٹے ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی گدڑی سی رہے تھے۔

۳ سلطانِ جاں۔ یعنی روحانی شاہ۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ امیر سردار۔ سجدہ کرد۔ تعظیمی سجدہ جس کا بادشاہوں کے درباروں میں رواج تھا جو شرعی اعتبار سے ناجائز ہے۔ خیرہ شد۔ اُس نے اِس سے پہلے حضرت ابراہیمؒ کا شاہی ٹھاٹ باٹ دیکھا تھا، تو اِس حالت کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ ایک طرف تو شیخ کی یہ حالت اور دوسری طرف یہ شاہی شان و شوکت۔

709 710

www.pdfbooksfree.pk

تَرک کرد اُو مُلکِ ہفت اقلیم[1] را
اُنھوں نے ساتوں اقلیم کی سلطنت کو چھوڑ دیا

مُلکِ ہفت اقلیم ضائع می کُنَد
ساتوں اقلیم کی سلطنت کو برباد کر رہے ہیں

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش
اُس کے اِس خیال سے شیخ آگاہ ہو گئے

چوں رجا و خوف دُر دلہا رواں
دلوں میں امید اور ڈر کی طرح رواں ہے

دل نگہدارید اے بے حاصلاں
اے مفلسو! دل کی حفاظت رکھو

پیشِ اہلِ تن ادب بر ظاہر ست
اہلِ ظاہر کے سامنے ظاہری ادب ضروری ہے

پیشِ اہلِ دل ادب بر باطن ست
اہلِ دل کے سامنے باطنی ادب ضروری ہے

تو بعکسے[2] پیشِ کوراں بہرِ جاہ
تو بالعکس اندھوں کے سامنے رُتبہ کی خاطر

پیشِ بیناياں کُنی ترکِ ادب
بیناؤں کے سامنے تو ادب کو ترک کر دیتا ہے

چوں[3] نداری فطنت و نورِ ہُدیٰ
چونکہ تو سمجھ اور ہدایت کا نور نہیں رکھتا ہے

پیشِ بیناياں حدث بر روئے مَل
بیناؤں کے سامنے چہرے پر پلیدی مَل لے

شیخ سوزن زود در دریا فگند
شیخ نے فوراً سوئی دریا میں پھینک دی

می زند بر دلق سوزن چوں گدا
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

چوں گدا بر دلق سوزن می زند
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

شیخ چوں شیر ست و دلہا بیشہ اش
شیخ شیر کی طرح ہے اور دل اُسکے جنگل ہیں

نیست مخفی بر وے اسرارِ نہاں
اُس پر چھپے ہوئے راز پوشیدہ نہیں ہیں

در حضورِ حضرتِ صاحب دلاں
اہلِ دل کی مجلس کی حاضری میں

کہ خدا از ایشاں نہاں را ساتر ست
کیونکہ خدا اُن سے رازوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہے

زانکہ دل شاں بر سرائر قاطن ست
کیونکہ اُن کا دل باطنی احوال پر ٹکنے والا ہے

باحضور آئی نشینی پائگاہ
حضورِ (دل) کے ساتھ آتا ہے اور نچلی جگہ بیٹھتا ہے

نارِ شہوت را ازاں گشتی حطب
اِسی لئے تو شہوت کی آگ کا ایندھن بنا ہے

بہرِ کوراں روی را میزن جِلا
اندھوں کے لئے چہرے کو مانجھتا رہ

ناز کم کُن با چنیں گندیدہ حال
اِس گندی حالت پر فخر نہ کر

خواست سوزن را بآوازِ بلند
(پھر) زور سے سوئی مانگی

فخر نہیں ہے شیخ۔ چونکہ اُس امیر نے روحانی شاہی کو کمتر سمجھا تھا لہٰذا اُسکی اصلاح کے لئے یہ کرامت دکھائی کہ اپنی سوئی اُس دریا میں پھینک دیں جس کے کنارے بیٹھے تھے اور پھر بآواز بلند اُس سوئی کو مانگا۔

[1] ہفت اقلیم۔ حضرت ابراہیمؑ نے بہت بڑی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔

طبعِ واقف گشت۔ بندگانِ دین لوگوں کے قلبی وساوس کو تاڑ جاتے ہیں وہ بمنزلہ خمیر کے ہیں اور لوگوں کے قلوب آٹے کی کچھار ہیں۔ چونکہ جس طرح اُمید و بیم قلب میں سرایت کرتے ہیں اسی طرح شیوخ بھی لوگوں کے قلوب میں رواں دواں رہتے ہیں اور چھپے ہوئے وسوسوں کو جان جاتے ہیں۔ دل نگہدارید۔ بزرگوں کے سامنے جا کر دل میں بُرے وسوسے نہ لانے چاہئیں بے حاصل۔ وہ شخص جس کو روحانی دولت نہیں ملی۔

اہلِ تن۔ جو اصحاب ظاہر ہیں اُنکے سامنے تو ظاہر کو مؤدب رکھنا ضروری ہے اہلِ باطن کے سامنے باطن کو مؤدب رکھنا ضروری ہے مقاطن مقیم ساکن۔

[2] تو بعکسے۔ لیکن عموماً لوگ اسکے بالعکس معاملہ کرتے ہیں ظاہری شاہوں کے سامنے اخلاص سے جاتے ہیں اور بزرگوں کی مجلس میں فاسد خیالات لیکر جاتے ہیں۔ کوراں۔ یعنی باطن کے اندھے۔ بیناياں۔ وہ شیوخ جنکو باطنی بصیرت حاصل ہے حطب۔ ایندھن۔

[3] چوں نداری۔ اگر تو کور باطن ہے تو کور باطنوں کی مجلس میں مُنہ کو پُر رونق بنا کر جا پیشِ بیناياں۔ اگر تو کور باطن ہے تو بزرگوں کے سامنے مُنہ پر اور گندگی لگا کر جا۔ ناز کم کُن۔ لیکن یہ تیری حالت تیرے لئے باعثِ

711 710

www.pdfbooksfree.pk

صد[1] ہزاراں ماہیِ اللّٰہیے — سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے

لاکھوں خدائی مچھلیاں — ہر مچھلی ہونٹوں میں سونے کی سوئی دبائے ہوئے

سوزنِ زرّیں دراں دندانِ او — کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے ہُو

سونے کی سوئی اُس کے دانتوں میں — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

سر برآورد ند از دریائے حق — کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے حق

اللہ (تعالیٰ) کے دریا سے انھوں نے سر اُبھارا — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

گفت الٰہی سوزنِ خود خواستم — دادہ از فضلت نشانِ راستم

اُس (شیخ) نے کہا میرے خدا میں نے اپنی سوئی مانگی ہے — اپنی مہربانی سے مجھے ٹھیک نشانی دکھادے

ماہیے دیگر برآمد در زماں — سوزنِ اُو را گرفتہ در دہاں

فوراً ایک دوسری مچھلی برآمد ہوئی — اُن کی سوئی مُنھ میں لئے ہوئے

رُو بدو کرد و بگفتش اے امیر — مُلکِ دل بہ یا چناں مُلکِ حقیر

اُسکی طرف رُخ کیا اور کہا، اے سردار! — دل کی بادشاہی اچھی ہے یا وہ حقیر سلطنت

ایں نشانِ ظاہرست ایں ہیچ نیست — باطنے جوی و بظاہر بر مایست

یہ ظاہر کی نشانی ہے اور یہ کچھ نہیں ہے — باطن کی جستجو کر اور ظاہر پر نہ ٹھہر

سوئے[2] شہر از باغ شاخے آورند — باغ و بُستاں را کجا آنجا برند

شہر کیجانب باغ سے ایک شاخ لاتے ہیں — باغ اور بُستاں کو وہاں کہاں لے جاتے ہیں

خاصہ باغے کاں فلک یک برگِ اُو — بلکہ آں مغزست و ایں عالم چو پوست

خصوصاً وہ باغ کہ یہ آسمان اُسکا ایک پتہ ہے — بلکہ وہ گودا ہے اور یہ عالم چھلکے کی طرح ہے

بر نمیداری سوئے آں باغ گام — بوئے افزوں جوی و کُن دفعِ زکام

(اگر) تو اُس باغ کی طرف قدم نہیں اُٹھاتا ہے — تو بڑھی ہوئی خوشبو کی جستجو کر اور زکام کو دفع کر

تا کہ آں[3] بُو جاذبِ جانت شود — تا کہ آں بُو نورِ چشمانت شود

تاکہ وہ خوشبو تیری رُوح کی کشش کا سبب بنجائے — تاکہ وہ خوشبو تیری آنکھوں کا نور بن جائے

تا کہ آں بُو سوئے بُستانت کشد — وانماید مر ترا راہِ رشد

تاکہ وہ خوشبو تجھے باغ کی طرف کھینچے — تیرے لئے ہدایت کا راستہ نمودار کردے

چشمِ نابینات را بینا کُند — سینہ ات را سینۂ سینا کُند

تیری اندھی آنکھوں کو بینا بنادے — تیرے سینے کو (کوہ) سینا کا سینہ بنادے

---

[1] صد ہزاراں۔ لاکھوں مچھلیاں سونے کی سوئیاں ہونٹوں میں دبائے دریا سے نمودار ہوگئیں۔ گفت۔ شیخ ابراہیمؒ نے فرمایا اے خدا میں تو صرف اپنی سوئی چاہتا ہوں وہ عطا کرکے اپنی مہر کی سچی نشانی ظاہر فرمادے۔ ماہیے دیگر۔ اِن مچھلیوں کے علاوہ ایک اور مچھلی نمودار ہوئی جس کے مُنہ میں شیخ کی سوئی تھی۔ رُو بدو کرد۔ تب شیخ ابراہیمؒ نے اُس سردار سے کہا۔ ایں۔ یعنی دنیوی شاہی۔ باطنے جو۔ یعنی روحانی شاہی کا طالب بن۔ ظاہری شاہی پر اکتفا نہ کر۔

[2] سوئے شہر۔ دنیا کی مثال ایک شہر کی سی ہے اور عالمِ غیب ایک باغ ہے جس کا تھوڑا سا حصہ اِس دنیا میں دکھادیا گیا ہے، باغ میں سے چند پھولدار شاخیں شہر میں لائی جاتی ہیں۔ خاصہ باغے۔ اِس دنیا کا آسمان بھی اُس باغ کا ایک پتہ ہے۔ بلکہ۔ عالمِ غیب مغز ہے اور عالمِ شہود اُس کا چھلکا ہے۔ برنمیداری۔ عالمِ غیب کے باغ میں اگر قدم نہیں پہنچتا ہے تو اُس کی خوشبو حاصل کرلیجائے اور اِس زکام کو دفع کیا جائے جو خواہشِ نفسانی کی وجہ سے قوتِ شامّہ پر طاری ہوگیا ہے۔

[3] تاکہ آں بُو۔ جب عالمِ غیب کی خوشبو سونگھے گا تو روح عالمِ غیب کی طرف کھنچے گی اور وہ خوشبو آنکھوں کیلئے نورِ بصیرت بنجائیگی اور عالمِ غیب کے لئے راہ نمودار ہوجائیگی

712

www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] یوسفؑ ابنِ یعقوبِ نبی
(حضرت) یعقوبؑ نبی کے بیٹے (حضرت) یوسفؑ نے فرمایا

بہرِ بُو اَلقُوا عَلیٰ وَجہِ اَبِی
خوشبو کے لئے میرے باپ کے چہرے پر ڈالدو

بہرِ ایں بُو گفت احمدؐ در عظات
اِسی خوشبو کیلئے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وعظوں میں فرمایا

دَائِمًا قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃ
ہمیشہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

پنج[2] حِسّ در ہمہ گر پیوستہ اند
پانچوں حواس ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں

رُستہ ایں ہر پنج از اصلِ بلند
ایک بلند جڑ سے یہ پانچوں اُگے ہیں

قوتِ یک قُوتِ باقی شود
ایک کی خوراک بقیہ کے لئے قوت بن جاتی ہے

مابقی را ہر یکے ساقی بود
باقی میں سے ہر ایک کو سیراب کرنے والی ہو جاتی ہے

دیدنِ دیدہ فزاید عشق را
آنکھ کا دیکھنا عشق کو بڑھاتا ہے

عشق در دیدہ فزاید صدق را
عشق، آنکھوں میں صدق کو بڑھاتا ہے

صِدق[3] بیداریِ ہر حِسّ می شود
صدق، ہر حِسّ کی بیداری بن جاتا ہے

حِسّ ہا را ذوق مُونِس می شود
حواس کے لئے ذوق، دوست بن جاتا ہے

آغازِ منوّر شدنِ حواسِ عارف بنورِ غیب بین

غیب کو دیکھنے والے نور سے عارف کے حواس کے باذوق ہونے کا آغاز

چوں یکے حِسّ در رَوِش بکشاد بند
جب ایک حس نے رفتار میں بندش کو کھول دیا

مابقی حِسّ ہا ہمہ مُبدَل شوند
باقی حواس سب بدل جاتے ہیں

چوں یکے حِسّ غیرِ محسُوسات دید
جب ایک حس نے غیر محسوس کو دیکھا

گشت غیبے بر ہمہ حِسّ ہا پدید
تو غیب ہر حس پر ظاہر ہو جاتا ہے

چوں زجُوجَست از گلہ یک گوسفند
جب ریوڑ میں سے ایک بکری نہر کو کود جائے

پس پیاپے جملہ زانسُو بر جہند
تو سب پے در پے اُس جانب کود جاتی ہیں

گوسفندانِ حواست را براں
تو اپنے حواس کی بکریوں کو ہانک

در چرا از اَخرَجَ المَرعیٰ چراں
اَخرَجَ المَرعیٰ کی چراگاہ میں چرا

ہوا تو اُس سے دیگر جملہ حواس متاثر ہو جاتے ہیں اور اُنمیں وصلِ محبوب کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ چوں یکے حِسّ۔ جب ایک لطیفہ موانع کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے تو بقیہ لطائف میں بھی تبدیلی آنے لگتی ہے۔ غیر محسوسات۔ ایک لطیفہ کو عالمِ غیب کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے تو بقیہ لطائف بھی عالمِ غیب کا ادراک شروع کر دیتے ہیں۔ چوں زجُو۔ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف کو آزادی حاصل کرنے کی مثال ہے کہ گلہ میں سے ایک بکری اگر نہر میں کود جاتی ہے تو بقیہ بکریاں بھی نہر کود جاتی ہیں۔ گوسفنداں۔ سالک کو چاہیئے کہ اپنے لطائف کی بکریوں کو عالمِ غیب کی چراگاہ میں چرائے اور لطائف کیلئے اُس عالم سے اسرار و معارف کی غذا حاصل کرے۔ اَخرَجَ المَرعیٰ۔ اُس خدا نے چراگاہ پیدا فرمائی مولانا نے چراگاہ سے عالمِ غیب کی چراگاہ مراد لی ہے۔

---

[1] گفت یوسفؑ۔ جبکہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے فراق میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ذریعہ اپنی قمیص بھیجی تھی اور کہا تھا کہ اِس کو حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالدینا، مولانا فرماتے ہیں اِس قمیص میں وہی عالمِ غیب کی خوشبو تھی جس کے اثر سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بہرِ ایں۔ یہی عالمِ غیب کی خوشبو تھی جو آنحضورؐ کو نماز کی حالت میں محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے آنحضورؐ نے فرمایا میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے۔

[2] پنج حِسّ۔ یعنی لطائفِ ستہ قلب، روح، نفس، سِرّ، خفی، اخفیٰ۔ چونکہ بعض صاحبان نے نفس کو روح کے تابع مانا ہے اسلئے اُن کو پانچ کہدیا ہے، اگر سالک ایک لطیفے کو مصفّیٰ بنا لیتا ہے تو دوسرے لطائف بھی تصفیہ قبول کر لیتے ہیں اگر ایک کو غذا حاصل ہوتی ہے تو بقیہ لطائف کے لئے بھی وہ قوت کا سبب بن جاتی ہے مثلاً لطیفہ قلب کو ذکر کی غذا حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسرے لطائف کے لئے باعثِ تقویت ہے۔ دیدنِ دیدہ۔ ایک لطیفہ کے تاثر سے دوسرے لطائف کے متاثر ہونے کی مثال ہے۔ آنکھ متاثر ہوتی ہے تو اُس سے دل متاثر ہو جاتا ہے اور اُسمیں کیفیتِ عشق پیدا ہو جاتی ہے جس سے صدق اور اِخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔

[3] صدق۔ عشق سے اخلاص پیدا

www.pdfbooksfree.pk

تا در آنجا سُنبل و ریحاں چَرند
تاکہ وہاں وہ سنبل و ریحان چریں

تا بہ گلزارِ حقائق[1] رہ برند
تاکہ حقیقتوں کے چمن کی طرف راستہ پائیں

ہر حِسّت پیغمبرِ حِسّ ہا شود
تیری ہر حس (باقی) حواس کے لئے پیغامبر بنجائے

تا یکایک سُوئے آں جنّت رَوَد
تاکہ فوراً اُس جنت کی طرف چل جائے

حِسّ ہا با حِسِّ تو گویند راز
حواس تیری حس سے راز کہہ دیں گے

بے حقیقت بے زبان و بے مجاز
بغیر زبان اور بغیر حقیقت و مجاز کے

کیں حقیقت قابلِ تاویلہاست
کیونکہ یہ حقیقت تاویلوں کے قابل ہے

ویں توہّم مایۂ تخییلہاست
اور یہ توہم خیالات کا سرمایہ ہے

آں حقیقت را کہ باشد از عیاں
وہ حقیقت جو مشاہدہ سے حاصل ہو

ہیچ تاویلے نگنجد درمیاں
اُس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے

چونکہ[2] ہر حِسّ بندۂ حِسِّ تو شد
جب ہر حس تیرے حس کی غلام ہوگئی

مر فلکہا را نباشد از تو بُد
تو آسمانوں کے لئے بھی، تیرے سوا چارہ نہیں

چونکہ[3] دعویٰ میرود در ملکِ پوست
جب چھلکے کی ملکیت میں جھگڑا ہے

مغز آں را کہ بُود قشرآں اُوست
مغز جس کی ملکیت ہوگا، چھلکا اُسی کی ملکیت ہوگا

چوں تنازع در فتد در رُستنگاہ
جب گھاس کے گٹھر میں جھگڑا ہو

دانۂ آں کیست آں را کن نگاہ
دانہ کس کا ہے اُس کو دیکھ لے

پس فلک قشرست و نورِ روح مغز
تو آسمان چھلکا ہے اور روح کا نور مغز ہے

ایں پدید ست آں خفی زیں رو بلغز
یہ کھلا ہے وہ (نور روح) چھپا ہوا ہے اس سے لغزش نہ کھا

جسم ظاہر روح مخفی آمدست
جسم ظاہر ہے، رُوح چھپی ہوئی ہے

جسم ہمچوں آستیں جاں ہمچو دست
جسم آستین کی طرح ہے، جان ہاتھ کی طرح ہے

باز عقل از روح مخفی تر بُود
پھر عقل، روح سے زیادہ پوشیدہ ہے

حِسّ بسُوئے روح زو تر رہ بَرد
حس روح کی جانب جلد راہ یاب ہوتی ہے

جُنبشے بینی بدانی زندہ است
تو حرکت کو دیکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے،

ایں ندانی تو ز عقل آگندہ است
تو نہیں جانتا کہ وہ عقلمند ہے

---

[1] حقائق۔ یعنی معرفت خداوندی کے حقائق۔ ہر حِسّت۔ ہر لطیفہ دوسرے لطائف کے لئے معارف جنت کی پیغامبری کا کام دینے لگے۔ حِسّ ہا۔ جب لطائف ستہ مُصفّٰی بنجاتے ہیں تو مُریدین اور مسترشدین لطائف بغیر لفظی گفتگو کے جس میں حقیقت اور مجاز اور زبان کا استعمال نہیں ہوتا ہے شیخ کے لطائف سے اپنا راز کہہ دیتے ہیں۔ کیں حقیقت۔ لفظی عبارت جسمیں حقیقت اور مجاز کا استعمال ہوتا ہے اُنمیں تو تاویل کی گنجائش ہوتی ہے لیکن لطائف کی باہمی گفتگو میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ یہاں نفس الامر مشاہدہ ہوتا ہے۔

[2] چونکہ ہر حِسّ۔ جبکہ دوسروں کے حواس شیخ کے حواس کے تابع ہوگئے تو آسمان و زمین تک شیخ کے تابع ہوجائیں گے۔

[3] چونکہ دعویٰ۔ اگر چھلکے میں دو شخصوں کا نزاع ہو تو چھلکا اُسی کی ملکیت قرار دیا جائے گا، مغز جس کی ملکیت میں ہے، آسمان کائنات کا چھلکا ہے تو جب کائنات کے قلوب کسی کے تابع ہوں تو لامحالہ آسمان بھی اُسکے تابع ہوگا۔ چوں تنازع۔ یہ دوسری مثال ہے اگر بھوسے پر جھگڑا ہو تو بھوسا اُسی کا قرار دیا جائیگا جو اُسکے اندر کے دانوں کا مالک ہوگا۔ پس فلک۔ چھلکا گودے پر ہوتا ہے اور اُس کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے مغز اُنمیں چھپا ہوا ہوتا ہے دوسرا مصرع پہلے مصرع کی دلیل ہے جسم ظاہر۔ اب چند پیغمبرانہ ظہور اور خفا کی مثالیں دیتے ہیں اور خفی کے مراتب کا ذکر فرماتے ہیں، جسم اور روح کی وہی نسبت ہے جیسے آستین اور ہاتھ کی۔ باز عقل۔ عقل اور روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے عقل روح کے اعتبار سے زیادہ مخفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح کو جلد پہچان جاتی ہے اور عقل کو دیر میں پہچانتی ہے جنبشے۔ کسی جسم میں حرکت دیکھتے ہو تو فوراً سمجھ جاتے ہو کہ اُسمیں روح ہے لیکن محض حرکت سے عقل کا پتہ نہیں لگا سکتے ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

تا[1] کہ جنبشہائے موزوں سر کند
جب تک کہ وہ موزوں (اور مناسب) حرکتیں کرے

جنبش مس را بدانش زر کند
تانبے کو حرکت سے عقل کے ذریعہ سونا بنا دیتا ہے

زاں مناسب آمدن افعالِ دست
ہاتھ کے مناسب کاموں کی وجہ سے

فہم آید مر ترا کہ عقل ہست
تو سمجھتا ہے کہ عقل ہے

روحِ وحی از عقل پنہاں تر بود
وحی کی استعداد عقل سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے

زانکہ او غیب ست و او زاں سر بود
اسلئے کہ وہ عالمِ غیب سے ہے وہاں سے ہی ظہور میں آئی ہے

عقلِ احمدؐ از کسے پنہاں نشد
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عقل کسی سے پوشیدہ نہ ہوئی

روحِ وحیش مدرکِ ہر جاں نشد
اُن کی وحی کی استعداد ہر انسان کو محسوس نہ ہوئی

روحِ[2] وحیی را مناسبہاست نیز
وحی کی استعداد کے بھی آثار ہیں

در نیابد عقل کاں آمد عزیز
عقل اُن کو نہیں سمجھتی ہے چونکہ وہ نادر ہیں

گہ جنوں بیند گہے حیراں شود
(عقل) کبھی اُن آثار کو جنون سمجھتی ہے کبھی حیران ہوتی ہے

زانکہ موقوف ست تا او آں شود
کیونکہ یہ اس بات پر موقوف ہے کہ (عقل) وہ (وحی کی استعداد)

چوں مناسبہائے افعالِ خضرؑ
جیسا کہ (حضرت) خضرؑ کے افعال کی مناسبتیں

عقلِ موسیٰؑ بود در دیدش کدر
(حضرت) موسیٰؑ کی عقل اُن کو دیکھ کر مکدر تھی

نامناسب می نمود افعالِ او
اُن (حضرت خضرؑ) کے افعال نامناسب نظر آئے

پیشِ موسیٰؑ چوں نبودش حالِ او
(حضرت) موسیٰ کیلئے چونکہ (موسیٰؑ) کیفیت اُن (خضرؑ)

عقلِ[3] موسیٰؑ چوں بود در غیب بند
(حضرت) موسیٰ کی عقل جب اسرار میں عاجز ہو

عقلِ موشی خود کیست اے ارجمند
کیطرح بھی چوہے جیسی عقل اے بزرگ! خود کیا ہے؟

علمِ تقلیدی بود بہر فروخت
تقلیدی علم فروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے

چوں بیاید مشتری خوش برفروخت
جب کوئی خریدار پاتا ہے چمک اُٹھتا ہے

مشتریِ علمِ تحقیقی حق ست
تحقیقی علم کا خریدار خدا ہے

دائماً بازارِ او بارونق ست
اُس کا بازار ہمیشہ بارونق ہے

لب بہ بستہ ہست در بیع و شریٰ
منہ بند کئے ہوئے خرید و فروخت میں لگا ہے

مشتری بیحد کہ اللہ اشتریٰ
خریدار لامحدود (ذات) ہے کیونکہ اللہ نے خریدا ہے

درسِ آدمؑ را فرشتہ مشتری
(حضرت) آدمؑ کے درس کا فرشتہ خریدار ہے

محرمِ درسش نہ دیو و نے پری
اُسکے درس کا راز داں نہ شیطان ہے نہ پری ہے

---

[1] تاکہ۔ اگر اُسکے حرکات اور سکنات موزوں ہیں تب تمہیں یقین ہوگا کہ وہ صاحبِ عقل ہے۔ روحِ وحی۔ وحی کی قبولیت کی استعداد عقل سے بھی زیادہ مخفی ہے، ہر انسان نے آنحضورؐ کی عقل کو جان لیا اور اُنکو عقلمند کہا لیکن بہت سے انسان آپکی قبولِ وحی کی استعداد کو نہ پہچان سکے۔

[2] روحِ وحیی۔ وحی کی استعداد کے بھی کچھ آثار اور کچھ علامتیں ہیں لیکن چونکہ وہ نادر ہوتی ہیں اسلئے اُن کو عقل نہیں پہچانتی ہے۔ گہ جنوں۔ اُن آثار کو عقل جنون کا اثر سمجھتی ہے کبھی حیران ہو جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ عقل کا اس استعداد کو سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ دونوں میں پوری مناسبت پیدا ہو جائے۔ چوں مناسبہائے حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کے کاموں کو غیر موزوں قرار دیا اور اعتراض کیا۔

[3] عقلِ موسیٰؑ۔ اسرارِ غیبی کو سمجھنے میں جب حضرت موسیٰؑ جیسے علیم پیغمبر کی عقل ناکارہ ثابت ہوئی تو چوہے جیسی عقل والے کب اُن کا ادراک کر سکتے ہیں۔ علمِ تقلیدی۔ سنا سنایا علم۔ علمِ تحقیقی۔ جو مشاہدہ اور ذاتی تجربہ سے حاصل ہو۔ لب بہ بند۔ تحقیقی علم والا خاموشی کے ساتھ اللہ کے ساتھ خرید و فروخت میں لگا رہتا ہے۔ اللہ اشتریٰ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ خدا نے مومنین سے اُن

www.pdfbooksfree.pk

آدمؑ[1] انبئھم باسمائھم درس گو
شرح کن اسرارِ حق را مو بمو

(اے) آدمؑ اُن کو اسما کی تعلیم کرو، کا درس دو
ایک ایک کر کے اللہ (تعالیٰ) کے اسرار کی شرح کرو

آنچناں کس را کہ کوتہ بین بود
در تلوّن غرق و بے تمکین بود

وہ شخص جو کوتاہ نظر ہو
تلوّن میں غرق اور بے ثبات ہو

موش گفتم زانکہ در خاکست جاش
خاک باشد موش را جائے معاش

میں نے اسکو چوہا اسلئے کہا کہ اُس کا مقام مٹی میں ہے
چوہے کے رہنے کی جگہ مٹی ہوتی ہے

راہہا داند ولے در زیرِ خاک
ہر طرف اُو خاک را کردست چاک

راستے جانتا ہے لیکن مٹی کے نیچے کے
(اسلئے) ہر طرف مٹی میں سوراخ کر رکھے ہیں

نفسِ[2] موشے نیست الّا لقمہ رند
قدرِ حاجت موش را عقلے دہند

چوہے کا نفس صرف لقمہ اُڑانے والا ہے
ضرورت کے بقدر چوہے کو عقل دیدیتے ہیں

زانکہ بے حاجت خداوندِ عزیز
می نہ بخشد ہیچکس را ہیچ چیز

اِس لئے کہ بلا ضرورت اللہ تعالیٰ
کسی کو کوئی چیز نہیں بخشتے ہیں

گر نبودے حاجتِ عالَم زمیں
نافریدے ہیچ ربّ العالمیں

اگر دنیا کو زمین کی ضرورت نہ ہوتی
اللہ تعالیٰ کبھی پیدا نہ فرماتا

ویں زمینِ مُضطرب محتاجِ کوہ
گر نبودے نافریدے باشکوہ

اور یہ ہلنے والی زمین پہاڑ کی محتاج
اگر نہ ہوتی تو اُس پُرشکوہ (پہاڑ) کو پیدا نہ فرماتا

ور[3] نبودے حاجتِ افلاک ہم
ہفت گردوں نافریدے از عدم

اگر آسمانوں کی بھی ضرورت نہ ہوتی
تو عدم سے سات آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا

آفتاب و ماہ و ایں استارگاں
جز بحاجت کے پدید آمد عیاں

سورج اور چاند اور یہ ستارے
ضرورت کے بغیر کب نمودار ہوئے؟

پس کمندِ ہستہا حاجت بُود
قدرِ حاجت مر ورا آلت بُود

تو موجودات کی کمند ضرورت ہے
بقدرِ ضرورت انسان کے لئے سامان ہوتا ہے

پس چو حاجت شد کمندِ ہستہا
قدرِ حاجت میرسد از حق عطا

تو جب ضرورت موجودات کی کمند ہے
اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے بقدرِ ضرورت عطا پہنچتی ہے

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود
تا بجوشد از کرم دریائے جود

اے محتاج! حاجت کو جلد بڑھا
تاکہ کرم سے عطا کا سمندر جوش مارے

[1] آدم۔ قرآن پاک میں ہے یاآدمُ انبئھم باسمائھم یعنی اے آدمؑ اِن فرشتوں کو اسماء کی تعلیم دو۔ آنچناں کس۔ پہلے اشعار میں عقلی علوم والوں کی عقل کو چوہے کی عقل والا کہا تھا اب اُس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ تلوّن۔ رنگ بدلنا۔ بے تمکین۔ ناپائیدار۔ جاش۔ یعنی ان لوگوں کا تعلق عالمِ سفلی سے ہے۔ راہہا۔ چوہے کے علم کا تعلق زمین سے ہے۔

[2] نفسِ موشے۔ چوہے کو صرف خوراک کی ضرورت ہے لہٰذا اُس کو اتنی عقل عطا ہوئی ہے۔ زانکہ۔ بلا ضرورت کسی کو کوئی چیز نہیں ملتی۔ زمین۔ دنیا کو اگر زمین کی ضرورت نہ ہوتی زمین وجود میں نہ آتی۔ کوہ۔ اگر زمین کے ٹھہراؤ کیلئے پہاڑوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ ہوتے۔

[3] ور نبودے۔ اگر دنیا کو آسمانوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ کئے جاتے۔ آفتاب۔ سورج، چاند، ستارے سب ضرورت کے ماتحت پیدا فرمائے گئے ہیں۔ پس۔ یعنی اشیاء کا وجود ضرورت کی وجہ سے ہے جس قدر ضرورت ہوتی ہے اُسی قدر ذرائع دیدیئے جاتے ہیں۔ پس بیفزا۔ اپنی احتیاج اور ضرورت کو بڑھا تاکہ دریائے کرم جوش میں آئے۔

716

www.pdfbooksfree.pk

ایں[1] گدایاں بر رہ و ہر مُبتلا — حاجتِ خود می نماید خلق را

یہ فقیر اور مصیبت زدہ، سرِ راہ — اپنی حاجت لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں

کوری و شلی و بیماری و درد — تا ازیں حاجت بجُنبد رحمِ مرد

اندھاپن اور اپاہج پن اور بیماری اور تکلیف — تاکہ ان ضرورتوں کی وجہ سے انسانوں کا رحم حرکت میں آجائے

ہیچ گویدناں دہید اے مردماں — کہ مرا ماں ست و انبار ست و خواں

کوئی کہتا ہے؟ اے لوگو! روٹی دے دو — کیونکہ میرے پاس مال ہے اور سامان ہے اور خوانِ نعمت ہے

چشم ننہادہ ست حق در کورِ موش — زانکہ بے چشمے ربودن ہست خوش

چھچھوندر کو اللہ (تعالےٰ) نے آنکھیں نہیں دیں — اس لئے بغیر آنکھوں کے اس کا اچک لینا بھلا ہے

می تواند زیست بے چشم و بصر — فارغ ست از چشم او در خاکِ تر

وہ بغیر آنکھ اور بینائی کے جی سکتی ہے — وہ تر زمین میں آنکھوں سے بے نیاز ہے

جُز[2] بدُزدی او بروں ناید ز خاک — تا کُند خالق ازاں دُزدیش پاک

وہ چوری کرنے کے علاوہ زمین سے نہیں نکلتی ہے — تاکہ اللہ (تعالےٰ) اس چور پن سے اسے پاک کردے

بعد ازاں پرّ یابد و مُرغے شود — چوں ملائک جانبِ گردوں رود

اسکے بعد وہ پر حاصل کرے اور پرندہ بنجائے — فرشتوں کی طرح آسمان کی جانب جائے

ہر زماں در گلشنِ شکرِ خدا — او برآرد ہمچو بُلبُل صد نوا

ہر وقت اللہ (تعالےٰ) کے شکر کے گلشن میں — وہ بلبل کی طرح سینکڑوں نغمے گائے

کاے رہاننده مرا از وصفِ زشت[3] — اے کُنندہ دوزخے را تو بہشت

کہ اے مجھے برائی سے چھڑا دینے والے! — اے دوزخ کو بہشت بنا دینے والے!

می نہی در پیہ نور و روشنی — استخواں را می دہی سمع اے غنی

تو چمڑی میں نور اور روشنی پیدا کردیتا ہے — اے بے نیاز! تو ہڈیوں کو سننے کی طاقت عنایت فرماتا ہے

چہ تعلّق آں معانی را بہ جسم — چہ تعلّق فہمِ اشیا را باسم

اِن صفات کا جسم سے کیا تعلق؟ — ناموں سے اشیاء کو سمجھ جانے کا کیا علاقہ؟

لفظ چوں دُرّست معنیٰ طائرست — جسم جُوئی روح آبِ سائرست

لفظ گھونسلے کی طرح ہیں، معنیٰ پرند ہیں — جسم نہر ہے، اور روح رواں پانی ہے

در روانی روئے آب و جُوئے فکر — نیست بے خاشاک خوب و زشت ذکر

فکر کی نہر کے پانی کی سطح، روانی میں — کوڑے اور اچھے بُرے خیال کے بغیر نہیں رہتی

---

[1] ایں گدایاں۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ فقیر جب تک اپنی مجبوری اور ضرورت کا اظہار نہیں کرتا ہے اسکو کوئی کچھ نہیں دیتا ہے۔ ہیچ گوید۔ فقیر کبھی یہ نہیں کہے گا کہ میں بہت مالدار ہوں لہٰذا مجھے روٹی کھلادو۔ کورِ موش۔ چھچھوندر کو آنکھ کی ضرورت نہ تھی لہٰذا اس کو آنکھ عطا نہ ہوئی۔

[2] جز بدزدی۔ عالمِ ناسوت میں پھنسے ہوئے اگر ضرورت محسوس کریں تو خدا انکو نورِ بصیرت عطا کردے۔ بلد ازاں۔ جب انکو نورِ بصیرت حاصل ہوجائے تو انکی عالمِ لاہوت کی طرف پرواز ہونے لگے۔ ہر زماں۔ پھر اُن پر اسرارِ خداوندی کھلیں اور وہ بلبل کی طرح نغمہ سرائی کرنے لگیں۔ کائے۔ یہ اُن کے نغمے ہوں گے۔

[3] دوزخ۔ یعنی بُرے اعمال۔ بہشت۔ یعنی نیک اعمال۔ استخواں۔ کان کی ہڈی میں سننے کی قوت پیدا فرمادی۔ معانی۔ یعنی صفات بصر و سمع وغیرہ۔ باسم۔ جب کوئی نام پکارتے ہیں فوراً اس سے کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ لفظ۔ اسم اور مسمّٰی میں باہمی تعلق اگر سمجھ میں آتا ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پرند کا تعلق گھونسلے سے، جسم اور روح کی نسبت اگر مفہوم ہوتی ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پانی اور نہر کی نسبت ہے لیکن اس تعلق اور نسبت کی حقیقت غیر معلوم ہے۔ در روانی۔ یعنی روح کی قوتِ فکریہ میں ہمیشہ اچھے بُرے خیالات آتے رہتے ہیں۔

717

www.pdfbooksfree.pk

اُورَوانست[1] تو گوئی واقفست
وہ جارہی ہے، تو کہتا ہے ٹھہری ہوئی ہے

اُورَوانست تو گوئی عاکفست
وہ دوڑ رہی ہے اور تو کہتا ہے وہ کھڑی ہے

گر نہ بینی سیرِ آب از جا بجا
اگر پانی کی روانی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں ہے

چیست بر وے نو بنو خاشاکہا
تو کوڑا کرکٹ اُس پر نیا نیا کیوں ہے؟

ہست خاشاکِ نو صورتہا فکر
فکر کی صورتیں نیا نیا کوڑا کرکٹ ہیں

نو بنو در میرسد اَشکالِ بکر
نئی شکلیں تازہ بتازہ پیدا ہوتی ہیں

روئے آب جوئے فکر اندر رَوِش
فکر کے نہر کے پانی کی سطح رفتار میں

نیست بے خاشاکِ محبوب و وحش
اچھے اور بُرے (خس خاشاک) کے بغیر نہیں ہے

قِشرہا[2] بر روئے ایں آبِ رواں
اس رواں پانی کی سطح پر، چھلکے

از شمارِ باغِ غیبی شُد دَواں
عالمِ غیب کے باغ کے پھلوں سے چل رہے ہیں

قِشرہا را مغز اندر باغ جُو
چھلکوں کا گودا، باغ میں تلاش کر

زانکہ آب از باغ می آید بجُو
اس لئے کہ پانی نہر میں باغ سے آرہا ہے

گر نہ بینی رفتنِ آبِ حیات
اگر تو زندگی کے پانی کا جاری ہونا نہیں دیکھتا ہے

بنگر اندر سیرِ ایں جُوی و نبات
اس نہر اور خس و خاشاک کی روانی پر غور کرلے

آبِ جُو آنبُہ تر آید در گذر
نہر کا پانی جب کثرت سے ہو گذرے

زُو کُند قشرِ صُوَر زُو تر گذر
اس میں صورتوں کے چھلکے تیزی سے گذر جاتے ہیں

چوں بغایت تیز شد ایں جمع رواں
جب یہ نہر بہت تیزی سے چلتی ہے

غم نہ پاید در ضمیرِ عارفاں
تو عارفوں کے دل میں غم نہیں ٹھہرتا ہے

چوں[3] بغایت مُمتلی بود و شتاب
جب (وہ نہر) انتہائی بھری ہوئی اور تیز ہو

بَس نگنجد اندرو الّا کہ آب
تو اُس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں ٹھہرتا ہے

طعنہ زدن بیگانہ بر شیخے و جواب گفتنِ مُریدِ شیخ آں بیگانہ را

ایک اجنبی شخص کا ایک شیخ پر طعنہ زنی کرنا اور شیخ کے ایک مُرید کا اسکو جواب دینا

اَبلہے یک شیخ را تہمت نہاد
ایک بیوقوف نے ایک شیخ پر تہمت رکھی

کو بدست و نیست بر راہِ رَشاد
کہ وہ بُرا ہے اور راہِ ہدایت پر نہیں ہے

شارِبِ خمرست و سالُوس و خبیث
شرابی ہے اور مکار ہے اور خبیث ہے

مر مُریداں را کجا باشد مُغیث
تو مُریدوں کا کیا دستگیر ہوگا؟

[1] اُورَوانست۔ روح کو پانی سے تشبیہ دی تھی تو جس طرح سطح آب ٹھہری ہوئی نظر آتی ہے حالانکہ وہ رواں ہے، اسیطرح سے روح ملاءِ اعلیٰ کی طرف سے رواں ہے لیکن اس کا احساس نہیں ہے۔ گر نہ بینی۔ سطح آب کی روانی نئے نئے خس و خاشاک کے گذرنے سے معلوم کی جاتی ہے۔ اسی طرح روح کی قوتِ فکریہ میں مختلف خیالات کے آنے سے اُس کی روانی معلوم کی جاسکتی ہے۔ روی آب۔ نہر کی قوتِ فکریہ کی سطح پر بھی اچھے بُرے خیالات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

[2] قِشرہا۔ روح کی قوتِ فکریہ کی سطح پر جو چھلکے ہیں وہ غیبی پھلوں کے چھلکے ہیں اُن چھلکوں کا مغز غیبستان میں تلاش کرو وہاں سے ہی یہ پانی چلا ہے وہاں معارفِ غیبیہ کے مغز تجھے حاصل ہونگے۔ بنگر۔ لامحالہ اُس کا کوئی منبع ہے۔ چوں بغایت۔ عام عارفوں کی روح کی روانی تیز ہے اسی لئے اُس پر غم و غصہ کے خس و خاشاک زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے ہیں۔

[3] چوں بغایت۔ خاص عارفوں کی روح غم و غصہ کو قبول ہی نہیں کرتی ہے۔ طعنہ زدن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عارفین کاملین کی روح کسی معصیت کو قبول ہی نہیں کرتی ہے۔ اَبلہے۔ معترض اس لئے بیوقوف تھا کہ وہ شیخ کے مقامِ فنا کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ شارِب۔

www.pdfbooksfree.pk

آں یکے گفتش ادب را ہوش دار
ایک شخص نے اُس سے کہا ادب کو ملحوظ رکھ

خورد[1] نہ بود ایں چنیں ظن بر کبار
بڑوں پر ایسا گمان چھوٹا نہیں ہے

دُور از دے دُور از او صافِ اُو
اُس سے اور اُس کے اوصاف سے بعید ہے

کہ زسیلے تیرہ گردد صافِ اُو
کہ اُس کا صاف پانی بہاؤ کے پانی، سے مکدر ہو جائے

ایں چنیں بُہتاں مَنِہ بر اہلِ حق
اہلِ حق پر اِس طرح کا جھوٹ نہ بول

کایں خیالِ تست بر گرداں ورق
یہ تیرا (محض) خیال ہے ورق پلٹ دے

ایں نباشد در بود اے مُرغِ خاک
اے خشکی کے پرند! وہ ایسا نہ ہوگا اور اگر ہو

بحرِ قلزم را ز مُردارے چہ باک
بحرِ قلزم کو ایک مُردار سے کیا خطرہ؟

نیست دون القلتین حوضِ خورد
وہ قلتین سے کم اور چھوٹی حوض نہیں ہے

کش تواند قطرہ آب از کار بُرد
کہ اُسکو (گندے) پانی کا ایک قطرہ بیکار کر دے

ز آتش[2] ابراہیم را نبود زیاں
(حضرت) ابراہیمؑ کو آگ سے کوئی نقصان نہیں ہے

ہر کہ نمرود است گو می ترس ازاں
جو نمرود ی ہے کہہ دے وہ اُس سے ڈرے

نفس نمرود ست عقل و جان خلیلؑ
نفس نمرود ہے اور عقل اور جان خلیلؑ ہے

روح در عین ست و نفس اندر دلیل
روح (مشاہدہ) ذات میں ہے اور نفس دلیل میں ہے

ایں[3] دلیلِ راہ رہرو را بود
مسافر کو رہبر کی ضرورت ہوتی ہے

کو بہر دم در بیاباں گم شود
کیونکہ وہ ہر وقت جنگل میں گم ہو سکتا ہے

واصلاں را نیست جز چشم و چراغ
(اللہ تک) پہنچ جانیوالوں کیلئے صرف آنکھ اور چراغ کی ضرورت ہے

از دلیلِ راہ شاں باشد فراغ
راہنما سے اُن کو بے نیازی ہوتی ہے

گر دلیلے گفت آں مردِ وصال
اگر وہ واصل شخص کوئی دلیل بیان کرتا ہے

گفت بہرِ فہمِ اصحاب جدال
تو بحث کرنیوالوں کی عقل کیلئے بیان کرتا ہے

بہرِ طفلے نو پدرتی تی کُند
نو (عمر) بچے کے لئے باپ تُتلاتا ہے

گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کُند
اگرچہ اُس کی عقل جہان کی پیمائش کر ڈالے

---

[1] خورد نہ بود۔ بڑوں پر تہمت دھرنا چھوٹی بات نہیں ہے۔ کہ زسیلے۔ عموماً بہاؤ کا پانی گدلا ہوتا ہے۔ ایں نباشد۔ تو نے جو بُرائیاں بیان کی ہیں وہ اُن میں نہ ہونگی اور اگر ہوں تو اُنکے لئے معصیت نہ سمجھی جائیگی کیونکہ فنائیت کے غلبہ کی وجہ سے اُس معصیت کو شرعی اعتبار سے اُن کے لئے معصیت نہ سمجھا جائیگا جیسا کہ بڑے دریا میں اگر مردار گر جائے تو شرعی اعتبار سے اُس دریا کو گندہ نہ قرار دیا جائیگا۔ اَلْقُلَّتَیْن یعنی دو مشکے پانی جو بارہ سو رطل ہوتا ہے اگر اِس مقدار میں پانی ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُسمیں تھوڑی سی نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہ ہوگا۔ اگر اس مقدار سے کم ہے تو نجس ہو جائے گا۔

[2] آتش۔ مختلف مقامات پر اَشیاء کے اَحکام اور آثار بدل جاتے ہیں سطرۂ نجاست تھوڑے پانی کو نجس بنا سکا زیادہ کو نہ بنا سکا، آگ نے نمرود کو نقصان پہنچایا حضرت ابراہیمؑ کو نقصان نہ پہنچا سکی نفس۔ نفس کی خواہش سے وہی فعل بمنزلہ آگ کے ہے اور بتقاضائے روح وہ گلزار ہے۔ روح در عین۔ روح اور نفس کے اعتبار سے اَحکام میں فرق ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ رُوح مشاہدۂ حق میں لگی ہے جس کو دلیل کی حاجت نہیں نفس اُس سے محروم ہے اور طالبِ دلیل ہے۔

[3] ایں دلیل۔ راہنما اور دلیل راہرو کے لئے ضروری ہے جو مقصود تک پہنچ گئے وہ اِن چیزوں سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ گر دلیل۔ عارفین جو واصل ہوتے ہیں وہ بھی کبھی استدلال سے کام لیتے ہیں تو وہ اُن کے اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی تفہیم کیلئے اپنے مرتبہ سے گر کر استدلال سے کام لیتے ہیں۔ بہرِ طفلے۔ باپ کی زبان صاف ہوتی ہے لیکن بچے کی خاطر تُتلا کر بات کرنے لگتا ہے۔ بڑے سے بڑا عالم بچہ کو پڑھاتے وقت الف خالی با کے نیچے ایک نقطہ کہتا ہے تو وہ بُنتدی کی خاطر کہتا ہے ورنہ اُس کا مقام اِس سے بہت بلند ہے۔

719

www.pdfbooksfree.pk

کم نہ گردد فضلِ اُستاد از عُلو
اُستاد کی بزرگی بلندی سے کم نہیں ہو جاتی

گر اَلِف چیزے ندارد گوید اُو
اگرچہ وہ کچھ بھی الف خالی ہے

از پئے[1] تعلیم آں بستہ دہن
مُنہ نہ کھولنے والے بچہ کی تعلیم کے لئے

گوید اُو حُطّی و ہَوّز کلمَن
وہ حُطّی اور ہَوّز (اور) کلمَن کہتا ہے

دَر زبانِ اُو بباید آمدن
اُس کی زبان میں آنا چاہیئے

از زبانِ خود بروں باید شدن
اپنی زبان سے نکل جانا چاہیئے

تا بیاموزد ز تو اُو عِلم و فن
تاکہ وہ تجھ سے علم اور فن سیکھ لے

جُملگی از خود بباید گم شدن
اپنے آپ سے گم ہو جانا چاہیئے

پس ہمہ خلقاں چو طفلانِ وَیند
لہٰذا تمام مخلوق اُس کے بچے جیسے ہیں

لازم است ایں پیر را در وقتِ پند[2]
نصیحت کے وقت یہ بات پیر کیلئے ضروری ہے

آں مُریدِ[3] شیخ بد گوینده را
شیخ کے مُرید نے بُرا کہنے والے کو

آں بکفر و گمرہی آگندہ را
اُس کفر اور گمراہی سے بھرے ہوئے کو

گفت تو خود را مزن بر تیغِ تیز
کہا، تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے نہ بھڑا

ہیں مکُن با شاہ با سُلطاں ستیز
خبردار! شاہ اور سلطان سے جھگڑا نہ کر

حوض با دریا اگر پہلو زند
حوض اگر دریا سے ٹکرائے گا

خویش را از بیخ ہستی بر کند
اپنے وجود کو جڑ سے کھو دے گا

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا
وہ ایسا دریا نہیں ہے جس کا کنارا ہو تاکہ

تیرہ گردد اُو ز مُردارِ شما
تمہارے مُردار سے وہ گدلا ہو

کُفر را حد ست و اندازہ بداں
کفر کا ایک اندازہ اور حد ہے، سمجھ لے

شیخ و نورِ شیخ را نبود کراں
شیخ اور اُس کے نور کا کنارا نہیں ہے

پیشِ[4] بیحد ہر چہ محدود ست لاست
لامحدود کے سامنے محدود معدوم ہے

کُلّ شَیئٍ ہالِکٌ اِلّا وَجہَہُ اللہ فناست
اللہ (تعالےٰ) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

کُفر و ایماں نیست آنجائیکہ اُوست
جس مقام پر وہ (شیخ) ہو وہاں کفر اور ایمان نہیں ہے

زانکہ اُو مغز ست ایں دو رنگ و پوست
کیونکہ وہ مغز ہے اور یہ دونوں رنگ اور چھلکا ہیں

ایں فنا ہا پردۂ آں وَجہ گشت
یہ فانی چیزیں اُس ذات کا پردہ بنگئی ہیں

چوں چراغ خفیہ اندر زیرِ طشت
جیسے کہ طشت کے نیچے چراغ چھپا ہوا ہو

[1] از پئے تعلیم۔ بچے کو پڑھانے کے لئے حروف ابجد کا تلفظ کرتا ہے اور ابجد ہوّز حُطّی کہتا ہے۔ در زبان۔ جو زبان وہ سمجھتا ہے اُسی لہجہ اور زبان میں اُس کو تعلیم دیتا ہے اپنے لہجہ اور زبان سے قطع نظر کرتا ہے پس ہمہ۔ شیخ کو بھی اپنے مریدوں کو اُنکی استعداد اور حالت کے مطابق تعلیم دینی چاہیئے۔

[2] آں مرید۔ اُس مُعترض نے کہا جو کفر اور گمراہی سے بھرا تھا کہ شیخ کی مثال تیز تلوار اور شاہ کی ہے جس سے بھڑنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ بیت بحرے۔ چونکہ شیخ اخلاق خداوندی کے ساتھ متصف ہے لہٰذا وہ بھی لامحدود دریائے ناپیدا کنار ہے۔

[3] پیشِ بیحد۔ جب شیخ لامحدود دریا ہے تو محدود کفر اُسکے اعتبار سے غیر موجود ہے، خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے۔ کفر و ایمان۔ یہ دونوں بندوں کے فعل ہیں اور مقامِ فنا میں پہنچ کر جبکہ ذاتِ باری سے وحدت ہو گئی تو اُس مقام پر کفر و ایمان اُنکی صفت نہیں بن سکتے، اِس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر وہ کفر کرے تو کفر کفر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اُس مقام پر کفر سے موصوف ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایں فناہا۔ فانی چیزیں جو شیخ سے متعلق ہیں وہ اُس کی حقیقتِ غیر فانی کیلئے پردہ ہیں اِسلئے عوام اُسکو نہیں دیکھ پاتے ہیں۔

720
www.pdfbooksfree.pk

پس سرِ[1] ایں تن حجابِ آں سر ست — پیشِ آں سرِ ایں سرِ تن کافر ست

تو اِس جسم کا سر اُس سر کا پردہ ہے — اُس سر کے آگے جسم کا یہ سر کافر ہے

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ — کیست مُردہ بیخبر از جانِ شیخ

کافر کون ہے؟ شیخ کے ایمان سے غافل — مُردہ کون ہے؟ شیخ کی جان سے بیخبر

جاں نباشد جز خبر در آزموں — ہر کرا افزوں خبر جانش فزوں

آزمائش میں علم حاصل نہ ہونیکے سوا کسی اور چیز سے جان (ثابت) — جس کا علم بڑھا ہوا ہے اُس کی جان بڑھی ہوئی ہے

جانِ ما از جانِ حیواں بیشتر — از چہ زاں رُو کہ فزوں دارد خبر

ہماری جان حیوان کی جان سے بڑھی ہوئی ہے — کس وجہ سے؟ اِس لئے کہ اُس کا علم بڑھا ہوا ہے

پس فزوں از جانِ ما جانِ مَلَک — کو منزّہ شد ز حسِّ[2] مشترک

ہماری جان سے فرشتہ کی جان بڑھی ہوئی ہے — کیونکہ وہ (انسان اور حیوان کی) مشترک حس سے پاک ہے

وز مَلَک جانِ خداوندانِ دل — باشد افزوں تو بحیّر را بہل

اور فرشتے سے اہلِ دل کی جان — بڑھی ہوئی ہوگی، تو حیرانی چھوڑ دے

زاں سبب آدمؑ بود مسجودِ شاں — جانِ اُو افزوں تر ست از جودِ شاں

اِسی لئے آدمؑ اُن کے مسجود بنے — اُنکی جان اُن کی جانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے

ورنہ بہتر را سجود فرمودں ترے — اَمر کردن ہیچ نبُود در خورے

ورنہ اعلیٰ کو کمتر کے سجدہ کرنے کا — حُکم دینا کسی طرح مناسب نہ تھا

کے پسند د عدل و لُطفِ کردگار — کہ گلے سجدہ کند در پیشِ خار

اللہ تعالیٰ کا انصاف اور مہربانی کب پسند کرتی — کہ پھول کانٹے کے آگے سجدہ کرے

جاں[3] چو افزوں شد گذشت از انتہا — شد مطیعش جانِ جملہ چیزہا

جان جب بڑھ گئی، انتہا سے گذر گئی — تمام چیزوں کی جانیں اُس کی فرمانبردار بنگئیں

مُرغ و ماہی و پری و آدمی — زانکہ اُو بیش ست ایشاں در کمی

پرند اور مچھلی اور پری اور آدمی — کیونکہ وہ بڑھا ہوا ہے، وہ کمی میں ہیں

ماہیاں سوزنگرِ دلقش شوند — سوزناں را رشتہا تابع بوند

مچھلیاں اُسکی گدڑی کیلئے سوئیاں بنانیوالی بنجاتی ہیں — دھاگے سوئیوں کے تابع ہوتے ہیں

---

[1] سرِ ایں تن۔ یعنی جسمانی سر اُسکے حقیقی سر کو چھپائے ہوئے ہے ان دونوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ مومن اور کافر میں، اِسی لئے اِس ظاہر پر تکفیر اور لعن و طعن ہوتا رہتا ہے۔ کیست۔ مولانا نے چونکہ شیخ کے جسمانی سر کو کافر کہا اب اُس سے رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کافر اور مُردہ تو حقیقتاً شیخ کا منکر ہے اور اُسکے اوصاف سے جاہل ہے۔ جاں نباشد۔ علم جان کے لوازم میں سے ہے جبکہ وہ شیخ کے اوصاف سے جاہل ہے تو بے جان اور مُردہ ہے۔ علم کی کثرت اور قلت سے جان کی قوت اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے۔ جانِ ما۔ انسان کی جان حیوان کی جان سے زیادہ قوی ہے، چونکہ اُس کا علم بڑھا ہوا ہے۔ انسان کو کلیات اور جزئیات دونوں کا علم حاصل ہے جبکہ حیوانات کا علم جزئیات تک محدود ہے۔

[2] حسِّ مشترک۔ یعنی جو ادراک اور حواس انسان اور حیوان میں مشترک ہیں فرشتہ اُن سے بالا تر ہے لہٰذا کثرتِ معلومات کی بنا پر وہ انسان سے افضل ہے اگرچہ دوسرے اعتبارات سے انسان افضل ہے۔ وز مَلَک۔ اہل اللہ کی جان فرشتوں سے زیادہ قوی ہے اِسی لئے آدمؑ نے اُنکے مسجود بنے۔ ورنہ۔ اگر حضرت آدمؑ کی جان اور روح فرشتوں سے کم ہوتی تو افضل سے کمتر کو کیسے سجدہ کرایا جاتا۔ گلے۔ پھول کانٹے سے افضل ہے تو وہ کانٹے کا مسجود نہیں ہو سکتا ہے۔

[3] جاں چو۔ جب اہل اللہ کی جان سب جانوں سے قوی ہے تو دیگر جانداروں کی جانیں اُنکے تابع فرمان ہیں اِسی لئے مچھلیاں حضرت ابراہیم ادہمؒ کی خادم بنگئیں اور اُنکی گدڑی سینے کیلئے سوئیاں لیکر نمودار ہوئیں۔

721

www.pdfbooksfree.pk

بقیۂ قصۂ ابراہیم ادہم قدس سرہٗ بر لبِ دریا

دریا کے کنارے پر حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کے قصہ کا ما بقی

چوں[1] نفاذِ امرِ شیخ آں میر دید
جب اُس سردار نے شیخ کے حکم کے جاری ہونے کو دیکھا

زآمدِ ماہی شد شش وجلے پدید
مچھلیوں کی آمد سے اُس پر وجد طاری ہوگیا

گفت آہ ماہی زپیراں آگہ ست
اُس نے کہا افسوس! مچھلیاں پیروں سے واقف ہیں

شُہ تنے را کو لعینِ درگہ است
اُس پر تُف ہے جو مردودِ بارگاہ ہے

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید
مچھلیاں پیر سے باخبر ہیں، ہم دور ہیں

ما شقی زیں دولت و ایشاں سعید
ہم اِس دولت سے بدبخت ہیں وہ نیک بخت ہیں

سجدہ کرد و رفت گریاں و خراب
اُس نے سجدہ کیا اور بدحال روتا ہوا روانہ ہوگیا

گشت دیوانہ زعشقِ فتحِ باب
(اور) دروازہ کھلنے کے عشق میں دیوانہ ہوگیا

پس تو اے ناشستہ رُو در چیستی
تو اے گندہ رُو! تو کس خیال میں ہے؟

در نزاع و در حسد با کیستی
کس سے جھگڑے اور حسد میں (مبتلا) ہے؟

بادُمِ شیرے تو بازی می کُنی
تو شیر کی دُم سے کھیل رہا ہے

بر ملائک تُرکتازی می کُنی
فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے

بد چہ[2] می گوئی تو خیرِ محض را
تو خالص خیر کو بُرا کیوں کہہ رہا ہے؟

ہیں ترفع کم شمر ایں خفض را
خبردار! اِس گراوٹ کو بڑائی نہ سمجھ

بد چہ باشد مسِ محتاجِ مہاں
بد کیا ہوتا ہے؟ محتاج، ذلیل تانبہ

شیخ کہ بُود کیمیائے بیکراں
شیخ کیا ہوتا ہے؟ لامحدود کیمیا

مس اگر از کیمیا قابل نہ بُد
اگر تانبا، کیمیا کو قبول کرنے والا نہ تھا

کیمیا از مس ہرگز مس نہ شُد
تو کیمیا تانبے کی وجہ سے ہرگز تانبا نہ بنی

بد چہ[3] باشد سرکشِ آتش عمل
بد کیا ہوتا ہے؟ سرکش آتشیں عمل والا

شیخ کہ بُود عینِ دریائے ازل
شیخ کون ہوتا ہے؟ بعینہٖ ازلی دریا

بد کہ باشد ظالمِ ظلمت فزا
بد کون ہوتا ہے؟ تاریکی کو بڑھانیوالا ظالم

شیخ کہ بُود عکسِ انوارِ خدا
شیخ کون ہوتا ہے؟ خدا کے نوروں کا پرتو

بد چہ باشد آتشِ پُر دود و سوز
بد کیا ہوتا ہے؟ دُھویں اور سوزش سے بھری ہوئی آگ

شیخ آبِ کوثرے اندر تموز
شیخ ساون میں آبِ کوثر ہے

---

[1] چوں نفاذ: جب اُس امیر نے مچھلیوں کو حضرت ابراہیمؑ کے تابعِ فرمان دیکھا اور دیکھا کہ ایک مچھلی اُن کی سوئی لائی تو اُس پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ گفت۔ اُس سردار نے اپنی لاعلمی پر اظہارِ افسوس کیا کیونکہ اُس کے دل میں پہلے وسوسہ آچکا تھا اور شاہی چھوڑ کر فقر اختیار کرلینے پر متعجب تھا۔ فتح باب۔ چونکہ اُسپر اسرار کا دروازہ کھُل گیا اُسکے عشق میں دیوانہ ہوگیا۔ پس۔ اب پھر شیخ پر معترض کو خطاب ہے۔ بادُمِ شیرے۔ شیر کی دُم سے کھیلنے والا یقیناً مارا جائیگا۔

[2] بدچہ می گوئی۔ اُس نے شیخ کو شرابی وغیرہ کہا تھا جو مجسم نیکی تھے۔ ترفع۔ اپنے آپ کو بلند کرنا خفض پستی بدچہ بود۔ بد تو وہ شخص ہے جو تانبے کی طرح ہے اور شیخ کا محتاج ہے جو کہ کیمیا کی طرح ہے مس۔ اگر کوئی مُرید فیض نہ حاصل کرے تو اُس سے شیخ میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوتا، تانبا اگر کیمیا کا اثر نہ قبول کرے تو کیمیا میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

[3] بدچہ باشد۔ جس کے جہنمی اعمال ہیں وہ بد ہے۔ شیخ ازلی دریا ہے۔ بد، ظالم اور ظلمت افزا ہے شیخ خدائی انوار کا پرتو ہے۔ تموز۔ ایک گرمی کا مہینہ ہے جو ہندی حساب سے تقریباً ساون میں آتا ہے۔

721
722
www.pdfbooksfree.pk

دائم[1] آتش را بترسانند ز آب — آب کے ترسید ہرگز ز التہاب

ہمیشہ آگ کو پانی سے ڈراتے ہیں — شعلہ زنی سے پانی کب ڈرا ہے؟

در رخِ مہ عیب بینی می کنی — در بہشتے خار چینی می کنی

تو چاند کے رُخ میں عیب بینی کر رہا ہے — بہشت میں کانٹے چُن رہا ہے

گر بہشت[2] اندر روی اے خار جو — ہیچ خار آنجا نیابی غیرِ تو

اے کانٹے تلاش کرنیوالے! اگر تو بہشت میں جائیگا — اپنے علاوہ تو اور کوئی کانٹا نہ پائے گا

می بپوشی آفتاب اندر گلے — رخنہ می جوئی ز بدرِ کاملے

تو سورج کو مٹی میں چھپاتا ہے — چودھویں رات کے چاند میں تو رخنہ تلاش کرتا ہے

آفتابے کہ بتابد در جہاں — بہرِ خفّاشے کجا گردد نہاں

وہ سورج جو عالم پر چمکتا ہے — چمگادڑ کے لئے کہاں چھپ جائے؟

عَیبہا از ردِّ پیراں عیب شُد — غیبہا از رشکِ پیراں غیب شُد

عیب پیروں کے رد کرنے سے عیب بنگئے — (اسرار) غیب پیروں کے رشک کیوجہ سے غیب بنگئے

بس ہُنر از ردِّ آنہا عیب شُد — بس یقیں کز شک ایشاں ریب شُد

بہت سے ہُنر ہیں جو انکی ناپسندیدگی کیوجہ سے عیب بنگئے — بہت سے یقین ہیں جو انکے شک کیوجہ سے مشکوک ہوگئے

بارے[3] از دوری ز خدمت یار باش — در ندامت چابک و پُرکار باش

آخر کار خدمت سے دوری کی بجائے یار بنجا — ندامت میں چُست اور کارآمد بن جا

تا ازاں راہت نسیمے می رسد — آبِ رحمت را چہ بندی از حسد

تاکہ اُس راستہ سے تیرے پاس نسیم پہنچ جائے — حسد کی وجہ سے رحمت کے پانی کو کیوں روکتا ہے؟

گرچہ دوری دور می جُنبان لَوَ دُم — حَیثُما کُنتُم فَوَلُّوا وُجُوهَکُم

اگرچہ تو دور ہے، دور سے ہی دُم ہلا — تم جہاں بھی ہو اپنا چہرہ (اسکی طرف) پھیر لو

چوں خرے در گل فتد از گامِ تیز — دَم بدَم جُنبد برائے عزمِ خیز

تیز روی کی وجہ سے جب کوئی گدھا کیچڑ میں پھنس جاتا ہے — اُٹھنے کے ارادے سے پے در پے حرکت کرتا ہے

جائے را ہموار نہ کُند بہر باش — داند اُو کہ نیست آں جائے معاش

رہنے کے لئے جگہ کو ہموار نہیں کرتا ہے — وہ جانتا ہے کہ وہ رہنے کی جگہ نہیں ہے

---

[1] دائم۔ بد جبکہ آگ ہے اور شیخ آب کوثر تو آگ کو پانی سے نقصان پہنچتا ہے پانی کو آگ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ در رخِ مہ۔ شیخ آفتاب ہے اُسمیں کوئی عیب نہیں ہے۔ بہشت میں کانٹے کی تلاش سعیِ لاحاصل ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنا عیب ہے۔

[2] گر بہشت۔ اگر کوئی بہشت میں کانٹا تلاش کرنے جائے تو خود اُس کا وجود کانٹا ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنیوالا خود عیب دار ہے۔ آفتاب۔ یعنی شیخ۔ گِل۔ یعنی عیوب۔ بدرِ کامل۔ یعنی شیخ۔ خفاش۔ چمگادڑ یعنی شیخ کا عیب جُو۔ عَیبہا۔ عیوب۔ غیبہا۔ عیوب اسی وجہ سے بنے ہیں کہ اُن کو خیوخ نے اپنے اندر پسند نہیں کیا ہے۔ غَیبہا۔ اسرارِ غیبی اسی وجہ سے غیب ہیں کہ اُن کو شیوخ نے ظاہر کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔ بس ہُنر۔ جس ہنر کو خیوخ پسند نہ کریں وہ ہنر نہیں ہے۔ جس یقین کو خیوخ یقین نہ سمجھیں وہ شک ہے۔

[3] بارے۔ آخر کار۔ ندامت۔ یعنی اب تک دربار میں پہنچنے کی شرمندگی۔ آبِ رحمت حسد کی وجہ سے انکے فیضان سے محروم نہ بن۔ می جنباں تو دُم۔ تو دُم ہلا یعنی محبت کر۔ حَیثُما کُنتُم۔ جس طرح سے قبلہ کا حکم ہے کہ دُور سے بھی اُس طرف رُخ کرکے نماز پڑھ لی جاتی ہے اسی طرح پیر بھی قبلہ ہے اُس کی طرف دور سے بھی رُخ کرنے سے فیض حاصل ہو سکتا ہے۔ چوں خرے۔ گدھا دلدل میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے اور اُس کو جائے رہائش نہیں سمجھتا تو اگر انسان دنیا داری کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اُس کو نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

www.pdfbooksfree.pk

حِسِّ[1] تو از حِسِّ خر کمتر بدست
تیری حس گدھے کی حس سے بھی کم ہے

کہ دلِ تو زیں وَحَلہا بر نجست
کہ تیرا دل اِن کیچڑوں سے باہر نہ نکلا

در وَحَل تا دیل رخصت می کنی
تو کیچڑ میں پڑے رہنے کی اجازت کی دلیل تلاش

چوں نمی خواہی گزاں دل برکنی
چونکہ نہیں چاہتا کہ اُس سے دل ہٹائے

کایں روا باشد مرا من مُضطرم[2]
کہ میرے لئے یہ جائز ہے، میں مجبور ہوں

حق نگیرد عاجزے را از کرم
اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کرتا ہے

اے[2] جو گفتاری گرفتارِ فجور
اے بدکاری میں مبتلا! تو بجو کی طرح ہے

ایں گرفتن را نہ بینی از غرور
دھوکے کی وجہ سے تو گرفتار ہونے کو نہیں دیکھتا ہے

می بگویند اندروں کفتار نیست
(شکاری) کہتے ہیں: بجو اندر نہیں ہے

از برول جوئید کاندر غار نیست
باہر تلاش کرو کیونکہ غار میں نہیں ہے

نیست در سوراخ گفتار آپدر
اے ابا! بجو بھٹ میں نہیں ہے

رفت تازاں اُو لسوئے آبخور
وہ گھاٹ کی جانب دوڑ گیا ہے

ایں ہمی گویند و بندش می نہند
یہ کہتے ہیں اور اُس کو پھانس لیتے ہیں

اُو ہمی گوید زمن کے آگہند
وہ یہی کہتا ہے کہ مجھ سے کہاں واقف ہیں؟

گر زمن آگاہ بودے ایں عدو
اگر یہ دشمن مجھ سے آگاہ ہوتے

کے ندا کردے کہ ایں کفتار کو
تو یہ کب کہتے کہ یہ بجو کہاں ہے؟

تا کہ بر بندند و بیروں کش کنند
تاکہ باندھ لیں اور اُس کو باہر نکال لیں

غافل آں کفتار از ایں ریشخند
بجو اِس مذاق سے غافل ہے

دعویٰ[3] کردنِ آں شخص کہ حق تعالےٰ مرا نہ گیرد
بگناہ و جواب گفتنِ شعیبؑ اُورا

ایک شخص کا دعویٰ کرنا کہ خدا گناہ کی وجہ سے میری
گرفت نہیں کرتا ہے اور حضرت شعیبؑ کا اُس کو جواب دینا

آں یکے می گفت در عہدِ شعیبؑ
(حضرت) شعیبؑ کے زمانہ میں ایک شخص کہتا تھا

کہ خدا از من بسے دید ست عیب
کہ خدا نے میرے بہت سے عیب دیکھے ہیں

چند دید از من گناہ و جُرمہا
اُس نے میرے گناہ اور جرم بہت دیکھے ہیں

وز کرم یزداں نمی گیرد مرا
اور اللہ کرم سے مجھے نہیں پکڑتا ہے۔

[1] حِسِّ تو۔ بدعمل اگر بداعمالی سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے تو گدھے سے بدتر ہے۔ وَحل۔ کیچڑ۔ در وَحل۔ بعض بد اعمال اور کوتاہ عمل اپنی مجبوری کا اظہار کرکے اپنے آپ کو مُضطر قرار دیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ مجبور کو خدا معذور سمجھتا ہے یہ اُن کا نہایت غلط خیال ہے۔

[2] اے جو گفتاری۔ وہ گنہگار جس کا خیال ہے کہ اُس کے گناہوں پر خدا اُس کی گرفت نہیں کرتا ہے مولانا اُس کو اُس بجو سے تعبیر کرتے ہیں جو شکاریوں کے طرزِ عمل سے دھوکے میں ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ می بگویند مشہور ہے کہ شکاری بجو کے بھٹ پر کھڑے ہو کر آپس میں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ بجو کو بھٹ سے باہر سمجھ رہے ہیں اور دراصل بجو کو دھوکا دینے کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں، بجو اُن کی گفتگو سے مطمئن ہو جاتا ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ رفت تازاں۔ یعنی بھاگتا ہوا پانی پینے گیا ہے۔ ریشخند۔ مذاق۔

[3] دعویٰ کردن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گنہگار گرفتار ہوتا ہے اور اُس کو اپنی گرفتاری کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

حق[1] تعالیٰ گفت در گوشِ شعیبؑ — در جوابِ او فصیح از راہِ غیب

اللہ تعالیٰ نے (حضرت) شعیبؑ کے کان میں کہا — صاف صاف جواب بغیب کے راستہ سے

کہ بگفتی چند کردم من گناہ — وز کرم نگرفت در جرمم الٰہ

کہ تو یہ کہتا ہے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں — اور خدا نے کرم سے جرم میں مجھے نہیں پکڑا ہے

عکس می گوئی و مقلوب اے سفیہ — اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ

اے بیوقوف! تو الٹی اور بالعکس بات کہتا ہے — اے گم کردہ راہ اور تیہ (کا راستہ) اختیار کئے ہوئے!

چند چندت گیرم و تو بے خبر — در سلاسل ماندۂ پا تا بہ سر

میں تیری بار بار گرفت کرتا ہوں اور تو بیخبر ہے — پیر سے سر تک تو زنجیروں میں ہے

زنگِ[2] تو بر توت اے دیگِ سیاہ — کمر و سیمائے درونت را تباہ

اے کالی دیگ! تیرے تہ بہ تہ زنگ نے — تیرے باطن کی خصوصیتوں کو تباہ کر دیا ہے

بر دلت زنگار بر زنگار ہا — جمع شد تا کور شد ز اسرار ہا

تیرے دل پر زنگوں پر زنگ — جمع ہو گیا یہاں تک کہ وہ اسرار سے اندھا ہو گیا

گر زند آں دود بر دیگِ نوے — آں اثر بنماید ار باشد جوے

اگر نئی دیگ پر دھواں لگے — وہ اثر دکھاتا ہے خواہ جو کے برابر ہو

زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود — بر سفیدی آں سیہ رسوا شود

کیونکہ ہر چیز بالمقابل سے ظاہر ہوتی ہے — سفیدی پر سیاہ بدنام ہوتا ہے

چوں سیہ شد دیگ پس تاثیرِ دود — بعد ازاں بر وے کہ بیند اے عنود

جب دیگ کالی ہو گئی تو دھوئیں کی تاثیر — اے سرکش! اس کے بعد اس پر کون دیکھتا ہے؟

مردِ[3] آہنگر کہ او زنگی بود — دود را ہا روش ہمرنگی بود

جو لوہار حبشی ہو — دھواں اس کے چہرے کے ہمرنگ ہوتا ہے

مردِ رومی کو کند آہنگری — رویش ابلق گردد از دود آوری

رومی جو لوہار کا کام کرتا ہے — دھواں دینے سے اس کا چہرہ چتکبرا ہو جائیگا

پس نداند زود تاثیرِ گناہ — تا بنالد زود گوید اے الٰہ

تو وہ گناہ کی تاثیر کو جلدی سے نہیں سمجھتا ہے — تاکہ روئے (اور) جلد کہے اے خدا!

چوں کند اصرار و بد پیشہ کند — خاک اندر چشمِ اندیشہ کند

جب اصرار کرتا ہے اور برائی کو پیشہ بنا لیتا ہے — تو فکر کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے

[1] حق تعالیٰ۔ اللہ (تعالیٰ) نے بطور وحی اس کا جواب حضرت شعیبؑ سے فرمایا

[2] زنگ۔ مسلسل گناہ کرنے والے کو اپنے گناہ کے اثر کا اور اس پر گرفت کا احساس نہیں رہتا اس کو چند شاعروں سے سمجھایا ہے۔ گر زند۔ نئی دیگ پر دھوئیں کا اثر نمایاں ہوتا ہے جس پر تہ بہ تہ دھوئیں جم چکا ہو وہاں اثر نمودار نہیں ہوتا۔

[3] مردِ آہنگر۔ اگر حبشی لوہار ہو تو اس کے چہرے کا رنگ خود کالا ہے دھوئیں کا اثر نمودار نہ ہوگا۔ رومی چونکہ گورا ہوتا ہے اس کے چہرے پر دھوئیں کے دھبے نمودار ہوں گے۔ پس نداند۔ جب اسکو گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا تو وہ یا خدا یا خدا کہہ کر کہاں روئیگا اصرار جماؤ۔ خاک۔ اب اس کو گناہ گناہ نظر نہیں آتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

توبہ[1] نندیشد دِگر شیریں شود — بر دلش آں جُرم تا بیدیں شود

توبہ کی فکر نہیں کرتا ہے پھر میٹھا بن جاتا ہے — اُسکے دل پر وہ گناہ یہانتک کہ وہ بیدین بنجاتا ہے

آں پشیمانی و یارب رفت از د — شست بر آئینہ زنگِ شصت تو

اُس سے وہ شرمندگی اور یارب (کہنا) جاتا رہا — ساٹھ تہ کا زنگ آئینہ پر بیٹھہ گیا

آہنش را زنگہا خوردن گرفت — گوہرش را رنگ گم کردن گرفت

اُس کے لوہے کو زنگوں نے کھانا شروع کردیا — اُسکے جوہر کا رنگ گم کرنا شروع کردیا

چوں نویسی کاغذِ اسپید بر — آں نبشتہ خواندہ آید در نظر

جب تو سفید کاغذ پر لکھے — وہ لکھا ہوا پڑھنے کے قابل نظر آتا ہے

چوں نویسی بر سرِ نبوشتہ خط — فہم ناید خواند نش گردد غلط[2]

جب تو لکھے ہوئے پر لکھے — سمجھ میں نہیں آتا ہے اُس کا پڑھنا غلط ہوجاتا ہے

کاں سیاہی بر سیاہی اوفتاد — ہر دو[1] خط شد کور و معنی رُو[2] نداد

اِسلئے کہ سیاہی سیاہی پر پڑی — دونوں خط اندھے ہوگئے اور معنی غائب ہوگئے

ور سوم بارہ نویسی بر سرش — بس سیہ کردی چو جانِ کافرش

اور اگر اُس پر تو تیسری بار لکھے — تو تو نے کافر کی جان کی طرح اُسکو بالکل کالا کردیا

پس چہ چارہ جُز پناہِ چارہ گر — نا اُمیدی مس و اکسیرش نظر

تو چارہ گر کی پناہ کے سوا کیا چارہ ہے؟ — نا اُمیدی تانبا ہے اور اُس کی نظر اکسیر ہے

نا امیدیہا بہ پیشِ او نہید — تا ز دردِ بے دوا بیروں جہید

نا اُمیدیوں کو اُس کے سامنے رکھو — تاکہ لاعلاج درد سے نکل سکو

چوں[3] شعیبؑ این نکتہا با وے بگفت — زاں دمِ جاں در دلِ او گل شگفت

جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اُس سے کہے — اُس روحانی پھونک سے اُسکے دل میں پھول کھلا

جانِ او بشنید وحیِ آسماں — گفت اگر بگرفت ما را کو نشاں

اُس کی جان نے آسمانی وحی سُنی — بولا، اگر اُس نے ہمیں پکڑا ہے تو علامت کیا ہے؟

گفت یارب دفعِ من می گوید او — آں گرفتن را نشاں می جوید او

اُن (حضرت شعیبؑ) نے کہا اے خدا! وہ مجھ پر اعتراض کرتا ہے — اُس گرفت کی علامت چاہتا ہے

گفت ستّارم نگویم راز ہاش — جُز یکے رمزے برائے ابتلاش

(اللہ نے) فرمایا میں پردہ پوش ہوں اُسکے راز — سوائے ایک اشارے کے اُسکی آزمائش کیلئے
نہیں بتاتا ہوں

---

[1] توبہ۔ جب گناہ کے بارے میں گناہ کا تصور نہیں رہتا تو توبہ بھی نہیں کرتا ہے اور دین سے خارج ہوجاتا ہے۔ پشیمانی۔ یعنی گناہ کرنے کی ندامت۔ شست۔ نشست کا مخفف ہے۔ آہنش۔ دل کے لوہے کو گناہوں کا زنگ کھانا شروع کردیتا ہے اور دل کا گوہر بدرنگ ہوجاتا ہے۔

[2] چوں نویسی۔ سفید کاغذ پر لکھو گے تو کتابت نظر نہ آئے گی لکھے پر لکھو گے تو کتابت کا اثر نہ معلوم ہوگا، یہی حال گناہ کا ہے۔ انسان شروع میں گناہ کرتا ہے تو گناہ کا اثر محسوس کرتا ہے بار بار گناہ کرتا ہے تو اُس کا اثر نظر سے غائب ہوجاتا ہے۔

[1] ہر دو خط۔ پہلی اور اب کی تحریر

[2] گرد و غلط۔ لکھے ہوئے پر لکھو گے تو پڑھ نہ سکو گے۔ ہر دو خط۔ پہلی اور اب کی تحریر نہ پڑھی جائیگی نہ اُسکے معانی سمجھ میں آئیں گے۔ جانِ کافر۔ کافر کو گناہوں کا احساس بالکل نہیں رہتا ہے۔ پس چہ چارہ۔ ایسے معصیت کار کی حالت بڑی خطرناک ہوجاتی ہے لیکن پھر بھی مایوس نہ ہو اللہ کی نظرِ کرم اصلاح کرسکتی ہے۔ نا اُمیدیہا۔ اپنی مایوسیوں کو دربارِ خداوندی میں پیش کرکے اصلاحِ حال کی دعا کرے۔

[3] چوں شعیبؑ۔ حضرت شعیبؑ پر جو وحی نازل ہوئی وہ اُس گنہگار نے سُنی تو اُسکے دل میں کچھ روشنی پیدا ہوئی۔

گفت۔ لیکن پھر بھی گناہ پر گرفت کی نشانی مانگنے لگا۔ آزمائش۔ آزمانا۔

726

www.pdfbooksfree.pk

یک[۵۱] نشان آنکہ می گیرم ورا
اِس کی علامت کہ میں اُس کو پکڑتا ہوں ایک

آنکہ طاعت دارد از صوم و دُعا
یہ ہے کہ وہ روزے اور نماز کی عبادت کرتا ہے

وز نماز و از زکوٰۃ و غیرِ آں
اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی

لیک یک ذرّہ ندارد ذوقِ جاں
لیکن روح کے ذوق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا ہے

می کُند طاعات و افعالِ سَنی
وہ عبادات اور اعلیٰ اعمال کرتا ہے

لیک یک ذرّہ ندارد چاشنی
لیکن ایک ذرہ لُطف نہیں پاتا ہے

طاعتش نغز ست و معنیٰ نغز نے
اُسکی (ظاہری) عبادات اچھی ہیں اور روح کی (عبادات) اچھی نہیں ہے

جوزہا بسیار و در وے مغز نے
اخروٹ بہت ہیں اُن میں گری نہیں ہے

ذوق[۵۲] باید تا دہد طاعات بر
ذوق چاہیئے تاکہ عبادات پھل دیں

مغز باید تا دہد دانہ شجر
گری چاہیئے تاکہ دانہ درخت اُگائے

دانۂ بے مغز کے گردد نہال
بے گری کا دانہ کب پودا بنتا ہے؟

صورتِ بیجاں نباشد جز خیال
بے جان تصویر سوائے خیال کے کچھ نہیں ہے

چوں شعیبؑ این نکتہا بر وے بخواند
جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اُس کو سنائے

از تفکّر ہیچو خر در گل بماند
سوچ میں دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کیطرح رہ گیا

بقیۂ قصّۂ طعنہ زدن آں مریدِ بیگانہ بر شیخ و جواب مُرید اُورا

اُس بیگانے انسان کا شیخ پر طعنہ کرنے اور اُس کو مرید کے جواب دینے کے قصّہ کا بقیہ

آں خبیث از شیخ می لائید ژاژ
وہ خبیث شیخ کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہا تھا

کژ نگر باشد ہمیشہ چشمِ کاز
بھینگے کی آنکھ ہمیشہ ٹیڑھا دیکھنے والی ہوتی ہے

کہ منم[۵۳] بر حال زشتِ اُو گواہ
کہ میں اُس کی بُری حالت کا گواہ ہوں

خمر خوار ست و بد و کارش تباہ
شرابی ہے اور بُرا ہے اور اُس کا کام برباد ہے

کہ نَشَش دیدم میانِ مجلسے
کہ میں نے اُس کو ایک مجلس میں دیکھا ہے

اُو ز تقویٰ عاری ست و مُفلسے
وہ پرہیزگاری سے خالی اور مُفلس ہے

ور کہ باور نیست خیزی امشباں
اگر یقین نہیں ہے تو آج رات کو اُٹھ

تا بہ بینی فسقِ شیخت را عیاں
تاکہ اپنے پیر کا فسق تو آنکھ سے دیکھ لے

شب ببر دش بر سرِ یک روزنے
رات کو وہ اُسے ایک روشندان پر لے گیا

گفت بنگر فسق و عشرت کردنے
بولا، دیکھ فسق اور مزے اُڑانا

---

[۵۱] یک نشان۔ گناہ پر گرفت کی ایک معمولی نشانی یہ ہے کہ گنہگار ہر طرح کی عبادت کرتا ہے لیکن ذوق اور لُطفِ عبادت سے محروم رہتا ہے۔ سَنی۔ بلند، روشن۔ چاشنی، لذّت۔ طاعتش یعنی ظاہری عبادات تو ٹھیک ہیں لیکن وہ اُس کے مغز اور روح سے محروم ہے اور اُسکی عبادت ایسی ہے جیسے بے گری کا اخروٹ۔

[۵۲] ذوق باید۔ جب تک ذوقِ عبادت حاصل نہ ہو جو بمنزلہ مغز کے ہے تو اُس عبادت سے شجر و ثمر پیدا نہ ہوگا۔ نہال۔ پودا۔ صورتِ بے جان۔ بے جان تصویر۔ می لائید۔ بکواس کرتا تھا۔ ژاژ۔ بکواس۔ کاز۔ بھینگا۔

[۵۳] کہ منم۔ معترض نے کہا میں اُس شیخ کی بدچلنی کا گواہ ہوں وہ شرابی اور بُرا ہے۔ مجلسے۔ یعنی شراب کی محفل۔ مفلس۔ یعنی نیکیوں سے خالی۔ ور کہ۔ اگر تجھے یقین نہیں ہے تو آج رات میرے ساتھ چل اور آنکھوں سے دیکھ لے۔ روزنے۔ یعنی اُس مجلس کے ایک روشندان کے پاس جہاں شیخ شراب کی مجلس میں تھا۔

727
www.pdfbooksfree.pk

بنگر آں سالوس[1] روز و فسقِ شب — روز ہمچوں مصطفیٰ شب بولہب

دیکھ دن کا وہ مکر اور رات کا فسق — دن میں مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح رات میں ابولہب

روز عبداللہ اُو را گشتہ نام — شب نعوذ باللہ و در دست جام

دن میں اُس کا نام اللہ کا (خاص) بندہ تھا — رات کو نعوذ باللہ اور ہاتھ میں (شراب کا) جام

دید شیشہ در کفِ آں پیرِ پُر — گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر

اُس پیر کے ہاتھ میں بھرا ہوا شیشہ دیکھا — بولا، اے شیخ! تجھے بھی دھوکا لگا

تو نمی گفتی کہ در جامِ شراب — دیو می میزد بجدِ ہر دم شتاب

تو نے نہیں کہا ہے کہ شراب کے جام میں — شیطان کوشش کرکے ہر وقت جلد پیشاب کر دیتا ہے

گفت[2] جامم را چناں پُر کردہ اند — کاندروا اندر نگنجد یک سپند

اُس (شیخ) نے کہا میرے جام کو اُنھوں نے اتنا بھر دیا ہے — کہ اُس کے اندر ایک کالا دانہ بھی نہیں سما سکتا ہے

بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرّہ — ایں سخن را کژ شنیدہ غرّہ

دیکھ اِس میں کوئی ذرہ سماتا ہے — بہکے ہوئے نے اُس کی بات کو ٹیڑھا سمجھا

جامِ ظاہر خمرِ ظاہر نیست ایں — دُور دار ایں را ز شیخِ غیب بیں

یہ ظاہری جام، ظاہری شراب نہیں ہے — غیب بین شیخ کو اُس سے دُور رکھ

جامِ مے، ہستیٔ شیخ ست اے فلیو — کاندروا ید رنہ گنجد بولِ دیو

اے بیہودہ! جامِ شراب، شیخ کا وجود ہے — کہ اب اُس کے اندر شیطان کا پیشاب نہیں سما سکتا ہے

پُر[3] و مالامال از نورِ حق ست — جامِ تن بشکست و نورِ مطلق ست

وہ اللہ (تعالیٰ) کے نُور سے پُر اور مالامال ہے — جسم کا جام شکستہ ہوگیا ہے اور وہ مطلق نور ہے

نورِ خورشید ار بیفتد بر حدث — اُو ہماں نور ست نپذیرد خبث

سورج کی شعاع اگر ناپاکی پر پڑے — وہ وہی نور ہے، نجاست کو قبول نہیں کرتی ہے

شیخ گفت ایں خود نہ جام ست و نہ مے — ہیں بزیر آ منگر ابنگر بوئے

شیخ نے فرمایا یہ نہ جام ہے اور نہ شراب — خبردار! اے منکر نیچے آ اس کو دیکھ لے

آمد و دید انگبینِ خاص بود — کور شد آں دشمنِ کور و کبود

وہ آیا اور اُس نے دیکھا خالص شہد تھا — وہ اندھا، نیلا دشمن اندھا ہوگیا

بزیر آ۔ چونکہ یہ باتیں روشندان کے ذریعہ ہو رہی تھیں۔ دید۔ یعنی اُس کے ہاتھ میں شراب نہ تھی بلکہ خالص شہد تھا۔

[1] سالوس۔ روز۔ دن میں مکاری سے بزرگ بنا رہتا۔ فسقِ شب۔ یعنی رات کو فسق و فجور کرنا۔ ہمچوں۔ یعنی دن میں سنتِ نبوی پر عمل ہے اور شب کو بولہبی میں مبتلا ہے۔ عبداللہ۔ یعنی خدا کا نیک بندہ۔ نعوذ باللہ۔ یعنی شیطان جس سے ہم پناہ چاہتے ہیں۔ غر۔ دھوکا، فریب۔ تو نمی گفتی۔ تو نے خود کہا تھا کہ شراب کے جام میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

[2] گفت۔ شیخ نے کہا کہ میرا جام اِس قدر پُر ہے کہ اُس میں شیطان کے پیشاب کی گنجائش ہی نہیں ہے پسپند۔ حرمل، ایک دانہ ہے جس کی دھونی نظرِ بد کے دفعیہ کے لئے دیجاتی ہے۔ کژ شنیدہ۔ یعنی شیخ کی بات کا مطلب وہ صحیح نہ سمجھا شیخ نے جام سے جامِ شراب مُراد نہ لیا تھا بلکہ جامِ مے سے مراد شیخ کا اپنا وجود تھا۔ فلیو۔ بوزن نشیب، احمق، بیہودہ۔ ایدر۔ بوزن دیگر، ایں جا، اکنوں۔

[3] پُر۔ پورا جسم نورِ حق سے پُر ہے اُسمیں شیطان کے افراث کی گنجائش نہیں ہے۔ جامِ آں۔ بلکہ وہ تو اب مقامِ فنا میں ہے۔ نورِ خورشید جبکہ شیخ نورِ مطلق ہے تو کوئی اور مقام اُسکو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے سورج کا نور اگر کوڑی پر پڑے تو اُس سے وہ نجس نہ ہوگا۔

727

www.pdfbooksfree.pk

گفت[۱] پیر آں دم مُریدِ خویش را — رَو برائے من بجو مے اے کیا

اُس وقت پیر نے اپنے مُرید سے کہا — ارے میاں! جاؤ میرے لئے شراب تلاش کرو

کہ مرا رنج ست مُضطر گشتہ ام — من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام

کیونکہ میرے درد ہے۔ میں مجبور ہو گیا ہوں — میں درد کی وجہ سے بھوک (کی مجبوری) سے بڑھ گیا

در ضرورت ہست ہر مُردار پاک — بر سرِ مُنکر ز لعنت باد خاک[۲]

مجبوری میں ہر مُردار پاک ہے — مُنکر کے سر پر لعنت کی خاک ہو

گرد خمخانہ برآمد آں مُرید — بہرِ شیخ از ہر خُمے اومے چشید

وہ مُرید شراب خانہ کی جانب گیا — اُس نے شیخ کے لئے ہر مٹکے میں سے شراب چکھی

در ہمہ خُمخانہا اُو مے ندید — گشتہ بُد پُر از عسل خُمِّ نبید

اُس نے تمام شراب خانوں میں شراب نہ دیکھی — شراب کے مٹکے شہد سے بھر گئے تھے

گفت[۲] اے رنداں چہ حالست ایں چہ کار — ہیچ خُمّے در نمی بینم عُقار

اُس نے کہا اے رندو! کیا حال ہے یہ کیا کام ہے؟ — میں کسی مٹکے میں شراب نہیں دیکھتا ہوں

جملہ رنداں نزدِ آں شیخ آمدند — چشم گریاں دست بر سر می زدند

سب رند اُس شیخ کے پاس آئے — روتے ہوئے سروں کو پیٹتے تھے

در خرابات آمدی شیخِ اَجل — جملہ مَیہا از قدومت شُد عسل

اے اے بزرگ شیخ! آپ شراب خانہ میں آئے — آپ کی تشریف آوری سے تمام شرابیں شہد بن گئیں

کردہ مَے را تو مبدّل از حدث — جانِ ما را ہم بدل کن از خبث

آپ نے شراب کو ناپاکی سے تبدیل کر دیا — ہماری جان کو بھی ناپاکی سے تبدیل کر دیجئے

گر شود[۳] عالم پُر از خون بال بال — کے خورد بندہ خدا الّا حلال

اگر عالم خون سے لبریز ہو جائے — اللہ کا (مخلص) بندہ سوائے حلال کے کب کھاتا ہے؟

گفتنِ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم را

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کرنا کہ آپ

کہ تو بے مصلّی بہر جا کہ میروی نماز میکنی

بے مصلّے کے جہاں جاتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں

عائشہؓ روزے بہ پیغمبر بہ گفت — یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت

ایک دن (حضرت) عائشہ رضؓ نے پیغمبرؐ سے عرض کیا — یا رسول اللہ آپ مجمع اور تنہائی میں

---

[۱] گفت۔ شیخ نے اپنے مُرید کی بدگمانی دُور کرنے کے لئے اُس سے کہا۔ کہ مرا رنج یعنی میری تکلیف بھوک کی تکلیف سے بھی بڑھ گئی اور میں مُضطر کے حکم میں ہوں جس کے لئے جان بچانے کیلئے حرام چیز کھا لینا جائز ہو جاتا ہے۔ مخمصہ۔ قرآن پاک میں فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ یعنی جو بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف اُس کا جھکاؤ نہ ہو اور وہ حرام کھا لے تو اللہ غفور و رحیم ہے۔ مُنکر۔ یعنی جو اِس جواز کا انکار کرے۔ پُر از عسل۔ یعنی ہر مٹکا بجائے شراب کے شہد سے بھرا ہوا تھا۔

[۲] گفت۔ مرید نے دوسرے شرابیوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے کسی مٹکے میں بھی شراب نہیں ہے۔ عُقار۔ شراب۔ جملہ رنداں۔ شیخ کی اِس کرامت سے شرابی متاثر ہو گئے۔ خرابات۔ میخانہ۔ مبدّل از حدث۔ شراب ناپاک ہے شہد پاک ہے۔ خبث۔ یعنی گناہوں کی خباثت۔

[۳] گر شود۔ اللہ اپنے نیک بندوں کیلئے حلال روزی کی بہر حال سبیل پیدا فرما دیتا ہے۔ آئندہ حکایت کا بھی یہی محل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ کیلئے ناپاک زمین کو بھی حکماً پاک بنا دیا ہے۔ بے مصلّی۔ یعنی زمین پر آپ کچھ بچھائے بغیر بھی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

729

www.pdfbooksfree.pk

هر کجا یابی نمازے می کُنی
جہاں موقع ملتا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں

می رَوی دَر خانۂ ناپاک وَدَنی[1]
آپ ہر ادنیٰ اور ناپاک گھر میں چلے جاتے ہیں

بے مصلیٰ می گذاری تو نماز
بغیر مصلے کے آپ نماز پڑھ لیتے ہیں

ہر کجا روئے زمیں بکشای راز
جہاں بھی روئے زمین ہو، راز بتائے؟

گرچہ میدانی کہ ہر طفلِ پلید
اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہر ناپاک بچہ

کرد مُستعمل بہر جا کہ رسید
جہاں وہ جاتا ہے (زمین) کو مستعمل کر دیتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ از بہرِ مہاں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بڑے لوگوں کیلئے

حق نجس را پاک کرداں را بداں
اللہ (تعالےٰ) نے نجس کو پاک کر دیا ہے، اسکو سمجھ لے

سجدہ گاہم را ازاں رو لُطفِ حق
اسلئے اللہ (تعالےٰ) کی مہربانی نے میری سجدہ گاہ کو

پاک گردانید تا ہفتم طبق
ساتوں طبقوں تک پاک کر دیا ہے

ہاں وہاں ترکِ حسد کن باشہاں
خبردار خبردار! شاہوں سے حسد کرنا چھوڑ دے

ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں
ورنہ تو دنیا میں شیطان ہو جائے گا

گو اگر زہرے خورد شہدے شود
کیونکہ وہ اگر زہر کھالے تو شہد بن جائیگا

تو اگر شہدے خوری زہرے بُود
تو اگر شہد کھائے، زہر ہو گا

کو بدل گشت و بدل شد کارِ اُو
کیونکہ وہ بدل گیا اور اُس کا کام بدل گیا

لُطف گشت و نُور شد مر نارِ اُو
وہ محبت بن گیا، اُس کی آگ نور بنگئی ہے

قُوّتِ حق بُود مر ابابیل را
ابابیل میں اللہ کی طاقت تھی

ورنہ مُرغے چوں کُشد مر پیل را
ورنہ ایک پرندہ ہاتھی کو کیسے مار سکتا ہے؟

لشکرے را مُرغکے چندے شکست
بڑے لشکر کو چھوٹے پرندہ نے شکست دیدی

تا بدانی کاں صلابت[3] از حق ست
تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ سختی اللہ کی طرف سے تھی

گر ترا وسواس آید زیں قبیل
اگر تجھے اِس سلسلہ میں شک ہو

رَو بخواں تو سورۂ اصحاب فیل
جا، تو اصحاب فیل کی سورۃ پڑھ لے

در کُنی با اُو مرے و ہمسری
اگر تو اُس سے جھگڑا اور برابری کرے گا

کافرم داں گر تو زیشاں سَر بری
مجھے کافر سمجھ اگر تو اُن سے جیت جائے

کشیدنِ موش مہارِ اُشترے را و مُعجب شدن موش در خود
چوہے کا اونٹ کی مہار کو کھینچنا اور چوہے کا گھمنڈ میں آجانا

[1] دنی۔ کمتر درجہ کا۔ گرچہ میدانی۔ عموماً بچے پیشاب پاخانہ سے گھر کی زمین کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ جہاں۔ بزرگ، بڑے لوگ۔ سجدہ گاہم۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا تمہاری زمین میرے لئے سجدہ گاہ، اور باعثِ پاکی بنادی گئی ہے۔ یعنی میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ دیگر امتوں کو حکم تھا کہ وہ صرف عبادتخانوں میں عبادت کریں، اور پانی نہ ہونیکی صورت میں زمین سے تیمم کر لینا تیرے لئے پاکی ہے۔

[2] تو اگر۔ خدا کا خاص بندہ اگر زہر بھی کھائے تو خدا اُس کی تاثیر بدل دیتا ہے اور وہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مصداق ہوتا ہے۔ تو اگر۔ ایک گنہگار کا نماز روزہ بھی مردود ہو جاتا ہے۔ قوتِ حق۔ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق میں اپنی صفت کا پرتو ڈالدیتا ہے ورنہ ابابیل جیسا پرندہ ابرہہ کے ہاتھیوں کو کیسے شکست دیدیتا۔

[3] صلابت۔ سختی۔ سورہ سورۂ الفیل میں ابابیلوں کے ذریعہ ابرہہ کے ہاتھیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ در کنی۔ بڑوں سے جھگڑا اور ہمسری کا دعویٰ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ کشیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چوہے نے اپنے سے بڑے اونٹ سے ہمسری کی اور شرمندہ ہوا۔ مُعجب۔ متکبر

730
www.pdfbooksfree.pk

مُوشکے در کفِ مہارِ اُشتُرے
ایک حقیر چوہے نے ایک اونٹ کی مہار ہاتھ میں

شتر با جُستی کہ با اُو شد رواں
جب اونٹ تیزی سے اُس کے ساتھ چلا

برشتر زد پرتوِ اندیشہ اش
اُس کے خیال کا عکس اونٹ پر پڑا

تا بیامد بر لبِ جوئے بزرگ
یہاں تک کہ وہ بڑی نہر کے کنارے پر پہنچا

مُوش آنجا ایستاد و خُشک گشت
چوہا وہاں کھڑا ہو گیا اور خُشک ہو گیا

ایں توقف چیست حیرانی چرا
یہ ٹھہراؤ کیسا ہے؟ حیرانی کیوں ہے؟

تو قلاوُوزی[52] و پیشِ آہنگِ من
تو میرا رہبر اور پیش رو ہے

گفت ایں جُوئے شگرفست و عمیق
(چوہا) بولا یہ نہر خوفناک اور گہری ہے

گفت اُشتر تا ببینم حدِّ آب
اونٹ نے کہا (ٹھہر) تاکہ میں پانی کا اندازہ لگا لوں

گفت تا زانوست آبے کور موش
(اونٹ) بولا اے اندھے چوہے! پانی ران تک ہے

گفت[53] مُوری تست مارا اژدہاست
(چوہے نے) کہا تیرے لئے چیونٹی ہے ہمارے لئے اژدہا ہے

گر ترا تا زانوست اے پُر ہُنر
اے ہُنرمند! اگر تیری ران تک ہے

گفت گُستاخی مکُن بارِ دگر
(اونٹ) بولا پھر گستاخی نہ کرنا

در ربود و شُد رواں اُو از مرے[51]
لے لی، اور اکڑتا ہوا روانہ ہوا

موش غرّہ شد کہ ہستم پہلواں
چوہے کو گھمنڈ ہو گیا، کہ میں پہلوان ہوں

گفت بنمایم ترا تو باش خوش
اُس نے کہا تو خوش ہو لے میں تجھے دکھاؤنگا

کاندرو گشتے زبوں پیلِ سُتُرگ
جس میں بڑا ہاتھی بھی عاجز آجائے

گفت اشتر اے رفیقِ کوہ و دشت
اونٹ بولا، اے پہاڑ اور جنگل کے ساتھی!

پا بنہ مردانہ اندر جُو در آ
بہادری سے قدم بڑھا، نہر میں آجا

درمیانِ رہ مباش و تن مزن
راستہ میں نہ رُک اور چُپ نہ ہو

من ہمی ترسم ز غرقاب اے رفیق
اے ساتھی! میں ڈوبنے سے ڈر رہا ہوں

پا دروں بنہاد آں اشتر شتاب
اونٹ نے فوراً پاؤں اندر رکھ دیا

از چہ حیراں گشتی و رفتی ز ہوش
تو کیوں حیران ہو گیا اور ہوش کھو بیٹھا

کہ ز زانو تا بہ زانو فرقہاست
اِس لئے کہ ران اور ران میں بہت فرق ہے

مر مرا صد گز گذشت از فرقِ سر
تو میرے سر کی چندیا سے سو گز اونچا ہے

تا نسوزد جسم و جانت زیں شرر
کہیں اِس چنگاری سے تیرا جسم اور جان جل جائے

---

51 مرے۔ مقابلہ، جھگڑا۔ پہلواں۔ یعنی مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ اونٹ کو قابو میں کر رکھا ہے۔ اندیشہ۔ یعنی اونٹ کی ہمسری کا خیال۔ تا بیامد۔ ایسی نہر آگئی جس میں ہاتھی بھی نہ ٹھہر سکے خشک گشت۔ یعنی نہر کے ڈر سے۔ توقف۔ ٹھہراؤ۔

52 قلاوُوز۔ راہنما۔ تن مزن۔ خاموش نہ ہو۔ شگرف۔ عجیب و غریب، خوفناک، غرقاب۔ پانی میں ڈوبنا۔ حدِّ آب یعنی پانی کی گہرائی۔ کور موش۔ اندھا چوہا، چھچھوندر۔

53 گفت۔ چوہے نے کہا کہ تیرے نزدیک معمولی اور چھوٹی چیز میرے لئے خطرناک اور بڑی ہے تیرے زانو اور میرے زانو میں بہت فرق ہے۔ فرقِ سر۔ سر کا وہ اگلا حصّہ جس پر مانگ نکالی جاتی ہے۔ گستاخی۔ یعنی ہمسری کا دعویٰ۔ شرر۔ چنگاری۔

731

www.pdfbooksfree.pk

تو مرے باشلِ خود موشاں بکُن
تو اپنے جیسے چوہوں سے مقابلہ کر

باشتر مر موش را نبود سخن
چوہے کے لئے اونٹ سے بات مناسب نہیں ہے

گفت توبہ کردم از بہرِ خدا
اُس (چوہے) نے کہا کہ میں نے توبہ کی خدا کیلئے

بگذراں زیں آبِ مُہلک مرمرا
اِس مہلک پانی سے مجھے پار کردے

رحم آمد مر شتر را گفت ہیں
اونٹ کو رحم آگیا، بولا، ہاں

برجہ[1] و بر گردبانِ من نشیں
کود اور میرے پالان پر بیٹھ جا

این گذشتن شُد مُسلّم مرمرا
میرا پار کرنا یقینی ہے

بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا
تجھ جیسے لاکھوں کو پار کردوں گا

چوں پیمبر نیستی پس رو براہ
جب تو پیغمبر نہیں ہے تو راستہ طے کر

تا رسی از چاہ روزے سوئے جاہ
تاکہ کسی دن کنویں سے نکل کر مرتبہ پر پہنچ جائے

تو رعیّت باش چوں سلطان نہ
تو رعیّت بن جا جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے

تگ مراں چوں مردِ کشتیبان نہ
گہرائی میں (کشتی) نہ چلا چونکہ تو ملّاح نہیں ہے

چوں[2] نہ کامل دُکاں تنہا مگیر
جب کہ تو ماہر نہیں ہے تنہا دُکان نہ کر

دستِ خوش می باش تا گردی خمیر
تابع بن جا تاکہ تو خمیر بن جائے

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش
جب تجھے آزاد رہنا نہیں آتا، غلام بن جا

ہیں مپوش اطلس برو در ژندہ باش
خبردار! اطلس نہ پہن جا گدڑی میں رہ

انصتوا را گوش کُن خاموش باش
"تم چپ رہو" کو سُن، چُپ رہ

چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش
جب تو اللہ کی زبان نہ بنا، کان بنجا

ور[3] بگوئی مُشکل اِستفسار گو
تو اگر کوئی اِشکال کرے تو پوچھنے کے طریقہ پر کر

با شہنشاہاں تو مسکیں وار گو
شہنشاہوں سے مسکین کی طرح بات کر

ابتدائے کبر و کیں از شہوت ست
تکبّر اور کینہ کی ابتدا خواہشِ نفسانی سے ہے

راسخی شہونت از عادت ست
خواہشِ نفسانی تیری کا جماؤ، عادت کی وجہ سے ہے

چوں ز عادت گشتہ محکم خوئے بد
جب عادت کیوجہ سے بُری عادت پختہ ہوجائے

خشم آید بر کسے کت واکشد
تجھے اُس پر غصہ آتا ہے جو تجھے ہٹائے

انسان ان بُرائیوں کو بار بار کرتا ہے تو نفس کی اِس خواہش میں جماؤ پیدا ہوجاتا ہے خشم اب اگر کوئی اُس بُرائی سے روکے تو غصہ آتا ہے۔

---

[1] برجہ۔ جہیدن بمعنی کودنا سے بنا ہے۔ گردباں۔ پالان، جھول۔ مسلّم۔ تسلیم شدہ، یقینی۔

[2] چوں نہ کامل۔ جب انسان میں صلاحیت نہ ہو تو صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو رعیّت باش۔ انسان کو اپنی حیثیت میں رہنا چاہیے۔ تگ مراں۔ اگر کشتی بانی کی صلاحیت نہیں ہے تو کشتی کنارے کنارے لے جانی چاہیئے گہرائی میں نہ لے جانی چاہیئے۔

[3] چوں نہ کامل۔ جب تک تجارت میں مہارت نہ ہو مستقل دکان نہ کرنی چاہیئے ورنہ نقصان ہوگا۔ دستِ خوش۔ تابع، مطیع، عاجز۔ خمیر۔ آٹے میں جب خمیر اٹھ جاتا ہے تب روٹی پکانے کے قابل ہوتا ہے چونکہ۔ آزاد آدمی زندگی بسر کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو غلام بنا رہنا چاہیئے۔ اطلس۔ مشہور ریشمی کپڑا ہے۔ ژندہ۔ گدڑی، غرضیکہ جب تک کمال حاصل نہ ہو کسی شیخ کے تابع رہنا ضروری ہے۔ انصتوا۔ قرآن پاک میں ہے جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو یعنی جب تک وعظ و تلقین کی صلاحیت نہ ہو خاموشی سے شیخ کی نصیحت سنتا رہ۔

[4] ور بگوئی۔ اگر کوئی اشکال پیش آئے تو معترضانہ سوال نہ کر بلکہ تعلیم حاصل کرنے کے طور پر دریافت کرلے۔ ابتدا۔ انسان بزرگوں سے ہمیشہ تکبّر کی وجہ سے کرتا ہے۔ یہ اور اس قسم کی بُرائیاں نفس کے تقاضہ سے پیدا ہوتی ہیں اور جب

www.pdfbooksfree.pk

چونکہ تو گلخوار[1] گشتی ہر کہ اُو — واکشد از گِل ترا باشد عدُو

چونکہ تو مٹی کھانے والا بن گیا ہے، جو بھی — تجھے مٹی سے ہٹاتا ہے دشمن ہوگا

بُت پرستاں چونکہ خُو با بُت کُنند — مانعانِ راہِ خود را دشمن اند

بُت پرست چونکہ بُتوں کی عادت ڈال لیتے ہیں — اپنے راہ سے ہٹانے والوں کے دشمن ہیں

چونکہ کرد ابلیس خُو با سَروَری — دید آدمؑ را بہ تحقیر از خَری

چونکہ شیطان سَرداری کا عادی ہو گیا تھا — گدھے پن سے اُس نے آدمؑ کو حقارت سے دیکھا

کہ بہ از من سَروَرے دیگر بُوَد — تا کہ اُو مسجودِ چوں من کس شوَد

مجھ سے بہتر کوئی دوسرا سردار ہوگا؟ — تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے

سَروری زہرست جُز آں روح را — کہ بُوَد تریاقِ لانی زابتدا

اُس روح کے سوا کے لئے سرداری زہر ہے — جو شروع سے لان (بہاڑ) کا تریاق ہو

کوہ گر پُر مار شُد با کے مَدار — کُو بُوَد اندر دروں تریاق زار

پہاڑ اگر سانپوں سے بھرا ہو، پروا نہ کر — کیونکہ اُس میں تریاق زار ہوتا ہے

سَروری چوں شد دماغت را ندیم — ہر کہ بشکستت شود خصمِ عظیم

سَرداری جب تیرے دماغ کی ساتھی بن گئی — جو تجھے شکست دے تیرا دشمن ہوگا

چوں[2] خلافِ خُوئے تو گوید کسے — کینہا خیزد ترا با اُو بسے

جب کوئی تیری عادت کے خلاف بولے — تجھ میں اُس سے بہت سے کینے پیدا ہونگے

کہ مرا از خُوئے من بَرمیکَند — خویش بر من میر و سَروَر میکُند

کہ وہ مجھے میری خصلت سے جدا کرتا ہے — اپنے آپ کو میرے اوپر امیر اور سردار بناتا ہے

چوں[3] نباشد خُوئے بد سَرکش دُرو — کے فروزد از خلاف آتش درو

اُس میں جب کوئی بُری عادت ظہور پذیر نہ ہو — تو مخالفت کی آگ اُس میں کیوں بھڑکے؟

چوں نباشد خُوئے بد محکم شدہ — کے شود اندر خلاف آتشکدہ

جب اُس میں بُری عادت مُستحکم نہ ہوئی ہو — تو اختلاف میں آگ کی بھٹی کیوں ہو؟

با مُخالف اُو مُدارا می کُند — در دلِ اُو خویش را جا می کُند

وہ مخالف کی (بھی) خاطر تواضع کرتا ہے — اُس کے دل میں اپنی جگہ کر لیتا ہے

زانکہ خُوئے بد بگشتت استوار — مُورِ شہوت شُد ز عادت ہمچو مار

کیونکہ تیری عادت بڑی مضبوط ہو گئی ہے — نفسانی خواہش کی چیونٹی عادت کیوجہ سے سانپ ہو گئی ہے

---

[1] گلخوار۔ مٹی کھانے والا۔ چونکہ کردِ شیطان کو سرداری کی عادت پڑ گئی تھی اس لئے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ سَروری۔ سرداری۔ زہرست۔ حُبِّ جاہ نفس کا بہت بڑا رذیلہ ہے۔ تریاقِ لانی۔ لان پہاڑ کا تریاق جو زہر کے ازالہ میں بہت زود اثر ہوتا ہے۔ کوہ۔ اولیاء اللہ کے پاس تریاق ہے لہٰذا جاہ و رتبہ کا سانپ اُن پر اثر نہیں کرتا ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس، ساتھی۔ خصمِ عظیم۔ بڑا دشمن۔

[2] چوں خلاف۔ جب کوئی کسی عادت کے خلاف اُس کو نصیحت کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ نصیحت کرنے والا اپنی بڑائی اور سرداری جتاتا ہے۔

[3] چوں نباشد۔ اگر انسان میں بُری عادت نہیں ہوتی ہے تو نصیحت سے اُس کو ناگواری نہیں ہوتی ہے۔ مُحکم۔ مضبوط۔ مدارا۔ خاطر تواضع۔ زانکہ۔ غصہ کی وجہ یہی ہے کہ تیری بُری عادت مستحکم ہو گئی ہے۔ مور۔ یعنی ادنیٰ نفسانی خواہش۔ مار۔ یعنی مُہلک نفسانی خواہش۔

733

www.pdfbooksfree.pk

مارِ شہوت[1] را بکُش در ابتدا — ورنہ اینک گشتہ مارت اژدہا

نفسانی خواہش کے سانپ کو ابتدا ہی میں مار ڈال — ورنہ تیرا یہ سانپ اژدھا بن جائے گا

لیک ہر کس مُور بیند مارِ خویش — تو زصاحبدل کُن استفسارِ خویش

لیکن ہر شخص اپنے سانپ کو چیونٹی سمجھتا ہے — تو اپنے بارے میں صاحبدل سے معلومات کر لے

زابتدا ایں مارِ شہوت را بکُش — ورنہ اژدر ہا شود اے تیز ہُش

نفسانی خواہش کے اِس سانپ کو شروع میں مار ڈال — ورنہ اے تیز ہوش! وہ اژدھا بن جائے گا

تا نہ[2] شد زر مس نداند من مسم — تا نہ شد شہ دل نداند مُفلسم

جبتک تانبا سونا نہیں بنتا وہ نہیں سمجھتا کہ میں تانبا ہوں — جبتک دلِ شاہ نہ بنجائے وہ نہیں جانتا کہ میں مُفلس ہوں

خدمتِ اکسیر کُن مِس وار تو — جَور می کش اے دل از دلدار تو

تو تانبے کی طرح اکسیر کی خدمت کر — اے دل! اپنے دلدار کی سختی برداشت کر

کیست دلدار اہلِ دل نیکو بداں — کُو چو روز و شب جہانست از جہاں

دلدار کون ہے؟ خوب سمجھ لے اہلِ دل (ہے) — جو دن اور رات کی طرح دنیا سے گریزاں ہے

عیب کم گو بندۂ اللہ را — مُتّہم کم کُن بدزدی شاہ را

اللہ (تعالےٰ) کے (خاص) بندے کی عیب جوئی نہ کر — بادشاہ کو چوری نہ لگا

ورنہ[3] باشی ہیچ ہیچ از ہیچگاں — پس رویِ ہر دیو باشی مُستہاں

ورنہ تو ناچیزوں میں سے ناچیز تر بنجائے گا — اور ہر ذلیل شیطان کا پیرو بنجائے گا

کرامات آں درویش کہ در کشتی بُدزدیش مُتّہم کردند

اس درویش کی کرامات جس پر کشتی میں چوری کرنے کی تہمت لگائی

بود درویشے درونِ کشتے — ساختہ از رختِ مردی پشتے

ایک کشتی میں ایک درویش تھا — جو مردانگی کے ساز و سامان کو سہارا بنائے ہوئے تھا

یاوہ شد ہمیان زر اُو خفتہ بود — جملہ را جُستند اُو را ہم نمود

اشرفیوں کی ایک ہمیانی گم ہوگئی وہ سویا ہوا تھا — اُنھوں نے سب کی تلاشی لی اُس (مالک) نے (انکو وہ درویش بھی) دکھایا

کیں فقیر خفتہ را جویم ہم — کرد بیدارش زغم صاحب درم

اِس سوئے ہوئے فقیر کی بھی ہم تلاشی لیں — اشرفیوں والے نے غم کیوجہ سے اُسکو بھی بیدار کیا

کاندریں کشتی چرمداں گم شدہ است — جملہ را جستیم نتوانی تو رست

کہ اِس کشتی میں چمڑے کی تھیلی گم ہوگئی ہے — ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو (بھی) نہ چھوٹ سکیگا

---

[1] مارِ شہوت۔ نفسانی خواہش کو ابتداءً دبا دینا چاہیئے ورنہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ لیک۔ لیکن عیبدار اپنے عیب کو معمولی سمجھتا ہے۔ تو زصاحبدل۔ کسی شیخ سے اِس رذیلہ کا انجام دریافت کر لے۔

[2] تا نہ شد۔ جب انسان کا کوئی رذیلہ زائل ہوتا ہے تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ رذیلہ کس قدر خطرناک تھا۔ تا نہ شد۔ ہر چیز ضد کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔ خدمتِ اکسیر۔ جو شیخ تیری حقیقت بدل دے وہ اکسیر ہے تو اُسکے لئے بمنزلہ تانبے کے ہے۔ روز و شب۔ دن رات کو دنیا سے گریزاں مانا جاتا ہے صاحبدل بھی دنیا سے گریزاں اور متنفر ہوتا ہے۔

[3] ورنہ۔ اگر تو اہل اللہ پر تہمت دھریگا تو حقیر ترین بن جائیگا، شیطان کا تابع ہو جائیگا۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگوں پر تہمت دھرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ رختِ مردی۔ اُس کا اعتماد و بھروسہ صبر و قناعت پر تھا۔ یاوہ۔ گم، ضائع۔ اُورا۔ یعنی مالک نے اُس سوئے ہوئے فقیر کو بھی لوگوں کو دکھایا۔ صاحب درم۔ یعنی جسکی اشرفیاں گم ہوئی تھیں۔ چرمداں۔ چمڑے کی تھیلی یعنی ہمیانی۔ جملہ را جستیم۔ ہم نے سب کی جامہ تلاشی لی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

دَلق بیروں کُن برہنہ شو ز دَلق
گُدڑی اُتار دے، گُدڑی سے ننگا ہو جا

تا ز تو فارِغ شود اوہامِ[1] خَلق
تاکہ لوگوں کے شکوک تجھ سے رفع ہوں

گفت یارب مر غلامت را خَساں
اُس (درویش) نے کہا اے خدا! تیرے غلام کو کمینوں نے

متہم کردند فرماں در رساں
متہم کیا، حُکم فرما دے

یَا غِیَاثِیْ عِنْدَ کُلِّ کُرْبَۃٍ
اے ہر مصیبت میں میرے فریادرس!

یَا مُعَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ شِدَّۃٍ
اے ہر مصیبت میں میری پناہ!

یَا مُجِیْبِیْ عِنْدَ کُلِّ دَعْوَۃٍ
اے ہر پکار پر میرے جواب دینے والے!

یَا مَلَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ مِحْنَۃٍ
اے ہر مشقت میں میرے ملجا!

چوں بدرد آمد دلِ درویش زاں
جب اُس (تہمت) سے درویش کے دل کو تکلیف

سر بروں کردند ہر سو در زماں
فوراً ہر جانب سے سر نکالا

ماہیانِ بے حد از دریائے ژرف
گہرے دریا سے بے حد مچھلیوں نے

دَر دہانِ ہر یکے دُرِّ شگرف
ہر ایک کے مُنہ میں عجیب موتی

صد ہزاراں ماہی از دریائے پُر
بھرے دریا سے لاکھوں مچھلیوں نے

دَر دہانِ ہر یکے دُرّے چہ دُر
ہر ایک کے مُنہ میں موتی، کیسا (اچھا ہوتی

ہر یکے[2] دُرِّ خراجِ مملکتے
ہر ایک موتی ایک سلطنت کی آمدنی

کز آلہ ست ایں ندارد شرکتے
کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے ہے جو شرکت سے پاک ہے

دُرِّ چند انداخت در کشتی و جَست
چند موتی کشتی میں پھینکے اور جست لگائی

مر ہوا را ساخت کرسی و نشست
ہوا کو کرسی بنایا اور بیٹھ گیا

خوش مربّع چوں شہان بر تختِ خویش
اپنی چوکڑی لگا کر بادشاہوں کیطرح اپنے تخت پر

اُو فرازِ اوج و کشتی اش بہ پیش
وہ بلندی کی اونچائی پر اور کشتی اُسکے آگے

گفت[3] اُو کشتی شما را حق مرا
اُس نے کہا وہ کشتی تمہاری ہے میرا خدا ہے

تا نباشد با شما دُزدِ گدا
تاکہ تمہارے ساتھ چور فقیر نہ رہے

تا کرا باشد خسارت زیں فراق
دیکھو اس جُدائی سے کس کا نقصان ہو

من خوشم جُفتِ حق و از خلق طاق
میں اللہ کے ساتھ اور مخلوق سے علیحدہ خوش ہوں

نے مرا اُو تہمتِ دُزدی نہد
وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت لگاتا ہے

نے مُہارم را بغمّازے دہد
نہ میری نکیل چغلخور کے ہاتھ میں دیتا ہے

[1] اوہامِ خلق۔ لوگوں کو تیرے اوپر بھی چوری کا گمان ہے۔ فرماں در رساں۔ کوئی حکم جاری فرما دے۔ غیاث۔ مدد۔ کُربۃ۔ مصیبت۔ مُعاذ۔ جائے پناہ۔ مُجیب۔ جواب دینے والا۔ مَلاذ۔ جائے پناہ۔ محنۃ۔ مشقت۔ چوں جب فقیر کے دل سے آہ نکلی تو دریا میں چاروں طرف سے مچھلیاں نمودار ہوئیں۔ ژرف۔ گہرا۔ دُرِّ موتی۔ شگرف۔ عجیب۔ دُرّے چہ دُر۔ یعنی عجیب و غریب موتی۔

[2] ہر یکے۔ ہر مچھلی کے مُنہ میں ایسا بے مثل اور قیمتی موتی تھا جس کی قیمت ایک ملک کی آمدنی کی برابر تھی چونکہ وہ بے مثل اللہ کی جانب سے تھا اسلئے خود بھی بے مثل تھا۔ درویش نے مچھلیوں سے چند موتی لے کر کشتی میں پھینک دیئے اور خود شاہوں کیطرح ہوا میں چوکڑی لگا کر بیٹھ گیا۔ مربّع۔ چوکڑی مار کر بیٹھنا فراز۔ اونچائی۔ اوج۔ بلندی۔

[3] گفت۔ ہوا میں معلق ہو کر اُس فقیر نے کہا میں تمہاری کشتی میں نہ بیٹھوں گا تاکہ تم مجھ چور فقیر کے ساتھ نہ رہو۔ تاکرا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جدائی تمہارے لئے مُضر ہے یا میرے لئے اب میرا اور اللہ کا جوڑ ہو اور مخلوق سے میں علیحدہ ہوں۔ نے مرا۔ خدا نہ مجھ پر تہمت لگاتا ہے نہ مجھے رسوا کرتا ہے۔ غمّاز۔ چغلخور۔

735

www.pdfbooksfree.pk

بانگ کردند اہلِ کشتی کائے ہمام[1]
کشتی والے چیخے! اے بزرگ!

ازچہ دادندت چنیں عالی مقام
تجھے یہ بلند مقام کس وجہ سے دیا ہے؟

گفت از تہمت نہادن بر فقیر
اُس نے کہا، فقیر پر تہمت لگانیکی وجہ سے

وز حق آزاری پئے چیزے حقیر
اور معمولی چیز کے لئے اللہ کو ستانے کیوجہ سے

حاش للہ بل ز تعظیمِ شہاں
خدا بچائے، بلکہ شاہوں کی تعظیم کرنے سے

کہ نبودم بر فقیراں بدگماں
کہ میں فقیروں پر بدگمان نہ تھا

آں[2] فقیرانِ لطیف و خوش نفس
وہ پاکیزہ اور نیک دم فقیر

کز پئے تعظیم شاں آمد عبس
جنکی تعظیم کیلئے سورۂ عبس نازل ہوئی ہے

آں فقیری بہرِ پیچا پیچ نیست
وہ فقیری اینچ پینچ کے لئے نہیں ہے

بل پئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست
بلکہ اسلئے ہے کہ خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

متہم چوں دارم آنہارا کہ حق
میں اُن کو کیسے متہم بنا سکتا ہوں جبکہ اللہ نے

کرد امینِ مخزنِ ہفتم طبق
ساتوں طبقوں کے خزانے کا امین بنایا ہے

متہم نفس ست نے عقلِ شریف
متہم نفس ہے نہ کہ شریف عقل

متہم حس ست نے نورِ لطیف
متہم حس ہے نہ کہ پاکیزہ نور

نفسِ[3] سوفسطائی آمد میزنش
نفس سوفسطائی ہے اُسکی سرزنش کر

کش زدن سازد نہ حجت گفتنش
کیونکہ مارنا ہی اُسکے لائق ہے نہ اُس سے دلیل بیان کرنا

معجزہ بیند فرو ماند آں زماں
معجزہ دیکھتا ہے، اُس وقت منور ہو جاتا ہے

بعد ازاں گوید خیالے بود آں
اِس کے بعد کہہ دیتا ہے وہ خیال تھا

ور حقیقت بود آں دیدِ عجب
اگر وہ عجیب نظارہ حقیقت تھا

چوں مقیمِ چشم نامد روز و شب
تو دن رات آنکھ میں کیوں نہ ٹھہرا؟

ایں مقیمِ چشمِ پاکاں می بود
وہ پاکبازوں کی آنکھ میں ٹھہرتا ہے

نے قرینِ چشمِ حیواں می شود
حیوان کی آنکھ کا ساتھی نہیں بنتا ہے

---

[1] ہمام۔ سردار، بزرگ عالی مقام۔ یہ کرامت کہ ہوا کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گفت از تہمت۔ درویش نے طنزاً کہا۔ یہ مقام فقیروں پر تہمت دھرنے اور معمولی چیز پر اللہ کا دل دکھانے سے ملا ہے۔ حاش للہ۔ پہلی بات تو طنزاً کہی تھی اب کرامات کا صحیح سبب بتایا۔

[2] آں فقیراں۔ جن فقراء کی تعظیم سے یہ مقام حاصل ہوا ہے وہ پاک نفس فقراء ہیں جن کی تعظیم میں سورہ عبس نازل ہوئی جبکہ آنحضورؐ نے ایسے ہی ایک فقیر سے ذرا بے التفاتی کا معاملہ کیا تھا۔ عبس۔ آنحضورؐ سرداران قریش سے گفتگو فرما رہے تھے اِس اثناء میں عبداللہ بن ابن مکتومؓ نابینا آگئے اور کچھ سوال کر بیٹھے۔ آنحضورؐ کو ناگوار گزرا اس پر سورہ عبس نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا۔ آں فقیری۔ اللہ والوں کی فقیری ترک تعلق مع اللہ کے لئے ہتے لوگوں کو پھنسانے کیلئے۔ کرد امین۔ جب اللہ کے نزدیک امین ہیں تو اُن پر چوری کی تہمت کیسی۔ متہم۔ یہ بزرگ مجسم عقل اور نور ہیں جو تہمت سے بری ہیں۔

[3] نفس۔ سوفسطائی فلاسفہ کا ایک فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقت کو نہیں مانتا ہے۔ اُن میں سے لاادریہ فرقہ ہے جو ہر دلیل کے بارے میں بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اِس کو نہیں جانتا اُن کے بارے میں متکلمین نے کہا کہ اُن کے لئے صرف پانچویں کتاب یعنی لاٹھی دلیل ہے جب پٹیں گے تو اِس حقیقت کے قایل ہو جائیں گے۔ معجزہ۔ یہ لوگ معجزہ کو بھی ایک حقیقت نہیں مانتے ہیں بلکہ محض ایک خیال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حقیقت ہوتا تو مستقل طور پر نظر آنا چاہیئے تھا حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اگر حقیقتاً سانپ ہی تھی تو ہمیشہ سانپ نظر آتی، چاند اگر حقیقتاً شق ہوا تھا تو ہمیشہ پھٹا ہوا نظر آنا چاہیئے تھا۔ ایں مقیم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اِن کی آنکھیں چونکہ ناپاک ہیں لہٰذا معجزہ جیسی پاک چیز اُنمیں نہیں ٹھہرتی ہے پاک نگاہوں میں وہ حقیقت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ مور جیسا حسین پرندہ تاریک کنویں میں نہیں ٹھہر سکتا ہے۔

738

www.pdfbooksfree.pk

کاں عجب زیں حس دارد عار و ننگ
کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ

کیونکہ عجیب (نقارہ) اِس حس سے ذلت اور خواری
مور، تنگ کنویں میں کب رہتا ہے؟

تانگوئی[1] مر مرا بسیار گو
من زصد یک گویم و آں ہمچو مُو

تو مجھے ہرگز باتیں بنانے والا مت کہہ
میں سَو میں سے ایک کہتا ہوں (وہ بھی) بال برابر

تشنیعِ صوفیاں پیشِ شیخ بر اں صوفی کہ بسیار می گوید و می خورد

صوفیوں کا ایک شیخ کے سامنے اُس صوفی کو طعنہ دینا کہ وہ بہت بولتا ہے اور بہت کھاتا ہے

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند
پیشِ شیخِ خانقاہے آمدند

صوفیوں نے ایک صوفی کی بُرائی کی
(اور) ایک خانقاہ کے شیخ کے سامنے آئے

شیخ را گفتند دادِ جانِ ما
تو ازیں صوفی بجُو اے پیشوا

شیخ سے کہا، ہمارا انصاف
اِس صوفی سے کر دیجئے، اے پیشوا!

گفت آخر چہ گلہ است اے صوفیاں
گفت ایں صوفی سہ خو[2] دارد گراں

اُس نے کہا، اے صوفیو! آخر کیا شکایت ہے؟
ایک نے کہا، یہ صوفی تین بُری عادتیں رکھتا ہے

در سخن بسیار گو ہمچوں جرس
در خورش افزوں خور از بہر کس

بات کرنے میں گھنٹے کی طرح بکواسی ہے
کھانے میں بیس[3] آدمیوں سے زیادہ کھا جاتا ہے

ور بخسپد ہست چوں اصحابِ کہف
صوفیاں کردند پیشِ شیخ زحف

اگر سو جائے تو اصحابِ کہف کیطرح ہے
صوفیوں نے شیخ کے سامنے تیزی دکھائی

شیخ رُو آورد سوئے آں فقیر
کہ زہر حالیکہ ہست او واسط گیر

شیخ نے اُس فقیر کی طرف رُخ کیا
کہ ہر حال میں اوسط اختیار کر

در خبر[3] خیرُ الاُمورِ اَوسَاطُھا
نافع آمد زاعتدال اخلاطھا

حدیث شریف میں ہے کہ تمام باتوں میں سے درمیانی درجہ
خِلطوں کا اعتدال مفید ہے

گر یکے خلطے فزوں شد از عرض
در تنِ مردم پدید آید مرض

عارض کی وجہ سے، اگر ایک خِلط بڑھ جائے
انسان کے بدن میں مرض پیدا ہو جاتا ہے

بر قرینِ خویش میفزا در صفت
کاں فراق آرد یقیں در عاقبت

صفت میں ساتھی سے نہ بڑھ
کیونکہ یہ یقیناً انجام کار جُدائی پیدا کر دیتا ہے

نطقِ موسیٰؑ بود با اندازہ لیک
ہم فزوں آمد ز گفتِ یارِ نیک

(حضرت موسیٰؑ کی گفتگو اندازہ کے مطابق تھی لیکن
نیک دوست کی گفتگو سے بڑھ گئی

---

[1] تانگوئی۔ میری ناصحانہ تقریروں کی وجہ سے مجھ پر بسیار گوئی کا الزام نہ لگا۔ اس لئے کہ بسیار گوئی ایک نسبتی چیز ہے۔ میرے اعتبار سے یہ بسیار گوئی نہیں ہے میں تو سَو نصیحتوں میں بقدر ایک نصیحت کے بات کر رہا ہوں۔ تشنیع بُرائی سے منسوب کرنا۔ اِس حکایت کا مقصد بھی یہ ہے کہ اُس درویش کی بسیار خوری اور بسیار گوئی اعتراض کرنیوالوں کی نسبت سے تھی خود اُسکے اعتبار سے نہ تھی۔ شنعت۔ عیب، طعنہ۔ داد۔ انصاف۔

[2] سہ خو۔ یعنی اس فقیر میں تین بُری عادتیں ہیں۔ زیادہ باتیں کرتا ہے، زیادہ کھاتا ہے، زیادہ سوتا ہے۔ اصحابِ کہف۔ یہ بزرگ غار میں صدیوں سے سو رہے ہیں۔ زحف۔ تیزی سے چلنا، حملہ کرنا۔ ہر حالیکہ۔ یعنی ہر معاملے میں درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔

[3] در خبر۔ حدیث شریف ہے۔ خَیرُ الاُمورِ اَوسَاطُھا یعنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ اخلاطھا۔ بدن کی چاروں خلطیں سودا، صفرا، خون، بلغم[4] اگر اعتدال پر رہتی ہیں تو صحت رہتی ہے ورنہ انسان مریض ہو جاتا ہے۔ عرض یعنی کسی عارض کی وجہ سے۔ در صفت یعنی جس طرح ساتھی کوئی کام کرے ویسا ہی تو کر اُس سے بڑھ کر نہ کر ورنہ اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ نطقِ موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کی باہمی گفتگو

737
www.pdfbooksfree.pk

آں فزونی با خضرؑ آمد شقاق
وہ بڑھوتری (حضرت) خضرؑ سے جدائی لے گئی

گفت تو مکثری ھٰذا فراق
انھوں نے کہدیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہے

موسیا بسیار گوئی درگذر[1]
اے موسیٰؑ! تم بہت بولتے ہو، معاف کرو

چند گوئی رو وصال آمد بسر
کتنا بولو گے؟ جاؤ، ساتھ ختم ہوا

موسیا بسیار گوئی خیز و رو
اے موسیٰؑ! تم بہت بولتے ہو، اٹھو اور جاؤ

ورنہ با من گنگ باش و کور و شو
ورنہ میرے ساتھ گونگے اور اندھے بنو

ور نرفتی وز ستیزہ شستہ
اگر تم نہ گئے، اور ضد سے بیٹھے رہے

تو بمعنیٰ رفتہ و بگسستہ
تو تم باطنی طور پر چلے گئے ہو اور علیحدہ ہو گئے ہو

چوں حدث کردی تو ناگاہ در نماز
جب تم اتفاقاً نماز میں ناپاک ہو گئے

گویدت سوئے طہارت رو بتاز
وہ نماز تم سے کہتی ہے پاکی کے لئے جاؤ، دوڑو

ور نرفتی خشک جنباں می شوی
اگر تم نہ گئے تو خالی حرکت کرنے والے ہو

خود نمازت رفت بنشیں اے غوی
اے گمراہ! جب تیری نماز جاتی رہی بیٹھ جا

رو بر آنہا کہ ہم جفت تو اند[2]
اُن کے پاس جا، جو تیرے جوڑ کے ہیں

عاشقان و تشنۂ گفت تو اند
تمہاری باتوں کے عاشق اور پیاسے ہیں

پاسباں بر خوابناکاں بر فزود
پہرہ دار کی سوئے ہوؤں پر بخشش ہے

ماہیاں را پاسباں حاجت نبود
مچھلیوں کو پہرے دار کی ضرورت نہ تھی

جامہ پوشاں را نظر بر گازرست
کپڑا پہننے والوں کی نظر دھوبی پر ہے

جانِ عریاں را تجلی زیورست
عریاں جان کے لئے تجلی زیور ہے

یا ز عریاناں[3] بیک سو باز رو
یا ننگوں سے علیحدہ ہو کر چل

یا چو ایشاں فارغ از تن جامہ شو
یا ان کی طرح بدن کے کپڑے سے بے نیاز بن

ور نمی تانی کہ کل عریاں شوی
اگر تو نہیں کر سکتا کہ بالکل ننگا ہو

جامہ کم کن تا رہِ اوسط روی
تو کپڑے کم کر دے تاکہ تو درمیانی راہ چلے

عذر گفتن فقیر با آں شیخ خانقاہ
خانقاہ کے شیخ سے فقیر کا عذر کرنا

پس فقیر آں شیخ را احوال گفت
پھر درویش نے اس شیخ سے احوال کہے

عذر را با آں غرامت کرد جفت
اس الزام کے ساتھ عذر کو ملایا

[1] درگذر۔ معاف کرو۔ وصال۔ یعنی ساتھ رہنا۔ ورنہ جو کچھ میں کہوں اسکے بارے میں سوال نہ کرو جو دیکھو اسپر اعتراض نہ کرو۔ شستہ۔ نشست کا مخفف ہے۔ بمعنیٰ۔ یعنی میری مرضی کے بغیر ساتھ بھی رہو گے تو بھی باطنی طور پر مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہو۔ چوں حدث۔ اگر نماز میں کوئی ناپاک ہو جائے اور وہ پھر رکوع سجدے کرتا رہے تو ایسا ہے محض اٹھک بیٹھک ہے نماز نہیں ہے۔

[2] رو بر آنہا۔ جو تیری طرح بسیار گو ہوں اور تیری طرح بسیار گوئی کے عاشق و مشتاق ہوں اُنکے ساتھ رہ۔ پاسباں۔ جب افادہ اور استفادہ ختم ہو گیا تو حاضری محض پہرہ داری ہے جس کی اہل اللہ کو ضرورت نہیں پہرہ داری کی ضرورت سونیوالوں کو ہوتی ہے اہل اللہ ہر وقت بیدار رہتے ہیں۔ جامہ پوشاں۔ کپڑے پہننے والوں اور دھوبی کا جوڑ ہے ننگے اور دھوبی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

[3] یا ز عریاناں۔ یا تو تم بھی ملائق دنیوی قطع کر کے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو ورنہ اُن سے علیحدگی اختیار کر لو۔ ور نمی تانی۔ اگر بالکلیہ دنیا سے غیر متعلق نہیں ہو سکتے ہو تو تعلق کو کم کرو۔ غرامت۔ تاوان، الزام۔

www.pdfbooksfree.pk

ہر سُوالِ شیخ را داد اُو جواب
شیخ کے ہر سوال کا اُس نے جواب دیا

چوں جوابات[1] خضرؑ خوب و صَواب
(حضرت) خضرؑ کے جیسے اچھے اور صحیح جواب

آں جوابات سوالاتِ کلیمؑ
(حضرت موسیٰؑ) کلیم کے سوالوں کے جواب

کِش خضرؑ بنمود از ربِّ علیم
جو اُن کو خدائے علیم کی جانب سے (حضرت) خضرؑ نے دیئے

گشت مُشکلہاش حل و افزوں نیاد
اُن کی مشکلیں حل ہو گئیں اور مزید (یہ کہ)

از پئے ہر مُشکلش مفتاح داد
اُن کی ہر مشکل کی ایک کنجی دے دی

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت
درویش بھی (حضرت) خضرؑ کی میراث رکھتا تھا

در جوابِ شیخ ہمّت برگماشت
شیخ کے جواب میں توجہ کی

گفت راہِ اوسط ار چہ حکمت ست
(درویش نے) کہا درمیانی راہ اگرچہ دانائی ہے

لیک اوسط نیز ہم بانسبت ست
لیکن (کسی چیز کا) اوسط ہونا بھی نسبتی ہے

آبِ[2] جُو نسبت باُشتر ہست کم
نہر کا پانی اونٹ کی نسبت سے کم ہے

لیک باشد موش را آں ہمچو یَم
لیکن چوہے کے لئے وہ سمندر کی طرح ہے

ہر کِرا باشد وظیفہ چار ناں
جس کی یومیہ خوراک چار روٹیاں ہوں

دو[3] خورد یا سہ[3] خورد ہست اوسط آں
دو کھائے یا تین کھائے وہ اوسط ہے

ور خورد ہر چار دور از اوسط ست
اگر وہ چار[4] کھائے اوسط سے دور ہے

اُو اسیرِ حرص مانندِ بَطست
وہ بطخ کی طرح حرص کا قیدی ہے

ہر کہ اُورا اشتہا[5] دہ ناں بُود
جس کی بھوک دس روٹی کی ہو

شش خورد سیدا اگر اوسط آں بُود
وہ چھ[6] کھائے تو سمجھ لے کہ وہ اوسط ہے

چوں[7] مرا پنجاہ نان ست اشتہے
جب مجھے پچاس روٹیوں کی بھوک ہے

مر ترا شش گردہ، ہمدستیم نے
تجھے چھ روٹیوں کی، ہم برابر ہیں؟ نہیں

تو بدہ رکعت نماز آئی مَلول
تو دس رکعت نماز میں تھک جاتا ہے

من بپانصد در نہ آیم در خَجل
میں پانچسو سے بھی کمزور نہیں ہوتا

آں یکے تا کعبہ حافی می رَوَد
وہ ایک کعبہ تک ننگے پیر جاتا ہے

ویں یکے تا مسجد از خود می شود
اور یہ ایک مسجد تک بے خود ہو جاتا ہے

---

[1] جوابات: مراد حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو تسلی بخش جواب دیئے تھے۔ اُن جوابات۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سوالات کے جواب اللہ تعالےٰ نے حضرت خضرؑ کی زبان سے دلائے۔ گشت۔ حضرت موسیٰؑ کو جس قسم کے اشکالات پیش آئے تھے وہ اُن کے لئے یادداشت سے بھی زیادہ حل ہو گئے اور اشکال کے کھولنے کی کنجی انکے ہاتھ آگئی۔ از خضرؑ۔ اُس درویش کو بھی جو ہدیٰ کے میراث حضرت خضرؑ سے حاصل تھی۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔ گفت۔ درویش نے جواب میں کہا بیشک درمیانی راہ دانائی کی بات ہے لیکن کسی چیز کا درمیانی ہونا نسبتی بات ہے ہر چیز کسی چیز کے اعتبار سے درمیانی ہے کسی چیز کے اعتبار سے کم ہے اور کسی چیز کے اعتبار سے زیادہ۔

[2] آبِ جُو۔ پہلے قصہ میں نہر کا پانی اونٹ کے اعتبار سے کم تھا اور چوہے کے اعتبار سے بہت زیادہ تھا۔ ہر کرا۔ جس کی خوراک چار روٹیاں ہوں اگر وہ دو یا تین کھائے تو درمیانی بات ہے اور اگر چار کھائے تو اوسط اور درمیانی بات نہ ہوگی۔ بطّ۔ بطخ ہر وقت کھاتی ہے۔ ہر کہ۔ جس کی خوراک دس روٹیاں ہیں اگر وہ چھ کھائے تو اوسط اور درمیانی بات ہے۔

[7] چوں مرا۔ پچاس روٹیاں کھانے والا اور چھ روٹیوں کی خوراک والا برابر نہیں ہیں۔ تو بدہ رکعت۔ ایک شخص نماز کی دس رکعتوں میں تھک جاتا ہے۔ تو دس رکعتیں اس کے اعتبار سے زیادہ ہیں ایک شخص پانچسو رکعتیں پڑھ کر بھی نہیں تھکتا اسکے اعتبار سے یہ دس رکعتیں کم ہیں۔ آں یکے۔ ایک شخص کعبہ تک ننگے پیر بآسانی جا سکتا ہے تو کعبہ تک ننگے پیر جانا اسکے اعتبار سے افراط نہیں ہے دوسرا شخص جو محلہ کی مسجد تک بھی ننگے پیر نہ جا سکے اسکے اعتبار سے وہ افراط ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

آں[1] یکے در پاکبازی جاں بداد — دیں دِگر جاں کند تا یک ناں بداد

ایک نے پاکبازی میں جان دے دی — دوسرے کی جان نکلتی ہے یہاں تک کہ ایک روٹی دی

ایں وَسَط در بانہایت می رَوَد — کہ مَرُو را اوّل و آخر بُوَد

یہ وسط محدود چیزوں میں چلتا ہے — جن کا اوّل اور آخر ہو

اوّل و آخر بباید تا دراں — در تصوّر گنجد اوسط یا میاں

اوّل اور آخر چاہیئے تاکہ ان میں — اوسط یا بیچ متصور ہو سکے

بے نہایت چوں ندارد دو[2] طرف — کے بُوَد اُو را میانہ مُنصَرف

لا محدود چونکہ دونوں کنارے نہیں رکھتا ہے — تو اسکے لئے (افراط و تفریط سے) ہٹا ہوا درمیان کب ہو سکتا ہے؟

اوّل و آخر نشانش کس نداد — گفت لَو کَانَ لَہُ الْبَحْرُ مِدَادْ

اس کے اوّل اور آخر کا کسی نے پتہ نہیں دیا — فرمایا، خواہ اُس کی روشنائی سمندر ہوں

ہفت دریا گر شود کلّی مَدید[2] — نیست مر پایاں شدن را ہیچ اُمید

پورے سات سمندر اگر روشنائی بنیں — ختم ہونے کی کوئی اُمید نہیں ہے

باغ و بیشہ گر بُوَد یک سر قلم — زیں سخن ہرگز نکردد ہیچ کم

باغ اور جنگل اگر سب قلم بن جائیں — اِس بات کا ہرگز کچھ کم نہ ہوگا

آں ہمہ حبر و قلم فانی شود — دیں حدیثِ بے عدد باقی بُوَد

یہ سب روشنائی اور قلم فنا ہو جائینگے — یہ اَن گنت بات باقی رہے گی

حالتِ من خواب را ماند گہے — خواب پندارد مرا اُو را گمرہے

کبھی میری حالت نیند کی جیسی ہوتی ہے — اُس کو گمراہ نیند سمجھتا ہے

چشمِ من خفتہ دلم بیدار داں — شکلِ[3] بیکارِ مرا بر کار داں

میری آنکھ کو سویا ہوا، میرے دل کو بیدار سمجھ — میری بے کار صورت کو باکار سمجھ

گفت پیغمبر[ص] کہ عَینَایَ تَنَام — لَا یَنَامُ قَلبِی عَن رَبِّ الْاَنَام

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں — میرا دل مخلوق کے پروردگار سے نہیں سوتا ہے

گفت پیغمبر[ص] کہ خُسپد چشمِ من — لیک کے خُسپد دلم اندر وَسَن

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں — لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟

---

[1] آں یکے۔ ایک پاکباز کے لئے جان دینا آسان ہے بخیل کی روٹی دینے میں جان نکلتی ہے۔ [2] ایں وسط۔ ابتک تو اس درویش نے یہ سمجھایا تھا کہ میری خوراک اُنکے اعتبار سے زیادہ ہی لیکن میرے اعتبار سے وہ وسط درجہ ہے اب گفتگو کے بارے میں جواب دیتا ہے کہ درمیان اُس چیز کا ہوتا ہے جس کی ابتدا اور انتہا ہو تو اُس چیز کا وسط اور درمیان متعین ہو سکتا ہے لیکن لامحدود اور لامتناہی کا وسط متعین نہیں کیا جا سکتا کلمہ اور کلام لامحدود ہے۔ لَو کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّی وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا یعنی آپ کہدیجئے کہ میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے اگر سمندر روشنائی بنے تو سمندر ختم ہو جائیگا قبل اِسکے کہ اللہ کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ اُس جیسا اور سمندر مدد کیلئے لائیں یہ اللہ کے کلمات کے لئے آیت ہے لیکن مولانا نے اس سے مطلق کلمہ اور کلام مراد لیکر استدلال ذکر کر دیا ہے۔ [2] مدید۔ مدد کا امالہ ہے، روشنائی۔ باغ و بیشہ۔ تمام باغوں اور جنگلوں کی لکڑیوں کے قلم بنائے جائیں۔ حبر روشنائی۔ حدیثِ بے عدد۔ اللہ کے کلمات۔ حالت۔ اب اُس درویش نے اپنی نیند کے بارے میں اعتراض کا جواب شروع کیا ہے ـــــ [3] شکلِ بیکار۔ یعنی جبکہ میں بظاہر سویا ہوا ہوں اُس وقت بھی دل یادِ خدا میں ہوتا ہے۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔ وَسَن۔ نیند۔

www.pdfbooksfree.pk

چشمِ تو بیدار[1] و دل رفتہ بخواب
تیری آنکھیں بیدار ہیں اور دل نیند میں ہے

چشمِ من خفتہ دلم در فتحِ باب
میری آنکھیں سوئی ہوئی ہیں میرا دل غیب میں مشغول ہے

مَردلم را پنج حسِّ دیگر ست
میرے دل کے دوسرے پانچ حواس ہیں

حسِّ دل را ہر دُو عالم منظر ست[2]
دل کے حس کیلئے دونوں عالم منظورِ نظر ہیں

تو ز ضعفِ خود مکن در من نگاہ[2]
تو اپنی کمزوریوں سے مجھے نہ دیکھ

بر تو شب بر من ہماں شب جاشتگاہ
تیرے لئے رات ہے، مجھ پر وہی رات صبح ہے

بر تو زنداں بر من آں زنداں چو باغ
تیرے لئے قید خانہ ہے میرے لئے وہ قید خانہ باغ جیسا ہے

عینِ مشغولی مرا گشتہ فراغ
تو بالکل مشغول ہے، مجھے فراغت حاصل ہے

پائے تو در گِل مرا گِل گشتہ گُل
تیرا پیر کیچڑ میں ہے، میرے لئے کیچڑ پھول ہے

مر ترا ماتم مرا سور و دُہُل
تیرے لئے سوگ، میرے لئے خوشی اور ڈھول ہے

در زمینم با تو ساکن در محل
میں زمین پر تیرے ساتھ ایک جگہ پر ہوں

می دَوَم بر چرخِ ہفتم چوں زحل
ساتویں آسمان پر زحل کی طرح دوڑتا ہوں

ہمنشینت من نیم سایہ منم ست
میں تیرا ہم نشین نہیں ہوں، میرا سایہ ہے

برتر از اندیشہ ہا پایہ من ست
میرا مرتبہ خیالات سے بالاتر ہے

زانکہ من ز اندیشہ ہا بگذشتہ ام
کیونکہ میں خیالات سے بالاتر ہو گیا ہوں

خارج از اندیشہ پویاں گشتہ ام
میں خیال (کی حد) سے باہر دوڑتا ہوں

حاکمِ[3] اندیشہ ام محکوم نے
میں خیال پر حاکم ہوں، محکوم نہیں ہوں

زانکہ بنّا حاکم آمد بر بُنے
کیونکہ بنانے والا عمارت پر حاکم ہوتا ہے

جملہ خلقاں سُخرۂ اندیشہ اند
تمام مخلوق فکر کی محکوم ہے

زاں سبب خستہ دل و غم پیشہ اند
اِس لئے دل شکستہ اور غمگین ہے

قاصداً خود را باندیشہ دہم
میں قصداً اپنے آپ کو فکر کے سپرد کر دیتا ہوں

چوں بخواہم از میاں شاں برجہم
جب چاہتا ہوں اُن کے درمیان سے کود جاتا ہوں

من چو مُرغِ اوجم اندیشہ مگس
میں بلندی کا پرندہ ہوں، فکر مکھی ہے

کے بُوَد بر من مگس را دسترس
مجھ پر مکھی کی دسترس کب ہو سکتی ہے؟

تابع ہوتے ہیں اسی لئے غم و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ قاصداً۔ اولیاء اللہ اپنے اوپر استغراق وغیرہ کی کیفیات طاری کرتے رہتے ہیں۔ من چو۔ بلند پرواز پرند پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔

[1] چشمِ تو بیدار۔ درویش نے معترض سے کہا۔ فتحِ باب۔ یعنی اسرارِ الٰہی کے دروازہ کی کشادگی۔ مَردلم۔ حواسِ ظاہری کے علاوہ میرے دل کے بھی حواس ہیں۔ حواسِ ظاہری عالمِ دنیا کا ادراک کرتے ہیں دل کے حواس کا عالمِ آخرت منظر ہے۔ منظر۔ دیکھنے کی جگہ۔

[2] تو ز ضعف یعنی تو اپنی حالت پر مجھے قیاس نہ کر۔ تیرا دل خوابیدہ ہے میرا دل بیدار ہے تو تیری شب میری صبح ہے دنیاوی مشاغل تیرا قید خانہ ہیں میں اِس دنیا میں بھی باغ میں ہوں مشاغلِ دنیوی سے آزاد ہوں، مشاغلِ دنیوی میں تو مشغول ہے میں اُن سے فارغ ہوں۔ پائے تو۔ تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور یہی دنیا میرے توجہ الی الحق کا ذریعہ ہے تو یہ تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور خوشی کا ذریعہ ہے۔ دُہُل۔ ڈھول جو عموماً شادیوں میں بجایا جاتا ہے۔ در زمینم۔ میں دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالمِ بالا کی سیر کرتا ہوں۔ سایہ من ست۔ میرا جسمِ ناسوتی تیرا ہم نشین ہے جو بمنزلہ سایہ کے ہے اور اصل روح ہے جو وحدت کی وجہ سے فکر و اندیشہ سے بالا تر ہے۔

[3] حاکمِ اندیشہ۔ مجھے اپنے خیالات پر پورا قابو ہے جس طرح بنانے والے کو عمارت پر قابو ہوتا ہے۔ جملہ خلقاں۔ عام لوگ اپنے خیالات کے

741
www.pdfbooksfree.pk

قاصداً[1] زیرآیم از اوجِ بلند — تا شکستہ پائگاں بر من تنند

میں کبھی قصداً بلند اونچائی سے نیچے آجاتا ہوں — تاکہ شکستہ پا لوگ میرے چاروں طرف جمع ہوجائیں

چوں ملالم گیرد از سفلی صفات — بر پرم ہمچوں طیورِ القصافات

نچلی صفات سے جب میں ملول ہوجاتا ہوں — القصافات پرندوں کی طرح اوپر اڑ جاتا ہوں

پرِ من رستست ہم از ذاتِ خویش — بر نچفسانم دو پرِ من با سریش

میرے پر اپنی ذات سے اُگے ہیں — میں اپنے دونوں پر سریش سے نہیں چپکاتا ہوں

جعفرِ طیارؓ[2] را پر جاریہ است — جعفرِ طرّار را پر عاریہ است

(حضرت) جعفر طیارؓ کے پر چالو ہیں — جعفر طرّار کے پر مانگے ہوئے ہیں

نزدِ آنکہ لَمْ یَذُقْ دعویست ایں — نزدِ سکانِ اُفق معنیٰ ست ایں

جس نے مزا نہ چکھا ہو اُسکے لئے یہ باتیں محض (دعویٰ) ہیں — اُفق کے رہنے والوں کے لئے یہ حقیقت ہے

لاف و دعویٰ باشد ایں پیشِ غُراب — دیگ تی و پُر یکے پیشِ دُباب

کوّے کے سامنے یہ محض (دعویٰ اور ڈینگ) ہے — مکھی کے لئے بھری اور خالی دیگ یکساں ہے

چونکہ در تو می شود لقمہ گہر — تن مزن چندانکہ بتوانی بخور

جب تجھ میں لقمہ موتی بن جائے — پہلو تہی نہ کر جتنا ممکن ہو کھا

شیخِ روزے[3] بہرِ دفعِ سوءِ ظن — در لگن قے کرد و پُر دُر شد لگن

ایک دن شیخ نے بدگمانی رفع کرنے کیلئے — سلیپچی میں قے کردی اور سلیپچی موتیوں سے بھر گئی

گوہرِ معقول را محسوس کرد — پیرِ بینا بہرِ کم عقلیِ مرد

عقلی موتیوں کو محسوس کر دیا — بینا پیر نے (اُس) شخص کی کم عقلی کیوجہ سے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید — قفل نہ بر حلق و نہاں کن کلید

چونکہ معدہ میں تیرا پاک ناپاک بن جاتا ہے — حلق پر تالا لگالے اور کنجی کو چھپا دے

ہر کہ در وے لقمہ شد نورِ حلال — ہر چہ خواہد گو بخور اُو را حلال

جس میں لقمہ اللہ (تعالےٰ) کا نور بنجائے — کہہ دے وہ جو بھی چاہے کھائے اُس کیلئے حلال ہے

---

[1] قاصداً - انبیاء اور اولیاء اپنے مقام سے نزول اختیار کرلیتے ہیں تاکہ عوام اُن سے مستفید ہوسکیں۔ چوں ملالم۔ جب عوام کی سطح اختیار کرنے سے ملال پیدا ہوتا ہے تو پھر عروج اختیار کرلیتے ہیں۔ پرِ من۔ یہ میرا عروج میرا ذاتی ہے مستعار نہیں ہے۔

[2] جعفر طیار۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں ۸ھ میں غزوۂ موتہ میں چند ہزار فوج کے ساتھ تین لاکھ فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے دونوں بازو کٹ جانے کے بعد شہید ہوئے تو آنحضورؐ نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو جنت میں دو بازو ایسے عنایت کردیئے ہیں جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر چلے جاتے ہیں اِس بشارت کی وجہ سے اُن کا لقب طیار "بہت اُڑنے والا" اور ذوالجناحین "دو بازوؤں والا" پڑا۔ جعفر طرار۔ جیب تراش جعفر عرب کا بہت چالاک شخص تھا جس نے دو فرضی بازو لگا رکھے تھے۔ نزدِ۔ اسرار کی یہ باتیں اُن لوگوں کے نزدیک محض دعویٰ ہیں جو اِس ذوق سے واقف نہیں۔ اصحابِ ذوق کیلئے یہ حقیقت ہیں۔ ایں۔ اسرار کا بیان۔ غُراب۔ کوّا جو چالاکی میں مشہور ہے۔ دیگ۔ مکھی کے لئے ایک ذرہ خوراک کافی ہے وہ دیگ کے پُر اور خالی ہونے کے فرق کو محسوس نہیں کرسکتی ہے

تی۔ تہی کا مخفف ہے چونکہ جبکہ لذیذ غذائیں شہوانی قوتوں کے اضافہ کا سبب بنیں تو حبِ خواہش کھائی جاسکتی ہیں ——— [3] شیخِ روزے۔ وہی درویش جو اپنی بسیار خوری کی معذرت کررہے تھے انہوں نے کھایا ہوا قے کرکے دکھایا۔ گوہرِ معقول۔ کھانے کا گوہر بننا اگرچہ حقیقتاً نہیں ہوتا بلکہ وہ اولیاء کے پیٹ میں پُر انوار بنتا ہے لیکن انھوں نے بطور کرامت معنوی موتی کو ظاہری موتی بھی کرکے دکھادیا۔ چونکہ۔ عوام اور راہِ سلوک طے کرنے والوں کے معدے میں پاک چیز پہنچ کر بھی ناپاک بن جاتی ہے اس لئے اُن کو کم خوری چاہیئے۔

742

www.pdfbooksfree.pk

در بیانِ صِدقِ دعویٰ کہ محضِ معنیٰ بُود نزدیکِ صاحب

اُس دعوے کی سچائی کے بیان میں جو صاحبِ حال کے نزدیک حقیقت ہے

حال و دُوریٔ بیگانگاں

اور بیگانوں کی اُس سے دُوری

گر تو ہستی آشنائے جانِ من
نیست دعویٰ گفتِ معنیٰ لانِ من

اگر تو میری جان سے واقف ہے — میری حقیقت آشیانہ گفتگو دعویٰ نہیں ہے

گر بگویم نیم شب پیشِ تو ام
ہیں مترس از شب کہ من خویشِ تو ام

اگر میں آدھی رات میں کہوں میں تیرے سامنے ہوں — خبردار! رات (ہونیکی وجہ) سے نہ ڈر میں تیرا اپنا ہوں

ایں دو دعویٰ پیشِ تو معنیٰ بود
چوں شناسی بانگِ خویشاوندِ خود

یہ دونوں دعوے تیرے لئے حقیقت ہونگے — جبکہ تو اپنوں کی آواز کو پہچانتا ہے

پیشی و خویشی دو دعویٰ بود لیک
ہر دو معنیٰ بود پیشِ فہمِ نیک

سامنے ہونا اور اپنا ہونا دو دعوے ہیں — دونوں دعوے اچھی سمجھ کیلئے حقیقت ہوں گے

قربِ آوازش گواہی می دہد
کایں دم از نزدیک یارے می جہد

آواز کا قرب گواہی دیتا ہے — کہ یہ آواز کسی دوست کے پاس سے آرہی ہے

لذتِ آوازِ خویشاوند نیز
شُد گوا بر صدقِ آں خویشِ عزیز

اپنوں کی آواز کی لذت بھی — اُس اپنے پیارے کی سچائی پر گواہ بن گئی

باز بے الہام احمق کو ز جہل
می نداند بانگِ بیگانہ ز اہل

پھر الہام سے محروم احمق جو کہ نادانی سے — غیر کی آواز کو اپنے کی آواز سے نہیں پہچانتا ہے

پیشِ اُو دعویٰ بُود گفتارِ اُو
جہلِ اُو شد مایۂ اِنکارِ اُو

اُس کے سامنے اُس کا دعویٰ (محض) گفتار ہوگی — اُس کا جہل اُس کے اِنکار کا سرمایہ ہوگا

پیشِ زیرک کاندرونش نور ہاست
عینِ ایں آواز معنیٰ بُود راست

عقلمند کے سامنے جس کے اندر نور ہیں — بعینہ یہ آواز صحیح حقیقت ہوتی ہے

یا بتازی گفت یک تازی زباں
کہ ہمی دانم زبانِ تازیاں

یا کوئی عربی زبان داں عربی میں کہے — کہ میں عربوں کی زبان جانتا ہوں

عینِ تازی گفتنش معنیٰ بُود
گرچہ تازی گفتنش دعویٰ بُود

اُس کا عربی میں بولنا حقیقت ہوگی — اگرچہ اُس کا عربی میں کہنا دعویٰ ہے

---

۱ در بیان۔ اب چند شالیں ایسی دیتے ہیں جن میں خود دعویٰ ہی دلیل ہوتا ہے اور وہ دعویٰ دلیل سے مستغنی ہوتا ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب گر تو ہستی۔ اگر تو صاحب باطن ہے۔ دعویٰ یعنی جو دلیل کا محتاج ہو۔ گفت معنیٰ لان۔ لان مخفف لانہ بمعنیٰ آشیانہ ہے معنیٰ لان یعنی لانہ معنیٰ اور یہ مضاف و مضاف الیہ گفت کی صفت ہے۔ گر بگویم۔ یہ اسکی پہلی مثال ہے کہ بعض دعوے خود اپنی دلیل ہوتے ہیں کسی دوسری دلیل کے محتاج نہیں ہوتے۔ ایں دو دعویٰ۔ یعنی سامنے ہونا اور رشتہ دار ہونا۔ فہم نیک۔ عقلِ سلیم ان دونوں دعووں کو حقیقت سمجھے گی اور ثبوت کی طالب نہ ہوگی۔

۲ لذتِ رشتہ دار کی آواز کی لذت دعوے کی گواہ ہے۔ بانگِ بے الہام۔ جو اللہ کی جانب سے الہام سے محروم ہیں وہ اپنے اور بیگانہ کی آواز میں امتیاز نہیں کر سکتے ہیں اُن کے سامنے کسی بزرگ کا کچھ کہنا بیکار ہے وہ اپنی نادانی سے فوراً انکار کر دیتے ہیں۔

۳ پیشِ زیرک۔ جو لوگ عقلمند ہیں اور اُن کو حق سے مناسبت ہے وہ فوراً بزرگوں کی بات پر یقین کر لیتے ہیں اور کسی دلیل کے بھی طالب نہیں ہوتے۔ یا بتازی۔ یہ دوسری مثال ہے کہ عربی دانی کا عربی زبان میں دعویٰ خود دعویٰ اور دلیل ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

یا نویسد[1] کاتبے بر کاغذے
یا کوئی کاتب کاغذ پر لکھے

کاتب و خط خوانم و من ابجدے
میں لکھنے والا ہوں اور خط پڑھ لیتا ہوں اور میں ابجد جانتا ہوں

ایں نوشتہ گرچہ خود دعویٰ بود
یہ لکھا ہوا اگرچہ دعوے ہے

ہم نوشتہ شاہدِ معنیٰ بود
لکھا ہوا ہی ثبوت کا گواہ بھی ہے

یا بگوید صوفیے دیدی تو دوش
یا کوئی صوفی کہے کہ تو نے کل رات دیکھا

درمیانِ خواب سجادہ بدوش
خواب میں کندھے پر مصلّی ڈالے ہوئے

من بدم آں و انچہ گفتم خواب در
وہ میں تھا اور جو میں نے خواب میں کہا

با تو اندر خواب در شرحِ نظر
تجھے نظر (وفکر) کی تشریح میں

گوش کن چوں حلقہ اندر گوش کن
یاد رکھ، بالے کی طرح کان میں ڈال لے

ایں سخن را پیشوائے ہوش کن
اِس بات کو ہوش کا راہبر بنالے

چوں ترا یاد آید آں خواب ایں سخن
جب تجھے وہ خواب یاد آئے گا، یہ بات

معجزہ نو باشد و رازِ کہن
نیا معجزہ ہوگی اور پرانا راز

گرچہ دعویٰ می نماید ایں ولے
اگرچہ یہ دعویٰ نظر آتا ہے، لیکن

جانِ صاحب واقعہ گوید بلے
صاحبِ واقعہ کا دل ہاں کہتا ہے

پس[2] چو حکمت ضالۂ مومن بود
جبکہ دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہوتی ہے

آں زہر کہ بشنود موقن شود
اُسکو جس سے سنتا ہے یقین کرنیوالا ہوجاتا ہے

چونکہ خود را پیشِ او یابد فقط
جبکہ وہ اپنے آپ کو بالکل اُسکے سامنے پاتا ہے

کے بود شک چوں کند خود را غلط
شک کب ہوسکتا ہے؟ اپنے آپکو غلط کیسے بنا سکتا ہے؟

تشنۂ را چوں بگوئی تو شتاب
جب تو پیاسے کو کہے، دوڑ

در قدح آبست و بستان زود آب
پیالے میں پانی ہے، جلد پانی لے لے

ہیچ گوید تشنہ کیں دعویست رو
کبھی پیاسا کہتا ہے یہ دعویٰ ہے، جا

از برم اے مدعی مہجور شو
اے مدعی! مجھ سے دور ہو

یا گواہ و حجتے بنما کہ ایں
یا (یہ کہتا ہے کہ) گواہ اور دلیل لا کہ یہ

جنسِ آبست و ازاں مائے معیں
پانی کی جنس ہے اور شیریں پانی میں سے ہے

یا[3] بطفلِ شیر مادر بانگ زد
یا دودھ پیتے بچے کو ماں نے آواز دی ہو

کہ بیا من مادرم ہاں اے ولد
کہ اے بچے! آ میں (تیری) ماں ہوں

[1] یا نویسد۔ یہ تیسری مثال ہے اگر کوئی شخص کاغذ پر لکھے کہ میں حروفِ تہجی سے واقف ہوں اور لکھنا جانتا ہوں تو یہ دعویٰ بھی ہے اور خود دلیل بھی ہے۔ یا بگوید۔ یہ چوتھی مثال ہے اگر کوئی بزرگ کسی سے اُس کا رات کا دیکھا ہوا خواب بیان کردے اور یہ کہے کہ تم نے جو خواب میں ایک شخص دیکھا تھا اور اُس نے فلاں فلاں نصیحتیں کی تھیں وہ میں ہی تھا تو تم اُسکے دعوے کو فوراً مان لوگے اور کبھی مزید دلیل کے طالب نہ بنوگے

راز کہن۔ یعنی جو خواب میں دیکھا تھا صاحبِ واقعہ۔ یعنی جس نے خواب دیکھا تھا۔

[2] پس چو حکمت۔ حکمت و دانائی کی بات کو مومن کی گم شدہ چیز قرار دیا گیا ہے۔ اپنی چیز گم کرنیوالا جب گم شدہ چیز کو دیکھتا ہے فوراً پہچان لیتا ہے اُس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ موقن۔ یقین کرنے والا۔ تشنہ۔ ایک مومن کے حکمت کو پہچان لینے کی مثال یہ ہے کہ اگر پیاسے سے کہا جائے کہ جلد آجا پیالے میں پانی ہے، لے لے تو فوراً دوڑ پڑیگا کبھی دلیل کا طالب نہ ہوگا۔

[3] یا بطفل۔ اگر ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو کہتی ہے کہ جلد آجا میں دودھ پلا دوں تو وہ بچہ فوراً اُس کا دعویٰ مان لیتا ہے اور کبھی دلیل کا طالب نہیں بنتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

طفل گوید مادرا حجت بیار — تا کہ باشیرت بگیرم من قرار

(کیا) بچہ کہتا ہے کہ اے ماں! دلیل لا؟ — تاکہ تیرے دودھ سے مجھے چین نصیب ہو

در دلِ[۱] ہر اُمتی کز حق مزہ ست — روی و آوازِ پیمبر معجزہ است

جس اُمتی کے دل میں حق کا ذائقہ ہے — پیغمبر کا چہرہ اور آواز معجزہ ہے

چوں پیمبر از بروں بانگے زند — جانِ اُمت در درون سجدہ کند

جب پیغمبر باہر سے پکارتا ہے — اُمت کی رُوح اندر سجدہ کرتی ہے

زانکہ جنسِ بانگِ اُو اندر جہاں — از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں

اِس لئے کہ اُس کی آواز کی مانند دنیا میں — روح کے کان نے کسی کی آواز نہیں سُنی

آں غریب[۲] از ذوقِ آوازِ غریب — در سجود آید بحق گردد قریب

وہ مسافر عجب آواز کے ذوق سے — سجدہ میں گر جاتا ہے اور اللہ (تعالےٰ) سے قریب ہو جاتا ہے

چوں کُند سجدہ ز جان و دل غریب — از زبانِ حق شنید انی قریب

جب مسافر دل و جان سے سجدہ کرتا ہے — اللہ (تعالےٰ) کی زبان سے سنتا ہے "بیشک میں قریب ہوں"

سجدہ کردنِ یحییٰ[۱] و مسیح[۲] یک دیگر را در شکمِ مادر[۳]

حضرت یحییٰؑ و حضرت مسیحؑ کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنا

مادرِ یحییٰ[۱] چو حامل بُود ازو — بُود با مریم[۲] نشستہ دو بدو

(حضرت) یحییٰ کی والدہ جب اُنسے حاملہ تھیں — (حضرت) مریمؑ کے رُوبرُو بیٹھی تھیں

مادرِ یحییٰ[۱] بمریمؑ در نہفت — پیشتر از وضعِ حملِ خویش گفت

(حضرت) یحییٰؑ کی والدہ نے (حضرت) مریمؑ سے آہستہ سے — اپنے وضع حمل سے پہلے — کہا

کہ یقیں دیدم درونِ تو شہے ست — کہ اولوالعزم و رسول آگہے ست

کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پیٹ میں ایک شاہ ہے — جو کہ بڑے درجہ کا اور باخبر رسول ہے

چوں برابر اوفتادم با تو من — کرد سجدہ حملِ من اے ذوالفطن

جب میں آپ کے برابر آئی — اے عقلمند! میرے حمل نے سجدہ کیا

ایں جنیں مر آں جنیں را سجدہ کرد — کز سجودش در تنم اُفتاد درد

پیٹ کے اِس بچہ نے پیٹ کے اُس بچہ کو سجدہ کیا — جس کے سجدے سے میرے بدن میں درد ہوا

گفت مریمؑ من درونِ خویش ہم — سجدۂ دیدم ازیں طفلِ شکم

(حضرت) مریمؑ نے کہا میں نے بھی اپنے پیٹ میں — اِس پیٹ کے بچہ کا سجدہ دیکھا

---

[۱] در دل۔ جن لوگوں کے دل میں ذوقِ حق ہوتا ہے نبی کا چہرہ اور اُس کی آواز ہی اُن کے لئے معجزہ ہوتی ہے وہ معجزے کے کبھی طالب نہیں ہوتے ہیں۔ چوں پیمبر۔ نبی کی دعوت پر فوراً اُن کی روح سرِ تسلیم خم کر دیتی ہے۔

[۲] غریب۔ یعنی دنیا کا مسافر، راہِ سلوک کا مسافر، آوازِ غریب۔ یعنی نبی کی عجیب آواز۔ در سجود آید۔ یعنی اطاعت کر لیتا ہے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اِنّی قریب۔ بیشک میں نزدیک ہوں قرآنِ پاک میں ہے۔ جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دیں اُن سے قریب ہوں۔

[۳] مادرِ یحییٰ۔ یعنی حضرت زکریاؑ کی بیوی یہ حضرت یحییٰؑ کی ماں ہیں۔ مریمؑ۔ حضرت مسیحؑ کی والدہ محترمہ۔ وضعِ حمل۔ بچہ جننا۔ درونِ تو۔ تیرے پیٹ میں۔ اولوالعزم۔ صاحبِ عزم و عزیمت پانچ بڑے رسول ہیں حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ، آنحضورؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ رسول آگاہ۔ یعنی صاحبِ کتاب رسول۔ ذوالفطن۔ دانائی والا۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ کز سجودش۔ پیٹ کے بچہ کی حرکت سے ماں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گفت مریمؑ۔ حضرت مریمؑ نے فرمایا کہ میرے پیٹ کے بچہ نے بھی تیرے پیٹ کے بچہ کو

745

www.pdfbooksfree.pk

اِشکال آوردنِ نادانان بریں قصّہ

نادانوں کا اِس قصہ پر اِشکال لانا

ابلہاں گویند ایں[1] افسانہ را — خط بکش زیرا دروغ ست و خطا

بے وقوف کہتے ہیں کہ اِس قصہ پر — لکیر کھینچ دے، کیونکہ جھوٹ اور غلط ہے

زانکہ مریمؑ وقتِ وضعِ حملِ خویش — بود از بیگانہ دور و ہم زِ خویش

کیونکہ (حضرت) مریمؑ اپنے وضعِ حمل کے وقت — اپنوں سے بھی دور تھیں اور بیگانوں سے بھی

مریمؑ اندر حمل جُفتِ کس نشد — از بُرونِ شہر او واپس نشد

(حضرت) مریمؑ حمل کے دوران کسی کے ساتھ نہ رہیں — وہ شہر کے باہر سے واپس نہ ہوئیں

از بُرونِ شہر آں شیریں فسوں — تا نشُد فارغ نیامد خود دروں

وہ شیریں دم شہر کے باہر سے — جب تک فارغ نہ ہوئیں اندر نہیں آئیں

چوں[2] بزادش آنگہا نشش بر کنار — بر گرفت و بُرد تا پیشِ تبار

جب اُن کو جن لیا، اُس وقت بغل میں — لیا اور خاندان کے سامنے لے گئیں

مادرِ یحییٰؑ کجا دیدش کہ تا — گوید اُورا ایں سخن در ماجرا

(حضرت) یحییٰؑ کی والدہ نے اُنکو کہاں دیکھا تاکہ — قصہ میں اُن سے یہ بات کہیں

جواب اشکال و بیانِ مقصود از قصّہ

اشکال کا جواب اور قصہ کا مقصد

ایں بداند کانکہ اہلِ خاطرست — غائبِ آفاق اُورا حاضرست

اس کو وہ سمجھتا ہے جو صاحبِ دل ہے — غائبِ دنیا اُس کے سامنے حاضر ہے

پیشِ مریمؑ حاضر آید در نظر — مادرِ یحییٰؑ کہ دور ست از بصر

(حضرت) مریمؑ کے سامنے نگاہ میں حاضر ہے — (حضرت) یحییٰؑ کی والدہ جو دیکھنے میں دور ہیں

دیدہا[3] بستہ بہ بیند دوست را — چوں مُشبّک کردہ باشد پوست را

آنکھیں بند کیئے ہوئے دوست کو دیکھ لیتا ہے — جبکہ کھال کو چھلنی کر دیا ہو

ور ندیدش نز برون و نز درُوں — از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں

اگر اُنھوں نے اُنھیں نہ ظاہری طور پر دیکھا نہ باطنی طور پر — اے عاجز! تو قصہ سے نتیجہ اخذ کرلے

نے چناں کا فسانہا بشنیدۂ — ہمچو شیں بر نقشِ اُو چسپیدۂ

کیا ایسا نہیں ہے کہ تو نے قصے سُنے ہیں — (اور) شین کی طرح اُنکے نقش سے تو چپٹ گیا ہے

---

[1] ایں افسانہ: یعنی دونوں عمل کے ایک دوسرے کو سجدہ کرنے کا قصہ۔ خط بکش۔ قلم پھیر دے۔ زانکہ۔ قرآن پاک میں حضرت مریمؑ کے قصہ میں ہے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا "اسپر مریمؑ کو حمل رہ گیا وہ حمل لیکر کہیں لگ دُور کے مکان میں جا بیٹھیں۔ یعنی حضرت مریمؑ کے حالتِ حمل میں اُنکے پاس کوئی دوسرا نہ تھا۔ واپس نہ شد۔ وہ شہر سے نکل کر چلی گئیں تھیں لہٰذا وہاں حضرت یحییٰؑ کی والدہ کہاں تھیں شیریں فسوں۔ حضرت مریمؑ۔

[2] چوں بزادش۔ قرآن پاک میں ہے فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ "وہ مریم اُس بچہ کو اُٹھاکر اپنی قوم کے پاس لائیں" تبار۔ خاندان، قبیلہ۔ ایں بداند۔ اِس قصہ کو وہ سمجھ سکتا ہے جو ایسا صاحبِ دل ہو کہ غائب از نظر چیزیں بھی اُسکے سامنے ہوں پیشِ مریم۔ ایک جواب یہ ہے کہ دونوں میں باہمی روحانی طور پر گفتگو ہوئی ہو۔

[3] دیدہا بستہ۔ جن لوگوں نے مجاہدات کے ذریعہ اپنے بدن کو چھلنی بنا دیا ہو وہ آنکھیں بند کرکے دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔ ور ندیدش۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مریمؑ نے حضرت یحییٰؑ کی والدہ کو نہ ظاہری طور پر دیکھا اور نہ باطنی طور پر اور قصہ غلط بھی ہو تو نتیجہ جو صحیح ہے اُسپر عمل کرو یعنی اللہ کے نیک بندوں کی تعظیم کرو۔ نے چناں۔ تم سب سے افسانے سنتے ہو جن کا نقش دل پر جما ہوا ہے کیا ایسا نہیں ہے۔

746

www.pdfbooksfree.pk

تا ہمی گفت آں کلیلہ[1] بے زباں — چوں سخن نوشد ز دمنہ بے بیاں
حتیٰ کہ بے زبان اُس کلیلہ نے کہا — اس نے دمنہ سے بغیر کہے بات کیسے سُن لی؟

ور بدانستند لحنِ ہم دگر — فہمِ او چوں کرد بے نطق ایں بشر
اگر آپس میں لہجہ جانتے تھے — بغیر گویائی کے یہ انسان کیسے سمجھا؟

در میانِ[2] شیر و گاؤ آں دمنہ چوں — شُد رسول و خواند بر ہر دو فسوں
شیر اور گائے کے درمیان وہ دمنہ کس طرح — قاصد بنا؟ اور دونوں پر منتر پڑھ دیا

چوں وزیرِ شیر شد گاؤِ نبیل — چوں ز عکسِ ماہ ترساں گشت پیل
موٹا بیل شیر کا وزیر کیسے بن گیا؟ — ہاتھی چاند کے عکس سے کیسے ڈر گیا؟

ایں کلیلہ دمنہ جملہ افترایست — ورنہ کے بازاغ لکلک را مَریست
یہ کلیلہ اور دمنہ سب جھوٹ ہے — ورنہ کوّے کا تعلق سے کیا اختلاف ہے؟

اے برادر قصہ چوں پیمانہ ایست — اندرو معنیٰ مثالِ دانہ ایست
اے بھائی! قصہ تو ایک پیمانہ ہے — اُس میں معنیٰ دانہ کی طرح ہے

دانۂ معنیٰ بگیرد مردِ عقل — ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
عقلمند انسان معنیٰ کا دانہ لے لیتا ہے — پیمانہ کیطرف دھیان نہیں دیتا ہے اگرچہ وہ منتقل ہوتا رہے

در بیانِ[3] ماجرائے شمع و پروانہ و گل و بلبل وغیرہ
شمع اور پروانہ اور گل و بلبل وغیرہ کے قصے میں بیان

ماجرائے بلبل و گل گوش دار — گرچہ گفتے نیست آنجا اشکار
بلبل اور گل کا قصہ سُن — اگرچہ گفتگو یہاں بھی نمایاں نہیں ہے

ماجرائے شمع با پروانۂ تو — بشنو و معنیٰ گزیں ز افسانۂ تو
شمع کا پروانے کے ساتھ قصہ، تو — سُن اور قصہ سے نتیجہ نکال لے

گرچہ گفتے نیست سرِ گفت ہست — ہیں بپا لاپر مپر چوں چُغد لیست
اگرچہ بات چیت نہیں ہے گفتگو کی حقیقت ہے، — خبردار! اونچا اُڑ چغد کی طرح نیچے نہ اُڑ

گفت در شطرنج کایں خانہ رُخ است — گفت خانہ اش کجا آمد بدست
(کسی نے) شطرنج میں کہا کہ یہ رُخ کا گھر ہے — (دوسرے نے) کہا اسکو گھر کہاں سے مل گیا؟

خانہ را بخرید یا میراث یافت — فرخ آنکس کو سوئے معنیٰ شتافت
اس نے گھر خریدا یا میراث میں پایا — مبارک ہے وہ شخص جو معنیٰ کی طرف دوڑا

---

[1] کلیلہ و دمنہ۔ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جن کا باہمی مکالمہ وغیرہ اس کتاب میں درج ہے اُسمیں مذکور ہے کہ کلیلہ نے بغیر زبان کے یہ کہا تو بتاؤ کہ دمنہ کی بات بغیر بتائے اُسنے کیسے سُن لی جو بغیر زبان کے جواب کی نوبت آئی اچھا وہ اگر آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھتے بھی تھے تو یہ انسان صاحب اُس کو کیسے سمجھ گئے جو نقل کر رہے ہیں۔

[2] در میاں۔ اُسمیں لکھا ہے دمنہ، شیر اور بیل کے درمیان ایلچی بنا اور پھر اُس نے دونوں کو دھوکا دیدیا چون وزیر۔ اُسمیں لکھا ہے کہ ایک بیل ایک شیر کا وزیر تھا اور ایک ہاتھی چاند کے عکس سے بدک گیا۔ ایں کلیلہ۔ غرضیکہ سارا کلیلہ و دمنہ کا قصہ جھوٹ ہے ورنہ کوّے اور تعلق کا کیا جھگڑا ہے اسمیں اور لیکن اِن تمام قصوں سے نتائج اخذ کرلئے جاتے ہیں لفظوں کی مثال پیمانہ کی سی ہے اور معنیٰ کی مثال غلہ کی سی ہے مقصود غلہ ہے نہ کہ پیمانہ۔

[3] در بیان۔ شمع و پروانہ اور گل و بلبل کے افسانے بھی اسی قبیل سے ہیں کہ اُن سے مقصود معنیٰ اور نتائج کا اخذ کرنا ہے۔ گرچہ گفتے۔ گل و بلبل کی آپس میں کبھی باتیں نہیں ہوئیں گرچہ۔ اِن خبروں میں اگرچہ گفتگو اور کلام نہیں ہوتا لیکن مقصدِ کلام جو نتیجہ ہے وہ حاصل ہے۔ گفت در شطرنج۔ نقلی کج بحثی کی مثال ہے رُخ۔ شطرنج کے مہرے کا نام ہے۔

747 Zaib
www.pdfbooksfree.pk

گفت[1] نحوی زید عمرو را قد ضرب
نحوی نے کہا زید نے عمرو کو مارا

گفت چونش کرد بے جرمے ادب
(شاگرد نے) کہا اسکو بے خطا کیوں سزا دی؟

عمرو را جرمش چہ بد کاں زید خام
عمرو کی کیا خطا تھی؟ کہ اس نالائق زید نے

بے گناہ اورا بزد ہمچوں غلام
اس کو بے قصور غلام کی طرح پیٹا

گفت ایں پیمانہ معنیٰ بود
(نحوی نے) کہا یہ (لفظ) معنیٰ کا پیمانہ ہوتے ہیں

گیر معنیٰ ہا کہ پیمانہ است رد
معنیٰ کو لے لے کیونکہ پیمانہ واپس ہو جاتا ہے

زید و عمرو را ز بہر اعراب است و ساز
زید اور عمرو اعراب (بتانے) کیلئے اور (جملہ) بنانے کیلئے ہیں

گر دروغ ست آں تو با اعراب ساز
اگر وہ جھوٹ بھی ہے تو اعراب کو سمجھ لے

گفت نے من آں ندانم عمرو را
(شاگرد نے) کہا میں یہ نہیں جانتا، عمرو کو

زید چوں زد بے گناہ و بے خطا
زید نے بلا قصور اور بلا خطا کیوں مارا؟

گفت زو لاچار و لاغے بر کشود
(نحوی نے) اس سے مجبوراً مذاق شروع کر دی

عمرو یک واوے فزوں دزدیدہ بود
عمرو نے ایک واؤ زیادہ چرالی تھی

زید واقف گشت دزدش را بزد
زید کو پتہ چل گیا اس نے اپنے چور کو مارا

چونکہ از حد بُرد اورا حد سزد
چونکہ وہ حد سے بڑھ گیا تھا اس کیلئے سزا مناسب تھی

پذیرا[2] آمدن سخن باطل در دل باطلاں
باطل بات کا باطل لوگوں کے دل میں اتر جانا

گفت اینک راست پذرفتم بجاں
(شاگرد نے) کہا اب ٹھیک ہے میں نے دل سے مان لیا

گر نماید راست در پیش کژاں
ٹیڑھی بات ٹیڑھوں کو سیدھی نظر آتی ہے

گر بگوئی اَحولے را مہ یکے ست
اگر تو بھینگے سے کہے کہ چاند ایک ہے

گوید نے دوست دو حدت نیکے ست
وہ کہے گا نہیں اے دوست! ایک ہونے میں خرابی ہے

ور برو خندد کسے گوید دو است
اور اگر اس سے کوئی مذاق کرے اور کہے کہ (چاند) دو ہیں

راست دارد ایں سزائے بدخواست
سچ سمجھ لے گا، بدخصلت کی سزا یہی ہے

بر دروغاں[3] جمع می آید دروغ
جھوٹوں کے لئے جھوٹ جمع ہو جاتا ہے

لِلْخَبِيثَاتِ الْخَبِيثُونَ زد فروغ
خبیث لوگ خبیث عورتوں کیلئے ہیں، واضح ہے

دل فراخاں را بود دست فراخ
فراخدلوں کا ہاتھ فراخ ہوتا ہے ——

چشم کوراں را عثار سنگلاخ
اندھوں کے لئے سنگلاخ میں ٹھوکریں ہیں

---

[1] گفت نحوی۔ قد ضرب زیدٌ عمروًا نحویں عام طور پر جملہ کی مثال اور فاعل پر پیش اور مفعول پر زبر آنے کی یہ مثال دی جاتی ہے، عمرٌو اور عمرًا میں فرق کیلئے عمرو میں ایک واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے، مثال کا اصل مقصد سمجھنے کی بجائے یہ سوالات کرنا لفظی کج بحثی ہے گفت ایں۔ اُستاد نے سمجھایا کہ مثال کا اصل مقصد سمجھ لے۔ گر دروغ ست۔ اگر زید نے عمرو کو نہیں مارا اور یہ جھوٹ بھی ہے تو تجھے اس سے کیا بحث تو اصل مقصد سمجھ لے۔ گفت نے۔ شاگرد اصل بات سمجھنے کو تیار نہیں ہوا اور پھر یہی دریافت کرنے لگا کہ زید نے عمرو کو کیوں مارا۔ لاغ۔ مذاق۔ عمرو۔ اسمیں جو واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے وہ اُسنے چرالی تھی اسلئے اسکو مارا ہے۔ حد۔ سزا۔

[2] پذیرا۔ غلط آدمیوں کو غلط باتیں پسند آتی ہیں۔ کژ۔ کج۔ کژاں۔ کج بیں۔ گر بگوئی۔ بھینگا چاند کے ایک ہونے کو تسلیم نہ کرے گا چاند کا دو ہونا جو غلط ہے اسکو تسلیم کرے گا۔

[3] بر دروغاں۔ یعنی جھوٹے جھوٹ کو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ دل فراخاں۔ وسیع القلب لوگ۔ عثار۔ لڑکھڑانا پھسلنا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

748
www.pdfbooksfree.pk

ہر کہ او جنسِ دروغ ست اے پسر — راست پیشِ او نباشد معتبر
اے بیٹا! جو جھوٹ کا ہم جنس ہے — سچ اس کے لئے معتبر نہیں ہوتا ہے

ہر کرا دندانِ صدقے رستہ شد — از دروغ و از خباثت رستہ شد
جس کے سچائی کے دانت نکل آئے ہیں — وہ جھوٹ اور خباثت سے آزاد ہوگیا

جستنِ[1] آں درخت کہ ہر کہ میوۂ آں خورد ہرگز نمیرد
اُس درخت کی تلاش کرنا کہ جو بھی اُس کا میوہ کھائے گا کبھی نہیں مرے گا

گفت دانائے برائے داستاں — کہ درختے ہست در ہندوستاں
ایک عقلمند نے داستان کے طور پر کہا — کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے

ہر کسے کز میوۂ او خورد و بُرد — نے شود او پیر و نے ہرگز بمُرد
کہ جس کسی نے اُس کا میوہ کھایا اور حاصل کرلیا — نہ وہ بوڑھا ہوا اور نہ وہ کبھی مرا

بادشاہے ایں شنید از صادقے — بر درخت و میوہ اش شد عاشقے
ایک بادشاہ نے ایک سچے آدمی سے یہ سُن لیا — درخت اور اُس کے میوے کا عاشق ہوگیا

قاصدِ دانا ز دیوانِ ادب — سوئے ہندوستاں رواں کرد از طلب
ادب کے دفتر میں سے ایک عقلمند قاصد — تلاش کے لئے ہندوستان روانہ کیا

سالہا می گشت آں قاصد از و[2] — گردِ ہندوستاں برائے جستجو
اُس کا وہ قاصد سالوں گھومتا پھرا — تلاش کے لئے ہندوستان کے چاروں طرف

شہر شہر از بہرِ ایں مطلوب گشت — نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت
اس مقصد کے لئے شہر شہر گھوما — نہ کوئی جزیرہ بچا، نہ پہاڑ، نہ جنگل

ہر کرا پُرسید کرد ش رشیخند — کایں نجوید جز مگر مجنون بند
اُس نے جس سے پوچھا اُسنے اُسکی مذاق اُڑائی — کہ یہ (درخت) پاگلخانہ کے لائق مجنوں کے سوا کوئی تلاش کریگا

بس کساں صَفعش زدند اندر مزاح[3] — بس کساں گفتند کاے صاف فلاح
بہت سوں نے مذاق میں اس کے چانٹے اُڑائے — بہت سوں نے کہا اے نیک بخت!

جستجوئی چوں تو زیرک سینہ صاف — کے تہی ماند کجا باشد گزاف
تجھ جیسے صاف دل ذہین کی تلاش — کب خالی جائیگی؟ کہاں بیکار ہوگی؟

وین[3] مراعاتش یکے صَفعِ دگر — وین ز صَفعِ آشکارا سخت تر
اِس کے ساتھ یہ ہمدردی ایک دوسرا چپت تھی — یہ چپت (اس) کھلے ہوئے چپت سے زیادہ سخت تھا

[1] جستن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر بیں لفظوں سے رغبت رکھتا ہے معانی کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے۔ گفت۔ ایک عقلمند نے یہ کہا کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے کہ جو اُس کا میوہ کھالے وہ نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ بادشاہ نے۔ بادشاہ نے اِس بیان کے لفظوں کیطرف توجہ کی اور یہ سمجھا کہ حقیقتاً کوئی ایسا درخت ہے جس سے مستقل جوانی اور زندگی حاصل ہوجاتی ہے اور اُس کی تلاش میں ایک صاحب کو روانہ کردیا۔

[2] از و۔ یعنی بادشاہ کا قاصد جستجو۔ یعنی درخت کی تلاش میں۔ رشیخند۔ مذاق، دل لگی۔ مجنونِ بند۔ وہ پاگل جو قید خانہ میں بند کردینے کے قابل ہو۔ صَفع۔ چپت، طمانچہ۔ مزاح۔ مذاق۔ گزاف۔ فضول۔

[3] وین مراعاتش۔ اِس طرح کی غلط ہمدردی اُس کیلئے چپت بازی سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔

749

www.pdfbooksfree.pk

می ستود ندش تسخر[1] کای بزرگ — در فلاں اقلیم بس ہول و سترگ

فلاں علاقہ میں بہت ہولناک اور عظیم الشان

فلاں جنگل میں ایک ہرا درخت ہے — جو بہت اونچا اور گھنا ہے اور اُس کی ہر شاخ موٹی ہے

در فلاں بیشہ درختے ہست سبز — بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز

بادشاہ کا قاصد جستجو میں کمربستہ تھا — (لیکن) ہر ایک سے ایک نئی بات سُنتا تھا

قاصدِ شہ بستہ در جستن کمر — می شنید از ہر کسے نوعِ دگر

وہ وہاں سالوں سفر کرتا رہا — بادشاہ اُس کو بہت مال بھیجتا رہا

بس سیاحت کرد آنجا سالہا — می فرستادش شہنشہ مالہا

جب اُس نے مسافرت میں بہت مشقتیں دیکھیں — انجام کار تلاش کرنے سے عاجز آگیا

چوں بسے دید اندراں غربت تعب — عاجز آمد آخر الامر از طلب

مقصود کا کوئی نشان نہ ظاہر ہوا — اِس مقصد کا سوائے باتوں کے کچھ پتہ نہ چلا

ہیچ از مقصود[2] اثر پیدا نشد — زاں غرض غیر خبر پیدا نشد

اُس کی امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا — انجام کار اُس کا (قابلِ) جستجو (ناقابلِ) جستجو ہو گیا

رشتۂ اُمید او بگسستہ شد — جستۂ او عاقبت ناجستہ شد

اُس نے بادشاہ کی جانب واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا — آنسو بہاتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا

کرد عزمِ بازگشتن سوئے شاہ — اشک می بارید و می بُرید راہ

شرح کردن شیخ سرِّ آں درخت را با آں طالب مُقلِّد

اُس مُقلِّد طلبگار کے لئے شیخ کا اُس درخت کے راز کی تشریح کرنا

ایک شیخ عالم، قطب شریف (رہتا) تھا — اُس پڑاؤ پر جہاں مایوس ہم مجلس ہوا

بود شیخے عالمے قُطبے کریم — اندراں منزل کہ آنس[3] شد ندیم

بولا میں مایوس اُس کے سامنے جاؤں — (شاید) اُس کے آستانہ سے راستہ چلنے لگوں

گفت من نومید پیشِ او روم — زآستانِ او براہ اندر شوم

تاکہ اس کی دعا میرا ساتھی بنے — چونکہ میں مقصود سے مایوس ہو گیا ہوں

تا دُعائے او بود ہمراہِ من — چونکہ نومیدم من از درخواہِ من

آنسو بھری آنکھوں سے شیخ کے سامنے گیا — ابر کی طرح آنسو برساتا تھا

رفت پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب — اشک می بارید مانندِ سحاب

[1] تسخر۔ تمسخر۔ ہول۔ یعنی ہولناک۔ سترگ۔ بڑا عظیم الشان۔ گبز۔ موٹا۔ نوعِ دگر۔ یعنی ہر شخص سے جداگانہ قسم کی بات سنتا تھا۔ سیاحت۔ سفر، سیر۔ مالہا۔ یعنی اخراجات کے لئے بادشاہ روپیہ پیسہ بھیجتا رہتا تھا۔ غربت۔ مسافرت۔ تعب۔ تھکن، تکلیف۔

[2] مقصود۔ یعنی درخت۔ غرض۔ یعنی درخت۔ غیر خبر۔ یعنی باتوں کے سوا جستجو۔ یعنی جس درخت کو ڈھونڈنے نکلا تھا وہ ناقابلِ جستجو ثابت ہوا ہے۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ طالبِ مقلد۔ یعنی وہ قاصد۔ قطبے۔ یعنی وہ شیخ قطبِ وقت تھا۔

[3] آنس۔ مایوس شخص۔ ندیم۔ شریکِ مجلس۔ براہ یعنی اس راستہ پر پڑ جاؤں جو درخت تک پہنچا دے۔ دل خواہ۔ مقصد۔

750

www.pdfbooksfree.pk

گفت شیخا وقتِ رحمت رافت[1] است
کہا، اے شیخ! رحم و مہربانی کا وقت ہے
نا اُمیدم وقتِ لُطف ایں ساعت است
میں مایوس ہوں مہربانی کا یہ وقت ہے

گفت و اگو کز چہ نومیدستیت
(شیخ نے) کہا صاف بتا تیری ناامیدی کس چیز سے ہے؟
چیست مطلوب تو رُو با کیستت
تیرا مقصود کیا ہے؟ کس کی طرف متوجہ ہے؟

گفت شاہنشاہ کردم اختیار
اُس نے کہا بادشاہ نے مجھے چُنا
از برائے جستنِ یک شاخسار
ایک درخت کی تلاش کے لئے

کہ درختے ہست نادِر در جہات
کہ اطراف میں ایک ایسا درخت ہے
میوہ اُو مایہ آبِ حیات
جس کا پھل آبِ حیات کا سرمایہ ہے

سالہا جستم ندیدم زُو نشاں
میں نے سالوں تلاش کیا، اُسکا نشان نہ دیکھا
جُز کہ طنز و تسخرِ ایں سرخوشاں
سوائے اُن مستوں کے طنز اور مذاق کے

شیخ خندید و بگفتش اے سلیم
شیخ ہنسا اور اُس سے کہا اے بھولے!
ایں درختِ علم باشد در علیم
یہ درخت علم کا ہے عالم کے اندر

بس[2] بلند و بس شگرف و بس بسیط
جو بہت بلند اور بہت عجیب اور بہت پھیلا ہوا ہے
آبِ حیوانے زدریائے محیط
محیط سمندر کا، آبِ حیات ہے

تو بصورت رفتہ اے بے خبر
اے غافل! تو صورت کے پیچھے چل پڑا
زاں زشاخِ معنیٔ بے بار و بر
اسی لئے (تو) معنیٰ کی شاخ سے بے میوہ اور پھل کے ہے

گہ درختش نام شُد گہ آفتاب
کبھی اُس کا نام درخت بنا کبھی سورج
گاہ بحرش نام گشت و گہ سحاب
کبھی اُس کا نام سمندر ہوا اور کبھی ابر

آں یکے[3] کش صد ہزار آثار خاست
وہ ایک ایسا (عمل) ہے جس سے لاکھوں نتیجے پیدا ہوئے
کمتریں آثارِ اُو عمرِ بقاست
اُس کا کم درجہ کا نتیجہ ابدی زندگی ہے

گرچہ فرد ست اُو اثر دارد ہزار
اگرچہ وہ ایک ہے ہزاروں نتیجے رکھتا ہے
آں یکے را نام شاید بے شمار
اُس ایک کے لئے شمار نام مناسب ہیں

آں یکے شخصے ترا باشد پدر
وہ ایک شخص جو تیرا باپ ہے
در حقِ شخصے دِگر باشد پسر
دوسرے شخص کے اعتبار سے وہ بیٹا ہے

---

[1] رافت۔ مہربانی۔ لُطف۔ مہربانی۔ شفقت۔ [2] بس۔ صاف بتا۔ اختیار۔ پسند کرنا، چُننا۔ شاخسار۔ درخت۔ جہات۔ اطراف۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس کو پی کر ابدی زندگی حاصل ہو جائے۔ سرخوشاں۔ مست و بیخود لوگ۔ سلیم۔ بھولا انسان۔ علم باشد علم کے اپنے اوصاف کے اعتبار سے بہت سے نام ہیں چونکہ علم کے سایہ میں انسان راحت سے زندگی گذارتا ہے لہٰذا اُس کو درخت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں تو اُس درخت سے علم مُراد ہے۔

[2] بس بلند۔ وہ علم کا درخت عظیم الشان ہے اور علم باری اُس کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ آبِ حیات ہے۔ دریائے محیط۔ یعنی علم باری۔ تو بصورت۔ تو نے درخت کے ظاہری اور لغوی معنیٰ مراد لئے ہیں اسی لئے تو معنیٰ کی شاخ سے محروم ہے گو درخت۔ چونکہ لوگ علم کے ثمرات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں لہٰذا اُس کو درخت سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گو آفتاب۔ علم کو آفتاب بھی کہہ دیا جاتا ہے چونکہ لوگ اُس کی روشنی سے مُستفید ہوتے ہیں۔ گو سمندر۔ چونکہ علم ایک پلپلی چیز ہے اُس کو سمندر سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گو سحاب۔ چونکہ علم بھی شادابی اور سرسبزی کا سبب ہے، لہٰذا اُس کو سحاب کہہ دیا جاتا ہے۔ آں یکے۔ علم ایک ہے لیکن اُس سے نتائج اور

[3] آثار لاکھوں ہیں۔ انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ آبِ حیات بھی ہے۔
[3] آں یکے انسانوں میں ایک شخص کو مختلف حیثیتوں سے مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے وہی ایک انسان باپ بھی ہے اور بیٹا بھی، چچا بھی ہے اور ماموں بھی ہے ایک کے اعتبار سے دشمن اور قہر بھی ہے دوسرے کے اعتبار سے نیک اور مہربان ہے۔

751

www.pdfbooksfree.pk

در حقِ دیگر بُود قہر و عدُو
ایک کے حق میں وہ ظلم اور دشمنی ہے
در حقِ دیگر بُود لُطف و نکُو
دوسرے کے حق میں وہ مہربانی اور بھلائی ہے

در حقِ دیگر بُود اُو عمّ و خال
ایک کے حق میں وہ چچا اور ماموں ہے
در حقِ دیگر بُود ہیچ و خیال
دوسرے کے حق میں وہ ناچیز اور خیال ہے

صَد ہزاراں نام و اُو یک آدمی
وہ ایک شخص ہے اور لاکھوں نام ہیں
صاحب ہر وصفش از وصفے[1] عمی
اُس کا ہر ایک وصف جاننے والا اور دوسرے وصف سے بےخبر ہے

ہر کہ جوید نام گر صاحب تقی ست
جو نام کا جویاں ہو اگرچہ بھروسے کا ہو
ہمچو تو نومید و اندر تفرقہ ست
تیری طرح ناامید اور پریشانی میں ہے

تو چہ بر چسپی بریں نامِ درخت
تو اس درخت کے نام پر کیوں چپکا ہے
تا بمانی تلخ کام و شور بخت
خبردار! تو ناکام اور بدنصیب رہے گا

صورتِ ظاہر چہ جوئی اے جواں
اے جوان! تو ظاہری صورت کو کیا تلاش کرتا ہے؟
رَو معانی را طلب اے پہلواں
اے بہادر! جا معانی کو طلب کر

صورتِ ظاہر بُود چوں قشر و پوست
ظاہری صورت چھلکے اور پوست کیطرح ہے
معنیٔ اندر وے چو مغز اے یار و دوست
اے یار اور دوست! اُس میں معنیٔ گودے کیطرح ہے

در گذر[2] از نام و بنگر در صفات
نام سے ترقی کر اور صفات کو دیکھ
تا صفاتت رو نماید سوئے ذات
تاکہ صفات ذات تک تیری رہنمائی کریں

گم شوی در ذات و آسائی ز خود
(پھر) تو ذات میں گم ہو جائیگا اور خود ہی نجات پالیگا
چشمِ تو یکرنگ بیند نیک و بد
تیری آنکھ اچھے برے کو یکساں دیکھے گی

اختلافِ خلق از نام اُوفتاد
مخلوق میں نام سے جھگڑا پڑا
چون بمعنیٰ رفت آرام اُوفتاد
وہ جب معنیٰ کی طرف گئی راحت مل گئی

اندریں معنیٰ مثالِ خوش شنو
معنیٰ کے سلسلہ میں ایک اچھی مثال سُن لے
تا نمانی تو اسامی را گرو
تاکہ تو ناموں کا پابند نہ رہے

بیانِ[3] منازعت کردنِ چہار کس جہتِ انگور باہم دگر

انگور کے معاملہ میں چار شخصوں کا آپس میں جھگڑنے کا بیان کیونکہ

بعلّت آنکہ زبانِ یکدیگر را نمی دانستند
وہ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے تھے

[1] از وصفے عمی۔ یعنی ہر شخص ایک وصف سے واقف ہے اور دوسرے وصف سے ناواقف ہے۔ ہر کہ صرف نام کے درپے ہونے والا خواہ کتنا ہی بھلا ہو وہ حصولِ مقصد میں ناکام اور مایوس ہوتا ہے۔ توجہ۔ شیخ نے قاصد سے کہا درخت کے لفظ کو نہ چپٹ۔ صورتِ ظاہر۔ درخت کے لفظ کا بظاہر وہی مفہوم ہے جو قاصد سمجھا تھا۔ معنیٰ اندر کی۔ انکی مراد یہ ہے کہ وہ چیز جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہوں۔

[2] در گذر۔ جبکہ معانی کے مقابلے میں اسماء کی کوئی وقعت نہیں ہے تو اسماء میں نہ اُلجھ بلکہ صفات کی طرف ترقی کر جو اُن اسماء کے معانی ہیں اور اُن سے تو ذات تک پہنچ جائیگا جو صفات کی حقیقت ہے۔ گم شوی۔ ذات میں گم ہو کر تن پروری سے نجات پا جائیگا اور وحدت کے غلبہ کی وجہ سے تیری آنکھ کے لئے نیک و بد میں یکرنگی پیدا ہو جائیگی۔ اختلاف۔ اسماء کا اختلاف صرف حیثیتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے تو اسماء کے پابند اپنے اسی اختلاف میں سرگرداں ہیں اُن کی حقیقت تک رسائی نہیں ہے۔

[3] بیان۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظوں کے پابند محض لفظی اختلاف کی وجہ سے باہمی اختلاف کرتے ہیں اگر حقیقت تک پہنچ جائیں تو وحدت پیدا ہو جائے۔

752

www.pdfbooksfree.pk

چار کس را داد مردے یک درم
ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا

پارسی و ترک و رومی و عرب
ایرانی اور ترکی اور رومی اور عربی

پارسی گفتا کہ ایں را چوں کنم
ایرانی نے کہا کہ اِس کا کیا کروں؟

آں یکے دیگر عرب بد گفت لا
ایک دوسرا عرب تھا، اُس نے کہا نہیں

آں یکے ترکی بداو گفت اے کوزم
ایک ترکی تھا اُس نے کہا، اے احمق!

آں یکے رومی بگفت ایں قیل را
اُس ایک رومی نے کہا، اِس بات کو

در تنازع آں نفر جنگی شدند
وہ جماعت جھگڑے میں جنگ باز بن گئی

مشت بر ہم می زدند از ابلہی
حماقت سے مکّے بازی کرنے لگے

صاحب سرّے[52] عزیزے صد زباں
معنی کو سمجھنے والا، بزرگ، صد ہا زبانیں جاننے والا

پس بگفتے او کہ من زیں یک درم
وہ کہدیتا کہ میں اُس ایک درہم سے

چونکہ بسپارید دل را لے دغل
جب بغیر کھوٹ کے دل کو تم (میرے) سپرد کردوگے

یک[53] درم تاں می شود چار المراد
خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا ایک درہم چار بنجائیگا

گفتِ ہر یک تاں دہد جنگ و فراق
تم میں سے ہر ایک کی بات لڑائی اور جدائی کرادی ہے

ہر یکے[51] از شہرے افتادہ بہم
ہر ایک، ایک شہر سے آپس میں مل گئے تھے

جملہ باہم در نزاع و در غضب
سب آپس میں لڑائی اور غصہ میں تھے

ہیں بیاتا ایں بانگوری دہم
ہاں، آ تاکہ میں انگور والے کو دیدوں

من عِنَب خواہم نہ انگور اے دغا
اے دغا باز! میں عنب چاہتا ہوں نہ کہ انگور

من نمی خواہم عِنَب خواہم اوزم
میں عنب کی خواہش نہیں رکھتا میں اوزم چاہتا ہوں

ترک کن خواہیم استافیل را
چھوڑ، ہم استافیل چاہتے ہیں

کہ ز سرّ نامہا غافل بدند
کیونکہ وہ ناموں کے معنی سے ناواقف تھے

پُر بدند از جہل و از دانش تہی
وہ نادانی سے بھرے تھے اور عقل سے خالی تھے

گر بدے آنجا بداوے صلح شاں
اگر وہاں ہوتا تو اُن میں صلح کرادیتا

آرزوئے جملہ تاں را می خرم
تم سب کی تمنا خرید دیتا ہوں

ایں درم تاں می کند چندیں عمل
تمہارا یہ درہم اتنے کام کردے گا

چار دشمن می شود یک ز اتحاد
اتحاد سے چار دشمن ایک ہو جائیں گے

گفتِ من آرد شما را اتفاق
میری گفتگو تم میں اتفاق پیدا کردے گی

---

۵۱ ہر یکے۔ اسی وجہ سے اُن کی زبانیں مختلف تھیں۔ بانگوری دہم۔ یعنی ہم انگور فروش سے انگور خریدیں اور سب ملکر کھائیں۔

۵۱ آں یکے۔ عرب نے لا کہا جس کے معنی انکار کے ہیں یعنی میں انگور نہیں خریدوں گا، عِنَب خریدوں گا جسکے معنی وہی ہیں جو انگور کے ہیں۔ کوزم۔ احمق۔ اوزم۔ یعنی میں عِنَب نہ خریدوں گا میں اوزم خریدونگا جس کے معنی وہی ہیں جو عِنَب کے ہیں۔ قیل۔ قول، بات۔ استافیل۔ انگور۔ سرّ نامہا۔ یعنی ان ناموں کی حقیقت سے ناواقف تھے۔

۵۲ صاحب سرّ۔ جو اِن الفاظ کے معنی اور سینکڑوں زبانوں سے واقف ہو۔ آرزوئے سب جھگڑا کرنے والوں کی آرزو ایک ہی چیز تھی۔

۵۳ یک درم۔ یعنی اِس ایک درہم سے چاروں کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ گفتِ ہر یک۔ چونکہ تم لوگ محض لفظوں اور ناموں میں پھنسے ہو تو تمہاری گفتگو اختلاف کا سبب ہے۔

753

www.pdfbooksfree.pk

پس شما خاموش باشید انصتوا[1] — تا زباں تاں می شوم در گفتگو

پس تم خاموش ہو جاؤ، چُپ رہو — تاکہ میں بات چیت میں تمہاری زبان بنجاؤں

گر سخن تاں می نماید یک نمط — در اثر مایہ نزاع ست و سخط

اگرچہ تمہاری بات ایک طرح کی نظر آتی ہے — نتیجہ میں غصہ اور جھگڑے کا سرمایہ ہے

گر سخن تاں در توافق مُوتلق ست — در اثر مایہ نزاع و تفرق ست

اگرچہ تمہاری بات باہمی موافقت میں قابلِ بھروسہ ہے — نتیجہ میں جھگڑے اور تفرقہ کا سرمایہ ہے

گرمیِ عارضی ندہد اثر — گرمیِ خاصیتی دارد ہُنر

عارضی گرمی اثر نہیں کرتی ہے — اصلی گرمی ہُنر رکھتی ہے

سرکہ را اگر گرم کردی ز آتش آں — چوں خوری سردی فزاید بیگماں

اگر تو سرکہ کو آگ سے گرم کر دیگا — تو جب کھائے گا وہ یقیناً سردی بڑھائیگا

زانکہ گرمیِ اُو دہلیزی ست — طبعِ اصلش سردی ست و تیزی ست

اِس لئے کہ اُس کی گرمی عارضی ہے — اُس کی اصلی طبیعت سردی اور تیزی ہے

ور بود تخ بستہ دوشاب اے پسر — چوں خوری گرمی فزاید در جگر

اے بیٹا! اگر انگور کا شیرہ جما ہوا برف ہو — جب تو کھائے گا وہ جگر میں گرمی بڑھائیگا

پس ریائے شیخ بہ ز اخلاصِ ما[2] — کز بصیرت باشد آں و ایں ز عمیٰ

تو شیخ کی ریاکاری ہمارے اخلاص سے بہتر ہے — کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے

وز حدیثِ شیخ جمعیت رسد — تفرقہ آرد دمِ اہلِ حسد

شیخ کی بات سے اتفاق حاصل ہوتا ہے — اہلِ حسد کی بات تفرقہ پیدا کرتی ہے

چوں سلیمانؑ کز پئے حضرت بتاخت[3] — اُو زبانِ جملہ مُرغاں را شناخت

جبکہ سلیمانؑ (اللہ کے) دربار کی طرف دوڑے — تو انھوں نے تمام پرندوں کی زبان سیکھ لی

در زمانِ عدلش آہو با پلنگ — اُنس بگرفت و بروں آمد ز جنگ

اُن کے انصاف کے دور میں ہرن تیندوے — مانوس ہو گیا اور لڑائی سے برطرف ہو گیا

شد کبوتر ایمن از چنگالِ باز — گوسفند از گرگ ناورد احتراز

کبوتر، باز کے پنجے سے محفوظ ہو گیا — بکری نے بھیڑیئے سے بچاؤ نہ کیا

اُو میانجی شد میانِ دشمناں — اتحادے شد میانِ پرزناں

وہ دشمنوں میں ثالث بن گئے — پرندوں میں اتحاد ہو گیا

---

[1] انصتوا۔ تم چُپ رہو۔ تا زباں تاں۔ یعنی وہ زبان جو تم جانتے ہو۔ گر سخن تاں۔ یعنی انگور، عنب۔ اوزم، استافیل سب کے معنیٰ ایک ہیں۔ گرمی۔ اِن چاروں شخصوں میں عارضی اتحاد تھا جو صرف ایک معمولی سی بات پر ختم ہو گیا اِسی طرح گرمی اور سردی جو اصلی ہے وہ حقیقی اثر رکھتی ہے عارضی گرمی اور سردی کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ سرکہ۔ سرد ہے اگر آگ پر گرم کر لیا جائے تو یہ عارضی گرمی مؤثر نہ ہوگی۔ دہلیزی۔ باہری، عارضی۔ دوشاب۔ انگور کے شیرے کی تاثیر گرم ہے اُسکی عارضی گرمی مؤثر نہیں ہے۔

[2] پس۔ شیخ کی ریاکاری بھی اصولِ شریعت کے مطابق ہوتی ہے اور اُسمیں حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے عوام کا اِخلاص بھی حقیقت سے دور ہے لہٰذا وہ مؤثر نہیں ہے۔ حدیثِ شیخ۔ چونکہ شیخ حقیقت سے واقف ہوتا ہے لہٰذا اُس کی بات موجبِ اتحاد ہے۔ مختلف المزاج مُریدوں کو ایک لڑی میں منسلک کر دیتا ہے۔

[3] چوں سلیمانؑ۔ حضرت سلیمانؑ حقیقت سے باخبر تھے تمام جانوروں میں اتحاد کا سبب بنگئے تھے۔ آہو و پلنگ چیتے اور ہرن کی دشمنی مشہور ہے لیکن وہ وہ متحد ہو گئے تھے۔ شد کبوتر۔ باز کبوتر کا دشمن ہے لیکن ان کے دور میں دونوں متحد ہو گئے تھے۔ اُو میانجی۔ حضرت سلیمانؑ سب مختلف طبائع والے جانوروں میں صلح کرانیوالے ثالث بن گئے تھے۔

754

www.pdfbooksfree.pk

تو چو مُوریے بہرِ دانہ میدوی
تو چیونٹی کی طرح دانہ کے لئے دوڑتا ہے

ہیں سلیماںؑ جُو چہ می باشی غَوِی
خبردار! سلیمانؑ کی جستجو کر کیوں گمراہ بنتا ہے؟

دانہ جُو را دانہ اش دامے شود
دانہ کی تلاش کرنے والے کیلئے اُسکا دانہ جال بنجاتا ہے

واں سلیماںؑ جُوئے را ہر دُو بُود
اور سلیمانؑ کی تلاش کرنیوالے کیلئے دونوں حاصل ہوتے ہیں

مُرغِ جانہا را دریں آخر زماں
اِس آخری زمانہ میں جانوں کے پرندے

نیست شاں از ہمدگر یکدم اماں
انمیں ایک دوسرے سے تھوڑی دیر کا بھی امن حاصل نہیں ہے

ہم[1] سلیمانؑ ہست اندر دورِ ما
ہمارے زمانے میں بھی سلیمانؑ موجود ہے

کُو دہد صلح و نماند جورِ ما
جو صلح کرا سکتا ہے اور ہمارے ظلم باقی نہ رہیں گے

قولِ اِنْ مِّنْ اُمَّتٍ را یاد گیر
اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ کا قول یاد کرلے

تا بر آلَّا وَخَلَا فِیْهَا نَذِیْر
اِلَّا وَخَلَا فِیْهَا نَذِیْر تک

گفت خود خالی نبود ست اُمتے
(اللہ نے) فرمایا کوئی اُمت خالی نہ ہوگی

از خلیفہ حق و صاحب ہمتے
صاحبِ باطن اور اللہ کے خلیفہ سے

مُرغِ جانہا را چُناں یکدل کُند
وہ جانوں کے پرندوں کو ایسا ایک دِل بنا دیگا

کز صفاشاں بغض و بغل کُند
کہ صفائی کی وجہ سے اُنکو بے کھوٹ اور بے کینہ کردیگا

مُشفقاں[3] گردند ہمچوں والدہ
وہ ماں کی طرح مُشفق بن جائیں گے

مُسلموں را گفت نفسٌ واحدہ
(اللہ نے) مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے

نَفسِ واحد از رسولِ حق شدند
رسولِ حق کی وجہ سے ایک جان ہوگئے

ورنہ ہر یک دشمنِ مُطلق بُدند
ورنہ ہر ایک مطلقاً دشمن تھا

اتحادِ خالی از شرک و دوئی
وہ اتحاد جو شرکت اور دوئی سے خالی ہو

باشد از توحیدِ بے ما و توئی
"ما و تو" سے خالی، وحدت سے ہوتا ہے

بر خاستنِ مخالفت و عداوت از میانِ انصار ببرکتِ وجودِ پیغمبرِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام

انصار کے درمیان سے مخالفت اور دشمنی کا ختم ہوجانا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے

دُو[2] قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت
دو قبیلے جن کا اوس و خزرج نام تھا

یک ز دیگر جان خوں آشام داشت
ایک دوسرے کیلئے خون پینے والی جان رکھتا تھا

---

[1] سلیماں جو۔ یعنی کسی شیخ کو تلاش کر جو اپنے وقت کا سلیمان ہو۔ دانہ جو۔ چیونٹی کی طرح جو صرف دانہ جوئی کریگا جال میں پھنسے گا سلیمان کو تلاش کریگا تو دونوں جہان کی دولت ملیگی مرغ جانہا۔ آخری زمانہ شقاق اور اختلاف کا دور ہے اُس میں سلیمان جیسے شیخ کی زیادہ ضرورت ہے۔

[2] ہم سلیماں۔ سلیمان صفت بزرگ ہر دور میں موجود ہیں۔ قول۔ قرآن پاک میں اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْر۔ کوئی ایسی اُمت نہیں ہے جس میں کوئی ڈرانیوالا نہ گزرا ہو لہٰذا ہر دور میں کوئی نہ کوئی نبوت کی صفات کا حامل ضرور ہوگا۔ مرغ جانہا۔ اگر اُس کی دستگیری کرلی جائے تو وہ دلوں کو صاف کرکے سب کو یکدل بنادے گا۔

[3] مُشفقاں۔ یعنی وہ لوگ اُن بزرگ کی وجہ سے ماں کی طرح ایک دوسرے پر شفیق بنگئے۔ آنحضورؐ نے مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے۔ از رسول۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ یعنی سب مسلمان بمنزلہ ایک جان کے ہیں۔ ورنہ اوس اور خزرج کی لڑائیاں مشہور ہیں۔ اتحاد۔ وہ اتحاد جس میں باہمی شرکت اور دوئی کی بُو نہ ہو وہ تب حاصل ہوتا ہے جب من و تو کا جھگڑا نہ رہے اور خالص وحدت ہوجائے۔ انصار۔ اوس و خزرج کے مسلمانوں کا اسلام کے بعد انصار لقب بنگیا۔ دو قبیلہ۔ اوس و خزرج دو قبیلے باہم برسرِ پیکار تھے جو جنگ بعاث کی جنگ مشہور ہے۔

759

www.pdfbooksfree.pk

کینہائے کُہنہ شاں از مُصطفیٰؐ
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے انکے پُرانے کینے

محو شُد در نورِ اسلام و صفا
اسلام کے نور اور صفائی میں محو ہو گئے

اوّلاً[1] اِخواں شدند آں دشمناں
پہلے تو وہ دشمن بھائی بنے

ہمچو اَعدادِ عِنَب در بُوستاں
جیسا کہ باغ میں انگور کے دانے

وز دمِ اَلمُؤمِنُونَ اِخوَۃٌ بہ بند
(پھر) اَلمُؤمِنُونَ اِخوَۃٌ سے (ترقی کرکے) بندش

در شکستند و تنِ واحد شُدند
توڑ ڈالی اور ایک جسم ہو گئے

صورتِ[2] انگورہا اِخواں بُوَد
انگوروں کی صورت بھائی بھائی کی ہوتی ہے

چوں فشردی شیرۂ واحد شُوَد
جب تو نے انھیں نچوڑا ایک شیرہ بنگیا

غورہ و انگور ضدانند و لیک
کچا انگور اور (پکا) انگور ایک دوسرے کی ضد ہیں

چونکہ غورہ پختہ شُد شُد یارِ نیک
جب کچا انگور پک گیا اچھا دوست بنگیا

غورہ کو سنگ بست و خام ماند
کچا انگور جو خشک ہوگیا اور کچا رہ گیا

در ازل حق کافرِ اصلیش خواند
اللہ تعالیٰ نے اس کو ازل میں اصلی کافر قرار دیا

نے اَخی نے نفسِ واحد باشد اُو
وہ نہ بھائی اور ایک جان بنتا ہے

در شقاوت نحس و مُلحد باشد اُو
وہ نحوست اور بدبختی میں کافر رہتا ہے

گر بگویم[3] آنچہ اُو دارد نہاں
اگر میں بتا دوں جو اس میں پوشیدہ ہے

فتنۂ اَفہام خیزد در جہاں
دنیا میں عقلوں کے لئے وہ فتنہ بن جائے

سِرِّ گبر و کور نامذکور بہ
اندھے کافر کا راز مذکور نہ ہونا بہتر ہے

دُود دوزخ از اِرم مہجور بہ
دوزخ کا دھواں (باغِ) اِرم سے دور ہی بہتر ہے

غورہائے نیک کایشاں قابل اند
اچھے کچے انگور جن میں صلاحیت ہے

از دمِ اہلِ دل آخر یک دل اند
اہلِ دل کے دم سے آخر ایک دل ہو جاتے ہیں

سُوئے انگوری ہمی رانند تیز
وہ انگور بننے کی طرف تیزی سے چلتے ہیں

تا دوئی برخیزد و کین و ستیز
تاکہ دوئی اور کینہ اور جھگڑا ختم ہو جائے

پس درانگوری ہمی درّند پوست
پس انگور بن جانے پر وہ چھلکا پھاڑ دیتے ہیں

تا یکے گردند و وحدت وصفِ اوست
تاکہ ایک ہو جائیں اور وحدت اُسی کی صفت ہے

---

[1] اوّلاً۔ یعنی ابتداءً آنحضورؐ کی برکت سے بھائی بھائی بنگئے۔ ہمچو اعدادِ عنب۔ انگوروں میں باہمی یکسانیت تو ہوتی ہے لیکن تشخص ہر ایک کا علیحدہ ہوتا ہے اِسی طرح ابتداءً انصار میں یکسانیت پیدا ہوئی لیکن ہر ایک کا تشخص باقی رہا۔ وز دم۔ یعنی ابتداءً بھائی بندی کی یکسانیت ہوئی پھر اس سے ترقی کرکے وہ یکجان ہو گئے اور ہر ایک نے اپنا تشخص بھی ختم کر دیا اور انگور کے شیرے کی طرح ہو گئے۔

[2] صورت۔ یعنی شروع میں وہ انگوروں کی طرح یکساں بنے جب انگوروں کو نچوڑ دیا جائے تو پھر یکجان شیرہ بن جاتا ہے وہ بھی ترقی کرکے یکجان ہو گئے۔ غورہ۔ کچا انگور، کچے اور پکے انگور میں یکسانیت نہیں ہوتی پکنے کے بعد سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ سنگ بست۔ یعنی کچا ہی رہا اور اس میں پختگی کی صلاحیت نہ رہی۔ کافرِ اصلی۔ جیسے عبداللہ بن ابی اور ابو جہل وغیرہ یہ نہ بھائی بنے اور نہ مسلمانوں سے متحد ہوئے۔

[3] گر بگویم۔ کافرِ ازلی کے کفر کا اظہار مصلحتِ شرعیہ کے خلاف ہے یہ چھپا رہنا ہی بہتر ہے کہ کون کافرِ ازلی ہے اور کون مومنِ ازلی۔ سِرِّ گبر و کور۔ کورِ باطن کافر کے باطن کے احوال بھی مسلمانوں کو سنانا بہتر نہیں ہیں وہ دھواں ہے اور مسلمان باغِ ارم ہیں، باغ سے دھویں کا دور رہنا بہتر ہے۔ غورہائے نیک۔ وہ لوگ جن میں استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے اہلِ دل کی صحبت میں یکجان ہو جاتے ہیں۔ سُوئے انگوری۔ اُنکو بہت جلد مومنین کے ساتھ یکسانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پس درانگوری۔ یکسانیت کے بعد پھر اُنکی مومنین سے وحدتِ تامہ ہو جاتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

دوست[1] دشمن گردد ایراہم دواست — ہیچ یک با خویش جنگے در نبست

دوست دشمن بن جاتا ہے کیونکہ وہ دو ہیں — کسی نے اپنے ساتھ لڑائی برپا نہیں کی ہے

آفریں بر عشق کل اوستاد — صد ہزاراں ذرہ را داد اتحاد

عشق کو شاباش ہے جو کامل استاد ہے — جس نے لاکھوں ذرّوں کو اتحاد عطا کر دیا

ہمچو خاک مفترق در رہگذر — یک سبو شاں کرد دست کوزہ گر

جیسا کہ راستہ کی متفرق مٹی — کمہار کے ہاتھ نے اس کو ایک گھڑا بنا دیا

کاتحاد جسمہائے ما و طین — ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں

پانی اور مٹی کے جسموں کا اتحاد — ناقص ہے جان اس کے مشابہ نہیں ہے

گر نظائر[2] گویم اینجا در مثال — فہم را ترسم کہ آرد اختلال

اگر اس جگہ میں مثالیں بتانے لگوں — میں ڈرتا ہوں کہ وہ سمجھ میں خلل ڈالدیں گی

ہم سلیماں ہست اکنوں لیک ما — از نشاط دور بینی در عمیٰ

سلیمان اب بھی ہے، لیکن ہم — تمناؤں کی مستی کی وجہ سے اندھے بن میں ہیں

دور بینی کور دارد مرد را — ہمچو خفتہ در سرا کور از سرا

(دنیاوی) دور بینی انسان کو اندھا کر دیتی ہے — جیسا کہ مکان میں سویا ہوا مکان سے اندھا ہے

میکند از مشرق و مغرب گذر — در رفیق و ہمنشینش بے خبر

وہ مشرق اور مغرب سے بھی گزر جاتا ہے — اور اپنے ساتھی اور ہمنشین سے بے خبر ہوتا ہے

مو لعیم[3] اندر سخنہائے دقیق — در گرہہا باز کردن ما عشیق

ہم (دنیا کی) باریک باتوں پر فریفتہ ہیں — اُن کی گرہ کشائی کے عاشق ہیں

تا گرہ بندیم و بکشائیم ما — در شکال و در جواب آئیں فزا

تاکہ ہم گرہ لگائیں اور کھولیں — اشکال اور جواب میں قواعد کو بڑھائیں بنائیں

ہمچو مرغے کو کشاید بند و دام — گاہ بندد تا شود در فن تمام

اُس پرند کی طرح جو (کبھی) جال کی گرہ کھولتا ہے — کبھی لگاتا ہے تاکہ فن میں ماہر ہو جائے

او نبود محروم از صحرا و مرج — عمر او اندر گرہ کاری شد خرج

وہ جنگل اور چراگاہ سے محروم رہتا ہے — اس کی عمر گرہ بندی میں خرچ ہو جاتی ہے

خود زبون او نگردد ہیچ دام — لیک پرّش در شکست افتد مدام

کوئی جال اُس سے مغلوب نہیں ہوتا ہے — لیکن اُس کے پر ہمیشہ کے لئے شکستہ ہو جاتے ہیں

---

[1] دوست دشمن۔ جب تک من و تو ہے تو باہمی اختلاف و نزاع کا امکان ہے اسلئے دوست دشمن بنجاتا ہے لیکن وحدت کے بعد نزاع کا امکان ختم ہو جاتا ہے اسلئے کہ کوئی شخص اپنے آپ سے دشمنی نہیں کرتا ہے۔ آفریں بر عشق عشق متحد الوجود بنا دینے میں کامل استاد ہے۔ ہمچو عشق ذرّوں کو ایسا ہی جوڑ دیتا ہے جیسا کہ کمہار مختلف اجزاء کو ملا کر گھڑا بنا دیتا ہے۔ اتحاد جسمہا۔ کمہار اور ذرّوں سے ملکر گھڑا بنجانے کی مثال ناقص ہے جانوں کا اتحاد اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

[2] گر نظائر۔ مومنین کے ردوں کے اتحاد کی مختلف مثالیں اگر سناؤں تو تھک جاؤ گے۔ دور بینی۔ یعنی دنیاوی معاملات میں گہری سوچ بچار نے ہمیں اندھا بنا رکھا ہے۔ ورنہ ہر دور میں سلیمان صفت بزرگ موجود ہیں۔ مو کند۔ دنیاوی تفکر میں انسان ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اسکو اس پاس کی خبر نہیں ہوتی۔

[3] مو لعیم۔ ہم دنیاوی الجھنوں کو سلجھانے کے عاشق ہیں اور اس میں سوال و جواب کیلئے قواعد تراشتے ہیں۔ ہمچو مرغے۔ دنیاوی دھندوں کی گرہ کشائی میں ہم اس پرند کی طرح ہیں جو جال کی گرہ کھولنے اور باندھنے میں مہارت پیدا کر لیتا ہے وہ لامحالہ چین کی سیر سے محروم رہیگا اور پوری عمر اسی کام پر صرف کر دیگا۔ خود زبوں۔ جال کی گرہوں میں مہارت پیدا کر لینے والا پرند خود جال کا زبوں نہیں ہوتا ہے لیکن اس کے پر ہمیشہ کے لئے شکستہ ہو جاتے ہیں۔

757 7556

www.pdfbooksfree.pk

باگرہِ کم کوش تا بال و پرت — نگسلد یک از زیں کرّ و فرت

گرہ میں کم مصروف ہو تاکہ تیرے بال و پر — اِس اُدھیڑ بُن سے ایک ایک کرکے نہ ٹوٹ جائیں

صد[1] ہزاراں مرغ پرہاشاں شکست — واں کمیں گاہِ عوارض رانہ بست

لاکھوں پرندوں کے پَر ٹوٹ گئے — (لیکن) وہ حوادث کے مورچے کو بند نہ کرسکے

حالِ ایشاں از زنبے خواں اے حریص — نَقَّبُوا فِیہَا ببیں ھَلْ مِن مَّحِیص

اے حریص! ان کی حالت قرآن میں پڑھ لے — غور کر، انھوں نے زمین میں نقب لگائے، کہیں چھٹکارا ہے

از نزاعِ ترک و رومی و عرب — حل نشد اشکالِ انگور و عنب

ترکی اور رومی اور عربی کی لڑائی سے — انگور اور عنب کا اشکال حل نہ ہوا

تا سلیمانِ[2] لسینِ معنوی — در نیاید بر نخیزد ایں دوئی

جب تک حقیقت پسند زبان داں سلیمان — نہیں آتا، یہ دوئی نہیں اُٹھتی

جملہ مرغانِ منازعِ بازوار — بشنوید ایں طبلِ بازِ شہریار

سب جھگڑنے والے پرندو! باز کی طرح — بادشاہ کی واپسی کے نقارے کو سن لو

ز اختلافِ خویش سوئے اتحاد — ہیں ز ہر جانب رواں گردید شاد

اپنا اختلاف چھوڑ کر اتحاد کی جانب — خبردار! ہر جانب سے خوشی سے روانہ ہوجاؤ

حَیْثُ مَا کُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوھَکُمْ — نَحْوَہٗ ھٰذَا الَّذِیْ لَمْ یَنْھَکُمْ

تم جہاں بھی ہو اپنا رُخ موڑ لو — اُس کی جانب، یہ وہ ہے جس سے اُس نے تمہیں نہیں روکا

کورِ[3] مرغانیم و بس ناساختیم — کاں سلیماں را دمے نشناختیم

ہم اندھے پرند ہیں اور بہت اناڑی — کہ ہم نے تھوڑی دیر کے لئے بھی سلیمان کو نہ پہچانا

ہمچو چغداں دشمنِ بازاں شدیم — لاجرم واماندہ و ویراں شدیم

ہم چغدوں کی طرح بازوں کے دشمن بن گئے — لامحالہ پسماندہ اور تباہ ہوگئے

می کنیم از غایتِ جہل و عمیٰ — قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا

انتہائی نادانی اور اندھے پن کی وجہ سے ہم کرتے ہیں — اللہ (تعالیٰ) کے پیاروں کو ستانے کا ارادہ

جملہ مرغاں کز سلیمانؑ روشن اند — پر و بالِ بے گنہ کے بر کنند

وہ تمام پرندے جو سلیمانؑ کی وجہ سے روشن (دل) ہیں — وہ بے قصور کے بال و پر کب نوچتے ہیں؟

بلکہ سوئے عاجزاں چینہ کشند — بے خلاف و کینہ آں مرغاں خوش اند

بلکہ وہ عاجزوں کی طرف چینہ (دانہ) لیجاتے ہیں — وہ پرندے بغیر اختلاف اور کینے کے خوش ہیں

---

[1] صد ہزاراں۔ بڑے بڑے دنیاداروں کے ساتھ دنیا نے غداری کی ہے۔ اَنّٰی۔ قرآن پاک میں ہے وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ ھُمْ اَشَدُّ مِنْھُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ، ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ۔ - اور اُن سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کردیں جو کہ اُن سے بل بوتے میں بڑھ کر تھیں انھوں نے شہروں کو چھان مارا کہ کہیں بچاؤ کی جگہ ہے؟ یعنی وہ ہلاک ہوگئے۔

از نزاع۔ اِن چاروں شخصوں کی لڑائی معاملہ کو حل نہ کرسکی تھی۔

[2] تا سلیماں۔ "مردے از غیب بروں آید و کارے بکند" یا امام مہدی مراد ہیں۔ لسین۔ بوزن امین زبان داں۔ بلبل باز۔ وہ نقارہ جو باز کو واپس بُلانے کیلئے بجایا جاتا ہے۔ ز اختلاف۔ رسم و رواج کے اختلافات کو ترک کرکے متحد ہوجاؤ۔ حَیْثُ مَا کُنتُمْ۔ مسلمانوں کو حکم ہے جہاں کہیں بھی ہوں وہ نمازیں قبلہ رُخ ہوجائیں مولانا فرماتے ہیں سب کو متوجہ الی الحق ہو جانا چاہیئے یہی چیز اتحاد پیدا کردے گی۔

[3] کور مرغانیم۔ بزرگانِ دین سلیمانِ وقت ہیں ہم اتنے اندھے ہیں کہ انکو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمچو چغداں۔ چغدوں کی بازسے دشمنی کا قصہ مولانا پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بازاں۔ وہ بزرگ جو ملائکہ قدس ہوں۔ عزیزاں۔ یعنی خاصانِ خدا۔ جملہ مرغاں۔ بزرگوں سے تربیت یافتہ لوگ

759
www.pdfbooksfree.pk

هُدهُد[1] ہُدہُدِ ایشاں پئے تقدیس را — مے کُشاید راہِ صد بلقیس را

ان (میں) کا ہُدہُد تقدیس کے لئے — سینکڑوں بلقیس کی راہ کھول دیتا ہے

زاغِ ایشاں گر بصورت زاغ بود — بازِ ہمّت آمد و مازاغ بود

ان کا کوّا اگرچہ بظاہر کوّا تھا — ارادہ کا باز ثابت ہوا اور مازاغ بن گیا

لکلکِ ایشاں کہ لکلک می زند — آتشِ توحید در شک می زند

ان کا تعلق جو لک لک کہتا ہے — وہ شک میں توحید کی آگ لگاتا ہے

واں کبوترشاں ز بازاں نشکہد — باز سر پیشِ کبوترشاں نہد

ان کا کبوتر بھی بازوں سے نہیں ڈرتا ہے — باز اُن کے کبوتر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے

بُلبُلِ[2] ایشاں کہ حالت آرد اُو — در درونِ خویش گلشن دارد اُو

ان کی بلبل جو کہ وجد کرتی ہے — وہ اپنے اندر چمن رکھتی ہے

طوطیٔ ایشاں ز قند آزاد بود — کز درون قندِ ابد رُویش نمود

ان کا طوطی بھی قند سے آزاد تھا — کیونکہ اس میں ابدی قند رونما ہو گئی تھی

پائے طاؤسانِ ایشاں در نظر — بہتر از طاؤس پرّانِ دگر

اُن کے موروں کے پیر (بھی) نگاہ میں — دوسروں کے موروں جیسے پروانوں سے بہتر ہیں

کبکِ ایشاں خندہ بر شاہیں زند — در تعلق راہِ علیین زند

ان کی چکور شاہین کی مذاق اُڑاتی ہے — تعلق (مع اللہ) میں علیین کا راستہ اختیار کرتی ہے

مَنطِق[3] الطّیرانِ خاقانی صدا ست — مَنطِق الطّیرِ سُلیمانی کجا ست

خاقانی کی "منطق الطیر" ایک آواز ہے — وہ سلیمانی منطق الطیر کہاں ہے؟

توچہ دانی بانگ مُرغاں را ہمے — چوں ندیدستی سُلیماں را دمے

تو پرندوں کی آواز کو کیا جانے؟ — جبکہ تو نے ایک لمحہ کیلئے (بھی) سلیمان کو نہیں دیکھا ہے

پرّآں مُرغے کہ بانگش مُطربست — از بُرونِ مشرق و وز مغربست

اُس پرند کا پر جس کی آواز مست کر دینے والی ہے — وہ مشرق و مغرب سے باہر ہے

---

[1] ہُدہُد۔ چونکہ شیخِ وقت کو سلیمانِ وقت قرار دیا لہٰذا اس کے مُریدین کو ان پرندوں سے تعبیر کیا ہے جو حضرت سلیمان کے جلو میں رہتے تھے۔ تقدیس یعنی سبّوحٌ قدّوسٌ کا وظیفہ پڑھنا حضرت سلیمانؑ کی ہدہد حضرت بلقیس کے لئے راہنما بنی تھی۔ مازاغ۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی کی نظر نہ کسی طرف کو بہکی اور نہ اچٹی یعنی دیدار میں مصروف رہی۔

لکلک۔ تعلق پرند کے بولنے کی آواز لک لک ہے تو گویا وہ لَکَ الْحَمْدُ لَکَ الثَّنَاءُ "اے پروردگار! تیرے لئے تعریف ہے تیرے لئے ثنا ہے" کہتا ہے اور توحید کے گُن گاتا ہے۔ واں کبوتر۔ مریدین اور مجازین میں سے جو مسکنت میں کبوتر ہیں دنیا کے سرکش ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ نشکہد مضارع منفی ہے شکوہ ہیدن۔ شان و شوکت دکھانا، ڈرنا۔

[2] بلبل۔ انکی بلبل اپنے اندر گلشن دیکھ کر وجد کرتی ہے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے اُن بزرگوں کی طوطی کو ظاہری قند کی ضرورت نہیں ان کے باطن خود قند سے معمور ہیں۔ پائے طاؤساں۔ مور کا پیر بدصورتی میں اور اُس کا پر حُسن میں مشہور ہے یعنی اس شیخ کے مُریدوں کے بظاہر نازیبا افعال دوسروں کے زیبا افعال سے زیادہ قابلِ قدر ہیں۔ کبک۔ چکور کا قہقہہ اور رفتار ضربُ المثل ہیں۔

[3] مَنطِق الطّیر۔ پرندوں کی بولی۔ افضل الدین خاقانی شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں پرندوں کی زبانی گفتگو کی ہے حضرت سُلیمانؑ کو بھی مَنطِق الطّیر حاصل تھی۔ توچہ دانی۔ جب تم اہلُ اللہ سے نہیں ملے تو اُن کے متعلقین کے کمالات کو کیا سمجھ سکتے ہو۔ پرّآں مرغے۔ اُن مریدین اور متوسلین کا تعلق عالمِ بالا سے ہے۔

759 759
www.pdfbooksfree.pk

ہر یک[1] آہنگش ز کرسی تا ثریٰ ست — وز ثریٰ تا عرش در کر و فر ست

اس کا ہر ارادہ کرسی سے زمین تک ہے — اور زمین سے عرش تک شان و شوکت میں ہے

مُرغ کو بے ایں سلیماں می رود — عاشق ظلمت چو خفاشے بود

وہ پرند جو اس سلیمان کے بغیر چلتا ہے — وہ چمگادڑ کی طرح اندھیرے کا عاشق ہوتا ہے

با سلیماں خو کُن اے خفاشِ رد — تا کہ در ظلمت نہ مانی تا ابد

اے مردود چمگادڑ! سلیمان کی عادت ڈال — تاکہ ہمیشہ تک کے لئے اندھیرے میں نہ رہے

یک گزے رہ کہ بداں سو میروی — ہمچو گز قطب مساحت می شوی

اگر تو اس کی جانب ایک گز چلے گا — تو گز کی طرح پیمائش کا مدار بن جائیگا

وانکہ لنگ و لوک آں سو می جہی — از ہمہ لنگی و لوکی می رہی

اور جو تو لنگڑا اور لولا اس طرف چل رہا ہے — (اس) تمام لنگڑے اور لولے پن سے نجات پا جائیگا

قصۂ بیضۂ بطّ بچگاں کہ مُرغ خانگی پروردشاں

بطخ کے اُن بچوں کا قصہ جن کو گھریلو مُرغ نے پالا

تخمِ[2] بطّی گرچہ مُرغ خانہ ات — کرد زیر پر چو دایہ تربیت

تو بطخ کا انڈا ہے اگرچہ تجھے گھریلو مرغ نے — پروں کے نیچے دایہ کی طرح پالا ہے

مادرِ تو بطِ آں دریا بدست — دایہ ات خاکی بد و خشکی پرست

تیری ماں تو اس دریا کی بطخ تھی — تیری دایہ خاکی اور خشکی پرست تھی

میلِ دریا کہ دلِ تو اندرست — آں طبیعت جانت را از مادرست

دریا کی طرف جھکاؤ جو تیرے دل میں ہے — تیری جان کا وہ مزاج ماں کی جانب سے ہے

میلِ خشکی مر ترا زیں دایہ است — دایہ را بگذار کو بد رایہ است

خشکی کی طرف میلان اُس دایہ کی وجہ سے ہے — دایہ کو چھوڑ کہ وہ غلط راہ والی ہے

دایہ را بگذار در خشک و براں — اندر آ در بحرِ معنیٰ چوں بطاں

دایہ کو خشکی پر چھوڑ دے اور دور کر — بطخوں کی طرح حقیقت کے سمندر میں آجا

گر[3] ترا دایہ بتر ساند ز آب — تو مترس و سوئے دریاراں شتاب

اگر تجھے دایہ پانی سے ڈرائے — تو نہ ڈر اور دریا کی جانب جلد (سواری) ہانک دے

تو بطے بر خشک و بر تر زندۂ — نے چو مُرغِ خانہ کندۂ

تو ایسی بطخ ہے کہ خشکی اور تری پر تو زندہ ہے — نہ کہ گھر کے مرغ کی طرح تو نے گھر کو کُریدا ہے

---

[1] ہر یک۔ یعنی اسکی پرواز زمین سے آسمان تک ہے۔ مرغ۔ یعنی وہ لوگ جو نہ کسی نبی کے پیرو ہیں نہ کسی شیخ سے متعلق ہوں وہ نورِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ رد۔ مردود۔ یک گزے رہ۔ شیخ کی زیرِ تربیت تھوڑا مجاہدہ بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ وانکہ۔ جس قدر عیب شیخ کے پاس لیکر جائیگا اسی سے نجات مل جائیگی۔ لنگ۔ لنگڑا۔ لوک۔ گھٹنوں کے بل چلنے والا۔

[2] تخمِ بطی۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر استعداد ہوتی ہے تو تھوڑی سی محنت سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے، بطخ کا وہ بچہ جو مرغی کے نیچے نکلا اور پلا ہوا سمیں سمندر میں تیرنے کی استعداد موجود ہے ذرا سی محنت سے تیرنا سیکھ سکتا ہے اسی طرح سے روح جو ملاءِ اعلیٰ کی چیز ہے اگرچہ اس کی پرورش خاکی جسم کے زیرِ اثر ہو رہی ہے معمولی محنت سے ملاءِ اعلیٰ کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے۔ تخمِ بط۔ بطخ کا انڈا۔ مرغ خانہ۔ گھریلو مرغی۔ دایہ یعنی گھریلو مرغی۔ میلِ دریا۔ بطخ، دریائی چیز ہے۔ زین دایہ۔ گھریلو مرغی جو خشکی پر پلتی ہے۔

[3] گر ترا۔ جسم انسانی عروج سے مانع بنتا ہے۔ تو بطے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم خاکی چیز ہے اور روح بحرِ وحدت سے متعلق ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

تو ز کَرَّمنا[1] بنی آدم شہی
تو کرمنا بنی آدم کی وجہ سے شاہ ہے

ہم بخشکی ہم بدریا پانہی
خشکی میں بھی اور دریا میں بھی قدم دھرتا ہے

کہ حَمَلْنَاھُمْ عَلَی الْبَحْرِی بجاں
تو روح کی وجہ سے حَمَلْنَاھُمْ عَلَی الْبَحْرِ کا مصداق ہے

از حَمَلْنَاھُمْ عَلَی الْبَرِّ پیش راں
حَمَلْنَاھُمْ عَلَی الْبَرِّ سے آگے چل

مر ملائک[2] را سوئے بر راہ نیست
فرشتوں کا خشکی کی طرف راستہ نہیں ہے

جنسِ حیواں ہم ز بحر آگاہ نیست
حیوان کی جنس بھی سمندر سے آگاہ نہیں ہے

تو بہ تن حیواں بجانے از ملک
تو جسم کے اعتبار سے حیوان اور روح کے اعتبار سے فرشتوں میں سے ہے

تا روی ہم بر زمیں ہم بر فلک
تاکہ تو زمین پر بھی چلے اور آسمان پر بھی

تا بظاہر مثلکم باشد بشر
یہاں تک کہ بظاہر تم جیسا بشر ہوتا ہے

با دلِ یُوحیٰ اِلیّ دیدہ ور
(لیکن) یوحیٰ الیّ کے دل کے اعتبار سے صاحبِ بصیرت ہے

قالبِ خاکی فتادہ بر زمیں
(اس کا) خاکی جسم زمین پر ہے

روحِ او گرداں براں چرخِ بریں
اس کی روح بلند و بالا آسمان پر گردش کرتی ہے

ماہمہ[3] مُرغابیانیم اے غلام
اے لڑکے! ہم سب پانی کے پرند ہیں

بحر میداند زبانِ ما تمام
سمندر ہماری سب زبان سمجھتا ہے

پس سُلیماں بحر آمد ما چو طیر
سلیمان سمندر ہے اور ہم پرندوں کی طرح ہیں

در سُلیماں تا ابد داریم سیر
ہمیشہ سلیمان میں ہمارا مطالعہ ہے

با سُلیماں پائے در دریا بنہ
سلیمان کے ساتھ دریا میں قدم رکھ

تا چو داؤدؑ آب سازد صد زرہ
تاکہ پانی (حضرت) داؤدؑ کی طرح سینکڑوں زرہیں بنا دے

آں سُلیماں پیشِ جملہ حاضرست
وہ سلیمان سب کے سامنے موجود ہے

لیک غیرت چشم بندد ساحرست
لیکن غیرت آنکھ کی پٹی اور جادوگر ہے

تا ز جہل و خوابناکی و فضول
یہانتک کہ نادانی اور غنودگی اور بیہودگی کیوجہ سے

او بہ پیشِ ما و ما از وے ملول
ہم اس سے گھبراتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے ہے

جب شیخ کی طرف گھوگے تو تمہاری حفاظت کے لئے سینکڑوں زرہیں تیار ہو جائیں گی جو ہمیں اس راہ کے خطرات سے محفوظ رکھیں گی۔ دریا میں پیر رکھنے سے لہریں بصورتِ زرہ پیدا ہوتی ہیں۔ آں سُلیماں۔ شیخِ وقت موجود ہے لیکن تو اپنی بُرائی کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا غیرت کے خلاف سمجھتا ہے اس لئے تجھے وہ نظر نہیں آتا ہے۔

[1] کَرَّمنا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَحَمَلْنَاھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور اُن کو خشکی اور تری میں سوار کیا" مولانا نے یہاں بحر سے بحرِ وحدت مراد لیا ہے مقصد یہ ہے کہ انسان کو مادی زندگی سے گذر کر حَمَلْنَاھُمْ عَلَی الْبَحْرِ والی زندگی حاصل کرنی چاہیئے اور اُسکو بحرِ وحدت کی سیر کرنی چاہیئے۔

[2] مر ملائک۔ ملائکہ کا دنیاوی زندگی سے تعلق نہیں ہے۔ حیوان۔ حیوانات کا عالمِ آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو۔ انسان میں حیوانیت بھی ہے اور ملکوتیت بھی لہٰذا اس کا دونوں عالم سے تعلق ہے۔ تا بظاہر۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ آپ کہدیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے تو جس طرح آنحضورؐ کا جسم عالمِ دنیا سے متعلق ہے اور دل کا تعلق عالمِ بالا سے ہے اسی طرح شیخِ وقت کا تعلق دونوں عالم سے ہے۔

[3] ماہمہ۔ ہماری اور شیخ کی وہی نسبت ہے جو مرغاب اور دریا کی۔ بحر یعنی انسانی بحر جو کہ شیخ ہے وہ ہماری سب باتیں سمجھ لیتا ہے سلیمان شیخ بمنزلہ بحر کے ہے اور ہم اُس سلیمان کے پرند ہیں۔ با سلیماں۔ دریائے معرفت میں

www.pdfbooksfree.pk

تشنہ[1] را دردِ سر آرد بانگِ رعد — چوں نداند کو کُشاید ابرِ سعد

کڑک کی آواز پیاسے کے سر میں درد پیدا کرتی ہے جبکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ مبارک ابر کو کھولدیگی

چشمِ اُو ماندست در جوئے رواں — بے خبر از ذوقِ آبِ آسماں

اس کی آنکھ جاری نہر پر جمی ہوئی ہے وہ آسمان کے پانی کے ذوق سے بے خبر ہے

مرکبِ ہمت سُوئے اسباب راند — از مُسبّب لاجرم محروم ماند

اس نے توجہ کی سواری آسمان کیجانب دوڑادی لامحالہ سبب پیدا کرنیوالے سے محروم ہوگیا

آنکہ[2] بیند او مُسبّب را عیاں — کے نہد دل بر سبب ہائے جہاں

جو شخص سبب پیدا کرنے والے کو کھلا دیکھتا ہے وہ دنیا کے اسباب سے کب دل لگاتا ہے؟

از مُسبّب یابد اندر یک صباح — از نجات و از فلاح و از نجاح

وہ سبب پیدا کرنیوالے کیجانب سے ایک صبح کو پاجاتا ہے نجات اور فلاح اور کامیابی

آنچہ در صد سال مُشتِ حیلہ مند — دہ یکے زاں گنج حاصل ناورند

وہ جو مجھ کہ تدبیر کرنیوالے کی مٹھی میں سو سال میں آیا) اس خزانہ کا دسواں حصہ حاصل نہیں کرسکتے ہیں

حیران شدن حاجیاں در کرامات آں زاہد کہ در بادیہ بر ریگِ گرم نشستہ

حاجیوں کا اس درویش کی کرامات میں حیران ہونا جو کہ صحرا میں گرم ریت پر بیٹھا ہوا تھا

زاہدے بُد در میانِ بادیہ — در عبادت غرق چوں عبّادیہ

صحرا میں ایک زاہد تھا عبادان کے رہنے والوں کی طرح عبادت میں غرق

حاجیاں آنجا رسیدند از بلاد — دیدہ شاں بر زاہدِ خشک اوفتاد

حاجی (مختلف) شہروں سے اسکے پاس پہنچے ان کی نظر لاغر زاہد پر پڑی

جائے زاہد خشک بود او تر مزاج — از سَمومِ بادیہ بودش علاج

زاہد کی جگہ خشک تھی وہ خوش مزاج تھا صحراء کی لُو اس کا علاج تھی

حاجیاں[3] حیراں شدند از وحدتش — واں سلامت در میانِ آفتش

حاجی اس کی تنہائی سے حیران ہوگئے اور اس کی مصیبت کے درمیان سلامتی سے

در نماز استادہ بُد بر روئے ریگ — ریگ کز تفش بجوشد آبِ دیگ

وہ ریت پر نماز میں کھڑا تھا ایسا ریت جس کی گرمی سے دیگ کا پانی اُبلنے لگے

ترجمہ کیا ہے۔ تر مزاج۔ خوش مزاج۔ سموم۔ گرم زہریلی ہوا، لُو یعنی لُو اس کے مرض کا سبب نہ تھی بلکہ صحت کا سبب تھی۔ حیراں شدند۔ اس قدر مہلک صحرا میں اس کا صحیح وسلامت رہنا باعث حیرت بنا۔ آبِ دیگ۔ یعنی ریت اس قدر گرم تھا کہ اس کی گرمی پانی کو کھولادے۔

[1] تشنہ را۔ اگر انسان کو انجام کی بھلائی پر یقین ہو تو اس کے لئے مقصد کے حصول کی تکالیف آسان ہوجاتی ہیں۔ چشمِ او۔ انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ادنیٰ مطلوب میں لگا رہتا ہے اور اعلیٰ مقصد سے غفلت برتتا ہے۔ مرکب۔ جو لوگ اسبابِ دنیوی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں وہ اُن اسباب کے پیدا کرنے والے خدا سے غافل رہتے ہیں۔

[2] آنکہ۔ جس شخص کو حضرتِ حق کا مشاہدہ حاصل ہے اور وہ مسبب الاسباب کو دیکھ رہا ہے، اسباب اسکی نگاہ میں ہیچ ہوجاتے ہیں۔ مُسبّب۔ جو لوگ مسبب الاسباب سے تعلق پیدا کرلیتے ہیں وہ تھوڑی سی دیر میں وہ کچھ حاصل کرلیتے ہیں جو اسباب اختیار کرنیوالا تو سو سال میں بھی حاصل نہیں کرپاتا ہے۔ حیراں شدن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بلا اسباب بھی اللہ تعالیٰ بہت بہت کچھ عطا فرمادیتا ہے۔ بادیہ۔ صحرا، جنگل۔ عبادیہ۔ عبادان کی طرف منسوب مانا جائے جو ایک نہایت گرم مقام ہے یعنی عبادان کے رہنے والے یا منسوب بسوئے عبادت۔

[3] حاجیاں۔ وہ صحرا اُن حاجیوں کا رہگذر تھا۔ زاہدِ خشک۔ وہ عبادت گذار جو ذوقِ عبادت سے محروم ہو لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں اسلئے ہم نے لاغر کا

762 764

www.pdfbooksfree.pk

گفتی[1] سرمست در سبزہ و گل ست — یا سوارہ بر بُراق و دُلدُل ست

تو یہ کہے گا کہ وہ مست سبزے اور پھول میں ہے — یا بُراق اور دُلدل پر سوار ہے

یا کہ یایش بر حریر و حُلہاست — یا سموم اُورا بہ از بادِ صباست

یا اس کے پیر ریشمیں کپڑے اور لباس پر ہیں — یا اس کے لئے لُو پُروا ہوا سے زیادہ مفید ہے

ایستادہ تازہ رُوی اندر نماز — با خضوع و با خشوع و بر نیاز

تازہ رُو نماز میں کھڑا ہوا — خشوع و خضوع کیساتھ اور عاجزی سے بھرا ہوا

ق

با حبیبِ خویشتن می گفت راز — ماندہ بود استادہ در فکرِ دراز

وہ اپنے دوست سے راز کہہ رہا تھا — لمبے استغراق میں کھڑا رہ گیا تھا

پس بماند ند آں جماعت با نیاز — تا شود درویش فارغ از نماز

تو وہ گروہ نیازمندی کے ساتھ کھڑا ہو گیا — تاکہ درویش نماز سے فارغ ہو جائے

چوں ز استغراق باز آمد فقیر — زاں جماعت زندۂ روشن ضمیر

جب درویش استغراق سے نکلا — اس جماعت میں سے ایک روشن ضمیر نے

دید[2] کابش می چکید از دست و رُو — جامہ اش تر بود ز آثارِ وضو

دیکھا کہ اسکے ہاتھوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا ہے — اس کے کپڑے وضو کے اثر سے بھیگے ہوئے تھے

پس بپرسیدش کہ آبِ او کجاست — دست را برداشت کز سوئے سماست

تو اس نے اس سے پوچھا کہ تجھے پانی کہاں سے ملا — اس نے ہاتھ اُٹھایا کہ آسمان سے

گفت ہر گاہے کہ خواہی می رسد — بے زِ چاہ و بے زِ حبلِ مِن مَّسَدْ

اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے — بغیر کنوئیں اور بغیر مونج کی رسّی کے

مشکلِ ما حل کن اے سلطانِ دیں — تا بہ بخشد[3] حالِ تو مارا یقیں

اے دین کے بادشاہ! ہماری مشکل حل کر دے — تاکہ تیری حالت ہمیں یقین عطا فرمادے

وانما سِرّے ز اسرارے بما — تا ببرّیم از میاں زنّار ہا

اپنے رازوں میں سے ایک راز ہم پر کھولدے — تاکہ ہم کمر سے جنیو توڑ ڈالیں

چشم را بشود سوئے آسماں — کہ اجابت کُن دعای حاجیاں

اس نے آسمان کی جانب آنکھ اُٹھائی — کہ حاجیوں کی دُعا قبول فرمالے

رزق جوئی را ز بالا خُو گرم — چوں ز بالا بر کشودستی دَرم

میں (عالمِ) بالا سے رزق کی تلاش کا عادی ہوں — چونکہ تو نے میرے لئے (عالمِ) بالا کا دروازہ کھولدیا ہے

---

[1] گفتی۔ اس قدر تکلیف دہ مقام پر وہ عبادت میں اس قدر خوش تھا جیسا کہ کوئی سبزہ و گل میں مسرور ہو یا دُلدل اور بُراق کی سواری میں مسرور ہو۔ یاکہ۔ یعنی گرم ریت اس کے لئے ریشمین کپڑا تھا۔ حریر۔ ریشمی کپڑا۔ حلہا۔ قیمتی لباس۔ بادِ صبا۔ پُروا ہوا ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ راز۔ نماز کی حالت کو مناجات یعنی اللہ کے ساتھ سرگوشی کہا گیا ہے۔ استغراق۔ وہ کیفیت ہوتی ہے جس میں بزرگ ماسوا اللہ سے غافل ہوتا ہے۔ ضمیر۔ قلب۔

[2] دید۔ یعنی وضو کا پانی ہاتھوں اور چہرے سے ٹپک رہا تھا اور کپڑوں پر بھی وضو کے پانی کا اثر تھا۔ سما۔ آسمان۔ حبلٌ مِن مَسَدٌ۔ کھجور کے پٹھے کے ریشے کی رسّی اور مونج کی رسّی۔

[3] تا بہ بخشد۔ یعنی آپ کی کرامات دیکھ کر ہمارے یقین کے مراتب میں اضافہ ہو جائے۔ زنّار ہا۔ یعنی شکوک و شبہات۔ اجابت۔ قبولیت۔ بالا۔ عالمِ بالا۔

163

www.pdfbooksfree.pk

اے نمودہ تو مکاں[1] از لامکاں — فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ کردہ عیاں

اے وہ! کہ تو نے مکان (والے) کو لامکان دکھا دیا ہے — "فی السماء رزقکم" کا تو نے مشاہدہ کرا دیا ہے

درمیانِ ایں مُناجات ابرِ خوش — زود پیدا شد چو پیلِ آبکش

اس دعا کے دوران ایک گہرا ابر — پانی بھرنے والے ہاتھی جیسا بہت جلد رونما ہو گیا

ہمچو آب از مَشک باریدن گرفت — در گوو در غارہا مسکن گرفت

اُس نے مشک کے پانی کی طرح برسنا شروع کر دیا — جو گڑھوں اور غاروں میں ٹھہر گیا

ابر[2] می بارید چوں مَشک اشکہا — حاجیاں جملہ کشادہ مَشکہا

ابر مشک کی طرح آنسو برسا رہا تھا — سب حاجیوں نے مشکیں کھول رکھی تھیں

یک عجائب در بیاباں وانمود — ابر چوں مَشکے دہن را بر کشود

جنگل میں ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا — بادل نے مشک کی طرح دہانہ کھول دیا

یک جماعت زاں عجائب کارہا — می بُریدند از میاں زُنّارہا

ایک جماعت اِن عجیب معاملوں کی وجہ سے — کمر سے جنیو کاٹ رہی تھی

قومِ دیگر را یقیں دَر از دیاد — زیں عجب[3] وَاللّٰہُ اَعْلَمْ بِالرَّشَاد

دوسرے لوگوں کے یقین میں زیادتی ہو رہی تھی — اس تعجب انگیز (واقعہ) کی وجہ سے اور خدا ہدایت کے معاملہ کو زیادہ جانتا ہے

قومِ دیگر ناپذیرا تُرش و خام — ناقصانِ سَرمَدی تمّ الکلام

کچھ لوگ متاثر نہ ہونے والے کھٹے اور کچے تھے — (یہ) ابدی ناقص تھے بات ختم ہوئی

ختم شُد

[1] مکاں یعنی وہ مخلوق جو مکانی ہے۔ لامکاں۔ عالمِ بالا جو مکانیت سے منزّہ ہے۔ وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ۔ قرآن پاک میں ہے "اور آسمانوں میں ہے تمہارا رزق"۔ مناجات۔ سرگوشی، دعا۔ گو۔ گڑھا۔ مسکن۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

[2] ابر۔ جو ابر نمودار ہوا اس نے اِس طرح برسنا شروع کیا جس طرح پانی مشک سے گرتا ہے۔ زُنّار ہا۔ یعنی ان لوگوں کے شکوک و شبہات زائل ہو گئے۔

[3] عجب۔ یعنی بارش کی کرامات۔ ناقصانِ سرمدی۔ جو ازلی ناقص تھے اور اُن میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔

766 766

www.pdfbooksfree.pk

فہرستِ مضامینِ مثنویِ مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ دفترِ دوم

۱	مقدمہ	۱
۲	تمتے ایں مثنوی تاخیر شد	۱۵
۳	ہلال پنداشتنِ آں شخص خیال را در عہدِ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ	۲۵
۴	دزدیدنِ مارگیرے مارے را از مارگیرے دیگر	۲۷
۵	التماس کردنِ ہمراہِ عیسیٰؑ زندہ کردنِ استخوانہا از عیسیٰؑ	۲۸
۶	اندرز کردنِ صوفی خادم را در تیمارداشتِ بہیمہ	۲۹
۷	مشورت کردنِ خدا تعالیٰ با فرشتگان در ایجادِ خلق	۳۰
۸	بستہ شدنِ تقریرِ معنیِ حکایت بسببِ میلِ مستمع باستماعِ صورتِ ظاہرِ حکایت۔	۳۳
۹	التزام کردنِ خادم تعہدِ بہیمہ را و تخلف نمودن	۳۴
۱۰	گمان بردنِ کاروانیاں کہ بہیمہ صوفی رنجورست	۳۷
۱۱	یافتنِ بادشاہ بازِ گم کردہ را بخانۂ پیرزن	۴۴
۱۲	حلوا خریدنِ شیخِ احمد خضرویہؒ از جہتِ غریباں	۴۹
۱۳	ترسانیدنِ شخصے زاہدے را کہ کم گریی	۵۵
۱۴	تمامیِ قصۂ زندہ شدنِ استخوانہا بدعائے عیسیٰ علیہ السلام	۵۶
۱۵	خاریدنِ روستائی در تاریکی شیر را بہ ظنِ آنکہ گاؤست	۶۰
۱۶	فروختنِ صوفیان بہیمہ صوفیِ مسافر را جہتِ سماع	۶۱
۱۷	تعریف کردنِ منادیانِ قاضیِ مفلس را گردِ شہر	۶۷
۱۸	شکایت کردنِ اہلِ زندان پیشِ وکیلِ قاضی از دستِ آں مفلس	۶۹
۱۹	تتمۂ قصۂ آں مفلس	۷۲
۲۰	فی المناجات	۷۶
۲۱	حکایت در معنیِ ایں بیت کہ ؎ اگر را با مگر ہم	۸۰
	جفت کردند۔ از ایشاں بچہ آمد کاشکے نام	
۲۲	ملامت کردنِ مردم شخصے را کہ مادر را کشت بہ تہمت	۸۴
۲۳	امتحانِ بادشاہ باں دو غلام کہ نو خریدہ بود	۸۹
۲۴	رواں کردنِ بادشاہ یکی را ازاں دو غلام	۹۱
۲۵	قسمِ غلام در صدق و وفائی یارِ خود	۹۵
۲۶	باز پرسیدنِ حالِ آں غلام	۱۰۵
۲۷	حسد کردنِ حشم بر غلامِ خاص	۱۰۶
۲۸	گرفتار شدنِ باز میانِ مچھنداں بویرانہ	۱۱۷
۲۹	کلوخ انداختنِ تشنہ از سرِ دیوار در جوئے آب	۱۲۲
۳۰	فرمودنِ والی مر شخص را کہ خار بُن کہ نشاندہ از سرِ راہِ مردماں برکن۔	۱۲۶
۳۱	آفتِ تاخیرِ خیرات بفردا	۱۳۰
۳۲	مثل خواندنِ آبِ آلودگاں را بپاکی	۱۳۸
۳۳	آمدنِ دوستاں بہ بیمارستان جہتِ پرسشِ ذوالنون مصری رح	۱۴۰
۳۴	فہم کردنِ مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ شدہ	۱۴۳
۳۵	رجوع کردن بحکایتِ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۵
۳۶	امتحان کردنِ خواجہ لقمانؑ زیرکیِ لقمانؑ را	۱۴۷
۳۷	ظاہر شدنِ فضل و زیرکیِ لقمانؑ پیشِ امتحان کنندگان	۱۵۱
۳۸	حسدِ آں حشم بر آں غلامِ خاصِ سلطان	۱۵۶
۳۹	عکسِ تعظیمِ پیغمبر سلیمان علیہ السلام در دلِ بلقیس از صورتِ حقیر ہدہد	۱۶۰

769

www.pdfbooksfree.pk

۴۰	انکارِ فلسفی بر قرآن اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُکُمْ غَوْرًا	۱۶۲
۴۱	اِنکار کردن موسیٰ علیہ السلام بر مناجات شباں	۱۷۰
۴۲	عتاب کردنِ حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام از بہرِ شباں	۱۷۳
۴۳	وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام در عذر خواستنِ آن شباں	۱۷۵
۴۴	پرسیدنِ موسیٰ علیہ السلام از حق تعالیٰ از سرِ غلبۂ ظالماں	۱۷۹
۴۵	رنجانیدنِ امیرے آں خفتہ را کہ مار در دہانش فتہ بود	۱۸۴
۴۶	اعتماد کردنِ شخصے بر تملق و وفائے خرس	۱۸۹
۴۷	گفتنِ نابینائی سائل با مردم کہ من دو کوری دارم	۱۹۴
۴۸	تتمۂ حکایتِ خرس و آں ابلہ کہ بر وفائے خرس اعتماد کردہ بود	۱۹۶
۴۹	گفتنِ موسیٰؑ گوسالہ پرست را کہ آں خیال اندیشی و خرمِ تو کجا رفت	۱۹۸
۵۰	ترک کردنِ آں مردِ ناصح بعد از مبالغہ پندِ مغرورِ خرس را	۲۰۰
۵۱	تملق کردنِ دیوانہ جالینوس را و ترسیدنِ جالینوس ازوے	۲۰۳
۵۲	سببِ پریدن و چریدن مرغے با مرغِ دیگر کہ جنسِ اُو نبود	۲۰۴
۵۳	تتمۂ قصۂ اعتمادِ آں مغرور بر تملقِ خرس	۲۰۶
۵۴	بعیادت رفتنِ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر صحابیِ رنجور و فائدۂ عیادت	۲۰۷
۵۵	وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ چرا بعیادتِ من نیامدی	۲۰۸
۵۶	جدا کردنِ باغبان صوفی و فقیہ و علوی را از یکدگر و ادب کردن۔	۲۰۹
۵۷	رجعت بقصۂ مریض و بعیادت رفتنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۳
۵۸	گفتنِ شیخے مر بایزیدؒ را کہ کعبہ منم گردِ من طواف کن	۲۱۴
۵۹	حکایت خانہ ساختنِ مریدی و امتحانِ پیر مریدرا	۲۱۵
۶۰	دانستنِ پیغمبرؐ کہ سببِ رنجوری آں شخص گستاخی بودہ است در دعا۔	۲۱۷
۶۱	عذر گفتنِ دلقک با سیّد کہ چرا قحبہ را نکاح کردی	۲۲۴
۶۲	بحیلت در سخن آوردنِ سائل آں بزرگ را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود	۲۲۵
۶۳	حملہ کردنِ سگ بر کور	۲۲۶
۶۴	خواندنِ مُحتسب مست خراب افتادہ را بسوئے زنداں	۲۲۹
۶۵	دوم بارے در سخن آوردنِ سائل شیخ را تا حالِ باقی معلوم تر گردد	۲۳۰
۶۶	تتمۂ نصیحتِ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را	۲۳۵
۶۷	ذکرِ دشواریِ عذابِ آخرت و سختیِ آں	۲۳۶
۶۸	ذکرِ قومِ موسیٰ علیہ السلام و پشیمانیِ ایشان	۲۳۸
۶۹	مثال در معنیٰ اَنْ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ	۲۴۲
۷۰	وصیت کردنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن	۲۴۴
۷۱	بیدار کردنِ ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ	۲۴۸
۷۲	جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ را	۲۴۹
۷۳	جواب گفتنِ ابلیسِ لعین بارِ دوم حضرت امیر المومنین معاویہؓ را	۲۴۹
۷۴	باز تقریر کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابلیس را	۲۵۲

766

www.pdfbooksfree.pk

۷۵	جواب گفتنِ ابلیسِ لعین امیر المومنین حضرت معاویہ رض را	۲۵۴
۷۶	عنف کردن امیر المومنین حضرت معاویہ با ابلیس علیہ اللعنۃ	۲۵۷
۷۷	نالیدنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رض	۲۵۷
۷۸	باز تقریرِ ابلیس تلبیسِ خود را با امیر المومنین	۲۵۸
۷۹	باز جستنِ حضرت معاویہ حقیقتِ غرض را از ابلیس	۲۶۰
۸۰	شکایتِ قاضی از آفتِ قضا و جوابِ نائبِ اُورا	۲۶۱
۸۱	باقرار آوردنِ حضرت معاویہ رض ابلیسِ لعین را	۲۶۲
۸۲	راست گفتنِ ابلیس ضمیرِ خود را با حضرت معاویہ رض	۲۶۳
۸۳	فضیلت حسرت خوردنِ آں شخیص بر فوتِ نمازِ جماعت	۲۶۳
۸۴	تتمۂ اقرارِ ابلیس با حضرت معاویہ رض مکر و فریبِ خود را	۲۶۴
۸۵	جواب گفتنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رض ابلیس را	۲۶۵
۸۶	فوت شدنِ زر در باز دادنِ آں شخص صاحبِ خانہ را کہ نزدیک شُدہ بود	۲۶۵
۸۷	حکایت وزیرِ یکہ بادشاہ اُورا از وزارت معزول کردہ	۲۶۷
۸۸	قصۂ منافقان و مسجدِ ضرار ساختنِ ایشاں	۲۶۸
۸۹	فریفتنِ منافقاں پیغمبر علیہ السلام را کہ تا بمسجدِ ضرار بروند	۲۷۰
۹۰	اندیشیدنِ یکی از اصحاب با انکار کہ حضرت رسالت چرا استاری نمیکند	۲۷۳
۹۱	قصۂ آں شخص کہ اُشتر ضالۂ خود را می جُست و نشان می پُرسید	۲۷۶
۹۲	متردد شدن در میانِ مذاہبِ مختلفہ دیروں شدن و مخلص یافتن	۲۷۷
۹۳	امتحان کردنِ ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرّے کہ در ویست	۲۷۹
۹۴	شرح فائدہ حکایتِ آں شخص اُشتر جوئندہ	۲۸۱
۹۵	در بیانِ آنکہ در ہر نفسے فتنۂ مسجدِ ضرار ست	۲۸۴
۹۶	حکایتِ ہندو کہ با یارانِ خود جنگ میکرد کہ بد کارید	۲۸۵
۹۷	قصد کردنِ غُرّاں بکشتنِ یک مردے	۲۸۷
۹۸	بیانِ حالِ خود پرستاں و ناشکراں در نعمتِ وجود انبیاؑ و اولیاؒ	۲۸۸
۹۹	شکایت کردنِ پیر پیشِ طبیب از رنجوریہا و جوابِ طبیب اُورا	۲۹۱
۱۰۰	قصۂ کودکی کہ در پیش تابوت پدر می نالید و سخن جو جی	۲۹۴
۱۰۱	ترسیدنِ کودکی ازاں شخص صاحبِ جثّہ	۲۹۷
۱۰۲	قصۂ تیر اندازی و ترسیدنِ اُواز سوار یکہ در بیشہ می رفت	۲۹۸
۱۰۳	قصۂ اعرابی و ریگ در جُوال کردن	۲۹۹
۱۰۴	کراماتِ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دریا	۳۰۲
۱۰۵	آغازِ منوّر شدنِ حواسِ عارف بنورِ غیب بیں	۳۰۵
۱۰۶	طعنہ زدنِ بیگانہ بر شیخے و جواب گفتنِ مرید شیخ آں بیگانہ را	۳۱۰
۱۰۷	بقیۂ قصۂ ابراہیم ادہم قدّس سرّہٗ بر لبِ دریا	۳۱۴
۱۰۸	دعویٰ کردنِ آں شخص کہ حق تعالیٰ مرا نمیگیرد بگناہ	۳۱۶
۱۰۹	بقیۂ قصۂ طعنہ زدنِ آں مردِ بیگانہ بر شیخ و جوابِ مریدِ اُورا	۳۱۹
۱۱۰	گفتنِ عائشہ رض رسول اللہ را کہ تو بے مصلّی بہر جا کہ بری نماز می کُنی	۳۲۱
۱۱۱	کشیدنِ موش مہارِ شتر را و مُعجب شدنِ موش در خود	۳۲۲
۱۱۲	کراماتِ آں درویش کہ در کشتی بدزدیش متہم کردند	۳۲۶

www.pdfbooksfree.pk

۱۱۳	تشنیعِ صوفیاں پیشِ شیخ بر اں صوفی کہ بسیار می گوید و می خورد	۳۲۹
۱۱۴	عذر گفتنِ فقیر با آں شیخِ خانقاہ	۳۳۰
۱۱۵	در بیانِ صدق دعویٰ کہ محض معنیٰ بود نزدیکِ صاحبِ حال و دوری بیگانگاں	۳۳۵
۱۱۶	سجدہ کردنِ یحییٰ و مسیح در شکمِ مادر یکدیگر را	۳۳۷
۱۱۷	اِشکال آوردنِ نادان بریں قصہ	۳۳۸
۱۱۸	جوابِ اِشکال و بیانِ مقصود از قصہ	۳۳۸
۱۱۹	در بیانِ ماجرائے شمع و پروانہ و گل و بلبل وغیرہ	۳۳۹
۱۲۰	پذیرا آمدنِ سخنِ باطل در دلِ باطلان	۳۴۰
۱۲۱	جُستنِ آں درخت کہ ہر کہ میوۂ آں خورد ہرگز نمیرد	۳۴۱
۱۲۲	شرح کردنِ شیخ سِرِّ آں درخت را با آں طالبِ مقلد	۳۴۲
۱۲۳	بیانِ منازعت کردنِ چہار کس جہتِ انگور با ہمدگر	۳۴۴
۱۲۴	بر خاستنِ مخالفت و عداوت از میانِ انصار ببرکتِ وجودِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۴۷
۱۲۵	قصۂ بطِ بچگاں کہ مرغِ خانگی پروردشاں	۳۵۲
۱۲۶	حیران شدنِ حاجیاں در کراماتِ آں زاہد کہ در بادیہ بر یگِ گرم نشستہ	۳۵۴

تمام شد

768

www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK

www.pdfbooksfree.pk